قرآن کریم کی جامع ونایاب تفسیر .... قدیم وجدید اعتراضات اور اَدیانِ باطلہ کا لاجواب علمی ردّ اور بہت سی امتیازی خصوصیات کی حامل مستند تفسیر جسے حکیم الامت مجدّدِ وقت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے حرفاً حرفاً نظر فرما کر تصدیق ثبت فرمائی

عام فہم منفرد اُردو تفسیر

حلّ القرآن

با محاورہ ترجمہ ونظرِ ثانی

حکیم الامت مجدد الملت حضرۃ مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ

تفسیر

حضرت مولانا حبیب احمد کیرانوی رحمہ اللہ

عنوانات

حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب مدظلہ

(مرتب: فتاویٰ دار العلوم دیوبند)

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان

عام فہم منفرد اُردو تفسیر

حل القرآن

جلد اوّل

دور حاضر کی ضروریات وحالات کے مطابق قرآن کریم کی جامع ونایاب تفسیر....قدیم وجدید
اعتراضات اور ادیان باطلہ کا لاجواب علمی ردّ اور بہت سی امتیازی خصوصیات کی حامل پہلی مکمل تفسیر
جسے حکیم الامت مجدد الملت تھانوی رحمہ اللہ نے حرفاً حرفاً نظر فرما کر تصدیق ثبت فرمائی

بامحاورہ ترجمہ ونظر ثانی
حکیم الامت مجدد الملت حضرۃ مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

تفسیر : حضرت مولانا حبیب احمد کیرانوی رحمہ اللہ

عنوانات : حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب مدظلہ
(مرتب: فتاویٰ دار العلوم دیوبند)

اِدارۂ تالیفاتِ اَشرفیہ
چوک فوارہ مُلتان پاکستان
(061-4540513-4519240

حلّ القرآن

تاریخ اشاعت............... ربیع الاوّل ۱۴۲۸ھ

ناشر...............ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

طباعت...............سلامت اقبال پریس ملتان

قارئین سے گذارش

ادراہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ.... چوک فوارہ....ملتان　　مکتبہ رشیدیہ........راجہ بازار........راولپنڈی

ادارہ اسلامیات........انارکلی........لاہور　　یونیورسٹی بک ایجنسی.....خیبر بازار.......پشاور

مکتبہ سید احمد شہید.......اردو بازار......لاہور　　ادارۃ الانور.........نیوٹاؤن.......کراچی نمبر 5

مکتبہ رحمانیہ........اُردو بازار .... لاہور　　مکتبہ المنظور الاسلامیہ.....جامعہ حسینیہ....علی پور

مکتبہ المنظور الاسلامیہ...........بلاک زیڈ.........مدینہ ٹاؤن.........بنک موڑ.........فیصل آباد

ادارہ اشاعت الخیر - حضوری باغ روڈ - ملتان

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K
(ISLAMIC BOOKS CENTERE

119-121- HALLIWELL ROAD
BOLTON BLI 3NE. (U.K.)

عرض ناشر

الحمدلله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین وعلی اله واتباعه اجمعین

امابعد! اللہ رب العزت کا احسان عظیم ہے کہ اس نے ''ادارہ تالیفات اشرفیہ'' ملتان کو اپنے اکابر علماء حق کی نادر و نایاب کتب جدید تر انداز میں شائع کرنے کی توفیق بخشی۔ ؎ ایں سعادت بزور بازو نیست

قرآن کریم کی تفاسیر کے سلسلہ میں بھی بحمد اللہ ادارہ نے عربی، اردو کی نایاب تفاسیر شائع کیں۔ کچھ عرصہ قبل حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی شہرہ آفاق تفسیر ''بیان القرآن'' جدید انداز میں شائع کی گئی جسے عوام وخواص نے بہت پسند کیا۔ تفسیر عثمانی پہلی مرتبہ سعودی طرز پر غیر ملکی اعلیٰ نفیس پیپر پر اس طرح شائع کی گئی کہ متعلقہ متن قرآن کی تفسیر اسی صفحہ پر مکمل ہو جائے جس سے حاشیہ اور تفسیر کیلئے دیکھنا انتہائی سہل ہو گیا۔ اسی طرح علامہ بغوی رحمہ اللہ کی نایاب عربی تفسیر ''معالم التنزیل'' عرصہ سے نایاب تھی ادارہ نے خوبصورت چار جلدوں میں شائع کی جس پر اکابر علماء نے ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ یقیناً یہ فضل خداوندی اور بزرگانِ دین و والدین کی توجہات و دعاؤں کا ثمرہ ہے۔

زیر نظر تفسیر ''حل القرآن'' کا جدید ایڈیشن آپ کے سامنے ہے جسے حضرت مولانا حبیب احمد کیرانوی رحمہ اللہ نے تالیف فرمایا۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ جیسی شخصیت نے مکمل نظر ثانی فرما کر اس کی صحت و قبولیت کو دو چند کر دیا۔ مولانا ظفیر الدین صاحب رحمہ اللہ (مرتب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند) کے عنوانات نے اسے مزید سہل کر دیا۔

اس تفسیر کے مرتب حضرت مولانا حبیب احمد کیرانوی رحمہ اللہ کے علم وفضل کیلئے یہی بات کافی ہے کہ مجدد وقت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اپنی جملہ تصنیفات کی تصحیح و مراجعت کیلئے باقاعدہ اُجرت پر آپ کو خانقاہ میں ٹھہرایا ہوا تھا۔

ہر تفسیر اپنے اندر خاص ذوق اور جداگانہ علوم و معارف رکھتی ہے تفسیر ''حل القرآن'' ادیان باطلہ کے رد میں اپنا ایک خاص مقام رکھتی ہے۔

کوشش کی ہے کہ اس جدید ایڈیشن کو عصر حاضر کے ذوق سے ہم آہنگ کیا جائے۔ امید قوی ہے کہ قارئین اس ایڈیشن کو قدیم عکسی نسخوں کی بہ نسبت مزید بہتر اور سہل پائیں گے۔ اللہ پاک اس سعی کو شرف قبول سے نوازیں۔ آمین

والسلام محمد اسحٰق عفی عنہ (ربیع الاول ۱۴۲۸ھ بمطابق اپریل 2007ء)

تقریظ

حکیم الامۃ مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بعد الحمد والصلوٰۃ احقر مظہر مدعا ہے کہ میں نے اس تفسیر مسمی بہ ''حل القرآن'' مولف مشفق مکرم جامع فضائل علمیہ وعملیہ مولوی حبیب احمد صاحب کیرانوی سلمہ اللہ تعالیٰ کو شروع سے ختم تک حرفاً حرفاً دیکھا ہے جو خصوصیات تفسیر کی میرے ذہن میں ہیں ان کو لکھتا ہوں۔

۱- ترجمہ سلیس وشگفتہ ہے جس میں لغت ومحاورہ کی کافی رعایت ہے۔ زبان نہ بازاری ومبتذل ہے نہ محض کتابی۔

۲- تفسیر نہ اتنی مختصر ہے کہ مقصود میں مخل ہو نہ ایسی طویل کہ ناظرین کے لئے ممل ہو۔ (اکتا دینے والی)

۳- تفسیر کی تقریر ایسے انداز سے کی گئی ہے کہ اس سے اجزاء قرآنیہ میں نہایت لطیف ارتباط بھی ظاہر ہو گیا۔

۴- طلبہ کے لئے اکثر ترکیب وتقدیر کی طرف مواقع ضرورت میں اشارہ ہے۔ مگر چونکہ زیادہ تر مقصود اس تفسیر سے عوام کا افادہ تھا اس لئے اسکا التزام نہیں کیا گیا۔

۵- کہیں کہیں مجھ کو اختلاف بھی ہوا جس میں بعد کو اتفاق ہو گیا۔ مگر اس اتفاق کی مختلف صورتیں ہیں بعض مقامات پر بعد بحث مترجم کو میری رائے پر اور بعض جگہ مجھ کو مترجم کی رائے پر شرح صدر ہو گیا اور اکثر مقامات ایسے ہی ہیں اور بعض جگہ دونوں اپنی رائے پر رہے سو کہیں تو اس کی طرف حاشیہ میں اشارہ کر دیا گیا ہے اور بعض جگہ میں نے اس لئے سکوت کر لیا کہ میرے پاس بجز ذوق کے کوئی نقل صالح للحجۃ نہ تھی نہ عربیت میں میری نظر وسیع ہے۔

۶- بعض جگہ میرے حواشی ملیں گے جن سے میرا جوش وجد ظاہر ہو گا جو غایت استحسان سے ناشی ہوا۔

۷- مترجم نے بعض مسائل میں دوسرے مجتہدین کے قول کو ترجیح دی ہے مگر اس کو جزو تفسیر نہیں بنایا حاشیہ میں ظاہر کر دیا ہے۔

۸- بعض توجیہات میں مترجم متفرد ہیں مگر چونکہ قواعد عربیہ وشرعیہ سے خروج نہیں کیا اس لئے اس پر نکیر نہیں ہو سکتا اور غالباً اس سے کوئی صاحب علم خالی نہیں۔ ۹- بعض فرق باطلہ کے تمسکات کا موقع حاجت میں جواب بھی دیا گیا ہے اور جواب بھی بہت دلپذیر۔

۱۰- قصص اور اسباب نزول کے استقصاء کا اہتمام نہیں کیا گیا جس جگہ مقصود قرآنی اس پر موقوف نہ تھا۔ یہ مختصر نمونہ ہے خصوصیات کا، باقی مطالعہ سے جو خصوصیات مشاہد ہوں گی وہ ان کے علاوہ ہیں میری رائے میں عوام وخواص سب کے لئے یہ تفسیر تمام ان ضروریات کے اعتبار سے مفید ہے جو اس وقت حاضر ہیں۔ قیمت بھی ارزاں ہے؟ خریدنے سے دریغ نہ کیا جائے۔

والسلام..... کتبہ اشرف علی التھانوی الحنفی فی تھانہ بھون لعشرین من صفر ۱۳۴۶ھ

عنوانات

حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب مدظلہ (مرتب: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

الحمدلله و كفى وسلام على عباده الذين اصطفىٰ ...اما بعد!

خاکسار کو ہر نئی علمی اور دینی کتاب کے پڑھنے کا طبعی ذوق ہے اور جو بھی نئی کتاب سامنے آجاتی ہے اگر وہ مفید معلوم ہوئی تو شروع سے اخیر تک پڑھ جاتا ہوں چند ماہ پہلے مولوی مختار علی صاحب تفسیر ''حل القرآن'' لائے کہ اسے دیکھیں کیسی تفسیر ہے میں نے پڑھنا شروع کیا، تو مجھے پسند آگئی انہوں نے حکم دیا کہ تم اس پر عنوانات کا اضافہ کردو تو بڑا اچھا ہو، اور عوام کے لئے اس سے بڑی سہولت پیدا ہوجائے۔

چنانچہ میں نے مطالعہ شروع کیا اور حسب صوابدید عنوانات لگاتا چلا گیا' پڑھا تو اس نیت سے کہ قرآن پاک کی یہ تفسیر علمی رنگ کی ہے اور بہت ہی مختصر کم سے کم وقت میں قرآن کے پورے مضامین پھر ایک مرتبہ نظر سے گذر جائیں گے اور اس طرح قرآن سے مناسبت تازہ ہوجائے گی اور عنوانات اس مقصد سے لگائے گئے کہ عوام کے لئے مضامین قرآن پر نظر آسان ہوجائے اور اس طرح پورے مضامین قرآن کی ایک اچھی خاصی فہرست تیار ہوجائے اور پھر فہرست دیکھ کر جن سے مضامین کی ضرورت ہوگی، ہر شخص آسانی سے نکال لے گا، بقدر ضرورت چیزیں اسے اسی تفسیر میں مل جائیں گی، اگر مزید مطالعہ مقصود ہوگا تو اس کی مدد سے دوسری تفسیروں میں آسانی سے یہ مضمون نکال کر دیکھنے والے دیکھ سکیں گے اور اس سے بڑھ کر اپنا فائدہ یہ ہوگا کہ ذرا غور کرنے کا موقع مل جائے گا اور پھر اس کام سے کیا عجب کسی بڑے اہم کام کی رہنمائی کی توفیق نصیب ہوجائے۔

امید تو یہی ہے کہ یہ اپنے اختصار و جامعیت کی وجہ سے ہر شخص کو پسند آئے گی، اور عنوانات کے اضافہ سے خاطر خواہ فوائد بھی ان شاءاللہ ضرور ہوں گے۔ جو حضرات ان عنوانات کے اضافہ سے فائدہ محسوس کریں، ان سے درخواست ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور خاکسار کے لئے دارین کی فلاح و صلاح کی اللہ تعالیٰ سے التجا کریں۔

اخیر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ خاکسار کی یہ حقیر خدمت قبول فرمائیں اور دنیا و آخرت میں اسے ترقی درجات اور مغفرت عصیان کا ذریعہ بنائیں۔ آمین۔ ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم.

طالب دعا: محمد ظفیر الدین غفرلہ (دارالافتاء دارالعلوم دیوبند ۲۹ جمادی الاولی ۱۳۸۰ھ)

اجمالی فہرست

فہرست عنوانات

(سورۃ الفاتحہ تا سورۃ التوبہ - پارہ اوّل تا پارہ دس)

☆......☆......☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا

امابعد معروض آنکہ یہ بات تمام مسلمانوں کو مسلم ہے کہ قرآن کریم خدا کا کلام ہے اور اسکا وہ قانون ہے جو شہنشاہ حقیقی نے اپنے بندوں کے لئے اپنے رسول کی معرفت اس غرض سے بھیجا ہے کہ وہ اس کو دستور العمل بنائیں اور اس پر عمل کر کے اس شہنشاہ حقیقی کی خوشنودی حاصل کریں اور اس ذریعہ سے اس کے یہاں مراتب جلیلہ اور انعامات جزیلہ پانے کے مستحق ہوں لیکن چونکہ یہ مسلم ہے کہ جب تک کسی قانون کو صحیح طور پر نہ سمجھا جائے اور اس پر صحیح طور پر نہ عمل کیا جاوے اس وقت تک اس کا محض زبان سے ماننا اور اس پر ادعائی طور پر عمل کرنا فی الحقیقت اس کا ماننا اور اس پر عمل کرنا نہیں ہے اور نہ اس پر وہ غایت مرتب ہوسکتی ہے جو اس کے ماننے اور اس پر عمل کرنے پر مرتب ہونی چاہئے۔ بلکہ ایسا کرنے والا الٹا مجرم اور اس قانون کے بنانے والے کے یہاں اس تغییر قانون کا جواب دہ ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ قرآن کریم کے ماننے والے اور اس پر عمل کے دعویدار اسکو صحیح طور پر سمجھیں اور صحیح طور پر عمل کریں تا کہ وہ ایسا کرنے سے شہنشاہ حقیقی کی خوشنودی کے مستحق ہوں اور ان کو وہ مراتب جلیلہ اور انعامات جزیلہ دیے جائیں جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس شرالقرون میں یہ بھی کھلی آنکھوں دیکھا جا رہا ہے کہ بہت سے افراد اپنی جہالت سے یا دنیوی اغراض کی خاطر خدا کے قانون کو مسخ کر کے لوگوں تک پہنچا رہے ہیں اور اپنے حسب منشاء قرآن کے معنی گڑھتے اور ان کو لوگوں میں شائع کرتے ہیں۔ اس وجہ سے ایک ایسی اردو تفسیر کی ضرورت تھی جو مختصر بھی ہو اور باوجود اختصار کے قریب قریب عام فہم بھی ہو۔ تا کہ لوگ اس کے ذریعہ سے قرآن کا صحیح مقصود سمجھ کر اس پر عمل کریں پھر قرآن کریم میں جس محیر العقول ایجاد سے کام لیا گیا ہے جو کہ اسکے اعجاز کی ایک مستقل دلیل ہے اس نے عام طور پر لوگوں کے دماغوں پر یہ اثر کیا کہ وہ اس کلام کو ایک غیر منتظم اور غیر مرتب کلام سمجھ گئے جس کا اثر کفار پر تو یہ ہوا کہ انہوں نے اسکے کلام الٰہی ہونے کا انکار کر دیا اور کہا کہ نعوذ باللہ یہ بے جوڑ کلام خدا کا کلام نہیں ہوسکتا۔ اور شیعوں نے اس کو اپنے عقیدۂ تحریف قرآن کے لئے سند بنایا۔ اور

مسلمانوں نے اس کے ہر ایک فقرہ کو ایک علیحدہ جملہ سمجھ کر اس کا علیحدہ علیحدہ حل کیا جس سے بہت سی جگہ مقصود بدل گیا۔ اور کچھ سے کچھ ہو گیا اس وجہ سے ضرورت تھی کہ مقصود قرآن کی ایسے انداز سے تقریر کی جائے جس سے اجزاء قرآنیہ کا ارتباط بھی ظاہر ہو جائے۔ اور کلام کا مقصود پوری طرح واضح ہو جائے۔ یہ امور تھے جنہوں نے مجھے تفسیر حل القرآن لکھنے پر آمادہ کیا گو یہ کام ایسا نہیں تھا کہ جس پر مجھ سا قلیل البضاعت اور بے سروسامان شخص جرأت کر سکے۔ لیکن میں نے یہ خیال کیا کہ توکلاً علی اللہ اس کام کو شروع کرنا چاہئے۔ اگر خدائے تعالیٰ کو منظور ہے اور اس نے مدد کی تو کام پورا ہو جائے گا ورنہ خیر۔ یہ خیال کر کے تفسیر کا کام شروع کیا لیکن چونکہ کام بڑی ذمہ داری کا تھا اس لئے ضرورت ہوئی کہ اس میں کسی ایسے شخص سے مدد لی جائے جو مجھے اس راہ کے خطرات اور مہالک سے بچاتا ہوا منزل مقصود تک پہنچا دے۔ اور چونکہ اس کام کے لئے مجھے مجدد الملۃ والدین خلیفۃ اللہ فی الارض مرشدی ومولائی حضرت مولانا اشرف علی صاحب عم فیضہم ودامظلہم سے بہتر کوئی شخص نظر نہ آتا تھا اس لئے میں نے حضرت والا کو تکلیف دی کہ جس قدر میں لکھتا جاؤں آپ بنظر اصلاح ملاحظہ فرماتے جائیں۔ حضرت والا نے میری اس درخواست کو نہایت خوشی سے منظور فرمایا چنانچہ جس قدر میں لکھتا گیا حضرت والا کو دکھاتا گیا اور حضرت والا مفید مشوروں سے میری مدد فرماتے رہے تا آنکہ اسی طرح تفسیر آخر تک پہنچ گئی۔

یہ تفسیر اول سے آخر تک حرفاً حرفاً حضرت والا کی نظر سے گذری ہوئی ہے اور میں حضرت والا کی اس کمال شفقت کا تہہ دل سے شکر گذار ہوں کہ انہوں نے میرے لئے اس قدر تکلیف گوارا فرمائی۔ اور حضرت والا کا یہ احسان صرف مجھ پر نہیں ہے بلکہ تمام مسلمانوں پر ہے۔

فجزاه الله عني وعن سائر المسلمين خيرا.

الغرض یہ ضرورت تھی اس تفسیر کے لکھنے کی جو خدا کے فضل اور اسکی تائید اور حضرت مولانا کی برکت سے ایسے طور پر پوری ہو گئی کہ اس سے پیشتر مجھے اس کی توقع نہ تھی والحمد للہ علی ذلک۔

اللہ تعالیٰ اپنے کرم وفضل سے اس کو میرے لئے اور دوسرے مسلمانوں کے لئے نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین۔

اصول ترجمہ

اس جگہ یہ بھی بتلا دینا ضروری ہے کہ بعض مترجمین حضرات نے اصول ترجمہ کے متعلق اپنا خیال ان الفاظ میں ظاہر کیا ہے۔ یہ خیال ایک لازمی امر ہے کہ خالق مطلق کا یہ معجز کلام اپنے اسلوب وطرز بیان اور الفاظ کی بندش میں بھی ایسا ہی معجز ہے جیسا کہ حسن نظم عبارت اور خوبی ادائے معنی میں کسی خاص لفظ کا کسی خاص محل پر واقع ہونا جو نشا پیدا اور لطف ہو پیدا کر رہا ہے اور اس کی تقدیم و تاخیر اس خاص لطافت کو کوسوں دور لے جا ڈالتی ہے جس کی وجہ سے اکثر دور اندیش متدین حضرات نے تو تحت اللفظ ترجمہ ہی پر قناعت کرنا مناسب سمجھا۔ یہ بھی کچھ ضروری نہیں کہ زبان عربی خصوصاً کلام جل وعلا شانہ کے اختلال نظم اور تغیر نسق سے جو معانی میں تفاوت پیدا ہو وہ ہم غیر زبان والے سمجھ ہی جائیں اس لئے میری ناقص رائے میں ترجمہ کی اس درجہ سلاست اور محذوفات کا مذکور کرنا جس سے الفاظ قرآن کے ترجمہ کا حصار چھوڑنا پڑے نہایت نامناسب امر ہے۔ اھ۔ بلفظہ۔ لیکن میں نے اس معیار کے الفاظ میں بہت کچھ غور کیا مگر مجھے اس کا کوئی محصل نہیں معلوم ہوا۔ کیونکہ یہ مسلم ہے کہ قرآن کریم اپنے اسلوب اور طرز بیان اور الفاظ کی بندش میں معجز ہے۔ اور یہ بھی مسلم ہے کہ کسی خاص لفظ کا کسی خاص محل پر واقع ہونا جو لطف پیدا کرتا ہے وہ اسکی تقدیم و تاخیر سے حاصل نہیں ہوسکتا لیکن میں نہیں سمجھتا کہ ترجمہ کا تعلق اس سے کیا ہے۔ یہ تو اس وقت کہا جاسکتا ہے جبکہ کوئی نظم قرآنی میں تصرف کرے لیکن اگر کوئی نظم قرآنی کو بحالہ باقی رکھ کر اس کے مقصود کو دوسری زبان میں واضح طور سے ادا کرنا چاہے تو اس پر ان مقدمات کا کیا اثر پڑتا ہے اور اس سے یہ نتیجہ کیونکر نکلتا ہے کہ ترجمہ تحت اللفظ پر اکتفا مناسب ہے۔ رہا یہ امر کہ اختلال نظم عربی اور تغیر نسق سے جو معانی میں تفاوت پیدا ہو یہ ضرور نہیں کہ ہم عجمی اسے سمجھ ہی جائیں۔ سو یہ بھی مسلم ہے مگر اس کا حاصل بھی یہ ہی ہے کہ نظم قرآنی میں تصرف نہیں کرنا چاہئے اور اس سے کسی طرح یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ ترجمہ میں وضاحت سے کام نہ لینا چاہئے اگر یہ مطلب ہے کہ یہ کچھ ضرور نہیں کہ جو قرآن کا محمل تم نے سمجھا ہے وہ ہی اس کا محمل ہو تو گو یہ عبارت کا مدلول نہیں ہے لیکن اگر ہم اس کو بھی تسلیم کرلیں تو یہ خرابی بعینہ تحت اللفظ میں بھی موجود ہے کیونکہ خواہ کتنا ہی تحت اللفظ ترجمہ کیا جائے اصل زبان بالخصوص کلام اللہ کی خصوصیات اس میں کبھی نہیں آسکتیں مثلاً قسورۃ کے ترجمہ میں کوئی مترجم ایسا لفظ نہیں اختیار کرسکتا جو اس جیسا محتمل الوجوہ ہو کیونکہ اس کے معنی متعدد ہیں۔ جیسے شیر۔ تیر انداز شکاری۔ آہٹ اور سب معنی اسی جگہ بن سکتے ہیں اور اردو میں کوئی ایسا لفظ نہیں جو ان تمام معانی کو حاوی ہو۔ اس لئے تحت اللفظ ترجمہ بھی نہ ہونا چاہئے۔ پھر ہم نہیں سمجھتے کہ مترجم اپنے ترجموں کے حاشیہ میں فوائد کے نام سے قرآن کے مضامین کی توضیحات کرتے ہیں اور جو نفس ترجمہ کے اندر بین القوسین توضیحات کرتے ہیں ان دونوں میں کیا فرق ہے کہ اول مناسب ہے اور ثانی غیر مناسب۔ خلاصہ یہ ہے کہ میں ان صاحب کے مشورہ کی حقیقت نہیں سمجھ سکا کہ ان کا کیا مطلب ہے اور وہ کہاں تک صحیح ہے اس لئے میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ میں نے ان کے مشورہ پر عمل کیا ہے یا نہیں اور نہیں تو کیوں۔ میں جہاں تک سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ جو قرآن کے مقصود کو سمجھ سکتا ہے اس کے لئے وضاحت کے ساتھ ترجمہ بھی جائز ہے اور جو اسے نہیں سمجھ سکتا اس کے لئے تحت اللفظ بھی جائز نہیں۔ کیونکہ تحت اللفظ میں بھی بہت سی جگہ تعیین محمل کی ضرورت ہوتی ہے اگرچہ ظناً ہی ہو۔ اور اس میں بھی اصلی کلام کی بہت سی خصوصیات فوت ہوتی ہیں۔ میرے نزدیک مترجم کلام اللہ کی بالکل ایسی مثال ہے جیسے کوئی مصور کسی اعلیٰ درجہ کے حسین شخص کی کاغذ پر تصویر کھینچتا ہے۔ پس جس طرح اس مصور کے لئے یہ ناممکن ہے کہ اس حسین کی تمام خصوصیات اپنی تصویر میں لے آئے یوں ہی

مترجم کلام اللہ کے لئے بھی ناممکن ہے کہ وہ کلام اللہ کی تمام خوبیاں اپنے ترجمہ میں لے آئے۔اور جس طرح اس مصور کا کمال یہ ہے کہ وہ اسکی ایسی تصویر کھینچے جس سے اس حسین کی صورت اس کے دیکھنے والے کی آنکھوں کے سامنے آجائے یوں ہی مترجم کا بھی یہ کمال ہے کہ وہ ایسا ترجمہ کرے جس سے کلام الٰہی کا مقصود اسکے پڑھنے والے کے ذہن میں آجاوے۔پس جس قدر کوئی ترجمہ اس معیار پر صحیح اترے گا اسی قدر وہ ترجمہ اچھا ہے اور جس قدر اس امر میں اس میں کمی ہوگی اسی قدر وہ ناقص ہوگا۔جب یہ اصول معلوم ہوگیا تو اب سمجھنا چاہئے کہ دوزبانوں میں بندش کا بہت اختلاف ہوسکتا ہے۔پس اگر ترجمہ میں اصل زبان کی بندش کالحاظ کیاجاوے اور خودترجمہ کی زبان کی بندش کا لحاظ نہ کیاجاوے تو ترجمہ آسانی سے مطلب سمجھانے سے قاصر رہے گا۔جو کہ ترجمہ کا نقص ہے اس لئے ضروری ہے کہ اصل کلام کے مضمون کو پورے طور پر محفوظ رکھتے ہوئے۔اسکی بندش کالحاظ نہ کیاجائے بلکہ خود ترجمہ کی زبان کی بندش کالحاظ رکھاجائے۔مثلاً حق تعالےٰ فرماتے ہیں قال رجل مؤمن من اٰل فرعون یکتم ایمانه اس کا ترجمہ مترجم نے یوں کیا ہے۔اور کہا ایک ایماندار مرد نے فرعون کے عزیزوں میں سے جو چھپاتا تھا اپنے ایمان کو۔لیکن اگر اس کا ترجمہ یوں کیاجائے کہ فرعون کے آدمیوں میں سے ایک ایماندار شخص نے جو کہ (اب تک) اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا۔یوں کہا۔تو یہ ترجمہ پہلے ترجمہ سے بہت اچھا ہے اگرچہ اسکی بندش اصل کلام کی بندش سے مختلف ہے کیونکہ اس سے قرآن کا مقصود بہت آسانی سے ذہن میں آتا ہے بہ نسبت ترجمہ مترجم کے۔اس کے علاوہ قرآن میں اس پر کوئی قرینہ نہیں کہ آل سے مراد عزیز ہیں اس لئے اس کا ترجمہ عزیزوں میں سے مناسب نہیں بلکہ آدمیوں میں سے اچھا ہے تاکہ عزیزوں اور غیر عزیزوں دونوں کو محتمل ہوجائے جیسا کہ لفظ آل محتمل ہے پھر یکتم کا ترجمہ چھپاتا تھا مناسب نہیں کیونکہ اس سے یہ نہیں سمجھ میں آتا کہ وہ اس سے پہلے چھپاتا تھا یا اس وقت چھپانا چاہتا تھا۔اس لئے ترجمہ یوں مناسب ہے کہ اب تک چھپائے ہوئے تھا۔

شان نزول

پھر انہیں صاحب نے شان نزول کی اہمیت دکھلائے ہوئے لکھا ہے۔ترجمہ قرآنی کو آیات قرآنی کے شان نزول اور بالتفصیل قصہ کی یہ کہ آیۃ کیوں اور کس وقت اور کس معاملہ میں نازل ہوئی تھی قریب قریب ایسی ہی ضرورت ہے جیسے روح کو صحت کی اور گل کو بو کی کیونکہ مطلب کا کافی انحلال اور وافی انکشاف اس کے بغیر دشوار امر ہے۔اھ۔بلفظہ۔لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ میں اس حقیقت کے سمجھنے سے بھی قاصر ہوں کیونکہ میں نے قرآن کو اول سے لے کر آخر تک حل کیا لیکن مجھے اس کے حل کے لئے شان نزول کی کوئی خاص ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔اور جب کہ اصول العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص المورد بھی موجود ہے تب تو اور بھی یہ ضرورت ناقابل تسلیم ہوجاتی ہے۔اس کے علاوہ جو روایتیں نزول کے باب میں منقول ہیں ان میں بہت سی تو موضوع ہیں جیسے وہ روایت جو خود ان مترجم صاحب نے آیۃ تطہیر اور آیۃ یوفون بالنذر کی شان نزول میں درج کی ہیں اور بہت سی ایسی ہیں کہ ان پر اعتماد نہیں ہوسکتا۔پس ایسی روایتوں پر قرآن کے ترجمہ وتفسیر کو مبنی کرنا سراسر غلطی ہے۔پس میرے نزدیک صحیح اصول یہ ہے کہ شان نزول وغیرہ روایات کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف نظم قرآنی پر اعتماد کیا جائے۔کیونکہ ان شان نزول کی جھوٹی روایتوں نے بہتوں کو گمراہ کردیا ہے اور بہت سی جگہ نظم قرآنی کو مختل کردیا ہے۔مثلاً نظم قرآنی بتلارہی ہے کہ آیہ تطہیر نساء النبی سے متعلق ہے۔مگر شان نزول کی جھوٹی روایتوں نے اس کا ازواج سے تعلق قطع کرکے اس کو خاص حضرت علیؓ وحضرت فاطمہؓ وامام حسنؓ وحسینؓ سے متعلق کردیا ہے اسی طرح نظم قرآنی بتلاتی ہے کہ یوفون کی ضمیر ابرار کی طرف راجع ہے اور اس کا تعلق عام ابرار سے ہے مگر شان نزول کی موضوع روایت نے اس کا تعلق ابرار سے منقطع کرکے اس کو خاص حضرت علی وحضرت فاطمہ سے متعلق کردیا ہے حالانکہ

قرآن میں ان حضرات کا کوئی ذکر نہیں اور نہ اس پر کوئی قرینہ ہے کہ یوفون کی ضمیر حضرت علی وحضرت فاطمہ کی طرف راجع ہے۔اس لئے میں نے ہدایت کے اس صاف اور شفاف چشمہ کو موضوعات واباطیل ونا قابل اعتماد روایتوں کی کدورتوں سے حتی الامکان پاک وصاف رکھنے کی کوشش کی ہے البتہ صحیح وثابت روایات سے بعض جگہ فہم قرآنی میں اعانت ضرور ہوتی ہے اسی طرح جن روایات صحیحہ میں خود کسی آیت کی تفسیر وارد ہے وہ بھی حل میں خاص دخل رکھتی ہے چنانچہ ہم نے خود بھی ایسے مقامات پر روایات سے اعانت لی ہے۔

قصص قرآنی

تفصیل قصص کے متعلق اصول یہ ہونا چاہئے کہ جس قدر واقعات قرآن میں مذکور ہیں ان پر ایمان لایا جائے اور جو قرآن متروک ہیں ان کو قرآن کی تفسیر میں زبردستی نہ ٹھونسا جائے بجز اس صورت کے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی تفصیل صحیح طور پر منقول ہو اور اسرائیلیات اور تاریخی روایات کو قرآن کی تفسیر میں داخل کرنا سخت نقصان رساں ہے۔اور لوگ ان تفصیلات کو جس سے قرآن نہ نفیا متعرض ہے نہ اثباتاً مدلول قرآن سمجھ کر عقائد میں داخل سمجھتے ہیں حالانکہ اس کے ماخذ کے مشتبہ ہونے کی وجہ سے خود انکے ثبوت بھی شبہ ہے چہ جائیکہ وہ اعتقادیات میں داخل ہوں۔ علیٰ ہذا قرآن میں جو مضامین مجمل ہیں اور ان کی تفصیل سے کوئی غرض متعلق نہیں ہے ان کو بھی مجمل ہی رکھنا مناسب ہے۔چنانچہ امیر المؤمنین عمر بن الخطابؓ سے بطرق صحیحہ طبری میں مروی ہے کہ انہوں نے **عبس وتولی** پڑھی جب **وفاکھة وابا** پر پہنچے تو فرمایا **کل هذاقدعلمنا فما الاب ثم ضرب بیده قال لعمرک ان هذا لهو التکلف واتبعوا ما تبین لکم فی هذا الکتاب (هذا لفظ یونس) وقال عمرو (الراوی فی حدیثه) ماتبین فعلیکم والافدعوه** نیز خود ابن جریر طبری نے بھی اپنی تفسیر میں بہت جگہ اس اصول سے کام لیا ہے چنانچہ **یوم یقوم الروح والملئکة صفا** کی تفسیر میں روح کے باب میں اقوال مختلفہ بیان کر کے لکھتے ہیں **والصواب من القول ان یقال ان الله تعالیٰ ذکره اخبران خلقه لا یملکون منه خطابا یوم یقوم الروح خلق من خلقه وجائز ان یکون بعض هذه الا شیاء التی ذکرت والله اعلم ای ذلک هو. ولا خبر بشئ من ذلک انه المرا دبه دون غیره یجب التسلیم له ولا حجة تدل علیه وغیر ضائر الجهل به** اور اسی طرح بہت سی جگہ اس قسم کی تصریحات کی ہیں۔پس ایسی صورت میں مناسب یہ ہی ہے کہ ایسے امور کی تحقیق کے درپے نہ ہوا جائے۔اور اس کو مجمل ہی رکھا جائے کہ یہ نہایت اسلم اور ابعد عن الخطر ہے۔

مترجم اور مفسر کا فرض

مترجم اور مفسر کا فرض ہے کہ وہ ہوائے نفسانی اور ذاتی خیالات کو چھوڑ کر اپنی باگ قرآن کریم کے ہاتھ میں دیدے اور جس طرف قرآن اسے لے جائے اس طرح چلے قرآن کو اپنی خواہش کے تابع نہ کرے اور جہاں تک قرآن اپنا مقصود خود بتلاتا چلا جائے وہاں تک کسی روایت کی طرف توجہ کی ضرورت نہیں۔اور جہاں مقصود مخفی ہو جائے وہاں اقوال مفسرین وروایات صحیحہ ثابتہ کی طرف توجہ کرے اور ان میں جو قول الصق بالمقام بحسب السباق والسیاق واقرب الی کلام العرب ہو اس کو اختیار کرلیا جائے۔اور جب تک کوئی خاص مجبوری نہ ہو اس وقت تک اقوال سلف سے باہر جانے کی اجازت نہیں ہوسکتی۔اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ جو تفسیر سلف کے خلاف اختیار کرے اس سے کسی حقیقت ثابتہ اسلامیہ پر اثر نہ پڑے یعنی یہ کہ اس سے کوئی جدید عقیدہ یا عمل نہ پیدا ہوتا ہو ورنہ وہ تفسیر رد ہوگی۔میں نے بعض جگہ بضرورت ایسی توجیہات اختیار کی ہیں جن کی

تائید مجھے تفاسیر متداولہ میں نہیں ملی۔ لیکن وہ ایسے ہی جن سے کسی اسلامی عقیدہ یا عمل پر کوئی اثر نہیں پڑتا تاہم مجھے انکی نسبت یہ دعویٰ نہیں ہے کہ وہ قطعی ہیں۔ ممکن ہے مجھ سے ان میں غلطی ہوئی ہو اب ہم کچھ ضروری باتیں قرآن کے متعلق بتلانا چاہتے ہیں۔

قرآن کی حجیت

قرآن تمام جن وانس پر خدا کی حجت ہے خواہ وہ مؤمن ہوں یا کافر۔ منکر صانع ہوں یا مقر بالصانع۔ موحد ہوں یا مشرک۔ فلسفی ہوں یا غیر فلسفی۔ اور اس کا ہر حکم ہر شخص کو ماننا لازم ہے اس لئے ہم ہر کافر اور فلسفی کی دلیل کو صرف یہ کہہ کر رد کر سکتے ہیں کہ یہ قرآن کے خلاف ہے اس لئے غلط ہے اور ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ ہم اس کی دلیل کو قرآن کے سوا کسی اور دلیل سے رد کریں کیونکہ جب ہم کسی کے سامنے قرآن کے کسی حکم سے استدلال کریں گے تو اس وقت ہمارے استدلال کا حاصل یہ ہوگا کہ قرآن خدا کا کلام ہے اور اس لئے جو کچھ اس میں ہے وہ خدا کا فرمودہ ہے اور جو خدا کا فرمودہ ہے وہ صحیح ہے اور جو اسکے خلاف ہے وہ باطل۔ اور اس استدلال میں صرف ہمارے ذمہ یہ بات ثابت کرنی ہوگی۔ کہ قرآن خدا کا کلام ہے پس جبکہ ہم یہ امر ثابت کر دیں گے تو پھر نہ کسی کو یہ گنجائش ہو سکتی ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں خدا کے وجود ہی کو تسلیم نہیں کرتا پھر میں قرآن کو کیسے مان لوں۔ کیونکہ کلام کی دلالت وجود متکلم پر عقلی ہے اس لئے قرآن کا کلام خدا ہونا خود خدا کے وجود پر دلالت کرتا ہے اور اس لئے ہمیں خدا کے وجود پر کسی مستقل دلیل کے قائم کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ میں رسول کو نہیں مانتا اس لئے پہلے رسول کی رسالت کو ثابت کرو کیونکہ خدا کا کلام ہونا خود رسالت کی بھی دلیل ہے اور نہ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ بات فلاں دلیل عقلی کے خلاف ہے اس لئے میں اسے نہیں مان سکتا کیونکہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ یہ خدا کا فرمودہ ہے تو اس سے معلوم ہو گیا کہ جس کو وہ دلیل عقلی سمجھے ہوئے ہے وہ دلیل عقلی نہیں بلکہ وہمی ہے اور ضرور اس کا کوئی مقدمہ غلط ہے اگرچہ ہم اس کی تعیین نہ کر سکیں اور منشاء غلطی نہ بتلا سکیں۔ الغرض اس امر کے مان لینے کے بعد کہ قرآن خدا کا کلام ہے پھر کسی کی کوئی حجت نہیں چل سکتی اور کسی کافر کو بجز اس کے کہ وہ اس کا ثبوت مانگے کہ قرآن خدا کا کلام ہے اور کسی مطالبہ کا حق نہیں۔ پس جبکہ مسلمان یہ ثابت کر دیں گے تو اب اس کو قرآن کا ہر حکم تسلیم کرنا لازم ہوگا۔ اب رہی یہ بات کہ اسکی کیا دلیل ہے کہ قرآن خدا کا کلام ہے سو اسکی دلیل اس کا اعجاز اور اس کے ذاتی اوصاف ہیں۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ پس ثابت ہوا کہ قرآن ہر شخص پر حجت ہے خواہ کوئی اسے مانے یا نہ مانے اور اسی سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ قرآن کے ہوتے ہوئے کسی علم کلام کی ضرورت نہیں خواہ وہ نیا ہو یا پرانا۔ اور جو لوگ قرآن کے ہوتے ہوئے نئے علم کلام کی ضرورت[1] سمجھتے ہیں ان کی نادانی ہے۔

ایمان بالقرآن

جبکہ یہ ثابت ہو گیا کہ قرآن تمام جن وانس پر خدا کی حجت ہے تو اس کا ماننا ہر شخص پر لازم ہے اور جو شخص اسے نہیں مانتا وہ کافر ہے۔ اور اس کے نہ ماننے کی چند صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ زبان سے صاف کہے کہ میں قرآن کو نہیں مانتا۔ یہ تو وہ کافر ہے جس کا کفر خود اس کو بھی تسلیم

---

[1] سوال۔ جہاں تمام مقدمات قطعاً صحیح ہوں اور قرآن کا مدلول ظنی ہو وہاں قرآن کو مصروف عن الظاہر کرنا ضروری ہے و صر جواب۔
جواب۔ یہ اصول فی نفسہ صحیح ہے مگر بہت سی جگہ اس کے استعمال میں غلطی ہوتی ہے اور اکثر مقدمات غیر قطعیہ کو قطعی سمجھ لیا جاتا ہے۔
سوال۔ اگر تائید و تاکید قرآن کے لئے ہو تو کیا حرج ہے اور یہی مقصود تھا اہل حق کا اس کی تدوین سے دلائل عقل سے خود قرآن میں کام لیا گیا ہے۔
جواب: یہ بھی صحیح ہے۔ مگر متکلمین اس کے استعمال میں بھی بہت غلطی کی ہے۔ چنانچہ بہت سے عقائد ایسے تراش لئے جو نہ قرآن کا ظنا مدلول تھے اور نہ قطعاً پس یہ قرآن کی حمایت نہیں بلکہ اپنے اختراعات کی حمایت ہے اس جگہ صرف ضرورت کی نفی ہے اور اگر درحقیقت قرآن کی تائید ہو تو اس کے غیر مفید ہونے کا دعویٰ نہیں۔

ہے۔ دوسرا وہ جو کہتا ہے کہ میں قرآن کو مانتا ہوں مگر یہ موجودہ قرآن اصلی قرآن نہیں ہے بلکہ وہ قرآن امام غائب کے پاس ہے اور یہ بیاض عثمانی ہے۔ اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ ایک فرضی قرآن پر ایمان رکھتا ہے اور واقعی قرآن کا صراحۃً منکر ہے۔ تیسرا وہ جو کہتا ہے کہ میں قرآن کو مانتا ہوں اور یہ وہی قرآن ہے جو رسول پر نازل ہوا ہے لیکن وہ اس کے معانی ایسے بیان کرتا ہے جسکے متعلق قطعی طور پر معلوم ہے کہ وہ حق تعالیٰ کی مراد نہیں ہیں تو چونکہ کلام سے مقصود معانی ہوتے ہیں اور یہ ان معانی کو تسلیم نہیں کرتا جو قطعی طور پر خدا کی مراد ہیں اس لئے وہ بھی قرآن کا منکر اور کافر ہے۔ مثلاً قرآن میں محمد رسول اللہ واقع ہے اور ایک شخص جس کا نام محمد ہے دعویٰ کرتا ہے کہ اس میں میری رسالت کی پیشین گوئی ہے تو چونکہ یہ امر بداہتہ اور بلا کسی شبہ کے معلوم ہے کہ خدا کی مراد محمد سے محمد بن عبداللہ ہیں نہ کہ یہ مدعی اس لئے کہا جائے گا کہ یہ مدعی قرآن کا منکر اور کافر ہے چوتھا وہ شخص جو قرآن کے الفاظ کو بھی مانتا اور اس کے معانی کو بھی مگر اس کی غرض بدل دیتا ہے جیسے وہ لوگ جو نماز روزہ حج زکوۃ وغیرہ تمام ارکان واحکام وتعلیمات اسلامیہ کی غرض وغایت محض تحصیل دنیا یعنی غلامی سے آزادی حاصل کرنا اور دنیا میں ایک عالمگیر برادری بنانا اور اسکے ذریعہ سے ایک عالیشان حکومت قائم کرنا اور دنیا میں عزت وشان وشوکت کے ساتھ زندگی بسر کرنا بتلاتے ہیں کیونکہ یہ امر بداہتہ معلوم ہے جس میں ذرا بھی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہوسکتی کہ تمام تعلیمات اسلامیہ کا حاصل حق تعالیٰ کی رضا جوئی اور توجہ الی الآخرت ہے حتیٰ کہ خود حکومت اسلامیہ کا مقصد بھی یہی ہے نہ کہ خدا اور رسول کو چھوڑ کر دنیا میں منہمک ہونا۔ پس جو شخص خدا کی اس غرض کو بدلتا ہے وہ اس کی اس واقعی غرض کا انکار کرتا ہے اور چونکہ یہ غرض قطعی ہے اور اس کے انکار کی ہرگز گنجائش نہیں اس لئے ایسا شخص بھی کافر ہے۔ اس شخص کی بالکل ایسی مثال ہے جیسے ایک شخص کسی بادشاہ کی فوج میں ملازمت کرتا ہے اور بادشاہ کے تمام احکام کی تعمیل کرتا ہے اور فنون سپہ گری بڑے شوق سے سیکھتا ہے لیکن وہ اسکا مقصود بجائے بادشاہ کی مدد کے باغیوں کی مدد قرار دیتا ہے اور یہی خیالات اس کی فوج میں پھیلاتا ہے پس گو بظاہر احکام کی تعمیل اور ان کے ماننے کی وجہ سے یہ شخص وفادار سمجھا جاتا ہو لیکن حقیقت میں اسکی غرض کے بدل دینے کی وجہ سے سخت باغی ہے پانچواں وہ شخص ہے جو ان صورتوں کے علاوہ کسی اور صورت سے خدا کے قانون کی تکذیب کرتا ہے جیسے قانون خداوندی کا تمسخر کرنا یا لوگوں کو بجز خدا کے قانون سے روکنا اور اس کی کوشش کرنا کہ خدا کا قانون دنیا میں یا کم از کم اس کے زیر اثر حلقہ میں رائج نہ ہو یہ شخص یصدون عن سبیل اللہ ویبغونھا عوجا میں داخل ہے اور خدا ورسول سے علانیہ جنگ کرنے والا ہے اس لئے یہ بھی کافر ہے الغرض یہ سب صورتیں قرآن کے انکار کی ہیں اور ان میں سے کسی صورت کے اختیار کرنے والے کو قرآن کا ماننے والا نہیں کہا جاسکتا۔ اس زمانہ میں بہت سے لوگ اس بلا میں مبتلا ہیں کہ وہ ان لوگوں کو کلمہ گو سمجھتے ہیں۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ اگر کلمہ گو سے وہ شخص مراد ہے جو زبان سے لا آلہ الا اللہ کہہ لے تو ایسے کلمہ گو تو منافق بھی تھے جن کی نسبت قرآن میں ہے ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الآخر اور قالو انشھد انک لرسول اللہ لیکن حق تعالیٰ انہیں مومن نہیں کہتے۔ اور اگر کلمہ گو سے مراد یہ ہے کہ وہ اسکے معنے کا اعتقاد رکھتا ہے تو بایں معنی ان کو کلمہ گو کہنا غلط ہے۔ کیونکہ لا آلہ الا اللہ کے یہ معنی ہیں کہ میں خدا کو مانتا اور اسی کو قابل پرستش جانتا اور اس کی تمام باتوں کو سچا جانتا اور اس کو تسلیم کرتا ہوں۔ پس جبکہ وہ منکر ضروریات دین ہے تو وہ خدا کی تمام باتوں کو کب سچا مانتا ہے۔ اور کب انہیں تسلیم کرتا ہے اس پر کہا جاتا ہے کہ وہ انکار ضرور کرتا ہے مگر تاویل کے ساتھ کرتا ہے اس لئے اسے کافر نہیں کہا جاسکتا لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ ہر کافر تاویل کے ساتھ انکار کرتا ہے مثلاً جو کہتا ہے کہ میں قرآن کو نہیں مانتا وہ یہ نہیں کہتا کہ میں اس کو خدا کا کلام جانتا ہوں۔ مگر میں اسے

تسلیم نہیں کرتا بلکہ وہ یہ کہتا ہے کہ میں جو اسے نہیں مانتا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اسے خدا کا کلام نہیں جانتا اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ یہ خدا کا کلام ہے تو میں اس کا کبھی انکار نہیں کرسکتا پس اگر ہر تاویل کفر سے بچا سکتی تو دنیا میں ایک بھی کافر نہ ملتا پس ثابت ہوا کہ ہر تاویل کفر سے نہیں بچا سکتی اور جبکہ یہ مسلم ہے تو اب ان لوگوں پر لازم ہے کہ وہ ان لوگوں کی تاویل میں جو سرے سے قرآن کو نہیں مانتے اور ان کی تاویل میں جو اس کے ماننے کا دعویٰ کر کے اسے نہیں مانتے کوئی مؤثر فرق بتلائیں لیکن ہم کہتے ہیں کہ وہ کوئی مؤثر فرق نہیں بتلا سکتے اب ہم بتلاتے ہیں کہ تاویل دو قسم کی ہوتی ہے ایک وہ تاویل جس میں حق ہونے کا بھی احتمال ہو اگرچہ ضعیف ہی ہو۔ اور دوسری وہ تاویل جس میں حق ہونے کا بالکل احتمال نہ ہو پہلی تاویل کفر سے بچا سکتی ہے مگر دوسری تاویل کفر سے نہیں بچا سکتی۔ بالخصوص جبکہ مدتوں اہل حق کی طرف سے اظہار حق کیا جائے اور دوسری جانب سے سوائے رد و انکار کے اور کچھ جواب نہ ہو۔ احمقوں کی جانب سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس سے تو مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہو جائے گی لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ یہ صحیح ہے لیکن کیا مسلمانوں کی تعداد بڑھانے کے لئے خدا کے اس قانون کو بدل دیا جائے جو اس نے ایمان اور کفر کے لئے قائم کیا ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ ابتدائے اسلام میں جبکہ مسلمانوں کی تعداد بہت کم اور صرف انگلیوں پر گننے کے قابل تھی اس زمانہ میں بھی اسلام کا معیار یہ ہی تھا بلکہ اس سے بھی سخت تھا اور محض مسلمانوں کی تعداد بڑھانے کے لئے اسلام و کفر کا معیار نہیں بدلا گیا اگر یہ شبہ ہو کہ منافقوں کو مسلمان سمجھا جاتا تھا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ منافقین علی الاعلان حقائق اسلامیہ کا انکار نہ کرتے تھے اس لئے ظاہر طور پر ان کو مسلمان سمجھا جاتا تھا کیونکہ قلوب کا حال خدا جانتا ہے اور باوجود اس کے بھی حق تعالیٰ کی جانب سے ان پر برابر پھٹکار پڑتی رہتی تھی چنانچہ قرآن مجید ایسی باتوں سے بھرا پڑا ہے برخلاف ان مسلمان نما کافروں کے کہ وہ اپنے کفر کا دھڑلے سے اعلان کرتے ہیں اور کفر کو اسلام بتاتے ہیں پھر ان کو مسلمان کہنے کی کیا صورت ہے ہاں اگر یہ بھی اپنے کفر کو مخفی رکھتے تو ہم انکو بھی منافقین کے حکم میں شمار کر سکتے تھے۔ اس کے علاوہ یہ کمی تکفیر کرنے والوں کی جہت سے نہیں ہے بلکہ خود کفر کرنے والوں کی جہت سے ہے اس لئے کمی کا الزام مکفرین کو نہیں دینا چاہئے بلکہ خود ان لوگوں سے کہنا چاہئے کہ آپ لوگ اسلام سے نکل کر مسلمانوں کی تعداد کیوں کم کر رہے ہیں۔ آخر ہم کو بتلایا جائے کہ امراض کی کثرت کے سبب کیا کسی طبیب نے مرض کی تعریف بدل دی ہے یا کسی نے ان سے کہا ہے کہ اس زمانہ میں مرض کی تعریف بدل دی جائے ورنہ تندرست دنیا میں بہت کم رہ جائیں گے اس کا جواب یہ ہے کہ نہ کسی طبیب نے ایسا کیا نہ کسی نے اطباء سے ایسا کہا بلکہ مرض کو مرض ہی سمجھا جاتا ہے اور مرض کی تعریف بدل کر تندرستوں کی تعداد میں اضافہ نہیں کیا جاتا بلکہ ازالہ مرض سے ان کی تعداد بڑھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ پھر علماء سے کیوں کہا جاتا ہے کہ وہ اسلام و کفر کی تعریف بدل کر مسلمانوں کی تعداد بڑھائیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تندرستی خود مطلوب ہے اس لئے برائے نام تندرستوں میں شامل ہونے کو کافی نہیں سمجھا جاتا اور اسلام مطلوب نہیں اسلئے نام پر قناعت کی جاتی ہے۔ اچھا فرض کرو علماء نے اسلام کی تعریف بدل کر مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ کر دیا تو قیامت میں حق تعالیٰ کے سامنے وہ مصنوعی اسلام کیا کام دے گا کیا وہاں علماء کا سرٹیفکٹ دکھلا کر آپ بری ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں پھر اس تبدیل تعریف سے کیا فائدہ ہوا اس کا جواب صرف یہ ہو سکتا ہے کہ گو آخرت میں اس سے کچھ فائدہ نہیں مگر دنیا میں سیاسیات میں اس سے مدد ملتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اسلام مطلوب نہیں بلکہ سیاسیات مطلوب ہیں سو صاحبو علماء سے یہ نہیں ہوسکتا کہ سیاسیات کی خاطر اسلام کو چھوڑ دیں اور قانون الٰہی کی تبدیل کے مجرم ہوں لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ جس قدر لوگ اسلام کو چھوڑ رہے ہیں اگر یہ ہی صحیح معنی میں مسلمان ہو جائیں تو

کیا سیاست میں کچھ نقصان آ جائے گا۔ ایسا تو نہیں پھر وہ کام کیوں نہ کیا جائے جس میں نہ اسلام ہاتھ سے جائے نہ سیاست اور سیاست ہی پر قناعت کیوں کی جائے۔ الغرض جو تاویل کلام مراد متکلم کے قطعاً خلاف ہو وہ تاویل کہلانے کی مستحق نہیں بلکہ اس کا نام تحریف کلام ہے اور اس کا مرتکب محرف اور اس محرف کا یہ کہنا کہ میرے نزدیک اس کلام کے یہ ہی معنی ہیں عذر گناہ بدتر از گناہ ہے پس نہ وہ تاویل اسے کفر سے بچا سکتی ہے اور نہ یہ عذر۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جو شخص انا عرضنا الامانة الآیہ کی یہ تفسیر کرتا ہے کہ ہم نے امانت کو آسمان و زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے اسکے اٹھانے سے انکار کیا اور وہ اس سے ڈر گئے اور ابو بکر نے اسے اٹھالیا۔ واقعی ابو بکر بڑا ظالم اور بڑا جاہل تھا۔ وہ مؤول ہے اور اس کا قرآن پر ایمان ہے ہرگز نہیں بلکہ وہ قطعاً محرف اور منکر قرآن ہے اسی طرح جو کہتا ہے کہ ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ میں رسول سے مراد غلام احمد قادیانی ہے کیا اس کو کوئی مؤول کہہ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ وہ قطعاً محرف اور منکر قرآن ہے۔ اب میں ایک بہت موٹی بات کہتا ہوں وہ یہ کہ اگر کوئی آقا اپنے نوکر سے کہے کہ کھانا لاؤ اور وہ نوکر اس کے جواب میں پاخانہ لا کر اس کے سامنے رکھ دے اور کہے میں نے آپ کے کلام کے مجازی معنی سمجھے تھے کیونکہ کھانے سے مجازاً پاخانہ مراد ہو سکتا ہے کیونکہ مجاز باعتبار مایؤل کے کلام میں مستعمل ہے۔ تو اب کوئی انصاف سے بتلائے کہ کیا ایسے شخص کو فرماں بردار مؤول کہا جا سکتا ہے یا اس کو یقیناً شریر اور گستاخ اور متمرد کہا جائے گا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ کوئی اسے فرماں بردار مؤول اور معذور کہے گا۔ پس یہی حال ان کافروں کا ہے جو زبان سے کہتے ہیں کہ ہم قرآن کو مانتے ہیں اور اس کے معانی کو یوں ہی بگاڑتے ہیں جس طرح اس گستاخ نوکر نے بگاڑا بلکہ ان لوگوں کی بہت سی تحریفات تو اس نوکر کی تحریف سے بھی بدتر ہیں۔ العیاذ باللہ پس مسلمانوں کو ایسے محرفین و منکرین قرآن کو مسلمان کہنے سے خدا سے شرمانا چاہئے۔

قرآن کی تعلیم

قرآن کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں سے یہ چاہتے ہیں کہ وہ صرف اسی کی پرستش کریں اسی کے احکام کو مانیں اور اگر کسی دوسرے کی اطاعت کریں تو اسکے حکم سے اگر کسی کی تعظیم کریں تو اسی کے حکم سے اور اسی حد کے اندر جہاں تک کہ اس نے اجازت دی ہے اگر کسی سے دوستی کریں تو اسکے حکم سے اگر کسی سے دشمنی کریں تو اسکے حکم سے۔ الغرض بندوں کا ہر فعل اور ہر قول اور ہر حرکت اور ہر سکون اور ہر خواہش اور ہر خیال اس کے حکم کے ماتحت اور اس کی اجازت سے اور اس کی خوشنودی کے لئے ہو جو کہ حقیقت ہے عبدیت کی۔ پس قرآن خدا کے بندوں کو خالص عبدیت سکھاتا ہے لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج وہ لوگ جو قرآن پر ایمان کے مدعی ہیں وہ کہتے ہیں کہ قرآن لوگوں کو حریت اور مطلق العنانی سکھاتا ہے اور اسی قسم کے مضامین کی کثرت سے اشاعت کر کے حق تعالےٰ کی رعایا کو اس کی بغاوت پر آمادہ کیا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی ان لوگوں کی طرف سے یہ جواب دے کہ یہ لوگ لوگوں کو مخلوق کی غلامی سے نکال کر خدا کا غلام بنانا چاہتے ہیں مگر واقعات شاہد ہیں کہ یہ جواب سراسر غلط ہے۔ اور ان کا مطلب وہی حریت و آزادی ہے جو ان کو یورپ نے سکھائی ہے جس کی روح دین سے آزادی ہے۔ چنانچہ وہ مسلمان حکام کو مجبور کرتے ہیں کہ تم لوگوں کو مذہبی آزادی دو اور خواہ کوئی مذہب کے نام سے شرک کرے خواہ کفر کرکے خواہ دوسرے لوگوں کو معاصی و کفر و شرک پر برانگیختہ کرے تم مزاحمت نہ کرو اور ان کو خدا کا بندہ بنانے کی کوشش نہ کرو کیونکہ یہ انکی آزادی میں مداخلت اور ان کو غلام بنانا ہے پس ثابت ہوا کہ انکے فعل کی یہ تاویل غلط ہے۔ الغرض قرآن کا مقصود یہ ہے کہ لوگ کامل طور پر خدا کے بندے بنیں اور صرف خدا کی پرستش کریں اسی کی اطاعت کریں اسی کا کہنا مانیں۔ اور اس لئے وہ شرک کفر بدعت

نافرمانی ان باتوں کی نہایت سختی کے ساتھ روک تھام کرتا ہے۔لیکن کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آج اس قرآن پر ایمان کے مدعی شرک وکفر وبدعت میں مشرکین مکہ سے سبقت لے گئے ہیں۔چنانچہ مشرکین کے معبود معدودہ چند تھےان کے معبود لاکھوں ہیں نیز جو معاملات مشرکین اپنے بتوں کے ساتھ نہ کرتے تھے وہ معاملات یہ اپنے معبودوں کے ساتھ کرتے ہیں چنانچہ مشرکین سے منقول نہیں کہ وہ خانہ کعبہ کے سوا کسی بت کا طواف کرتے ہوں لیکن یہ لوگ اولیاء کی قبور کا طواف کرتے ہیں۔نیز وہ لوگ تنعم کی حالت میں بت پرست تھے مگر مصیبت کی حالت میں وہ خدا پرست ہوجاتے تھے۔چنانچہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں واذ ارکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین لیکن ایک قبر پرست جس قدر زیادہ مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے اسی قدر زیادہ مشرک ہوتا ہے نیز جو شان وشوکت ان قبر پرستوں کے بت خانوں کو نصیب ہوئی ہے وہ بیچارے مشرکین کے بت خانوں کے خواب میں بھی نہ آئی تھی پھر جن کو مشرکین پوجتے تھے وہ تصویریں تھیں فرشتوں کی اور فرشتوں کا مقرب خداوندی ہونا قطعی ہے اور جن کو یہ لوگ پوجتے ہیں وہ قبریں ہیں اولیاء اللہ کی جن کا مقرب خداوندی ہونا قطعی نہیں بلکہ ظنی ہے جن کا علم صرف امارات ظاہرہ سے ہوا ہے اس لئے مشرکین کے معبود ان قبر پرستوں کے معبودوں سے بڑھے ہوئے تھے پھر فرشتوں کا انتظام عالم میں دخیل ہونا ان کا لوگوں کی باتوں کو سننا ان کا ان کے حالات کو جاننا قطعی طور پر معلوم ہے برخلاف اولیاء اللہ کے کہ ان کے متعلق ان باتوں کا کوئی ثبوت نہیں پس مشرکین کا فرشتوں کی پرستش کرنا بہ نسبت ان قبر پرستوں کے اولیاء اللہ کی پرستش کے زیادہ قرین قیاس ہے۔
الغرض ان وجوہ سے اور اسی قسم کی دوسری وجوہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ مشرکین مکہ سے بدتر ہیں مگر باوجود اسکے بھی وہ پکے مسلمان اور خالص سُنی حنفی ہیں اور ان کے مخالف وہابی وکافر جسکے صاف معنی یہ ہیں کہ قرآن کی آیت ان الدین عنداللہ السلام غلط ہے اور صحیح یوں ہے ان الدین عنداللہ الاشراک استغفراللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ. یہ قبر پرست کہتے ہیں کہ ہم میں اور مشرکین میں یہ فرق ہے کہ وہ بتوں کو معبود اور الٰہ کہتے تھے اور ہم قبروں کو معبود اور الٰہ نہیں کہتے وہ بتوں کی پرستش کرتے تھے اور ہم پرستش نہیں کرتے بلکہ تعظیم کرتے ہیں مگر یہ فرق محض دھوکہ ہے کیونکہ جب یہ لوگ قبروں کے ساتھ مشرکین سے بڑھ کر معاملہ کرتے ہیں جیسا کہ مشاہد ہے تو لفظی فرق سے وہ مشرکین سے جدا نہیں ہوسکتے چنانچہ ہندو بھی اپنے معبودوں کو الٰہ اور معبود نہیں کہتے بلکہ وہ ان کو مورتی ٹھاکر وغیرہ کہتے ہیں۔نیز قرآن میں جابجا مشرکین کے افعال پر اعتراض ہے نہ کہ اس پر کہ وہ اپنے بتوں کا نام الٰہ کیوں رکھتے ہیں اور ان کے ساتھ جو معاملہ وہ کرتے ہیں اس کو عبادت کیوں کہتے ہیں۔اگر صرف نام بدلنے سے وہ لوگ شرک سے بچ سکتے تو اول انہیں نام بدلنے کی تعلیم دی جاتی اور ان سے افعال چھڑوانے پر زور نہ دیا جاتا۔لیکن حق تعالیٰ خود ان افعال کو ہی پسند نہ کرتے تھے اس لئے سارا زور اس پر دیا گیا کہ ان افعال سے توبہ کرو۔اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں خود ان افعال ہی کی گنجائش نہیں اگرچہ کسی نام سے کئے جائیں۔اچھا ہم پوچھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص قبروں کے لئے نماز پڑھے اور اس کا نام تعظیم رکھے اور عبادت نہ کہے تو کیا اسے مشرک نہ کہا جائے گا۔ضرور کہا جائے گا۔پس ثابت ہوا کہ یہ فرق حقیقی فرق نہیں بلکہ صرف ارتکاب جرم کا ایک حیلہ ہے اور مشرکین میں اور ان میں یہ فرق ہے کہ مشرکین جاہل تھے اس لئے وہ اپنی حیثیت کے موافق تاویل کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم یہ افعال خدا کے حکم سے کرتے ہیں اسلئے ہمارا یہ فعل درحقیقت اطاعت ہے حق تعالیٰ کی اور خدا کی اطاعت کفر نہیں ہوسکتی اور ہم ان کی اس لئے پرستش کرتے ہیں کہ وہ ہمیں خدا کا مقرب بنادیں اور اس لئے ہم ان کو مقصود بالعبادت نہیں مانتے ہیں بلکہ یہ صرف وسائط ہیں اور ہمارا مقصود خود حق تعالیٰ ہیں اور یہ لوگ پڑھے لکھے اور قانون دان ہیں اس لئے وہ

مشرکین کے عذروں میں تعبد اور تعظیم کے فرق کا اضافہ کرتے ہیں۔ اچھا ہم بطور فرض کے کہتے ہیں کہ اگر مشرکین اس وقت یہ کہتے کہ آج سے نہ ہم انہیں اللہ کہیں گے اور نہ ہم ان کاموں کو عبادت کہیں گے جن کو اب تک ہم عبادت کے نام سے کرتے رہے ہیں بلکہ انہیں تعظیم ملائکہ کہیں گے لیکن یہ کام نہ چھوڑیں گے اور ان کو اس خیال سے کرتے رہیں گے کہ ہم کو خدا کی طرف سے ان کا حکم ہے وغیرہ پس آپ ہمارا نام مسلمانوں میں درج کر لیجئے تو کیا خدا اور رسول اس پر راضی ہو جاتے۔ حاشا وکلا پس اس سے صاف ثابت ہے کہ یہ عذر شرک کی حد سے نکالنے والے نہیں ورنہ تھوڑی سی ترمیم کے بعد مشرکین کو موحد اور مسلمان بنا لینا بہت آسان تھا۔ اور اس کے لئے طرح طرح کی ایذائیں جھیلنے اور خونریزیوں کی ضرورت نہ تھی چنانچہ مشرکین یہاں تک آمادہ تھے کہ ایک سال ہم بت پرستی چھوڑ دیں اور ایک سال آپ بت پرستی کریں پس جو لوگ ایک سال کے لئے بت پرستی چھوڑنے پر آمادہ تھے وہ اس تھوڑی سی ترمیم پر ضرور راضی ہو جاتے مگر باوجود اسکے تمام زحمتیں گوارا کیں گھر بار چھوڑا اعزیز واقارب چھوڑے رشتے ناطے توڑے اپنی قوم اور اپنے عزیزوں کو اپنے ہاتھوں سے قتل کیا خود جان جوکھوں میں پڑے۔ یہ سب کچھ کیا لیکن ان افعال کی اجازت نہ دی پس صاف ثابت ہوا کہ ان افعال کی اسلام میں سرے سے گنجائش نہیں اور یہ افعال خود مشرکانہ افعال ہیں۔ خواہ ان کا نام عبادت رکھا جائے یا تعظیم پھر ان لوگوں کا یہ عقیدہ کہ ہمیں خدا نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے بالکل وہی عقیدہ ہے جو مشرکین کا اپنے مشرکانہ افعال کی نسبت تھا لیکن خدا ان کو صاف طور پر مفتری کہتا ہے اس لئے یہ لوگ بھی اس عقیدہ میں مفتری علی اللہ ہونگے اور اسلئے ان کا یہ خیال شرک سے بری کرنے کے بجائے ان پر افتراء کا الزام بڑھا دے گا۔ بعض لوگوں کو یہ شبہ ہو گیا ہے کہ سجدہ تعظیمی اسلام سے پہلے جائز تھا لیکن اسلام نے اسے ناجائز قرار دیا پس وہ سرک نہیں ہوسکتا کیونکہ شرک کسی شریعت میں جائز نہیں ہوسکتا۔ لیکن یہ شبہ محض کمزور ہے کیونکہ شرک دو قسم کا ہے ایک اصلی دوسرا جعلی شرک اصلی تو وہ ہے جو اپنی ذات سے شرک ہو جیسے دو خدا ماننا سو یہ تو کسی شریعت میں جائز نہیں ہوسکتا اور جعلی وہ ہے جو کہ اپنی ذات سے تو شرک نہیں مگر اس کو شرک قرار دینے سے شرک ہوا ہے جیسے سجدہ تعظیمی کہ اگر حق تعالیٰ اس کو دوسروں کیلئے جائز کرے تو وہ ان کے لئے جائز ہوسکتا ہے لیکن اگر وہ اس کو اپنی ذات کے لئے خاص کر لے تو اب کسی اور کے لئے سجدہ کرنا خواہ بہ نیت تعظیم ہی ہو شرک ہو جائے گا کیونکہ یہ خاص تعظیم حق تعالیٰ نے اپنے لئے مخصوص کر لی ہے اور اس لئے اس کو دوسرے کے لئے ثابت کرنا اور اس کو خدا ماننا ہے پس جبکہ یہ مسلم ہے کہ اسلام نے اس کو خدا کے ساتھ خاص کر دیا ہے تو اب دوسرے کو سجدہ کرنا ضرور شرک ہوگا اور تعبد و تعظیم کا فرق بیکار ہو جائے گا اس کو واضح طور پر یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ کفر کسی شریعت میں جائز نہیں ہوسکتا حالانکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ جس زمانہ میں خدا کی طرف سے شراب حلال تھی اس زمانہ میں اس کو حرام کہنا کفر تھا اور جب حرام کر دی گئی تو اب اسے حلال کہنا کفر ہو گیا وجہ اسکی یہ ہے کہ اعتقاد حلت و حرمت خمر فی نفسہ کفر نہیں بلکہ اس کا کفر و عدم کفر ہونا تابع ہے حق تعالیٰ کے حکم کے اگر وہ اسے حلال کر دے تو اعتقاد حرمت کفر ہے اور اگر حرام کر دے تو اعتقاد حلت کفر ہے بس یہ ہی حالت سجدہ تعظیمی کی ہے کہ وہ اپنی ذات سے نہ کفر ہے نہ شرک پس اگر حق تعالیٰ اس کی دوسروں کے لئے اجازت دیدے تو وہ دوسروں کے لئے شرک نہ ہوگا لیکن وہ اگر اسے اپنے لئے خاص کر لے تو اب دوسروں کیلئے اس کا کرنا شرک ہو جائے گا دوسرے خود یہ ہی مسلم نہیں کہ پہلی امتوں میں جس کو سجدہ تعظیمی کہا جاتا ہے وہ بمعنی وضع الجبہۃ علی الارض تھا کیونکہ یہ احتمال موجود ہے کہ وہ سجود الخناء ہو جیسے وادخلوا الباب سجداً میں یا کوئی اور ہیئت ہو پس اس ہیئت مخصوصہ کو پہلی امتوں میں جائز کہنا بلا دلیل ہے۔ تیسرے اگر مان بھی لیا جائے کہ سجدہ اسی ہیئت پر تھا تو وہ زندوں کے ساتھ خاص تھا اور

مُردوں کیلئے اس کا جواز کسی شریعت میں ثابت نہیں اور زندوں اور مُردوں کا فرق اس حدیث سے ثابت ہے کہ جس میں یہ مذکور ہے کہ ایک صحابی نے آپ سے اس کی درخواست کی کہ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو سجدہ کروں۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ اگر تو میری قبر پر گذرے تو کیا تو اسے بھی سجدہ کرے گا تو اس نے کہا کہ نہیں اس سے معلوم ہوا کہ وہ صحابی جانتے تھے کہ زندوں کے سجدہ اور قبروں کے سجدہ میں فرق ہے اور زندہ کا سجدہ از قبیل بت پرستی نہیں ہے اور قبروں کا سجدہ از قبیل بت پرستی ہے نیز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سوال سے معلوم ہوا کہ تعظیم کی یہ خاص ہیئت مخصوص ہے حق تعالیٰ کے ساتھ جو حی و قیوم ہے اور فانی اسکا مستحق نہیں اگر چہ وہ بقصد تعظیم ہی ہو اچھا ہم پوچھتے ہیں کہ اگر کوئی آفتاب کو یا آگ کو سجدہ تعظیمی کرے تو وہ بھی شرک ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو سجدۂ قبر اور ان سجدوں میں کیا فرق ہے اور اگر نہیں تو آفتاب پرستوں اور آتش پرستوں کو مشرک کیوں کہا جاتا ہے بلکہ ان سے ان کی نیت دریافت کرنا چاہئے کہ تم ان کو بہ نیت تعبد سجدہ کرتے ہو یا بہ نیت تعظیم اور تعبد و تعظیم کا فرق انہیں سمجھا دینا چاہئے پھر دیکھو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں پھر ثابت ہوا کہ یہ تشبہ محض کمزور ہے الحاصل قبر پرستی تعزیہ پرستی وغیرہ تمام امور شرک ہیں پس قرآن کے ماننے کا اقرار کر کے شرک کا ارتکاب کرنا نہ صرف ارتکاب بلکہ اس کو رکن اسلام بلکہ عین اسلام سمجھنا اور توحید سے زیادہ اس کی حمایت کرنا اس کی مذمت کرنے والوں کو کافر کہنا ان سے جنگ و جدل کرنا وغیرہ سراسر وہی افعال ہیں جو مشرکین مکہ بت پرستی کے متعلق کرتے تھے۔ پس مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ان شرکیات سے توبہ کریں تا کہ ان کا قرآن پر ایمان صحیح ہو اور وہ صحیح معنی میں مسلمان کہلانے کے قابل ہوں۔ تکفیر اہل قبلہ کی بحث ہم پہلے لکھ چکے ہیں لیکن چونکہ اس میں لا آلہ الا اللہ کہنے والوں کے شرک کی بحث آ گئی ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ چند مضامین خود قرآن کریم سے نقل کر دیے جائیں تا کہ یہ بحث اچھی طرح منقح ہو جائے۔

مضمون اول: قال اللہ تعالیٰ ولا تاکلوا ممالم یذکرا سم اللہ علیہ وانہ لفسق وان الشیاطین لیوحون الیٰ اولیائھم لیجادلوکم وان اطعتموھم انکم لمشرکون اس آیت میں حق تعالیٰ نے توحید و نبوت و قرآن پر ایمان رکھنے والوں کو ہدایت کی ہے کہ تم اس جانور کی حرمت و حلت کے باب میں جس پر خدا کا نام نہیں لیا گیا مشرکین کا کہنا نہ ماننا اور اس کو حلال سمجھ کر نہ کھانا۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم بھی مشرک ہو۔ پس جو لوگ علماء پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ وہ ذرا ذرا سی بات پر مسلمانوں کو کافر اور مشرک کہتے ہیں وہ اس ارشاد خداوندی کو بغور ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ خود حق تعالیٰ نے کتنی سی بات پر مسلمانوں کو نہایت زور کے ساتھ مشرک کہا ہے۔ پس جبکہ آدمی باوجود اقرار توحید و نبوت و ایمان بالقرآن کے دعویٰ کے صرف اتنی سی بات سے مشرک ہو جاتا ہے کہ اس نے خدا اور رسول کے احکام قطعیہ کے خلاف مشرکین کے بہکانے میں آ کر حلت غیر مذبوح علے اسم اللہ کا اعتقاد کیا تو جو لوگ تمام باتوں میں مشرکین کی موافقت کرتے ہیں بلکہ ان سے بھی فوقیت لے جاتے ہیں ان کو کیوں نہ مشرک کہا جائے گا۔

دوسرا مضمون: قال اللہ تعالیٰ وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم ایات اللہ یکفر بھا ویستھزء بھا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ. انکم اذا مثلھم اس آیت میں حق تعالیٰ نے مؤمنین کو حکم دیا ہے کہ جب کسی جگہ خدا کی باتوں کا انکار کیا جا رہا ہو اور ان کے ساتھ تمسخر کیا جا رہا ہو تو تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو تاوقتیکہ وہ کسی اور گفتگو میں نہ لگ جائیں ورنہ تم بھی انہی جیسے ہو۔ اب آپ غور فرمائیں کہ حق تعالیٰ نے آج کل کے عرف کے موافق کتنی ذرا سی بات پر مسلمانوں کو کافروں کے ساتھ کفر میں شریک کر دیا لیکن صاحبو تم اسے ذرا سی بات سمجھتے ہو مگر وہ واقع میں ذرا سی بات نہیں ہے۔ تم اس کو اس لئے ذرا سی بات سمجھتے ہو کہ تمہیں

ایمان کی حقیقت معلوم نہیں ورنہ جو ایمان کی حقیقت سمجھتے ہیں وہ ہرگز اسے ذرا سی بات نہیں کہہ سکتے۔

تیسرا مضمون: قال اللہ تعالیٰ فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ جو کوئی اپنے نزاعی معاملات میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو اعتقاداً تسلیم نہ کرے وہ مؤمن نہیں۔ اب آپ غور فرمائیں کہ جب حق تعالےٰ قسم کھا کر اس شخص کو غیر مؤمن کہتے ہیں جو اپنے نزاعی معاملات میں آپ کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرے تو جو لوگ شرک کو عین ایمان اور یہ ایمان کو عین کفر سمجھتے ہیں اور شرک پر اس درجہ اصرار کرتے ہیں جتنا کہ ایک مسلمان ایمان پر وہ کہاں تک مومن کہلانے کی مستحق ہو سکتے ہیں۔ لوگ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ جب تک کوئی شخص صاف لفظوں میں یہ نہ کہہ دے کہ میں مسلمان نہیں اور نہ میں خدا کو مانتا ہوں نہ رسول کو اور نہ قرآن کو اس وقت تک وہ مسلمان ہی ہے خواہ وہ کچھ ہی کرے۔ لیکن صاحبو واقعہ یہ نہیں ہے۔ تم ان آیتوں کو غور سے پڑھو اور سمجھو کہ کفر کی ایک بات بلکہ اس پر رضا مندی بھی کفر ہے اگر چہ وہ خدا اور رسول و قرآن سے صاف لفظوں میں انکار نہ کرے۔ تم یہ تو سوچو کہ آخر نصاریٰ نے خدا کا انکار نہیں کیا تھا انجیل کا انکار نہیں کیا تھا۔ رسولوں کا انکار نہ کیا تھا صرف تثلیث کے قائل ہو گئے تھے۔ اور وہ بھی ان مسلمان نما مشرکوں کی طرح اس کو خدا کا حکم سمجھ کر۔ مگر کیا خدا نے ان کی بات کو تسلیم کیا۔ حاشا وکلاء۔ پس مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اس بیہودہ خیال سے توبہ کریں یہ شیطان کا ایک نہایت زبردست کید ہے کہ اس نے لوگوں کو یہ سمجھا دیا ہے کہ جو کچھ تم دین کے نام سے کرو خواہ بت پرستی ہی کیوں نہ ہو وہ کفر نہیں ہو سکتا اور تم کسی طرح اسلام سے خارج نہیں ہو سکتے اور اس طرح اس نے لاکھوں کا ایمان برباد کر دیا ہے۔ کیونکہ کفر سے آدمی اس وقت بچ سکتا ہے جبکہ اسے کفر سمجھے اور جبکہ کفر کو عین ایمان خیال کرے تو پھر اس سے بچنے کی کیا صورت ہے۔ آخر یہ بھی تو خیال کرنا چاہئے کہ اگر وہ معیار اسلام صحیح ہوتا جو یہ لوگ قرار دیتے ہیں تو جس قدر فرقے اسلام کی طرف اپنے کو منسوب کرتے ہیں وہ سب اس کی تکذیب کیوں کرتے اور ان کا تکذیب کرنا اس سے ظاہر ہے کہ وہ ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں۔ پس جبکہ تمام فرقے اس اصول کو غلط تسلیم کرتے ہیں تو سب سے الگ ایک اصول قائم کرنا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے پس ثابت ہوا کہ یہ معیار اسلام بالکل غلط ہے اور حقیقی معیار یہ ہے کہ خدا کی تمام باتوں کو دل سے اور زبان سے ماننا اسلام ہے اور ان میں سے ایک بات کا انکار کفر ہے اگر چہ وہ دوسری باتوں کو مانتا ہو اور یہ اصول تمام فرق اسلامیہ کا متفق علیہ ہے۔ اگر اختلاف ہے تو صرف اس بات میں کہ کون سی بات خدا کا حکم ہے اور کون سی نہیں۔ مثلاً قبر پرست کہتے ہیں کہ قبر پرستی عین خدا کا حکم ہے جو اس کا انکار کرتا ہے وہ خدا کا حکم نہیں مانتا اس لئے کافر ہے۔ مسلمان کہتے ہیں کہ قبر پرستی شرک ہے اور ہرگز خدا کا حکم نہیں پس جو قبر پرستی پر ایمان لاتا ہے وہ مؤمن بالطاغوت اور کافر باللہ ہے اس لئے وہ مومن نہیں ہو سکتا۔ اسی پر دوسرے اختلافات کو قیاس کر لینا چاہئے پس ثابت ہوا کہ اجمالی اصول بالکل متفق علیہ ہے اور اختلاف صرف تفصیل میں ہے پس مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ نفس اصول تکفیر کی مخالفت نہ کریں جس پر تمام فرقے متفق ہیں بلکہ اس کی تحقیق کریں کہ خدا کا حکم کیا ہے آیا خدا کا حکم یہ ہے کہ قبر پرستی ایمان ہے یا یہ کہ وہ کفر ہے کتاب الٰہی اور سنت رسول اور عمل سلف سب تمہارے رہنما ہیں اگر تم ایمان اور انصاف سے فیصلہ کرنا چاہو گے تو بہت آسانی سے فیصلہ ہو سکتا ہے لیکن اگر کوئی فیصلہ ہی نہ کرنا چاہے تو اس کا کچھ علاج نہیں اسلام میں سب سے

پہلے جس نے اصول تکفیر کے خلاف آواز اٹھائی اور علماء پر اس باب میں لعن طعن کیا وہ نیچری فرقہ ہے جو کہ اسلام سے صرف ناواقفیت ہی نہیں رکھتا بلکہ وہ سرے سے مذہب اسلام کو ایک لایعنی چیز سمجھتا ہے اور اسلام کو صرف اس حد تک مانتا ہے جہاں تک کہ اس کا قومیت کے ساتھ تعلق رہے اور اس نے اپنی سیاسی ضرورت سے یہ خلاف اسلام اصول ایجاد کیا ہے تاکہ وہ اپنی ذاتی اغراض کے لئے اسلام اور کفر کا امتیاز اٹھا کر اسلام کی بیخ کنی کر دے پس جن لوگوں کو اسلام سے محبت ہے اور وہ صرف خدا کیلئے مسلمان ہیں اُن کا فرض ہے کہ وہ ایسی آوازوں پر کان نہ دھریں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ علماء کی باہمی تکفیر نے اسلام کو نقصان پہنچایا لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہ بالکل غلط ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اصول تکفیر ہی کی بدولت اس وقت اسلام اس قدر نظر آ رہا ہے اگر یہ نہ ہوتا تو آج دنیا سے اسلام کا خاتمہ ہو جاتا۔ چنانچہ جس قدر اس تھوڑے سے عرصہ میں اسلام کو نقصان پہنچا ہے۔ جس میں یہ روشن خیال فرقہ پیدا ہوا ہے اس قدر تیرہ سو برس کے عرصہ میں بھی نہ پہنچا تھا کیونکہ اس نے کفر و اسلام کا امتیاز ہی اٹھا دیا۔ اب لوگوں کی نظر میں کفر کوئی چیز ہی نہ رہا پھر لوگ کس بات کو اختیار کریں اور کس سے بچیں اس لئے دھڑا دھڑ لوگ کفر میں گرفتار ہوتے جاتے ہیں اور اپنی دانست میں سمجھتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ الغرض خود تکفیر خلاف اسلام نہیں بلکہ اس کا غلط استعمال خلاف اسلام ہے۔ جیسے روافض و خوارج صحابہؓ اور انکے متبعین کو کافر کہتے ہیں یا قبر پرست خدا کے پرستاروں کو کافر کہتے ہیں یا قادیانی غلام احمد کے نبی نہ ماننے والوں کو کافر کہتے ہیں۔ اس لئے اصول تکفیر کی مخالفت نہ کرنی چاہئے بلکہ اس کے غلط استعمال سے بچنا چاہئے کہ مومن کو کافر اور کافر کو مومن کہا جائے پس ایک غلطی تو ان لوگوں کی یہ ہے کہ انہوں نے خود معیار کفر و اسلام بدل دیا۔ اور دوسری غلطی انہوں نے یہ کی کہ انہوں نے تمام فرق اسلامیہ کو مسلمان کہہ کر سب کو گڈمڈ کرنا چاہا تاکہ ایک متفقہ قومیت بن جائے حالانکہ اگر تمام فرق اسلامیہ کو مسلمان بھی مان لیا جائے تو بھی اس کا نتیجہ یہ نہیں ہو سکتا کہ سب گڈمڈ ہو جائیں کیونکہ دنیا جانتی ہے کہ جس قدر اخلاقی مجرم ہیں جیسے چور، ڈاکو، زانی، شرابی کبابی، جواری، وغیرہ وہ ان جرائم کے ارتکاب سے مسلمان ہی رہتے ہیں اور کافر نہیں ہو جاتے مگر باوجود اسکے لوگ اپنے کو اور اپنی اولاد کو اور اپنے عزیزوں اور دوستوں کو ان کی صحبت سے بچنے اور ان کے ساتھ شیر و شکر ہونے سے بچاتے ہیں تاکہ ان پر ان کے برے اخلاق کا اثر نہ پڑے۔ پس جبکہ ان لوگوں کے ساتھ اختلاط جائز نہیں رکھا جاتا جو بالاتفاق مسلمان ہیں تو ان لوگوں کے ساتھ خلاملا اور اتحاد کیسے جائز ہو سکتا ہے جن کے ایمان میں بھی کلام ہے۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ اگر ان کا لڑکا کسی طوائف کے یہاں آمد و رفت کرے تو وہ ضرور اس پر توجہ کریں گے اور جہاں تک انکے امکان میں ہوگا اس کی کوشش کریں گے کہ وہ اسکی صورت بھی نہ دیکھے کیونکہ ان کو خطرہ ہے کہ لڑکا آوارہ ہو جائے گا اور وہ اس وقت یہ خیال نہ کریں گے کہ اگر آوارہ ہو جائے تو کچھ حرج نہیں کیونکہ آخر مسلمان تو رہے گا کافر تو نہ ہو جائے گا۔ لیکن اگر کوئی قادیانیوں یا رافضیوں کی صحبت اختیار کرے تو وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ لڑکے کے مذہب پر کیا اثر پڑے گا بلکہ وہ اپنی تحریروں اور تقریروں اور ہر ممکن طریق سے اس کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ باہمی تنافر اٹھ جائے اور سب ایک ہو جائیں کیونکہ اگر قادیانیوں کے اثر میں آ جائے یا رافضی ہو جائے تو ان کے نزدیک یہ کوئی برائی کی بات نہیں کیونکہ سب مسلمان ہیں حالانکہ اول تو خود ان کے اسلام ہی میں کلام ہے لیکن اگر تھوڑی دیر کے لئے ان کو مسلمان مان لیا جائے تو ان کو ایسا ہی مسلمان کہا جا سکتا ہے جیسا کہ اس مریض کو جس کا کہ صرف سانس الجھا ہوا ہو اور اس کے تمام جسم کا دم نکل چکا ہو زندہ کہتے ہیں پس کیا کوئی عاقل ایسی زندگی

پر قناعت کرتا ہے۔ ہرگز نہیں تو ہم نہیں سمجھتے کہ قادیانی اور رافضی اسلام پر کیوں قناعت کی جاتی ہے۔ صاحبو اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ خود مؤمن نہیں اس لئے ان کو دوسروں کے ایمان کی بھی پرواہ نہیں۔ مسلمانو میں بقسم عرض کرتا ہوں کہ جس قدر اسلام کو ایسے مسلمانوں کے ہاتھوں نقصان پہنچا ہے ہرگز ہندوؤں اور عیسائیوں جیسے کافروں سے نقصان نہیں پہنچا پس یہ مسلمان ان کافروں سے زیادہ احتراز کے قابل ہیں اور جب تک یہ لوگ تم میں ملے رہیں گے تم کو برابر نقصان پہنچتا رہے گا اور کوئی نفع نہیں ہوسکتا لو خرجوا فیکم مازادوکم الاخبالا ولا اوضعوا خلالکم یبغونکم الفتنۃ وفیکم سماعون لھم واللہ علیم بالظلمین دیکھو جب تمہارا کوئی عضو خراب ہوجاتا ہے اور ڈاکٹر تجویز کرتا ہے کہ اس کو کٹوا ڈالو ورنہ تمام جسم سڑ جائے گا تو تم اس وقت اس عضو کا خیال نہیں کرتے بلکہ باقی جسم کی حفاظت کے لئے اس کو کٹوا دیتے ہو پس اگر یہ لوگ مسلمان ہیں تو سڑا ہوا عضو ہیں جو تمام جسم کو سڑا دینے والا ہے پس تم ان کے کاٹنے میں ذرا تامل نہ کرو ورنہ یاد رکھو کہ روحانی موت یقینی ہے۔ الحاصل اصول تکفیر (بشرطیکہ اس کا جائز طور پر استعمال کیا جائے) اور فرق باطلہ کے ساتھ منافرت یہ ہی دو اصول ایسے ہیں جن سے اسلام کی حفاظت ہوسکتی ہے پس جو لوگ ان اصولوں کو مٹانے کی کوشش کرتے ہیں وہ درحقیقت اسلام کی بیخ کنی کرتے ہیں اور ان سے زیادہ اسلام کا کوئی دشمن نہیں نیز یہ لوگ یصدون عن سبیل اللہ ویبغونھا عوجا کا مصداق ہیں۔ پس مسلمانوں کو ان سے بچنا چاہئے ان لوگوں نے ایک بڑا غضب یہ کیا ہے کہ اسلام کی صورت مسخ کر کے لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ دنیا پر فریفتگی، آخرت سے بے تعلقی اور غفلت دنیاوی مال جاہ ترقی و تمدن جن کو قرآن کریم کفار کا مقصد بتلاتا ہے یہ لوگ اس کو عین مقصد اسلام قرار دیتے ہیں اور جو مقاصد حقیقۃ اسلام کے تھے ان کو اساطیر الاولین اور وحشت، اور پست ہمتی، تاریک خیالی وغیرہ القاب دیے جاتے ہیں۔ اس سے زیادہ خدا ورسول کی مخالفت اور ان کا مقابلہ کیا ہوگا۔ یوں تو تمام قرآن حُب دنیا و ترقی و تمدن کی مذمت سے بھرا پڑا ہے مگر ہم نمونہ کے لئے چند آیتیں پیش کرتے ہیں۔

آیت اول: قال اللہ تعالیٰ زین للناس حب الشھوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث ذٰلک متاع الحیوۃ الدنیا واللہ عندہ حسن المآب.

آیت ثانیہ: ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ لجعلنا لمن یکفر بالرحمٰن لبیوتھم سقفا من فضۃ ومعارج علیھا یظھرون ولبیوتھم ابوابا وسررا علیھا یتکؤن وزخرفا وان کل ذٰلک لما متاع الحیٰوۃ الدنیا. والآخرۃ عند ربک للمتقین.

آیت ثالثہ: اتترکون فی مَاھٰھُنَآ اٰمنین فی جنت وعیون وزروع ونخل طلعھا ھضیم وتنحتون من الجبال بیوتا فرھین فاتقوا اللہ واطیعون ولا تطیعوا امر المسرفین الذین یفسدون فی الارض ولا یصلحون.

آیت رابعہ: فما اوتیتم من شیٔ فمتاع الحیوۃ الدنیا وما عنداللہ خیر وابقی للذین اٰمنوا وعلی ربھم یتوکلون.

آیت خامسہ: من کان یرید الحیٰوۃَ الدنیا وزینتھا نوف الیھم اعمالھم فیھا وھم فیھا لا یبخسون. اولئک الذین لیس لھم فی الاخرۃ الا النار وحبط ما صنعوا فیھا وبطل ما کانوا یعملون.

مسلمانو ان آیتوں کو آنکھ کھول کر دیکھو اور سمجھو کہ جس کو تم ترقی اور تمدن کہتے ہو اور جس پر تم فریفتہ ہو اور جس کو تم اسلام کا عین مقصد بتلاتے ہو حق تعالیٰ اس کی نسبت کیا کہتا ہے۔

تبلیغ: اس میں کوئی شک نہیں کہ تبلیغ ایک اسلامی فرض ہے لیکن کس چیز کی تبلیغ ما انزل اللہ کی۔قال اللہ تعالیٰ یاایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک لیکن جہاں لوگوں نے اور امور اسلامیہ کی مٹی خرابی کی وہیں تبلیغ کی بھی درگت بنائی۔ چنانچہ روافض کی تبلیغ یہ ہے کہ یہ قرآن جو لوگ پڑھتے ہیں خدا کی کتاب نہیں ہے یہ بیاض عثمانی اور صحابہ کی تحریفات کا مجموعہ ہے اصلی قرآن امام نرگسی کے پاس ہے اس پر ایمان لاؤ اور یقین لاؤ کہ محمد رسول اللہ صرف برائے نام نبی ہیں اور اصلی نبی عبداللہ بن سبا یہودی تھا اس لئے جو دین اس نے لوگوں کو پہنچایا وہ ہی خدا کا دین ہے پس تم کو ظاہری طور پر محمد رسول اللہ کو اور حقیقی طور پر عبداللہ بن سبا کو نبی ماننا چاہئے۔قادیانیوں کی تبلیغ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد خدا کے وہ رسول تھے جن کا ذکر هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ اور اٰخرین منهم لما یلحقوا بهم میں ہے پس مرزا جی پر ایمان لاؤ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کہا اس کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دو اور جو مرزا جی نے کہا اسے مانو نیچریوں کی تبلیغ یہ ہے کہ تم کہو کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اسلام کا مقصد انتہائی دنیوی ترقی ہے اور اس کا واحد ذریعہ اسلام کو چھوڑ دینا ہے اور اگر کبھی اسلام کا ذکر آئے تو اس کا مقصد صرف جاہل مسلمانوں کو دام فریب میں لانے کیلئے اور آخرت و دوزخ و جنت محض غیر تعلیم یافتہ لوگوں پر اثر ڈالنے کیلئے ہے ورنہ حقیقی دوزخ قوم کی ذلت و نکبت اور افلاس اور جہالت اور ترقی و تمدن سے دور رہنا ہے اور اصلی جنت دنیاوی مال و دولت قومی حکومت اور آزادی و خود مختاری ہیں۔تم مساجد کو پریڈ کا میدان تصور کرو نماز کو فوجی قواعد سمجھو جب اذان سنو تو سمجھو کہ ہم کو سبق دیا جاتا ہے کہ جب تم کو تمہارا صدر جمہوریہ فوجی خدمت کیلئے بلائے تو فوراً حاضر ہو زکوٰۃ کو قومی و ملکی کاموں میں روپیہ خرچ کرنے کی عادت ڈالنا سمجھو روزہ جب رکھو تو اس نیت سے کہ ہم کو فوجی خدمات میں مشقتیں برداشت کرنے کا عادی بنایا جا رہا ہے حج کو آل ورلڈ مسلم کانفرنس سمجھو یہ حقیقت ہے ارکان اسلام کی اور خدا کی خوشنودی کا خیال یا جنت کی طلب یا دوزخ کا خوف یہ سب تاریک خیال ملانوں کی باتیں ہیں۔ہاں سیاسی ضرورت کے وقت ان اوہام سے کام لینا کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ الضرورات تبیح المحظورات مسلم ہے الغرض تم کو یہ سمجھنا چاہئے کہ ہم مسلمان اسلئے ہوتے ہیں کہ اسلام کو مٹائیں اور یہ ہی تمہاری زندگی کا اصلی مقصد ہونا چاہئے۔قبر پرستوں کی تبلیغ یہ ہے کہ کہو کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا انتظام عالم سے دست بردار ہو چکا اور اب تمام عالم کا انتظام پیران پیر دستگیر اور خواجہ غریب نواز اور مخدوم صاحب اور سلطان جی صاحب اور دیگر بزرگان دین کے ہاتھ میں ہے اسلئے خدا کی خوشامد فضول ہے جو کچھ مانگو ان سے مانگو نذر مانو تو ان کی مانو قربانی کرو تو ان کے لئے کرو نماز کی جگہ ان کی قبر کا سجدہ ہونا چاہئے خانہ کعبہ کے طواف کی جگہ ان کی قبر کا طواف حجر اسود کے بوسہ کی جگہ ان کی قبر کا بوسہ غلاف خانہ کعبہ کی جگہ ان کی قبر کا غلاف مساجد کی جگہ ان کی قبر کے قبے حج کی جگہ ان کا سالانہ عرس زکوٰۃ کی جگہ گیارھویں شریف اور اسی قسم کی دوسری باتیں ارکان اسلام ہیں۔اور یہ ہی وہ باتیں ہیں جنکی تعلیم کے لئے محمد رسول اللہ مبعوث ہوئے تھے پس جب تک کوئی ان کو نہ مانے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا لہٰذا تم کو انکا ماننا ضروری ہے اور جو تنہا خدا کی عبادت کرنا چاہے اور ان باتوں کو شرک و بدعت کہے وہ وہابی اور کافر ہے الغرض یہ حقیقت ہے آج کل کی تبلیغ کی۔لیکن ایک معمولی سمجھ کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ یہ ما انزل علی الرسول کی ہرگز تبلیغ نہیں بلکہ ایسے مبلغین درحقیقت شیطان کے ایجنٹ ہیں اور ان کی تبلیغ کا مسلمانوں پر تو یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ دین الٰہی کو چھوڑ کر بددینی میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور کفار پر یہ اثر ہوتا ہے کہ ایک کفر سے نکل کر دوسرے کفر میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔پس کفار کو تو اس تبلیغ سے کوئی فائدہ نہ ہوا اور مسلمانوں کا نقصان ہو گیا اسلئے صحیح طریق تبلیغ کا یہ ہے کہ جو لوگ تبلیغ تبلیغ پکارتے ہیں وہ پہلے خود مسلمان ہوں پھر دوسروں کو مسلمان کرنے کی کوشش کریں اور اس میں سیاسی اغراض مدنظر نہ ہوں بلکہ صرف خدا اور رسول کی ترجمانی ملحوظ ہونی چاہئے۔اس کا طریقہ وہ ہی ہونا چاہئے جو رسول کی تبلیغ کا تھا اس کے لئے ناجائز ذرائع اختیار نہ کئے جائیں هذا ما عندنا و الله اعلم بالصواب. تم المقدمة

حررہ حبیب احمد الکیرانوی مدرس مدرسہ یوسفیہ (ریاست مینڈھو ضلع علی گڑھ) ۲۳ صفر ۱۳۴۷ھ

سُورَةُ الْفَاتِحَة
تا
سُورَةُ التُّوبَة
پارہ اوّل تا پارہ دس

سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعُ اٰيَاتٍ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۲ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۳ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۴ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۵ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں جو مالک ہیں روز جزا کے ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہے اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں بتلا دیجئے ہم کو رستہ سیدھا رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپکا غضب نازل کیا گیا اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے۔

تفسیر: **حمد**: سب سے پہلے ہم بندگانِ عالی اقرار کرتے ہیں کہ مستحق ستائش صرف (آپکی ذات والا صفات ہے جسکا نام پاک) اللہ ہے (اور) جو کہ تمام اجناس عالم کا پروردگا (اور) نہایت مہربان (اور) رحمت والا (اور) جزا کے دن (یعنی یوم قیامت اور اس کے تمام واقعات) کا مالک ہے۔ (نیز ہم یہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ آپ ہی ہمارے معبود اور متولی کار ہیں اور اس لئے ہم صرف آپ ہی کی پرستش کرتے اور صرف آپ ہی سے (اپنی جملہ ضروریات میں) مدد چاہتے ہیں۔

دعا اور درخواست: بعد بجا آوری مراتب عبودیت و بندگی ہم جناب عالی میں درخواست کرتے ہیں کہ) آپ (ہم غلاموں کو سیدھے راستہ سے نہ بھٹکنے دیجئے (اور) ہمیں سیدھے راستہ پر چلاتے رہیے (یعنی) ان لوگوں کی راہ پر جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے جو کہ نہ وہ لوگ ہیں جن پر (گمراہی کیساتھ انکے ضد اور عناد کیوجہ سے) آپ کا غضب ہے، (جیسے عموماً یہودؔ[1] یا انکے مثل دوسرے اور) اور نہ (صرف) گمراہ ہیں (جیسے) عام طور پر نصاریٰ کہ ان میں گمراہی ہے مگر یہود کا سا عناد نہیں، یا دوسرے لوگ جو گمراہی اور عدم عناد میں ان کے مثل ہوں بلکہ وہ ان دونوں قسم کے لوگوں سے الگ اور جداگانہ ہیں، اور وہ انبیاء و صدیقین و شہداء و صلحا ہیں۔

صراط مستقیم کی مراد: پس حاصل درخواست یہ ہوا کہ ہم کو انبیاء و صدیقین وغیرہم کے رستہ پر رکھیے اور یہود و انصاریٰ و امثالہم کی راہ پر نہ چلائیے۔ اور عصاۃ مومنین جہت ایمان وطاعت سے انعمت علیہم میں اور جہت عصیان اور ترک طاعت سے مغضوب علیہم ولا الضالین میں داخل ہیں[2] فافہم اس سے ظاہر ہو گیا کہ الحمد اللہ ایک عرضی ہے بندوں کی جانب سے اپنے شہنشاہ حقیقی کی جناب میں جس کا مسودہ خود شہنشاہِ حقیقی نے تیار کر کے اپنے بندوں کو عطا فرمایا ہے، جسمیں سب سے پہلے حق تعالیٰ کی عظمت و جلالت کا اعتراف اور اسکے بعد اپنی عبدیت و احتیاج کا اقرار اور اسکے بعد اپنے مطلب کا اظہار ہے۔

---

[1] فیه اشارة الی ان تفسیر النبی صلی الله علیه وسلم المغضوب علیهم بالیهود والضالین بالنصاریٰ لیس علیٰ وجه الحصر بل علی سبیل التمثیل با عتبار الا غلب فافهم ۱۲ منه۔ [2] مطلب یہ کہ ایمان وطاعت کی حیثیت سے انکی راہ بھی مطلوب ہے اور عصیان کی حیثیت سے غیر مطلوب پس یہ سوال نہ رہا کہ یہ لوگ کونسی قسم میں داخل ہیں۔ ۱۲ اشرف علی۔

سورۂ فاتحہ کے ابتدا میں ہونیکی وجہ: اور اس کے مضمون سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ یہ خلاصہ تمام قرآن کا اور مغز ہے تمام تعلیم کا اس لئے قرآن میں اس کو سب سے پہلے کہا گیا تاکہ آیندہ جو کچھ کہا جاوے وہ اسی اجمال کی تفصیل ہو۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

۲ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ ۸۷
الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ
بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ
بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝

ترجمہ: الم یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شبہ نہیں راہ بتلانیوالی ہے خدا سے ڈرنے والوں کو وہ خدا سے ڈرنے والے لوگ ایسے ہیں کہ یقین لاتے ہیں چھپی ہوئی چیزوں پر اور قائم کرتے ہیں نماز کو اور جو کچھ دیا ہے ہم نے ان کو اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ یقین رکھتے ہیں اس کتاب پر بھی جو آپ کی طرف اُتاری گئی ہے اور ان کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے اُتاری جا چکی ہیں اور آخرت پر بھی وہ لوگ یقین رکھتے ہیں۔

تفسیر: **کتاب ہدایت:** یہ کتاب ایسی ہے جس میں (فی نفسہ) کوئی کھٹک (اور خلجان کی بات) نہیں (جیسا کہ اسمیں منصفانہ طور پر غور کرنے والے ہو جائے گا اور آگے اس کی دلیل بھی آئے گی اس لئے کسی کو اسکے ماننے میں تامل نہ ہونا چاہیے۔

متقین کے اوصاف: (یہ کتاب) ایسے لوگوں کو (خدا کی نافرمانی سے بچنے کا) رستہ (اور طریق) بتانے والی ہے جو (اس کی نافرمانی سے) بچتے ہیں (خواہ وہ کافر ہوں یا مومن، کافروں کو یوں رستہ بتاتی ہے کہ وہ ان کو ایمان کی تعلیم کرتی ہے اور مومنوں کو یوں کہ ان کو فواحش اور منکرات سے روکتی ہے اور ارتداد سے باز رہنے کی ہدایت کرتی ہے) جن کی یہ حالت ہے کہ وہ (اس کتاب کی ہدایت سے) چھپی ہوئی چیزوں پر یقین رکھتے اور نمازوں کو باقاعدہ ادا کرتے اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے وہ (مصرف شرعی میں) خرچ کرتے ہیں اور جو کہ اس کتاب پر بھی یقین رکھتے ہیں جو آپ کی طرف اتاری گئی ہے اور ان پر بھی جو آپ سے پہلے (دوسرے انبیاء کی طرف اتاری گئی ہیں اور وہ آخرت پر بھی پورا یقین رکھتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ
ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ۚ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ
غِشَاوَةٌ ۫ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

ترجمہ: بس یہ لوگ ہیں ٹھیک راہ پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے ملی ہے۔ اور یہ لوگ ہیں پورے کامیاب بیشک جو لوگ کافر ہو چکے ہیں برابر ہے ان کے حق میں خواہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہ لاویں گے بند لگا دیا ہے

اللہ تعالیٰ نے انکے دلوں پر اور انکے کانوں پر اور انکی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے سزا بڑی ہے۔

تفسیر: **متقین کے حق میں قرآن کی شہادت**: یہ لوگ (جن کے اوصاف ابھی بیان کئے گئے ہیں) ہدایت پر ہیں (جو ان کو) ان کے پروردگار کی جانب (اور اس کی توفیق اور فضل) سے (حاصل ہوئی ہے) اور یہ لوگ پورے کامیاب ہیں) اور ان کے علاوہ لوگ یا تو بالکل ناکام ہیں جیسے کفار یا ان کی کامیابی ناقص ہے جیسے عصاۃ مومنین۔

خدا کی نافرمان بندے: یہ تو ان لوگوں کا بیان تھا جو خدا کی نافرمانی سے بچنا چاہتے ہیں اب ان کی حالت سنو جو خدا کی نافرمانی سے نہیں بچنا چاہتے اور اس سے قطعاً انکار کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ یقیناً جو لوگ (خدا کو ماننے سے قطعاً) منکر ہیں (اور کسی طرح ماننا نہیں چاہتے ان کے لئے یہ کتاب ہرگز موجب ہدایت نہیں ہے، اور) خواہ تم ان کو (اس کتاب کے ذریعہ سے) ڈراؤ یا نہ ڈراؤ ان کے لئے دونوں باتیں یکساں ہیں وہ (کسی صورت سے) ایمان نہ لائیں گے (متقین کی حالت کے خلاف ان کی حالت یہ ہے کہ بجائے ہدایت پر ہونے کے خود ان کی اختیاری بداعمالیوں کے نتیجہ میں) حق تعالیٰ نے ان کے دلوں پر ان کے کانوں پر مہر کردی ہے (جس سے نہ وہ حق کو سمجھتے ہیں اور نہ اس کو سنتے ہیں) اور ان کی آنکھوں پر ایک قسم کا پردہ ہے (جس سے وہ حق کو نہیں دیکھ سکتے اور چونکہ یہ مہر نتیجہ اور اثر ہے ان کی اختیاری بداعمالیوں کا اس لئے اس کے ذمہ دار وہ خود ہیں نہ کہ حق تعالیٰ) اور (بجائے کامیابی کے) ان کے لئے بہت بڑی سزا ہے (یہاں تک عام کفار کا بیان تھا خواہ وہ مجاہر ہوں یا منافق اب خصوصیت کے ساتھ ان کی ایک نوع خاص کا بیان ہے جس کو منافق کہتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں)۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۞ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۞ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ
فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۞ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا
فِى الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۞

ترجمہ: اور ان لوگوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور آخری دن پر حالاں کہ وہ بالکل ایمان والے نہیں۔ چالبازی کرتے ہیں اللہ سے اور ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے ہیں اور واقع میں کسی کیساتھ بھی چالبازی نہیں کرتے بجز اپنی ذات کے اور وہ اسکا شعور نہیں رکھتے انکے دلوں میں بڑا مرض ہے سو اور بھی بڑھا دیا اللہ تعالیٰ نے ان کو مرض اور انکے لئے سزائے دردناک ہے اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ فساد مت کرو زمین میں تو کہتے ہیں ہم تو اصلاح ہی کرنیوالے ہیں۔

تفسیر: **منافقین قرآن کی نظر میں**: اور کچھ لوگ (ان کفار میں) ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم خدا پر اور یوم آخرت (قیامت) پر ایمان لے آئے حالاں کہ وہ (درحقیقت) مومن نہیں ہیں یہ لوگ (اپنے زعم میں) خدا تعالیٰ اور مومنین کو دھوکا دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ (درحقیقت) بجز اپنے اور کسی کو دھوکا نہیں دیتے اور ان کو (اس کا) احساس بھی نہیں (کہ یہ دھوکا خود ہم اپنے کو دے رہے

ہیں اور اس کا ضرر ہمیں کو پہنچ رہا ہے) ان کے دلوں میں ایک بڑا روگ ہے سو[1] خدا کرے ان کا روگ اور بڑھے، (کیونکہ وہ علاج سے صرف غفلت ہی نہیں کرتے بلکہ طبیعت کے ساتھ عداوت اور اس کے مشوروں کی مخالفت کر کے ترقی مرض میں کوشش کرتے ہیں) اور ان کے لئے سزائے دردناک ہے اس لئے کہ وہ (اس قدر خطرناک فریب آمیز) جھوٹ بولا کرتے تھے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ (ارے نادانو) زمین میں فساد نہ کرو (اور کفر کے مٹنے میں مزاحم نہ بنو) تو وہ (جواب میں) کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح ہی کرنے والے ہیں ہمارے فعل میں فساد کا احتمال بھی نہیں یہ تمہارا قصور ہے کہ تم اصلاح کو فساد سمجھتے ہو اس لئے حقیقت میں مفسد تم ہو، نہ کہ ہم۔

أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ ٱلْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ ﴿۱۲﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ ءَامِنُوا۟ كَمَآ ءَامَنَ ٱلنَّاسُ قَالُوٓا۟ أَنُؤْمِنُ كَمَآ ءَامَنَ ٱلسُّفَهَآءُ ۗ أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ ٱلسُّفَهَآءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ ﴿۱۳﴾ وَإِذَا لَقُوا۟ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ قَالُوٓا۟ ءَامَنَّا وَإِذَا خَلَوْا۟ إِلَىٰ شَيَٰطِينِهِمْ قَالُوٓا۟ إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُونَ ﴿۱۴﴾ ٱللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِى طُغْيَٰنِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿۱۵﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ٱشْتَرَوُا۟ ٱلضَّلَٰلَةَ بِٱلْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَٰرَتُهُمْ وَمَا كَانُوا۟ مُهْتَدِينَ ﴿۱۶﴾

ترجمہ: یاد رکھو بیشک یہی لوگ مفسد ہیں لیکن وہ اس کا شعور نہیں رکھتے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم بھی ایسا ہی ایمان لے آؤ جیسا ایمان لائے ہیں اور لوگ تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں گے جیسا کہ ایمان لائے ہیں یہ بیوقوف یاد رکھو بیشک یہی ہیں بیوقوف لیکن وہ اس کا علم نہیں رکھتے اور جب ملتے ہیں وہ منافقین ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب خلوت میں پہنچتے ہیں اپنی شریر سرداروں کے پاس تو کہتے ہیں کہ ہم بیشک تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف استہزا کیا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہی استہزا کر رہے ہیں انکے ساتھ اور ڈھیل دیتے چلے جاتے ہیں انکو کہ وہ اپنی سرکشی میں حیران سرگردان ہو رہے ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے گمراہی لے لی بجائے ہدایت کے تو سودمند نہ ہوئی ان کی یہ تجارت اور نہ یہ ٹھیک طریقہ پر چلے۔

تفسیر: **منافقین مفسد ہیں**: (سوائے مسلمانوں تم ان کی باتوں میں نہ آنا) دیکھو (ہم کہے دیتے ہیں کہ) بلاشبہ یہی لوگ مفسد ہیں مگر انہیں اس کا احساس نہیں۔ اور جب[2] ان سے کہا جاتا ہے کہ یونہی تم بھی ایمان لے آؤ جیسے اور لوگ ایمان لے آئے (اور اپنے ظاہر

---

[1] فزادھم اللہ مرضا کو میں نے جملہ دعائیہ قرار دیا ہے گو مجھے اس کے پہلے لوگوں کے کلام سے تائید نہیں ملی مگر طرز کلام سے تاویل کی طرف رہنمائی کرتا ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے فی قلوبہم مرض فرمایا ہے اور کان فی قلوبہم مرضا نہیں فرمایا اور جملہ خبریہ عنوان ثانی کے مناسب ہے، نہ کہ عنوان اوّل کے کما یشہد بہ الذوق السلیم اور چونکہ یہ مضمون بددعا متفرع ہے فی قلوبہم مرض پر جیسا کہ ہماری تقریر سے ظاہر ہے اسلئے فمہ نا اسکی موید ہے نہ کہ آبی کما فی قول الشاعر امین فزاداللہ فیما بیننا بعدا۔ واللہ اعلم

[2] واذا قیل لھم امنوا کما آمن الناس کے متعلق یہ گفتگو ہے کہ قائل کون ہے سو چونکہ نصوص قرآنیہ میں جا بجا منافقین کو ایمان لانے کا حکم ہے۔ جسکا حاصل یہی ہے کہ تم بھی دوسرے لوگوں کی طرح دل سے مسلمان ہو جاؤ اور یہ ممکن ہے کہ وہ ان نصوص کے جواب میں آپس میں یہ کہتے ہوں گے کہ ایسی باتوں کا ماننا احمقوں کا کام ہے اور جن لوگوں نے ایسی باتوں کو مان لیا وہ بے وقوف تھے پس ہم سے جو کہا جاتا ہے کہ تم بھی مان لو تو کیا ہم بھی بے وقوف بن جائیں اور ان کی طرح ان باتوں کو مان لیں لہذا میرے نزدیک اقرب یہ ہے کہ اس کا فاعل اللہ تعالیٰ قرار دیا جاوے اور آمنوا کما آمن الناس کو نقل بالمعنی کہا جاوے چنانچہ نقل بالمعنی قرآن میں بکثرت ہے اس توجیہہ پر ہمیں شانِ نزول اور اس کے ثبوت وعدم ثبوت کی تحقیق اور اس پر سوال و جواب کی ضرورت نہیں رہتی۔ پس اگر در حقیقت کسی نے ان سے ایسا کہا ہو اور انہوں نے اس کو بھی وہی جواب دیا ہو جو وہ نصوص داعیہ الی الایمان کے جواب میں کہا کرتے تھے تو اس کے مزاحم نہیں اور اگر کسی نے ان سے ایسا نہیں کہا اور نہ انہوں نے کسی کو یہ جواب دیا، تو آیت کی تفسیر اس پر موقوف نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ!

وباطن کو یکساں کرلو یہ بات بہت بری ہے کہ دل میں کچھ ہے اور زبان پر کچھ ہے) تو وہ (جواب میں) کہتے ہیں کہ کیا ہم بھی یونہی ایمان لے آئیں جیسے وہ بیوقوف ایمان لے آئے (اور اسطرح اپنی بیوقوفی کا ثبوت دیں، سو) یادرکھو (کہ یہ لوگ مسلمانوں کو بیوقوف بناتے ہیں)

منافقت اور اس کا اثر

(اور واقعہ یہ ہے) کہ بلاشبہ یہ لوگ بیوقوف ہیں، مگر (نادان ہیں اپنی بیوقوفی کو) جانتے نہیں اور جب یہ لوگ مومنین سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ اور جب تنہائی میں اپنے شریروں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں تم تو (مسلمانوں سے) صرف تمسخر کرتے ہیں (اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ کیا تمسخر کرتے ہیں) اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ تمسخر کررہے ہیں اور ان کو اس حالت میں چھوڑے ہوئے ہیں کہ وہ اپنی سرکشی میں حیران وسرگراں[1] ہیں (نہ ان کو ہدایت ہی ہوتی ہے اور نہ عذاب ہی دیا جاتا ہے) اس سے ان کی گمراہی اور بڑھتی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں اچھا کرتے ہیں اور انجام یہ ہوگا کہ دفعتہً پکڑ لئے جائیں گے۔

اللہ کے استہزا کی حقیقت

یہ حقیقت ہے حق تعالیٰ کے استہزا اور تمسخر کی چونکہ منافقین نے اپنے اخفاء حال اور مسلمانوں کی مغالطہ دہی کو استہزا سے تعبیر کیا تھا، اس لئے حق تعالیٰ نے اپنے اخفاء حقیقت اور منافقین کو مغالطہ میں رکھنے کو انہیں کے طرز پر استہزاء سے تعبیر کردیا، پس یہ وہ استہزا نہیں ہے جو شرارت وچھچھورپن سمجھا جاتا ہے جیسا کہ کفار قرآن پر اعتراض کیا کرتے ہیں خوب سمجھ لو) یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی لے لی جس کا نتیجہ[2] یہ ہوا کہ ان کو اس تجارت میں نفع نہ ہوا (بلکہ سراسر ٹوٹا ہوا) اور نہ سیدھی راہ پر چلنے والے ہوئے (کیونکہ سیدھا اور صحیح راستہ یہ تھا کہ وہ گمراہی چھوڑ کر ہدایت اختیار کرتے، مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ برعکس کیا)

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ ﴿١٧﴾ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿١٨﴾ أَوْ كَصَيِّبٍ مِنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ مِنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۚ وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿١٩﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ ۖ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾

ترجمہ: ان کی حالت اس شخص کی حالت کے مشابہ ہے جس نے کہیں آگ جلائی ہو پھر جب روشن کردیا ہو اس آگ نے اس شخص کے گردا گرد کی سب چیزوں کو ایسی حالت میں سلب کرلیا ہو اللہ تعالیٰ نے انکی روشنی کو اور چھوڑ دیا ہو ان کو

[1] مستفاد من فاء التفریع ۱۲ حضرت مولانا۔ [2] پریشان۔

اندھیروں میں کہ کچھ دیکھتے بھالتے نہ ہوں بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں سو یہ اب رجوع نہ ہوں گے یا ان منافقوں کی ایسی مثال ہے جیسی بارش ہو آسمان کیطرف سے اسمیں اندھیری بھی ہو اور رعد و برق بھی ہو جو لوگ اس بارش میں چل رہے ہیں وہ ٹھونسے لیتے ہیں اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں کڑک کے سبب اندیشہ موت سے اور اللہ تعالیٰ احاطہ میں لئے ہوئے ہیں کافروں کو برق کی یہ حالت ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی انکی بینائی اس نے لی جہاں ذرا انکو بجلی کی چمک ہوئی تو اسکی روشنی میں چلنا شروع کیا اور جب ان پر تاریکی ہوئی پھر کھڑے کے کھڑے رہ گئے اور اگر اللہ تعالیٰ ارادہ کرتے تو انکے گوش و چشم سب سلب کر لیتے بلاشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

منافقین کی حالت

تفسیر: ان لوگوں کی حالت ایسی ہے جیسے اس شخص کی حالت جس نے (روشنی کے لئے آگ جلائی ہو پھر جب اسنے (جل کر) اس کی اردگرد کی اشیاء کو روشن کر دیا تو حق تعالیٰ نے انکی (آنکھ کی) روشنی سلب کر لی ہو اور انکو اندھیرے میں اس حالت میں چھوڑ دیا کہ ہو کہ وہ (سابق کی طرح) کچھ نہ دیکھ سکتے ہوں (حاصل تمثیل یہ ہے کہ جس طرح آگ کی روشنی بلا نور بصر غیر مفید ہے یونہی روشنی اقرار توحید و رسالت وغیرہ بلا نور بصیرت غیر نافع ہے۔ اسلئے ان منافقین کا ایمان لانا ایسا ہے جیسا کہ اس آگ روشن کرنیوالے کا آگ جلانا، واللہ اعلم! اب سنو کہ اس تذکر کا مقتضا یہ تھا کہ یہ لوگ اپنے نفاق سے باز آجاتے مگر یہ تو اس وقت ہو سکتا ہے، جب کہ یہ لوگ گوش حق نیوش زبان حق گو چشم حق بین رکھتے ہوں حالانکہ ایسا نہیں ہے، بلکہ یہ لوگ) بہرے گونگے اندھے ہیں، اس لئے (اپنی روش[1] سے) نہیں پھرتے (خیر[2] یہ مضمون تو بطور جملہ معترضہ کے تھا، اب دوسری تمثیل سنو) یا دوسرے عنوانوں سے یوں کہو کہ ان کی حالت ایسی ہے جیسے یہ حالت کہ آسمان سے دھواں دھار مینہ برس رہا ہے اس میں متعدد تاریکیاں بھی ہیں اور کڑک بھی اور بجلی بھی لوگ کڑک بجلیوں کے سبب موت سے بچنے کیلئے اپنے کانوں میں انگلیاں دے رہے ہیں (ابھی تمثیل پوری نہیں ہوئی، اسکا تتمہ آگے آتا ہے یہاں چونکہ موت سے ڈرنے کا ذکر آگیا تھا اور موت سے ڈرنا اصالۃً کفار کا شیوہ ہے گو جس طرح اور بعض اوصاف کفار مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں یونہی اگر خوف موت بھی ان میں پایا جاوے تو منتر نہیں، اس لئے حق تعالیٰ کفار کو دھمکاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ موت سے بچنا چاہتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ کفار کو گھیرے ہوئے ہیں (اس لئے ان کا موت سے ڈرنا کچھ نافع نہیں، اس استطرادی مضمون کے بعد حق تعالیٰ تمثیل کی تکمیل فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں) بجلی کی یہ حالت ہے کہ نگاہوں کو اچکے لیتی ہے (لوگونکی یہ حالت ہے کہ) جب (بجلی کی چمکنے سے) انکے لئے روشنی ہوجاتی ہے تو وہ اس (روشنی) میں چلنے لگتے ہے اور جب ان پر تاریکی چھاجاتی ہے تو کھڑے ہوجاتے ہیں (یہاں تک تمثیل پوری گئی اسکا حاصل یہ ہے کہ جس طرح بارش والے آدمی ایک ایسی حالت میں تھے جسکے بعض اجزاء ناگوار تھے جیسے ظلمات و رعد و صواعق اور بعض من وجہ خوشگوار اور من وجہ ناگوار جیسے بجلی کی روشنی کہ اضاءۃ طریق کی حیثیت سے خوشگوار ہے اور خطف بصر کے احتمال سے ناگوار۔

منافقین کا ظاہری اسلام

یونہی منافقین بھی ظاہری اسلام لاکر ایسی ہی حالت میں مبتلا ہیں، چنانچہ اسلام فی نفسہٖ انکی نظر میں مکروہ ہے، مگر چونکہ وہ ذریعہ ہے حفظ

---

[1] یعنی صم بکم کا ۱۲ حضرت مولانا مدظلہم العالی۔ [2] چال

جان و مال اور منافع مالیہ کا اس لئے وہ مرغوب بھی ہے، سو جب تک یہ منافع انکے پیش نظر رہتے ہیں اسوقت تک وہ اسپر بادل ناخواستہ عمل کرتے ہیں اور جہاں وہ منافع نظر سے غائب ہوئے، وہ رک گئے واللہ اعلم بمرادہ، آگے بطور جملہ معترضہ کے استطر ادا فرماتے ہیں کہ سمع وبصر جس سے نافع وضار کا ادراک ہوتا ہے حق تعالیٰ کا ایک انعام ہے جس پر وہ مستحق شکر ہے کیونکہ اگر وہ چاہتا تو ان کو سمع وبصر ابتداء ہی سے نہ دیتا) اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان سے کان اور آنکھیں (دینے کے بعد) چھین لیتا (کیونکہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ (اور کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں لہذا حق تعالیٰ دو وجہ سے مستحق شکر ہیں اول یہ کہ انہوں نے ان کو کان اور آنکھیں دیں دوسرے اس لئے کہ ان کو ان چھینا نہیں اور منافقین دو وجہ سے قابل ملامت ہیں ایک اس لئے کہ انہوں نے ان نعمتوں کا شکر ادا نہیں کیا دوسرے اس لئے کہ انہوں نے ان کا غلط استعمال کیا اور نافع کو ضار کو نافع سمجھا۔ واللہ اعلم! اس استطر ادی مضمون کے بعد حق تعالیٰ پھر اصلی مقصود کی طرف عود کرتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

يَاأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۲۱﴾ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۲۲﴾ وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۲۳﴾ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴿۲۴﴾

ترجمہ: اے لوگو عبادت اختیار کرو اپنے پروردگار کی جس نے تمکو پیدا کیا اور ان لوگوں کو بھی کہ تم سے پہلے گزر چکے ہیں عجب نہیں کہ تم دوزخ سے بچ جاؤ وہ ذات پاک ایسی ہی جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت اور برسایا آسمان سے پانی پھر پردہ عدم سے نکالا بذریعہ اس پانی کے پھلوں کی غذا کو تم لوگوں کے واسطے اب تو مت ٹھیراؤ اللہ پاک کے مقابل اور تم جانتے بوجھتے ہو اور اگر تم کچھ خلجان میں ہو اس کتاب کی نسبت جو ہم نے نازل فرمائی ہے اپنی بندۂ خاص پر تو اچھا پھر تم بنالاؤ ایک محدود ٹکڑا اس جیسا بلالو اپنی حمایتیوں کو جو خدا سے الگ (تجویز کرر کھے) ہیں اگر تم سچے ہو پھر اگر تم یہ کام نہ کر سکے اور قیامت تک بھی نہ کر سکو گے تو پھر ذرا بچتے رہو دوزخ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار ہوئی رکھی ہے کافروں کے واسطے۔

انعامات الٰہی

تفسیر: اے لوگو (ہم تم کو بتلا چکے ہیں کہ یہ کتاب ایسی ہے کہ اس میں کوئی کھٹکے کی بات نہیں، اور وہ خدا کی نافرمانی سے بچنے والوں کو خدا کی نافرمانی سے بچنے کی صحیح رہنمائی کرتی ہے، لہذا تم اس کتاب کو مان کر اور اس کی ہدایتوں پر عمل کر کے) اپنے اس پروردگار کی پرستش کرو جس نے تم کو بھی پیدا کیا اور تم سے پہلے لوگوں کو بھی (اور اسلئے وہ تمہاری عبادت کا بھی حقدار ہے اور تم سے پہلے لوگوں کی عبادت

کا بھی جن کی تقلید میں تم گمراہ ہورہے ہو) امید[1] ہے کہ تم (کُلاًّ یا بعضاً اس کی نافرمانی سے) پرہیز کروگے۔

قرآن کی حقانیت کا اعلان: اور اگر تم اس (کتاب) کی طرف سے کسی خلجان میں (مبتلا) ہو جس کو ہم نے اپنے بندے (رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کیا ہے (اور تم کو یہ خیال ہو کہ نہیں معلوم یہ خدا کی کتاب ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بنالی ہے تو (اس خلجان کا دفعیہ یوں ہوسکتا ہے کہ) تم ایسی ہی کتاب (بنا کر اس) میں سے (کم از کم) ایک سورت پیش کرو۔ اور خدا کے علاوہ جو تمہارے مددگار ہیں (یعنی بت وغیرہ) ان کو بھی بلالو اگر تم سچے ہو (کہ یہ کتاب خدا کی نہیں بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے از خود بنالی ہے کیونکہ جب یہ مان لیا جاوے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی نہیں تو اس صورت میں تم میں اور ان میں کوئی فرق نہیں) لہٰذا جب وہ کوئی کام تنہا اپنی ذاتی لیاقت وقابلیت سے کرسکتے ہیں تو تم اسی کام کو بحیثیت مجموعی بالاولیٰ کرسکتے ہو) اب (اگر تم کوئی سورت لے آؤ تب تو قصہ ہی ختم ہے اور) اگر تم (ایسا) نہ کرسکو اور ہم پیشین گوئی کرتے ہیں کہ) تم ہرگز نہ کرسکو گے۔ تو تم کو چاہیے کہ (اس کا انکار نہ کرو اور اس طرح) اس آگ سے بچو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں (کیونکہ) وہ (آگ) تیار کی جاچکی ہے کافروں کے لئے (اور ان کا اسمیں داخل ہونا ضروری ہے۔

ایک اشکال اور اسکا جواب: گو بہت سے عصاۃ مومنین بھی دوزخ میں جائیں گے مگر کفار کی تخصیص دو وجہ سے کی گئی ہے اوّل اس لئے کہ اس باب میں کفار اصل ہیں اور عصاۃ کا دخول انکے تشبہ اور ان کے بعض اخلاق کے ساتھ اتصاف کے سبب ہے دوسرے اس لئے کہ اس مقام پر مخاطب کفار ہی ہیں اس لئے کفار کی تصریح ابلغ فی التہدید ہے۔

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ
كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ
مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْىٖٓ
اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ
مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا
وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ
مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

[1] قرآن چونکہ عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے اس لئے اہل زبان کے طرز ادا اور ان کے محاورات کی موافقت ضروری ہے اور چونکہ ترغیب کے موقع پر اہل زبان "امید ہے" اور کیا عجیب ہے۔ اور کچھ تعجب نہیں۔ عجب نہیں وغیرہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے قرآن میں بھی ایسے عنوان اختیار کئے گئے ہیں ورنہ حق تعالیٰ کے نزدیک کوئی شے غالب الوجوہ اور محتمل العدم نہیں کہ اس کے لئے لعل کے استعمال کی ضرورت ہو۔ ۱۲ منہ

ترجمہ: اور خوشخبری سنا دیجئے آپ اے پیغمبر ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور کام کئے اچھے اس بات کی کہ بیشک انکے واسطے بہشتیں ہیں کہ چلتی ہونگی انکے نیچے سے نہریں جب کبھی دئے جاوینگے وہ لوگ ان بہشتوں میں سے کسی پھل کی غذا تو ہر بار میں یہی کہیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو ہم کو ملا تھا اس سے پیشتر اور ملے گا بھی ان کو دونوں بار کا پھل ملتا جلتا اور انکے واسطے ان بہشتو میں بیبیاں ہونگی صاف پاک اور وہ ان بہشتوں میں ہمیشہ کو بسنے والے ہونگے ہاں واقعی اللہ تعالیٰ تو نہیں شرماتے اس بات سے کہ بیان کردیں کوئی مثال بھی خواہ مچھر کی ہو خواہ اس سے بھی بڑھی ہوئی ہو سو جو لگ ایمان لائے ہوئے ہیں خواہ کچھ ہی ہو وہ تو یقین کریں گے کہ بیشک یہ مثال تو بہت ہی موقع کی ہے انکے رب کی جانب سے اور رہ گئے، وہ لوگ جو کافر ہو چکے ہیں سوچا ہے کچھ بھی ہو جاوے وہ یونہی کہتے رہیں گے وہ کون مطلب ہوگا جسکا قصد کیا ہوگا اللہ تعالیٰ نے۔ اس حقیر مثال سے گمراہ کرتے ہیں اللہ اس مثال سے بہتوں کو اور ہدایت کرتے ہیں اسکی وجہ سے بہتوں کو اور گمراہ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ اس مثال سے کسی کو مگر صرف بے حکمی کرنیوالوں کو جو کہ توڑتے رہتے ہیں اس معاہدہ کو جو اللہ تعالیٰ سے کر چکے تھے اس کے استحکام کے بعد اور قطع کرتے رہتے ہیں ان تعلقات کو کہ حکم دیا ہے اللہ نے ان کو وابستہ کہنے کا اور فساد کرتے رہتے ہیں زمین میں پس یہ لوگ پورے خسارے میں پڑنے والے ہیں۔

مومنوں کو خوشخبری

تفسیر: (خیر اے رسول تم کفار کو یہ دھمکی سنا دو) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کو یہ خوشخبری دو کہ ان کے لئے (ان کے ایمان اور اعمال صالحہ کے صلہ میں) ایسے باغات ہیں جنکے نیچے نہریں جاری ہیں (ان باغات میں ان کی یہ حالت ہوگی کہ) جب کبھی ان کو ان میں سے کسی پھل کی غذا دی جاوے گی وہ یہ ہی کہیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو ہم کو پہلے (دُنیا میں) دی گئی تھی اور وہ (غذا) اس کے پاس (پہلی غذاؤں سے) ملتی جلتی لائی جائیگی۔

فائدہ: حکمت اس میں یہ ہے کہ آدمی جس چیز کے مزہ سے واقف نہیں ہوتا، تو نہ تو اس کی طرف ابتداءً اُسے رغبت ہوتی ہے اور نہ اس کے ملنے سے اُسے کوئی خوشی ہوتی ہے، تجربہ کے بعد رغبت و فرحت کا پیدا ہو جانا دوسری بات ہے پس جب کہ نعمائے جنت نعمائے دینوی سے صورۃً مشابہ ہونگی تو ان کے ملنے سے اہل جنت کو ابتداءً بھی خوشی ہوگی اور جب وہ ان کی لذت کو نعمائے دنیویہ کی لذت سے بڑھ کر پائینگے تب تو انکی خوشی کی کوئی انتہا ہی نہ ہوگی۔

اعتراض اور اس کا جواب

خیر چونکہ اس مقام پر اس دعویٰ کا اثبات تھا کہ قرآن خدا کی کتاب ہے۔ اور انذار کفار و تبشیر مومنین استطرادی مضمون تھے اور کسی مدعا کا اثبات دو باتوں پر موقوف ہے اوّل اقامت دلیل منجانب المدعی دوسرے ازالہ شبہات خصم اور اس جگہ امر اول سے فراغت ہو چکی ہے اس لئے حق تعالیٰ مخالفین کے ایک اعتراض کی لغویت ظاہر فرماتے ہیں حاصل اعتراض یہ تھا کہ قرآن مجید خدا کا کلام نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس

[1] کلما کے عموم نے مجھے اسی تاویل کے صحت کی طرف رہنمائی کی تھی، بعد کو تفسیر ابن جریر کے دیکھنے سے اس کی تائید ہوگئی کیونکہ اس میں بھی اس کو ترجیح دی گئی ہے ۱۲ منہ

میں مکھی اور مکڑی کی ذلیل مثالیں بھی ہیں اور خدا کی شان اس سے ارفع ہے کہ ایسی مثالیں بیان کرے اور اس مضمون کو انہوں نے اس عنوان سے بیان کیا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کو شرم نہیں آتی کہ وہ مکھی اور مکڑی کی مثالیں بیان کرے اور اس اعتراض کو حق تعالیٰ یوں رد فرماتے ہیں کہ بیشک اللہ کو اس بات سے کچھ شرم نہیں آتی کہ کوئی مثل بھی بیان کرے مچھر ہو یا اس سے بھی بڑھ کر ہو (کیونکہ مثال میں ممثل لہ کی حالت دیکھی جاتی ہے۔ نہ کہ مثال بیان کرنے والے کی شان پس ممثل لہ کی حالت کو نہ دیکھنا، اور مثال بیان کرنے والے کی حالت کو دیکھنا سراسر جہل یا عناد ہے یہ تو واقعہ تھا کہ فی الحقیقت خدا کو ایسی مثالوں کے بیان کرنے میں کچھ شرم نہیں کیونکہ یہ کوئی شرم کی بات ہی نہیں۔

مثالوں کے اثرات

اب ان مثالوں کا مختلف قسم کے لوگوں پر مختلف اثر بیان کرتے ہیں اور فرماتے ہیں پھر جب کہ حق تعالیٰ ایسی مثالیں بیان فرماتے ہیں تو) مومنین تو (ان کی نسبت) جانتے ہیں کہ وہ بالکل ٹھیک (اور) ان کے پروردگار کی جانب سے ہے رہے وہ لوگ جو کافر ہیں، سو وہ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ کی اس حقیر مثال سے کیا غرض ہے (اور یہ ظاہر ہے کہ کچھ نہیں ہو سکتی اس لئے ظاہر ہے کہ یہ خدا کا کلام نہیں ہو سکتا اب ہم بتلاتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا اس سے کیا مقصود ہے، سو وہ مقصود ہے کہ) وہ بہت سونکو اس سے گمراہ کرتا ہے، اور بہت سوں کو اس سے ہدایت کرتا ہے۔

گمراہ کئے جانے والے

اور گمراہ صرف انہی عدول حکمی کرنے والوں کو کرتا ہے جو خدا کے معاہدہ کو اس کے استحکام کے بعد توڑتے اور جس کے جوڑنے کا اسنے حکم دیا ہے اس کو قطع کرتے اور زمین میں فساد کرتے ہیں (کیونکہ یہ لوگ بوجہ جرائم پیشہ ہونے کے امر حق سے عناداً انکار کرتے ہیں، اور اسمیں خواہ مخواہ کی نکتہ چینیاں کرتے اور گمراہ ہوتے ہیں یہاں تک اُن کے اعتراض کا جواب دیکر اپنے دعویٰ کو بالکل مدلل کر دیا اب بطور جملہ معترضہ کے فرماتے ہیں کہ) یہ لوگ گھاٹے میں ہیں کیونکہ ان شرارتوں کا نتیجہ سوائے سخت سزا کے اور کیا ہو سکتا ہے۔

خدا کی عبادت اور اسکی دلیل

ان ضمنی مضامین کے بعد حق تعالیٰ پھر اس مضمون کو بیان فرماتے ہیں جس کو یایھا الناس اعبدوا میں فرمایا تھا اور فرماتے ہیں) اور تم کو کیسے نہیں مانتے (اور اس کی عبادت کیسے نہیں کرتے) حالانکہ (اوّل تم بے جان تھے پھر اسنے تمہیں جاندار بنایا وہ اس کے بعد پھر تمکو بے جان کرے گا اس کے بعد (قیامت میں) پھر تم کو جاندار بنائے گا اس کے بعد تم اسی کے حضور میں لائے جاؤ گے (یہ واقعات ایسے نہیں ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے تم کو کفر کی گنجائش ہو کیونکہ اوّل تو خدا تمہارا منعم ہے اور اس کا مقتضا یہ ہے کہ تم اسکی مخالفت سے شرماؤ، دوسرے وہ تم پر پوری قدرت رکھتا ہے اس کا مقتضا یہ ہے کہ تم اس سے ڈرو تیسرے اس منعم اور صاحب قدرت کے روبرو تم کو جانا ہے پھر اس کی مخالفت کر کے تم کس منہ سے اسکے سامنے جاؤ گے اور جانے کے بعد تم کو اس سے کس قسم کے سلوک کی توقع ہو سکتی ہے بجز سزا کے اور کسی کی بھی نہیں تو پھر تم کو کفر کی کہاں گنجائش ہے) وہ (خدا جس کی تم مخالفت کرتے ہو) وہ ہی تو ہے، جس نے (اولاً) زمین کی کل چیزوں کو تمہارے لئے پیدا کیا (جس سے وہ تمہارا منعم ٹھیرا) پھر آسمان کی طرف توجہ کی) تو ان کو سات آسمان مکمل کر دیا (جس سے اس کا

ل ان آیات میں جن میں ترتیب خلق ارض وسماء کا ذکر ہے غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اوّل زمین کا مادہ بنایا گیا اس کے بعد بصورت دخان آسمان کا مادہ پھر زمین کے مادہ کو موجودہ صورت پہنائی گئی اور اس پہ پہاڑ وغیرہ بنائے گئے پھر مادۂ آسمان سے سات آسمان بنائے گئے۔ واللہ اعلم۔ ہذا ملخص مافی بیان القرآن۔

کمال قدرت ظاہر ہوتا ہے) اور وہ ہر چیز جانتا بھی ہے (جس میں تمہارے افعال بھی ہیں پھر ایسے کامل الانعام کامل القدرت کامل العلم خدا کی مخالفت کیونکر معقول ہو سکتی ہے، ہر گز نہیں، تو تم کو صرف خدا کی پرستش کرنا چاہیے اور شرک و کفر و معصیت سے توبہ کرنی چاہیے۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۚ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۹﴾

ترجمہ: بھلا کیونکر ناسپاسی کرتے ہو اللہ کے ساتھ حالانکہ تھے تم محض بے جان سو تم کو جاندار کیا پھر تم کو موت دینگے پھر زندہ کریں گے (یعنی قیامت کے دن) پھر انہی کے پاس لیجائے جاؤ گے وہ ذات پاک ایسی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے فائدے کے لئے جو کچھ بھی زمین میں موجود ہے سب کا سب پھر توجہ فرمائی آسمان کیطرف سو درست کر کے بنا دیئے انکو سات آسمان اور وہ تو سب چیزوں کے جاننے والے ہیں۔

کفر کی قباحت

تفسیر: یہ ان امور کا بیان تھا جو مانع کفر ہیں اس کے بعد حق تعالیٰ ایک قصہ بیان فرماتے ہیں جو متعدد وجوہ سے قبح کفر پر دلالت کرتا ہے۔ اولاً اس لئے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان مطلقاً خلیفۃ اللہ فی الارض ہے اور نائب کا کام اپنے منیب کی اطاعت ہے نہ کہ اس سے بغاوت۔ ثانیاً اس لئے کہ حق تعالیٰ نے آدمیوں کے باپ آدم علیہ السلام کو کمال علم عطا کیا جو کہ وراثۃً ان کی اولاد کو پہنچا یہ انعام موجب شکر اور مانع کفر ہے، ثالثاً اس لئے کہ حق تعالیٰ نے ان کے باپ کو مسجود ملائکہ بنایا جس کا شکر ان پر اور ان کی اولاد پر واجب ہے لہذا وہ بھی مانع کفر ہے۔ رابعاً اسلئے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس کو امر خداوندی کے معارضہ میں لعنت ابدی کی سزا دی گئی پس جب کہ ایک حکم کا معارضہ اس قدر سزا کا موجب ہو تو کفر و شرک جو سراسر طغیان و سرکشی ہے کس قدر سزا کا موجب ہوگا۔ اس لئے کفر کی کسی طرح گنجائش نہیں ہو سکتی، خامساً اس لئے کہ آدمیوں کے باپ آدم علیہ السلام پر ایک ایسے جرم پر مواخذہ کیا گیا جس میں انہوں نے صرف تدبیر سے کام نہ لیا تھا، اور عمداً مخالفت مقصود نہ تھی تو ان کی اولاد کے لئے کفر سا شدید جرم کیوں کر جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔
سادساً اس لئے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء ہی میں حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور ان کے ذریعہ سے ان کی اولاد کو وجوب طاعت اور عدم جواز معصیت کا حکم سنا دیا تھا اور دونوں کے نتائج بتلا دیئے تھے پھر کفر کی کیسے گنجائش رہ سکتی ہے۔ (الیٰ غیر ذلک اب وہ قصہ سنو حق تعالیٰ فرماتے ہیں)

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۭ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۭ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ

بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝

ترجمہ: ترجمہ! اور جس وقت ارشاد فرمایا آپ کے رب نے فرشتوں سے کہ ضرور میں بناؤں گا زمین میں ایک نائب، فرشتے کہنے لگے کیا آپ پیدا کرینگے زمین میں ایسے لوگوں کو جو فساد کریں گے اور خون ریزیاں کرینگے۔ اور ہم برابر تسبیح کرتے رہتے ہیں بحمد اللہ اور تقدیس کرتے رہتے ہیں۔ آپ کی حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں جانتا ہوں اس بات کو جسکو تم نہیں جانتے اور علم دے دیا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو (انکو پیدا کر کے) سب چیزوں کے اسماء کا پھر وہ چیزیں فرشتوں کے روبرو کر دیں پھر فرمایا کہ بتلاؤ مجھ کو اسماء ان چیزوں کے (یعنی مع انکے آثار و خواص کے) اگر تم سچے ہو فرشتوں نے عرض کیا کہ آپ تو پاک ہیں۔ ہم کو ہی علم نہیں مگر وہی جو کچھ ہم کو آپ نے علم دیا بیشک آپ بڑے علم والے ہیں حکمت والے ہیں۔

تفسیر: خلیفۃ اللہ: جس وقت[1] ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ ہم زمین میں اپنا ایک نائب بنانے والے ہیں تو انہوں نے (جواب میں) کہا تھا کہ آپ ایسوں کو نائب بناتے ہیں جو اس میں فساد کریں اور خوں ریزی کریں۔

فائدہ: فرشتوں کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ نیابت خداوندی ہر فرد بشر کے لئے حاصل ہے اور وہ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ مخصوص نہیں کیونکہ نہ آدم علیہ السلام نے کبھی فساد کیا اور نہ خوں ریزی کی، ہاں یہ ضرور ہے کہ انسان کے بعض افراد نے خلافت کا کام صحیح طور پر انجام دیا اور بعض افراد نے اپنے منیب کے مقابلہ میں علم بغاوت بلند کر دیا جس کی وہ سزا پائینگے بہر حال نفس خلاف جس سے مراد ہے زمین میں دوسرے مخلوقات پر خود مختارانہ تصرف وہ ہر فرد بشر کے لئے حاصل ہے اور اس جگہ خلافت سے خلافت شرعی مراد نہیں ہے جو کہ مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہے اور ان میں بھی سب کو نہیں بلکہ بعض افراد کو حاصل ہوتی ہے، جیسے ابوبکر صدیق عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہما آج کل کے اہل علم اس مسئلہ میں بہت خبط کرتے ہیں اور اس خلیفہ سے خلیفہ باصطلاح شرعی مراد لے کر کچھ کا کچھ ہانکتے ہیں خوب سمجھ لو) حالانکہ ہم بحمد اللہ آپ کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں (اور ہم کو نہ فساد سے سروکار ہے) نہ خوں ریزی سے مطلب اور اس لئے ہمارے ہوتے ہوئے ایسے خلیفہ کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔

فرشتوں کے بیان کی وجہ

یہ بیان فرشتوں کا نہ حسد سے تھا اور نہ حق تعالیٰ کو رائے دینا مقصود تھا اور نہ اپنا استحقاق خلافت جتانا مدنظر تھا بلکہ صرف اپنے قصور کا اظہار اور استفادۂ علم مدنظر تھا جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ کا فعل تو حکمت پر مبنی اور بالکل صحیح ہے مگر ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ ایسی حالت میں انسان کو پیدا کرنے اور اس کے خلیفہ بنانے میں کیا مصلحت ہے اور وہ باوجود ان اوصاف کے کیوں اس منصب کا مستحق ہے اھ۔

فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کا جواب

(خیر ان کے جواب میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں وہ بات جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (اور عنقریب وہ بات مجملاً تم کو بھی معلوم

[1] اظہر فی اتبولہ قالوا۔ ولا حاجۃ الا التقدیر اذ کر ۱۲ منہ!

ہو جائے گی حق تعالیٰ نے فرشتوں کو تو یہ جواب دیا) اور آدم علیہ السلام کو (بوجہ اس خاص استعداد کے جو بوجہ خاصہ نوع انسانی ہونے کے ان میں موجود تھی اور فرشتوں میں موجود نہ تھی) تمام نام (جن سے ضرورت خلافت متعلق تھی) سکھلا دیئے اور (مسمیات کی طرف اشارہ کر کے) فرمایا کہ اگر تم (اپنے اس بیان میں) سچے ہو (کہ ہمارے ہوتے ہوئے ایسے خلیفہ کی ضرورت نہیں ہے) تو ان چیزوں کے نام بتلاؤ۔

فرشتوں کا اعتراف: انہوں نے (جواب میں) کہا کہ ہم تنزیہ کرتے ہیں آپ کی (جملہ قبائح سے) ہمیں تو کچھ بھی علم نہیں بجز اس کے جو آپ نے (ہماری قابلیت کے موافق) ہمکو تعلیم کیا ہے (اس لئے ہم نہیں بتلا سکتے اور ہم اقرار کرتے ہیں کہ) بیشک آپ ہی کامل العلم والحکمۃ ہیں (اس لئے نہ آپ پر نقصان علم کا شبہ ہوسکتا ہے نہ قصور حکمت کا جیسا کہ ہمارے بیان کے ظاہر سے مفہوم ہوتا ہے، ہمارا مقصود صرف اپنے قصور علم کا اظہار اور اپنے شبہ کا ازالہ تھا۔

قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنۡۢبِئۡهُمۡ بِاَسۡمَآئِهِمۡ ۚ فَلَمَّآ اَنۡۢبَاَهُمۡ بِاَسۡمَآئِهِمۡ ۙ قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّكُمۡ اِنِّىۡۤ اَعۡلَمُ غَيۡبَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۙ وَاَعۡلَمُ مَا تُبۡدُوۡنَ وَمَا كُنۡتُمۡ تَكۡتُمُوۡنَ ﴿۳۳﴾ وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡٓا اِلَّآ اِبۡلِيۡسَ ؕ اَبٰى وَاسۡتَكۡبَرَ وَكَانَ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۳۴﴾ وَقُلۡنَا يٰٓاٰدَمُ اسۡكُنۡ اَنۡتَ وَزَوۡجُكَ الۡجَنَّةَ وَكُلَا مِنۡهَا رَغَدًا حَيۡثُ شِئۡتُمَا ۖ وَلَا تَقۡرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوۡنَا مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۳۵﴾ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيۡطٰنُ عَنۡهَا فَاَخۡرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيۡهِ ۖ وَقُلۡنَا اهۡبِطُوۡا بَعۡضُكُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ مُسۡتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيۡنٍ ﴿۳۶﴾

ترجمہ: حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم ان کو ان چیزوں کے اسماء بتلا دو سو جب بتلا دیئے ان کو آدمؑ نے ان چیزوں کے اسماء تو حق تعالیٰ نے فرمایا (دیکھو) میں تم سے کہتا نہ تھا کہ بیشک میں جانتا ہوں تمام پوشیدہ چیزیں آسمانوں اور زمین کی اور جانتا ہوں جس بات کو تم ظاہر کر دیتے ہو اور جس بات کو دل میں رکھتے ہو۔ اور جس وقت حکم دیا ہم نے فرشتوں کو اور جنوں کو کہ سجدہ میں گر جاؤ آدم کے سامنے سو سب سجدے میں گر پڑے بجز ابلیس کے اس نے کہنا نہ مانا اور غرور میں آ گیا اور ہو گیا کافروں میں سے، اور ہم نے حکم دیا کہ اے آدم رہا کرو تم اور تمہاری بیوی بہشت میں پھر کھاؤ دونوں اس میں سے بافراغت جس جگہ سے چاہو اور نزدیک نہ جائیو اس درخت۔ کے ورنہ تم بھی انہی میں شمار ہو جاؤ گے جو اپنا نقصان کر بیٹھتے ہیں پھر لغزش دیدی آدم اور حوا کو شیطان نے اس درخت کی وجہ سے سو برطرف کر کے رہا ان کو اس عیش سے جس میں وہ تھے اور ہم نے کہا کہ نیچے اترو تم میں سے بعضے بعضوں کے دشمن رہیں گے اور تم کو زمین پر چندے ٹھیرنا ہے اور کام چلانا ایک معیاد معین تک۔

تفسیر: **حضرت آدم کو حکم خداوندی:** جب فرشتوں نے اپنے قصور علم کا صاف لفظوں میں اقرار کر لیا تو) حق تعالیٰ نے (فرشتوں کے کشف شبہ کے لئے) فرمایا کہ اے آدم تم ان کو ان کے نام بتاؤ (اس پر انہوں نے ان کے نام بتائے) پس جب کہ وہ ان کو ان کے نام بتا چکے (اور انکا کمال علم اور اپنا قصور علم فرشتوں پر ظاہر ہو گیا اور ان کے شبہ کا جواب ان کو مل گیا) تو (مزید تاکید کے لئے) حق تعالیٰ نے

(فرشتوں سے) فرمایا کہ (کیوں) کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں تمام مغیبات آسمان وزمین کو جانتا ہوں (اور اس لئے میں یہ بھی جانتا ہوں کہ انسان باوجود فساد فی الارض اور خون ریزی کے بھی مستحق خلافت ہے) اور میں ان چیزوں کو جانتا ہوں جنکو اب تم ظاہر کرتے ہو اور جن کو تم پہلے ظاہر نہ کرتے تھے (مثلاً فرشتوں کا یہ کہنا لا علم لنا الاما علمتنا اور یہ کہنا کہ انک انت العلیم الحکیم پس اِنی اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میں بہ تغییر عنوان اسی مضمون کا اعادہ ہے جس کو پہلے اِنیْ اَعْلَمُ مَا لَاتَعْلَمُوْنَ! کے عنوان سے ظاہر فرمایا تھا اور وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ! میں فرشتوں کے اس بیان کی تصدیق ہے کہ لَا عِلْمَ لَنَآاِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ.

سجدہ آدم کا حکم: یہاں تک آدم علیہ السلام کے قصہ کا ایک حصہ مذکور ہوا ہے اس کے بعد حق تعالیٰ اس کا دوسرا حصہ بیان فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں) اور جس[1] وقت ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ آدم کے لئے (تعظیمی) سجدہ کرو تو بجز ابلیس کے تمام فرشتوں نے سجدہ کیا، اس نے کہنا نہ مانا اور غرور میں آ گیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔

فائدہ: مرزا غلام احمد کی لاہوری پارٹی نے کفر کی دو قسمیں کہ ہیں ایک کفر اصلی دوسرا کفر فرعی، کفر اصلی وہ اسکو کہتے ہیں کہ آدمی سرے سے اسلام ہی کو نہ مانے، اور کفر فرعی کے یہ معنی بتلائے ہیں کہ اسلام کے کسی خاص حکم کو نہ مانے اور دونوں کفروں کے حکم میں فرق کیا ہے اور کہا ہے کہ اوّل قسم کے کافر پر احکام کفار نافذ ہونگے اور دوسرے قسم کے کافر کو مسلمان کہیں گے ان کو اس واقعہ سے سبق لینا چاہیے کہ شیطان نے توحید وغیرہ کا انکار نہیں کیا بلکہ صرف سجدۂ آدم سے انکار کیا ہے جو ایک فرعی حکم ہے حالانکہ حق تعالیٰ نے اس کو انکار پر کافر قرار دیا ہے پس معلوم ہوا کہ خدا کے ایک حکم قطعی کا انکار بھی ویسا ہی کفر ہے جیسا کہ اس کے تمام احکام کا انکار اور یہ تقسیم ان کا صریح مغالطہ ہے خوب سمجھ لو۔

شیطان کی شیطنت: اور ہم نے (آدم سے) کہا کہ اے آدم تم اور تمہاری بیوی (دونوں) جنت میں رہو اور جہاں چاہو خوب کھاؤ (کوئی روک ٹوک نہیں) اور (ایک درخت کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ) اس درخت کے پاس بھی نہ پھٹکنا۔ اور اس کے پاس پھٹک کر ان لوگوں میں سے نہ ہو جانا جو اپنا نقصان کر لیتے ہیں سو شیطان نے ان کو بہشت میں نہ جمنے دیا اور) ان کو اس سے پھسلا دیا اور جس چین میں وہ تھے اس میں سے ان کو نکال[2] دیا، اور ہم نے ان سے کہا کہ تم سب نیچے اترو تم ایک دوسرے کے دشمن ہو (اور اسلئے اس قابل نہیں ہو کہ یہاں رہو کیونکہ جنت محل شر وفساد وبغض وعناد نہیں۔

---

[1] اقول العامل فی قولہ اذ قلنا قولہ فسجد وا والفاء زائدۃ للدلالۃ علی ترتب السجود علی القول کترتب الجزاء علی الشرط ۱۲ منہ [2] اس مضمون کو اس جگہ مجملاً بیان فرمایا ہے اور دوسری جگہ اس کی یوں تفصیل فرمائی ہے کہ شیطان نے ان سے کہا کہ اس درخت کے کھانے سے آدمی فنا سے بے خطر ہو جاتا ہے یا فرشتہ ہو جاتا ہے اور خدا نے تمہیں اس درخت کے کھانے سے اس لئے منع فرمایا تھا کہ تم فرشتہ یا فنا سے محفوظ نہ ہو جاؤ لہذا میں تمہیں خیر خواہی سے کہتا ہوں کہ تمہارا اسکے کھانے میں سراسر نفع ہے، اور تم اسے کھالو اور اس پر قسم بھی کھائی اس قدر مضمون منصوص ہے اور اس سے صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انہوں نے محض طمع ملکیت یا خلود کے لئے یہ فعل کیا اور یہ خیال ان پر اس قدر غالب ہوا کہ نہ ان کو یہ یاد رہا کہ حق تعالیٰ نے مجھ سے کہا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے اور نہ اس پہلو پر نظر گئی کہ شیطان کے تعلیم کا حاصل یہ ہے اور یہ مدعی خیر خواہی یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ خدا نے تمہیں اس سے منع کیا ہے اور نہ اس پہلو پر نظر گئی کہ شیطان کے تعلیم کا حاصل یہ ہے کہ خدا نے تمہاری بدخواہی کی کہ تمہیں ایسے فعل سے روکا جس میں تمہارا نفع تھا اور میں تمہارا خیر خواہ ہوں کہ تمہیں نفع کی بات بتلاتا ہوں الغرض طمع ملکیت یا خلود کے سبب یہ تمام پہلو ان کی نظر سے غائب ہو گئے، اور بحکم بدرجہ طمع دیدہ ہوش مند اس فعل منہی عنہ کا ارتکاب کر لیا جسکا انکو سزا ہے گئی اور تنبیہ میں انکو انہی باتوں کیطرف متوجہ کیا گیا جنکو انہوں نے نظر انداز کر دیا تھا یعنی فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں اس کام سے منع نہ کیا تھا اور کیا میں نے نہ کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے، تم نے ان باتوں کو پیش نظر کیوں نہ رکھا، اور کیوں اس کی باتوں میں آ گئے پس حاصل تحقیق یہ ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے اس زلت کا صدور عدم امر سے ہوا نہ کہ تعمد مخالفت سے، خلاصہ یہ ہوا کہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آدمی ایک تقریر سنتا ہے اور اس کے بعض اہم اجزاء پر نظر ہونیکی وجہ سے اس کے تمام پہلوؤں پر نظر نہیں کرتا اس لئے گو سننے میں کل مضمون آ جاتا ہے مگر بعض اجزاء التفات سے رہ جاتے ہیں! واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ

فائدہ: چونکہ شیطان پیشتر آسمان سے اُتارا جا چکا ہے جیسا کہ سورۂ المص کے فقرہ قال فاهبط منها سے ظاہر ہے اس لئے یوں کہاں جاوے گا کہ ابھی شیطان کا جنت سے بالکل ذرایع تعلق نہ ہوا تھا جیسا کہ اسکے وسوسہ سے ظاہر ہے بلکہ اس وقت تک باوجود قیام فی الارض کے جنت اور آسمانوں میں آمدورفت باقی تھی جیسے بعض اسکے قائل بھی ہوئے ہیں پس حکم المص جلاوطنی سے متعلق ہے اور یہ حکم عارضی دخول سے جیسے کسی کو شہر بدر کر دیا جاوے مگر آنے جانے کی ممانعت نہ کیجاوے لیکن اگر وہ اس کے بعد بھی شر پھیلاوے تو اس کو وہاں سے نکال دیا جاوے اور داخلہ بھی بند کر دیا جاوے اھ) اور تم کو ایک عرصہ تک زمین میں رہنا اور کام چلانا ہے۔

فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِیْعًا فَاِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

ترجمہ: بعدازاں حاصل کر لئے آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب سے چند الفاظ تو اللہ تعالیٰ نے رحمت کے ساتھ توجہ فرمائی ان پر (یعنی توبہ قبول کر لی) بیشک وہی ہیں بڑے توبہ قبول کرنیوالے بڑے مہربان ہم نے حکم فرمایا نیچے جاؤ اس بہشت سے سب کے سب پھر اگر آوے تمہارے پاس میری طرف سے کسی قسم کی ہدایت سو جو شخص پیروی کرے گا میری اس ہدایت کی تو نہ کچھ اندیشہ ہوگا ان پر اور نہ ایسے لوگ غمگین ہوں گے اور جو لوگ کفر کریں گے اور تکذیب کریں گے ہمارے احکام کی یہ لوگ ہوں گے دوزخ والے وہ اس میں ہمیشہ کو رہیں گے۔

تفسیر: **حضرت آدم کی معذرت:** اس کے بعد آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند کلمے حاصل کئے (جن کے ذریعہ سے انہوں نے معذرت کی اور وہ کلمات یہ تھے (ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین) اس پر اس نے ان پر پھر رحمت کے ساتھ توجہ فرمائی (کیوں نہ ہو) واقعی وہ بڑی رحمت کے ساتھ توجہ فرمانے والے اور بڑے ہی مہربان ہیں (ہاں تو) ہم نے ان سے کہدیا کہ تم سب جنت سے نیچے چلے جاؤ (اور اس کے ساتھ یہ بھی کہدیا کہ) اس کے بعد اگر تمہارے پاس میری جانب سے کبھی کوئی ہدایت آوے تو (تم میں سے) جو میری ہدایت کا اتباع کریں گے سو ان پر نہ تو کسی قسم کا اندیشہ ہوگا اور نہ وہ مغموم ہوں گے اور جنہوں نے اس کو ماننے سے انکار کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا وہ دوزخی ہونگے، (بایں معنی) کہ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِیْۤ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَ اِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ ۝ وَ اٰمِنُوْا بِمَاۤ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَ لَا تَكُوْنُوْۤا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ ۪ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا ۫ وَّ اِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ ۝ وَ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ ۝ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ

اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾

ترجمہ: اے بنی اسرائیل یاد کرو تم لوگ میرے ان احسانوں کو جو کیے میں نے تم پر اور پورا کرو تم میرے عہد کو پورا کروں گا میں تمہارے عہدوں کو اور صرف مجھ ہی سے ڈرو اور ایمان لے آؤ اس کتاب پر جو میں نے نازل کی ہے یعنی (قرآن پر) ایسی حالت میں کہ وہ سچ بتلانیوالی ہے اس کتاب کو جو تمہارے پاس ہے یعنی توریت کے کتاب الٰہی ہونے کی تصدیق کرتی ہے۔ اور مت بنو تم سب میں پہلے انکار کرنیوالے اس قرآن کے اور مت لو بمقابلہ میرے احکام کے معاوضہ حقیر کو اور خاص مجھ ہی سے پورے طور پر ڈرو اور مخلوط مت کرو حق کو ناحق کے ساتھ اور پوشیدہ بھی مت کرو حق کو جس حالت میں کہ تم جانتے ہیں اور قائم کرو تم لوگ نماز کو (یعنی مسلمان ہوکر) اور دو زکوٰۃ کو اور عاجزی کرو عاجزی کرنے والوں کے ساتھ کیا غضب ہے کہ کہتے ہو اور لوگوں کو نیک کام کرنے کو نیک کام سے مراد رسولؐ پر ایمان لانا ہے اور اپنی خبر نہیں لیتے حالانکہ تم تلاوت کرتے رہتے ہو کتاب کی تو پھر کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے اور اگر تم کو حب و مال وجاہ کے غلبہ سے ایمان لانا دشوار معلوم ہو تو) مدد لو صبر اور نماز سے اور بیشک وہ نماز دشوار ضرور ہے مگر جنکے قلوب میں خشوع ہے ان پر کچھ دشوار نہیں وہ خاشعین وہ لوگ ہیں جو خیال رکھتے ہیں اسکا کہ وہ بیشک ملنے والے ہیں اپنی رب سے اور اس بات کا بھی خیال رکھتے ہے کہ وہ بیشک اپنے رب کیطرف واپس جانیوالے ہیں۔

بنی اسرائیل کو خطاب اور اسکی وجہ

تفسیر: یہاں تک بلا تخصیص تمام کفار کو خطاب تھا آگے خاص بنی اسرائیل کو خطاب فرماتے ہیں جو کہ یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہیں اور وجہ تخصیص یہ کہ ان پر حق تعالیٰ کے انعامات بھی بکثرت تھے اور اہل علم واہل کتاب ہونے کی وجہ سے ان میں اسکی اہلیت بھی بہت زیادہ تھی کہ وہ یہ سمجھیں کہ واقعی یہ کتاب اللہ ہے اور ان کے اس قبول کر لینے سے جاہلوں پر اثر پڑنے کی بھی توقع تھی اسلئے ان کی اصلاح کی طرف خاص طور پر توجہ کی گئی اور بہت دور تک ان سے خطاب کیا گیا جب یہ معلوم ہو چکا تو اب سنو حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اولاد یعقوبؑ کو خطاب

اے اولاد یعقوب تم میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی ہے (جس کو تم جانتے ہیں) اور میرے معاہدہ کو پورا کرو (جس کا تم کو علم ہے) میں تمہارے معاہدہ کو پورا کرونگا اور صرف مجھ سے ڈرو (اور اس کا خیال نہ کرو کہ حق کے قبول کرنے سے ہمارے جاہ و مال میں خلل آجائے گا یا ہمارے دوست آشنا اور رشتہ دار بگڑ جائیں گے یا برادری چھوٹ جائے گی وغیرہ وغیرہ) اور جو (کتاب) میں نے یوں نازل کی ہے کہ وہ اس کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو تمہارے پاس ہے (جس سے یہ شبہ بھی نہیں ہو سکتا کہ اگر یہ خدا کی کتاب ہوتی تو دوسرے کتب الٰہیہ کی تکذیب کیوں کرتی جن کا کتب الٰہیہ ہونا دلائل سے ثابت ہے) اس پر ایمان لاؤ اور اس کے سب سے پہلے منکر تم نہ بنو کیونکہ اول تو تم اوروں سے زیادہ اسکی تصدیق کے مستحق ہو اس لئے کہ تم اہل علم ہو، اہل کتاب ہو اور تم کو علوم شرعیہ سے ایک خاص مناسبت ہے جسکے ذریعہ سے تم

کتاب اللہ اور غیر کتاب اللہ میں آسانی سے فرق کر سکتے ہو دوسرے جو لوگ تمہاری تقلید میں گمراہ ہوں گے ان کی گمراہی کا وبال تم پر عائد ہوگا۔

دنیا کے لئے آیات اللہ کی تکذیب کی ممانعت

اور میری آیات کے بدلے میں تھوڑے دام مت لو (یعنی مال کے لالچ میں جو آیات خداوندی کے مقابلہ میں کچھ بھی وقعت نہیں رکھتا ان کی تکذیب نہ کرو) اور (میں پھر کہتا ہوں کہ) صرف مجھ سے ڈرو (اور میرے مقابلہ میں کسی چیز کی پروانہ کرو) اور جان بوجھ کر نہ حق میں باطل کی آمیزش کرو اور نہ حق کو چھپاؤ (حق میں باطل کی آمیزش مثلاً یہ کہ نبی آخر الزماں مبعوث ضرور ہوں گے مگر وہ ہم میں سے ہوں گے اور حق کو چھپانا مثلاً یہ کہ توریت میں جو نبی آخر الزماں کے اوصاف تھے ان کو ظاہر نہ کرو۔) اور (مسلمان ہوکر) ٹھیک ٹھیک نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور عاجزی کرنے والوں کے ساتھ ہوکر عاجزی کرو کیا تم (دوسرے) لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہو اور خود اپنے کو بھولتے ہو (جیسا کہ بے عمل واعظ کیا کرتے ہیں) حالانکہ تم کتاب الٰہی پڑھتے ہو (جس کے احکام عالموں اور جاہلوں دونوں کو شامل ہیں اور صرف جاہلوں کے ساتھ مخصوص نہیں یہ نہایت نازیبا بات ہے جب واقعہ یہ ہے) تو کیا تم بالکل ہی نہیں سمجھتے (کہ اتنی موٹی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آتی۔

تکلیف کا علاج: اور (اگر تم کو اسلام لانے کی صورت میں اپنی قوم کی طرف سے مختلف قسم کی تکلیفوں کا خطرہ ہو تو اس کا علاج یہ ہے کہ ان کے مقابلہ کے لئے صبر (وتحمل) اور نماز سے مدد لو اور وہ گراں ضرور ہے۔ مگر ان پر نہیں جن کے دلوں میں خشوع ہے۔ اور جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں خدا سے ملنا ہے اور ہم اس کے پاس لوٹ کر جائیں گے (پس تم اپنے اندر یہ صفات پیدا کرو تا کہ تم پر بھی نماز گراں نہ رہے یہاں تک خطاب اجمالی تھا آگے تفصیلی خطاب فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ)

يٰبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا
لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ
وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾

ترجمہ: اے اولاد یعقوب کی تم لوگ میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تمکو انعام میں دی تھی اور اس (بات) کو (یاد کرو) کہ میں نے تمکو تمام دنیا جہان والوں پر (خاص برتاؤ میں) فوقیت دی تھی اور ڈرو تم ایسے دن سے کہ نہ تو کوئی شخص کسی شخص کیطرف سے کچھ مطالبہ ادا کر سکتا ہے اور نہ کسی شخص کی طرف سے کوئی سفارش قبول ہو سکتی ہے اور نہ کسی شخص کی طرف سے کوئی معاوضہ لیا جا سکتا ہے اور نہ ان لوگوں کی طرف داری چل سکے گی۔

بنی اسرائیل پر انعامات

تفسیر: اے بنی اسرائیل[1] (میں تم سے پھر کہتا ہوں) تم میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی تھی (جس کو تم بخوبی جانتے

---

[1] اس مقام پر سمجھ لینا چاہیے کہ جو افراد بنی اسرائیل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھے مخاطب تو وہ ہیں اور واقعات وہ بیان کئے جا رہے ہیں جو ان سے سینکڑوں اور ہزاروں برس پیشتر کے ہیں مثلاً تم نے بچھڑا بنا کر اپنے اوپر ظلم کیا ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا وغیرہ وغیرہ یہ کیونکر صحیح ہے سو اس کا جواب یہ ہے کہ خطاب کبھی شخصی حیثیت سے ہوتا ہے کبھی قومی حیثیت سے پس اس جگہ خطاب شخصی حیثیت سے نہیں بلکہ قومی حیثیت سے ہے اور اس لئے اس خطاب میں کوئی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہو) اور (خاص کر) اس (نعمت) کو کہ میں نے تم کو دوسری مخلوق پر (جزئی) فوقیت دی (اور بعض خصوصیات ایسی عطا کیں جو اوروں کو نہیں کیں مثلاً یہی کہ تمہارے خاندان کو ایک عرصہ دراز تک علم و دین کا سرچشمہ رکھا اور اس میں اس قدر انبیاء پیدا کئے کہ اس قدر اور کسی قوم میں پیدا نہیں کئے) اور اس دن سے ڈرو (جس میں نہ کوئی کسی کے کچھ کام آئے گا اور نہ اس کی جانب سے سفارش منظور کی جائے گی اور نہ اس سے کوئی معاوضہ لیا جائے گا اور نہ (قوت سے) ان کی مدد کی جائے گی (عدم قبول سفارش کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اپنی ذاتی اثر کی بناء پر کسی کی سفارش کرے اور حق تعالیٰ کو خواہی نخواہی اُسے ماننا پڑے ایسا نہ ہوگا من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ پس یہ اس قبولِ شفاعت کے منافی نہیں جو احادیث سے ثابت ہے کیونکہ وہ شفاعت بالاذن ہے۔

وَإِذْ نَجَّيْنَاكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۚ وَفِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿٤٩﴾ وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ﴿٥٠﴾

ترجمہ: اور (وہ زمانہ یاد کرو) جبکہ رہائی دی ہم نے تمکو متعلقین فرعون سے جو فکر میں لگے رہتے تھے تمہاری سخت آزادی کے گلے کاٹتے تھے تمہاری اولاد ذکور کے اور زندہ چھوڑ دیتے تھے تمہاری عورتوں کو اس (واقعہ) میں ایک امتحان تھا تمہارے پروردگار کی جانب سے بڑا بھاری اور جب شق کر دیا ہم نے تمہاری وجہ سے دریائے شور کو پھر ہم نے (ڈوبنے سے) بچا لیا تمکو اور غرق کر دیا متعلقین فرعون کو (مع فرعون کے) اور تم (اس کا) معائنہ کر رہے تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) قباحت نہیں نیز اس جگہ یہ ظاہر کر دینا بھی مناسب ہے کہ جب غلام احمد مدعی نبوت نے اپنے یہ جھوٹے الہامات شائع کئے کہ خدا نے محمدی بیگم سے میری شادی کر دی ہے اور وہ ہر مانع کو دور کر کے میرے نکاح میں آوے گی اور ناممکن ہے کہ خدا کا وعدہ ٹل جاوے وغیرہ وغیرہ اور نتیجہ یہ ہوا کہ غلام احمد مر گیا اور محمدی بیگم کی صورت دیکھنی بھی اسے نصیب نہ ہوئی نکاح میں تو آنا درکنار تو مسلمانوں کی طرف سے قادیانیوں پر اعتراض کیا گیا کہ اگر تمہارے نبی سچے تھے تو یہ الہامات جھوٹے کیوں ہوئے اس کے جواب میں خلیفہ نور الدین نے اپنی خلافت کا حق ادا کرتے ہوئے یہ کہا کہ بسا اوقات خطاب ایک شخص کو ہوتا ہے اور مراد دوسرا ہوتا ہے علیٰ ہذا ایک شخص کو ذکر کیا جاتا ہے اور مراد دوسرا ہوتا ہے جیسا کہ یا بنی اسرائیل میں خطاب ان بنی اسرائیل کو ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھے اور مراد ان سے اگلے آباؤ اجداد ہیں اس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں، حالانکہ فارس و روم خلافت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فتح ہوئے پس ان الہامات میں مرزا غلام احمد سے کوئی انکی اولاد مراد ہے اور محمدی بیگم سے خود محمدی بیگم یا اس کی کوئی اولاد اور مطلب یہ تھا کہ تمہاری اولاد سے محمدی بیگم یا اسکے کسی اولاد کی شادی ہوگی لہذا یہ الہامات جھوٹے نہیں لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ جواب محض لغو ہے کیونکہ اوّل تو یہ مجاز ہے اور مجاز کے لئے قرینہ کی ضرورت ہوتی ہے، قرآن و حدیث میں قرائن موجود ہیں اور مرزا کی وحی میں اس مجاز کا کوئی قرینہ نہیں تھا کیونکہ مرزا عمر بھر یہ ہی سمجھتا رہا کہ خود میری شادی خاص محمدی بیگم سے ہوگی اور اسلئے وہ اسی تمنا میں مر گیا دوسرے یہ قاعدہ ہر فعل میں صحیح نہیں ہے کیونکہ اولاد کی بیوی کو اپنی بیوی کہنا صحیح نہیں ہے، اور نہ یہ کہنا کہ میری فلاں عورت سے شادی ہوئی اور یہ مراد لینا کہ میرے بیٹے کی ہوئی صحیح ہے علیٰ ھذا یہ بھی صحیح نہیں کہ یوں کہا جاوے کہ میری فلاں عورت سے شادی ہوئی اور مراد لیا جاوے کہ میرے بیٹے کی اسکی بیٹی سے شادی ہوئی اگر اس کی نظیر کسی جگہ ہو تو دکھلائی جاوے اور اگر اس قاعدہ کو کلیہ تسلیم کیا جاوے تو پھر قادیانیوں پر یہ اشکال ہوگا کہ جن الہامات میں مرزا کو نبی یا رسول یا چنیں و چناں کہا گیا ہے ان میں اسکی کیا دلیل ہے کہ خود مرزا مراد ہے شاید وہاں بھی اسکی کوئی اولاد مراد ہو اگر اسکا وہ یہ جواب دیں کہ مرزا نے ان سے ایسا ہی سمجھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرزا نے نکاح کے متعلق بھی یہی سمجھا کہ خود میرا نکاح ہوگا نہ کہ میری اولاد کا اگر وہاں فہم مرزا حجت ہے تو یہاں بھی ہونی چاہیے اور اگر یہاں حجت نہیں تو وہاں بھی نہ ہونی چاہیے آخر یہ فرق کیا ہے اگر ان اعتراضات کا جواب کسی قادیانی کے پاس ہو تو ہم سننا چاہتے ہیں ۱۲ منہ!

تفسیر: **فرعون کا ظلم وجور اور اس سے رہائی**: اور (اس زمانہ کو بھی یاد کرو) جب کہ ایسی حالت میں ہم نے تم کو گروہ فرعون (کے پنجہ) سے رہائی دی تھی کہ وہ تم کو سخت ناگوار تکلیف[1] دیتے تھے (چنانچہ) وہ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے (کیونکہ ان سے ان کو اندیشہ کسی قسم کا نہ تھا اور خدمت کا فائدہ تھا) اور اس واقعہ میں تمہارے رب کی جانب سے بڑا امتحان تھا (سو چونکہ اس بلائے عظیم سے نجات دینا ایک بہت بڑی نعمت ہے اس لئے تم پر اس کا شکر واجب ہے لہٰذا تم کفر کو چھوڑ دو اور ایمان لاؤ) اور (وہ زمانہ بھی یاد کرو) جب کہ تمہاری خاطر (اور تمہارے بچانے کے لئے) ہم نے (اتنا بڑا کام کیا تھا کہ) دریا (کے شور) کو شق کر کے تم کو بچایا تھا اور گروہ فرعون کو تمہارے دیکھتے دیکھتے ڈبو دیا تھا (سو چونکہ یہ واقعہ بھی ایک بہت بڑا انعام تھا اس لئے تم پر اس کا شکر واجب ہے، لہٰذا تم کفر کو چھوڑ دو اور ایمان لاؤ)

وَإِذْ وٰعَدْنَا مُوسٰىٓ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَأَنْتُمْ ظٰلِمُونَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۵۲﴾ وَإِذْ اٰتَيْنَا مُوسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿۵۳﴾ وَإِذْ قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوٓا إِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوٓا أَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ إِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿۵۴﴾

ترجمہ: اور (وہ زمانہ یاد کرو) جبکہ وعدہ کیا تھا ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا (زمانہ ہو گیا تھا) پھر تم لوگوں نے تجویز کر لیا گوسالہ کو موسیٰ کے (جانے کے) بعد اور تم نے ظلم پر کمر باندھ رکھی تھی پھر بھی ہم نے (تمہارے توبہ کرنے پر) درگذر کیا تم سے اتنی بڑی بات ہوئے پیچھے اس توقع پر کہ تم احسان مانو گے۔ اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب دی ہم نے موسیٰ کو کتاب (توریت) اور فیصلہ کی چیز اس توقع پر کہ تم راہ پر چلتے رہو اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اپنی قوم سے کہ اے میری قوم بیشک تم نے اپنا بڑا نقصان کیا اپنے اس گوسالہ (پرستی) کی تجویز سے سو تم اب اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو پھر بعض آدمی بعض آدمیوں کو قتل کر دیہ (عمل درآمد) تمہارے لئے بہتر ہوگا تمہارے خالق کے نزدیک پھر حق تعالیٰ تمہارے حال پر اپنی عنایت سے متوجہ ہوئے بیشک وہ تو ایسے ہی ہیں کہ توبہ قبول کر لیتے ہیں اور عنایت فرماتے ہیں۔

تفسیر: **بچھڑے کی پوجا**: اور (وہ زمانہ بھی یاد کرو) جب کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے (توریت) دینے کے لئے (متفرق طور پر) چالیس راتوں کا (یوں) وعدہ کیا تھا (کہ اول تیس راتوں کا وعدہ کیا، پھر اس کا اضافہ کر کے ان کو چالیس کر دیا، اور وہ حسب وعدہ توریت لینے کے لئے کوہ طور پر گئے تھے) اس کے بعد ان کی غیبت کے زمانہ میں تم لوگوں نے بچھڑا بنا لیا (اور اس کو پوجنا شروع کیا) حالانکہ یہ بات تمہاری بیجا[2] تھی پھر اس (جرم شدید) کے بعد بھی ہم نے تم کو بدیں توقع معافی دی کہ تم شکر کرو گے (سو ہمارا یہ انعام بھی اسکو مقتضی ہے کہ تم کفر کو چھوڑ کر ایمان لاؤ) اور (وہ زمانہ بھی یاد کرو) جب کہ ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب (توریت) اور (بعنوان دیگر) ایک

---

[1] سامہ حطۃ سیم اولا وذلک کذا فی ابن جریر ۱۲ امنہ [2] لان الظلم وضع الشئ فی غیر محلہ ۱۲

فیصلہ کی چیز اس توقع پر عطا کی کہ تم صحیح راستہ پر چلو گے (سو یہ بھی ایک ہماری بڑی نعمت تھی اور اس کا مقتضیٰ بھی یہی ہے کہ تم کفر کو چھوڑ کر ایمان لاؤ) اور (وہ زمانہ بھی یاد کرو) جب کہ موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اے میری قوم تم نے بچھڑا بنا لینے سے اپنا نقصان کر لیا لہذا تم کو (بچھڑے کو چھوڑ کر) اپنے پیدا کنندہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ (اور جب کہ یہ ضروری ہے) تو تم کو چاہیے کہ تم لوگ (جنہوں نے گوسالہ پرستی میں حصہ لیا ہے) اپنے آپ کو قتل کر دو (اس طرح نہیں کہ خودکشی کرو بلکہ اس طرح کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو،

فائدہ: ابن جریر میں اس قسم کی روایتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مجرمین نے دو صفوں میں منقسم ہو کر لڑائی شروع کی اور خوب لڑتے جس میں ستر ہزار آدمی مارے گئے اس کے بعد ان کو روک دیا گیا جو مقتول ہوئے وہ شہید ہوئے اور جو زندہ بچے انکا قصور معاف ہو گیا (واللہ اعلم) یہ تمہارے خالق کے نزدیک تمہارے لئے بہتر ہے (کیونکہ اس سے تمہارا قصور معاف ہو جائے گا) سو (جب تم نے اس کے حکم کی تعمیل کی تو) اس نے تم پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمائی (کیوں نہ ہو) واقعی وہ بہت ہی رحمت کے ساتھ توجہ فرمانیوالا اور بہت ہی مہربان ہے۔

غلط استدلال: اس واقعہ سے اس زمانہ کے بعض افراد نے یہ جدت کی ہے کہ اس سے قتل مرتد کا قانون اسلامی ہونا ثابت کیا ہے حالانکہ یہ ایک بالکل لچر بات ہے اولاً اس لئے کہ یہ سزا ان کو ارتداد کے عوض میں نہیں دی گئی تھی کیونکہ وہ ارتداد پر نادم ہو کر اسلام قبول کر چکے تھے بلکہ وہ ان کے اسلام کی مقبولیت کے لئے شرط تھی اور مطلب یہ تھا کہ تمہارا اسلام عنداللہ اسوقت مقبول ہو سکتا ہے جب کہ تم ایسا کرو اور اسلام میں قتل کی سزا نادم علی الکفر کے لئے نہیں ہے بلکہ مصر علی الکفر کے لیے ہے، فشتان ما بینھما اور مستدل کا یہ کہنا کہ اسلام میں بھی بعض مرتدین کو باوجود توبہ کے بھی قتل کر دیا جاتا ہے تو اس کے معنی یہ نہیں کہ وہ قتل قبول توبہ کے لئے شرط ہے بلکہ اسکے معنی یہ ہیں کہ امام کی نظر میں کسی مصلحت سے اس کا جرم قابل معافی نہیں ہے وشتان ما بینھما اور ثانیاً اس لئے کہ بالفرض اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ یہ قتل ارتداد ہی کی سزا ہے تب بھی استدلال صحیح نہیں کیونکہ اس میں واقعہ ایک مرتد کا دوسرے مرتد کو قتل کرنا اس قاتل کے لئے سزا تھا نہ کہ مقتول کے لئے اور اسلام میں مرتد کا مقتول ہونا اس مقتول کے لئے سزا ہے وشتان ما بینھما تعجب ہے کہ لوگ بے سوچے سمجھے قرآن سے غلط استدلال کرتے ہیں اور ذرا غور نہیں کرتے کہ قرآن مجید سے فی الحقیقت یہ امر ثابت ہوتا ہے یا نہیں یہاں یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ اہل علم نے فاقتلوا انفسکم کے معنی یہ بھی بتائے ہیں کہ اس میں غیر مرتدین کو خطاب ہے مگر سیاق قرآنی اس کی تردید کرتا ہے لہذا قابل قبول نہیں نیز یہ مضمون ابن جریر میں صرف ابن اسحاق سے مروی ہے اور ایک روایت اس مضمون کی ابو سعید کے واسطے سے ابن عباس سے بھی مروی ہے مگر یہ ابو سعید غالباً محمد بن ساعد کلبی ہے اس لئے وہ سنداً ثابت نہیں اور ظاہر قرآن کے موافق روایتیں سعید بن جبیر مجاہد ابن جریج زہری وغیرہ سے مروی ہیں اس لئے یہی روایتیں مقبول ہیں، واللہ اعلم!

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ
وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ
الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۭ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا ظَلَمُوْنَا
وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

ترجمہ: اور جب تم لوگوں نے (یوں) کہا کہ اے موسیٰ ہم ہرگز نہ مانیں گے تمہارے کہنے سے یہاں تک کہ ہم (خود) دیکھ لیں اللہ تعالیٰ کو علانیہ طور پر سو (اس گستاخی پر) آپڑی تم پر کڑک بجلی اور تم (اس کا آنا) آنکھوں سے دیکھ رہے تھے پھر ہم نے تم کو زندہ کر اٹھایا تمہارے مرجانے کے بعد اس توقع پر کہ تم احسان مانو گے اور سایہ افگن کیا ہم نے تم پر ابر کو (میدان تیہ میں) اور (خزانہ غیب سے) پہنچایا ہم نے تمہارے پاس ترنجبین اور بٹیریں کھاؤ نفیس چیزوں سے جو کہ ہم نے تم کو دی ہیں اور (اس سے) انہوں نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے تھے۔

حضرت موسیٰ سے مطالبہ

تفسیر: اور (وہ زمانہ بھی یاد کرو) جب کہ تم نے کہا تھا اے موسیٰ ہم تمہارا اعتبار نہ کرینگے تاوقتیکہ ہم اپنی آنکھوں سے خدا کو علی الاعلان نہ دیکھ لیں اس (گستاخی) پر تم پر کڑک بجلی آپڑی بحالیکہ تم دیکھ رہے تھے (اور اس بجلی نے تم لوگوں کو ہلاک کر دیا) اس کے بعد ہم نے تمہارے[1] مرنے کے بعد بدیں توقع تم کو دوبارہ زندہ کیا کہ تم شکر کرو گے (سو یہ بھی ایک ہمارا انعام تھا جس پر ہم شکر کے مستحق ہیں لہذا تم کو چاہیے کہ تم شکر کرو اور کفر نہ کرو) اور ہم نے (تم پر یہ احسان بھی کئے تھے کہ) تم پر ابر کو سایہ افگن کیا تھا اور تم پر ترنجبین اور بٹیریں اتاری تھیں (اور کہا تھا کہ) تم کو جو عمدہ چیزیں ہم نے دیں ہیں ان میں سے کھاؤ (مگر بجائے اس کے کہ وہ لوگ اس کی قدر کرتے انہوں نے اس میں حجتیں نکالیں جس سے یہ نعمتیں ان سے چھین لی گئیں) اور (اس طرح) انہوں نے ہمارا کچھ نقصان نہیں کیا بلکہ (ایسا کرنے میں) وہ خود اپنا ہی نقصان کررہے تھے (یہ ہمارے احسانات بھی شکر کے مستحق تھے مگر تم نے شکر نہیں کیا پس تم کو چاہیے کہ اپنی ناشکری سے باز آؤ اور شکر کرو۔

وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ۚ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾

ترجمہ: اور جب ہم نے حکم کیا کہ تم لوگ اس آبادی کے اندر داخل ہو پھر کھاؤ اس (کی چیزوں میں سے) جس جگہ تم رغبت کرو بے تکلفی سے اور دروازہ میں داخل ہونا (عاجزی سے) جھکے جھکے اور زبان سے کہتے جانا کہ توبہ ہے (توبہ

---

[1] اس مقام پر یہ سمجھنا چاہیے کہ موت وحیات دونوں کی دو دو قسمیں ہیں ایک اصلی دوسری عارضی موت اصلی وہ ہے جس سے مقصود تکلفات شرعیہ کا ختم کرنا ہو اور موت عارضی وہ ہے جس سے تکالیف شرعیہ کے ختم کرنے کے علاوہ کوئی اور مطلوب ہو جیسے تنبیہ یا اظہار قدرت وغیرہ علی ہذا حیات اصلی وہ ہے جس سے مقصود تکالیف شرعیہ ہوں اور حیات عارضی وہ ہے جس سے علاوہ تکالیف شرعیہ کے امر آخر مطلوب ہو جب یہ معلوم ہو گیا تو اب سمجھو کہ موت اصلی کے بعد حیات اصلی نہیں ہو سکتی ہاں حیات عارضی ممکن ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں سے مردے زندہ ہوتے تھے جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا ثبوت مطلوب ہوتا تھا اور عمل کے لئے انکو دوبارہ دنیا میں بھیجنا منظور نہ تھا اسی لئے وہ پھر فوراً مرجاتے تھے اور ان کو اس غرض سے زندہ نہ کیا جاتا تھا کہ وہ دنیا میں اچھے یا برے کام کریں اور جزا وسزا کے مستحق ہوں اور موت عارضی کے بعد حیات اصلی بھی ممکن ہے جیسا کہ آیات زیر بحث میں اور دوسری آیات میں مذکور ہے پس اس تقریر پر تمام آیتیں منطبق ہو گئیں اور کسی آیت میں اس تحریف کی ضرورت نہ رہی جو قادیانی لوگ اپنی اباطیل کی ترویج کے لئے کرتے ہیں اور معلوم ہو گیا کہ حَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ کے یہ معنی نہیں کہ جس کسی کو ہم مار چکے ہیں ہم اسے کبھی زندہ نہ کرینگے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کی معیاد عمل دنیا میں ختم ہو چکی ہے وہ دنیا میں دوبارہ عمل کے لئے واپس نہ ہوں گے فافهم ولا تزل ولا تضل یاایها الناس اور اس کی مزید تحقیق پارہ تلک الرسل میں رکوع الم تر الی الذی حاج ابراهیم کے ذیل میں آگے آئیگی۔۱۲منہ

ہے) ہم معاف کر دینگے تمہاری خطائیں اور ابھی مزید برآں اور دینگے دل سے نیک کام کرنیوالوں کو سو بدل ڈالا ان ظالموں نے ایک اور کلمہ جو خلاف تھا اس کلمہ کے جس کے کہنے کی ان سے فرمائش کی گئی تھی اس پر ہم نے نازل کی ان ظالموں پر ایک آفت سماوی اس وجہ سے کہ وہ عدول حکمی کرتے تھے۔

عدول حکمی کا ایک اور واقعہ

تفسیر: اور (وہ زمانہ بھی یاد کرو) جب کہ ہم نے (تم سے ایک بستی کی تعیین کر کے جس کا تم کو علم ہے) کہا تھا کہ اس میں جاؤ اور وہاں جا کر اس میں جہاں تمہارا جی چاہے خوب کھاؤ (کوئی روک ٹوک نہیں) اور (داخل ہوتے وقت) دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا اور یہ کہنا کہ ہم کو معافی دو (اس سے) ہم تمہارے گزشتہ قصور معاف کر دینگے اور جو اچھے کام کریں گے ان کو ہم اس سے زیادہ بھی دیں گے، سو ان ظالموں نے جو بات ان سے کہی گئی تھی (وہ نہیں کہی بلکہ) اس کے بجائے دوسری بات کہی (یعنی یہ کہ ہمیں معافی درکار نہیں ہمیں تو گیہوں دو) اس پر ہم نے ان کی عدول حکمی کے بدلے میں ان پر آسمان سے عذاب نازل کیا (سو یہ ہمارا انعام بھی مقتضی شکر تھا جس کا شکر نہیں کیا گیا اور سزا کے مستحق ہوئے پس تمکو چاہیے کہ اسکا شکر کرو اور سزا سے بچو۔

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۞ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِىْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۞

ترجمہ: اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب حضرت موسیٰ نے پانی کی دعا مانگی اپنی قوم کے واسطے اس پر ہم نے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ اپنے اس عصا کو فلاں پتھر پر مارو پس فوراً اس سے پھوٹ نکلے بارہ چشمے (اور بارہ ہی خاندان تھے بنی اسرائیل کے چنانچہ) معلوم کرلیا ہر شخص نے اپنے پانی پینے کا موقع کھاؤ اور (پینے کو) پیو اللہ تعالیٰ کے رزق سے اور حد (اعتدال) سے مت نکلو فساد (وفتنہ) کرتے ہوئے سرزمین میں اور جب تم لوگوں نے (یوں) کہا کہ اے موسیٰ (روز کے روز) ہم ایک ہی قسم کے کھانے پر کبھی نہ رہیں گے آپ ہمارے واسطے اپنے پروردگار سے دعا کریں وہ ہمارے لئے ایسی چیزیں پیدا کریں جو زمین سے اگا کرتی ہیں ساگ (ہوا) ککڑی (ہوئی) گیہوں (ہوا) مسور (ہوئی)

بہ کسی شہر میں (جا کر) اُترو (وہاں) البتہ تم کو وہ چیزیں ملیں گی جن کی تم درخواست کرتے ہو اور جم گئی ان پر ذلت اور پستی (کہ دوسروں کی نگاہ میں قدر اور خود ان میں اولوالعزمی نہ رہی) اور مستحق ہو گئے غضب الٰہی کے (اور) یہ اس وجہ سے (ہوا) کہ وہ لوگ منکر ہو جاتے تھے احکام الٰہیہ کے اور قتل کر دیا کرتے تھے پیغمبروں کو ناحق اور (نیز) یہ اس وجہ سے (ہوا) کہ ان لوگوں نے اطاعت نہ کی اور دائرہ (اطاعت) سے نکل نکل جاتے تھے۔

پیاز (ہوئی) آپ نے فرمایا کیا تم عوض میں لینا چاہتے ہو ادنیٰ درجہ کی چیزوں کو ایسی چیز کے مقابلہ میں جو اعلیٰ درجہ کی

تفسیر :چشمے کا پھوٹ نکلنا: اور (وہ زمانہ بھی یاد کرو) جب کہ موسیٰ (علیہ السلام) نے (ہم سے) اپنی قوم کے لئے پانی مانگا تھا تو ہم نے کہا تھا کہ (اچھا) تم اپنی لاٹھی سے (فلاں) پتھر کو مارو۔ جس پر انہوں نے عمل کیا تھا (اور عمل کرتے ہی) اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے تھے (جو کہ بنی اسرائیل کے بارہ خاندانوں کے لئے جدا جدا تھے) اب ہر شخص نے اپنا اپنا پانی پینے کا مقام جان لیا (اور ان سے کہہ دیا گیا کہ) خدا کی دی ہوئی چیزوں میں سے کھاؤ پیو (کوئی مضائقہ نہیں) اور (اس کے ساتھ ہی یہ فرمائش کر دی گئی کہ تم کو چاہیے کہ) فساد پیشہ ہونے کی حالت میں (جیسا کہ ابتک تمہاری حالت دیکھی گئی ہے) آیندہ زمین میں انتہائی فساد نہ پھیلانا (جس کا کہ تمہارے اب تک کے کارناموں سے احتمال ہو سکتا ہے۔

فائدہ: اس جگہ یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ حق تعالیٰ کو تو ہر چیز کا قطعی علم ہے پھر احتمال ہو سکتا ہے وغیرہ عنوانات کیونکر صحیح ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ دنیا دارالابتلاء ہے اور ابتلاء کے لئے ایک پہلو کا تعین مضر ہے کیونکہ مثلاً اگر اس جماعت کو یہ بتلا دیا جاتا کہ تم ضرور فساد کرو گے تو وہ عمل چھوڑ دیتے اور کہہ دیتے کہ یہ تو ہونا ہی ہے پھر عدم فساد کیلئے کوشش فضول ہے اسی طرح اگر یہ معلوم ہو جاتا کہ تم سے فساد صادر نہ ہوگا۔ تو وہ مطمئن ہو جاتے اور اس کے ترک کی تدابیر عمل میں نہ لاتے اس لئے ایسے انداز سے حکم کیا گیا کہ ان کو کسی خاص پہلو کا یقین نہ ہو اور صدور فساد سے خائف ہو کر اس کے ترک میں سعی کریں الحاصل ان عنوانات سے یہ نہیں لازم آتا کہ خدا کو کسی خاص پہلو کا قطعی علم نہیں بلکہ صرف اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اس نے اپنا علم دوسروں پر ظاہر نہیں کیا اور اس میں کوئی قباحت نہیں واللہ اعلم حق تعالیٰ نے یہ واقعہ بھی اس لئے ذکر کیا ہے کہ وہ شکر کریں اور کفر سے باز آئیں۔

انعامات کے بعد سزاؤں کا تذکرہ

یہاں تک انعامات گزشتہ یاد دلا کر ان کو ایمان کی طرف مائل کیا گیا اب عقوبات گزشتہ یاد دلاتے ہیں تا کہ ان کے استحضار سے انکو معصیت سے نفرت اور طاعت کی طرف میلان ہو۔ واللہ اعلم اور (وہ زمانہ بھی یاد کرو) جب کہ تم نے وادی تیہ میں من وسلویٰ سے اکتا کر کہا تھا کہ اے موسیٰ ہم ایک کھانے کا تحمل نہیں کر سکتے لہٰذا تم اپنے پروردگار سے درخواست کرو کہ وہ ہمارے لئے ان چیزوں میں سے جن کو زمین اُگایا کرتی ہے یعنی ترکاریاں اور ککڑیاں اور گیہوں اور مسور اور پیاز (وغیرہ مختلف چیزیں) نکالے، تو انہوں نے کہا کہ کیا تم ایسی چیز کو جو کہ کم تر ہے اس شے کے بدلے میں لینا گیہوں چاہتے ہو جو کہ اعلیٰ ہے (یہ تمہاری سخت نادانی ہے اچھا اگر تم کو یہی منظور ہے تو) کسی شہر میں[1] فروکش ہو کیونکہ (وہاں) تم کو وہ چیزیں ملیں گی جو تم نے مانگی ہیں اور (احسان فراموشیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ) ان پر ذلت

---

[1] اگر یہ شہر حدود وادی تیہ میں ہے تب تو یہ ہبوط عارضی ہے بطور آباد ہونے کے نہیں ورنہ تیہ کے منافی ہوتا اور اگر خارج حدود ہے تو بعد ختم میعاد تیہ کے ہوگا (ان کو حکم ہوا ہوگا کہ شاید اب بھی من وسلویٰ ملے اس لئے گھبرا کر کہا اور اگر قصہ وفات موسوی وادی تیہ ثابت ہو تو احتمال اول متعین ہے۔ ۱۲ منہ (اشرف علی)

اور محتاجی کا سکہ بیٹھ گیا اور وہ خدا کا غضب لے کر پھرے یہ اس لئے کہ وہ خدا کی آیات کو نہ مانتے تھے اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے تھے، (پھر سن لو کہ) انہوں نے نافرمانی کی اور وہ (عادت کے طور پر) حد اعتدال سے بڑھ جایا کرتے تھے (یعنی عصیاں اور حد سے بڑھنا ان کا پیشہ تھا، اس سے تم سمجھ لو کہ سرکشی اور معصیت اور نافرمانی کتنی بری چیزیں ہیں، اور یہ سمجھ کر تم ان باتوں سے بچو خیر یہ نتیجہ تو کفر و معصیت کا تھا اب ایمان و طاعت کا نتیجہ بھی سُن لو اور وہ یہ ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ۝ فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ ۝

ترجمہ: یہ تحقیقی بات ہے کہ مسلمان اور یہودی اور نصاریٰ اور فرقہ صابئین (ان سب میں) جو شخص یقین رکھتا ہو اللہ تعالیٰ (کی ذات اور صفات) پر اور روز قیامت پر اور کارگزاری اچھی کرے ایسوں کیلئے ان کا حق الخدمت بھی ہے ان کے پروردگار کے پاس اور (وہاں جا کر) کسی طرح کا اندیشہ بھی نہیں ان پر اور نہ وہ مغموم ہونگے اور جب ہم نے تم سے قول و قرار لیا (کہ تورات پر عمل کریں گے) اور ہم نے طور پہاڑ کو اٹھا کر تمہارے اوپر معلق کر دیا کہ (جلدی) قبول کرو جو کتاب ہم نے تم کو دی ہے مضبوطی کیساتھ اور یاد رکھو جو (احکام) اسمیں ہیں جس سے توقع ہے کہ تم متقی بن جاؤ، پھر تم اس قول و قرار کے بعد بھی (اس سے) پھر گئے سو اگر تم لوگوں پر خدا تعالیٰ کا فضل اور رحم نہ ہوتا تو ضرور تم (فوراً) تباہ اور (ہلاک) ہو جاتے اور تم جانتے ہی ہو ان لوگوں کا حال جنھوں نے تم میں سے (شروع سے تجاوز کیا تھا) در بارے (اس حکم کے جو) یوم ہفتہ کے سو ہم نے ان کو کہہ دیا کہ تم بندر ذلیل بن جاؤ پھر ہم نے اس کو ایک (واقعہ) عبرت انگیز بنا دیا ان لوگوں کیلئے بھی جو اس قوم کے معاصر تھے اور ان لوگوں کے لئے بھی جو مابعد زمانہ میں آتے رہے، اور موجب نصیحت (بنایا خدا سے) ڈرنیوالوں کے لئے۔

ایمان و طاعت کا نتیجہ

تفسیر: بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے (وہ سب) اور جو یہودی ہیں اور جو کہ صائبین ہیں (ان میں سے صرف) وہ لوگ جو کہ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور ایمان لا کر نیک کام کئے ان کے لئے ان کے رب کے پاس ان کا معاوضہ ہے، اور نہ ان پر کسی قسم کا اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔

توریت پر عمل کرنیکے عہد کی یاد: اور (وہ زمانہ بھی یاد کرو) جب کہ ہم نے تم کو (سرکش پا کر بجز) تم سے (توریت پر عمل کرنیکا) عہد لیا تھا اور کوہ طور کو اٹھا کر تمہارے سروں پر لا کھڑا کیا تھا، (اور کہا تھا کہ) جو (کتاب) ہم نے تم کو دی ہے اس کو مضبوطی سے پکڑو اور ان (احکام) کو یاد کرو جو اس (کتاب) میں ہیں امید ہے کہ تم (ان احکام کی تعمیل کرو گے اور) مخالفت سے بچو گے پھر تم لوگ اس (معاہدہ) کے بعد (اس معاہدہ پر قائم نہ رہے اور اس سے) پھر گئے سو اگر خدا کا فضل اور اسکی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم بہت نوٹے میں ہوتے (کیونکہ تمہاری اس بدعہدی کا مقتضی یہ تھا کہ تم کو سخت سزا دی جاتی سو اب بھی تم بدعہدی کر رہے ہو اور درگذر کی بھی ایک حد ہوتی ہے) اس لئے تم کو چاہیے کہ اپنی بدعہدی سے باز آؤ، ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔

ہفتہ کے دن پر عمل نہ کرنیکا انجام

اور تم ان لوگوں کو جانتے ہی ہو جنہوں نے ہفتہ کے دن میں (جبکہ اس روز ان کو مچھلی کے شکار سے منع کیا گیا تھا) حد سے تجاوز کیا تھا تو (اس کی سزا میں) ہم نے ان سے کہا تھا کہ دُور ہو (تمہارا کالا منہ)[1] اور بنجاؤ بندر (اور وہ بندر بن گئے تھے) اور (اس طرح ہم نے ان نافرمانوں کو بندر بنا کر) اس (واقعہ) کو ہم نے ان کے لئے جو اس واقعہ کے وقت موجود تھے اور جو اس کے بعد آنے والے تھے عبرت اور گناہوں سے بچنے والوں کے لئے نصیحت بنایا تھا (سو تم ان واقعات سے عبرت حاصل کرو اور ایمان لاؤ)۔

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْۤا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ۝ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا هِیَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّ لَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَیْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ۝ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِیْنَ ۝ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا هِیَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَیْنَا ؕ وَ اِنَّاۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِیْرُ الْاَرْضَ وَ لَا تَسْقِی الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِیَةَ فِیْهَا ؕ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ؕ فَذَبَحُوْهَا وَ مَا كَادُوْا یَفْعَلُوْنَ ۝

ترجمہ: اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ حق تعالیٰ تم کو حکم دیتے ہیں کہ تم ایک بیل ذبح کرو وہ لوگ کہنے لگے کہ آیا آپ ہم کو مسخرا بناتے ہیں موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا نعوذ باللہ جو میں ایسی جہالت والوں کا سا کام کروں۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ درخواست کیجئے اپنے رب سے ہم سے بیان کر دیں کہ اس (بیل) کے

[1] فیہ اشارۃ الی ان تقدیر الکلام رخساؤ دکونوا قردۃ ۱۲ منہ

کیااوصاف ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ یہ فرماتے ہیں کہ وہ ایسا بیل ہو کہ نہ بالکل بوڑھا ہو نہ بہت بچہ ہو (بلکہ) پٹھا ہو دونوں عمروں کے وسط میں سواب (زیادہ حجت مت کیجیو بلکہ) کر ڈالو جو کچھ تم کو حکم ملا ہے کہنے لگے کہ (اچھا یہ بھی) درخواست کر دیجئے ہمارے لئے اپنے رب سے ہم سے یہ (بھی) بیان کر دیں کہ اسکا رنگ کیسا ہو آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ وہ ایک زرد رنگ کا بیل ہے جس کا رنگ تیز زرد ہو کہ ناظرین کو فرحت بخش ہو کہنے لگے کہ (اب کی باراور) ہماری خاطر سے اپنے رب سے دریافت کر دیجئے کہ ہم سے بیان کر دیں کہ اس کے اوصاف کیا کیا ہوں کیونکہ ہم کو اس بیل میں (قدرے) اشتباہ ہے اور ہم ضرور ان شاءاللہ تعالیٰ (اب کی بار) ٹھیک سمجھ جاویں گے، موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ حق تعالیٰ یوں فرماتے ہیں کہ وہ نہ تو ہل میں چلا ہوا ہو جس سے زمین جوتی جاوے اور نہ اس سے زراعت کی (آبپاشی) کی جاوے (غرض ہر قسم کے عیب سے) سالم ہو اور اسمیں کوئی داغ نہ ہو (یہ سن کر) کہنے لگے کہ اب آپ نے پوری بات فرمائی پھر اسکو ذبح کیا اور (اپنی حجتوں سے ظاہراً) کرتے ہوئے معلوم ہوتے نہ تھے۔

قاتل کی تلاش کیلئے ذبح گائے کا واقعہ

تفسیر: اور (وہ زمانہ بھی یاد کرو) جب کہ موسیٰ (علیہ السلام) نے (ایک جرم قتل کی تفتیش کے موقع پر) اپنی قوم سے کہا تھا کہ حق تعالیٰ سبحانہ تم کو حکم دیتے ہیں کہ تم ایک بیل ذبح کرو (اس سے قاتل کا پتہ لگایا جاوے گا) انہوں نے کہا کہ کیا آپ ہم سے مسخرہ پن کرتے ہیں (کجا ذبح گاؤ، کجا تفتیش قتل) انہوں نے کہا میں خدا کی پناہ لیتا ہوں اس سے کہ میں (مسخرہ پن کر کے) نادانوں میں ہو جاؤں (یہ مسخرہ پن نہیں ہے بلکہ واقعہ ہے) انہوں نے کہا کہ (اچھا تو) آپ اپنے رب سے ہمارے لئے درخواست کیجئے کہ وہ ہمیں وضاحت کیساتھ بتلائے کہ وہ کیسا ہو، انہوں نے کہا کہ وہ فرماتے ہیں کہ وہ ایسا بیل ہو کہ نہ بوڑھا ہو اور نہ نو عمر ہو، ان دو حالتوں کے بین بین خوب جوان ہو سواب (کچھ حجت نہ کرو اور) جس کا تم کو حکم دیا جاتا ہے اسکو کر ڈالو (مگر) انہوں نے (پھر کنجکاؤ شروع کی اور) کہا کہ (اچھا) اپنے خدا سے (اب کے اس قدر اور) کہدو کہ وہ ہم سے صاف بتلادے کہ اس کا رنگ کیا ہو انہوں نے کہا کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ بیل ایسا ہو کہ خوب تیز زرد ہو، جس کا رنگ دیکھنے والوں کیلئے فرحت بخش ہو انہوں نے کہا کہ (اچھا اب کے) ہمارے لئے اپنے رب سے (اتنا اور) کہدیجئے کہ وہ ہمیں بتلادے کہ (علاوہ اوصاف مذکورہ کے) اس کے (اور) کیا اوصاف ہیں (کیونکہ مذکورہ اوصاف کے بیل بہت ہیں اور اس لئے اب تک) ہمیں (اس) بیل کا پتہ نہیں لگا (جو مقصود بالذبح ہے) اور (اب کے) ان شاءاللہ ہم کو اس کا ٹھیک پتہ لگ جاویگا، انہوں نے کہا کہ وہ فرماتے ہیں کہ وہ ایسا بیل ہو جو کہ سدھا ہوا نہ ہو جو کہ زمین جوتتا اور کھیتی میں پانی دیتا ہو (داغ سے) بالکل سالم ہو جس میں کسی قسم کا داغ دھبہ نہ ہو انہوں نے کہا کہ اب آپ بالکل ٹھیک بات لائے (جس سے ہماری تسلی ہوگئی) اس کے بعد انہوں نے (بادقت تمام) اس کو ذبح کیا حالانکہ وہ کرنے کو نہ تھے (اور اس حکم کو جھمیلے میں ڈال کر اس کو اڑانا چاہتے تھے۔ اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم لوگ کج طبع ہو اور خدا کے حکم میں ناحق کاوش کیا کرتے ہو چنانچہ آج بھی اس کجی سے کام لے رہے ہو لہٰذا تم کو ایسا نہ چاہیے۔

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾

ترجمہ: ترجمہ! اور جب تم لوگوں (میں سے کسی) نے ایک آدمی کا خون کر دیا پھر ایک دوسرے پر اسکو ڈالنے لگے اور اللہ تعالیٰ کو اس امر کا ظاہر کرنا منظور تھا جسکو تم مخفی رکھنا چاہتے تھے اس لیے ہم نے حکم دیا کہ اسکو اس کے کوئی سے ٹکڑے سے چھوا دو اسی طرح حق تعالیٰ (قیامت میں) مُردوں کو زندہ کر دینگے اور اللہ تعالیٰ اپنے نظائر قدرت تم کو دکھلاتے ہیں اسی توقع پر کہ تم عقل سے کام لیا کرو، ایسے ایسے واقعات کے بعد تمہارے دل پھر بھی سخت ہی رہے تو (یوں) کہنا چاہئے کہ انکی مثال پتھر کی سی ہے بلکہ سختی میں (پتھر سے بھی) زیادہ سخت اور بعضے پتھر تو ایسے ہیں جن سے بڑی بڑی نہریں پھوٹ کر چلتی ہیں، اور انہیں پتھروں میں سے بعضے ایسے ہیں کہ جو شق ہو جاتے ہیں پھر ان سے (اگر زیادہ نہیں تو تھوڑا ہی) پانی نکل آتا ہے اور ان ہی پتھروں میں سے بعضے ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کے خوف سے اوپر سے نیچے لڑھک آتے ہیں اور حق تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے (اے مسلمانو) کیا اب بھی تم توقع رکھتے ہو کہ یہ یہود تمہارے کہنے سے ایمان لے آویں گے حالانکہ انمیں سے کچھ لوگ ایسے گزرے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کلام سنتے تھے اور پھر اس کو کچھ کا کچھ کر ڈالتے تھے (اور) اس کو سمجھنے کے بعد ایسا کرتے) اور جانتے تھے۔

تفسیر: **مقتول کا زندہ ہونا**: اور (وہ زمانہ بھی یاد کرو) جب کہ تم نے ایک شخص کو مار ڈالا تھا پھر (اس کو چھپانے کی یوں کوشش کرتے تھے کہ) اس کو ایک دوسرے پر ڈالتے تھے اور خدا کو منظور تھا کہ وہ اس (جرم) کو آشکارا کرے جس کو تم چھپاتے تھے، اس بنا پر ہم نے کہا تھا کہ تم اس (بیل کا کوئی جزو اس (مقتول) کے لگاؤ (جس سے وہ تھوڑی دیر کیلئے زندہ ہو کر اپنے قاتل کو خود بتلا دے گا، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور قاتل کا پتہ چل گیا۔ اس جگہ ضمناً تم کو یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس مقتول کو عارضی طور پر ایک خاص ضرورت کے لئے زندہ کر دیا تھا، یوں ہی وہ (قیامت میں) مُردوں کو بھی زندہ کرے گا، اس لئے اس کو مُستبعد سمجھ کر اس کا انکار نہ کرنا چاہیے) اور وہ (دنیا میں) اپنی (قدرت کی) نشانیاں تم کو دکھلاتا ہے امید ہے کہ (ان کو دیکھ کر) تم سمجھو گے (اور نا سمجھ کے نا سمجھ نہ رہو گے)۔

دلوں کی سختی: خیر یہ مضمون تو ضمنی تھا اب اصل مقصود سنو:۔ یہ واقعہ اس کو مقتضی تھا کہ تمہارے قلوب نرم اور حق تعالیٰ کی عظمت سے

ہو جاتے مگر اس (واقعہ) کے بعد بھی تمہارے دل سخت کے سخت ہی رہے لہذا (یوں کہنا چاہیے کہ) وہ پتھروں کی مانند بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہیں (کیونکہ تمہارے دلوں کی حالت تو معلوم ہو چکی اور پتھروں (کی یہ حالت ہے کہ ان) میں وہ (پتھر) بھی ہیں جن میں سے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں (جو کہ نمبر اوّل پر ہیں) اور ان میں وہ بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں اور پھٹ کر ان میں سے پانی نکلتا ہے (جو کہ دوسرے درجہ میں ہیں) اور ان میں وہ بھی ہیں جو خدا کے خوف سے گر پڑتے ہیں (جو کہ تیسرے مرتبہ پر ہیں اور تمہاری حالت ان تینوں میں کسی سے بھی نہیں ملتی اسلئے تم پتھروں سے بھی بدتر ہو) اور یہ تم کو سنا دیا جاتا ہے کہ) جو تم کرتے ہو خدا اس سے بے خبر نہیں ہے (پس تم اس دھوکہ میں نہ رہنا کہ ہم سزا سے بچ جائیں گے)۔

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا ۖ وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُم بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُم بِهِ عِندَ رَبِّكُمْ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٧٦﴾ أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٧﴾ وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿٧٨﴾ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ ﴿٧٩﴾ وَقَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً ۚ قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِندَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ ۖ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٨٠﴾ بَلَىٰ مَن كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٨١﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٨٢﴾

ترجمہ: اور جب ملتے ہیں (منافقین یہود) مسلمانوں سے تو (ان سے تو) کہتے ہیں کہ ہم (بھی) ایمان لے آئے ہیں اور جب تنہائی میں جاتے ہیں یہ بعضے دوسرے بعضے (علانیہ) یہودیوں کے پاس تو وہ اسے کہتے ہیں کہ تم کیا مسلمانوں کو وہ باتیں بتا دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر منکشف کردی ہیں تو نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ لوگ تم کو حجت میں مغلوب کردینگے کہ یہ مضمون اللہ کے پاس سے ہے کیا تم (اتنی موٹی بات) نہیں سمجھتے کیا انکو اسکا علم نہیں ہے کہ حق تعالیٰ کو سب خبر ہے ان چیزوں کی بھی جنکو وہ مخفی رکھتے ہیں اور انکی بھی جنکا وہ اظہار کردیتے ہیں اور ان (یہودیوں) میں بہت سے ناخواندہ بھی ہیں جو کتابی علم نہیں رکھتے لیکن (بلا سند) دل خوش کن باتیں (بہت یاد ہیں) اور وہ لوگ اور کچھ نہیں مگر خیالات پکا لیتے ہیں تو

بڑی خرابی انکی ہوگی جو لکھتے ہیں (بدل سدل کر) کتاب (توریت کو اپنے ہاتھوں سے پھر کہہ دیتے ہیں کہ یہ (حکم) خدا کی طرف سے ہے غرض (صرف) یہ ہوتی ہے کہ اس ذریعہ سے کچھ نقد قدرے قلیل وصول کرلیں سو بڑی خرابی (پیش) آویگی انکو اسکی بدولت (بھی) جسکو انکے ہاتھوں نے لکھا تھا، اور بڑی خرابی ہوگی انکو اسکی بدولت (بھی) جسکو وہ وصول کرلیا کرتے تھے اور یہودیوں نے یہ بھی کہا کہ ہرگز ہم کو آتش دوزخ چھوئیگی بھی نہیں مگر (بہت) تھوڑے روز جو (انگلیوں پر) شمار کرلئے جاسکیں آپ یوں فرما دیجئے کیا تم لوگوں نے حق تعالیٰ سے (اسکے متعلق) کوئی معاہدہ لے لیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے معاہدہ کے خلاف نہ کریں گے یا اللہ کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جسکی کوئی علمی سند اپنے پاس نہیں رکھتے کیوں نہیں جو شخص قصداً بُری باتیں کرتا ہے اور اسکو اسکی خطاء (اور قصور اس طرح) احاطہ کرلے (کہ کہیں نیکی کا اثر تک نہ رہے) سو ایسے لوگ اہل دوزخ ہوتے ہیں (اور) وہ اسمیں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور جو لوگ (اللہ اور رسول پر) ایمان لاویں اور نیک کام کریں ایسے لوگ اہل بہشت ہوتے ہیں (اور) وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

بنی اسرائیل کے حالات اور ان سے توقعات

تفسیر : یہاں تک حق تعالیٰ بنی اسرائیل کو خطاب فرما کر یہ بیان فرمانا چاہتے ہیں کہ ان ہدایات سے کل یا اکثر بنی اسرائیل فائدہ نہیں اٹھا سکتے اور اس مضمون کو یوں ادا فرماتے ہیں کہ اگر یہ باتیں جواب تک بیان کی گئی فی نفسہ ایسی ہیں کہ ان کو سن کر ہر سلیم الطبع شخص ایمان لے آوے جیسا کہ واقعہ ہے) تو کیا (اے مسلمانوں) تم اس کی توقع رکھتے ہو کہ یہ لوگ (بنی اسرائیل سب کے سب) تمہاری بات مان لیں گے حالانکہ (ان کے خبث نفس کی یہ حالت ہے کہ) ان میں کے کچھ لوگوں کی یہ حالت رہی ہے کہ وہ خدا کا کلام سنتے تھے اور بخوبی سمجھ لینے کے بعد دانستہ اسے بگاڑتے تھے اور جب وہ مسلمانوں سے ملتے تو کہتے ہم ایمان لے آئے اور جب تنہائی میں اپنی جماعت کے دوسرے لوگوں کے پاس جاتے (جو کہ توریت کی ان باتوں کو کبھی کبھی بیان کردیتے تھے جو اسلام کی تصدیق کرتی تھیں) تو ان سے کہتے کہ کیا آپ لوگ ان (مسلمانوں) سے اس لئے وہ باتیں بیان کرتے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر منکشف کی ہیں کہ وہ ان کے ذریعہ سے تمہارے رب کے سامنے تم سے بحث کریں (اور تم کو تمہارے مسلمات سے الزام دیں) تو کیا تم بالکل ہی نہیں سمجھتے (کہ اتنی موٹی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آتی اب حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ ان پر تو بے سمجھی کا الزام لگاتے ہیں) اور کیا وہ (خود) اتنا بھی نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو بھی جانتے ہیں جن کو وہ چھپاتے ہیں اور ان کو بھی جن کو وہ ظاہر کرتے ہیں (پس اگر ان لوگوں پر خدا کے یہاں صرف یہ الزام عائد ہوگا کہ انہوں نے دانستہ حق سے انحراف کیا تو کیا ان پر یہ چند الزامات عائد نہ ہوں گے کہ وہ بھی حق کو جانتے اور انکار کرتے تھے اور یہ کہ انہوں نے دانستہ حق کا اخفاء کیا اور یہ کہ انہوں نے دوسروں کو اخفاء حق کی ترغیب دی) اور ان میں کچھ ناخواندہ لوگ بھی ہیں جو کتاب اللہ (توریت) کو نہیں جانتے ہاں وہ محض دل خوش کن باتوں کو جانتے ہیں اور وہ کچھ بھی نہیں کرتے بجز اس کے کہ بے ہودہ خیالات پکاتے رہتے ہیں) یہ لوگ ایسی سیہ کاریاں نہیں کرتے جو وہ لوگ کرتے ہیں جن کا اوپر کا ذکر ہوا۔ بلکہ صرف جہل میں مبتلا ہیں جس کا منشاء بھی وہی لوگ ہیں) سو برا ہوا انکا جو اپنے ہاتھوں سے ایک نوشتہ لکھتے ہیں اس کے بعد کہتے ہیں کہ یہ خدا کے پاس کا

(صرف) اس لئے کہ وہ اس سے کچھ نقد خرید لیں سو بُرا ہوان کا اس نوشتہ کی جہت سے جس کو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے لکھا اور بُرا ہے ہوان کا اس مال کی جہت سے جسکو وہ کماتے ہیں (الغرض وہ دو وجہ سے قابل مذمت ہیں اوّل کلام الٰہی میں تحریف کرنا دوسرے اس کے ذریعہ سے ناجائز مال حاصل کرنا) اور انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ باستثناء چند روز کے ہم کو آگ چھوئے گی بھی نہیں، تم ان سے کہو کہ کیا (اس کا) تم نے خدا سے عہد لے لیا ہے اور اس لئے وہ اپنے عہد کے خلاف نہ کرے گا یا تم اللہ کے ذمہ وہ بات لگاتے ہو جس کا تم کو علم نہیں (بلکہ اس کے خلاف علم ہے) کیوں نہیں جو کوئی بھی برائی کمائے اور اس کا جرم اسے محیط ہو (بایں معنی کہ اس میں نیکی کا پتہ بھی نہ ہوا ور سراپا عصیاں ہو خواہ تم ہو یا کوئی اور) وہ دوزخی ہیں (اور بجائے ایام معدودہ کے) وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور (برخلاف انکے) جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ جنتی ہیں (اور صرف چند روز کیلئے نہیں بلکہ) وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (یہاں تک تو حق تعالیٰ نے ظاہر فرمایا تھا کہ بنی اسرائیل بوجہ اپنی معصیت پر دلیر اور جرائم پیشہ ہونیکے حق کو قبول نہیں کر سکتے مگر یہ حالت اکثر کی تھی نہ کہ کل کی اس لئے پھر انکی اصلاح کی طرف توجہ فرماتے ہیں۔ تاکہ معاندین پر اتمام حجت اور غیر معاندین کو ہدایت ہو لہٰذا فرماتے ہیں)۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ قف وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ط ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ط وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ط اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ج فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ط وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۸۶﴾

ترجمہ: اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب لیا ہم نے (توریت میں) قول وقرار بنی اسرائیل سے کہ عبادت مت کرنا (کسی کی) بجز اللہ تعالیٰ کے اور ماں باپ کی اچھی طرح خدمت گزاری کرنا اور اہل قرابت کی بھی اور بے باپ کے بچوں کی بھی اور غریب محتاجوں کی بھی اور عام لوگوں سے بات اچھی طرح (خوش خلقی سے کہنا اور پابندی رکھنا نماز کی اور ادا کرتے رہنا

زکوٰۃ پھر تم (قول وقرار کر کے) اس سے پھر گئے بجز معدودے چند کے اور تمہاری تو معمولی عادت ہے اقرار کر کے ہٹ جانا) اور (وہ زمانہ بھی یاد کرو) جب ہم نے تم سے یہ قول وقرار (بھی) لیا کہ باہمی خونریزی مت کرنا اور ایک دوسرے کو ترک وطن مت کرانا پھر تم نے اقرار بھی کر لیا اور (اقرار بھی ضمناً نہیں بلکہ ایسا صریح جیسے) تم شہادت دیتے ہو پھر تم یہ (آنکھوں کے سامنے موجود ہی ہو (کہ) قتل وقتال بھی کرتے ہو اور ایک دوسرے کو ترک وطن بھی کراتے ہو (اس طور پر کہ) ان اپنوں کے مقابلہ میں (ان کی مخالف قوموں کی امداد کرتے ہو گناہ اور ظلم کیساتھ اور ان لوگوں میں سے کوئی گرفتار ہو کر تم تک پہنچ جاتا ہے تو ایسوں کو کچھ خرچ کر کرا کر رہا کرا دیتے ہو حالانکہ یہ بات) (بھی معلوم) ہے کہ تم کو ان کا ترک وطن کرا دینا نیز ممنوع ہے (تو کیا پس یوں کہو کہ) کتاب توریت کے بعض احکام) پر تم ایمان رکھتے ہو اور بعض پر ایمان نہیں رکھتے سو اور کیا سزا ہو ایسے شخص کی جو تم لوگوں میں سے ایسی حرکت کرے بجز رسوائی کے دنیوی زندگانی میں اور روز قیامت کو بڑے سخت عذاب میں ڈال دیئے جاویں اور اللہ تعالیٰ کچھ بے خبر نہیں ہیں تمہارے اعمال (زشت) سے یہ وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے دنیوی زندگانی (کے حظوظ) کو لے لیا ہے بعوض (نجات) آخرت کے سو نہ تو ان کی سزا میں (کچھ) تخفیف دی جاوے گی اور نہ کوئی ان کی طرفداری (پیروی) کرنے پاوے گا۔

بنی اسرائیل کا عہد اور اسکی خلاف ورزی

تفسیر: اور (وہ زمانہ بھی یاد کرو) جب کہ ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا کہ تم لوگ خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کرو گے اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور غریبوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو گے اور لوگوں سے اچھی طرح بات کرنا اور نماز ٹھیک پڑھنا اور زکوٰۃ دینا پھر باستثناء تمہارے قدر قلیل لوگوں کے تم سب (اطاعت سے) اعراض کرتے ہوئے (اس عہد سے) پھر گئے (سو یہ برتاؤ نہایت شرمناک ہے اس لئے تم کو اس سے احتراز چاہیے) اور (وہ زمانہ بھی یاد کرو) جب کہ ہم نے تم سے عہد لیا تھا کہ تم (آپس میں) خون ریزی نہ کرو گے اور آپس میں ایک دوسرے کو اپنے وطنوں سے نہ نکالو گے پھر تم نے شہادت دیتے ہوئے اس کا اقرار بھی کیا تھا (مثلاً انہوں نے کہا ہوگا کہ ہم عہد کرتے ہیں کہ ان احکام کی تعمیل کریں گے یہ تو میثاق ہوا۔ اس کے بعد کہا ہوگا کہ ہم اپنے اوپر گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے آپ سے عہد کیا ہے کہ ہم آپ کے احکام کی تعمیل کریں گے یہ اقرار بحالت شہادت ہوا، اس کی نظیر روز الست کا یہ بیان ہے بلی شہدنا ای علی انفسنا کما فی الکشاف ویشہد لہ قولہ واشہد علی انفسہم) پھر تم اے وہ لوگو (جنہوں نے اس شد و مد کے ساتھ اقرار کیا تھا) آپس میں قتل وقتال بھی کرتے ہو اور اپنا ایک جماعت کو ان کے وطنوں سے بھی نکال لیتے ہو (بایں معنی کہ) تم ان کے خلاف گناہ اور زیادتی کے ساتھ آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہو (اور تمہارے لئے ایسا کرنے میں کوئی عذر شرعی نہیں ہے) اور اگر وہ تمہارے پاس قیدی ہو کر آئیں تو تم ان کو معاوضہ دے کر چھڑاتے ہو۔ (اور عذر کرتے ہو کہ ہماری شریعت کا حکم ہے) حالانکہ خود ان کا نکالنا ہی تم پر حرام تھا (اور معاوضہ دے کر چھڑانا اس پر متفرع ہے) تو کیا تم اپنی کتاب کے کسی حصہ کو مانتے ہو اور کسی کو نہیں مانتے (ذرا غور تو کرو کتنی بے عقلی کی بات ہے) پس جو لوگ تم میں سے یہ (نامعقول حرکت) کرتے ہیں ان کی سزا دنیا میں تو بجز رسوائی کے اور کچھ نہیں اور قیامت کے دن (ان کو اس سزا کے علاوہ دوسری سزا دی جائے گی کہ) وہ سخت عذاب میں ڈالے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں ہے (اس لئے ان سزاؤں میں شبہ کی

گنجائش نہیں) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حیات دنیا کو آخرت کے عوض میں خرید لیا ہے۔ لہٰذا نہ ان سے عذاب کم کیا جاوے گا اور نہ ان کی مدد کی جاوے گی (پس تم کو چاہیے کہ ان واقعات میں غور کر کے ان کی برائی کو سمجھو، اور ان سے احتراز کرو)۔ (کذا فی الطبری ۱۲)

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۡ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾

ترجمہ: ترجمہ! اور ہم نے موسیٰ کو کتاب (توریت) دی اور (پھر) ان کے بعد یکے بعد دیگرے پیغمبروں کو بھیجتے رہے اور (پھر) ہم نے عیسیٰ بن مریم کو (نبوت کے) واضح دلائل عطا فرمائے اور ہم نے ان کو روح القدس سے تائید دی کیا جب کبھی (بھی) کوئی پیغمبر تمہارے پاس ایسے احکام لائے جنکو تمہارا دل نہ چاہتا تھا جب ہی تم نے تکبر کرنا شروع کر دیا سو بعضوں کو تو تم نے جھوٹا بتلایا اور بعضوں کو (بیدھڑک) قتل ہی کر ڈالتے تھے اور وہ (یہودی افتخاراً) کہتے ہیں کہ ہمارے قلوب محفوظ ہیں بلکہ ان کے کفر کے سبب ان پر خدا کی مار ہے سو بہت ہی تھوڑا سا ایمان رکھتے ہیں۔

تفسیر: **حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت:** اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب (توریت) دی تھی اور انکے بعد اور بہت سے رسول بھیجے تھے (جن میں ایک رسول عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے) اور ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو (ان کی رسالت کے) دلائل واضحہ عطا کئے تھے، اور روح[1] القدس (جبرئیل علیہ السلام) کے ذریعہ سے ان کی (مخصوص) تائید کی تھی (جب کہ واقعہ یہ ہے) تو کیا (ایسی حالت میں تمہارا یہ فعل زیبا تھا کہ) جب کبھی کوئی رسول تمہارے پاس وہ (احکام) لے کر آیا جن کو تمہارا جی نہ چاہتا تھا تو تم نے (اس کی اطاعت سے تکبر کیا اس کے بعد (ان میں سے) ایک جماعت کو تم نے صرف جھٹلایا (جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ کو) اور ایک جماعت کو قتل کر ڈالا (جیسا کہ یحییٰ وزکریا وغیرہما کو) سو چونکہ تمہاری یہ روش نہایت ناپسندیدہ تھی اس لئے اب موجودہ رسول کے زمانہ میں تم کو ایسے ناشائستہ افعال سے احتراز کرنا چاہیے) اور انہوں نے (ناصحین کو جواب دیتے ہوئے) کہا کہ ہمارے دل محفوظ ہیں (تمہاری گمراہ کن باتوں کا

[1] روح القدس سے مراد جبرئیل علیہ السلام ہیں اور ان کی تائید یہ تھی کہ حضرت عیسیٰؑ نے شیر خواری کے زمانہ میں گفتگو کی تھی جیسا کہ آیۃ اذ ایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المھد و کھلا سے مفہوم ہوتا ہے۔ عیسائی لوگ تائید روح القدس کو حضرت عیسیٰؑ کی خصوصیت قرار دیتے ہیں اور اس خصوصیت کو اتنا بڑا رتبہ دیتے ہیں کہ اس کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جناب رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھا دیتے ہیں اور منشاء اس کا تائید روح القدس کی یہ تفسیر ہے کہ جبرئیل علیہ السلام ان کی نبوت کی حفاظت کے لئے سایہ کی طرح ہر وقت ساتھ رہتے تھے لیکن نہ تائید روح القدس کی یہ تفسیر مرفوعاً ثابت ہے اور نہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت ہے، چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان کے متعلق فرمایا ہے کہ "اھج المشرکین فان جبرئیل معک نیز فرمایا ہے" اللھم ایدہ بروح القدس۔ پس ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ تائید روح القدس خصائص نبوت سے بھی نہیں چہ جائیکہ وہ خصوصیت حضرت عیسیٰؑ ہو اور خصوصیت بھی ایسی کہ وہ اس کے ذریعہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ جائیں اور بالخصوص ایسی حالت میں کہ فضیلت و خصوصیت ثابت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو تسلیم کرتے ہیں کہ یہود نے حضرت عیسیٰؑ کو سولی دیکر مار ڈالا اور جبرئیل نے ان کی کوئی مدد نہ کی ۱۲۔ منہ

ان پر کچھ اثر نہیں ہو سکتا لیکن واقعہ یہ نہیں) بلکہ خدا نے ان کے کفر کے سبب ان کو رحمت سے دور کر دیا اس لئے وہ بہت کم ایمان لاتے ہیں (کیونکہ عام حالت تو یہی ہے کہ ان میں حق طلبی نہیں اور اس لئے وہ ایمان نہیں لاتے اور طالب حق بہت کم ہیں اس لئے ان کا ایمان لانا بھی کم ہے۔ (فاندع ما اشکل علے ابن جریر فی تفسیرہ واستقام ھذا المعنی علے تقدیر النصب ایضا)

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ
عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۡ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۞ بِئْسَمَا
اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى
مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۞

ترجمہ: اور جب ان کو ایک ایسی کتاب پہنچی (یعنی قرآن) جو منجانب اللہ ہے (اور) اسکی (بھی) تصدیق کرنے والی ہے جو (پہلے سے) انکے پاس ہے (یعنی توریت) حالانکہ اس کے قبل وہ (خود) بیان کیا کرتے تھے کفار سے پھر جب وہ چیز آ پہنچی جسکو وہ (خوب جانتے) پہنچانتے ہیں تو اس کا (صاف) انکار کر بیٹھے سو (بس) خدا کی مار ہو ایسے منکروں پر وہ حالت (بہت ہی) بُری ہے جسکو اختیار کر کے وہ اپنی جانوں کو چھڑانا چاہتے ہیں (اور وہ حالت) یہ (ہے) کہ کفر کرتے ہیں ایسی چیز کا جو حق تعالیٰ نے نازل فرمائی محض (اسی) ضد پر کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جس بندہ پر اسکو منظور ہو نازل فرمادے سو وہ لوگ غضب بالائے غضب کے مستحق ہو گئے اور ان کفر کرنے والوں کو ایسی سزا ہو گی جس میں ذلت (بھی) ہے۔

نبی آخرالزماں کی بعثت کی درخواست

تفسیر: اور جب کہ ان کے پاس خدا کے پاس سے ایک ایسی کتاب آئی جو اس (کتاب) کی تصدیق کرتی تھی جو ان کے پاس ہے حالانکہ وہ اس سے پہلے کفار کے مقابلہ میں مدد مانگا کرتے تھے (اور کہا کرتے تھے کہ اے اللہ نبی آخرالزمان کو بھیج اور ان کا سر توڑ) تو جب کہ انکے پاس وہ (کتاب آئی جس کو وہ جانتے تھے تو انہوں نے اس کا انکار کیا (اس سے زیادہ ہٹ دھرمی وعناد کیا ہو گا) سو خدا کی پھٹکار (ان ہٹ دھرم اور معاند) کافروں پر نہایت بری شے ہے وہ جس کے عوض انہوں نے اپنے کو بیچا ہے یعنی یہ کہ وہ ضد سے انکار کرتے ہیں اس (کتاب) کا جس کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے صرف اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے فضل میں سے (ایک حصہ) نازل کرتا ہے (اور اس کے لئے بنی اسرائیل کو خاص نہیں کرتا) پس وہ (ایسا کرنے سے) غضب پر غضب لے کر پھرے (یعنی نہایت مغضوب ہوئے) اور ان کافروں کو موجب ذلت وعذاب بھی ہو گا (اس آیت میں اشتروا بمعنی شروا ہے جیسا کہ دوسری آئندہ آیت میں) وَلَبِئْسَ مَاشَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ وارد ہوا ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا
وَرَآءَهٗ ۗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۭ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ۞ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۞

ترجمہ :اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم ایمان لاؤ ان (تمام) کتابوں پر جو اللہ تعالیٰ نے (متعدد پیغمبروں) نازل فرمائی ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم (تو صرف) اس (ہی) کتاب پر ایمان لاوینگے جو ہم پر نازل کی گئی ہے اور جتنی اس کے علاوہ ہیں ان (سب) کا انکار کرتے ہیں حالانکہ وہ بھی حق ہیں اور تصدیق کرنیوالی بھی ہیں اسکی جو انکے پاس ہے (یعنی توراۃ کی) آپ کہئے کہ (اچھا تو) پھر کیوں قتل کیا کرتے تھے اللہ کے پیغمبروں کو اسکے قبل کے زمانہ میں اگر تم (تورات پر) ایمان رکھنے والے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تم لوگوں کے پاس صاف صاف دلیلیں لائے (مگر) اس پر بھی تم لوگوں نے گوسالہ کو (معبود) تجویز کرلیا موسیٰؑ کے (طور پر جانے کے) بعد اور تم ستم ڈھارہے تھے۔

قرآن مجید پر ایمان کی دعوت اور اسکا جواب

تفسیر :اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس (کتاب) پر ایمان لاؤ جس کو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اسی پر ایمان رکھتے ہیں جو ہم پر نازل کی گئی ہے اور اس کے ماسوا کا وہ لوگ انکار کرتے ہیں حالانکہ وہ واقعی ہے۔ (اور کسی دوسرے کی بنائی ہوئی نہیں ہے) اور وہ اس کتاب کی بھی تصدیق کرتی ہے جو ان کے پاس ہے (اچھا) اِنسے کہو کہ اگر (یہ سچ ہے کہ) تم (اس کتاب پر ایمان رکھتے ہو) (جو تم پر نازل کی گئی ہے) تو پھر خدا کے انبیاء کو پہلے کیوں قتل کرتے تھے (وہ تو تمہیں تمہاری کتاب پر عمل کرنے کی ہدایت کرتے تھے جس پر ایمان کے تم مدعی ہو ثابت ہوا کہ تمہارا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ ہم اپنی کتاب پر (ایمان رکھتے ہیں) اور موسیٰ علیہ السلام تمہارے پاس اپنی نبوت کے دلائل واضحہ لیکر آئے اس کے بعد بھی تم نے بچھڑا بنالیا (اور اس کی پرستش شروع کردی) حالانکہ تم ایسا کرنے میں سراسر ظلم کررہے تھے (یہ تو خود تمہارے ہی نبی کے زمانہ کا واقعہ ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کی مخالفت تمہاری قدیمی عادت ہے اور اپنی کتاب پر ایمان رکھنے کا عذر محض ایک حیلہ ہے اور اصل مقصود نبیِ وقت کی مخالفت ہے۔)

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ۚ وَاُشْرِبُوْا فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

ترجمہ :اور جب ہم نے تمہارا قول وقرار لیا تھا اور طور کو تمہارے (سروں کے) اوپر لا کھڑا کیا تھا جو کچھ (احکام) ہم تم کو دیتے ہیں ہمت اور پختگی کے ساتھ لو اور سنو اس وقت انہوں نے زبان سے کہہ دیا کہ ہم نے سُن لیا اور ہم سے عمل نہ ہوگا (وجہ اس کی یہ تھی کہ) ان کے قلوب میں وہی گوسالہ پیوست ہوگیا تھا ان کے کفر کیوجہ سے آپ فرما دیجئے کہ یہ افعال بہت بُرے ہیں جنکی تعلیم تمہارا ایمان تم کو کررہا ہے اگر تم اہل ایمان ہو۔

انبیاء کی مخالفت کی ایک اور مثال

تفسیر :اور (وہ زمانہ بھی یاد کرو) جب کہ ہم نے تم سے (بجز) عہد لیا تھا اور (چونکہ تم خوشی سے ماننے والے نہ تھے اس لئے)

تمہارے سروں پر کوہ طور کو لا کر کھڑا کیا تھا (اور کہا تھا کہ) جو (کتاب) ہم نے تم کو دی ہے اسکو تم مضبوطی سے پکڑو اور (اسکے احکام کو بسماع قبول) سنو تو انہوں نے (زبان سے) کہا کہ ہم نے سن لیا اور (دل سے کہا تھا کہ) مانا نہیں اور ان کے کفر (طبعی) کی وجہ سے بچھڑا ان کے دلوں میں سمایا ہوا تھا (سو یہ واقعات بھی تمہارے نبی کے زمانہ کے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کی مخالفت تم لوگوں کی قدیمی عادت ہے اور اپنی کتاب پر ایمان کا عذر ایک دھوکہ ہے۔ (اچھا) ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم (ان حرکتوں پر بھی) مومن ہو (اور تمہارا ایمان تم کو ایسے ہی افعال کا حکم کرتا ہے) تو (ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ) نہایت برے ہیں وہ افعال جن کا تم کو تمہارا ایمان حکم دیتا ہے (اور اس لئے اس ایمان کو سلام ہے۔ یہاں تک تو دلائل سے ان کے دعوے ایمان کا ابطال تھا اب دوسرے طریقہ سے اس کو باطل فرماتے ہیں۔

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اگر (بقول تمہارے) عالم آخرت (اللہ کے نزدیک) محض تمہارے ہی لئے نافع ہے بلاشرکت غیرے تو تم (اس کی تصدیق کے لئے ذرا) موت کی تمنا کر (کے دکھلا) دو اگر تم سچے ہو اور وہ ہرگز کبھی اس (موت) کی تمنا نہ کرینگے بوجہ (خوف سزا) ان اعمال (کفریہ) کے جو اپنے ہاتھوں سمیٹے ہیں اور حق تعالیٰ کو خوب اطلاع ہے ان ظالموں (کے حال) کی اور (آپ تو) انکو حیات (دنیویہ) کا حریص اور (عام) آدمیوں سے (بھی) بڑھ کر پاویں گے اور مشرکین سے بھی ان میں کا ایک ایک (شخص) اس ہوس میں ہے کہ اس کی عمر ہزار برس کی ہو جائے اور یہ امر عذاب سے تو نہیں بچا سکتا کہ (کسی کی بڑی) عمر ہو جائے اور حق تعالیٰ کے سب پیش نظر ہیں ان کے اعمال (بد)۔

بنی اسرائیل کے ایمان کا امتحان اور اس میں ناکامیابی

تفسیر: اور فرماتے ہیں کہ اچھا ان سے کہہ دو کہ اگر صرف تم ہی مومن ہو جیسا کہ تمہارا دعویٰ ہے اور (اس لئے) خدا کے نزدیک دار آخرت خالص تمہارے لئے ہے (اور دوسروں کا اس میں کوئی حصہ نہیں) تو تم موت کی تمنا کرو اگر تم (اپنے اس دعوے میں) سچے ہو (کیونکہ اس صورت میں موت تم کو دار آخرت تک پہنچانے والی ہے جو کہ تمہارا (مطلوب ہے) اور (ہم کہہ دیتے ہیں کہ) ان (اعمال بد) کی بدولت جواب تک یہ لوگ کر چکے ہیں کبھی اس کی تمنا نہ کریں گے اور خدا ان ظالموں سے خوب واقف ہے (اور جانتا ہے کہ یہ خود بھی اپنا ناحق پر ہونا جانتے ہیں کبھی اس لئے ان کو اس تمنا کی ہمت نہیں ہو سکتی) اور تم ان کو سب لوگوں سے اور (بالخصوص) مشرکین سے بھی زیادہ زندگی کا خواہاں پاؤ گے (چنانچہ) ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ کاش اسے ہزار برس کی عمر دیجاوے (محض اسلئے کہ وہ عذاب سے بچے رہیں گے) اور (واقعہ یہ ہے کہ) یہ بات کہ ان کو عمر دی جاوے ان کو عذاب سے دور کرنیوالی نہیں ہو سکتی (کیونکہ آخر کبھی تو مریں گے۔ پس

جب مریں گے اس وقت عذاب دیا جاوے گا) اور اللہ دیکھتا ہے ان کاموں کو جو یہ لوگ کرتے ہیں (اس لئے ان کو ان کی شرارتوں کی ضرور سزا دیگا، چونکہ یہ لوگ قرآن کے قبول نہ کرنے میں یہ حجت بھی نکالتے تھے کہ اس کے لانے والے جبریل ہیں اور جبریل سے ہماری دشمنی ہے کیونکہ وہ ہم پر عذاب لاتے تھے اور یہ عذر ان کا محض حیلہ تھا اور اصل عداوت کا منشا قرآن کا نا تھا اس لئے حق تعالیٰ فرماتے ہیں)۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۷﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

ترجمہ: آپ (ان سے) یہ کہئے کہ جو شخص جبرئیل سے عداوت رکھے سو انہوں نے یہ قرآن آپ کے قلب تک پہنچا دیا ہے خداوندی حکم سے اسکی (خود) یہ حالت ہے کہ تصدیق کر رہا ہے اپنے سے قبل والی سماوی کتابوں کی اور رہنمائی کر رہا ہے اور خوشخبری سنا رہا ہے ایمان والوں کو جو (کوئی) شخص خدا تعالیٰ کا دشمن ہو اور فرشتوں کا (ہو) اور پیغمبروں کا (ہو) اور جبرائیل کا (ہو) اور میکائیل کا (ہو) تو اللہ تعالیٰ دشمن ہے ایسے کافروں کا اور ہم نے تو آپ کے پاس بہت سے دلائل واضحہ نازل کئے ہیں اور کوئی انکار نہیں کیا کرتا مگر صرف وہی جو عدول حکمی کے عادی ہیں کیا اور جب کبھی بھی ان لوگوں نے کوئی عہد کیا ہوگا (ضرور) اس کو ان میں سے کسی نہ کسی فریق نے نظر انداز کر دیا ہوگا بلکہ ان میں زیادہ تو ایسے ہی نکلیں گے جو (میرے اس عہد کا) یقین ہی نہیں رکھتے اور جب ان کے پاس ایک پیغمبر آئے اللہ کی طرف سے جو تصدیق بھی کرتے ہیں اس کتاب کی جو ان لوگوں کے پاس ہے (یعنی توراۃ کی) ان اہل کتاب میں کے ایک فریق نے خود اس کتاب اللہ ہی کو پس پشت ڈال دیا جیسے انکو گویا اصلا علم ہی نہیں۔

حضرت جبرئیل کی عداوت

تفسیر: جو جبرئیل کا دشمن ہو (اس کی عداوت سراسر بے جا ہے) کیونکہ (وہ قرآن اپنی طرف سے نہیں لائے۔ بلکہ) انہوں نے اس کو تمہارے دل پر بحکم خدا نازل کیا ہے (اس لئے اس میں ان کا کوئی قصور نہیں اور وہ بھی) ایسی حالت میں کہ وہ اپنے سے پہلی کتابوں کو تصدیق کرتا اور مومنین کے لئے ہدایت اور بشارت ہے (پس قطع نظر اس سے کہ انہوں نے یہ فعل از خود نہیں کیا بلکہ خدا کے حکم سے کیا ہے خود یہ فعل بھی قابل عداوت نہیں اچھا اب اس بے جا عداوت کا نتیجہ سنو) جو شخص خدا اور اس کے فرشتوں کا اور (بالخصوص) جبرئیل[1] و میکائیل کا

[1] جبرئیل کے ساتھ میکائیل کو اس لئے ذکر کیا گیا کہ یہود میکائیل کے ساتھ دوستی کے مدعی تھے۔ سو اس میں انکے اس دعویٰ کی تردید ہے اور اشارہ ہے اس طرف کہ عداوت جبرئیل مستلزم عداوت میکائیل ہے اور عداوت جبرئیل کیساتھ میکائیل کی دوستی جمع نہیں ہوسکتی ۱۲ منہ

دشمن ہو (خواہ سب کا خواہ کسی ایک کا جس کی دشمنی سب کی دشمنی کو مستلزم ہو) تو (اسکو واضح رہے کہ) خدا ایسے کافروں کا دشمن ہے اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے تمہاری طرف واضح آیتیں نازل کی ہیں (جن کے انکار کی اصلاً گنجائش نہیں) اور (اس لئے) ان کا انکار وہی کرتے ہیں جن کی عادت ہی عدول حکمی کرنا ہے۔

معاہدہ اور عہد شکنی: اور کیا (ان کو یہ چاہیے تھا کہ) جب کبھی وہ معاہدہ کریں تو (اس کو) ان میں کی ایک جماعت لامحالہ توڑ دے (اور کیا ان کا یہ شیوہ پسندیدہ ہوسکتا ہے ہرگز نہیں، غرض کہ وہ عہد شکنی کے عادی ہیں اور صرف یہی نہیں) بلکہ ان میں بہتیرے (تو عہد ہی کو) نہیں مانتے (اور جب ان کو ان کے سابق معاہدات یاد دلائے جاتے ہیں تو صاف انکار کر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم سے یہ معاہدے ہوئے ہی نہیں) اور (اسی انکار عہد کی بناء پر) جب ان کے پاس خدا کے یہاں سے کوئی ایسا رسول آیا جو اس (کتاب) کی جو ان کے پاس تھی (یوں) تصدیق کرتا تھا (کہ وہ ان معاہدات وغیرہ پر یقین رکھتا اور دوسروں کو ایمان کی پابندی کی ہدایت کرتا تھا) تو جن لوگوں کو وہ دی گئی تھی (اور اس لئے اس کی تصدیق کرنا اور اس پر عمل کرنا انکا پہلا فرض تھا)۔

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا هُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّھُمْ وَلَا يَنْفَعُھُمْ ۭ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ڟ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَھُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝

ترجمہ: اور انہوں نے ایسی چیز کا (یعنی سحر کا) اتباع کیا جس کا چرچا کیا کرتے تھے شیاطین (یعنی خبیث جن) حضرت سلیمان کی عہد سلطنت میں اور حضرت سلیمان نے کفر نہیں کیا مگر (ہاں) شیاطین کفر کیا کرتے تھے اور حالت یہ تھی کہ آدمیوں کو بھی (اس) سحر کی تعلیم کیا کرتے تھے اور اس (سحر) کی بھی جو کہ ان دونوں فرشتوں پر نازل کیا گیا تھا۔ شہر بابل میں جن کا نام ہاروت و ماروت تھا اور وہ دونوں کسی کو نہ بتلاتے تھے جب تک یہ (نہ) کہہ دیتے کہ ہمارا وجود بھی ایک امتحان ہے سو تو کہیں کافر مت بن جائیو (کہ اس میں پھنس جاوے) سو (بعضے) لوگ ان دونوں سے اس قسم کا سحر سیکھ لیتے تھے۔ جس کے ذریعہ سے (عمل کر کے) کسی مرد اور اسکی بیوی میں تفریق پیدا کر دیتے تھے اور یہ (ساحر) لوگ اس کے ذریعہ سے کسی کو بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے مگر خدا ہی کے (تقدیری) حکم سے اور ایسی چیزیں سیکھ لیتے ہیں جو (خود) انکو ضرر رساں ہیں اور ان کو نافع نہیں ہیں

اور ضرور یہ (یہودی) بھی اتنا جانتے ہیں کہ جو شخص اسکو اختیار کرے ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ (باقی) نہیں اور بیشک بری ہے وہ چیز (یعنی سحر و کفر) جس میں وہ لوگ اپنی جان دے رہے ہیں کاش ان کو (اتنی) عقل ہوتی اور اگر وہ لوگ (بجائے اسکے) ایمان اور تقویٰ اختیار کرتے تو خدائے تعالیٰ کے ہاں کا معاوضہ بہتر تھا کاش انکو (اتنی) عقل ہوتی۔

تفسیر :شیاطین کی پیروی: ان میں سے ایک بڑی جماعت نے خدا کی کتاب کو یوں پس پشت ڈالدیا گویا وہ اس جانتے بھی نہیں اور (کتاب خدا کو پس پشت ڈال کر) انھوں نے ان (کتابوں کی پیروی کی جن کو سلیمان علیہ السلام) کے زمانہ میں شیاطین پڑھا کرتے تھے اور (تم اس فقرہ سے یہ نہ سمجھنا کہ وہ بحکم سلیمان ایسا کرتے تھے اور اس لئے نعوذ باللہ سلیمان بھی کافر تھے کیونکہ) سلیمان نے کفر نہ کیا تھا بلکہ شیاطین نے کفر کیا تھا۔

جادو کی تنبیہ: جس کی تفصیل یہ ہے کہ) وہ لوگوں کو جادو اور وہ باتیں سکھاتے تھے جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر نازل کی گئیں تھیں (تاکہ وہ ان کے ذریعہ سے لوگوں کا امتحان کریں کہ کون انہیں قبول کر کے کافر ہوتا ہے اور کون رد کر کے مسلمان رہتا ہے) اور (اسی لئے) وہ اس وقت تک کسی کو وہ باتیں تعلیم نہ کرتے تھے جب تک (اسکو اس کی برائی سے آگاہ نہ کر دیتے اور) یہ نہ کہد یتے تھے کہ (یہ ظاہر بات ہے کہ) ہم صرف (لوگوں کے) امتحان (کا ایک ذریعہ) ہیں لہذا تم (ہم سے ان باتوں کو سیکھ کر اور ان پر عمل کر کے) کافر نہ بنو سو (اس کہنے کے بعد بھی) وہ لوگ ان سے وہ باتیں سیکھتے تھے، جن سے وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈالتے (اور اس طرح ان کو نقصان پہنچاتے) تھے اور (یہ ضرر رسانی بھی بحکم خدا تھی کیونکہ) وہ اس کے ذریعہ سے بجز حکم خدا کے کس کو ضرر نہیں پہنچا سکتے (کیونکہ ضرر رسانی کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہے۔ مثلاً خلق فعل اور اس پر اثر مرتب کرنا وغیرہ ان میں سے بجز کسب کے اور کچھ بھی ان کے قبضہ میں نہیں اس لئے وہ بالاستقلال ضرر رسانی نہیں کر سکتے تاوقتیکہ حق تعالیٰ نہ چاہیں لہذا تم کو نسبت تفریق الی المتفرقین سے ان کے استقلال کا شبہ نہ ہونا چاہیے خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا اب ہم پھر اصل مقصد کی طرف لوٹتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ان سے وہ چیزیں سیکھتے تھے جو موجب تفریق ہیں) کہ وہ چیزیں سیکھتے تھے جو ان کو نقصان ہی پہنچاتی ہیں اور نفع کچھ نہیں پہنچاتیں (اور بخدا) وہ خود بھی خوب اچھی طرح جانتے تھے کہ جو شخص ان (کفریات) کو خریدے اس کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں (غرضیکہ انہوں نے یہ کفر جان بوجھ کر اختیار کیا) اور بخدا وہ (کفر) جسکے بدلے انہوں نے اپنے کو بیچ ڈالا نہایت ہی بری چیز تھا، کاش وہ (اسکی برائی کو) جانتے اور اگر یہ ہوتا کہ وہ ایمان لے آتے اور نافرمانی سے بچتے تو (بہت اچھا ہوتا، کیونکہ گو اس سے انکے دنیوی منافع کو صدمہ پہنچتا مگر خدا کے یہاں معاوضہ ملتا۔ اور) خدا کے یہاں کا معاوضہ (ان منافع سے) بہتر تھا کاش وہ اس بہتری کو جانتے (خیر)

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَقُولُواْ رَٰعِنَا وَقُولُواْ ٱنظُرْنَا وَٱسْمَعُواْ ۗ وَلِلْكَٰفِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٠٤﴾ مَّا يَوَدُّ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ مِنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ وَلَا ٱلْمُشْرِكِينَ أَن يُنَزَّلَ عَلَيْكُم مِّنْ خَيْرٍ مِّن رَّبِّكُمْ ۗ وَٱللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِۦ مَن يَشَآءُ ۚ وَٱللَّهُ ذُو ٱلْفَضْلِ ٱلْعَظِيمِ ﴿١٠٥﴾

ترجمہ: اے ایمان والو تم (لفظ) راعنا مت کہا کرو اور انظرنا کہدیا کرو اور (اسکو اچھی طرح) سن لجیو اور (ان) کافروں کو (تو) سزائے دردناک ہو (ہی) گی ذرا بھی پسند نہیں کرتے کافر لوگ (خواہ) ان اہل کتاب میں سے

(ہوں) اور (خواہ) مشرکین میں سے اس امر کو کہ تم کو کس طرح کی بہتری (بھی) نصیب ہو تمہارے پروردگار کی طرف سے حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت (وعنایت) کے ساتھ جسکو منظور ہوتا ہے مخصوص فرمالیتے ہیں اور اللہ بڑے فضل کرنے والے ہیں۔

خطاب رسول میں ادب کی رعایت

تفسیر: اے ایمان والو (دیکھو یہ لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو شرارت سے راعنا کہہ کر خطاب کرتے ہیں اس لئے ان کی دیکھا دیکھی تم راعنا نہ کہا کرو۔ اور بجائے اس کے'' انظرنا کہا کرو اور (اس حکم کو بسماع قبول) سن لو اور ان کافروں کو (جو شرارت سے ایسا کہتے ہیں) ذلت کا عذاب ہوگا (مبادا ان کی تقلید میں تم بھی کافر ہو جاؤ) اور اسی سزا کے مستحق ہو۔

کفار کا حسد: تم (یادرکھو کہ) کفار اہل کتاب ہوں یا مشرکین (تم پر حسد کرتے ہیں اور) نہیں چاہتے کہ تم پر تمہارے رب کی جانب سے کوئی بہتری نازل ہو (بلکہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ تمام بہبودیاں انہیں کے حصہ میں آئیں مگر ان کی یہ خواہش محض لامعنی ہے) اور اللہ اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہتا ہے مخصوص کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے (پس اس کا فضل کسی خاص فرقہ تک محدود کیسے رہ سکتا ہے) اسی بنا پر ایک عرصہ تک ہم نے بنی اسرائیل کو صاحب کتاب بنایا ان کے بعد ہم نے تم کو کتاب عطا کی۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۶﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۰۷﴾

ترجمہ: ہم کسی آیت کا حکم جو موقوف کر دیتے ہیں یا اُس آیت (ہی) کو (ذہنوں سے) فراموش کر دیتے ہیں تو ہم اس آیت سے بہتر یا اس آیت ہی کی مثل لے آتے ہیں (اے معترض) کیا تجھ کو یہ معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھتے ہیں، کیا تجھ کو یہ معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ ایسے ہیں کہ خاص انہی کی ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور (یہ بھی سمجھ رکھو کہ) تمہارا حق تعالیٰ کے سوا کوئی یار و مددگار بھی نہیں۔

تفسیر: **ناسخ و منسوخ**: اس پر اگر کسی جانب سے نسخ ادیان پر اشکال کیا جاوے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں کیونکہ ہم جو آیت بھی منسوخ کرتے ہیں یا اسکو بھلاتے ہیں تو (اسکے بجائے) اس سے بہتر یا اس کے مثل لے آتے ہیں (اور یہ بات ہمارے لئے کچھ دشوار نہیں۔ آخر) کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے (اور جب کہ جانتے ہو تو پھر مثل یا بہتر لانا کیا مشکل ہے اور جب مشکل نہیں تو نسخ ادیان پر کیا اشکال ہو سکتا ہے کیونکہ اشکال اس وقت تھا جب کہ ایک دین کو منسوخ کر کے ویسا ہی یا اس سے بہتر دین قائم نہ کیا جا سکتا اور معلوم ہے کہ واقعہ ایسا نہیں تو اشکال بھی نہیں)۔

نسخ دین کی ضرورت: اس پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ ہم نے مانا کہ ایک دین کے بجائے دوسرا دین ویسا ہی یا اس سے بہتر قائم کیا جا سکتا ہے لیکن آخر اس کی ضرورت کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ) کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہی ہے جس کے لئے تمام آسمانوں

اور زمین کی حکومت حاصل ہے (اور اس کی سلطنت کے استقلال کی یہ حالت ہے کہ) خدا کے علاوہ نہ تمہارا کوئی دوست ہے (جو تم کو ابتداء کوئی نفع پہنچا سکے) اور نہ کوئی مددگار ہے (جو تم کو کسی مصیبت سے بچا سکے۔ پس جب کہ وہ اپنی حکومت میں منفرد اور استقلال میں کامل ہے) تو اس کو بذریعہ اسی اقتدار شاہی کے حق حاصل ہے کہ وہ ملک میں اور اپنی رعایا پر جو قانون بھی چاہے اور جس وقت بھی چاہے نافذ کرے اور معترض کو صرف یہ جواب دیا جا سکتا ہے کہ ہم بادشاہ ہیں اس لئے ہم کو ہر قسم کے قانون نافذ کرنے کا ہر وقت حق حاصل ہے اور تمہیں اعتراض کا کوئی حق نہیں یہ امر آخر ہے کہ جو قانون نافذ کیا جاوے اس میں مصالح کا لحاظ ہونا ضروری ہے مگر اس کا تعلق اوّل تو خود ہم سے ہے رعایا کو اس سے کوئی علاقہ نہیں۔ دوسرے اس کے مقتضی ہماری صفت حکمت ہے نہ کہ وصف شاہی کیونکہ وصف شاہی کا اقتضا تصرف علی الاطلاق ہے لہٰذا تمہارے لئے یہ جواب کافی ہے کہ ہم بادشاہ ہیں اور ہمارے لئے ہر قسم کے تصرف کا اختیار ہے اب ہم اس بحث کو ختم کر کے دوسرے پہلو پر کلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نسخ پر اعتراضات کا اصل مقصود یہ ہے کہ یہ دین نہ رہے اور پہلا ہی دین عود کر آئے۔

أَمْ تُرِيدُونَ أَن تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوسَىٰ مِن قَبْلُ ۗ وَمَن يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ﴿١٠٨﴾ وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۖ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٠٩﴾ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ۚ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿١١٠﴾

ترجمہ: ہاں کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے (بیجا بیجا) درخواستیں کرو جیسا کہ اس کے قبل حضرت موسیٰ سے بھی (ایسی ایسی) درخواستیں کی جا چکی ہیں اور جو شخص بجائے ایمان لانے کے کفر (کی باتیں) کرے بلاشک وہ شخص راہ راست سے دور جا پڑا ان اہل کتاب (یعنی یہود) میں سے بہتیرے دل سے یہ چاہتے ہیں کہ تم کو تمہارے ایمان لائے پیچھے پھر کافر کر ڈالیں محض حسد کی وجہ سے جو کہ خود ان کے دلوں ہی سے (جوش مارتا) ہے حق واضح ہوئے پیچھے خیر (اب تو) معاف کرو اور درگزر کرو جب تک حق تعالیٰ (اس معاملہ کے متعلق) اپنا حکم (قانون جدید) بھیجیں اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں۔ اور (سر دست صرف) نمازیں پابندی سے پڑھے جاؤ اور زکوٰۃ دیئے جاؤ اور جو نیک کام بھی اپنی بھلائی کے واسطے جمع کرتے رہو گے حق تعالیٰ کے پاس (پہنچ کر) اس کو پا لو گے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب کئے ہوئے کاموں کو دیکھ بھال رہے ہیں۔

رسول اکرم سے غلط سوالات

تفسیر: کیا تم اپنے رسول سے (جو تمہاری ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہے گو تم اسے نہیں مانتے) ایسی ہی (لایعنی) درخواست کرتے ہو جیسی کہ اس سے پہلے موسیٰ (علیہ السلام) سے کی گئی تھی (مثلاً اجعل لنا الٰھا۔ یا ارنا للہ جھرۃ وغیرہ یہ نہایت نازیبا حرکت اور کفر

اور جو کوئی ایمان چھوڑ کر اس کے بدلے میں کفر اختیار کرے گا تو (سمجھ لو کہ) وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا (اب چونکہ اہل کتاب کے اعتراضات کا اثر مسلمانوں پر پڑ سکتا تھا اس لئے اب خطاب کا رخ مسلمانوں کی طرف پھیرتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

اہل کتاب کی دشمنی

(مسلمانو تم اہل کتاب کی باتوں میں نہ آنا کیونکہ) اہل کتاب میں سے بہتیرے لوگ بعد اس کے کہ ان پر حق ظاہر ہوگیا ہے خود اپنی طرف سے (بغیر اس کے کہ وہ واقع میں یا خود اپنے زعم میں اس باب میں خدا کی جانب سے مامور ہوں بلکہ) محض حسد سے چاہتے ہیں کہ کاش تمہیں بعد تمہارے ایمان لے آنے کے دوبارہ کافر بنا دیں سو (اگر یہ ان کی صریح دشمنی ہے جس کا مقتضایہ ہے کہ ان سے انتقام لیا جاوے مگر) تم (اس قصور کو) معاف کرو اور جب تک حق تعالیٰ (انکے باب میں) اپنا ایک (خاص) حکم نافذ نہ فرمادے اس وقت تک تم (ان سے) درگزر کرو (اور یہ حکم کا نافذ کرنا کچھ دشوار نہیں کیونکہ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور ٹھیک ٹھیک نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور (انکے علاوہ جو نیکی ہو سکے وہ بھی کرو۔ کیونکہ جو نیکی بھی تم اپنے لئے کرلو گے اس کو خدا کے یہاں پالو گے (کیونکہ) جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ اس کو دیکھتا ہے (اس لئے یہ ممکن نہیں کہ تمہارا کوئی عمل جزاء سے خالی رہ جائے ادھر تو حق تعالیٰ نے مسلمانوں سے ثواب کا وعدہ کیا اُدھر نصاریٰ کا دعویٰ تھا کہ ہمارے سوا جنت میں کوئی جا ہی نہیں سکتا اس لئے حق تعالیٰ اس کا یوں رد فرماتے ہیں۔

وَقَالُوا لَن يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ۗ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ ۗ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١١١﴾ بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِندَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١١٢﴾

ترجمہ: اور یہود اور نصاریٰ (یوں) کہتے ہیں کہ بہشت میں ہرگز کوئی نہ جانے پاوے گا بجز ان لوگوں کے جو یہودی ہوں یا ان لوگوں کے جو نصرانی ہوں یہ (خالی) دل بہلانے کی باتیں ہیں آپ کہئے کہ (اچھا) اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو۔ ضرور دوسرے لوگ جاوینگے جو کوئی شخص بھی اپنا رخ اللہ کی طرف جھکادے اور وہ مخلص بھی ہو تو ایسے شخص کو اسکا عوض ملتا ہے اس کے پروردگار کے پاس پہنچ کر اور نہ ایسے لوگوں پر (قیامت میں) کوئی اندیشہ ہے اور نہ ایسے لوگ اس روز مغموم ہونیوالے ہیں۔

تفسیر: اہل کتاب کا غلط دعویٰ: اور اہل کتاب کہتے ہیں کہ جنت میں بجز یہود اور نصاریٰ کے اور کوئی ہرگز نہ جاسکے گا، یہ انکی دل خوش کن باتیں ہیں (اور کوئی دلیل انکے پاس نہیں ہے) اچھا آپ ان سے فرمائیے کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی حجت پیش کرو (حجت ان کے پاس کیا تھی جس کو وہ پیش کرتے اس لئے حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اور لوگ) کیوں نہیں (داخل ہونگے) جو کوئی اپنے منہ کو پست کردے دراں حالانکہ وہ نیکو کار بھی ہو (اور اس سے اسکو اتفاق وغیرہ مقصود نہ ہو) تو ایسوں پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے (بلکہ بے کھٹکے جنت میں جاویں گے)۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ ۗ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللَّهُ

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ۝

ترجمہ: اور یہود کہنے لگے کہ نصاریٰ (کا مذہب) کسی بنیاد پر (قائم) نہیں اور (اسی طرح) نصاریٰ کہنے لگے کہ یہود کسی بنیاد پر نہیں حالانکہ یہ سب (لوگ آسمانی) کتابیں (بھی) پڑھتے ہیں اسی طرح یہ لوگ (بھی) جو کہ (محض) بے علم ہیں ان کا سا قول کہنے لگے سو اللہ تعالیٰ ان سب کے درمیان (عملی) فیصلہ کر دینگے قیامت کے روز ان تمام مقدمات میں جن میں وہ باہم اختلاف کر رہے تھے۔

یہود و نصاریٰ کا باہمی اختلاف

تفسیر: اور جس طرح یہود و نصاریٰ مجموعی طور پر مسلمانوں کے دین کو باطل ٹھیراتے ہیں جیسا کہ دقالولن یدخل الجنۃ الامن کان ھوداًاونصریٰ سے معلوم ہو چکا ہے یوں ہی یہ لوگ آپس میں بھی ایک دوسرے کے مذہب کو باطل کہتے ہیں چنانچہ) یہود نے کہا کہ نصاریٰ کسی (معتدبہ) شے (یعنی مذہب) پر نہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ یہود کسی (معتدبہ) شے (مذہب) پر نہیں اور (یہ دونوں فریق کتاب اللہ پڑھتے) اور اہل علم یہ اختلاف ہوا تو ان کی تقلید میں بے علموں میں اختلاف ہو گیا (چنانچہ) یوں ہی ان لوگوں نے بھی جو علم نہیں رکھتے ان ہی کی طرح کہا (سو اس اختلاف کا فیصلہ اگرچہ دنیا میں علمی طور پر ہو چکا ہے مگر وہ ان لوگوں کے تعصب اور عناد کی وجہ سے اس اختلاف ونزاع کو ختم نہیں کر سکا اس لئے) حق تعالیٰ قیامت کے دن اس (مسئلہ) میں عملی فیصلہ فرمائیں گے جس میں یہ اختلاف رکھتے تھے۔

ادیان کا فیصلہ: اور ان کو بتلا دینگے کہ اپنے اپنے وقت میں یہودیت و نصرانیت دونوں صحیح تھیں مگر اس وقت تک جب تک وہ اپنے اصلی صورت پر باقی تھیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں دونوں باطل ٹھیریں اور اس وقت صحیح مذہب صرف اسلام تھا اور گو ان دونوں فریق میں سے ہر ایک اپنی اپنی جگہ حق پر ہونیکا مدعی ہے مگر واقعہ یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی حق پر نہیں کیونکہ ان میں ہر فریق مساجد میں خدا کا نام لینے سے مانع ہوتا ہے جیسا کہ منافقین[1] کا مسجد ضرار بنانا اس پر شاہد ہے خواہ وہ واقعہ اس سے پہلے کا ہو یا بعد کا کیونکہ وہ اس سعی کا ایک خاص فرد ہے لہٰذا وقت نزول آیت کے اس کو موجود نہ ہونا مضر نہیں۔ (کمالا تخفی)

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَاۤ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۝ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۗ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۝

ترجمہ: اور اس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو خدا تعالیٰ کی مسجدوں میں ان کا ذکر (اور عبادت) کئے جانے سے بندش کرے اور انکے ویران و معطل ہونے میں کوشش کرے ان لوگوں کو تو کبھی بے ہیبت ہو کر ان میں قدم بھی نہ رکھنا

[1] یہ منافقین یہود تھے اور ان کی سازش میں جو راہب شریک تھا وہ عیسائی تھا اس طرح سے یہود و نصاریٰ دونوں پر احتجاج ہو گیا ۱۲ حضرت مولانا عم فیضہم

چاہیے تھا (بلکہ جب جاتے ہیبت اور ادب سے جاتے) ان لوگوں کو دنیا میں بھی رسوائی نصیب ہوگی اور ان کو آخرت میں بھی سزائے عظیم ہوگی۔ اور اللہ ہی کی مملوک ہیں (سب جہتیں) مشرق بھی اور مغرب بھی کیونکہ تم لوگ جس طرف منہ کرو ادھر ہی اللہ کا رخ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ (تمام جہات کو) محیط ہیں کامل العلم ہیں۔

مسجدوں میں عبادت سے روکنا

تفسیر: اور اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو خدا کی مسجدوں کو اس سے روکے کہ ان میں اس کا نام لیا جاوے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے انکو تو یہ بھی حق نہ تھا کہ وہ ان میں داخل ہوتے بجز اس حالت کے کہ انکے خدا کا خوف ہوتا اور وہ ڈرتے ڈرتے ان میں قدم رکھتے جیسا کہ لوگ سلاطین کے درباروں میں جاتے ہیں پس انکو ویران کرنیکا انکو کب حق حاصل ہوسکتا ہے اور اس گستاخی کی سزا ان کیلئے دنیا میں ذلت و رسوائی ہوگی اور آخرت میں ان کو بڑا عذاب ہوگا۔

اختلاف قبلہ اور اسکی حقیقت

اور چونکہ ویرانی مساجد کا ایک بڑا سبب اختلاف قبلہ بھی تھا اس لئے حق تعالیٰ اسکی یوں تردید فرماتے ہیں اور یہ خیال کہ ان مساجد کا قبلہ نہیں ہے جو ہماری مساجد کا ہے محض باطل ہے کیونکہ مشرق و مغرب دونوں اللہ ہی کے ہیں اور اسلئے اسے حق ہے کہ جس جہت کو چاہے قبلہ مقرر کرو پس اسکے حکم سے جس طرف بھی تم رُخ کرو وہیں اللہ کا رُخ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ پھیلاؤ والے اور بڑے علم والے ہیں اور اسلئے نہ ان کی ذات محدود ہے اور نہ انکا علم اس جگہ یہ سمجھ لینا ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنے لئے وسعت اور پھیلاؤ ثابت کیا ہے یہ وسعت وہ نہیں ہے جو اجسام میں ہوا کرتی ہے بلکہ وہ وسعت ہے جو اسکی ذات کے شایاں ہے اور چونکہ خود اسکی ذات ہی کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں اسلئے اس پر مجملاً اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ حق تعالیٰ میں وہ وسعت ہے جسکی کیفیت کے ادراک سے ہماری عقل قاصر ہے خیر یہ تو ان کی عملی کیفیت تھی۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾

ترجمہ: اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اولاد رکھتا ہے سبحان اللہ (کیا مہمل بات ہے) بلکہ خاص اللہ تعالیٰ کے مملوک ہیں جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں (موجودات) ہیں (اور) سب ان کے محکوم (بھی) ہیں۔ (حق تعالیٰ) موجد ہیں آسمانوں اور زمین کے اور جب کسی کام کا پورا کرنا چاہتے ہیں تو بس اس کام کی نسبت اتنا فرما دیتے ہیں کہ ہو جا بس وہ اسی طرح ہو جاتا ہے اور بعضے جاہل یوں کہتے ہیں کہ خود ہم سے کیوں نہیں کلام فرماتے اللہ تعالیٰ یا ہمارے پاس کوئی

اور ہی دلیل آجاوے اسی طرح وہ جاہل لوگ بھی کہتے چلے آئے ہیں جو ان سے پہلے ہوگزرے ہیں انہی کا سا (جاہلانہ) قول ان سب کے قلوب (کج فہمی میں) باہم ایک دوسرے کے مشابہ ہیں ہم نے تو بہت سی دلیلیں صاف صاف بیان کردی ہیں مگر وہ ان لوگوں کے لئے نافع ہیں جو یقین حاصل کرنا چاہتے ہیں ہم نے آپکو ایک سچا دین دیکر بھیجا ہے کہ خوشخبری سناتے رہئے اور ڈراتے رہئے اور آپ سے دوزخ میں جانے والوں کی باز پرس نہ ہوگی۔

اہل کتاب کی اعتقادی حالت

تفسیر: (اب ان کی اعتقادی حالت سنو) اور وہ یہ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے بیٹا بنایا چنانچہ یہود حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ کو، توبہ توبہ) وہ (بیٹا بنانے سے) پاک ہے (اور اسلئے اس کا کوئی بیٹا نہیں) بلکہ آسمانوں اور زمین میں جو چیزیں ہیں سب اس کی مِلک ہیں سب کے سب اس کے مطیع ہیں بایں معنیٰ کہ کسی کو اس کے حکم سے سرتابی کی مجال نہیں اور یہ مخالفت جو کفار وعصاۃ میں مشاہد ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ خود حق تعالیٰ نہیں چاہتے کہ ان کو اطاعت کے لئے مجبور کیا جاوے کیونکہ اس سے مصلحت امتحان فوت ہوتی ہے ورنہ ان کی بھی مجال نہیں کہ مخالفت کرسکیں ولوشاء اللہ لہدٰیکم اجمعین!

مشیت الٰہی: وہ موجد ہیں آسمانوں اور زمین کے اور جب وہ کسی بات کو کرچکتے ہیں تو صرف یہ کہد یتے ہیں کہ ہوجا سو وہ ہو جاتی ہے۔ (اس کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو کسی چیز کے پیدا کرنے میں کسی قسم کی زحمت اٹھانی نہیں پڑتی بلکہ صرف چاہنے کی دیر ہوتی ہے، جب اس کا وجود چاہا موجود ہوگئی اور جب کہ حق تعالیٰ کے یہ صفات ہیں تو کسی مخلوق کو ان کا بیٹا بیٹی بنانا سراسر جہالت ہے) اور ہٹ دھرمی کی یہ حالت ہے کہ) یہ نادان لوگ کہتے ہیں کہ خدا ہم سے بات کیوں نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آتی (جسکو نشانی کہا جاسکے اور جن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نشانی بتاتے ہیں یہ نشانی ہی نہیں۔ اب حق تعالیٰ فرماتے ہیں) یوں ہی انسے پہلے والوں نے بھی ایسا ہی کہا تھا ان سب کے دل (کجی اور عناد میں تھے) ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں (اس لئے باتیں بھی ملتی جلتی ہیں سو ہم ان احمقانہ درخواستوں پر کوئی توجہ نہیں کرتے) ہم نے ان لوگوں کے لئے دلائل بیان کردیئے ہیں جو یقین کریں اور جو یقین نہ کرنا چاہتے ہوں ان کے لئے نہ کوئی دلیل دلیل ہے اور نہ کوئی نشانی نشانی پس جب کہ ان کے عمل اور اعتقاد اور کجی کی یہ حالت ہے تو وہ مستحق جنت کیونکر ہوسکتے ہیں جس کے وہ مدعی ہیں چونکہ جناب رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ اور دعوت کے جواب میں یہ لوگ ایسی باتیں کرتے تھے جس سے آپ کو رنج بھی ہوتا تھا اور اس کے ساتھ ہی آپ یہ بھی چاہتے تھے کہ جو درخواست انکی ایک حد تک قابل قبول ہو اگر اس کو قبول کرلیا جاوے تو اچھا ہے جیسے کہ یہ لوگ نشانی چاہتے ہیں پس اگر انکے منشاء کے موافق کوئی نشانی انکو دکھلادی جاوے تو شاید یہ ایمان لے آویں گے اس لئے حق تعالیٰ فرماتے ہیں) ہم نے آپکو ایسی حالت میں سچا دین دیکر بھیجا ہے کہ آپ (اسکے ماننے والوں کو) خوشخبری دینے والے۔ اور نہ ماننے والوں کو ڈرانیوالے ہیں (غرض آپ کے ارسال سے مقصود صرف تبشیر[1] وانذار ہے) اور دوزخیوں کے متعلق آپ سے باز پرس نہ

---

[1] چونکہ یہ خطاب حق تعالیٰ کا ہے اور یہ ہر مسلمان کو مسلم ہے کہ حق تعالیٰ کا خطاب خواہ کتنی عنوان سے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شان کے خلاف نہیں لانہ عبدہ علی ہذا یہ بھی مسلم ہے کہ عصمت انبیاء منافی تکلیف احکام نہیں اور تکلیف ہی مبنی ہے وعدہ وعید کا اس لئے عصمت انبیاء وعدہ وعید کے بھی منافی نہ ہوگی جب یہ دونوں باتیں مسلم ہیں تو اس قسم کی آیات میں تاویل کرنا حق تعالیٰ اور اس کے کلام کی عظمت کو نظرانداز کرنا ہے۔ فلیتنبہ (۱۲ منہ)

ہوگی (کہ یہ کیوں دوزخ ہیں گئے اور آپ نے انکے بچانے کی کوشش کیوں نہ کی، پھر آپکو انکے متعلق اتنی فکر کیوں ہے۔ آپ تو اس کوشش میں ہیں کہ کس طرح یہ لوگ مسلمان ہوجائیں اور وہ اس فکر میں ہیں کہ کس طرح خدانخواستہ آپ کو یہودی یا نصرانی بنالیں)

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِىْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۰﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾

ترجمہ: اور کبھی خوش نہ ہوں گے آپ سے یہ یہود اور نہ یہ نصاریٰ جب تک کہ آپ خدانخوستہ انکے مذہب کے بالکل پیرو نہ ہوجاویں آپ صاف کہہ دیجئے کہ بھائی حقیقت میں تو ہدایت کا وہی رستہ ہے جسکو خدا نے بتلایا ہے اور اگر آپ اتباع کرنے لگیں انکے غلط خیالات کا علم قطعی ثابت بالوحی آچکنے کے بعد تو آپ کا کوئی خدا سے بچانے والا نہ یار نکلے گا نہ مددگار جن لوگوں کو ہم نے کتاب توریت وانجیل دی بشرطیکہ وہ اسکی تلاوت اسی طرح کرتے رہے جس طرح کہ تلاوت کا حق ہے ایسے لوگ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور جو شخص نہ مانے گا کس کا نقصان کریگا خود ہی ایسے لوگ خسارہ میں رہیں گے۔

یہود و نصاریٰ خوش نہیں ہوسکتے

تفسیر: اور نہ یہود آپ سے کبھی خوش ہوسکتے ہیں اور نہ نصاریٰ تاوقتیکہ آپ انکا دین قبول نہ کرلیں (پس آپ انکی ہدایت کی فکر چھوڑیئے، اور ان کی قطع طمع کیلئے) ان سے کہہ دیجئے کہ صرف خدا کی ہدایت ہی ہدایت ہے (اور اسکے ماسوا گمراہی اسلئے تم اس خیال سے درگزر کرو کہ میں یہودی یا نصرانی ہوجاؤنگا) اور (یہ تم کو سنا دیا جاتا ہے کہ) اگر تم ان کی خواہشات کی اتباع (اور ان کے مذہب کے پیروی) کروگے تو پھر نہ کوئی تمہارا یار ہے نہ مددگار جو تم کو خدا سے بچاوے (غضب سے، کہ یہ لوگ آپ کو اپنی کتاب کی طرف دعوت دیتے ہیں حالانکہ وہ خود اس پر ایمان نہیں رکھتے کیونکہ) جن کو ہم نے کتاب دی ہے بحالیکہ وہ اسکو یوں پڑھتے ہیں جیسا کہ اسے پڑھنا چاہئے (یعنی بلاکم وکاست پڑھتے ہیں کہ نہ عبارت میں تغیر کرتے ہیں اور نہ معانی بگاڑتے ہیں) وہ لوگ ہیں جو اس پر (صحیح معنی میں) ایمان رکھتے ہیں (نہ کہ یہ لوگ جن کی حالت ان کے برخلاف ہے پھر انکو اس پر ایمان رکھنے والا کیونکر کہا جاسکتا ہے۔ آخر میں انکو دھمکی دیتے ہیں اور فرماتے ہیں) اور جو اس (کتاب) کو نہ مانیں وہی لوگ گھاٹے میں ہیں (لہذا انکو چاہیے کہ کفر کو چھوڑ کر اس پر ایمان لائیں اور خسران سے بچیں اور اس پر ایمان لانے کے لئے لازم ہے قرآن پر ایمان لانا اس لئے ان کو چاہیے کہ قرآن پر ایمان لائیں۔ ہاں)

يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا

هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ۭ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ۭ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ۝

ترجمہ: اے اولاد یعقوب (علیہ السلام) میری ان نعمتوں کو یاد کرو جن کا میں نے تم پر (وقتاً فوقتاً) انعام کیا اور اس کو (بھی) کہ میں نے تم کو بہت سے لوگوں پر فوقیت دی۔ اور تم ڈرو ایسے دن سے جس میں کوئی شخص کسی شخص کی طرف سے نہ کوئی مطالبہ (حق واجب) ادا کرنے پائے گا اور نہ کسی کی طرف سے کوئی معاوضہ قبول کیا جائے گا اور نہ کسی کو کوئی سفارش (جبکہ ایمان نہ ہو) مفید ہوگی اور نہ ان لوگوں کو کوئی بچا سکے گا۔ اور جس وقت امتحان لیا حضرت ابراہیم کا ان کے پروردگار نے چند باتوں میں اور وہ ان کو پورے طور پر بجالائے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کا مقتداء بناؤں گا۔ انہوں نے عرض کیا اور میری (اولاد میں سے بھی کسی کسی کو نبوت دیجئے ارشاد ہوا کہ میرا یہ) عہدہ (نبوت) خلاف ورزی کرنیوالوں کو نہ ملے گا۔

تفسیر: بنی اسرائیل کو تنبیہ: اے بنی اسرائیل (دیکھو تم کو پھر سمجھایا جاتا ہے کہ) تم (ناشکری سے باز آؤ اور) میری اس نعمت کو یاد کرو جو کہ میں نے تم پر کی ہے اور (خاص کر) اس کو کہ میں نے تم کو دوسری مخلوق پر (جزئی) فضیلت دی، اور تم کو وہ بعض خصوصیات عطا کیں جو اوروں کو نہیں کیں، مثلاً ایک یہی کہ تمہارا خاندان صدیوں سے علم دین کا مرکز چلا آ رہا ہے اور اس میں کثرت سے انبیاء ہوئے ہیں) اور اس دن سے ڈرو (جس میں) کوئی کسی کے کچھ بھی کام نہ آئے گا، اور نہ اس سے معاوضہ قبول کیا جاوے گا اور نہ (حق تعالیٰ کی مرضی کے بغیر) اس کو سفارش نفع دے گی۔ اور نہ ان کی (قوت سے) مدد کی جائے گی (کہ حق تعالیٰ پر دباؤ ڈال کر اور زبردستی ان کو چھڑا لیا جاوے) اور (تم اپنے آباء کے حالات و واقعات میں غور کرو۔ اور دیکھو کہ کیا ان کا طرز بھی یہی تھا جو تمہارا ہے۔

حضرت ابراہیم کا امتحان: (چنانچہ تم اس وقت کو بھی یاد کرو) جبکہ (تمہارے جد اعلیٰ) ابراہیم کو (جو کہ تمہارے تمام مناقب و مفاخر کا سرچشمہ ہیں) ان کے رب نے چند باتوں میں آزمایا تھا تو انہوں نے تمہاری طرح سرکشی اور نافرمانی نہیں کی تھی بلکہ انہوں نے ان کو پورا کر دیا تھا اس امتحان میں کامیاب ہو جانے پر حق تعالیٰ نے اُن سے کہا کہ میں تم کو لوگوں کا مقتدا بنانے والا ہوں انہوں نے کہا اور میری اولاد میں سے جواب ملا کہ میرا یہ عہدہ ظالموں کو نہیں پہنچ سکتا (ہاں غیر ظالموں کو بیشک مل سکتا ہے یہ واقعہ تم کو اس لئے یاد دلایا گیا ہے کہ اس سے تم دو باتیں معلوم کرو اول یہ کہ ابراہیم تمہارے جد اعلیٰ کا برتاؤ حق تعالیٰ کے ساتھ کیا تھا، اور اس کا ان کو کیا نتیجہ ملا اور دوسرے یہ کہ جنکا برتاؤ اس برتاؤ کے خلاف ہے جن کو ظالم کہا گیا ہے، وہ کس نتیجہ کے مستحق ہیں، سو ابراہیم حق تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے اور اس کا ثمرہ انکو یہ ملا کہ ان کو امامت کا عہدہ دیا گیا، اور جسکا برتاؤ ان کے خلاف اسکو ہمیشہ کے لئے اس عہدہ سے محروم کر دیا گیا، اب تم ان واقعات میں غور کر کے اپنی اصلاح کرو)۔

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ۭ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ۭ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَھْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ

مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾

ترجمہ: اور (وہ وقت بھی قابل ذکر ہے کہ) جس وقت ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کا معبد اور (مقام) امن (ہمیشہ سے) مقرر رکھا اور مقام ابراہیم کو (کبھی کبھی) نماز پڑھنے کی جگہ بنالیا کرو اور ہم نے حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی طرف حکم بھیجا کہ میرے اس گھر کو خوب پاک رکھا کرو بیرونی اور مقامی لوگوں کی عبادت کے واسطے اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے واسطے اور جس وقت ابراہیم علیہ السلام نے دعا میں عرض کیا کہ اے میرے پروردگار اسکو ایک (آباد) شہر بنا دیجئے امن وامان والا اور اسکے بسنے والوں کو پھلوں سے بھی عنایت کیجئے، انکو (کہتا ہوں) جو کہ ان میں سے اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہوں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور اس شخص کو جو کہ کافر ہے سو ایسے شخص کو تھوڑے روز تو خوب آرام برتاؤں گا پھر اسکو کشاں کشاں عذاب دوزخ میں پہنچاؤں گا اور وہ پہنچنے کی جگہ تو بہت بری ہے۔

تفسیر: **خانہ کعبہ کا معبد ہونا**: (وہ زمانہ بھی یاد کرو) جب کہ ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کا معبد اور (محل) امن بنایا اور (حکم دیا کہ) مقام ابراہیم سے جائے نماز بناؤ (یعنی یہاں نماز پڑھا کرو) اور ابراہیم اور اسمٰعیل کو ہدایت کی کہ تم میرے اس گھر کو باہر سے آنے والوں اور یہاں کے رہنے والوں اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک رکھو (اور انہوں نے ان ہدایتوں پر عمل کیا، یہ واقعات اس لئے یاد دلائے گئے ہیں کہ تم سوچو کہ جو مکان خدا کے نزدیک اتنا محترم ہے اور جس کا نگراں تمہارے اجداد کو بنایا گیا تھا اس کے ساتھ تمہارا کیا برتاؤ ہے) پس تم ان واقعات کو یاد کر کے اپنی روش کو بدلو) اور (وہ زمانہ بھی یاد کرو) جب کہ ابراہیم نے کہا تھا کہ اے میرے رب اس شہر کو پر امن بنا دیجئے (کہ لوگ اس میں چین سے زندگی بسر کریں اور اس کے رہنے والوں کو (طرح طرح کے) پھلوں کی غذا دیجئے (میں سب کو نہیں کہتا بلکہ) ان ہی کو (کہتا ہوں) جو ان میں سے خدا اور آخرت پر ایمان لائیں (رہے وہ لوگ جو ایسا نہ کریں سو اُن کے متعلق آپ کو اختیار ہے چاہے دیں چاہے نہ دیں) جواب ملا کہ ایمان والوں کے ساتھ تو وہی برتاؤ کیا جائیگا جسکی تم نے درخواست کی ہے) اور جو کفر کرے گا اس کو (اوّل) میں تھوڑے دنوں (دنیا میں منافع دنیویہ سے) نفع پہنچاؤں گا۔ اس کے بعد (جب وہ مر جائیگا تو) زبردستی اسکو عذاب دوزخ میں لے جاؤں گا اور وہ برا مرجع ہے (خدا بچائے)

واقعات کی یاد کا منشا: یہ واقعہ اس لئے یاد دلایا جاتا ہے کہ تم چند امور پر غور کرو اوّل یہ کہ تمہارے جد اعلیٰ کو اُس گھر اور اس شہر سے کیا تعلق تھا اور تمہارا اس کے ساتھ کیا برتاؤ ہے دوم یہ کہ تمہارے جد اعلیٰ کفر کو کتنا بڑا گناہ سمجھتے تھے کہ کفار کے لئے دنیوی منفعت کی درخواست بھی کرتے ہوئے ڈرے اور لفظ اہل جو اپنے عموم سے کفار کو بھی شامل تھا اس کو من آمن منہم سے خاص کر دیا تا کہ ضمناً بھی کفار درخواست میں (داخل نہ ہو جائیں اور تم اس کو کیا سمجھتے ہو سوم یہ کہ اس واقعہ میں کفار کیلئے وعید مذکور ہے جو ابتداء ہی میں تم کو سنا دی گئی تھی پس تم ان واقعات پر غور کر کے اپنی حالت درست کرو اور اس وعید کے مستحق نہ بنو۔

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ۭ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا

وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا
عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

ترجمہ: اور جبکہ اٹھا رہے تھے ابراہیم علیہ السلام دیواریں خانہ کعبہ کی اور اسمٰعیل بھی اور یہ کہتے جاتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار یہ خدمت ہم سے قبول فرمایئے بلاشبہ آپ خوب سننے والے جاننے والے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنا اور زیادہ مطیع بنا لیجئے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک ایسی جماعت پیدا کیجئے جو آپکی مطیع اور ہم کو ہمارے حج (وغیرہ) کے احکام بھی بتلا دیجئے۔ اور ہمارے حال پر توجہ رکھئے (اور) فی الحقیقت آپ ہی ہیں توجہ فرمانے والے مہربانی کرنے والے اے ہمارے پروردگار اور اس جماعت کے اندر ان ہی میں کا ایک ایسا پیغمبر بھی مقرر کیجئے جو ان لوگوں کو آپکی آیتیں پڑھ کر سنایا کریں اور ان کو (آسمانی) کتاب کی اور خوش فہمی کی تعلیم دیا کریں اور ان کو پاک کر دیں بلاشبہ آپ ہی ہیں غالب القدرت کامل الانتظام۔

تفسیر: **کعبہ کی تعمیر:** (وہ زمانہ بھی یاد کرو) جب کہ ابراہیم اور (ان کی شرکت میں) اسمٰعیل (بھی) خانہ کعبہ کی دیواریں اٹھا رہے تھے۔ (انہوں نے کہا تھا کہ) اے ہمارے رب (یہ خدمت) ہم سے قبول فرمایئے بلاشبہ آپ سننے والے جاننے والے ہیں (اور اس لئے ہماری درخواست کو سنتے اور ہماری نیتوں کو جانتے ہیں) اے ہمارے رب (اب یہ بھی کیجئے) اور (اسکے ساتھ) ہم کو اپنا فرمانبردار بھی بنائے رکھیے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک اپنی تابعدار جماعت بنایئے اور ہم لوگوں کو ہمارے عبادت کے طریقے بتلایئے اور ہماری کوتاہیوں سے درگزر کر کے ہم پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمایئے (کیونکہ واقعی آپ بڑی رحمت کے ساتھ توجہ فرمانے والے اور رحمت والے ہیں۔

دعائے خلیل: اے ہمارے رب (آپ یہ بھی کیجئے) اور (اسکے ساتھ) ان (اہل مکہ) میں انہی میں سے ایک رسول بھیجئے جو آپ کی آیتیں ان کے روبرو پڑھے اور انہیں آپ کی کتاب اور شریعت سکھلا دے اور اسی طرح ان کو ناپاک خیالات اور گندے افعال سے پاک صاف کرے کیونکہ آپ ہر چیز پر قابو یافتہ حکمت والے ہیں اور جو چاہتے ہیں اسکو پختگی کے ساتھ کرتے ہیں جس میں کوئی خلل انداز نہیں ہو سکتا اس لئے آپ ایسا کرنے پر پوری قدرت رکھتے ہیں یہ واقعات اس لئے یاد دلائے گئے ہیں کہ تم سوچو کہ تمہارے اجداد کو حق تعالیٰ کی اطاعت کس درجہ مدنظر تھی اور وہ اپنی اولاد کو کس حالت میں دیکھنا پسند کرتے تھے اور تمہاری حالت وہی ہے یا نہیں نیز جب وہ عظیم الشان رسول آیا جس کی ابراہیم و اسمٰعیل علیہ السلام نے درخواست کی تھی تو تم نے ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا الغرض تم ان تمام واقعات پر گہری نظر ڈالو اور سمجھو کہ یہ تھا ابراہیمؑ کا مذہب واقعی یہ مذہب نہایت صحیح تھا۔

وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ ۚ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا ۖ
وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ ۖ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ
الْعَالَمِينَ ۝ وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ

فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾

ترجمہ: اور ملت ابراہیمی سے تو وہی روگردانی کرے گا جو اپنی ذات ہی سے احمق ہو اور ہم نے اُن (ابراہیم علیہ السلام) کو دنیا میں منتخب کیا۔ اور اسی کی بدولت وہ آخرت میں بڑے لائق لوگوں میں سے شمار کئے جاتے ہیں جب کہ ان سے انکے پروردگار نے فرمایا کہ تم اطاعت اختیار کرو انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اطاعت اختیار کی رب العالمین کی اور اسی کا حکم کر گئے ہیں ابراہیم اپنے بیٹوں کو اور (اسی طرح) یعقوب علیہ السلام بھی میرے بیٹو اللہ تعالیٰ نے اس دین اسلام کو تمہارے لئے منتخب فرمایا ہے سو تم بجز اس اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا۔

مذہب ابراہیم علیہ السلام سے اعراض کرنے والے

تفسیر: اور اس مذہب ابراہیم سے کون منہ پھیرے گا بجز اسکے جو اپنی ذات ہی سے احمق ہو۔ اور (وجہ اسکی یہ ہے کہ جس کا وہ مذہب ہے اس کی یہ حالت ہے کہ) ہم نے دنیا میں ان کو اپنا برگزیدہ (بندہ) بنایا اور آخرت میں وہ اہل صلاح میں داخل ہیں کیونکہ ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کی یہ حالت تھی کہ) جب ان کے پروردگار نے اُن سے کہا کہ آپ اطاعت قبول کیجئے (تو فوراً بلا کسی چوں وچرا کے اسکے جواب میں) کہا کہ میں نے رب العالمین کی اطاعت قبول کی (تو جسکے مرتبہ کی یہ حالت ہو اور جسکا مذہب یہ ہو جو ابھی معلوم ہوا اس کے مذہب سے اعراض کرنیوالا احمق نہ ہوگا تو اور کیا ہوگا لہذا بنی اسرائیل کو چاہیے کہ اس مذہب کو اختیار کریں کیونکہ یہ مذہب ایک تو فی نفسہ اچھا ہے دوسرے یہ مذہب ابراہیمؑ کا تھا) اور تیسرے) اسکی وصیت ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کو کی تھی اور یعقوب نے بھی (چنانچہ فرمایا تھا کہ) اے میرے بیٹو اللہ نے تمہارے لئے دین منتخب کیا ہے (جو اطاعت حق ہے پس تم ہرگز ہرگز کسی حالت میں نہ مرنا بجز اس حالت کے تم (حق تعالیٰ کے) مطیع ہو[1]۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ لَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَ لَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَ قَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ

[1] اس مقام پر ابتداء سے یہ غلطی ہوتی چلی آتی ہے کہ لفظ ام کو استفہام انکاری کے معنی میں لیا جاتا ہے اور عبارت میں غور نہیں کیا جاتا کہ یہ معنی چسپاں بھی ہیں یا نہیں واضح ہو کہ اگر یہ استفہام انکاری ہوتا تو کلام یوں ہونا چاہیے تھا کہ تم جو دعویٰ کرتے ہو کہ یعقوب یہودی یا نصرانی تھے اور انھوں نے اپنی اولاد کو یہودیت یا نصرانیت کی وصیت کی تھی تو کیا تم اسوقت موجود تھے جبکہ انہوں نے یہ وصیت کی کہ تم یہودی یا نصرانی ہونا حالانکہ کلام یوں نہیں ہے تو ثابت ہوا کہ یہ استفہام انکاری ہی نہیں ہے بلکہ ام صرف بل انتقالیہ کے معنی میں ہے اور کلام خبر ہے نہ کہ استفہام کہ اُفر رنا رہی یہ بات کہ ام صرف بل کے معنی میں آتا بھی ہے یا نہیں سو اسکا ثبوت رضی میں ہے چنانچہ " لکھتا ہے و مدیجیء بمعنی بل وحدہ لقولہ تعالیٰ۔ انا خیر من هذا الذی هو مهین اذلا معنی للاستفهام ههنااہ افسوس یہ غلطی ابن جریر کے زمانہ سے اب تک چلی آ رہا اور کسی کو تنبہ نہیں ہوا، اگر کسی کو ہوا ہو تو ہمیں علم نہیں۔ ۱۲ منہ

حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٣٥﴾ قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿١٣٦﴾ فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۖ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٣٧﴾

ترجمہ: کیا تم خود اس وقت موجود تھے جس وقت یعقوب علیہ اسلام کا آخری وقت آیا اور جس وقت انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ تم لوگ میرے مرنے کے بعد کس چیز کی پرستش کرو گے انہوں نے (بلا تفاق) جواب دیا کہ ہم اسکی پرستش کریں گے جس کی آپ اور آپ کے بزرگ حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل و اسحٰق پرستش کرتے آئے ہیں یعنی وہی معبود جو وحدہ لاشریک ہے اور ہم اسی کی اطاعت پر قائم رہیں گے یہ ان بزگوں کی ایک جماعت تھی جو گزر چکی انکے کام ان کا کیا ہوا آویگا اور تمہارے کام تمہارا کیا ہوا آویگا اور تم سے ان کے کیئے ہوئے کی پوچھ بھی تو نہ ہوگی۔ اور یہ (یہودی ونصرانی) لوگ کہتے ہیں کہ تم لوگ یہودی ہو جاؤ یا نصرانی ہو جاؤ تم بھی راہ پر پڑ جاؤ گے (آپ کہہ دیجئے) کہ ہم تو ملت ابراہیم (یعنی اسلام) پر رہیں گے جس میں کجی کا نام نہیں اور ابراہیم (علیہ السلام) مشرک بھی نہ تھے (مسلمانو) کہد و کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس حکم پر جو ہمارے پاس بھیجا گیا اور اس پر بھی جو حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب علیہما السلام اور اولاد یعقوب کی طرف بھیجا گیا اور اس (حکم معجزہ پر بھی جو) حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کو دیا گیا اور اس پر بھی جو کچھ اور انبیاء علیہ السلام کو دیا گیا ان کے پروردگار کی طرف سے اس کیفیت سے کہ ہم ان (حضرات) میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے اور ہم تو اللہ کے مطیع ہیں سو اگر وہ بھی اسی طریق سے ایمان لے آویں جس طریق سے تم (اہل اسلام) ایمان لائے ہو تب تو وہ بھی راہ حق پر لگ جاوینگے اور اگر وہ روگردانی کریں تو وہ لوگ تو ہمیشہ سے برسر مخالفت ہیں ہی تو سمجھ لو کہ تمہاری طرف سے عنقریب ہی نمٹ لے گے اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ سنتے ہیں جانتے ہیں۔

تفسیر: حضرت یعقوب کا مذہب اور آپکی اولاد کا: بلکہ تم لوگ اسوقت موجود[1] تھے جبکہ یعقوب علیہ السلام کے انتقال کا وقت ہوا جب کہ انہوں نے اپنی اولاد سے دریافت کیا کہ تم بعد میرے کسی کی پرستش کرو گے تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے خدا اور آپ کے باپ دادوں ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کے خدا کی ایسی حالت میں پرستش کریں گے کہ وہ تنہا معبود ہوگا (اور اس کے ساتھ عبادت میں کسی کو شریک نہ بنایا گیا ہوگا) اور ہم اسی کے فرمانبردار ہونگے (پس تمہیں خوب معلوم ہے کہ یعقوب اور ان کی اولاد کا مذہب حق تعالیٰ کی

[1] یہ خطاب قومی حیثیت سے ہے اور معنی یہ ہیں کہ تم لوگ یعنی تمہارے ہم قوم جو کہ تمہارے آباؤ اجداد ہیں اس وقت موجود تھے اور شخصی حیثیت سے خطاب نہیں تا کہ یہ شبہ ہو سکے کہ اس وقت مخاطبین کہاں موجود تھے۔ ۱۲ منہ

اطاعت تھا اس لئے تم کو اس مذہب سے گریز نہ چاہیے) اور نہ جان بوجھ کر جھوٹ بولنا چاہیے کہ یعقوب یہودی یا نصرانی تھے اور انہوں نے اپنے بیٹوں کو اسکی وصیت کی تھی خیر یہ بحث محض اتمام حجت کیلئے تھی ورنہ اس تفتیش کی ضرورت ہی نہیں کہ یعقوبؑ کا مذہب کیا تھا اور ابراہیمؑ کا مذہب کیا تھا کیونکہ وہ ایک جماعت تھی جو گزر گئی اُس کے اعمال اس کے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے اور تم سے ان کاموں کے متعلق سوال نہ ہوگا جو وہ کیا کرتے تھے اس لئے خواہ یہودی ہوں یا نصرانی یا مسلمان تم اس بحث کو چھوڑ کر یہ سوچو کہ خود یہودیت یا نصرانیت یا اسلام کیسے ہیں اور ان میں کون قابل اختیار ہے اور کون قابل ترک مگر یہ لوگ ایسا نہیں کرتے اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ تم یہودی یا نصرانی ہو جاؤ تم کہدو کہ یہودی یا نصرانی نہیں بلکہ ابراہیم کے مذہب کو اختیار کرو جس میں بالکل کجی نہیں جو کہ یہودیت ونصرانیت میں ہے اور نہ وہ یہود ونصاریٰ کی طرح مشرک تھے اور خوب وضاحت کے ساتھ کہ ہم خدا کو مانتے ہیں اور اس کتاب کو مانتے ہیں جو ہماری طرف نازل کی گئی اور ان کتابوں کو بھی مانتے ہیں جو ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰق اور یعقوبؑ اور ان کی اولاد کی طرف نازل کی گئیں اور ان کتابوں کو بھی مانتے ہیں جو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دی گئیں اور ان کو بھی مانتے ہیں جو اور نبیوں کو ان کے رب کی جانب سے دی گئیں اور اسکے رسولوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے جیسا کہ تم لوگ کرتے ہو اور ہم اس کے بالکل مطیع ہیں نہ کہ تمہاری طرح نافرمان اب اگر وہ بھی اسی طرح ایمان لے آئیں جس طرح تم ایمان لے آئے تب تو سمجھو کہ وہ بھی راہ پر آگئے اور اگر اب بھی وہ روگردانی کریں تو سمجھ لو کہ وہ برسر مخالفت میں اور ان کو حق مقصود ہی نہیں سو تم انکی مخالفت کی پروا نہ کرو حق تعالیٰ ان سے تمہاری طرف سے نمٹ لینگے اور وہ سننے اور جاننے والے ہیں۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ۝ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِی اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ۝ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝

ترجمہ: ہم دین کی اس حالت پر ہیں جس میں (ہم کو) اللہ نے رنگ دیا ہے اور دوسرا کون ہے جسکے رنگ دینے کی حالت اللہ سے خوب تر ہو اور اسی لئے ہم اسکی غلامی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ کیا تم لوگ ہم سے (اب بھی) حجت کئے جاتے ہو اللہ کے بارے میں حالانکہ وہ ہمارا اور تمہارا (سب کا) رب ہے اور ہم کو ہمارا کیا ہوا ملے گا اور تم کو تمہارا کیا ہوا ملے گا اور ہم نے صرف حق کیلئے اپنے دین کو (شرک وغیرہ یا کہے جاتے ہو کہ ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب (میں جو انبیاء گذرے ہیں یہ سب حضرات) یہود یا نصاریٰ تھے (اے محمدؐ) کہد یجئے کہ تم زیادہ واقف ہو یا حق تعالیٰ اور ایسے شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو ایسی شہادت کا اخفاء کرے جو اسکے پاس منجانب اللہ پہنچی ہو اور اللہ تمہارے کئے ہوئے سے بے خبر نہیں ہیں۔ یہ ان (بزرگوں کی ایک جماعت تھی جو گذر گئی ان کے کام ان کا کیا ہوا

آدے گا اور تمہارے کام تمہارا کیا ہوا آ وادے گا اور تم سے ان کے کئے ہوئے کی پوچھ بھی تو نہ ہوگی۔)

تفسیر: **اہل کتاب کو جواب**: اوپر بیان کیا ہے کہ اہل کتاب مسلمانوں سے کہتے تھے کہ تم یہودی یا نصرانی ہو جاؤ اور اسکے اندر دو مضمون[1] تھے ایک یہ کہ تم اپنا مذہب بدل دو اور دوسرا یہ کہ تم بھی اسی زرد پانی میں اپنے آپ کو رنگو جس میں ہم اپنے کو رنگ کر پاک ہوتے ہیں کیونکہ ان کے یہاں دستور تھا کہ وہ اپنے بچوں کو ایک زرد پانی میں نہلاتے تھے کہ اب یہ پاک ہو گیا پس حق تعالیٰ نے انکے پہلے مضمون کو تو یوں رد فرمایا تھا قل بل ملة ابراهيم حنيفا اور اسکا بیان قولوا امنا بالله سے کیا تھا پھر اسپر ایک ضمنی استطرادی تفریع فان امنوا سے کی تھی اب صبغة الله سے دوسرے مضمون کا جواب دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم یہ بھی کہو کہ تم جو ہم سے یہ کہتے ہو کہ تم نصرانی ہو جاؤ جسکا دوسرے الفاظ میں یہ مطلب ہے کہ تم ہمارے رنگ میں رنگر پا ہو جاؤ، اسکا جواب یہ ہے کہ ہم کو اللہ نے رنگ دیا اور پاک کر دیا ہے اور خدا سے اچھا رنگنے والا اور کون ہوسکتا ہے (تو پھر ہم تمہارے رنگ میں کیونکر رنگ جائیں، ہم ہرگز ایسا نہ کریں گے) اور ہم اسی کے پرستار رہیں گے (اسپر بھی اگر وہ حجت سے باز نہ آئیں تو) ان سے کہدو کہ کیا تم ہم سے خدا کے معاملہ میں مجادلہ کرتے ہو، حالانکہ وہ ہمارا بھی رب ہے، اور تمہارا بھی (کس قدر نازیبا اور ناشائستہ حرکت ہے) اور (اگر اب بھی تم باز نہ آؤ تو تمہیں اختیار ہے جو چاہو کرو) ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے (پس جیسا کہ ہم کریں گے ہم بھریں گے اور جیسا تم کرو گے تم بھگتو گے ہم تو خدا کو نہیں چھوڑ سکتے) اور ہم تو اسی کے مخلص رہیں گے (اس کے سوا کسی کو نہیں مان سکتے)۔

خاندان ابراہیمؑ کے مذہب کے متعلق غلط پروپیگنڈا

کیا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیمؑ واسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور ان کی اولاد سب کے سب یہودی اور نصرانی تھے (اللہ اکبر کس قدر بہتان عظیم ہے) ان سے کہو کہ تم زیادہ واقف ہو یا خدا۔ (ظاہر ہے کہ خدا زیادہ واقف ہے پس جب کہ وہ خود کہتا ہے کہ وہ یہودی یا نصرانی نہ تھے۔ تو تم کو اسکا کیا حق ہے پھر یہ بھی نہیں کہ تم دھوکہ میں ہو بلکہ تم واقعہ کو جانتے ہو اور خود گواہ ہو کہ وہ نہ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ پکے مسلمان تھے مگر دانستہ چھپاتے ہو) اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا۔ جو اس گواہی کو چھپادے جو اسکے پاس خدا کی جانب سے (محفوظ) ہے (اور جسکا ادا کرنے کا وہ مامور ہے) اور (ہم کہہ دیتے ہیں کہ) جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے بے خبر نہیں ہے) اور وہ تم کو ضرور ان کی سزا دے گا خیر یہ بحث کہ ابراہیم اور اسمٰعیل وغیرہ کا کیا مذہب تھا، محض اتمام حجت کے لئے ہے ورنہ ہم پھر کہتے ہیں کہ اسکی ضرورت ہی نہیں کیونکہ) وہ ایک جماعت تھی جو گزر گئی ان کے لئے ان کے اعمال اور تمہارے لئے تمہارے اعمال اور تم سے ان اعمال کی نسبت سوال نہ ہوگا۔ جو وہ کرتے تھے (بلکہ خود تمہارے اعمال کی نسبت سوال ہوگا لہذا اس بحث کو چھوڑو کہ وہ کیا کرتے تھے اور یہ دیکھو کہ تم کیا کرتے ہو اور جو کچھ کرتے ہو وہ اچھا ہے یا برا اب حق تعالیٰ تحویل قبلہ کا حکم دینا چاہتے ہیں مگر اس خوبی کے ساتھ کہ مضمون بالا کا سلسلہ بھی نہ ٹوٹنے پاوے اور چونکہ اوپر سے اہل کتاب کی لغویات کو رد فرماتے آرہے ہیں اس لئے اس مضمون تحویل قبلہ کو اس تمہید کے ساتھ شروع فرماتے ہیں)۔

---

[1] مضمون اول یہود و نصاریٰ میں مشترک ہے۔ اور مضمون ثانی نصاریٰ کے ساتھ خاص ہے ۱۲ منہ۔

سَيَقُولُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِىْ كَانُوْا عَلَيْهَا ۚ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾

ترجمہ: اب تو یہ بیوقوف لوگ ضرور کہیں ہی گے کہ ان (مسلمانوں) کو ان کے (سابق سمت) قبلہ سے (کہ بیت المقدس تھا) جس طرف پہلے متوجہ ہوا کرتے تھے کس (بات نے بدل دیا) آپ فرما دیجئے کی سب مشرق اور مغرب اللہ ہی کی ملک ہیں جس کو خدا ہی چاہیں (یہ) سیدھا طریق بتلا دیتے ہیں۔

تفسیر :تحویل قبلہ اور اہل کتاب کی حماقت آمیز باتیں: عنقریب (جبکہ تم کو تحویل قبلہ کا حکم دیا جاوے گا) احمق لوگ (اہل کتاب) یوں کہیں گے کہ وہ کون سی بات تھی جس نے ان کو ان کے اس قبلہ سے پھیر دیا جس پر یہ لوگ (اب تک قائم تھے) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ (سبب اس کا یہ ہے کہ) مشرق و مغرب (اور کل جہات) اللہ کی (مِلک) ہیں (اور اس لئے اُسے حق ہے کہ ان میں مالکانہ تصرف کرے جس کو چاہے قبلہ بناوے جس کو چاہے نہ بناوے اور جب تک چاہے بناوے اور جب چاہے اس کے قبلہ ہونے کو منسوخ کر دے پس قبلہ کا بدل دینا حق تعالیٰ کا ایک جائز حق تھا اور اس لئے اس نے بدل دیا دوسری بات یہ ہے کہ) وہ جس کو چاہتے ہیں سیدھا راستہ بتاتے ہیں (سو چونکہ اس وقت سیدھا راستہ یہ تھا کہ مسجد حرام کی جانب رُخ کیا جاوے اس لئے اُس نے ہمیں یہ راستہ بتایا اور ہم اُس سیدھے راستہ پر چلنے کے لئے بیت المقدس سے پھر گئے اب رہی یہ بات کہ یہ سیدھا راستہ کیوں تھا اسکا جواب یہ ہے کہ سیدھا رستہ وہ ہے جو حق تعالیٰ کا تجویز کیا ہوا اور پسند کیا ہوا ہو اور استقبال مسجد حرام ایسا ہی ہے لہذا وہ سیدھا راستہ ہے اب رہی یہ بات کہ حق تعالیٰ نے اُسے کیوں تجویز فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ اسکی وجہ اس کا مالک مشرق و مغرب ہونا ہے جو کہ اس کو ہر قسم کی تجویز کا حق دیتا ہے پس اس نے اپنے ایک جائز حق کی بنا پر اسے تجویز کیا اور بعد تجویز کے وہ صحیح راستہ تھا اور صحیح راستہ بننے کے بعد وہ راستہ اُس نے ہم کو بتایا اور ہم اُس کے بتلانے سے اس پر چلے یہ سبب تھا ہمارے قبلہ سابق سے پھرنے کا اب حق تعالیٰ اسطرح ادا فرماتے ہیں)۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۗ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِىْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ۚ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ۗ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾

ترجمہ: اور ہم نے تم کو ایسی ہی ایک جماعت بنا دی ہے جو (ہر پہلو سے) نہایت اعتدال پر ہے تا کہ تم مخالف لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو اور تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گواہ ہوں اور جس سمت قبلہ پر آپ رہ چکے ہیں یعنی بیت المقدس وہ تو محض اس لئے تھا کہ ہم کو معلوم ہو جاوے کہ کون تو رسول اللہ کا اتباع اختیار کرتا ہے اور کون پیچھے کو ہٹتا جاتا ہے اور یہ قبلہ کا بدلنا (منحرف لوگوں پر) ہوا بڑا ثقیل (ہاں) مگر جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے نہیں ہیں کہ

تمہارے ایمان کو ضائع (اور ناقص) کر دیں (اور) واقعی اللہ تو (ایسے) لوگوں پر بہت ہی شفیق (اور) مہربان ہیں۔

تفسیر : امت وسط: اور یوں (یعنی سیدھا راستہ بتا کر) ہم نے تم کو امت عادلہ بنایا تا کہ تم (قیامت میں) لوگوں کے مقابلہ میں اپنی عدالت کے سبب انبیاء کی طرف سے) گواہ بنو۔ اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم (لوگوں کے قابل اعتبار اور تمہاری گواہی کے سچا ہونے) پر گواہ ہوں (واضح ہو کہ قیامت میں امت محمدیہ کا انبیاء کی طرف سے ان کی امتوں کے مقابلہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے گواہی دینا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کی تصدیق فرمانا یہ واقعات حدیثوں میں وارد ہیں اور اس شہادت کو جو ہدایت کی غایت بتلایا گیا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہی ایک غایت ہے بلکہ یہ بھی ایک ہے منجملہ دوسری غایات کے اور حاصل یہ ہے کہ ہم نے تم کو ہدایت دی جس سے تم کو علاوہ دوسرے فوائد کے ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ تم عادل بن گئے اور اس سے یہ فائدہ ہوا۔ کہ تم حق تعالیٰ کی عدالت میں سرکاری گواہ بننے کے سبب سے مشرف ہوئے اور اس جگہ اس غایت کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ اس جگہ ان مجرمین سے خطاب ہو رہا ہے جن کے مقابلہ میں یہ شہادت دی جائے گی۔ پس اس طرح ان کو سنانا مقصود ہے کہ احمقو جن سے تم جھگڑ رہے ہو۔ اور جن کے سامنے تم جرم کا ارتکاب کر رہے ہو تم جانتے نہیں یہ کون ہیں یہ وہ سرکاری گواہ ہیں جو عدالت میں تمہارے جرائم کی شہادت دیں گے پس تم علاوہ ارتکاب جرم کے یہ بھی ایک حماقت کر رہے ہو کہ گواہوں کے سامنے ارتکاب جرم کرتے ہو۔ اس استطرادی مضمون کے بعد اس سوال کا جواب دینا چاہتے ہیں کہ ہم نے مانا کہ حق کو مالکانہ حیثیت سے ہر طرح کا اختیار ہے لیکن اس میں کیا مصلحت تھی کہ چند روز کے لئے بیت المقدس کو قبلہ مقرر کر کے اس کو منسوخ کر دیا۔

تحویل قبلہ کی مصلحت: (اور فرماتے ہیں) اور ہم نے وہ قبلہ جس پر تم اب تک (قائم) تھے محض اس لئے مقرر کیا تھا کہ ہمیں (عملی طور پر) ان لوگوں میں جو رسول کا اتباع کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں میں جو اس سے پیچھے ہٹتے ہیں امتیاز ہو جائے (سو وہ غرض حاصل ہو گئی) اور (ثابت ہو گیا کہ) وہ (قبلہ بیت المقدس عرب لوگوں پر) گراں ہوا (کیونکہ وہ لوگ بوجہ اولاد اسمٰعیل ہونے کے کعبہ کا قبلہ ہونا چاہتے تھے) باستثناء ان لوگوں کے جن کو حق تعالیٰ نے ہدایت دی (اور انہوں نے سمجھا کہ ہم کو کسی خاص قبلہ سے کیا غرض ہمیں تو حق تعالیٰ کی اطاعت مقصود ہے۔ غرض اس قبلہ کے مقرر کرنے میں یہ مصلحت تھی) اور خدا کو یہ منظور نہ تھا کہ (غیر قبلہ کو قبلہ ظاہر کر کے) تمہارا ایمان برباد کرے (کیونکہ جب وہ حقیقت میں قبلہ نہ ہوگا اور ایسی حالت میں اس کی طرف نمازیں پڑھی جائیں گی۔ اور اس کے قبلہ ہونے پر ایمان لایا جائے گا تو وہ نمازیں بھی اکارت ہوں گی اور اس کے قبلہ ہونے پر ایمان بھی برباد ہوگا بلکہ وہ اس وقت میں صحیح تھا جس کی طرف نمازیں بھی مقبول تھیں اور اس کے قبلہ ہونے پر ایمان بھی۔ کیوں نہ ہو) واقعی وہ لوگوں پر نہایت مہربان اور بڑے رحم کرنے والے ہیں (یہاں تک تمہیدی مضمون بیان فرما کر اصل مقصود کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ

اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝

ترجمہ: ہم آپ کے منہ کا (یہ) بار بار آسمان کی طرف اُٹھنا دیکھ رہے ہیں اس لئے ہم آپ کو اسی قبلہ کی طرف متوجہ کر دیں گے جس کے لئے آپ کی مرضی ہے تو پھر اپنا چہرہ (نماز میں) مسجد حرام (کعبہ) کی طرف کیا کیجئے اور تم سب لوگ جہاں کہیں بھی موجود ہو اپنے چہروں کو اسی (مسجد حرام) کی طرف کیا کرو اور یہ اہل کتاب بھی یقیناً جانتے ہیں کہ یہ حکم بالکل ٹھیک ہے (اور) ان کے پروردگار ہی کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی کاروائیوں سے کچھ بے خبر نہیں اور اگر آپ ان اہل کتاب کے سامنے تمام دنیا بھر کی دلیلیں پیش کر دیں جب بھی یہ کبھی آپ کے قبلہ کو قبول نہ کریں اور آپ بھی ان کے قبلہ کو قبول نہیں کر سکتے (پھر موافقت کی کیا صورت) اور ان کا کوئی (فریق) بھی دوسرے (فریق) کے قبلہ کو قبول نہیں کرتا اور اگر آپ ان کے (اُن) نفسانی خیالات کو اختیار کر لیں (اور وہ بھی) آپ کے پاس علم (وحی) آئے پیچھے تو یقیناً آپ (نعوذ باللہ) ظالموں میں شمار ہونے لگیں جن لوگوں کو ہم نے کتاب (توریت و انجیل) دی ہے وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بعضے ان میں سے امر واقعی کو باوجودیکہ خوب جانتے ہیں مگر اخفا کرتے ہیں (حالانکہ) یہ امر واقعی من جانب اللہ (ثابت ہو چکا) ہے سو ہرگز شک وشبہ لانیوالوں میں شمار نہ ہونا۔

آنحضرتؐ اور تحویل قبلہ!

تفسیر: (اور فرماتے ہیں کہ اے نبی) ہم تمہارا آسمان کی طرف بار بار منہ کرنا دیکھ رہے ہیں (اور جانتے ہیں کہ تم قبلہ کی تبدیل چاہتے ہو) سو ہم تمہارا رُخ اُسی قبلہ کی طرف پھیر دیتے ہیں جس کو تم پسند کرتے ہو۔ اچھا تم اپنا منہ (آج سے) مسجد حرام کی طرف کیا کرو اور (صرف مدینہ ہی میں نہیں بلکہ) تم جہاں کہیں بھی ہو اپنا منہ اُسی طرف کرو۔ (اس حکم پر اہل کتاب میں شورش پھیل گئی۔ اور کہنے لگے کہ یہ کیسے نبی ہیں کہ انبیاء کے قبلہ کو چھوڑ کر مشرکین کے قبلہ کو اختیار کر رہے ہیں اور لوگوں کو ورغلانا شروع کیا۔ اس پر حق تعالیٰ فرماتے ہیں) اور اہل کتاب خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ (تبدیل ناجائز اور خود تمہاری طرف سے نہیں بلکہ وہ) واقعی (اور) حق تعالیٰ کی طرف سے ہے (پس وہ ان کو سزا دیں گے) اور ہم تم سے کہہ دیتے ہیں کہ (ان کا عناد اس مرتبہ پر پہنچا ہوا ہے) اگر تم ان اہل کتاب کے سامنے ہر ایک نشانی (اپنے صدق کی) پیش کرو گے تب بھی وہ تمہارے قبلہ کو نہ مانیں گے اور (یہ کچھ تمہارے ہی ساتھ نہیں ہے بلکہ) وہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلہ کو ماننے والے نہیں ہیں پس تم ان کے راہ راست پر آنے کی بجز تبلیغ کے دوسری فکر نہ کرنا) اور اگر بعد اس کے کہ تم کو

حقیقت معلوم ہو چکی ہے تم نے (انکی شورشوں سے متاثر ہو کر قبلہ کے بارہ میں) ان کی خواہشات کا اتباع کیا تو اس وقت (جبکہ تم ایسا کرو) آپ کا شمار ظالموں میں ہوگا (ہم مزید تاکید کے لئے دوبارہ کہتے ہیں کہ) جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس (تحویل قبلہ) کو (بذریعہ اپنی کتابوں کے یا بذریعہ حقانیت اسلام کے دلائل عامہ کے) یوں ہی (یقین کے ساتھ) جانتے ہیں جس طرح وہ اپنی اولاد کو جانتے ہیں۔ اور (حقیقت یہ ہے کہ) ان میں ایک جماعت امر واقعی کو جان بوجھکر چھپاتی ہے لہذا تم کو ان کی ذرا بھی پروانہ ہونی چاہیے۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ یہ قبلہ بالکل صحیح اور تمہارے رب کی جانب سے ہے۔

اس لئے تم کو ان میں سے نہ ہونا چاہیے جو اس میں شک کرتے ہیں (نہ اعتقاداً نہ عملاً) اور تم کو اہل کتاب کی لایعنی باتوں کی طرف ذرا التفات نہ ہونا چاہیے۔

فائدہ: چونکہ عصمت انبیاء نہ منافی تکلیف ہے اور نہ منافی وعدہ وعید اس لئے ان آیات میں تاویل بالکل لایعنی بلکہ خلاف ادب ہے جیسا کہ ہم پیشتر بیان کر چکے ہیں جب خدا نے خود اپنے رسول کو مخاطب بنایا اور ان کو امر و نہی فرمائی تو ہمیں کیا حق ہے کہ ہم کہیں کہ یہ خطاب رسول کو نہیں بلکہ امت کو ہے۔

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٤٨﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٤٩﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥٠﴾

ترجمہ: اور ہر شخص کے واسطے ایک ایک قبلہ رہا ہے جس کی طرف وہ (عبادت میں) منہ کرتا رہا ہے سو تم نیک کاموں میں تگاپو کرو تم خواہ کہیں ہو گے (لیکن) اللہ تعالیٰ تم سب کو حاضر کر دیں گے بالیقین اللہ تعالیٰ ہر امر پر پوری قدرت رکھتے ہیں اور جس جگہ سے بھی (کہیں سفر میں) آپ باہر جاویں تو (بھی) اپنا چہرہ (نماز میں) مسجد حرام (یعنی کعبہ) کی طرف رکھا کیجئے اور (یہ حکم عام قبلہ کا) بالکل حق ہے (اور) منجانب اللہ ہے) اور اللہ تعالیٰ تمہارے کئے ہوئے کاموں سے اصلا بے خبر نہیں اور (مکرر کہا جاتا ہے کہ) آپ جس جگہ سے بھی (سفر میں) باہر جاویں اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف رکھئے۔ اور تم لوگ جہاں کہیں (موجود) ہو اپنا چہرہ اسی کی طرف رکھا کرو تا کہ (ان مخالف) لوگوں کو تمہارے مقابلہ میں گفتگو (کی مجال) نہ رہے مگر ان میں جو (بالکل ہی) بے انصاف ہیں تو ایسے لوگوں سے (اصلا) اندیشہ نہ کرو اور مجھ سے ڈرتے رہو اور تاکہ تم پر جو (کچھ) میرا انعام ہے اس کی تکمیل کر دوں اور تا کہ (دنیا میں) تم راہ راست (حق) پر رہو۔

ـــــــــــــــــــ

[۱] کذا فسروا ابن جریر و روایۃ عبد اللہ بن سلام ایست۔ تفسیر لہذا الآیۃ فقد برء امنہ

تفسیر : **شکوک وشبہات کا خاتمہ** : اور (شک کی کیا بات ہے آخران شور مچانیوالوں میں سے) ہر ایک (فریق) کے لئے ایک (جداگانہ) جہت ہے جس کی طرف وہ رُخ کرتا ہے (اور وہ قبلہ بھی تو واقع میں یاان کے زعم میں خدا کا ہی مقرر کیا ہوا ہے اس کی ذات تو قبلہ ہونے کو مقتضی نہیں ہے پس اسی طرح تمہارے لئے بھی خدانے ایک قبلہ مقرر کردیا اس میں شک وشبہ کی کیا بات ہے اور جبکہ معاملہ بالکل صاف ہے) تو (تم ان لایعنی باتوں کو چھوڑ و اور) چستی کے ساتھ اچھے کاموں میں لگو (کیونکہ) تم جہاں بھی ہوگے خدا (وہیں سے) تم کو لے آئے گا (اور تمہارے اعمال کا محاسبہ کرے گا اسکو تم بعید نہ سمجھنا کیونکہ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور (چونکہ مسجد حرام کی طرف رُخ کرنا بھی اچھا کام ہے اور متعدد[1] وجوہ سے اندیشہ ہے کہ مبادا تم کسی شبہ یا مغالطہ میں پڑکر اس میں تساہل کرو اس لئے مزید تاکید کے طور پر تم سے کہا جاتا ہے کہ) جہاں کہیں سے بھی تم نکلو (اور جہاں کہیں بھی جاؤ) مسجد حرام کی جانب رُخ کیا کرو۔ اور (اُس میں کسی قسم کا اندیشہ نہ کرو کیونکہ) بلاشبہ یہ امرواقعی اور تمہارے خدا کی طرف سے ہے اور (یہ واضح رہے کہ) جو کام تم کرتے ہو خدا ان سے غافل نہیں ہے (پس اگر اس میں ذرا سا بھی تساہل کروگے تو اچھا نہ ہوگا) اور (اے نبی مزید تاکید کیلئے تم سے پھر کہا جاتا ہے کہ) تم جہاں کہیں سے بھی نکلو (اور جہاں کہیں بھی جاؤ سو) اپنا رُخ مسجد حرام کی طرف کیا کرو اور (اے مسلمانو) تم لوگ (بھی) جہاں کہیں بھی جاؤ مسجد حرام کی طرف رُخ کرو تاکہ لوگوں کی حجت تم پر (قائم) نہ ہو (اور وہ یہ نہ کہیں کہ جب ان لوگوں کا دعویٰ تھا کہ ہم نے خدا کے حکم سے قبلہ بدلا ہے اور اسکے خلاف خدانے کوئی حکم نہیں دیا تو بلاحکم خدا۔ انھوں نے خدا کے اس مقرر کئے ہوئے قبلہ کو کیوں چھوڑ دیا) بجز ان لوگوں کے جو ظلم پر کمربستہ ہیں (کیونکہ وہ تو اس حالت میں بھی اعتراضات سے باز نہ آئیں گے اور کہیں گے کہ ان پر آبائی رسم غالب ہے اور انھوں نے انبیاء کے قبلہ کو چھوڑ دیا وغیرہ وغیرہ) سو تم ان سے نہ ڈرنا (کہ ان کی لغویات سے متاثر ہوکر اپنے قبلہ کو چھوڑ بیٹھو) اور مجھ سے ڈرنا (اور اس قبلہ کو نہ چھوڑنا پس ایک وجہ تو اس حکم کی اوپر مذکور ہوئی) اور (دوسری وجہ یہ ہے) تاکہ میں (تمہاری تعمیل حکم کی وجہ سے تم پر اپنی نعمت پوری کروں اور (ان ہدایات کے بعد) امید ہے کہ تم (کسی مغالطہ میں نہ پڑوگے اور) صحیح راہ پر رہوگے۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۝

ترجمہ : جس طرح تم لوگوں میں ہم نے ایک (عظیم الشان) رسول کو بھیجا تم ہی میں سے ہماری آیات و (احکام) پڑھ پڑھکر تم کو سناتے ہیں اور (جہالت سے) تمہاری صفائی کرتے رہتے ہیں اور تم کو کتاب (الٰہی) اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں اور تم کو ایسی (مفید) باتیں تعلیم کرتے رہتے ہیں جن کی تم کو خبر بھی نہ تھی پس ان (نعمتوں) پر مجھ کو یاد کرو میں تم کو (عنایت سے) یاد رکھوں گا اور میری (نعمت کی) شکر گزاری کرو اور میری ناسپاسی نہ کرو۔

---

[1] اس جگہ اتنی بات سمجھ لینی چاہیے کہ حق تعالیٰ کے کلام میں تدبیر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ایسے واقعات کافی طور پر موجود تھے جن کی بناء پر اندیشہ تھا کہ مبادا جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجتہاداً اور مسلمانوں سے تساہلاً قبلہ کے معاملہ میں کوئی لغزش ہو جاوے اسی لئے حق تعالیٰ نے اس مسئلہ میں جس قدر زور دیا ہے غالباً دوسرے کسی فرعی مسئلہ میں زور نہیں دیا جیسا کہ مکرر سہ کرر اور مختلف عنوانوں سے اس کا حکم دینا اس سے انحراف پر وعید بیان فرمانا اس میں شک وشبہ کرنے سے بار بار منع کرنا وغیرہ اس پر شاہد ہیں۔ اب رہی یہ بات کہ واقعات کیا تھے سو اس کا علم ہم لوگوں کے لئے نہایت دشوار ہے اور نہ اس کی چنداں ضرورت ہے۔ ۱۲ منہ

تفسیر: ارسال رسول: چونکہ[1] ہم نے تم میں تمہیں میں سے ایک ایسا رسول بھیجا ہے جو تم کو ہماری آیتیں پڑھکر سناتا ہے اور تم کو برائیوں سے پاک صاف کرتا ہے اور تمہیں کتاب اللہ اور شریعت سکھلاتا ہے اور تم کو وہ باتیں بتلاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے (اور یہ ہمارا بہت بڑا انعام ہے) اس لئے تم کو چاہیے کہ تم مجھے (اطاعت میں) یاد رکھو۔ میں تمہیں (جزا میں) یاد رکھوں گا اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو اور چونکہ حق تعالیٰ کا شکر یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اور ناشکری نہ کرنیکا حاصل ہے۔ نافرمانی نہ کرنا اور استقامت علی الاطاعت اور اجتناب عن المعصیۃ میں ضرورت ہے مشقتوں کے برداشت کرنے کی اس لئے حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ)۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَ لَا تَقُوْلُوْا
لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ
بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ
وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝
اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ۫ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝ اِنَّ الصَّفَا
وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ
بِهِمَا ؕ وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ۝

ترجمہ: اے ایمان والو! صبر اور نماز سے سہارا حاصل کرو بلاشبہ حق تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ رہتے ہیں (اور نماز پڑھنے والوں کے ساتھ بدرجہ اولیٰ) اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں انکی نسبت یوں بھی مت کہو کہ وہ (معمولی مُردوں کی طرح) مُردے ہیں بلکہ وہ تو (ایک ممتاز) حیات کے ساتھ زندہ ہیں لیکن تم (ان) حواس سے (اُس حیات کا) ادراک نہیں کرسکتے اور (دیکھو) ہم تمہارا امتحان کریں گے کسی قدر خوف سے اور فاقہ سے اور مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے اور آپ ایسے صابرین کو بشارت سُنا دیجئے (جن کی یہ عادت ہے) کہ اُن پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو (مع مال واولاد حقیقتاً) اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں اور ہم سب (دنیا سے) اللہ ہی کے پاس جانیوالے ہیں ان لوگوں پر (جدا جدا) خاص خاص رحمتیں بھی ان کے پروردگار کی طرف سے ہوں گی اور (سب پر بلا اشتراک) عام رحمت بھی ہوگی اور یہی لوگ ہیں جنکی (حقیقت حال تک) رسائی ہوگی تحقیقاً صفا اور مروہ منجملہ یادگار (دین) خداوندی ہیں سو جو شخص حج کرے بیت اللہ کا یا اس کا عمرہ کرے اس پر ذرا بھی گناہ نہیں ان دونوں کے درمیان آمد ورفت کرنے میں (جس کا سعی ہے) اور جو شخص خوشی سے کوئی امر خیر کرے حق تعالیٰ اس کی بڑی قدردانی کرتے ہیں (اور اس خیر کرنیوالے کی نیت خلوص کو) خوب جانتے ہیں۔

---

[1] قال فی القاموس وللتعلیل عند قوم ومنه کما ارسلنا فیکم رسولا ای لاجل ارسلنا اه اقول وهو الصواب عندی وهذا هومراد ابن ابی نجیح ومجاهد حیث قالا انها للشرط لان التعلیل قد یتضمن معنی الشرط کما هٰهنا فما قال ابطری انه من انکر اللغات واجهلها مبنی علی عدم فهمه مرادهما والا فهو نفسه معترف یجئی الکاف للتعلیل حیث فسر قوله تعالیٰ واذکروه کما هداکم. بقوله لما هداکم. والله اعلم ۱۲ منه

تفسیر: دشوارہ میں نماز کے اثرات: اے مسلمانوں (اگر تم کو اس شکر و عدم کفر میں دشواریاں پیش آئیں جن کا پیش آنا ایک لازمی امر ہے تو) تم تحمل اور نماز سے مدد لو (کیونکہ تحمل کا اس باب میں موثر ہونا تو ظاہر ہے اور نماز اس لئے موثر ہے کہ اگر اس کو با قاعدہ ادا کیا جاوے تو اس میں خاصیت ہے تعلق مع اللہ کی اور اس میں اثر ہے قوت قلب کا جس سے تحمل مشاق سہل ہو جاتا ہے پس جبکہ تم صبر و تحمل سے کام لو گے تو حق تعالیٰ کی مدد تمہارے ساتھ ہوگی کیونکہ) بلاشبہ حق تعالیٰ صبر تحمل سے کام لینے والوں کے ساتھ اور ان کے معین و مددگار ہیں۔

استقامت کا درجہ: اور (یہ ضرور ہے کہ استقامت میں کچھ لوگ مارے بھی جائیں گے مگر) تم اُن لوگوں کو جو خدا کی راہ میں مارے جائیں مردہ نہ کہنا (وہ مردہ نہیں) بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تم کو (ان کی حیات کی) خبر نہیں۔

آزمائشیں: اور (علاوہ قتل فی سبیل اللہ کے) ہم تم کو کسی قدر خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے بھی آزمائیں گے (لہذا تم اس پر بھی صبر کرنا تم لوگوں کو تو یہ حکم دیا جاتا ہے) اور (اے ہمارے رسول تم کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ) تم ان صبر کرنے والوں کو جن کی حالت یہ ہے کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ (بزبان حال یا بزبان قال) یہ کہتے ہیں (جان گئی یا مال آبرو گئی یا آرام جو کچھ بھی گیا کچھ مضائقہ نہیں، کیونکہ وہ بھی اللہ ہی کی تھی اور اللہ کے پاس چلی گئی اور) ہم بھی اللہ ہی کے ہیں اور ہمیں بھی اسی کے پاس واپس جانا ہے یہ لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی (خاص خاص) رحمتیں (بھی) ہوں گی اور (عام) رحمت بھی۔ اور یہ لوگ ہیں جو صحیح راستہ پر ہیں۔

صفاء مروہ کے درمیان سعی: (چونکہ اوپر ہدایت کی تھی معصیت سے بچنے کی اور مسلمان ایک ایسے فعل کو جو معصیت نہ تھا اپنی غلطی سے معصیت سمجھ گئے تھے اس لئے حق تعالیٰ اس غلطی کو رفع فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ) صفا و مروہ (جو مکہ میں دو پہاڑ ہیں) حق تعالیٰ کی (مقرر کی ہوئی) یادگاروں میں سے ہیں۔ سو جو کوئی خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے اس پر اس امر میں کوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں کے درمیان (با قاعدہ) آوے جاوے (لہٰذا تم ضرور یہ کام کیا کرو اور ذرا اندیشہ نہ کرو کیونکہ یہ تو واجب ہے) اور (ہمارا تو قانون ہے کہ) جو کوئی خوشی سے اچھا کام کرے تو (ہم اس کی بھی قدر کرتے ہیں کیونکہ) حق تعالیٰ قدردان بھی ہیں اور جاننے والے بھی ہیں آپ کو اس مسلسل بیان سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ اصل بحث تحویل قبلہ کی تھی۔ اور اس کے سلسلہ میں دوسرے مضامین استطرادًا بیان ہوئے تھے اب پھر حق تعالیٰ اسی بحث کی طرف عود فرماتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ
فِی الْکِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا
وَبَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوْبُ عَلَیْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۶۰﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا
وَهُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۶۱﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ
لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ وَاِلٰهُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۶۳﴾

ترجمہ: جو لوگ اخفا کرتے ہیں ان مضامین کا جن کو ہم نے نازل کیا ہے جو کہ (اپنی ذات میں) واضح ہیں اور دوسروں

کو ہادی ہیں بعد اسکے کی ہم ان کو کتاب الٰہی (توراۃ) انجیل میں عام لوگوں پر ظاہر کر چکے ہوں ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ بھی لعنت فرماتے ہیں اور دوسرے بہتیرے لعنت کرنیوالے بھی ان پر لعنت بھیجتے ہیں مگر جو لوگ توبہ کر لیں اور اصلاح کر دیں اور (ان مضامین کو) ظاہر کر دیں تو ایسے لوگوں پر میں متوجہ ہو جاتا ہوں اور میری تو بکثرت عادت ہے توبہ قبول کر لینا اور مہربانی فرمانا البتہ جو لوگ اُن میں سے اسلام نہ لاویں اور اُسی حالت غیر اسلام پر مر جاویں ایسے لوگوں پر وہ لعنت مذکورہ اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور آدمیوں کی بھی سب کی (ایسے طور پر برسا کرے گی کہ) وہ ہمیشہ ہمیشہ اسی لعنت میں رہیں گے ان سے عذاب ہلکا نہ ہونے پاویگا اور نہ (داخل ہوئے قبل) ان کو مہلت دی جاوے گی اور (ایسا معبود) جو تم سب کے معبود بننے کا مستحق ہے وہ تو ایک ہی معبود حقیقی ہے اسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی رحمٰن ہے رحیم ہے۔

تفسیر :اخفاءِ حق اور اس کا انجام: اور فرماتے ہیں کہ یہ تم کو معلوم ہو چکا ہے کہ اہل کتاب امر قبلہ کو بخوبی جانتے ہیں اور دانستہ اسے چھپاتے ہیں اب تم سُن لو کہ بلا شبہ جو لوگ ان چیزوں کو چھپاتے ہیں جنکو ہم نے نازل کیا ہے یعنی دین کی کھلی کھلی باتیں اور ہدایت کی باتیں بعد اسکے کہ ہم نے انکو اپنی کتاب میں لوگوں کے لئے صاف صاف بیان کر دیا ہے جیسا کہ یہ اہل کتاب کرتے ہیں وہ ایسے ہیں کہ ان پر حق تعالیٰ بھی لعنت کرتے ہیں اور دوسرے اور لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں بجز ان لوگوں کے جنھوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کر لی اور ان باتوں کی جن کو وہ اب تک چھپاتے رہے ظاہر کر دیا سو میں اُن لوگوں پر رحمت کے ساتھ توجہ کروں گا اور میں نہایت رحمت کے ساتھ توجہ کرنے والا اور رحم والا ہوں۔ (برخلاف اس کے) جنھوں نے کفر کیا اور کفر ہی کی حالت میں مر گئے (اور توبہ نہیں کی) اُن پر خدا کی بھی لعنت ہے اور فرشتوں کی بھی اور لوگوں کی بھی سب کے سب کی درحالیکہ وہ ہمیشہ اسی لعنت میں رہیں گے نہ ان پر سے عذاب ہلکا کیا جاوے گا اور نہ ان کو مہلت دی جاوے گی (کہ وہ دم لے لیں) اور (چونکہ سب سے بڑا کفر شرک ہے اس لئے تم کو بتلایا جاتا ہے کہ) تمہارا معبود (جو کہ تمہاری عبادت کا مستحق ہے) ایک معبود ہے (اور) اس رحمٰن و رحیم کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں (یہ ایک دعویٰ ہے جس کے لئے صرف ایک دو دلیلیں نہیں بلکہ بہت سے دلائل ہیں۔

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿١٦٤﴾

ترجمہ: بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے میں اور جہازوں میں جو کہ سمندر میں چلتے ہیں آدمیوں کے نفع کی چیزیں (اور اسباب) لے کر اور (بارش کے) پانی میں جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے برسایا پھر اس سے زمین کو تر و تازہ کیا اس کے خشک ہوئے پیچھے اور ہر قسم کے حیوانات اس میں پھیلا دیئے اور ہواؤں کے بدلنے میں اور ابر میں جو زمین و آسمان کے درمیان مقید (اور معلق) رہتا ہے دلائل (توحید کے موجود) ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل (سلیم) رکھتے ہیں۔

تفسیر : **خدا کے واحد ہونے کی دلیلیں**: چنانچہ) آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے آنے جانے میں اور ان کشتیوں میں جوکہ دریا میں وہ اشیاء لے کر چلتی ہیں جو آدمیوں کو نفع پہنچاتی ہیں اور اس پانی میں جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اتار کر اس کے ذریعہ سے زمین کو اُس کے خشک ہو جانے کے بعد تر و تازہ کیا اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کو گردش دینے میں اور اس ابر میں جو آسمان زمین کے درمیان مقید رہتا ہے، بہت سے دلائل ہیں (مگر) ان ہی لوگوں کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں (کیونکہ) ان چیزوں کے اندر غور کرنے والا اگر سمجھدار ہے تو سمجھ لے گا کہ ان کا بنانے والا کوئی نہایت عظیم الشان اور صاحب حکمت وحکومت ہے اور اپنی حکومت وغیرہ میں منفرد ہے کیونکہ اگر کوئی دوسرا ان باتوں میں اسکا شریک ہوتا تو یہ نظام قائم نہیں رہ سکتا تھا اس لئے کہ اس صورت میں ہر ایک دوسرے کو دبانے اور اپنا حکم چلانے کی کوشش کرتا جس کا نتیجہ جنگ ہوتا اور جنگ کا نتیجہ فساد نظام ہوتا اور یہ احتمال کہ ممکن ہے کہ چند خدا ہوں اور وہ اس نظام پر متفق ہوں اس لئے جھگڑے کی نوبت نہ آئی ہو محض بے عقلی ہے کیونکہ اس احتمال۔ سے بجائے اس کے کہ چند خداؤں کا ثبوت ہو ایک بھی خدا نہیں رہتا۔ کیونکہ خدا کے اوصاف میں سے جس طرح کمال علم وغیرہ ہے یوں ہی کمال ملک کمال قدرت کمال حکومت کمال اختیار بھی ہے اور صورت مفروضہ میں نہ کسی کے لئے کمال ملک ہے کیونکہ ہر چیز میں دوسرا برابر کا شریک ہے اور نہ کمال قدرت وغیرہ کیونکہ ہر ایک کسی حکم کے نافذ کرنے میں دوسرے کا محتاج ہے جب تک دوسرا رضا مند نہ ہو کوئی کچھ نہیں کر سکتا اس لئے کوئی بھی خدا نہ رہا۔ پس لازم ہوا کہ جب دو خدا ہوں تو ہر ایک اپنے لئے کمال حکومت اور کمال اختیار وغیرہ حاصل کرنے کی کوشش کرے گا تا کہ اس کی خدائی مسلم ہو اور اس کا نتیجہ جنگ ہے اور جنگ کا نتیجہ فساد عالم پس ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد لو کان فیهما الهة الا الله لفسد تا برهان قطعی ہے اور کلام خطابی نہیں ہے جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے یہاں تک حق تعالیٰ توحید کو ثابت کر کے مشرکین کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾

ترجمہ: اور بعض لوگ وہ بھی ہیں جو علاوہ خدا تعالیٰ کے اوروں کو بھی شریک (خدائی) قرار دیتے ہیں ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے رکھنا ضروری ہے اور جو مومن ہیں اُن کو صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہایت قوی محبت ہے اور کیا خوب ہوتا اگر یہ ظالم مشرکین جب دنیا میں کسی مصیبت کو دیکھتے تو اسکے وقوع میں غور کر کے سمجھ لیا کرتے کہ سب قوت حق تعالیٰ ہی کو ہے اور یہ سمجھ لیا کرتے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آخرت میں اور بھی سخت ہوگا جبکہ وہ لوگ جن کے کہنے

پر دوسرے چلتے تھے ان لوگوں سے صاف الگ ہو جاویں گے جو ان کے کہنے پر چلتے تھے اور سب عذاب کا مشاہدہ کر لیں گے اور باہم ان میں جو تعلقات تھے اس وقت سب قطع ہو جاویں گے اور یہ تابع لوگ یوں کہنے لگیں گے کسی طرح ہم سب کو ذرا ایک دفعہ دنیا میں جانا مل جاوے تو ہم بھی ان سے صاف الگ ہو جاویں جیسا یہ ہم سے اس وقت صاف الگ ہو بیٹھے اللہ تعالیٰ یونہی انکے بداعمالیوں کو خالی ارمان کر کے ان کو دکھلا دیں گے اور انکو دوزخ سے نکلنا کبھی نصیب نہ ہوگا۔

تفسیر: مشرکین: اور کچھ لوگ وہ بھی ہیں جو (باوجود اس قدر دلائل توحید کے موجود ہونے کے خدا کے علاوہ اوروں کو بھی شریک بناتے ہیں جن سے وہ ایسی ہی محبت کرتے ہیں جیسے اللہ سے (کس قدر حماقت ہے خیر یہ تو ان کی حالت ہے) اور مسلمانوں کو سب سے زیادہ خدا سے محبت ہے (کیونکہ مقتضائے ایمان یہی ہے اور جن مسلمانوں میں یہ بات نہیں اُس کا منشاء ضعف ایمان و غلبہ خصائل کفر یعنی معاصی ہیں پس یہ حکم اصل مقتضائے ایمان کی بناء پر کلیۃً صحیح ہے اور عوارض کی وجہ سے اس کا بعض افراد میں نہ پایا جانا مضر نہیں۔ اس جملہ معترضہ کے بعد حق تعالیٰ پھر مشرکین کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں) اور کاش یہ ظالم لوگ اس وقت جبکہ یہ کوئی مصیبت دیکھیں (جن سے ان کے معبودان کو نہ بچا سکیں) یہ سمجھیں کہ تمام قوت حق تعالیٰ ہی کو حاصل ہے (اور ان کے تراشے ہوئے معبودوں کو کچھ بھی قوت نہیں) اور (سمجھیں) کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہے (یہ شدت عذاب اس وقت ہوگی) جب کہ متبوعین اپنے تابعین سے بیزاری ظاہر کریں گے۔ اور عذاب کا مشاہدہ کریں گے اور اُن کے تمام تعلقات (رشتہ داری و دوستی وغیرہ) منقطع ہو چکے ہوں گے اور (تابعین) کہتے ہوں گے کہ کاش ایک مرتبہ اور ہم کو دنیا میں) واپس جانا نصیب ہو جاوے (وہاں جا کر) ہم بھی ان سے یوں ہی بیزاری ظاہر کریں جس طرح آج انہوں نے ہم سے بیزاری ظاہر کی (غرض) یوں حق تعالیٰ ان کو ان کے اعمال دکھلائیں گے بحالیکہ وہ ان کے لئے حسرتوں کے موجب ہوں گے اور (بجز حسرتوں کے اور کوئی نتیجہ نہ ہوگا کیونکہ) وہ آگ سے (کسی طرح) نہ نکل سکیں گے (جب شرک و اہل شرک کی یہ حالت ہے تو)

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿١٦٨﴾ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٦٩﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۗ أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴿١٧٠﴾ وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً ۚ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٧١﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿١٧٢﴾ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٧٣﴾

ترجمہ: اے لوگو جو چیزیں زمین میں موجود ہیں ان میں سے (شرعی) حلال پاک چیزوں کو کھاؤ (برتو) اور شیطان کے قدم بہ قدم مت چلو فی الواقع وہ تمہارا صریح دشمن ہے وہ تو اُن کو اُن ہی باتوں کی تعلیم کریگا جو کہ (شرعاً) بری اور گندی ہیں اور یہ (بھی تعلیم کریگا) کہ اللہ کے ذمہ وہ باتیں لگاؤ کہ جس کی تم سند بھی نہیں رکھتے اور جب کوئی اُن (مُشرک) لوگوں سے کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حکم بھیجا ہے اس پر چلو تو کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ ہم تو اسی طریقہ پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے کیا اگر چہ ان کے باپ دادا دین کی نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں اور نہ کسی آسمانی کتاب کی ہدایت رکھتے ہوں اور ان کافروں کی کیفیت (نافہمی میں) اُس (جانور کی) کیفیت کے مثل ہے کہ ایک شخص ہے وہ ایسے (جانور) کے پیچھے چلا رہا ہے جو بجز بُلانے اور پکارنے کے کوئی بات نہیں سنتا اسی طرح یہ کفار بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں سو سمجھتے کچھ نہیں اے ایمان والو جو شرع کی رو سے پاک چیزیں ہم نے تم کو مرحمت فرمائی ہیں ان میں سے (جو چاہو) کھاؤ (برتو) اور حق تعالیٰ کی شکر گزاری کرو اگر تم خاص ان کے ساتھ غلامی کا تعلق رکھتے ہو اللہ تعالیٰ نے تو تم پر صرف حرام کیا ہے مردار کو اور خون کو جو بہتا ہو، اور خنزیر کے گوشت کو اسی طرح اُس کے سب اجزاء کو بھی اور ایسے جانور کو جو (بقصد تقرب) غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو پھر بھی جو شخص (بھوک سے) بیتاب ہو جاوے بشرطیکہ نہ تو طالب لذت ہو اور نہ (قدر حاجت سے) تجاوز کرنے والا ہو تو اس شخص پر کچھ گناہ نہیں ہوتا واقعی اللہ تعالیٰ ہیں بڑے غفور رحیم۔

تفسیر: شرک سے اجتناب کا حکم:

اے لوگو تم (شرک کو اور رسوم شرک کو چھوڑ دو اور زمین کی حلال اور پاک چیزیں کھاؤ (اور ناجائز طور پر حلال کو حرام کر کے یا خواہ مخواہ حلال کو حرام سمجھ کے شیطان کے قدم بہ قدم نہ چلو۔ کیونکہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے وہ تمہیں ان ہی باتوں کی ہدایت کرتا ہے جو بُری اور گندی ہیں اور اس کی بھی کہ اللہ کے ذمہ وہ بات لگاؤ جس کی تم کو خبر نہیں (یہ چونکہ نہایت صاف اور سچی بات ہے اس لئے اس کا مقتضی یہ تھا کہ وہ اس کو مانتے اور اس پر عمل کرتے مگر ان کی حالت اس کے برخلاف ہے) اور جب کہ ان سے کہا جاتا ہے کہ ان (احکام) کا اتباع کرو جو خدا نے نازل کئے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ان کا اتباع نہ کریں گے) بلکہ ہم اُن ہی رسموں کا اتباع کریں گے جن پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے (اب ہم کہتے ہیں کہ کیا ان کا یہ اتباع مناسب ہے) اگر چہ ان کے باپ دادا نہ سمجھ رکھتے ہوں اور نہ صحیح راستہ پر ہوں (خدا کی پناہ ایسی جہالت سے۔

کافروں کا حال:

اور ان کافروں کی حالت ایسی ہے جیسے کوئی اس جانور پر چلائے جو بجز بُلانے اور پکارنے کے کچھ نہیں سنتا پس جس طرح وہ جانور محض آواز سنتا ہے اور اس کا مقصود نہیں سمجھتا اور نہ اس پر کار بند ہوتا ہے یونہی یہ لوگ محض گفتگو سنتے ہیں اور نہ اس کا مطلب سمجھتے ہیں اور نہ اس پر کار بند ہوتے ہیں اور چونکہ یہ سننا بھی بوجہ غیر نافع ہونے کے کالعدم ہے اسلئے یہ لوگ بہرے گونگے اندھے ہیں لہذا وہ کچھ نہیں سمجھتے اے مسلمانوں ہم نے پیشتر مشرکین کو حکم دیا تھا کلوا مما فی الارض حلالا طیبا الآیۃ مگر انہوں نے اس کو نہ مانا۔

مشرکین کی تقلید سے ممانعت:

اب تم سے کہا جاتا ہے کہ تم تحریم حلال میں مشرکین کی تقلید نہ کرنا اور جن حلال چیزوں کو اُنہوں نے حرام کر رکھا ہے تم ان کو حرام سمجھ کر ان سے احتراز نہ کرنا بلکہ جو عمدہ چیزیں ہم نے تم کو دی ہیں ان کو اباحت کے طور پر کھانا اور خدا کا شکر کرنا اگر تم اسی کی پرستش کرتے ہو جیسا کہ واقعہ ہے کیونکہ صرف خدا کی عبادت کا مقتضیٰ یہ ہی ہے کہ صرف اس کے احکام کو مانا جاوے اور اس کے خلاف کسی دوسرے کی بات نہ مانی جاوے۔

حرام چیزیں: اب ہم تم کو بتلاتے ہیں کہ اللہ نے کس کس چیز کو حرام کیا ہے سو) اللہ تعالیٰ نے تم پر ان چیزوں کو حرام نہیں کیا جن کو یہ مشرکین حرام بتلاتے ہیں بلکہ) صرف مردار اور خون اور سُور کے گوشت اور ان چیزوں کو حرام کیا ہے جو خدا کے سوا کسی اور کی نامزد کی جاویں جن کو یہ مشرکین حلال جانتے ہیں پس تم ان چیزوں کے کھانے سے احتراز کرو۔ اور جن عمدہ چیزوں کو ان لوگوں نے بلا وجہ حرام کر رکھا ہے ان کو کھاؤ۔

حرام چیزیں کس وقت استعمال کی جائیں:

اس تقریر سے معلوم ہوا کہ اِنَّمَا حَرَّمَ میں قصر قلب اضافی ہے اور قصر حقیقی نہیں ہے فتنبہ) پھر جو شخص (ان کے کھانے کے لئے بھوک کی وجہ سے یا اکراہ کے سبب سے) مجبور ہو بحالیکہ نہ وہ (ان کی حرمت کا انکار کر کے حق تعالیٰ کے مقابلہ میں سرکشی کرنے والا ہو اور نہ (بلا اجازت یا ضرورت سے زیادہ کھا کر) حد سے آگے بڑھنے والا ہو اس پر (ان کے کھانے میں) کوئی گناہ نہیں کیونکہ حق تعالیٰ بہت بڑے معاف کرنے والے اور بڑے رحمت والے ہیں اس لئے اُنھوں نے اس جرم کو اپنی رحمت سے معاف کر دیا اور اس کی حرمت کو اٹھا کر ایسی حالت میں اسکو جرم ہی نہیں رکھا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ
مَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۖ وَلَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ
عَلَى النَّارِ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِى الْكِتٰبِ
لَفِىْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ۝ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ
وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى
الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى
الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِى
الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝

ترجمہ: اس میں کوئی شک شبہ نہیں کہ جولوگ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کتاب کے مضامین کا اخفا کرتے ہیں اور اس کے معاوضہ میں دنیا کا متاع قلیل وصول کرتے ہیں ایسے لوگ اور کچھ نہیں اپنے شکم میں آگ کے انگارے بھر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے نہ تو قیامت میں لطف کے ساتھ کلام کریں گے اور نہ گناہ معاف کر کے انکی صفائی کریں گے اور اُن کو سزائے دردناک ہوگی یہ ایسے لوگ ہیں جنھوں نے (دنیا میں تو) ہدایت چھوڑ کر ضلالت اختیار کی اور آخرت میں مغفرت چھوڑ کر عذاب سر پر لیا سو دوزخ کے لئے کیسے باہمت ہیں (یہ ساری مذکورہ سزائیں ان کو) اس وجہ سے ہیں کہ حق تعالیٰ نے اس کتاب کو ٹھیک ٹھیک بھیجا تھا اور جو لوگ ایسی کتاب میں بے راہی کریں وہ بڑی دور کے خلاف میں ہوں گے۔ کچھ سارا کمال اسی میں نہیں (آگیا) کہ تم اپنا منہ مشرق کو کرلو یا مغرب کو لیکن (اصلی) کمال تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر یقین رکھے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور (سب) کتب (سماویہ) پر اور پیغمبروں پر اور مال دیتا ہو اللہ کی محبت میں رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور (بے خرچ) مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو اور گردن چھڑانے میں اور نماز کی پابندی رکھتا ہو اور زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہو اور اشخاص (ان عقائد و اعمال کے یہ ساتھ یہ اخلاق بھی رکھتے ہوں کہ) اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہوں جب عہد کرلیں اور وہ لوگ مستقل رہنے والے ہوں تنگدستی میں اور بیماری میں اور قتال میں یہ لوگ ہیں جو سچے (کمال کے ساتھ موصوف) ہیں۔ اور یہی لوگ ہیں جو (سچے) متقی (کہے جا سکتے) ہیں۔

تفسیر: **کتمان حق**: اُس جگہ یہ بات بھی جان لینی چاہیے کہ جولوگ اس کتاب کو (کلاً یا جزاً) چھپاتے ہیں جس کو ہم نے نازل کیا ہے اور بعوض اس کے معمولی قیمت لیتے ہیں (ان کا یہ مال بھی حرام ہے اور) وہ لوگ اپنے پیٹوں میں محض آگ کھاتے ہیں اور نہ خدا اُن کے قیامت کے دن (محبت سے) کلام کرے گا (مجرمانہ باز پُرس اور شے ہے) اور نہ (اُن کے گناہ معاف کر کے) ان کو پاک صاف کرے گا اور ان کو تکلیف دہ عذاب ہوگا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے عوض گمراہی اور مغفرت کے بدلے عذاب مول لیا (اللہ اکبر) یہ لوگ کس بلا کی آتش (دوزخ) کے متحمل ہیں (کہ ان کو ذرا بھی خوف نہیں) یہ (کتمان پر سزا) اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو ٹھیک ٹھیک اتارا ہے اور (یہ ایک واقعہ ہے کہ) جو لوگ اس کتاب کے باب میں (جس کو حق تعالیٰ نے ٹھیک ٹھیک اُتارا ہے) بے راہی اختیار کریں وہ حق تعالیٰ کی ایسی مخالفت میں (مبتلا) ہیں جو کہ (حق سے) بہت دور (اور سراسر ناجائز) اور ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں مذکورہ سزا بالکل صحیح ہے اور وہ لوگ ایسی ہی سزا کے مستحق ہیں اے اہل کتاب تم اپنی کتابوں کی ان تصریحات کو چھپاتے ہو جو تمہارے لئے منفر ہیں اور قبلہ کے متعلق بحث کر کے مسلمانوں کو دین حق سے پھیرنے کی کوشش کرتے ہو۔

حقیقی نیکی: تمہاری ان باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ نیکی صرف یہی ہے کہ مغرب کی طرف منہ کرلیا جائے جیسا کہ یہود کرتے ہیں یا مشرق کی طرف منہ کرلیا جائے جیسا کہ نصاریٰ کرتے ہیں مگر ہم تم کو بتلاتے ہیں کہ) خود یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ مشرق اور مغرب کی طرف منہ کرو (کیونکہ یہ اگر نیک نیتی ہیں تو ایمان اور اطاعت سے) بلکہ (حقیقی) نیکی اس کی نیکی ہے جو کوئی اللہ پر اور قیامت پر اور فرشتوں اور خدا کی کتابوں اور انبیاء پر ایمان لائے اور (اس کے ساتھ) مال کو باوجود اس کے محبت کے رشتہ داروں اور یتیموں اور غریبوں اور مسافروں اور سائلوں کو اور غلاموں کے بارے میں ان کو آزاد کرانے کے لئے دے۔ اور باقاعدہ نماز پڑھے اور زکوٰۃ دے

اور جو لوگ جس وقت کوئی (جائز) عہد کرلیں تو اپنے عہد کو پورا کریں اور (خاص کر) جو لوگ تنگدستی اور بیماری اور لڑائی کے وقت صبر وتحمل سے کام لیں یہ لوگ وہ ہیں جو کہ سچے ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں (پس تم اس بحث کو چھوڑ کر ان اوصاف کے حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہوتا کہ تم سچے اور متقی بن جاؤ جیسے کہ مسلمان ہیں اس کے بعد مسلمانوں کو خطاب فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ۭ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ۭ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاۗءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ۭ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۭ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَۨا ښ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَي الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَي الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۸۱﴾ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾

ترجمہ: اے ایمان والو تم پر (قانون) قصاص فرض کیا جاتا ہے مقتولین (بقتل عمد) کے بارے میں آزاد آدمی آزاد آدمی کے عوض میں اور غلام غلام کے عوض میں اور عورت عورت کے عوض میں ہاں جس کو اس کے فریق کی طرف سے کچھ معافی ہو جاوے (مگر پوری معافی نہ ہو) تو (مدعی کے ذمہ) معقول طور پر (خون بہا کا) مطالبہ کرنا اور (قاتل کے ذمہ) خوبی کے ساتھ اسکے پاس پہنچا دینا یہ (قانون دیت وعفو) تمہارے پروردگار کی طرف سے (سزا میں تخفیف ہے اور (شاہانہ) ترحم ہے پھر جو شخص اس کے بعد تعدی کا مرتکب ہو تو اس شخص کو بڑا دردناک عذاب ہوگا اور فہیم لوگو (اس قانون) قصاص میں تمہاری جانوں کا بڑا بچاؤ ہے ہم امید کرتے ہیں کہ تم لوگ (ایسے قانون امن کے خلاف ورزی کرنے سے) پرہیز رکھو گے تم پر فرض کیا جاتا ہے کہ جب کسی کو موت نزدیک معلوم ہونے لگے بشرطیکہ کچھ مال بھی ترکہ میں چھوڑا ہو تو والدین اور اقارب کیلئے معقول طور پر (کہ مجموعہ ایک ثلث سے زیادہ نہ ہو) کچھ کچھ بتلایا جاوے (اسکا نام وصیت ہے) جن کو خدا کا خوف ہے ان کے ذمہ یہ ضروری ہے پھر جو شخص اُس وصیت کے سُن لینے کے بعد اس کو تبدیل کرے گا تو اس کا گناہ ان ہی لوگوں کو ہوگا جو اسکو تبدیل کریں گے اللہ تعالیٰ تو یقیناً سنتے جانتے ہیں ہاں جس شخص کو وصیت کرنے والوں کی جانب سے کسی بے عنوانی کی یا کسی جرم کے ارتکاب کی تحقیق ہوئی ہو پھر یہ شخص ان میں باہم مصالحت کرادے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے واقعی اللہ تو خود گناہوں کے معاف فرمانیوالے ہیں اور گناہگاروں پر رحم کرنے والے ہیں۔

تفسیر: قتل عمد پر قصاص

اے مسلمانوں (تم یہ کام تو کرتے ہی) ہو جن کا اوپر ذکر ہوا۔ ان کے علاوہ بعض دوسرے احکام بھی تم کو بتلائے جاتے ہیں تا کہ تم ان پر بھی عمل کرو سو واضح ہو کہ) تم پر مقتولین (بقتل عمد کے باب میں قصاص مقرر کیا گیا ہے (جس کی تفصیل یہ ہے کہ) آزاد آدمی دوسرے آزاد آدمی کے عوض میں قتل کیا جاوے) اور غلام غلام کے بدلہ میں اور عورت عورت کے بدلہ میں (لیکن اگر قاتل و مقتول میں کوئی ایک آزاد اور دوسرا غلام ہو یا کوئی ایک مرد اور دوسرا عورت ہو تو اسکا حکم اس وقت نہیں بتلایا جاتا بلکہ دوسرے وقت بتلایا جاوے گا چنانچہ دوسرے دلائل سے ان کا حکم بتلا دیا گیا کہ ان صورتوں میں بھی قصاص ہے۔

معافی کا حق: اور معاملہ قصاص میں اولیاء مقتول کو معافی کا بھی حق دیا گیا ہے) سو جس شخص کو اسکے فریق کی جانب سے کچھ (قصاص کل یا جز) معاف کر دیا جاوے (خواہ بعوض مال یا بلا عوض اور اس معافی کی صورت میں مال واجب ہو جیسا کہ کُل قصاص بعوض مال معاف کر دیا جاوے یا اس کا کوئی حصہ بعوض یا بلا عوض معاف کر دیا جاوے) تو اس صورت میں اولیاء کی جانب سے) معقول طور پر مطالبہ ہونا چاہیے اور (قاتل کی جانب سے اس مال کو اس صاحب حق کو) خوبی کے ساتھ ادا کرنا (یہ قانون مقرر کر دیا گیا ہے) لہذا جو کوئی اس (قانون) کے بعد (اس قانون کی) حد سے آگے بڑھے گا اسکو تکلیف دہ عذاب ہوگا۔

قصاص میں حکمت اور فائدہ

اور اے عقل والو (تم کو یہ قانون ناگوار نہ ہونا چاہیے کیونکہ) قصاص (کے قانون) میں تمہارے لئے زندگی ہے (کیونکہ اس سے امن قائم ہوتا ہے اور تمہاری جانیں محفوظ رہتی ہیں) امید ہے کہ تم لوگ (ناگواری سے) پرہیز رکھو گے۔

والدین کے حقوق: (اور دوسرا حکم یہ ہے کہ) تم پر ماں باپ اور رشتہ داروں کے لئے مناسب طور پر وصیت کرنا فرض کیا گیا ہے اس وقت جب کہ تم میں سے کوئی مرنے لگے اگر اس نے مال چھوڑا ہو یہ حکم ثابت ہے پرہیزگاروں پر (لہٰذا ان کو اس پر عمل کرنا چاہیے رہے غیر متقین سو ان کے لئے اس کا وجود اور عدم برابر ہے کیونکہ ان کو اس کی پرواہی نہ ہوگی) پس (جبکہ باقاعدہ وصیت ہو چکی ہو تو اس کے بعد) جو کوئی اس کے سننے کے بعد اسمیں (کسی قسم کا) تغیر کرے (خواہ یہ تغیر غلط بیانی سے ہو مثلاً یہ کہ اس نے فلاں کے لئے اتنی وصیت کی ہے اور وہ واقع کے خلاف ہو یا فعل سے مثلاً یہ کہ جتنی وصیت کسی کے لئے کی تھی اتنا اس کو نہ دیا جاوے) بلکہ کم یا زیادہ دیا جاوے تو اسکا گناہ (موصی پر نہ ہوگا بلکہ) انہی پر ہوگا جو اسمیں تغیر کریں (کیونکہ) حق تعالیٰ سننے والے اور جاننے والے ہیں (لہذا وہ جانتے ہیں کہ قانون کی خلاف ورزی کرنے والا کون ہے) ہاں جس کو وصیت کنندہ کی جانب سے (غلطی سے) حق سے انحراف یا (دانستہ) گناہ کا علم ہو۔ اور وہ (لوگوں کو سمجھا بجھا کر تقسیم شرعی پر راضی کر دے اور اس طرح) ان کے درمیان صلح کرا دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں (کیونکہ یہ تغیر اپنی طرف سے نہیں بلکہ بحکم شرع ہے) اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے اور رحم کرنے والے ہیں (اور اس لئے وہ مجرموں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر بے گناہوں پر کیا مواخذہ کرتے۔

فائدہ: اس جگہ یہ جان لینا چاہیے کہ بعد اجراء قانون میراث یہ احکام وصیت منسوخ ہو چکے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ وَعَلَي الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۭ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۭ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰي مَا ھَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے (امتوں کے) لوگوں پر فرض کیا گیا تھا اس توقع پر کہ تم (روزہ کی بدولت رفتہ رفتہ) متقی بن جاؤ تھوڑے دنوں میں روزہ رکھ لیا کرو پھر (اسمیں بھی اتنی آسانی کہ) جو شخص تم میں ایسا بیمار ہو (جس میں روزہ رکھنا مشکل یا مضر ہو) یا (شرعی) سفر میں ہو تو دوسرے ایام کا شمار (کر کے ان میں روزہ رکھنا اس پر (واجب) ہے اور دوسری آسانی جو بعد میں منسوخ ہوگئی ہے یہ ہے کہ جو لوگ روزے کی طاقت نہ رکھتے ہوں ان کے ذمہ فدیہ ہے کہ وہ ایک غریب کو کھانا کھلا دینا یا دے دینا ہے اور جو شخص خوشی سے (زیادہ) خیر خیرات کرے (کہ زیادہ فدیہ دے) تو یہ اس شخص کے لئے اور بھی بہتر ہے اور تمہارا روزہ رکھنا (اس حال میں) زیادہ بہتر ہے اگر (تم روزے کی فضیلت کی) خبر رکھتے ہو۔ (وہ تھوڑے دن) ماہ رمضان ہے جس میں قرآن مجید بھیجا گیا ہے جس کا ایک وصف یہ ہے کہ لوگوں کے لئے ذریعہ ہدایت ہے اور دوسرا وصف واضح الدلالۃ ہے منجملہ ان کتب کے جو کہ ذریعہ ہدایت بھی ہیں اور حق و باطل میں فیصلہ کرنے والے بھی ہیں سو جو شخص اس ماہ میں موجود ہو اسکو ضرور اس میں روزہ رکھنا چاہیے اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے ایام کا اتنا ہی شمار کر کے ان میں روزہ رکھنا اس پر واجب ہے اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ احکام میں آسانی کرنا منظور ہے اور تمہارے ساتھ (احکام وقوانین مقرر کرنے میں) دشواری منظور نہیں اور تا کہ تم لوگ ایام ادا یا قضا کی شمار کی تکمیل کر لیا کرو (کہ ثواب میں کمی نہ رہے) لہٰذا تم لوگ اللہ کی بزرگی (وثناء) بیان کیا کرو اس پر کہ تم کو ایک ایسا طریقہ بتلا دیا جس سے تم برکات وثمرات صیام رمضان سے محروم

نہ رہو گے اور (عذر سے خاص رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت اس لیے دے دی) تا کہ تم لوگ (اس نعمت آسانی پر اللہ کا) شکر ادا کیا کرو اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں تو (تو آپ میری طرف سے فرما دیجئے کہ میں قریب ہی ہوں (اور باستثناء نامناسب درخواست کے) منظور کر لیتا ہوں ہر عرضی درخواست کرنے والوں کی جبکہ وہ میرے حضور میں درخواست دے سوانکو چاہیے کہ میرے احکام کو قبول کیا کریں اور مجھ پر یقین رکھیں امید ہے کہ وہ لوگ رشد (وفلاح) حاصل کر سکیں گے۔

تفسیر: روزہ کی فرضیت: اے مسلمانوں تم پر چندروز روزہ رکھنا (بھی) فرض کیا گیا ہے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا امید ہے کہ تم (اس پر عمل کر کے معصیت سے) بچو گے۔ پھر جو کوئی تم میں سے بیمار یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں میں سے چندروز (سہی) اور جو روزہ کی قوت رکھتے ہیں (اور وہ روزہ نہیں رکھنا چاہتے) ان پر فدیہ ایک مسکین کا کھانا لازم ہے (یہ مقدار تو ضروری ہے) اور جو کوئی اپنی خوشی سے بہتر کام کرلے (اور اس مقدار واجب سے زیادہ دیدے) تو اُس کے لئے بہتر ہے۔ اور (گو فدیہ کی اجازت دیدی گئی ہے مگر) روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو (یہ رخصت ابتداء تھی بعد کو منسوخ ہوگئی اور ہر مستطیع پر روزہ فرض ہوگیا ہے خوب سمجھ لو رمضان کا مہینہ وہ زمانہ ہے جس میں قرآن ایسی حالت میں نازل کیا گیا ہے کہ وہ لوگوں کا رہنما اور ہدایت اور امتیاز (بین الحق والباطل) کی کھلی کھلی باتوں کا مجموعہ ہے (اور وہ اپنے اس شرف کی وجہ سے اس کے قابل ہے کہ اس کو روزوں کے لئے مخصوص کیا جاوے) لہٰذا تم کو چاہیے کہ جو کوئی تم میں سے وہ مہینہ پاوے اس (تمام مہینہ) کے روزے رکھے۔

مسافر اور بیمار کے لئے رعایت

اور جو کوئی بیمار یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں میں چندروز سہی اتنی تھوڑی مدت مقرر کرنے اور اسکے ساتھ مریض و مسافر کو افطار کی اجازت دینے سے حق تعالیٰ تمہارے متعلق آسانی چاہتے ہیں اور تم پر تنگی نہیں چاہتے اور اُس نے ایسا اس لئے بھی کیا ہے تا کہ تم تعداد مقررہ پوری کر دو ورنہ اگر روزوں کے لئے طویل زمانہ مقرر کیا جاتا یا مریض و مسافر کو اجازت افطار نہ دی جاتی تو بہت ممکن تھا کہ تم اس تعداد کو پورا نہ کرتے اور ایسا اس نے اس لئے بھی کیا ہے تا کہ تم اس پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کرو کہ اس نے تمہاری رہنمائی کی (اور اپنی عبادت کا ایک خاص طریق بتلایا) اور اس توقع پر بھی (ایسا کیا) کہ تم شکر کرو گے۔

خدا کی قربت اور دعاء کی قبولیت:

اور اے رسول جب کہ میرے احکام کو سن کر اور یہ خیال کر کے کہ اگر خدا دور ہوا۔ اور دور ہونیکی وجہ سے اُسے خبر نہ ہوئی کہ ہم نے اُس کی اطاعت کی ہے تو محنت رائگاں ہوگی) میری نسبت تم سے سوال کریں (کہ خدا دور ہے یا نزدیک) تو (ان سے کہدو کہ) میں پاس ہوں (اور مجھے ہر بات کا علم ہے چنانچہ) جب کوئی مجھے پکارتا ہے تو اس پکارنے والے کی بات کا جواب دیتا ہوں (اور جب واقعہ یہ ہے) تو ان کو چاہیے کہ وہ بلا تردد میرے احکام کو قبول کریں اور مجھے مانیں امید ہے کہ (ان احکام کی تعمیل کر کے) سعادت[1] حاصل کریں گے۔

[1] ہذا المعنی ماخوذ ممافی روح المعانی ان اصل الباب اصابۃ الخیر کمافی ہامش بیان القرآن ۱۲ منہ۔

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿۱۸۷﴾ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۸۸﴾

ترجمہ: تم لوگوں کے واسطے روزہ کی شب میں اپنی بیبیوں سے مشغول ہونا حلال کردیا گیا کیونکہ وہ تمہارے (بجائے) اوڑھنے بچھونے کے ہیں اور تم ان کے بجائے اوڑھنے بچھونے کے ہو خدا تعالیٰ کو اس کی خبر تھی کہ تم خیانت کر کے گناہ میں اپنے کو مبتلا کر رہے تھے مگر خیر اللہ تعالیٰ نے تم پر عنایت فرمائی اور تم سے گناہ کو دھو دیا سو اب ان سے ملو ملاؤ اور جو قانون اجازت تمہارے لئے تجویز کر دیا ہے بلا تکلف اسکا سامان کرو اور کھاؤ اور پیو بھی اس وقت تک کہ تم کو سفید خط یعنی نور صبح صادق سے متمیز ہو جاوے سیاہ خط سے پھر صبح صادق سے رات تک روزہ کو پورا کیا کرو اور ان بیبیوں کے بدن سے اپنا بدن بھی مت ملنے دو جس زمانہ میں کہ تم لوگ اعتکاف والے ہو مسجدوں میں یہ خداوندی ضابطے ہیں سو اُن سے نکلنے کے نزدیک بھی مت ہونا اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے اور احکام بھی لوگوں کی اصلاح کے واسطے بیان فرمایا کرتے ہیں اس امید پر کہ وہ لوگ (احکام پر مطلع ہو کر خلاف کرنے سے) پرہیز رکھیں اور آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور پر مت کھاؤ اور ان کے جھوٹے مقدمہ کو حکام کے یہاں اس غرض سے رجوع مت کرو کہ اس کے ذریعہ سے لوگوں کے مالوں کا ایک حصہ بطریق گناہ یعنی ظلم کے کھا جاؤ اور تم کو اپنے جھوٹ اور ظلم کا علم بھی ہو۔

تفسیر: روزہ کی رات میں عورت سے ہم بستری کی اجازت:

یہ ایک استطرادی مضمون تھا اس کے بعد پھر روزہ کے بعض احکام بیان ہوتے ہیں تمہارے لئے روزہ کی شب میں اپنی عورتوں سے مشغول ہونا جائز کردیا گیا (جو کہ اب تک ناجائز تھا کیونکہ وہ تمہارا اوڑھنا بچھونا ہیں اور تم ان کا اوڑھنا بچھونا ہو (اس لئے ایک دوسرے سے مستغنی نہیں ہو سکتے چنانچہ) حق تعالیٰ کو معلوم ہے کہ تم خود اپنی خیانت کرتے تھے اور بیویوں سے خلاف قانون روزے کی شب میں صحبت کر کے معصیت کا ارتکاب کرتے تھے اور پھر پشیمان ہوتے تھے لہٰذا اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معافی دی اچھا اب ان سے ملو ملاؤ اور جو کچھ تمہارے لئے خدا نے لکھ دیا ہے (لڑکا یا لڑکی) اس کو (بذریعہ جماع کے) طلب کرو اور کھاؤ پیو تا وقتیکہ صبح کا سفید ڈورا

(رات کے) سیاہ ڈورے سے ظاہر ہو جاوے (حاصل یہ کہ صبح صادق طلوع ہو جاوے) اس کے بعد روزے کو رات تک پورا کرو۔

حالت اعتکاف میں ممانعت

اور جس حالت میں تم مساجد میں معتکف ہو اس حالت میں تم ان سے مباشرت نہ کرنا۔ یہ خدا کی (قائم کی ہوئی) حدیں ہیں سو ان کے پاس نہ جانا یوں (صفائی کے ساتھ) اللہ تعالیٰ اپنے احکام لوگوں سے بیان کرتے ہیں اس امید پر کہ وہ (ان کی خلاف ورزی سے) بچیں گے اور تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق مت کھاؤ اور نہ ان مالوں کے مقدمات کو حکام کے یہاں اس غرض سے دائر کرو کہ تم لوگوں کے مالوں کا ایک حصہ جان بوجھ کر گناہ کے ذریعہ سے کھا جاؤ۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ۭ قُلْ هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۭ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِھَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

ترجمہ: آپ سے چاندوں کی حالت تحقیقات کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ وہ چاند آلہ شناخت اوقات ہیں لوگوں (کے اختیاری معاملات مثل عدۃ و مطالبہ حقوق کے) لئے اور غیر اختیاری عبادات مثل حج (روزہ، زکوٰۃ وغیرہ) کیلئے اور اس میں کوئی فضیلت نہیں کہ گھروں میں ان کی پشت کی طرف سے آیا کرو ہاں لیکن فضیلت یہ ہے کہ کوئی شخص حرام (چیزوں) سے بچے اور گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو امید ہے کہ تم کامیاب ہو۔

چاند کا فائدہ: تفسیر: (اے رسول) لوگ تم سے چاندوں کی بابت بھی دریافت کرتے ہیں (کہ وہ کیوں بنائے گئے اور ان کے گھٹنے بڑھنے میں کیا مصلحت ہے) تم (ان کے جواب میں) کہدو کہ (ان کا فائدہ یہ ہے کہ) وہ لوگوں کے اور حج کے لئے تعین اوقات کے ذرائع ہیں (جن سے لوگ اپنے کاموں کے اوقات مقرر کرتے ہیں اور جن سے حج کا زمانہ معلوم ہوتا ہے)

اوہام پرستی سے بچنے کی ہدایت

اور یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ تم (احرام کی حالت میں) گھروں کے پچھواڑوں سے آؤ (جیسا کہ تمہارا معمول ہے) بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی گناہوں سے بچے اور (جبکہ) یہ کوئی نیکی نہیں ہے۔ تو تم (بے تکلف) ان کے دروازوں سے آیا کرو۔ اور خدا سے ڈرو (اور اپنی طرف سے احکام نہ تراشو بلکہ جو حکم تم کو دیا جاوے اس کی تعمیل کرو) امید ہے کہ تم (اس پر عمل کر کے) کامیابی حاصل کرو گے۔

وَقَاتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَاقْتُلُوْھُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْھُمْ وَاَخْرِجُوْھُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْھُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ

قَتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكٰفِرِينَ ﴿١٩١﴾

ترجمہ: اور (بے تکلف) تم لڑو اللہ کی راہ میں ان لوگوں کے ساتھ جو (نقض عہد کر کے) تمہارے ساتھ لڑنے لگیں اور (از خود) حد (معاہدہ) سے نہ نکلو واقعی اللہ تعالیٰ حد (قانون شرعی) سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتے اور (جس حالت میں وہ خود عہد شکنی کریں اسوقت خواہ) اُن کو قتل کرو جہاں ان کو پاؤ اور (خواہ) ان کو نکال باہر کرو جہاں سے انہوں نے تم کو نکلنے پر مجبور کیا ہے اور شرارت قتل سے بھی سخت تر ہے اور ان کے ساتھ مسجد حرام کے قرب (ونواح) میں (کہ حرم کہلاتا ہے) قتال مت کرو جب تک کہ وہ لوگ وہاں تم سے خود نہ لڑیں ہاں اگر وہ (کفار) خود ہی لڑنے کا سامان کرنے لگیں تو تم بھی ان کو مارو ایسے کافروں کی (جو حرم میں لڑنے لگیں) ایسی ہی سزا ہے۔

تفسیر: جہاد کا حکم:

اور (چونکہ اب تک تم میں مقابلہ کی قوت نہ تھی اسلئے اب تک تم کو لڑائی بھڑائی سے روکا جاتا رہا ہے لیکن اب چونکہ تم میں خدا کے فضل سے مقابلہ کی قوت پیدا ہوگئی ہے اس لئے اب حکم دیا جاتا ہے کہ) جو لوگ تم سے جنگ کریں تم بھی[1] خدا کی راہ میں (اور محض تعمیل حکم کے لئے بغیر اس کے کہ اس میں تمہاری ذاتی غرض (جیسے حکومت وملک گیری اور غلامی متکبرانہ استنکاف اور حریت کی نفسانی خواہش وغیرہ شامل ہو) ان سے جنگ کرو اور (دیکھو) حد سے نہ بڑھنا (کہ جن باتوں کی تم کو اجازت نہیں وہ باتیں کرنے لگو کیونکہ) حق تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتے اور جہاں انہیں پاؤ وہیں مارو اور جہاں سے انھوں نے تمہیں نکالا ہے وہاں سے تم بھی انھیں نکالو۔

جہاد میں تردد نہ ہو: (یہ خیال نہ کرنا کہ قتل بُری بات ہے کیونکہ) شر تو قتل سے کہیں زیادہ سخت ہے (قتل میں تو مصلحتیں اور منفعتیں بھی ہوتی ہیں اور شر میں تو کوئی مصلحت ہی نہیں پس جبکہ وہ ہر وقت شر پر کمر بستہ ہیں اور لوگوں کے گمراہ کرنے اور مسلمانوں کی ایذا رسانی میں برابر منہمک ہیں تو تم قتل سے کیوں ڈرو) اور اس کا لحاظ رکھو کہ تم مسجد حرام کے قریب (تا حد حرم) ان سے جنگ نہ کرنا تا وقتیکہ وہ خود اس (رقبہ) میں تم سے جنگ نہ کریں اب اگر (اسی رقبہ میں) وہ تم سے لڑیں تو تم بھی (اسی رقبہ میں) انھیں مارو ان کافروں کی یہی سزا ہے۔

---

[1] وقاتلوا في سبيل الله الذين يقاتلونكم سے یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ کفار سے ابتداء بالقتال ناجائز ہے کیونکہ الذين يقاتلونكم احترازی قید نہیں ہے بلکہ اغراء وتحریض کے لئے ہے جیسا کہ اخرجوهم من حيث اخرجوكم میں قید من حيث اخرجوكم۔ دوسرے الذين يقاتلونكم سے مراد مطلقاً جنگی لوگ ہیں یعنی مراد اور اس سے مقصود عورتوں اور بچوں سے احتراز ہے مطلب یہ ہے کہ لوگوں سے جنگ کرو۔ اور جو جنگ نہیں کر سکتے جیسے عورتیں اور بچے ان سے جنگ نہ کرو۔ وكذا قال عمر بن العزیز رحمہ اللہ اور مجرا ابن جریر علاوہ ازیں قید الذين يقاتلونكم سے مقاتلین کے ساتھ جنگ کا حکم مفہوم ہوتا ہے اور غیر مقاتلین اس جگہ مسکوت عنہم ہیں ان کا حکم دوسرے دلیل سے معلوم ہو جاوے گا پس اس سے ابتداء بالقتال کی ممانعت نہیں مفہوم ہوتی بلکہ یا وجوب ثابت ہوتا ہے یا وہ مسکوت عنہم ہیں۔ لہذا یہ کسی آیت یا حدیث یا عمل صحابہؓ کے معارض نہیں جس سے ابتداء قتال ثابت ہو لہذا بصورت نہ ہونے معاہدہ کے کفار سے ابتداء بالقتال جائز ہے اور معاہدہ کی صورت میں کفار کو اس کی اطلاع کر کے اب ہم اس معاہدہ کو قائم رکھنا نہیں چاہتے اور اب ہم میں اور تم میں معاہدہ نہیں ہے ان سے ابتداء قتال کر سکتے ہیں لیکن اگر معاہدہ کسی معیاد معین کے لئے ہے تو اس معیاد کا پورا کرنا ضروری ہے بشرطیکہ کفار کی جانب سے عہد شکنی☆ نہ ہو۔ لیکن اس جگہ معاہدہ اور وعدہ میں فرق ضروری ہے معاہدہ فریقین کی رضامندی سے ہوتا ہے اور وعدہ میں ایک فریق مستقل ہوتا ہے اور دو اس کا تمم سمجھا جاتا ہے اس فرق کو بہت سے لوگ نہیں سمجھتے اور وعدہ خلافی کو نقض عہد سے تعبیر کرتے ہیں۔ خوب سمجھ لینا چاہیے۔ ۱۲ منہ

☆ باقی اگر اس مدت کا پورا کرنا کسی اسلامی مصلحت کے خلاف ہو تو اعلان عہد توڑنے نقض کر کے اور ان کو اتنی مہلت دے کر جس میں وہ اس سامان کو جمع کر سکیں جس کو صلح کی بناء پر منتشر کر دیا تھا لڑائی کرنا جائز ہے۔ کذا فی رد المحتار۔ میں کہتا ہوں کہ قواعد سے اس میں غور کر لیا جاوے۔ ۱۲ منہ حضرت مولانا عم فیضہم!

فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛۚ وَاَحْسِنُوْا ۛۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾

ترجمہ: پھر اگر وہ لوگ (اپنے کفر سے) باز آ جاویں (اور اسلام قبول کر لیں) تو اللہ بخش دیں گے اور مہربانی فرماویں گے اور ان کے ساتھ اس حد تک لڑو کہ فساد عقیدہ (شرک) نہ رہے اور ان کا دین (خالص) اللہ ہی کا ہو جاوے اور اگر وہ لوگ (کفر سے) باز آ جاویں تو سختی کسی پر نہیں ہوا کرتی بجز بے انصافی کرنے والوں کے۔ حرمت والا مہینہ ہے بعوض حرمت والے مہینہ کے اور یہ حرمتیں تو عوض معاوضہ کی چیزیں ہیں سو جو تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس پر زیادتی کرو جیسی اس نے تم پر زیادتی کی ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یقین کر لو کہ اللہ تعالیٰ ان ڈرنے والوں کے ساتھ ہوتے ہیں اور تم لوگ (جان کے ساتھ مال بھی) خرچ کیا کرو اللہ کی راہ میں اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں مت ڈالو اور کام اچھی طرح کیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں اچھی طرح کام کرنے والوں کو۔

تفسیر: جہاد کب ترک کیا جاوے:

اب اگر وہ (تمہارے جنگ سے مرعوب ہو کر یا کسی اور وجہ سے تم سے لڑنے سے) باز آ جائیں (اور حق تعالیٰ سے معافی چاہیں) تو (ہم ان کو معاف کرتے ہیں کیونکہ) حق تعالیٰ بہت بڑے معاف کرنے والے ہیں اور رحم کرنے والے ہیں (ان کے لئے ان کو معاف کر دینا کوئی بات نہیں) اور تم ان سے اس وقت تک جنگ کرتے رہو جب تک شر نہ رہے اور پورا دین خدا ہی کا ہو جاوے (اور دین الٰہی کے سوا ملک عرب میں اور کوئی دین نہ رہے) اب اگر وہ (شر سے) باز آ جائیں تو (پھر ان پر کوئی زیادتی نہ کی جاوے کیونکہ) زیادتی انھیں پر ہے جو ظلم پر کمربستہ ہیں (اور باز ہی نہیں آنا چاہتے رہا شہر حرم[1] میں جنگ کا سوال سو اسکا جواب یہ ہے کہ) شہر حرام کا مقابل شہر حرام ہے اور حرمت کا بدلہ حرمت پس (اگر وہ اشہر حرم کا احترام کریں تم بھی کرو اور اگر وہ احترام نہ کریں تو) جیسے زیادتی کوئی تم پر کرے ویسی ہی زیادتی تم اس پر کرو اور خدا سے ڈرو (کہ ناحق زیادتی نہ کرو) اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ (خدا سے) ڈرنے والوں کے ساتھ (اور ان کے حامی و مددگار) ہیں اور خدا کی راہ میں (خرچ کی ضرورت ہو تو) خرچ بھی کرو اور (بخل کر کے) اپنے ہاتھوں اپنے کو تباہی میں نہ ڈالو (جو) کام (کرو) اچھی طرح کرو حق تعالیٰ اچھی طرح کام کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

[1] یہ سوال اس مضمون سابق سے طبعی طور پر پیدا ہوتا ہے اس لئے اس کا جواب دیدیا گیا اور اگر ان آیات کا نزول عمرہ قضا میں ثابت ہو تو یہ مسلمانوں کے اس خطرہ کا جواب بھی ہوگا کہ اگر ہم عمرہ کے لئے گئے اور کفار نے ہم پر حملہ کر دیا تو ہم کیا کریں گے مگر یہ حکم اس وقت منسوخ ہے کیونکہ اس وقت اشہر حرم کی حرمت باقی نہیں۔ ۱۲ منہ

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ ٚ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾

ترجمہ: اور (جب حج وعمرہ کرنا ہو تو اس) حج وعمرہ کو اللہ تعالیٰ کے واسطے پورا پورا ادا کیا کرو پھر اگر (کسی کہ کسی کے ہاتھ وہاں جانور بھیج دیا جائے دشمن یا مرض کے سبب) روک دیئے جاؤ تو قربانی کا جانور جو کچھ میسر ہو (ذبح کرو) اور اپنے سروں کو اس وقت تک مت منڈاؤ جب تک کہ قربانی اپنے موقع پر نہ پہنچ جائے (اور وہ موقع حرم ہے کہ کسی کے ہاتھ وہاں جانور بھیج دیا جائے) البتہ اگر کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہو (جس سے پہلے ہی سر منڈوانے کی ضرورت پڑ جائے) تو (وہ سر منڈوا کر) فدیہ (یعنی اس کا شرعی بدلہ) دیدے (تین) روزے یا چھ مسکین کو خیرات دیدینے سے یا (ایک بکری) ذبح کر دینے سے پھر جب متفع امن کی حالت میں ہو (یا تو پہلے ہی سے کوئی خوف پیش نہ آیا ہو یا ہو کر جاتا رہا ہو) تو جو شخص عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر متفع ہوا ہو یعنی ایام حج میں عمرہ بھی کیا ہو تو جو کچھ قربانی میسر ہو (ذبح کرے اور جس نے صرف عمرہ یا صرف حج کیا ہو اس پر حج یا عمرہ کے متعلق کوئی قربانی نہیں) پھر جس شخص کو قربانی کا جانور میسر نہ ہو (تو اس کے ذمہ) تین دن کے روزے ہیں (ایام) حج میں اور سات ہیں جبکہ حج سے تمہارے لوٹنے کا وقت آجاوے یہ پورے دس ہوئے یہ اس شخص کے لئے ہے جس کے اہل (وعیال) مسجد حرام (یعنی کعبہ) کے قرب ونواح میں نہ رہتے ہوں (یعنی قریب ہی کا وطن دار نہ ہو) اور اللہ سے ڈرتے رہو (کہ کسی امر میں خلاف نہ ہو جائے) اور جان لو کہ بلا شبہ اللہ تعالیٰ (بیباکی اور مخالفت کرنے والوں کو) سزائے سخت دیتے ہیں۔

تفسیر: حج اور عمرہ:

اور حج اور عمرہ کو خالص خدا کے لئے پورا پورا (بغیر اس کے کہ ان کے فرائض واجبات وغیرہ میں کمی ہو) ادا کیا کرو۔ پھر اگر تم (بعد احرام حج یا عمرہ کے کسی مرض یا دشمن کی جانب سے حج یا عمرہ) روک دیئے جاؤ تو (فی الحال بجائے حج یا عمرہ کے) جو قربانی کا جانور میسر ہو (وہ ہی سہی اس کو خود یا دوسرے کی معرفت حرم میں ذبح کرا کر باقاعدہ احرام سے نکل جاؤ بعد کو اس کی قضاء کر لینا) اور اس وقت تک سر نہ منڈاؤ (نہ بال کتواؤ) جب تک قربانی کا جانور اپنی جگہ (حرم میں) نہ پہنچ جاوے (اور وہاں ذبح نہ ہو جاوے) پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو (جس کے لئے بال منڈوانے یا کتوانے کی ضرورت ہو) تو (ایسی حالت میں قبل از وقت بھی سر

منڈوا یا بال کٹوا سکتے ہو مگر اس کا) فدیہ لازم ہے جو کہ (تین) روزے (یا چھ مسکینوں کو بقاعدہ صدقہ فطر) صدقہ یا (حرم میں) قربانی ہے۔ پھر جب تم (مرض یا دشمن سے) بےخوف ہو (خواہ خوف ابتداء ہی سے نہ ہو یا زائل ہو چکا ہو) تو (اس وقت یہ قانون ہے کہ) جو کوئی (حج کے زمانہ میں) عمرہ سے لیکر حج تک متمتع ہو (بایں معنی کہ حج کے زمانہ میں دونوں کام کئے ہوں۔ خواہ دونوں کا ساتھ احرام باندھا ہو یا یکے بعد دیگرے) تو جو کوئی جانور قربانی کا میسر ہو (اس کا حرم میں خاص اوقات میں ذبح کرنا لازم ہے) پھر جس کو (ناداری وغیرہ کی وجہ سے قربانی کا جانور) نہ مل سکے تو (اس پر) تین دن کے روزے حج کے زمانہ میں اور سات اس وقت تک جب کہ تم (حج وغیرہ سے فارغ ہو کر گھر) واپس ہوا کرتے ہو (لازم ہیں) یہ پورے دس (روزے) ہیں یہ (جمع بین الحج والعمرہ کا حکم) اس کے لئے ہے جس کے گھر والے مسجد حرام کے قرب وجوار میں نہیں رہتے (اور جو ایسے نہیں ہیں ان کے لئے اس کی اجازت نہیں ہے پس تم ان احکام کی پوری پوری پابندی کرو) اور ان کی مخالفت میں) خدا سے ڈرو اور جان لو کہ حق تعالیٰ سخت عذاب دینے والے ہیں۔

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۗ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوْنِ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾

ترجمہ: (زمانہ) حج چند مہینے ہیں جو معلوم ہیں (شوال۔ ذیقعد اور دس تاریخیں ذی الحجہ کی) سو جو شخص ان میں حج مقرر کرلے تو پھر (اس کو) حج میں نہ کوئی فحش بات (جائز) ہے اور نہ کوئی بے حکمی (درست) ہے اور نہ کسی قسم کا نزاع زیبا ہے اور جو نیک کام کرو گے خدا تعالیٰ کو اسکی اطلاع ہوتی ہے اور (جب حج کو جانے لگو) خرچ ضرور لے لیا کرو کیونکہ سب سے بڑی بات خرچ میں (گداگری سے) بچا رہنا ہے اور اے ذی عقل لوگو! مجھ سے ڈرتے رہو تم کو اس میں ذرا بھی گناہ نہیں کہ (حج میں) معاش کی تلاش کرو جو تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے پھر جب تم لوگ عرفات سے واپس آنے لگو تو مشعر حرام کے پاس (مزدلفہ میں شب کو قیام کر کے) خدا تعالیٰ کی یاد کرو اور اس طرح یاد کرو جس طرح

تمکو بتلا رکھا ہے (نہ یہ کہ اپنی رائے کو دخل دو) اور حقیقت میں قبل اس کے تم محض ناواقف ہی تھے پھر تم سب کو ضرور ہے کہ
اسی جگہ ہوکر واپس آؤ جہاں اور لوگ جاکر وہاں سے واپس آتے ہیں اور احکام حج میں پرانی رسموں پر عمل کرنے سے) خدا
تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو (یقیناً) اللہ معاف کر دینگے اور مہربانی فرمائیں گے پھر جب تم اپنے اعمال حج پورے کر چکو تو حق
تعالیٰ کا ذکر کیا کرو جس طرح تم اپنے آباء (واجداد) کا ذکر کیا کرتے ہو بلکہ یہ ذکر اس سے (بدر جہا) بڑھ کر ہو سو بعضے آدمی
ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو (جو کچھ دینا ہو) دنیا میں دیدیجئے اور ایسے شخص کو آخرت میں (بوجہ
انکار آخرت کے) کوئی حصہ نہ ملے گا اور بعضے آدمی (جو کہ مومن ہیں) ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو
دنیا میں بھی بہتری عنایت کیجئے اور آخرت میں بھی بہتری دیجئے اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچایئے۔ ایسے لوگوں کو
(دونوں جہان میں) بڑا حصہ ملے گا بدولت ان کے اس عمل کے اور اللہ تعالیٰ جلدی ہی حساب لینے والے ہیں۔

حج کے مہینے اور ان کا احترام

تفسیر: حج (کا زمانہ اب بھی) وہی چند مہینے ہیں جو (تم کو پیشتر سے) معلوم ہیں۔ پس جو کوئی ان میں (اپنے اوپر) حج لازم کر لے
(بایں طور کہ اس کا احرام باندھ لے خواہ زمانہ حج میں یا اس سے پیشتر) تو (اس کو نہ فحش بات کرنی چاہیے اور نہ عدول حکمی اور نہ لڑائی جھگڑا
کیونکہ قانوناً) نہ حج میں فحش ہے نہ عدول حکمی اور نہ لڑائی جھگڑا۔ اور (اچھے کام جتنے چاہو کرو کیونکہ) جو اچھے کام تم کرو گے وہ خدا کو معلوم ہوں
گے (اور ان کا بدلہ تم کو اچھا ملے گا) اور (حج کو جاتے وقت) توشہ لے لیا کرو۔ کیونکہ توشہ کی (بڑی) خوبی بچاؤ ہے (چوری خیانت ذلت
سوال وغیرہ سے اور اے ارباب عقول) تمہیں (ہر کام میں) مجھ سے ڈرتے رہنا چاہیے (اور کوئی کام میرے حکم کے خلاف نہ کرنا چاہیے)۔

حج اور تجارت: اور یہ جو رسم ہے کہ عرفات سے روانگی کے بعد تجارت نہیں کرتے اور اس کو برا جانتے ہیں یا اب جو نیا خیال پیدا ہو گیا
ہے کہ حج میں مطلقاً تجارت بُرا کام ہے یہ غلط خیالات ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ تم (عرفات سے روانگی سے پہلے
اور بعد کو بھی بذریعہ تجارت کے) خدا کا فضل (یعنی معاش) طلب کرو (لہٰذا تم عرفات سے روانگی سے پہلے بھی تجارت کر سکتے ہو اور بعد
کو بھی) پھر جب تم عرفات سے روانہ ہو جاؤ تو (مزدلفہ میں آکر ٹھہرو اور) مشعر حرام کے پاس (مزدلفہ میں) خدا کی یاد کرو اور اُس کو اس
لئے یاد کرو کہ اُس نے تم کو صحیح راستہ بتلایا اور واقعی تم اس (رہنمائی) سے پہلے صحیح رستہ سے ناواقف تھے۔

عرفات کی حاضری: پھر (اے قریش تم کو خاص طور پر حکم دیا جاتا ہے کہ) تم لوگ بھی وہیں سے روانہ ہوا کرو جہاں سے اور لوگ روانہ
ہوتے ہیں (یعنی براہ تکبر مزدلفہ ہی میں نہ رہ جایا کرو اور وہیں سے واپس نہ ہو جایا کرو۔ بلکہ اوروں کی طرح تم بھی عرفات پہنچا کرو اور انہی کی
طرح عرفات سے روانہ ہوا کرو) اور (اس نخوت وغرور سے) خدا سے معافی مانگو (حق تعالیٰ معافی دیں گے کیونکہ) حق تعالیٰ بہت بخشنے
والے اور بڑے رحم کرنے والے ہیں پھر جبکہ تم اپنے افعال حج پورے کر چکو تو (اپنے باپ دادوں کے مناقب ومفاخر نہ بیان کیا کرو جیسا کہ تم
اب تک کرتے رہے ہو بلکہ) جس طرح تم اپنے باپ دادوں کا ذکر کرتے تھے اسی طرح یا اس سے بھی بڑھکر خدا کا ذکر کرو پھر (سمجھو کہ جو

[1] فیہ جمع بین الروایات الوارۃ فی الباب۔ ۱۲ منہ [2] کون الکاف للتعلیل اختارہ ابن جریر ویحتمل التشبیۃ ایضاً واللہ اعلم ۱۲ منہ (ابن
جریر نے کاف تعلیل کے لئے ہونا پسند کرتے ہیں اور تشبیہ کے لئے بھی ہوسکتا ہے)

لوگ حج میں خدا کو یاد کرتے ہیں وہ بھی دو طرح کے ہیں) بعض لوگ وہ ہیں جو (آخرت سے بالکل غافل ہیں جیسے کفار مکہ اور) کہتے ہیں کہ اے اللہ ہم کو (سب کچھ) دنیا میں دید یجئے اور (ایسے شخص کا یہ حکم ہے کہ) اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور کچھ ان میں وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ اے اللہ ایک خوبی ہمیں دنیا میں عطا فرمایئے اور ایک آخرت میں (ان کا یہ حکم ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کو ان کے اعمال سے حصہ ملے گا اور (ان کو اس کے انتظار میں گھبرانا نہیں چاہیے کیونکہ) اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے (اور وہ دن بہت جلد آنے والا ہے)۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ
اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ
يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰي مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَھُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝
وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ
الْفَسَادَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کئی روز تک پھر جو شخص دو دن میں (مکہ واپس آنے میں) تعجیل کرے اس پر بھی کچھ گناہ نہیں اور جو شخص دو دن میں تاخیر کرے اس پر بھی کچھ گناہ نہیں اس شخص کے واسطے جو (خدا سے) ڈرے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور خوب یقین رکھو کہ تم سب کو خدا ہی کے پاس جمع ہونا ہے اور بعضا آدمی ایسا بھی ہے کہ آپ کو اس کی گفتگو جو محض دنیوی غرض سے ہوتی ہے مزیدار معلوم ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر بتاتا ہے اپنے مافی الضمیر پر حالانکہ وہ (آپ کی) مخالفت میں (نہایت) شدید ہے اور جب پیٹھ پھیرتا ہے تو اس دوڑ دھوپ میں پھرتا رہتا ہے کہ شہر میں فساد کرے اور (کسی کے) کھیت یا مواشی کو تلف کردے اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں فرماتے اور جب اس سے کوئی کہتا ہے کہ خدا کا خوف کر تو نخوت اس کو اس گناہ پر (دونا) آمادہ کر دیتی ہے سو ایسے شخص کی کافی سزا جہنم ہے اور وہ بُرا ہی آرام گاہ ہے اور بعضا آدمی ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں اپنی جان تک صرف کر ڈالتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کے حال پر نہایت مہربان ہیں۔

تفسیر: **رمی جمار**: اور تم چند گنتی کے دنوں میں (خاص قاعدہ سے) خدا کی یاد کرو (ایام معدودات سے مراد ایام تشریق گیارھوں بارھوں تیرھویں تاریخیں ذی الحجہ کی ہیں **کما وردت الا ثار ودل علیه نظم القران کما لا یخفیٰ علی من تدبر فی قوله فمن تعجل فی یومین الخ**) اور خاص قاعدہ ذکر کا یہ ہے کہ ان میں جمار ثلث کی خاص طریق سے رمی کی جاوے اور دسویں کا اس جگہ ذکر نہیں کیا گیا غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں صرف جمرہ عقبہ کی رمی ہوتی ہے اور ان میں تینوں کی اس لئے اس کو ان کے ساتھ شامل نہیں کیا گیا واللہ اعلم) پھر جو کوئی (ان تین دنوں میں سے پہلے) دنوں میں (منیٰ سے مکہ آنے میں جلدی کرلے (بایں معنیٰ کہ ان دنوں کا کام ختم کر کے تیسرے دن سے پیشتر واپس آجاوے) اُس پر بھی کوئی گناہ نہیں (بایں معنیٰ کہ وہ مغفور لہ ہے اور حج کا پورا ثواب اس کو حاصل ہے) اور جو

کوئی (تیسرے دن تک) دیر کرے (اور تیسرے دن کا کام ختم کر کے لوٹے) اس پر بھی کوئی گناہ نہیں (اور وہ بھی مغفور لہ ہے اور اُس کے بھی تمام گناہ معاف اور اس کو حج کی پوری فضیلت حاصل ہے مگر یہ) اسی کے لئے ہے جو کہ حج میں افعال ممنوع سے بچتا رہا ہو اور تم (لوگ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت) ڈرتے رہو اور جان لو کہ تم اسی کے پاس اکٹھے کر کے لائے جاؤ گے اور وہاں تم کو اپنے افعال کی جواب دہی کرنی ہوگی) اور (ان تنبیہات وتہدیدات پر) کچھ لوگ تو ایسے ہیں (جو ان کی پروا نہیں کرتے بلکہ محض چرب زبانی اور سراسر منافقانہ باتیں کرتے ہیں اور) جن کی وہ گفتگو جو کہ محض دنیاوی غرض سے ہوتی ہے تم کو پسند آتی ہے اور اپنے مافی الضمیر پر خدا کو گواہ کرتے ہیں۔

فتنہ وفساد: حالانکہ وہ تمہارے پاس سے جاتے ہیں تو زمین میں اس غرض سے چلتے پھرتے ہیں کہ اس میں (کفر پھیلا کر) فساد کریں اور کھیتی اور آدمیوں اور جانوروں کو تباہ و برباد کریں (کیونکہ سعی فی الکفر کا نتیجہ جہاد اور جنگ وجدال ہوگا اور اس کا نتیجہ فساد مذکور) کیونکہ حق تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتے اور جب کہ اس سے کہا جاتا ہے کہ خدا سے ڈر (اور فساد مت کر) تو نخوت اس کو گناہ پر آمادہ کر دیتی ہے (اور وہ مثلاً کفریات بکنے اور گناہ کے کام کرنے لگ جاتا ہے) سو اس کو دوزخ کافی ہے اور وہ) بُری آرام گاہ ہے اور کچھ وہ ہیں جو (اُن سے متاثر ہوتے ہیں اور) حق تعالیٰ کی خوشنودی کی طلب میں اپنی جان تک بیچ دیتے ہیں اور اللہ ایسے بندوں (کے حال) پر مہربان ہیں (یہاں تک ان لوگوں کا بیان تھا جو محض منافق یا بالکل مومن تھے اور ان میں کفر کا شائبہ بھی نہ تھا۔ اب اُن لوگوں کو خطاب فرماتے ہیں جو مسلمان تو خلوص سے ہوئے تھے مگر اپنے دین سے بھی فی الجملہ تعلق باقی تھا اور وہ بھی محض اس لئے کہ وہ اس کو اسلام کے خلاف نہ سمجھتے تھے چنانچہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ وغیرہ جو پہلے یہودی تھے انھوں نے مسلمان ہونے کے بعد بھی اونٹ کے گوشت سے نفرت اور ہفتہ کی تعظیم قائم رکھی تھی جسکا منشا یہ تھا کہ دین موسوی میں یہ امور ضروری تھے اور اسلام میں ان کی ممانعت نہیں بس اس دونوں مذہبوں کی رعایت ہے پس حق تعالیٰ ایسے لوگوں کو خطاب کر کے فرماتے ہیں کہ)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۰۹﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾ سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۭ بَيِّنَةٍ ؕ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو اور (فاسد خیالات میں پڑ کر) شیطان کے قدم بقدم مت چلو واقعی وہ تمہارا کھلا دشمن ہے پھر اگر تم بعد اس کے کہ تم کو واضح دلیلیں پہنچ چکی ہیں (صراط مستقیم سے) لغزش کرنے لگو تو

یقین کر رکھو کہ حق تعالیٰ بڑے زبردست ہیں حکمت والے ہیں یہ (کجراہ) لوگ صرف اس امر کے منتظر (معلوم ہوتے) ہیں کہ حق تعالیٰ اور فرشتے بادل کے سائبانوں میں ان کے پاس (سزا دینے کے لئے) آویں اور سارا قصہ ہی ختم ہو جاوے اور یہ سارے مقدمات اللہ ہی کی طرف رجوع کئے جاوینگے۔ آپ (علماء) بنی اسرائیل سے (ذرا) پوچھئے تو سہی ہم نے ان کو کتنی واضح دلیلیں دی تھیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بدلتا ہے اس کے پاس پہنچنے کے بعد تو یقیناً حق تعالیٰ سخت سزا دیتے ہیں۔ دنیوی معاش کفار کو آراستہ پیراستہ معلوم ہوتی ہے اور (اسی وجہ سے) ان مسلمانوں پر تمسخر کرتے ہیں حالانکہ یہ (مسلمان) جو کفر وشرک سے بچتے ہیں۔ ان کافروں سے اعلیٰ درجہ میں ہوں گے قیامت کے روز اور روزی تو اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بے اندازہ دیدیتے ہیں۔

تفسیر :اسلامی احکام پر پورے طور پر عمل کی تاکید:

اے مسلمانوں تم پورے پورے اسلام میں داخل ہو اور (منسوخ مذہب کے بعض احکام کے پابند رہ کر) شیطان کے قدم بقدم مت چلو (کیونکہ) وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے (جو تم کو دھوکہ دے کر گمراہ کرنا چاہتا ہے) اب اگر اس کے بعد بھی کہ تمہارے پاس کھلی کھلی باتیں (دلائل واحکام) آچکے ہیں تم لغزش کھاؤ گے تو جان لو کہ حق تعالیٰ صاحبِ قوت بھی ہیں اور حکمت والے بھی (صاحب قوت ہونے کی وجہ سے وہ انتقام لیں گے اور حکمت کی وجہ سے اس کو موخر کر دیتے ہیں اب حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اب بھی اگر لوگ اسلام میں داخل نہ ہوں تو ایمان لانے میں) کیا[1] وہ اس کے سوا کسی اور بات کے منتظر ہیں کہ ابر کے سائبانوں میں خود خدا اور فرشتے ان کے پاس آئیں (اور آکر براہ راست ان سے درخواست کریں کہ آپ لوگ مسلمان ہو جائیں ہرگز نہیں کیونکہ دلائل سے تو اتمام حجت پورے طور پر ہو چکا اور ان سے یہ لوگ متاثر نہ ہوئے تو اب یہی صورت رہ گئی کہ خدا اور فرشتے خود آکر انھیں سمجھائیں لہذا وہ اسی کے منتظر ہو سکتے ہیں) اور یہ معاملہ طے ہو چکا ہے (کہ ایسا نہیں ہوسکتا) تو اب ان کے ایمان لانے کی کوئی توقع نہیں ہوسکتی خیر اگر وہ ایمان نہیں لاتے نہ لاویں حق تعالیٰ خود سمجھ لے گا کیونکہ خدا ہی حاکم ہے) اور خدا ہی کی طرف تمام راجع ہوں گے (جن میں ان کا معاملہ بھی ہے یہاں تک کفار معاندین کا ذکر تھا اور ان میں اہل کتاب کا نمبر بڑھا ہوا تھا اس لئے ان کو متنبہ فرماتے ہیں کہ)

سرکش کفران نعمت کا انجام: تم بنی اسرائیل سے پوچھو (تو سہی) کہ ہم نے ان کو کس قدر (کثیر) روشن دلیلیں دی تھیں (مگر انہوں نے سب کو کفر سے بدل دیا) اور (ہمارے یہاں کا قانون ہے کہ) جو کوئی خدا کی نعمت کو بعد اس کے کہ وہ اس کے پاس آچکی ہے (کفر سے) بدلتا ہے تو (اس کو سخت سزا ملتی ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ نہایت سخت سزا دینے والے ہیں (اس لئے ان کو کیوں نہ سزا دی جائے (اصل بات یہ ہے کہ) کفار کے لئے دنیاوی زندگی کو مزین کر دیا گیا ہے (اسی لئے وہ اسی پر فریفتہ ہیں اور مسلمانوں سے تمسخر کرتے ہیں (اور ان کو ذلیل سمجھتے ہیں) حالانکہ یہ خدا سے ڈرنے والے (مومنین) قیامت میں ان سے بڑھے ہوں گے (پس ان کا ان کو حقیر سمجھنا محض بے جا ہے اور ان کا قیامت میں ان سے بڑھا ہوا ہونا کچھ مستبعد نہیں۔ کیونکہ) حق تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بے حساب دیتے ہیں (اور ان کو ایسا کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں تو پھر یہ بات مستبعد کیونکر ہو سکتی ہے اور یہ عادت ان لوگوں کی نئی نہیں بلکہ ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔

[1] علیٰ ہذا التفسیر لا حاجۃ الی صرف الکلام عن الحقیقۃ بحذف المضاف عن لفظ اللہ وعن الظاہر بعطف تستی علی باقی فلیتدبر ۱۲ منہ

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۱۳﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿۲۱۴﴾

ترجمہ: (ایک زمانہ میں) سب آدمی ایک ہی طریق کے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بھیجا جو کہ خوشی (کے وعدے) سناتے تھے اور ڈراتے تھے اور ان کے ساتھ (آسمانی) کتابیں بھی ٹھیک طور پر نازل فرمائیں اس غرض سے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں میں ان کے امور اختلافیہ (مذہبی) میں فیصلہ فرمادیں اور اس کتاب میں یہ اختلاف اور کسی نے نہیں کیا مگر صرف ان لوگوں نے جن کو (اولاً) وہ کتاب ملی تھی بعد اس کے کہ ان کے پاس دلائل واضحہ پہنچ چکے تھے باہمی ضد اضدی کی وجہ سے پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ایمان والوں کو وہ امر حق جس میں (مختلفین) اختلاف کیا کرتے تھے بفضلہ تعالیٰ بتلا دیا اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اس کو راہ راست بتلا دیتے ہیں دوسری بات سنو کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ جنت میں بے مشقت داخل ہو جاؤ گے حالانکہ تم کو ہنوز اُن مسلمان لوگوں کا سا کوئی عجیب واقعہ پیش نہیں آیا جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں اُن پر (مخالفین کے سبب) ایسی ایسی تنگی اور سختی واقع ہوئی اور (مصائب رہے) انکو یہاں تک جنبشیں ہوئیں کہ (اُس زمانہ کے) پیغمبر تک اور جو ان کے ہمراہ اہل ایمان تھے بول اُٹھے کہ اللہ تعالیٰ کی امداد (موعود) کب ہوگی یاد رکھو بے شک اللہ کی امداد بہت نزدیک ہے۔

تفسیر: اختلاف مذاہب: (چنانچہ) پہلے سب لوگ ایک جماعت تھے (جن کا مذہب اسلام واطاعت حق تھا بعد کو اختلاف افہام یا اختلاف اہواء سے آپس میں نزاعات پیدا ہو گئے) تو حق تعالیٰ نے انبیاء کو (مطیعین کو) خوشخبری دینے والے اور (نافرمانوں کو) ڈرانے والے بنا کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب نازل کی تاکہ وہ لوگوں کے درمیان ان کے نزاعی امور میں فیصلہ کرے (مگر انہوں نے اس میں بھی اختلاف کیا) اور (غضب ہے کہ) اس میں اختلاف انہی لوگوں نے کیا جن کو وہ کتاب دی گئی تھی۔ (اور وہ بھی) اسکے بعد کہ ان کے پاس دلائل آچکے تھے (اور وہ کسی مغالطہ کی بنا پر نہیں بلکہ) آپس کی عداوت سے سو (اللہ تعالیٰ نے ان کو تو گمراہی میں چھوڑا اور) جن لوگوں نے اس کو مانا ان کو اس نے اپنے فضل سے وہ حق بتلا دیا جس میں لوگوں نے نزاع پیدا کر رکھا تھا اور (یہ کوئی قابل انکار بات نہیں کیونکہ ہدایت اللہ کے اختیار میں ہے اور اس لئے) خدا جس کو چاہتا ہے راہ راست پر لے آتا ہے (مگر عادۃً اس کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ آدمی مخالفت عنادی سے مجتنب اور تدبر سے

کام لینے والا ہو یہاں تک کفار کی اہل ایمان کے ساتھ قدیمی مخالفت کا بیان کر کے اب مسلمانوں کو ان کی ایذاؤں پر تحمل کی ہدایت فرماتے ہیں۔

اذیتوں پر تحمل: اور فرماتے ہیں کہ) کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تم (یونہی آسانی سے) جنت میں چلے جاؤ گے بحالیکہ تم کو گذشتہ لوگوں کی (سی) حالت پیش نہ آئی ہو (یہ نہیں ہوسکتا) ان کی حالت یہ تھی کہ ان پر تنگی اور سختی واقع ہوئی اور ان کو خوب جھڑ جھڑایا گیا۔ جس کا انجام یہ ہوا کہ رسول اور ان کے ساتھی سب (گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ خدا کی مدد (نہ معلوم) کب ہوگی (ہماری تکالیف تو ناقابل برداشت ہوگئی ہیں۔ پس اس قاعدہ سے تمہارا بھی امتحان ہو رہا ہے اور) دیکھو (تم گھبراؤ نہیں) خدا کی مدد قریب ہے (اور وہ عنقریب تمہیں ان تکالیف سے نجات دینے والے ہیں۔ مگر یہ امتحانات لازمی نہیں۔ بلکہ جن کو چاہتے ہیں اس سے مستثنیٰ بھی کر دیتے ہیں۔ یہاں تک ضمنی مضامین بیان فرما کر پھر احکام بیان فرماتے ہیں۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۭ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝ كُتِبَ
عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَھُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَھُوْا شَـيْـــًٔـا وَّھُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا
شَـيْـــًٔـا وَّھُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ
فِيْهِ ۭ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۭ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۤ
وَاِخْرَاجُ اَھْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۭ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ
حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ۭ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَھُوَ
كَافِرٌ فَاُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

ترجمہ: لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز خرچ کیا کریں آپ فرما دیجئے کہ جو کچھ مال تم کو صرف کرنا ہو سو ماں باپ کا حق ہے اور قرابت داروں کا اور بے باپ کے بچوں کا اور محتاجوں کا اور مسافر کا اور جو نسا نیک کام کرو گے سو اللہ تعالیٰ کو اس کی خوب خبر ہے (وہ اس پر ثواب دیں گے) جہاد کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے اور وہ تم کو (طبعاً) گراں (معلوم) ہوتا ہے اور یہ بات ممکن ہے کہ تم کسی امر کو گراں سمجھو اور وہ تمہارے حق میں خیر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی امر کو مرغوب سمجھو اور وہ تمہارے حق میں باعث خرابی ہو اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم (پورا پورا) نہیں جانتے۔ لوگ آپ سے شہر حرام میں قتال کرنے کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اس میں خاص طور پر قتال کرنا (یعنی عمداً) جرم عظیم ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے یہ روک ٹوک کرنا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد حرام (یعنی کعبہ) کے ساتھ اور جو لوگ مسجد حرام کے اہل تھے ان کو اس سے خارج

کر دینا جرم عظیم ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور فتنہ پردازی کرنا (اس) قتل (خاص) سے بدر جہا بڑھکر ہے اور یہ کفار تمہارے ساتھ ہمیشہ جنگ رکھیں گے اس غرض سے کہ اگر (خدا نہ کرے) قابو پاویں تو تم کو تمہارے دین اسلام سے پھیر دیں اور جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جاوے پھر کافر ہی ہونے کی حالت میں مرجاوے تو ایسے لوگوں کے (نیک) اعمال دنیا اور آخرت میں سب غارت ہو جاتے ہیں اور ایسے لوگ دوزخی ہوتے ہیں (اور) یہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے حقیقۃً جو لوگ ایمان لائے ہوں اور جن لوگوں نے خدا کی راہ میں ترک وطن کیا ہو اور جہاد کیا ہو ایسے لوگ تو رحمت خداوندی کے امید وار ہوا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (اس غلطی کو معاف کر دینگے اور تم پر رحمت کریں گے۔

تفسیر : خدا کی راہ میں خرچ: اور فرماتے ہیں) لوگ تم سے دریافت کرتے ہیں کہ وہ کیا چیز (خدا کی راہ میں) خرچ کریں تم (جواب میں ان سے) کہدو (کہ خرچ کے لئے نہ کوئی خاص شے مقرر ہے نہ کوئی خاص مقدار جو کچھ میسر ہو خرچ کرو مگر) جو مال بھی خرچ کرو تو (اس کو) ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مساکین اور مسافروں (غرض اہل حاجت یا اہل قرابت) کے لئے (خرچ ہونا چاہیے اور خرچ کرنے ہی پر اکتفا نہ کرو بلکہ جو نیک کام بھی ہو سکے کرو کیونکہ) جو نیک کام بھی تم کرو گے تو (خدا تم کو اس کی جزا دے گا کیونکہ) خدا اس سے واقف ہے تم پر جہاد بھی فرض کر دیا گیا۔ حالانکہ وہ تم کو (طبعی طور پر) ناگوار ہے اور (حقیقت یہ ہے کہ اس میں ناگواری کی کوئی بات نہیں کیونکہ) بہت ناممکن ہے کہ ایک بات تم کو ناگوار ہو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو (جیسا کہ جہاد) اور یہ بھی بہت ممکن ہے کہ ایک بات تم کو مرغوب ہو اور وہ تمہارے لئے بری ہو (جیسا کہ ترک جہاد) اور (ہم بتلائے دیتے ہیں کہ تمہارے مصالح و مضار کو) حق تعالیٰ (تم سے) زیادہ جانتے ہیں اور تم (انھیں اتنا) نہیں جانتے (لہذا تم اپنے اقتضاء طبعی کو چھوڑ کر حق تعالیٰ کے حکم کا اتباع کرو اور سمجھو کہ ہماری بہتری اسی میں ہے)

محترم مہینوں میں قتال کا حکم:

لوگ شہر حرام میں جنگ کے متعلق (بھی) تم سے دریافت کرتے ہیں (اور منشا اس سوال کا اعتراض ہے مسلمانوں پر جس کی وجہ یہ تھی کہ جہاد میں مسلمانوں کے ہاتھ سے رجب کی پہلی تاریخ کو جس کو وہ جمادی الثانی کی تیسویں سمجھے ہوئے تھے۔ ایک کافر مارا گیا تھا) آپ فرما دیجئے کہ اس میں لڑنا واقعی بڑا (گناہ) ہے اور خدا کی راہ سے روکنا اور اس کو اور مسجد حرام کو نہ ماننا اور اس کے رہنے والوں کو اس میں سے نکالنا خدا کے نزدیک اس سے بھی بڑے (گناہ) ہیں اور (خود) شر (ہی) قتل سے بڑھکر ہے (پھر کونسی وجہ ہے کہ تم ان جرائم کو نہیں دیکھتے جن کے تم مرتکب ہو اور مسلمانوں کے ایک ایسے فعل پر اعتراض کرتے ہو۔ جو اوّل تو اس درجہ کا گناہ نہیں دوسرے اس کا صدور بھی غلطی سے ہوا تھا اس کے بعد حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

کفار کا منشا: (کہ یہ ان کا ایک مجادلہ تھا) اور وہ (مجادلات ہی تک اپنی کوشش کو محدود نہ رکھیں گے بلکہ وہ تم سے ہمیشہ جنگ کرتے رہیں گے تا آنکہ اگر ان سے ہو سکے تو وہ تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں اور (یہ تم کو واضح رہے کہ) جو لوگ تم میں سے اپنے[1] دین سے پھر جائیں گے اور وہ کفر کی حالت میں مر جائیں گے تو دنیا و آخرت میں ان کے تمام اعمال ضبط ہو جائیں گے (اور ان کا کوئی کام مستحق اجر نہ

---

[1] دنیا میں اعمال کے ضبط ہونے کا اثر یہ ہے کہ جو مراعات اس کو ایمان کی بدولت حاصل تھیں جیسے عصمت دم توارث من المسلمین مسلمانوں کے ساتھ بیاہ شادی وغیرہ یہ تمام مراعاتیں اس سے مسلوب ہو جائیں گی اور آخرت میں ضبط ہونے کا نتیجہ ظاہر ہے ۱۲ منہ۔

رہے گا) اور (اس لئے) وہ دوزخی ہوں گے (بایں معنی کہ وہ اس میں ہمیشہ رہیں (برخلاف ان کے) جو لوگ مومن ہیں اور جنھوں نے (خدا کے لئے) اپنے گھربار اہل وعیال عزیز وقریب دوست آشنا مال ودولت وغیرہ چھوڑے اور خدا کی راہ میں (کفار سے) لڑے یہ لوگ خدا کی رحمت کے امیدوار ہیں اور (ان کی یہ امیدواری بالکل بجا ہے کیونکہ) اللہ بڑے مغفرت کرنے والے اور رحم والے ہیں (اور اس لئے وہ ان کے گناہوں کو معاف کر کے ان پر رحمت فرمادیں گے۔)

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ؗ وَاِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

ترجمہ: لوگ آپ سے شراب اور قمار کی نسبت دریافت کرتے ہیں آپ فرمادیجئے کہ ان دونوں میں گناہ کی بڑی بڑی باتیں بھی ہیں اور لوگوں کے بعضے فائدے بھی ہیں اور وہ گناہ کی باتیں اُن فائدوں سے زیادہ بڑھی ہوئی ہیں اور لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ (خیر خیرات میں کتنا خرچ کیا کریں آپ فرمادیجئے کہ جتنا آسان ہو اللہ تعالیٰ اسی طرح احکام کو صاف صاف بیان فرماتے ہیں تا کہ تم دنیا وآخرت کے معاملات میں سوچ لیا کرو اور لوگ آپ سے یتیم بچوں کا حکم پوچھتے ہیں آپ فرمادیجئے کہ انکی مصلحت کی رعایت رکھنا زیادہ بہتر ہے اور اگر تم ان کے ساتھ خرچ شامل رکھو تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور اللہ مصلحت کے ضائع کرنے والے کو اور مصلحت کی رعایت رکھنے والے کو (الگ الگ) جانتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو تمکو مصیبت میں ڈالدیتے کیونکہ اللہ تعالیٰ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔

تفسیر: شراب اور جوا: لوگ تم سے شراب (خواری) اور قمار (بازی) کے متعلق بھی (سوال) کرتے ہیں آپ ان سے کہہ دیجئے کہ ان میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے دنیاوی منفعتیں بھی ہیں اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑھا ہوا ہے (اس لئے مقتضائے عقل یہی ہے کہ ان کو بُرا سمجھ کر چھوڑ دیا جاوے۔

انفاق فی سبیل اللہ: اور لوگ تم سے یہ بھی دریافت کرتے ہیں کہ وہ کیا چیزیں خرچ کریں آپ اُن سے کہہ دیجئے کہ جتنا آسان ہو (صرف کرو کوئی تحدید وتعیین نہیں ہے۔ دیکھو) حق تعالیٰ یوں صاف احکام بیان فرماتے ہیں امید ہے کہ تم غور کرو گے (اور سمجھو گے کہ ان میں کس قدر سہولت اور مصالح کی رعایت ہے اور یہ سوچ کر ان پر عمل کرو گے۔

یتیموں کا لحاظ وخیال: اور لوگ یتیموں کی بابت بھی آپ سے سوال کرتے ہیں (کہ ان کے ساتھ کس قسم کا برتاؤ کیا جاوے) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ (ہر حال میں) ان کی مصلحت کا لحاظ رکھنا بہتر ہے اور اگر تم ان سے (کھانے پینے وغیرہ میں میل رکھو (اور ان کا خرچ کھانا

کھانا پینا وغیرہ الگ اور اپنا الگ نہ کرو) تو (کچھ مضائقہ بھی نہیں کیونکہ آخر) وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ (اگر بلا قصد بہت تھوڑا بہت تم نے ان کا مال لی لیا یا انھوں نے تمہارا کھا پی لیا تو کچھ بُرائی نہیں) اور اللہ تعالیٰ ان کو بھی جانتا ہے جن کو (یتیموں کا) بگاڑ مقصود ہے (اور اس لئے وہ ان کا مال خورد بورد کرتے ہیں) اور ان کو بھی جن کو (ان کی) مصلحت مد نظر ہے۔ (اور ان کا مال بد نیتی سے نہیں کھاتے لہذا تم ضروری احتیاط رکھو اور خواہ مخواہ پریشان نہ ہو) اور (یہ حق تعالیٰ کی عنایت ہے کہ اس نے تم کو گنجائش دیدی۔ ورنہ) اگر خدا چاہتا تو (اس باب میں سخت سخت احکام جاری کر کے) تمہیں دِقت میں ڈالدیتا (مگر اس نے تمہاری کمزوریوں پر نظر کر کے ایسا نہیں کیا کیوں نہ ہو) اللہ تعالیٰ صاحب قوت بھی ہے (اس لئے جو چاہتا ہے حکم نافذ کرتا ہے) اور (ساتھ ہی) حکمت والا بھی ہے (کہ ان میں مصالح کی رعایت بھی رکھتا ہے۔

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ
وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ
اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ
اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾

ترجمہ: اور نکاح مت کرو کافر عورتوں کیساتھ جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہو جائیں اور مسلمان عورت (چاہے) لونڈی کیوں نہ ہو وہ ہزار درجہ بہتر ہے کافر عورت سے گو وہ تم کو اچھی ہی معلوم ہو اور عورتوں کو کافر مردوں کے نکاح میں مت دو جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہو جاویں اور مسلمان مرد غلام بہتر ہے کافر مرد سے گو وہ تم کو اچھا ہی معلوم ہو (کیونکہ) یہ لوگ دوزخ (میں جانے) کی تحریک دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ جنت اور مغفرت کی تحریک دیتے ہیں اپنے حکم سے اور اللہ تعالیٰ اس واسطے آدمیوں کو اپنے احکام بتلا دیتے ہیں تاکہ وہ لوگ نصیحت پر عمل کریں۔

تفسیر: مشرک عورت کے ساتھ نکاح سے اجتناب:

اور تم مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرنا تاوقتیکہ وہ مسلمان نہ ہو جائیں اور (یاد رکھو کہ) مومن لونڈی (آزاد) مشرکہ سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں بھلی معلوم ہو۔ اور (اسی طرح) مشرکین سے بھی (اپنی عورتوں کا نکاح نہ کرنا تاوقتیکہ وہ مسلمان نہ ہو جائیں اور (یہ یاد رکھو کہ) مومن غلام بہتر ہے (آزاد) مشرک سے اگر وہ تمہیں بھلا معلوم ہو۔ (کیونکہ) یہ (مشرکین و مشرکات لوگوں کو) دوزخ کی طرف بلاتے ہیں۔ اور خدا (لوگوں کو) اپنے فضل سے جنت اور مغفرت کی طرف بُلاتا ہے (اور اس وجہ سے ان میں اور خدا میں مخالفت ہے اور یہ مخالفت خود بھی مقتضی ہے اس کو کہ ان سے بیاہ شادی کے تعلقات نہ رکھیں جائیں اور ایسے تعلقات میں گمراہی کا اندیشہ بھی ہے جو کہ حق تعالیٰ کے خلاف ہے اس سے یہ شبہ بھی دفع ہو گیا کہ اگر کسی مشرک یا مشرکہ کے نکاح میں دین کے فساد کا خطرہ نہ ہو تو اس سے شادی جائز ہونی چاہیے کیونکہ اوّل تو یہ ہی غیر مسلم ہے کہ ایسا ہے غایت مافی الباب یہ کہ اس وقت خطرہ نہیں ہے مگر دوسرے وقت میں یہ خطرہ پیدا ہو سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ کسی قانون کے منشاء کا ہر جگہ موجود ہونا ضروری نہیں چنانچہ ہیضہ کے دنوں میں امرود وغیرہ کا بیچنا قانوناً منع کر دیا جاتا ہے حالانکہ یہ ضروری نہیں کہ امرود کھانے

سے سب لوگ مرہی جاویں اور بیچنا ہر شخص کے ہاتھ برم ہوتا ہے۔ تیسرے مشرکین اور حق تعالیٰ کی باہمی عداوت واحتمال ضرر۔ دونوں اس کا منشاء ہیں کہ ان سے ایسے تعلقات نہ پیدا کئے جائیں اور صورت مذکورہ میں گو احتمال ضرر نہیں مگر شدت عداوت موجود ہے۔

کتابی عورتوں سے نکاح اور اس کی وجہ:

اب رہا یہ سوال کہ پھر کتابی عورتوں کے ساتھ نکاح کی کیوں اجازت دی گئی حالانکہ وہ بھی خدا کے دشمن اور داعی الی النار ہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ بوجہ اُن کے اقرب الی الاسلام ہونے کے ان کی عداوت بھی مشرکین کی بہ نسبت ضعیف ہے۔ اور عورت اور مغلوب شوہر ہونے کی وجہ سے اس کی دعوت بھی ضعیف ہے اس لئے اس کا اعتبار نہیں کیا گیا بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ بمقتضائے عقل اس کا احتمال غالب ہے کہ مرد کے اثر سے عورت کی اصلاح ہوگی نہ کہ عورت کے اثر سے مرد خود خراب ہوگا اور گو یہ احتمال مشرک عورت میں بھی ہے کہ وہ مرد کے اثر سے متاثر ہو مگر چونکہ اس کو اسلام سے بہت بعد اور حق تعالیٰ کے ساتھ سخت عداوت ہے اس لئے اس پر نظر نہیں کی گئی الحاصل مشرک مرد میں شدت عداوت اور دعوت الی النار دونوں پورے طور پر موجود ہیں اور مشرک عورت میں شدت عداوت پورے طور پر موجود ہے گو دعوت الی النار کمزور ہو اور کتابی مرد میں شدت عداوت تو نہیں مگر دعوت الی النار قوی ہے۔ ان وجوہ سے ان لوگوں سے مناکحت ناجائز قرار دی گئی اور کتابی عورت میں نہ شدت عداوت ہے نہ کامل دعوت الی النار اس لئے اس سے نکاح کی اجازت دی گئی یہ گفتگو محض تبرعاً ہے ورنہ حق تعالیٰ کے احکام میں علتیں ڈھونڈنا اور چون وچرا کرنا ہی خلاف عقل ہے اور وہاں مقتضائے عقل ہی یہ ہے کہ ان کو بلا چون وچرا مان لیا جاوے اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جو لوگ احکام اسلام کی نسبت یہ کہتے ہیں کہ اسلام کا فلاں حکم خلاف عقل ہے۔ اُن کا یہ کہنا ہی اس کی دلیل ہے کہ ان کو عقل نہیں۔ اور جبکہ ان کو عقل ہی نہیں تو وہ خدا کے حکم کو کیسے جانچ سکتے ہیں (کہ یہ خلاف عقل ہے یا موافق عقل) اور وہ (حق تعالیٰ) اپنے احکام لوگوں کے لئے صاف صاف بیان فرمارہے ہیں۔ امید ہے کہ وہ نصیحت مانیں گے۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۖ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِى الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۪ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۳﴾

ترجمہ: اور لوگ آپ سے حیض کا حکم پوچھتے ہیں آپ فرمادیجئے کہ وہ گندی چیز ہے تو حیض میں تم عورتوں سے علیحدہ رہا کرو اور ان سے قربت مت کیا کرو جب تک کہ وہ پاک نہ ہوجائیں پھر جب وہ اچھی طرح پاک ہوجاویں تو ان کے پاس جاؤ جس جگہ سے تم کو اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے (یعنی آگے سے) یقیناً اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں توبہ کرنیوالوں سے اور محبت رکھتے ہیں صاف پاک رہنے والوں سے۔ تمہاری بیبیاں تمہارے لئے (بمنزلہ) کھیت (کے) ہیں سو اپنے کھیت میں جس طرف سے ہوکر چاہو آؤ اور آئندہ کے واسطے (بھی) اپنے لئے کچھ کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو

۱؎ ماشاء اللہ حکم کی حکمت بھی خوب بیان کی اور اسکے بعد اس حکمت کی روح اس سے بڑھکر بیان کی۔ للہ درکم ۱۲ اشرف علی'

اور یہ یقین رکھو کہ بیشک تم اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے والے ہو اور (اے محمدؐ) ایسے ایمانداروں کو خوشی کی خبر سنا دیجئے۔

تفسیر: حائضہ اور اسکا حکم: اور لوگ تم سے حیض کے متعلق بھی سوال کرتے ہیں (کہ اس میں صحبت کی جاوے یا نہیں) آپ کہہ دیجئے کہ وہ ایک گندگی ہے لہذا تم حیض کی حالت میں عورتوں سے الگ رہا کرو۔ اور ان سے قربت نہ کیا کرو تاوقتیکہ وہ (انقطاع حیض کے ذریعہ سے) پاک نہ ہوجائیں پھر جب وہ پاک صاف ہوجائیں تو پھر ان کے پاس آجاؤ جہاں سے تم کو خدا نے اجازت دی ہے (اور اگر غلطی سے اس گناہ میں مبتلا ہوجاؤ تو توبہ کرو کیونکہ) حق تعالیٰ ان کو بھی پسند کرتے ہیں جو (قصور ہوجانے کے بعد) توبہ کرلیتے ہیں اور ان کو بھی جو (سرے سے گناہ ہی سے) پاک رہتے ہیں۔

عورتوں سے جماع:

تمہاری عورتیں تمہارے کھیت ہیں لہذا تم (کو اجازت ہے کہ تم) اپنے کھیتوں میں جس طرح چاہو آؤ (مگر اس شرط سے کہ محل اتیان وہی مقام ہو جو اتیان کے لئے موضوع ہے اور خلاف وضع فطری نہ ہو۔ اور یاد رکھو کہ یہ لذائذ مقصود اصلی نہیں ہیں بلکہ مقصود اصلی اعمال صالحہ ہیں پس تم ان میں پورے طور پر منہمک نہ ہو اور) تم کو چاہیے کہ اپنے لئے (نیکیاں) آگے بھیجتے رہو اور خدا سے ڈرتے رہو اور یہ جان لو کہ تم ایک روز اس سے ملنے والے ہو (پس اگر تم نے اس کے احکام کی تعمیل نہ کی تو اس کے سامنے کیا منہ لیکر جاؤ گے یہ احکام تو عام مومنین کو تھے) اور (اے رسول تم کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ) تم ان لوگوں کو جو (ان احکام اور ان کے علاوہ دوسرے احکام کو) مانیں (جنت کی) خوشخبری دیدو۔

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ؕ
وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۴﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ
بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾

ترجمہ: اور اللہ کو اپنی قسموں کے ذریعے سے ان امور کا حجاب مت بناؤ کہ تم نیکی کے اور تقویٰ کے اور اصلاح فی مابین خلق کے کام کرو اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتے جانتے ہیں اللہ تعالیٰ تم پر (آخرت میں) داروگیر نہ فرماویں گے تمہاری قسموں میں (ایسی) بے ہودہ قسم پر لیکن داروگیر فرماویں گے اُس (جھوٹی قسم) پر جس میں تمہارے دلوں نے (جھوٹ بولنے کا) ارادہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ غفور ہیں حلیم ہیں۔

تفسیر: قسمیں اور ان کے احکام: اسی ضمنی خطاب کے بعد پھر مسلمانوں کو خطاب فرماتے ہیں اور کہتے ہیں) اور تم لوگ خدا کو اپنی قسموں[1] کا نشانہ نہ بناؤ (اس خوف سے کہ تم کوئی نیکی کر بیٹھو اور کسی گناہ سے بچ جاؤ اور لوگوں کے درمیان صلح کرادو (یعنی تم نیکی سے بچنے اور گناہ کرنے کے لئے خدا کی قسمیں نہ کھایا کرو کہ وہ قسمیں تمہارے لئے عذر بن جائیں اور تم یہ کہہ دو کہ کیا کہیں ہم مجبور ہیں کیونکہ ہم قسم کھا چکے ہیں) اور (یاد رکھو کہ) اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے (اس لئے وہ تمہاری قسموں کو بھی سنتا ہے اور تمہاری نیتوں کو بھی

---

[1] قال النیسا بوری من اکثر ذکر شیء فی معنی من المعانی فقد جعله عرضة ای معرضا له قال فلا تجعلونی عرضة للوائم. اور وھذا ھو الحق عندی داما غیر ھذا فلا یخلوا عن تکلفات والله اعلم ۱۲ منه .

جانتا ہے پس اگر تم نیکیوں سے بچنے اور گناہ کے ارتکاب کے لئے ایسے حیلے تراشو گے تو تم کو سزا دے گا کیونکہ) حق تعالیٰ تم پر تمہاری قسموں میں لغو واقع ہونے پر تو مواخذہ نہ کرے گا۔ ہاں وہ تم کو ان پر مواخذہ کرے گا جن کو تمہارے دلوں نے کمایا ہے (اس جگہ یہ سمجھنا چاہئے کہ قسم کئی طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تو وہ جس سے قسم مقصود نہ ہو بلکہ بطور تکیہ کلام کے صادر ہو جیسے عرب میں لا واللہ بلی واللہ اور ہندوستان کے بعض شہروں میں ہر بات پر قسم مروج ہے۔ یہ وہ ہے جس کو بناء بر تفسیر عائشہ صدیقہؓ و شعبی قرآن میں لغو کہا گیا ہے اس میں نہ گناہ ہے نہ کفارہ خواہ فعل ماضی سے متعلق ہو یا مستقبل[1] سے دوسری وہ کہ قصداً گزشتہ فعل پر قسم کھائی جاوے اور وہ خلاف واقع ہو مگر قسم کھانے والا اس کو واقع کے خلاف نہ سمجھتا ہو یہ وہ قسم ہے جس سے میری نزدیک آیت میں نہیں تعرض کیا گیا اور قوانین شرعیہ کلیہ کے ذریعہ سے اس دوسری قسم کا حکم یہ ہے کہ اس میں بھی نہ گناہ ہے نہ کفارہ چنانچہ حدیث میں ہے (رفع عن امتی الخطاؤ النسان اور قرآن میں ہے لاتؤاخذنا ان نسینا او اخطانا۔ تیری قسم وہ ہے جو کسی گزشتہ فعل پر قصداً قسم کھائی جاوے اور واقع میں بھی خلاف واقع ہو اور قسم کھانے والا بھی اس کو واقع کے خلاف جانتا ہو۔ میرے نزدیک اس کا بھی قرآن میں ذکر نہیں بلکہ اس کا حکم بھی عمومات شرعیہ معلوم ہوا ہے کہ وہ جھوٹ ہونے کے سبب گناہ ہے اور جس طرح اور جھوٹوں میں کفارہ نہیں یوں ہی اس میں بھی اور چوتھی قسم وہ ہے جو آئندہ فعل کے متعلق قصداً منعقد کی جاوے یہ وہ قسم ہے جو میرے نزدیک اس جگہ ماکسبت قلوبکم سے اور سورۂ مائدہ میں ماعقدتم الایمان[2] سے مراد ہے اس تقریر پر اس آیت اور سورہ مائدہ کی آیت میں بالکل مطابقت موافقت ہو جاوے گی اور نہ اس میں کسی تکلیف کی حاجت رہے گی اور نہ وہ مذہب حنفی کے خلاف ہوگی غایت مافی الباب یہ کہ قسم کے کل افراد کا احاطہ نہ ہوگا۔ سو یہ کچھ مضر نہیں بالخصوص جب کہ دوسرے دلائل سے ان کا حکم معلوم ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ رہا یہ شبہ کہ یمین منعقدہ فی نفسہا موثم نہیں بلکہ موثم حنث ہے اور یہاں مواخذہ سے مراد یقیناً گناہ ہے کیونکہ کفار مذکور نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یمین منعقدہ بھی بعض اوقات موثم ہوتی ہے۔ چنانچہ اوپر ولا تجعلوا اللہ عرضۃ لأیمانکم میں یمین منعقدہ ہی کی ممانعت ہے اور اسی کو جرم قرار دے کر اس سے ممانعت فرمائی گئی ہے۔ اور جو قسمیں فی نفسہ موثم نہیں ہیں وہ بھی بواسطہ حنث موثم ہیں۔ واللہ اعلم ۱۲) اور یہ عدم مواخذہ بر یمین لغو اس لئے ہے کہ) حق تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے ہیں اور (باوجود ماکسبت قلوبکم مواخذہ کے فوراً مواخذہ نہ کرنا اس لئے ہے کہ وہ بردبار ہیں۔

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۷﴾ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾

---

[1] ھذا الاطلاق نقد فی الفتح و فی ردالمختار بحکایت محمد عن ابی حنیفة وقیده صاحب البدائع بغیر المستقبل والمفسر یرجح الاطلاق بنبعت علیه الحقیر [2] جو کہ ان لوگوں کی تقریروں میں ہے جو کبھی یمین غموس کو لغو میں داخل کرتے ہیں اور کبھی اس سے خارج فافہم ۱۲ منہ۔

ترجمہ: جو لوگ قسم کھا بیٹھتے ہیں اپنی بیبیوں (کے پاس جانے) سے ان کے لئے چار مہینے تک کی مہلت ہے سو اگر یہ لوگ (قسم توڑ کر عورت کی طرف) رجوع کرلیں تب تو اللہ تعالیٰ معاف کر دینگے رحمت فرما دیں گے اور اگر بالکل چھوڑ ہی دینے کا پختہ ارادہ کرلیا ہے تو اللہ تعالیٰ سنتے ہیں جانتے ہیں اور طلاق دی ہوئی عورتیں اپنے آپ کو (نکاح سے) روکے رکھیں تین حیض تک اور اُن عورتوں کو یہ بات حلال نہیں خدا تعالیٰ نے جو کچھ اُن کے رحم میں پیدا کیا ہو (خواہ حمل یا حیض) اس کو پوشیدہ کریں اگر وہ عورتیں اللہ تعالیٰ پر اور یوم قیامت پر یقین رکھتی ہیں اور ان عورتوں کے شوہران کے (بلا تجدید نکاح) پھر لوٹا لینے کا حق رکھتے ہیں اس عدت کے اندر بشرطیکہ اصلاح کا قصد رکھتے ہوں اور عورتوں کیلئے بھی حقوق ہیں جو کہ مثل ان ہی حقوق کے ہیں جو ان عورتوں پر ہیں قاعدہ (شرعی) کے موافق اور مردوں کا انکے مقابلہ میں کچھ درجہ بڑھا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ زبردست (حاکم) ہیں حکیم ہیں۔

ایلاء اور اس کا حکم: (اور چونکہ قسم کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ آدمی اپنی بیوی سے صحبت کی قسم کھالے اس لئے حق تعالیٰ اس کا بھی حکم بیان فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ) جو لوگ اپنی بیویوں سے) صحبت کی) قسم کھالیں ان کو حق ہے چار مہینے (گذرنے) کے انتظار کا (بایں معنیٰ کہ وہ قانوناً چار مہینے تک اپنی قسم پر قائم رہ سکتے ہیں لیکن اگر انہوں نے ایسا کیا تو پورے چار مہینے اس کا اثر یہ ہوگا کہ فوراً نکاح ٹوٹ جاوے گا۔ اور اگر چار مہینے کے اندر انہوں نے اپنی قسم کو توڑ دیا تو نکاح باقی رہے گا اور کفارہ دینا ہوگا۔ اسی مضمون کو حق تعالیٰ یوں بیان فرماتے ہیں) پھر اگر وہ (قسم کھانے کے بعد چار مہینے کے اندر اس قسم سے) پلٹ گئے (اور اپنی قسم کے خلاف اپنی بیوی سے صحبت کرلی) تو خیر (حق تعالیٰ ان کا قصور کفارہ کے ذریعہ سے معاف کر دے گا کیونکہ) اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور رحمت والا ہے۔ اور اگر انہوں نے طلاق ہی کی ٹھان لی ہے (اور اس لئے چار مہینے کے اندر صحبت نہیں کی تا کہ چار مہینے گذر جانے سے حسب قانون شرعی طلاق پڑ جاوے) تو (طلاق پڑ جائے گی کیونکہ) حق تعالیٰ سننے والے بھی ہیں اور جاننے والے بھی ہی (اس لئے انہوں نے اس کی قسم کو سن کر اور اس کے ارادہ کو جان کر یہ حکم دیدیا کہ چار مہینے گذرنے سے طلاق ہوگئی۔

طلاق اور اس کی عدت: جن عورتوں کو (خاص شرائط[1] کیساتھ اور خاص حالت میں) طلاق دی گئی ہے وہ عورتیں اپنے متعلق تین حیضوں کا انتظار کریں (اور جب تک تین حیض نہ گذر جائیں اس وقت تک دوسری جگہ شادی نہ کریں) اور ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس کو چھپالیں جو اللہ نے ان کے رحموں میں پیدا کیا (مثلاً یہ کہ وہ حاملہ ہیں اور اپنے حمل کو چھپا کر دعویٰ کریں کہ ہمیں تین حیض آچکے یا یہ کہ ان کو تین حیض آچکے ہیں اور وہ ان حیضوں کا اخفا کریں اور کہیں کہ ہمیں حیض نہیں آئے اور عدت نہیں گذری سو یہ دونوں باتیں ناجائز ہیں اور ان کو ایسا نہ کرنا چاہئے) اگر وہ (درحقیقت) خدا اور قیامت پر ایمان رکھتی ہیں (جیسا کہ انکا دعویٰ ہے۔

رجعت: اور ان کے خاوند اس (مدت القضائے حیض ثلثہ) میں (بشرطیکہ طلاق بائن یا مغلظہ نہ ہو) ان کے واپس لے لینے کے بہ نسبت ان کے اپنے نفس میں تصرف کے) زیادہ حقدار ہیں (اور اسی لئے وہ اس عرصہ میں رجعت کر سکتے ہیں خواہ وہ عورتیں رضامند ہوں، یا غیر رضامند ہوں) بشرطیکہ ان کا مقصود اصلاح ہو (اور عورتوں کو ناحق تکلیف دینا اور پریشان کرنا مقصود نہ ہو۔ لیکن یہ شرط اجازت ہے نہ کہ شرط صحت

---

[1] وہ شرائط یہ ہیں کہ مطلقہ حرہ ہو اُسے حیض بھی آتا ہو۔ خاوند اس سے صحبت کر چکا ہو ۱۲ منہ

رجعت کیونکہ رجعت تو ہر حال میں صحیح ہے خواہ مقصود کچھ ہو مگر اس شرط کے خلاف رجعت کرنے میں گنہگار اور مستحق سزا ہوں گے۔

مرد و عورت کے شرعی حقوق اور مرد کی برتری: اور (اس اجازت کو مشروط بارادہ اصلاح اس لئے کیا ہے کہ) جس طرح مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں۔ یوں ہی عورتوں کے حقوق مردوں پر بھی ہیں (مثلاً یہ کہ ان کو ناحق تکلیف نہ دی جاوے اور ان کے ساتھ انسانیت کا برتاؤ کیا جاوے) اور (اس سے پوری مماثلت نہ سمجھنا۔ کیونکہ) مردوں کو عورتوں پر ایک خاص فوقیت ہے (وہ یہ کہ یہ حاکم ہیں وہ محکوم۔ یہ متبوع ہیں اور وہ تابع) اور یہ تفاوت کوئی قابل اعتراض بات نہیں کیونکہ) اللہ تعالیٰ صاحب قوت و حکمت ہیں (اور قوت کی بناء پر ان کو ایسا کرنے کا اختیار ہے اور حکمت کی بناء پر اس میں اعتراض کی گنجائش نہیں۔ اب یہ بتلاتے ہیں کہ مرد کو حق رجعت کب تک رہتا ہے سو کہتے ہیں کہ)

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾

ترجمہ: وہ طلاق دو مرتبہ (کی) ہے پھر خواہ رکھ لینا قاعدہ کے موافق خواہ چھوڑ دینا خوش عنوانی کے ساتھ اور تمہارے لئے یہ بات حلال نہیں کہ (چھوڑنے کے وقت) کچھ بھی لو (گو) اس میں سے (سہی) جو تم نے ان کو (مہر میں) دیا تھا مگر یہ کہ میاں بیوی دونوں کو احتمال ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ضابطوں کو قائم نہ کر سکیں گے سو اگر تم لوگوں کو یہ احتمال ہو کہ وہ دونوں ضوابط خداوندی کو قائم نہ کر سکیں گے تو دونوں پر کوئی گناہ نہ ہوگا اس (مال کے لینے دینے) میں جس کو دے کر عورت اپنی جان چھڑا لے یہ خدائی ضابطے ہیں سو تم ان سے باہر مت نکلنا اور جو شخص خدائی ضابطوں سے باہر نکل جائے سو ایسے لوگ اپنا نقصان کرنے والے ہیں پھر اگر کوئی (تیسری) طلاق دیدے عورت کو تو پھر وہ اس کے لئے حلال نہ رہے گی اس کے بعد یہاں تک کہ وہ اس کے سوا ایک اور خاوند کے ساتھ (عدت کے بعد) نکاح کرے پھر اگر یہ اس کو طلاق دیدے تو ان دونوں پر اس میں کچھ گناہ نہیں کہ بدستور پھر مل جاویں بشرطیکہ دونوں غالب گمان رکھتے ہوں کہ آئندہ خداوندی ضابطوں کو قائم رکھیں گے اور یہ خداوندی ضابطے ہیں حق تعالیٰ ان کو بیان فرماتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے جو دانشمند ہیں۔

طلاق رجعی: ایسی طلاق دو مرتبہ (تک) ہے (جس میں رجعت ہو سکتی ہے) اب (ان طلاقوں تک جب تک کہ تم تیسری طلاق نہ دو عدت کے اندر تمہارے لئے) خواہ (ان کو عمدگی کے ساتھ روک رکھنا ہے۔ یا خوبی کے ساتھ چھوڑ دینا (یعنی یہ رجعت کر کے اپنے نکاح میں رہنے دو یا عدت گذر جانے دیکر نکاح سے باہر کر دو اور (چونکہ طلاق دینے والے یہ بے ضابطگی کرتے ہیں جو مال انہوں نے نکاح کی

حالت میں دیا تھا اس کو طلاق کے بعد عورت کی بلا رضامندی واپس کر لیتے ہیں۔ اس لئے کہا جاتا ہے۔

خلع اور اس کے شرائط: کہ تمہارے لئے جائز نہیں کہ (جبراً عورت سے) اس (مال میں) سے کچھ لو جو تم نے (ابلور مہر کے یا کسی اور طریق سے) ان کو دیا ہے۔ بجز اس صورت کے کہ ان (خاوند اور بیوی) کو اندیشہ ہو کہ وہ حدودِ الٰہیہ کو قائم نہ رکھ سکیں گے (اور قوانین مقررہ شرعیہ پر عمل نہ کر سکیں گے پس اس حالت میں ایک خاص طریق سے تم ان سے مال لے سکتے ہو آگے اس طریق کو بیان فرمایا ہے اور کہا ہے کہ) سو اگر تم کو اندیشہ ہو کہ وہ حدودِ الٰہیہ کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو (اس صورت میں) اس مرد پر اس مال کے لے لینے میں کوئی گناہ نہیں جس (کو بخوشی دے کر اس) کے ذریعہ سے اس (عورت) نے اپنی جان چھڑائی ہے (اندیشہ کی شرط گناہ سے بچنے کے لئے ہے نہ کہ قضاء صحت کے لئے) یہ خدا کی (قائم کردہ) حدیں ہیں سو تم اس سے آگے نہ بڑھنا۔ اور (ظالم نہ بننا کیونکہ ہمارا قانون ہے کہ) جو لوگ خدا کی قائم کردہ حدوں سے آگے بڑھیں سو وہ سراسر ظالم ہیں۔

طلاق مغلظہ: (یہ ایک مناسب مقام ضمنی مضمون تھا۔ اب ہم مضمون سابق کی طرف عود کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ) پھر (وہ طلاق دینے کے بعد) اگر اس نے اسے (تیسری) طلاق دی تو اب وہ اس کے لئے حلال نہ ہوگی تاوقتیکہ وہ اس کے سوا دوسرے خاوند سے (باقاعدہ) شادی نہ کر لے (اور وہ اس سے صحبت نہ کر لے) پھر اگر وہ (دوسرا خاوند) اسے طلاق دے دے تو ان پر اس میں کچھ گناہ نہیں کہ وہ دونوں حالت سابقہ کی طرف لوٹ جاویں (اور بدستور سابق تعلق زن و شوئی پیدا کر لیں) بشرطیکہ وہ سمجھتے ہوں کہ خدا کی مقرر کردہ حدوں کو قائم رکھیں گے (یہ شرط گناہ کی نفی کے لئے ہے صحت نکاح کے لئے نہیں نکاح بہرحال صحیح ہے) اور یہ اللہ تعالیٰ کی قائم کی ہوئی حدیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے بیان کرتا ہے۔ جو علم رکھتے ہیں (اور گو بیان سب کے لئے ہے مگر چونکہ نافہم لوگ اس سے منتفع نہیں ہوتے اس لئے ان کے حق میں بیان کالعدم ہے)۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۘ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۳۱﴾

ترجمہ: اور جب تم نے عورتوں کو (رجعی) طلاق دی ہو پھر وہ اپنی عدت گذرنے کے قریب پہنچ جاویں تو (یا تو) تم ان کو قاعدہ کے موافق (رجعت کر کے) نکاح میں رہنے دو یا قاعدہ کے موافق ان کو رہائی دو اور ان کو تکلیف پہنچانے کی غرض سے مت رکھو اس ارادے سے کہ ان پر ظلم کیا کرو گے اور جو شخص ایسا (برتاؤ) کرے گا سو وہ اپنا ہی نقصان کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو لہو و لعب (کی طرح بے وقعت) مت سمجھو اور حق تعالیٰ کی جو تم پر نعمتیں ہیں ان کو یاد کرو اور (خصوصاً) اس کتاب اور (مضامین) حکمت کو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر اس حیثیت سے نازل فرمائی ہیں کہ تم کو ان کے

---

[1] اس آیت کے جزو اول میں طلاق علی مال یا خلع کی ممانعت نہیں بلکہ بلا شرط اور بلا معاوضہ مال لینے پر انکار ہے۔ جیسا کہ آج کل بھی دیکھا جاتا ہے کہ عورت سے سب کچھ چھین کر اس کو نکال دیتے ہیں اور جزو ثانی میں طلاق علی مال اور خلع کی اجازت ہے اور استثناء منقطع ہے جیسا کہ تفسیر سے ظاہر ہے اور یہ تمام مضمون اعتراض ادی اور ابلہ ربماء معترضہ کے ہے اور فان طلقها الطلاق مرتان سے مرتبہ ہے ۱۲ منہ

ذریعہ سے نصیحت فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں۔

طلاق رجعی میں رجعت کا حق: اور جس[1] وقت تم لوگ اپنی عورتوں کو طلاق (رجعی) دیدو اور وہ اپنی (عدت کی) معیاد (مقررہ) تک پہنچنے کو ہوں تو (اس وقت تم کو دونوں اختیار ہیں خواہ) ان کو عمدگی کے ساتھ روک لو (اور رجعت کے ذریعہ سے ان کو اپنے نکاح سے نہ نکلنے دو) یا خوبی کے ساتھ ان کو چھوڑ دو (اور ترک رجعت سے اپنے نکاح سے نکل جانے دو غرض امساک یا تسریح جو کچھ بھی ہو خوبی کے ساتھ ہو اور اس میں عورت کو ضرر پہنچانا مقصود نہ ہو) اور تم ان کو ضرر رسانی کے لئے نہ روکنا تا کہ تم (ان کو روک کر ان پر) زیادتی کرو اور (یاد رکھو کہ) جو کوئی ایسا کرے گا وہ (حقیقت میں) خود اپنا نقصان کرے گا (کیونکہ ایسا کرنے سے وہ سخت سزا کا مستحق ہوگا اور تم خدا کے احکام کو دل لگی بھی نہ بنانا (بلکہ پختگی کے ساتھ عمل کرنا) اور خدا کی جو نعمت تم پر ہے اس کو۔ اور کتاب اور شریعت اس نے تم پر ایسی حالت میں نازل کی ہے وہ اس کے ذریعہ سے تم کو نصیحت کرتا ہے اس کو (ان دونوں کو) یاد رکھنا (اور ان کے متقضا پر عمل کرنا) اور خدا سے ڈرتے رہنا اور یہ سمجھتے رہنا کہ حق تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ
اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾ وَالْوَالِدٰتُ
يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ
رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا
وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا
وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْۤا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ
اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّاۤ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾

ترجمہ: اور جب تم میں ایسے لوگ پائے جاویں کہ وہ اپنی بیبیوں کو طلاق دیدیں پھر وہ عورتیں اپنی معیاد (عدت) بھی پوری کر چکیں تو تم ان کو اس امر سے مت روکو کہ وہ اپنے شوہروں سے نکاح کر لیں جبکہ باہم سب رضا مند ہو جائیں قاعدہ کے موافق اس مضمون سے نصیحت کی جاتی ہے اس شخص کو جو کہ تم میں سے اللہ پر اور روز قیامت پر یقین رکھتا ہو اس نصیحت کا قبول کرنا تمہارے لئے زیادہ صفائی اور زیادہ پاکی کی بات ہے اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے اور مائیں اپنے بچوں کو دو سال کامل دودھ پلایا کریں یہ مدت اس کیلئے ہے جو کوئی شیر خوارگی کی تکمیل کرنا چاہے اور جسکا بچہ ہے (یعنی باپ) اسکے

[1] یہ مضمون اوپر آ چکا ہے مگر وہاں تبعاً تھا اور مقصود ان طلاقوں کا بیان تھا جن کے بعد رجعت ہو سکتی ہے اور یہاں خود رجعت کا بیان مقصود ہے نیز وہاں یہ حکم بالا جمال مذکور تھا اور یہاں بالتفصیل نیز جاہلیت میں اس معاملہ میں کوتاہیاں بھی ہوتی تھیں اس لئے اس مضمون کو دہرایا گیا ہے لہذا یہ تکرار فائدہ سے خالی نہیں اور اس لئے مضر نہیں اس کے علاوہ یہ مضمون آئندہ مضمون کے لئے تمہید بھی ہے ۱۲ منہ

ذمہ ہے ان (ماؤں کا کھانا اور کپڑا قاعدہ کے موافق کسی شخص کو حکم نہیں دیا جاتا مگر اسکی برداشت کے موافق کسی ماں کو تکلیف نہ پہنچانا چاہئے اسکے بچہ کی وجہ سے اور نہ کسی باپ کو تکلیف دینی چاہئے اس بچہ کی وجہ سے اور مثل طریق مذکور کے اس کے ذمہ ہے جو وارث ہو پھر اگر دونوں دودھ چھڑانا چاہیں اپنی رضامندی اور مشورہ سے تو دونوں پر کسی قسم کا گناہ نہیں اور اگر تم لوگ اپنے بچوں کو کسی اور انا کا دودھ پلوانا چاہو تب بھی تم پر کوئی گناہ نہیں جب کہ ان کے حوالہ کردو جو کچھ ان کو دینا کیا ہے قاعدہ کے موافق اور حق تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یقین رکھو کہ حق تعالیٰ تمہارے کئے ہوئے کاموں کو خوب دیکھ رہے ہیں۔

بعد طلاق عورتوں کو شادی کا حق!

اور جس وقت تم عورتوں کو طلاق دیدو اور وہ اپنی معیاد مقررہ تک پہنچ جاویں (یعنی زمانہ عدت گزر جاوے اور وہ دوسرے آدمی سے نکاح کرنا چاہیں) تو تم ان کو اس بات سے نہ روکنا کہ وہ اپنے شوہروں سے نکاح کریں جبکہ وہ آپس میں با قاعدہ رضامند ہو چکے ہوں۔ یہ وہ بات ہے جس سے اس کو نصیحت ہوگی جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہے (واضح ہو کہ) یہ تمہارے لئے زیادہ صفائی اور پاکی کی بات ہے (اور اس کے خلاف میں تمہارا تلوث محتمل ہے کیونکہ اگر تم نے ان کو نکاح نہ کرنے پر مجبور کیا تو خود تمہاری نسبت بھی یہ احتمال ہے کہ ان سے ناجائز تعلق پیدا کرلو اور ان کی نسبت بھی یہ احتمال ہے کہ وہ تم سے یا کسی اور سے ناجائز تعلق پیدا کرلیں) اور یہ بھی واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ (مصالح و مفاسد کو) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (پس تم اس کے احکام میں مزاحمت نہ کرو اور عملی طور پر بھی اور اعتقادی طور پر بھی ان کو مانو)۔

مدت رضاعت اور اس سلسلہ کے احکام

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلائیں۔ یہ (حکم) ان کے لئے ہے جو (مدت) رضاعت پوری کرنا چاہیں (ورنہ یہ مدت فی نفسہ لازم نہیں ہے بلکہ اس سے کم دودھ پلانا بھی جائز ہے) اور بچے کے باپ کے ذمہ ان کا کھانا اور کپڑا ہے (مگر) عمدگی کے ساتھ (جس میں ان کو تنگی اور تکلیف نہ ہو لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ باپ کی استطاعت کا لحاظ نہ کیا جاوے گا کیونکہ) کسی شخص کو اس کی استطاعت کے موافق ہی مکلف کیا جاسکتا ہے (اور اس کی استطاعت سے بڑھ کر اس کو تکلیف نہیں دی جاسکتی۔ لہذا) نہ ماں کو اس کے بچے کے ذریعہ سے تکلیف دی جاسکتی ہے (کہ اس کو مجبور کیا جاوے کہ تم مفت یا تنگی کے ساتھ کھانا کپڑا لے کر دودھ پلاؤ) اور نہ اس کو جس کا وہ بچہ ہے اس کے ذریعہ سے تکلیف دی جاسکتی ہے (کہ اس کو مجبور کیا جاوے کہ تم اپنی استطاعت سے زیادہ صرف کر کے بچہ کو دودھ پلواؤ اب اگر مرد تنگ دست ہو تو قاضی عورت کو حکم دیگا کہ تم قرض لیکر صرف کرو اور وہ قرضہ مرد سے دلوایا جائے گا کیونکہ کما کر قرض کا ادا کرنا مرد کی قدرت ہے اور عورت کو تنگی برداشت کرنے کے لئے مجبور نہ کیا جائے گا کیونکہ اس میں عورت کو تکلیف دینا ہے جو کہ بحکم لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا منفی ہے) اور بصورت باپ کے نہ ہونے کے بچہ کے ذو رحم محرم) وارث پر ایسا ہے یعنی کھانا کپڑا دینا بقدر[1] میراث) لازم ہے۔ اب اگر وہ آپس کی رضامندی اور باہمی مشورہ سے (دو سال سے کم میں) بچہ کا دودھ چھڑانا چاہیں تو اس میں ان پر کوئی گناہ نہیں (بشرطیکہ ماں کو ناحق تکلیف دینا مقصود نہ ہو) بشرطیکہ جو دینا ٹھہر چکا ہے اس کو عمدگی کے ساتھ ان کے حوالہ کرو اور خدا سے ڈرتے رہنا (ایسا نہ ہو کہ کسی حکم کی خلاف ورزی کرو) اور یہ جان لو کہ جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کو دیکھتا ہے۔

---

[1] مطلب یہ ہے کہ دیکھا جاوے گا کہ اگر موجودہ حالت میں بچہ مرجاوے اور صرف ذو رحم محرم وارث چھوڑے تو ان میں سے کس کو کتنا حصہ پہنچے پھر صورت مفروضہ میں وہ جس قدر حصہ کا مستحق ہے اتنا ہی اس سے نفقہ لیا جاوے گا۔ مثلاً اگر ذو رحم محرم صرف دو بھائی یا دو بہن ہیں تو دونوں سے نصف نصف لیا جاوے گا اور اگر ایک بھائی اور ایک بہن ہے تو بھائی سے دو ثلث اور بہن سے ایک ثلث وہکذا۔ ۱۲ منہ۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاۗءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْھُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ڛ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاۗءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْھُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ښ وَّمَتِّعُوْھُنَّ عَلَي الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَي الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًۢا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَي الْمُحْسِنِيْنَ ۝

ترجمہ: اور جو لوگ تم میں وفات پا جاتے ہیں اور بیبیاں چھوڑ جاتے ہیں وہ بیبیاں اپنے آپ کو (نکاح وغیرہ سے) روکے رکھیں چار مہینے اور دس دن پھر جب اپنی معیاد (عدت) ختم کر لیں تو تم کو کچھ گناہ نہ ہوگا ایسی بات میں کہ وہ عورتیں اپنی ذات کے لئے کچھ کارروائی (نکاح کی) کریں قاعدہ کے موافق اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام افعال کی خبر رکھتے ہیں اور تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا جو ان مذکورہ عورتوں کو پیغام (نکاح) دینے کے بارے میں کوئی بات اشارۃً کہو یا اپنے دل میں (ارادۂ نکاح کو) پوشیدہ رکھو۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات معلوم ہے کہ تم ان عورتوں کا (ضرور) ذکر مذکور کرو گے لیکن ان سے نکاح کا وعدہ (اور گفتگو) مت کرو مگر یہ کہ کوئی بات قاعدہ کے موافق کہو اور تم تعلق نکاح کا (فی الحال) ارادہ بھی مت کرو یہاں تک کہ عدت مقررہ اپنی ختم کو نہ پہنچ جاوے اور یقین رکھو اس کا کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے دلوں کی بات کی اطلاع ہے سو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ معاف بھی کرنیوالے ہیں حلیم بھی ہیں۔ تم پر (مہر کا) کچھ مواخذہ نہیں اگر بیبیوں کو ایسی حالت میں طلاق دے دو کہ نہ ان کو تم نے ہاتھ لگایا ہے اور ان کے لئے کچھ مہر مقرر کیا ہے اور (صرف) ان کو ایک جوڑا دید و صاحب وسعت کے ذمہ اس کی حیثیت کے موافق ہے اور تنگدست کے ذمہ اس کی حیثیت کے موافق ہے (جوڑا دینا قاعدہ کی موافق واجب ہے خوش معاملہ لوگوں پر۔

وہ عورتیں جن کے شوہر مر جائیں: اور جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں (ان کی بیویوں کے متعلق یہ حکم ہے کہ) وہ اپنے متعلق چار مہینے اور دس دن کے (گزرنے) کا انتظار کریں (اور اس وقت تک نکاح وغیرہ نہ کریں) پھر جب وہ اپنی مقررہ معیاد تک پہنچ جاویں (یعنی چار مہینے دس دن گزر جائیں) تو (ان کو نکاح کا حق ہے اور) تم پر اس تصرف میں کوئی گناہ نہیں جو خوبی کے ساتھ اپنے نفسوں میں کریں۔ (یعنی شرعی قاعدہ سے وہ کسی سے نکاح کر لیں یا دوسری جگہ چلی جائیں اور جبکہ ان کو ایسا کرنے کا حق بھی ہے اور ان کے

ایسا کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں پھر کونسی وجہ ہے کہ تم ان کو روکو لہذا تم کو ایسا نہ کرنا چاہئے) اور (واضح رہے کہ) جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے واقف ہے (اس لئے کوئی کام اس کی مرضی کے خلاف نہ کرنا چاہئے) اور تم کو اس پیغام شادی میں بھی گناہ نہیں جو تم (بیوہ) عورتوں کو (عدت کے زمانہ میں بلا صراحت کے اور) تعریض کے ساتھ دو (یا اس کو) اپنے دل میں چھپائے رکھو۔ کیونکہ خدا جانتا ہے کہ تم انہیں (اس زمانہ میں) یاد کرو گے (اس لئے تمہارے لئے اتنی سہولت پیدا کردی تاکہ تم پر تنگی نہ ہو ہاں تم کو ان سے (اس زمانہ میں خفیہ طور پر (نکاح کا) قول وقرار نہ کرنا چاہئے بجز اس کے کہ تم ان سے اچھی بات کہو (جس کی تم کو شرعاً اجازت ہے (یعنی تعریض خطبہ) اور اس زمانہ میں عقد نکاح کی بھی نہ ٹھان لینا تاوقتیکہ نوشتہ الٰہی (عدت) اپنی میعاد (مقررہ کو نہ پہنچ جاوے (یعنی عدت میں نکاح بھی نہ کرلینا بلکہ عدت کے بعد کرنا چونکہ اوپر تعریض خطبہ کی اجازت دی تھی اس لئے احتمال تھا کہ شاید ایک طرف سے تعریض خطبہ ہو اور دوسری طرف سے رضامندی ظاہر ہونے پر عدت ہی میں نکاح ٹھن جاوے اس لئے اس کو روک دیا گیا) اور یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کی باتیں بھی جانتے ہیں (تمہارے ظاہری افعال تو درکنار) پس تم اس سے ہوشیار رہنا) اور کوئی کام اس کی مرضی کے خلاف نہ کرنا اور یہ جان لینا کہ اللہ تعالیٰ غفور بھی ہیں اور حکیم بھی (اور اس لئے اس کے گرفت نہ کرنے کا منشا کبھی مغفرت ہوتی ہے اور کبھی حلم پس تم عدم مواخذہ سے دھوکہ نہ کھانا)۔

خلوت صحیحہ یا مہر مقرر نہ ہونے کی صورت میں طلاق اور اس کا حکم

تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم (کسی مصلحت سے عورتوں کو طلاق دیدو جب تک تم نے ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو جب تک کہ ان کیلئے مہر نہ مقرر کیا ہو اور جب کہ یہ طلاق دینا جائز ہے اور اسلئے تم نے ایسا کیا تو جس صورت میں مہر مقرر نہیں کیا گیا اور قبل از وقتی طلاق ہوگئی تو اس صورت میں خوبی کیساتھ ان کو نفع پہنچاؤ (یعنی ایک جوڑا دو) یہ جوڑا صاحب وسعت پر اسکی حیثیت کے موافق ہے۔ اور تنگدست پر اسکی حیثیت کے موافق (یہ دینا) واجب ہے اچھے کام کرنیوالوں (یعنی مسلمانوں پر)۔

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِىْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۚ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾

ترجمہ: اور اگر تم ان بیبیوں کو طلاق دو قبل اس کے کہ ان کو ہاتھ لگاؤ اور ان کے لئے کچھ مہر بھی مقرر کر چکے تھے تو جتنا مہر تم نے مقرر کیا ہو اس کا نصف (واجب) ہے مگر یہ کہ وہ عورتیں (اپنا نصف) معاف کردیں یا یہ کہ وہ شخص معاف کردے جس کے ہاتھ میں نکاح کا تعلق رکھنا اور توڑنا) ہے اور تمہارا معاف کردینا (بہ نسبت وصول کرنے کے) تقویٰ سے زیادہ قریب ہے اور آپس میں احسان کرنے سے غفلت مت کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو خوب دیکھتے

ہیں محافظت کرو سب نمازوں کی (عموماً) اور درمیان والی نماز کی (خصوصاً) اور کھڑے ہوا کرو اللہ کے سامنے عاجز
بنے ہوئے پھر اگر تم کو اندیشہ ہو تو کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے چڑھے پڑھ لیا کرو۔ پھر جب تم کو اطمینان ہو
جاوے تو تم خدا تعالیٰ کی یاد اس طریق سے کرو کہ جو تم کو سکھلایا ہے جس کو تم نہ جانتے تھے۔

قبل خلوت صحیحہ طلاق: اور اگر تم ان کو اس سے پیشتر طلاق دیدو کہ ان کو ہاتھ لگاؤ حالانکہ تم مہر بھی مقرر کر چکے ہو تو پھر تمہارے ذمہ جو تم
نے مقرر کیا ہے اس کا آدھا ہے بجز اس صورت کے عورتیں اپنا حق نصف مہر) چھوڑ دیں یا وہ شخص جس کے اختیار میں عقد نکاح ہے (یعنی
خاوند۔ جس کو حق ہے اس کو باقی رکھنے نہ رکھنے کا اپنا حق نصف مہر) معاف کردے (اور عورت کو پورا دیدے اور (اے مردو) تمہارا معاف کر دینا
(اور عورتوں کو پورا مہر دیدینا) اقرب الی التقوی ہے (کیونکہ اس میں اس معاہدہ کا صورۃً بھی ترک نہیں ہے جو عورت سے بوقت عقد ہوا تھا
اور اس کے خلاف میں یعنی نصف دینے ہیں صورت اس کی خلاف ورزی ہے گو حقیقۃً نہیں) اور یہ ضرور ہے کہ اس میں تمہارا نقصان ہے مگر) تم
آپس کی رواداری کو نہ بھولو (اور یہ سوچو کہ یہ نفع کسی غیر کو نہیں ہو رہا بلکہ اس کو ہو رہا ہے جو تمہاری بیوی تھی دیکھو یہ تمہارا نقصان بھی فائدہ سے خالی
نہیں کیونکہ) جو کچھ تم کرتے ہو حق تعالیٰ اس کو دیکھتے ہیں (پس تمہارا یہ سلوک بھی اس کی نظر میں ہے اور وہ تم کو اس کا اجر دے گا۔

نماز کی تاکید اور اس کی اہمیت: اور تم (انہی دنیاوی قصوں میں نہ پھنسے رہنا بلکہ نمازوں کا اور (بالخصوص) نماز وسطیٰ کا (جو نماز عصر
ہے) پورا پورا خیال رکھنا۔ اور نمازوں میں حق تعالیٰ کے سامنے عاجزی کی حالت میں کھڑے ہونا پھر اگر تم کو (نماز پڑھنے میں دشمن وغیرہ کا)
اندیشہ ہو تو پھر پیادہ یا سوار (جس حالت میں بھی ہو سکے نماز پڑھنا) پھر جبکہ تم کو کوئی خطرہ نہ ہو تو تم اسی طرح اللہ کی یاد کرو جس طرح اس نے
تم کو وہ باتیں تعلیم کی ہیں جن کو تم نہ جانتے تھے (یعنی افعال صلوٰۃ اس تنبیہ کے بعد ہم پھر احکام معاملات بیان کرتے ہیں)۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۚۖ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ
اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ
حَكِيْمٌ ﴿۲۴۰﴾ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۴۱﴾ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ
لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۴۲﴾

ترجمہ: اور جو لوگ وفات پا جاتے ہیں تم میں سے اور چھوڑ جاتے ہیں بیبیوں کو وہ وصیت کر جایا کریں اپنی ان بیبیوں
کے واسطے ایک سال تک منتفع ہونے کی اس طور پر کہ وہ گھر سے نکالی نہ جاویں ہاں اگر خود نکل جاویں تو تم کو کوئی گناہ
نہیں اس قاعدہ کی بات میں جس کو اپنے بارے میں کریں اور اللہ تعالیٰ زبردست ہیں حکمت والے ہیں اور سب طلاق
دی ہوئی عورتوں کے لئے کچھ فائدہ پہنچانا (مقرر) قاعدہ کے موافق (اور یہ) مقرر ہوا ہے ان پر جو شرک و کفر سے پرہیز
کرتے ہیں اسی طرح حق تعالیٰ تمہارے لئے اپنے احکام بیان فرماتے ہیں اس توقع پر تم سمجھو اور عمل کرو۔

وہ عورت جس کے شوہر کی وفات ہو جائے: اور بیویاں چھوڑ جاویں ان کو چاہئے کہ وہ اپنی بیویوں کے لئے ایک سال تک بلا نکالے

ہوئے (نان ونفقہ سے) نفع اٹھانے کی وصیت کریں پھر اگر وہ (عدت گزر جانے کے بعد خود نکل جائیں اور سال بھر نہ ٹھہریں) تو (اس کا ان کو حق ہے اور) تم پر اس (تصرف) میں کوئی گناہ نہیں جو وہ اپنے نفسوں میں خوبی کے ساتھ کریں (مثلاً شوہر متوفی کے گھر سے چلا جانا یا دوسری جگہ نکاح کر لینا وغیرہ) اور اللہ تعالیٰ صاحب قوت وحکمت ہیں (اس لئے با اختیار خود اور بلا مزاحمت مناسب احکام تجویز فرماتے ہیں۔ ف۔ قانون میراث کے ذریعہ سے یہ قانون وصیت سے منسوخ ہو چکا ہے) اور طلاق دی ہوئی عورتوں کو بھی خوبی کے ساتھ نفع پہنچایا جاوے (اس نفع کی تفصیل کتب فقیہ میں ہے) یہ نفع پہنچانا ثابت ہے خدا سے ڈرنے والوں (یعنی مسلمانوں) پر (خواہ وجوباً خواہ استحباباً۔ دیکھو) حق تعالیٰ تمہارے لئے اپنے احکام یوں صاف صاف بیان فرماتے ہیں امید ہے کہ تم سمجھو گے (یہاں تک احکام معاملات مذکور تھے۔ اب حکم جہاد کو ایک تمہید کیساتھ بیان فرماتے ہیں۔ اور گو احکام کے بیان میں تناسب کا لحاظ ضروری نہیں مگر اس جگہ یہ خاص مناسبت ہے کہ اوپر موت اور طلاق کے احکام تھے اور جہاد کا موت سے تعلق تو ظاہر ہے اور موت کے واسطہ سے طلاق سے مناسبت ہے۔ کیونکہ دونوں قاطع نکاح ہیں پس اس کی تمہید یوں شروع کرتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۴﴾ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾

ترجمہ: (اے مخاطب) تجھ کو ان لوگوں کا قصہ تحقیق نہیں ہوا جو کہ اپنے گھروں سے نکل گئے تھے اور وہ لوگ ہزاروں ہی تھے موت سے بچنے کے لئے سو اللہ تعالیٰ ان کے لئے حکم فرمادیا کہ مرجاؤ (سب مر گئے) پھر ان کو جلا دیا بے شک اللہ تعالیٰ بڑا فضل کرنے والے ہیں لوگوں (کے حال) پر مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے (اس قصہ میں غور کرو)۔ اور اللہ کی راہ میں قتال کرو اور یقین رکھو اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والے (اور) خوب جاننے والے ہیں کون شخص ہے (ایسا) جو اللہ تعالیٰ کو قرض دے اچھے طور پر قرض دینا پھر اللہ تعالیٰ اُس (کے ثواب) کو بڑھا کر بہت سے حصے کر دیوے اور اللہ کمی کرتے ہیں اور فراخی کرتے ہیں اور تم اسی کی طرف (بعد مرنے کے) لیجائے جاؤ گے۔

جہاد اور اس کی تمہید: کیا تم نے انھیں نہیں دیکھا جو موت کے خوف سے ہزاروں کی تعداد میں اپنے گھروں سے نکلتے تھے اور اس لئے اللہ تعالیٰ نے (ان کی تنبیہ کے لئے) ان سے کہا تھا کہ تم مرجاؤ (یعنی ان کے لئے موت کا حکم دیا تھا اور وہ مر گئے تھے) اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا تھا (جس سے یہ مقصود تھا کہ ان پر یہ بات ظاہر ہو جاوے کہ موت وحیات اللہ کے قبضہ میں ہیں اور نہ اسباب عادیہ پر موت کا مدار ہے نہ حیات کا اور اس ذریعہ سے ان کے دل سے موت کا خوف نکل جاوے اور وہ موت کے خوف اور زندگی کی خواہش سے احکام خداوندی کی تعمیل میں کوتاہی نہ کریں اور چونکہ یہ تمام انعامات تھے اس لئے حق تعالیٰ استطراداً فرماتے ہیں کہ) واقعی حق تعالیٰ لوگوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے (کہ ان کی مصالح کا لحاظ رکھتا ہے) مگر بہت سے لوگ شکر نہیں کرتے (اور پھر بھی اس کی مخالفت کئے جاتے ہیں۔ پس تم اس ذریعہ سے عبرت پکڑو۔ اور ان کے لوگوں کی طرح موت سے مت ڈرو) اور خدا کی راہ میں جنگ کرو اور جان لو کہ حق تعالیٰ

سننے والے اور جاننے والے ہیں (اس لئے) ان کو تمہاری پوری حالت معلوم ہے (اور بلا اس کی مشیت کے تم کو کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا) کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دے (یعنی نیک نیتی کے ساتھ خدا کی راہ میں صرف کرے) اور اللہ اس کو اس کے لئے بہت مرتبہ بڑھا دے (اے مسلمانو بول اُٹھو کہ ہم ہیں اور اس کی راہ میں خرچ کرو) اور (اس خرچ کرنے میں تم کو تنگی کا خیال نہ ہونا چاہیے کیونکہ تنگی وفراخی خرچ سے نہیں ہوتی بلکہ یہ دونوں باتیں حق تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں اور) اللہ ہی (رزق کو) تنگ کرتا ہے اور وہی فراخ کرتا ہے اور (نہ خواہ مخواہ عدول حکمی کرنا چاہیے کیونکہ) اسی کی طرف تم واپس لوٹائے جاؤ گے (اور وہ تم سے اس پر مواخذہ کرے گا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا
نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا
لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ
الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝ وَقَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ
قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْٓا اَنّٰى یَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَیْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ
وَلَمْ یُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَیْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ
وَالْجِسْمِ ؕ وَاللّٰهُ یُؤْتِیْ مُلْكَهٗ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝ وَقَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اٰیَةَ مُلْكِهٖٓ
اَنْ یَّاْتِیَكُمُ التَّابُوْتُ فِیْهِ سَكِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ
تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝

ترجمہ: (اے مخاطب) تجھ کو بنی اسرائیل کی جماعت کا قصہ جو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد ہوا ہے تحقیق نہیں جب کہ ان لوگوں نے اپنے ایک پیغمبر سے کہا کہ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کردیجئے کہ ہم اللہ کی راہ میں (جالوت سے) قتال کریں اُن کے پیغمبر نے فرمایا۔ کہ کیا یہ احتمال ہے کہ اگر تم کو جہاد کا حکم دیا جاوے تو تم اس وقت جہاد نہ کرو۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ ہمارے واسطے ایسا کون سبب ہوگا کہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد نہ کریں حالانکہ ہم اپنی بستیوں اور اپنے فرزندوں سے بھی جدا کردیئے گئے ہیں پھر جب ان لوگوں کو جہاد کا حکم ہوا تو باستثناء ایک قلیل مقدار کے (باقی) سب پھر گئے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتے ہیں اور ان لوگوں سے ان کے پیغمبر نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا ہے۔ کہنے لگے کہ اُن کو ہم پر حکمرانی کا کیسے حق حاصل ہوسکتا ہے حالانکہ بہ نسبت ان کے ہم حکمرانی کے زیادہ مستحق ہیں اور ان کو تو کچھ مالی وسعت بھی نہیں دی گئی اُن پیغمبر نے (جواب میں) فرمایا کہ (اول تو) اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقابلہ میں ان کو منتخب فرمایا ہے اور (دوسرے) علم اور جسامت میں اُن کو زیادتی دی ہے اور (تیسرے) اللہ تعالیٰ اپنا ملک جس کو چاہیں دیں

اور (چوتھے اللہ تعالیٰ وسعت دینے والے ہیں جاننے والے ہیں) اور ان سے ان کے پیغمبر نے فرمایا کہ اُن کے (منجانب اللہ) بادشاہ ہونے کی یہ علامت ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجاوے گا جسمیں تسکین (اور برکت کی چیز) ہے تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں جن کو حضرت آل موسیٰ و آل حضرت ہارون علیہ السلام چھوڑ گئے ہیں اس صندوق کو فرشتے لے آویں گے اس میں تم لوگوں کے واسطے پوری نشانی ہے اگر تم یقین لانے والے ہو۔

بنی اسرائیل کا ایک واقعہ: اس کے بعد حق تعالیٰ بنی اسرائیل کا ایک قصہ بیان فرماتے ہیں تا کہ مسلمانوں کو عبرت ہو اور وہ جہاد سے جان نہ چرائیں اور فرماتے ہیں) کیا تم نے موسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو نہیں دیکھا (کہ انہوں نے کیا نالائقی کی کہ جہاد کی خود درخواست کی اور پھر اس سے جان چرائی اور جنہوں نے جان چرائی اس کا اُن کو کیا نتیجہ ملا۔ سنو ان کا قصہ یہ ہے کہ) جب انہوں نے اپنے ایک نبی سے کہا کہ آپ ہمارے لئے کوئی بادشاہ بنائیے کہ ہم خدا کی راہ میں لڑیں گے تو انہوں نے (اس کے جواب میں) کہا کہ کیا یہ بھی ممکن ہے کہ اگر تم پر جہاد فرض کر دیا جاوے کہ تم جنگ نہ کرو (اگر ایسا ہو تو خواہ مخواہ اپنے اوپر مصیبت نہ ڈالو) انھوں نے کہا (بھلا ایسا کیونکر ہو سکتا ہے) اور ہمارے لئے کونسی وجہ ہے کہ ہم خدا کی راہ میں جنگ نہ کریں۔ حالانکہ ہم کو ہمارے گھروں سے اور ہمارے بال بچوں میں سے نکالا گیا ہے پس جبکہ (اُن کی اس پختگی پر) اُن پر جنگ فرض کی گئی تو سب کے سب پھر گئے بجز ان میں سے تھوڑے سے لوگوں کے اور (ان کو اس کی سزا ملے گی کیونکہ) حق تعالیٰ ان ظالموں سے بخوبی واقف ہے (یہ تو اس قصہ کا اجمال تھا) اور (تفصیل اسکی یہ ہے کہ) ان کے نبی نے (ان کے جہاد پر پختگی ظاہر کرنے کے بعد) کہا کہ اللہ نے طالوت کو تمہارے لئے بادشاہ مقرر کیا ہے (سو تم اس کی اطاعت قبول کرو مگر) انھوں نے حجت شروع کر دی اور) کہا کہ اس کو ہم پر حق حکومت کیسے حاصل ہو سکتا ہے حالانکہ ہم اس سے زیادہ حکومت کے مستحق ہیں اور اُس کو (ہماری طرح) مالی وسعت نہیں دی گئی۔ ان کے نبی نے کہا کہ (یہ حجت لایعنی ہے۔ اوّل تو حق تعالیٰ نے اسے تمہارے مقابلہ میں انتخاب کیا ہے اور (دوسرے) اس کو (بجائے وسعت مال کے) وسعت علم اور قوت جسم تم سے زائد دی ہے اور (تیسرے) حق تعالیٰ کو حق ہے کہ وہ اپنا ملک جسے چاہے دے اور (چوتھے) اللہ تعالیٰ صاحب وسعت ہیں (اور ہر چیز کو احاطہ کئے ہوئے ہیں) اور صاحب علم (وسیع ہیں) اس لئے وہ خوب جانتے ہیں کہ کون اہل ہے اور کون نہ اہل ان وجوہ سے تم کو اس بارہ میں حجت زیبا نہیں) اور ان کے نبی نے ان سے یہ بھی کہا کہ اس کی سلطنت (من جانب اللہ) کی یہ نشانی ہے کہ تمہارے پاس (جالوت کے یہاں سے) وہ صندوق جس میں تمہارے رب کی جانب سے تسکین اور ان اشیاء کا بقیہ ہیں جن کو آل موسیٰ و آل ہارون نے چھوڑا تھا اس حالت میں آئے گا کہ فرشتے اس کو تمہارے پاس لاتے ہوں گے اس واقعہ میں تمہارے لئے ایک نشانی ہے اگر تم ماننے والے ہو (چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور انہوں نے طالوت کی حکومت تسلیم کر لی اور جہاد کو روانہ ہو گئے)۔

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي

وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ فَلَمَّا

جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالَ الَّذِينَ

يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُو اللَّهِ كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ

الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا
وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۣ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ
الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ۭ

ترجمہ: پھر جب طالوت فوجوں کو لے کر (بیت المقدس سے عمالقہ کی طرف) چلے تو انہوں نے کہا کہ حق تعالیٰ امتحان کریں گے ایک نہر سے سو جو شخص (افراط کے ساتھ) اس سے پانی پیوے گا وہ میرے ساتھیوں میں نہیں اور جو اس کو زبان پر بھی نہ رکھے وہ میرے ساتھیوں میں ہے لیکن جو شخص اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھرے۔ سو سب نے اس سے (بے تحاشا) پینا شروع کر دیا مگر تھوڑے آدمیوں نے ان میں سے سو جب طالوت اور جو مومنین ان کے ہمراہ تھے نہر سے پار اتر گئے کہنے لگے کہ آج تو ہم میں جالوت اور اس کے لشکر کے مقابلہ کی طاقت نہیں معلوم ہوتی (یہ سن کر) ایسے لوگ جن کو یہ خیال تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش ہونے والے ہیں کہنے لگے کہ کثرت سے بہت سی چھوٹی چھوٹی جماعتیں بڑی بڑی جماعتوں پر خدا کے حکم سے غالب آگئی ہیں اور اللہ تعالیٰ استقلال والوں کا ساتھ دیتے ہیں اور جب جالوت اور اُس کی فوجوں کے سامنے میدان میں آئے تو کہنے لگے کہ اے ہمارے پرودگار! ہم پر استقلال (غیب سے) نازل فرمایئے اور ہمارے قدم جمائے رکھئے اور ہم کو اس کافر قوم پر غالب کیجئے پھر طالوت والوں نے جالوت والوں کو خدا کے حکم سے شکست دیدی اور داؤد (علیہ السلام) نے جالوت کو قتل کر ڈالا اور ان کو (یعنی داؤد کو) اللہ تعالیٰ نے سلطنت اور حکمت عطا فرمائی اور بھی جو جو منظور ہوا ان کو تعلیم فرمایا۔

قصہ طالوت: پس جبکہ طالوت اپنے لشکر سمیت (اپنی جگہ سے) جدا ہوئے (اور جہاد کے لئے چل دیئے) تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ایک نہر کے ذریعہ سے تمہاری جانچ کرے گا (کہ تم کہاں تک اطاعت گزار اور تحمل مشاق پر آمادہ ہو) پس جو شخص اس میں سے پانی پی لے گا اس کو مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور جو اس کو نہ چکھے گا وہ میرا ہے۔ باستثناء اس کے جو اپنے ہاتھ سے ایک چلو اٹھا لے سو (جب وہ نہر آئی تو) سب نے خوب پانی پیا۔ باستثناء تھوڑے سے آدمیوں کے (اور امتحان میں ناکامیاب ہوئے) اسکے بعد جب وہ (طالوت) اور ان کے ساتھ وہ لوگ جو ایمان لائے تھے نہر سے آگے بڑھے تو انھوں نے کہا کہ ہم میں تو آج جالوت اور اس کے لشکر سے لڑنے کی تاب نہیں ہے (اور لڑائی سے ہمت ہار دی مگر) جو لوگ سمجھتے تھے کہ ہمیں خدا سے ملنا (اور اس کے روبرو جانا) ہے انھوں نے کہا کہ (ہمت ہارنے کی کوئی بات نہیں) کس قدر مختصر جماعتیں ہیں جو بحکم خدا جماعت کثیر پر غالب آچکی ہیں اور اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہیں (اور یہ کہہ کر لڑنے پر آمادہ ہو گئے) اور جب جالوت اور اس کے لشکروں کے مقابلہ میں میدان میں آئے تو کہا کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر (غیب سے) صبر نازل فرما اور ہمارے قدم جمائے رکھ۔ اور ہمیں ان کافر لوگوں پر فتح دے۔ پس انھوں نے خدا کے حکم سے ان کو شکست دی اور داؤد علیہ السلام نے جالوت کو مار ڈالا اور اللہ تعالیٰ نے (طالوت کے بعد) ان کو سلطنت اور نبوت عطا کی اور (اس کے علاوہ) اور امور بھی جو چاہے سکھلائے (جیسے زرہ بنانا جانوروں کی زبان سمجھنا وغیرہ)

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۞ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۞

ترجمہ: اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ بعضے آدمیوں کو بعضوں کے ذریعہ سے دفع کرتے رہا کرتے ہیں تو سرزمین (تمام تر) فساد سے پُر ہوجاتی ولیکن اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں جہان والوں پر یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو صحیح صحیح طور پر ہم تم کو پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور (اس سے ثابت ہے کہ) آپ بلاشبہ پیغمبروں میں سے ہیں۔

جہاد کا مقصد

اور (یہ تمام کاروائی محض دفع شر کے لئے تھی کیونکہ) اگر اللہ تعالیٰ بعض کے ذریعہ سے بعض کی مدافعت (ومزاحمت) نہ کرتا تو تمام زمین خراب ہوجاتی (اور اہل باطل غلبہ پاکر اہل حق کو تباہ کردیتے پھر آپس میں شر فساد کرتے جس کا انجام تباہی تھا) مگر حق تعالیٰ تمام جہان پر فضل کرنے والے ہیں (اس لئے انھوں نے قانون جہاد مقرر کردیا تاکہ بانی شر کفار یا فنا ہوجاویں یا مغلوب ہوکر فساد سے باز رہیں) یہ خدا کی آیات ہیں جن کو ہم تمہیں صحیح صحیح پڑھ کر سناتے ہیں اور (یہ دلیل ہے اس بات کی کہ) یقیناً آپ خدا کے پیغمبروں میں سے ہیں (ورنہ اتنے پرانے واقعات بغیر وحی کے بالکل صحیح صحیح آپ کو کیسے معلوم ہوسکتے تھے اور یہ احتمال کہ آپ نے دوسروں سے سُن کر یہ باتیں معلوم کی ہوں محض عقلی ہے اور احتمالات عقلی واقعات کے ثبوت میں مضر نہیں ہوتے ہاں اگر کوئی اس کا مدعی ہو کہ آپ نے کسی سے سُن کر یہ واقعات بیان کئے ہیں تو ثبوت اسکے ذمہ ہے پس ثابت ہوا کہ جو لوگ آپ کی رسالت کا انکار کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ اب ہم اس غلطی کا منشاء بتلاتے ہیں۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۟ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۲۵۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾

ترجمہ: یہ حضرات مرسلین ایسے ہیں کہ ہم نے ان میں سے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے (مثلاً) بعضے ان میں وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے ہیں (یعنی موسیٰ) اور بعضوں کو ان میں بہت سے درجوں میں سرفراز کیا اور ہم نے حضرت عیسیٰ بن مریم کو کھلے کھلے دلائل عطا فرمائے اور ہم نے انکی تائید روح القدس (یعنی جبرئیل) سے فرمائی اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو (امت کے) جو لوگ ان کے بعد ہوئے ہیں باہم قتل وقتال نہ کرتے بعد اس کے کہ ان کے پاس (امرِ حق کے) دلائل پہنچ چکے تھے ولیکن وہ لوگ باہم (دین میں) مختلف ہوئے سو ان میں کوئی تو ایمان لایا اور کوئی کافر رہا (اور نوبت قتل وقتال کی پہنچی اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو وہ لوگ باہم قتل وقتال نہ کرتے لیکن اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ اے ایمان والو! خرچ کرو اُن چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں قبل اسکے کہ وہ دن (قیامت کا) آجاوے جس میں نہ تو خرید وفروخت ہوگی اور نہ دوستی ہوگی اور نہ (بلا اذنِ الٰہی) کوئی سفارش ہوگی اور کافر ہی لوگ ظلم کرتے ہیں (تو تم ایسے مت بنو)

تفسیر: پیغمبروں میں باہم ایک دوسرے پر فضیلت:

وہ پیغمبر (جن میں کے ایک فرد آپ ﷺ بھی ہیں) ان کی یہ حالت ہے کہ ہم نے ایک کو دوسرے پر (خاص خاص) فضیلتیں دی ہیں (چنانچہ) ان میں سے بعض وہ ہیں جن سے حق تعالیٰ نے کلام کیا ہے (جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام) اور کسی (کو یہ شرف تو نہیں دیا بلکہ دوسرا شرف دیا کہ اس کے دوسرے مراتب بلند کئے اور عیسیٰ ابن مریم کو (یہ فضیلت دی کہ ان کو ان کے نبوت کے مخصوص روشن دلائل عطا کئے (جیسے احیاء موتی وابراء اکمہ وابرص) اور روح القدس کے ذریعہ سے ان کو قوت پہنچائی (اور یہ خصوصیات لوگوں کی جہالت اور نادانی سے ان کے اختلاف ونزاع کا باعث ہوگئیں۔ کیونکہ جب ایک نبی کے پیروں نے دوسرے نبی میں وہ خاص خصوصیتیں نہ پائی جو اس میں تھیں تو انہوں نے اس کا انکار کیا اور جنگ وجدل تک نوبت پہنچی مگر خدا کو یونہی منظور تھا) اور اگر خدا کو (ان کا بجز روکنا) منظور ہوتا تو جو لوگ ان رسولوں کے بعد ہوئے وہ بعد اس کے کہ ان کے پاس دلائل واضحہ آچکے تھے (جو کہ عدم اختلاف کو مقتضی ہونے کے باوجود ان کی شرارت سے رفع نزاع کے لئے کافی نہ ہوئے حق تعالیٰ کے جبر سے) آپس میں جنگ نہ کرتے (بلکہ حق تعالیٰ کے سامنے گردن جھکانے پر مجبور ہوتے) مگر (حق تعالیٰ کو بغرض امتحان مجبور کرنا منظور نہ تھا اس لئے) اُنہوں نے آپس میں اختلاف کیا سو بعض تو ان میں سے وہ تھے جو ایمان لائے۔ اور کچھ ان میں

ایسے تھے جنہوں نے کفر کیا اور کوئی یہ نہ کہے کہ خدا ان کو جب روک سکتا تھا تو کیوں نہ روکا کیونکہ یہ بے شک صحیح ہے کہ) اگر خدا چاہتا تو وہ جنگ نہ کرتے مگر (اس پر یہ سوال نہیں ہوسکتا کہ پھر اس نے کیوں نہ روکا کیونکہ) خدا (حاکم مطلق ہے وہ) جو چاہتا ہے کرتا ہے (اس پر اعتراض کا کسی کو حق نہیں یہ ضرور ہے کہ وہ جو کچھ کرتا ہے اس میں حکمتیں ہوتی ہیں مگر اس سے حکمت بھی نہیں پوچھی جاسکتی پس جبکہ تلک ایت اللہ نتلوھا سے لوگوں کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار اور تلک الرسل فضلنا الآیۃ سے اس مخالفت کی علت اور کفار کا مسلمانوں کے ساتھ حسب قاعدہ مستمرہ جنگ کرنا مفہوم ہوا اور جنگ میں ضرورت ہوتی ہے خرچ کی اس لئے حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

راہ حق میں مال و دولت کی قربانی:

اے مسلمانو تم خدا کی راہ میں جو مال ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرو اس سے پیشتر کہ وہ دن آئے جس میں نہ بیع ہوگی (کہ تم نیکیاں خرید لو) اور نہ دوستی ہوگی کہ بلا معاوضہ کوئی اپنی نیکیاں دوست سمجھ کر تم کو دیدے) اور نہ (بلا اجازت حق تعالیٰ) سفارش ہوگی (کہ سفارش سے کوئی چھوڑا دے اور نیکیوں کی ضرورت نہ رہے۔ بلکہ وہاں صرف نیکیاں کام آئیں گی پس تم کو چاہیے کہ خرچ کر کے خوب نیکیاں کمالو ورنہ اس وقت پچھتانا پڑیگا) اور کافر (جو کہ بالکلیہ اعمال خیر سے روگرداں ہیں) وہی ظالم ہیں (پس تم ان جیسے نہ بنو رہی یہ بات کہ کافر کیوں ظالم ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ)

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــُٔـوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَھُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝

ترجمہ: اللہ تعالیٰ (ایسا ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں زندہ ہے سنبھالنے والا ہے (تمام عالم کا) نہ اس کو اونگھ دبا سکتی ہے اور نہ نیند اسی کے مملوک ہیں سب جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں ایسا کون شخص ہے جو اس کے پاس کسی کی سفارش کرسکے بدوں اس کی اجازت کے وہ جانتا ہے ان کے تمام حاضر اور غائب حالات کو اور وہ موجودات اس کے معلومات میں سے کسی چیز کو اپنے احاطہ علمی میں نہیں لاسکتے مگر جس قدر علم دینا وہی چاہے اسکی کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ان دونوں کی حفاظت کچھ گراں نہیں گزرتی اور وہ عالیشان عظیم الشان ہے۔

تفسیر: اللہ تعالیٰ ایک اور حیّ وقیّوم ہے:

اللہ کی یہ شان ہے کہ (وہی تنہا معبود ہے اور) اور کوئی معبود نہیں بجز اس زندہ اور برقرار رہنے والے کے (کمال بیداری کی اس کی یہ حالت ہے کہ غفلت اضطراری کو بھی وہاں دخل نہیں چنانچہ) نہ اُسے اونگھ آتی ہے نہ نیند (اور غفلت اختیاری کا تو ذکر ہی کیا ہے اور کمال ملک کی یہ حالت ہے۔

ساری کائنات کا مالک صرف خدا ہے

کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے (اور کمال ہیبت کی یہ کیفیت ہے کہ) وہ کون ہے جو اسکے یہاں کسی کی سفارش کر سکے بجز اسکے کہ وہ سفارش خود اسکے ایما سے ہو (اور کمال علم یہ ہے کہ وہ جملہ) موجودات کے تمام حاضر و غائب حالات کو جانتا ہے اور مخلوقات اس کے معلومات کے کسی حصہ پر حاوی نہیں ہو سکتیں بجز اس مقدار کے جس کو وہ خود چاہے اور وسعت سلطنت و کمال اہلیت سلطنت وانتظام یہ کہ) اس کی بادشاہی آسمانوں اور زمین کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے اور (وہ ان سب کی حفاظت کرتا ہے اور باوجود اس کے) اسے ان کی حفاظت ذرا بھی بار نہیں بلکہ اگر ایسے ایسے لاکھوں اور بلکہ کروڑوں آسمانوں وزمین ہوں تو ان کی بھی وہ یونہی حفاظت کرسکتا ہے جس طرح موجودہ آسمان وزمین کی) اور وہ عالی مرتبہ عظیم الشان ہے۔

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۣ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۤ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵۶﴾ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ڛ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗــــُٔــھُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾

ترجمہ: دین میں زبردستی (کا فی نفسہ کوئی موقع) نہیں (کیونکہ) ہدایت یقیناً گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے سو جو شخص شیطان سے بد اعتقاد ہو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خوش اعتقاد ہو (یعنی اسلام قبول کرے) تو اس نے بڑا مضبوط حلقہ تھام لیا جس کو کسی طرح شکستگی نہیں (ہو سکتی) اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والے ہیں (اور) خوب جاننے والے ہیں اللہ تعالیٰ ساتھی ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے ان کو (کفر کی) تاریکیوں سے نکال کر یا بچا کر نور (اسلام) کی طرف لاتا ہے اور جو لوگ کافر ہیں انکے ساتھی شیاطین ہیں (انسی یا جنّی) وہ انکو نور (اسلام) سے نکال کر (یا بچا کر کفر کی) تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں ایسے لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں اور یہ لوگ اس میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے۔

تفسیر: دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے

اور جبکہ حق تعالیٰ کی یہ شان ہے تو اس کو ماننا اور اس کی اطاعت کرنا ضروری ہوا اور جبکہ اس کو ماننا اور اس کی اطاعت کرنا ضروری ہوا تو اس کو نہ ماننا اور اس کی اطاعت سے سرتابی کرنا جو کہ حقیقت ہے کفر کی بلاشبہ ظلم ہوگا پس اس سے یہ دعویٰ تو ثابت ہو گیا کہ کافر ظالم ہیں۔

حق کے باوجود کافر کو آزاد چھوڑنے کی وجہ

اب یہ سمجھو کہ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر وہ کفار کو ایمان کے لئے مجبور کرے تو وہ ایسا بھی کر سکتا ہے کیونکہ وہ ان پر پوری قدرت رکھتا ہے اور ایسا کرنا اس کا جائز حق بھی ہے کیونکہ وہ ان کا مالک ہے اور مالک کو اپنے ملک میں ہر تصرف کا حق حاصل ہے مگر چونکہ یہ جبر حکمت کے خلاف تھا کیونکہ اس سے مصلحت ابتلاء فوت ہوتی ہے اس لئے اس نے ان کو مجبور نہیں کیا۔

دین کے سلسلہ میں بندوں کو اختیار

اور فرمایا کہ ہماری طرف سے دین میں کوئی جبر نہیں ہے (بلکہ ہر ایک کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اپنے اختیار کو ایمان کے لئے کام میں لائے یا کفر کے لئے کیونکہ) ہدایت گمراہی سے ممتاز ہوگئی ہے (اور اس لئے جبر کی ضرورت نہیں کیونکہ اس حالت میں اگر کوئی گمراہی اختیار کرے گا تو وہ خود اپنے کو برباد کرے گا اور جب وہ خود اپنے آپ کو دیدہ دانستہ تباہی میں ڈال رہا ہے تو کسی کو کیا ضرورت ہے کہ وہ اسے مجبور کرے تو ایسا نہ کرہاں یہ ضرور ہے کہ جو احکام اور آثار ہدایت اور گمراہی اختیار کرنے کے ہیں وہ ان پر دنیا میں بھی مرتب ہوں گے اور آخرت میں بھی مثلاً مومن کا معصوم الدم ہونا اور کافر کا مباح الدم ہونا وغیرہ وغیرہ۔

مرتد کا قتل لا اکراہ فی الدین کے خلاف نہیں ہے

اور یہ احکام اختیار و اکراہ کے منافی نہیں کیونکہ اگر افعال سیئہ پر دنیوی واخروی سزاؤں کی دھمکی دینا یا ان کے ارتکاب کے بعد ان سزاؤں کو نافذ کرنا بھی اکراہ ہو تو ہر شخص گناہ نہ کرنے پر مکرہ ہوگا۔ اور لا[1] اکراہ فی الدین کے کوئی معنی نہ ہوں گے پس اس سے ثابت ہوا کہ اسلام میں قتل مرتد کا حکم لا اکراہ فی الدین کے خلاف نہیں کیونکہ وہ نتیجہ ہے اس کے اختیاری کفر کا جیسا کہ زنا کا نتیجہ رجم اور قتل کا نتیجہ قصاص بلکہ قتل مرتد تو حد زنا اور قصاص سے بھی کمتر ہے کیونکہ ان کے دفع پر زانی و قاتل کو قدرت نہیں ہے اور قتل کے دفع پر مرتد کو قدرت ہے۔ کہ وہ ارتداد سے توبہ کر کے قتل سے بچ سکتا ہے پس جس طرح ارتداد کا ارتکاب اس نے اپنے اختیار سے کیا تھا یونہی سزا بھی اس پر اس کے اختیار سے جاری کی جاتی ہے کیونکہ اس کو قتل کے وقت بھی اختیار دیا جاتا ہے کہ تم اپنی مرضی سے جو راہ مناسب سمجھو اس کو اختیار کرو خواہ اسلام یا کفر لیکن اس کے ساتھ ہی ان دونوں کے نتائج کے لئے بھی تیار ہو جاؤ ایسی حالت میں اگر وہ کفر اختیار کرتا ہے اور قتل کو ترجیح دیتا ہے تو یہ اس کا اختیاری فعل ہے اور وہ اس پر مجبور نہیں ہے اور اگر وہ توبہ کر لے اور مسلمان ہو جاوے تو یہ بھی اس کا اختیاری فعل ہے اور وہ اس پر مجبور نہیں ہے۔

مرتد کو دعوت اسلام اور اس کی وجہ اور اس سلسلہ میں مرزائی اور نیچری کی غلط فہمی

رہا مرتد کو اسلام کی دعوت دینا سو وہ محض خیر خواہی اور اتمام حجت کے طور پر ہوتا ہے نہ کہ بطور اکراہ کے اور اس سے ثابت ہوا کہ ہمارے زمانہ میں مرزائی جماعت اور نیچری لوگ جو قتل مرتد کو لا اکراہ فی الدین کے خلاف بتاتے ہیں یہ ان کی جہالت اور بے دینی ہے اور ہمیں ان لوگوں کی نافہمی پر حیرت ہوتی ہے کہ وہ قرآن میں قتل کی سزا قصاص ڈکیتی کی سزا قتل اور صلب وغیرہ اور خود کفر کی سزا دوزخ وغیرہ دیکھتے ہیں اور اس کو لا اکراہ فی الدین کے منافی نہیں سمجھتے اور قتل مرتد کو اس کے منافی سمجھتے ہیں حالانکہ وہ لوگ جرم کے وقت مختار ہوتے ہیں اور سزا کے وقت مجبور اور مرتد نہ جرم کے وقت مجبور ہوتا ہے نہ سزا کے وقت اس سے زیادہ کیا بے عقلی اور نافہمی ہوگی۔

مؤمن ایک مضبوط بنیاد پر قائم ہے وہ کبھی ہلاک نہیں ہوسکتا

خیر جبکہ ہدایت گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے اور معلوم ہو چکا ہے کہ ہدایت ایمان باللہ اور کفر بالطاغوت ہے) تو جو کوئی شیطان کو نہ مانے اور خدا کو مانے (وہ ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے محفوظ رہے گا کیونکہ) اس نے ایک مضبوط کڑے[2] کو تھام رکھا ہے جس کے لئے کبھی شکستگی

---

[1] ماشاءاللہ لا اکراہ کی خوب تقریر کی ۱۲ اشرف علی

[2] اردو میں کوئی لفظ اس کا مرادف نہیں ملا اس لئے ترجمہ متقارب سے کیا گیا ۱۲ منہ میں کہتا ہوں غالباً دستہ عروہ کا مرادف ہے ۱۲ اشرف علی

نہیں (یعنی وہ متمسک بالا یمان ہے اور جو ایمان کو سنبھالے رہے وہ کبھی ہلاک نہیں ہو سکتا) اور (وجہ اس کی یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ سننے والے اور جاننے والے ہیں (اس لئے وہ اس کے اقوال کو سنتے اور افعال کو دیکھتے ہیں تو پھر اس کے لئے خطرہ کی کونسی وجہ ہے اور ایمان باللہ اور کفر بالطاغوت کی اس لئے ضرورت ہے کہ) اللہ سرپرست اور متولی کار ہے مسلمانوں کا (چنانچہ) وہ ان کو (گمراہی کی) تاریکیوں سے نکال کر (ہدایت کی) روشنی میں لاتا ہے اور جو لوگ کافر ہیں ان کے سرپرست اور متولی کار شیاطین ہیں (چنانچہ) وہ ان کو ہدایت کی) روشنی سے نکال کر (گمراہی کی) تاریکیوں میں لاتے ہیں۔ یہ لوگ دوزخی ہیں (بایں معنی کہ) وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (اب حق تعالیٰ اسی سلسلہ میں ایک کافر اور دو مومنوں کے قصے بیان کرتے ہیں جو کہ ایمان کی ترغیب اور کفر سے نفرت دلاتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۚ

ترجمہ: (اے مخاطب) تجھ کو اس شخص کا قصہ تحقیق نہیں ہوا (یعنی نمرود کا) جس نے حضرت ابراہیم سے مباحثہ کیا تھا (اپنے پروردگار کے (وجود) کے بارے میں اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نے اس کو سلطنت دی تھی جب ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میرا پروردگار ایسا ہے کہ وہ جلاتا ہے اور مارتا ہے کہنے لگا میں بھی جلاتا ہوں اور مارتا ہوں۔ ابراہیمؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آفتاب کو (روز کے روز) مشرق سے نکالتا ہے تو (ایک ہی دن) مغرب سے نکال دے اس پر متحیر رہ گیا وہ کافر (اور کچھ جواب نہ بن آیا) اور اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ) ایسے بے جارہ پر چلنے والوں کو ہدایت نہیں فرماتے۔

تفسیر: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مناظرہ نمرود سے

کیا آپ نے اسے نہیں دیکھا جس نے ابراہیمؑ سے اپنے پروردگار کے بارہ میں مناظرہ کیا تھا (اس جرم پر) کہ اس نے سلطنت دی تھی (کہ اس نے کس قدر نامعقول حرکت کی قصہ اس کا یہ ہے کہ جس وقت ابراہیم علیہ السلام نے (اس کے مقابلہ میں) کہا کہ میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے تو اس نے کہا کہ (یہ بات تو میرے اندر بھی موجود ہے) اور میں زندہ بھی کرتا ہوں اور مارتا بھی ہوں (چنانچہ میں کسی کو قتل نہیں کرتا جو کہ اس کا احیاء ہے اور کسی کو قتل کر دیتا ہوں جو کہ اس کا مارنا ہے تو مجھے تمہارا خدا ہونا چاہئے۔

کافر سے حضرت ابراہیمؑ کا سوال اور اس کا لاجواب ہونا

حضرت ابراہیمؑ نے جب دیکھا کہ بہت کوڑ مغز ہے اور وہ جانتا بھی نہیں سمجھتا کہ کسی میں حیات اور موت کا پیدا کرنا اور چیز ہے اور حیات حاصلہ تعرض نہ کرنا اور موت کا سبب ظاہری بن جانا اور چیز یا وہ سمجھ کر کٹ حجتی کرتا ہے تو انہوں نے دوسری دلیل اختیار کی اور فرمایا کہ اچھا اگر اس دلیل کو تم نہیں سمجھ سکتے تو ہم تمہیں دوسری دلیل سے سمجھاتے ہیں جس میں نہ وقت فہم کی ضرورت ہے اور نہ اس میں کٹ حجتی چل سکتی ہے چنانچہ) ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو آفتاب کو مشرق سے لاتا ہے (اگر تو خدا ہے) تو مغرب سے لے آ۔

اس پر وہ کافر مبہوت ہو گیا (اور اسے کوئی جواب نہ بن آیا)۔

کافر کو ہدایت نہ ہونے کی وجہ

اور (اسکا مقتضی یہ تھا کہ ایمان لے آتا مگر اس نے عناد سے کام لیا اور ایمان نہیں لانا چاہا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی اسے ہدایت نہیں کی کیونکہ) اللہ (کی عادت ہے کہ وہ) ان (کافروں) کو راہ پر نہیں لاتا جو ظلم پر کمربستہ ہیں (اور اس سے رجوع نہیں کرنا چاہتے۔

اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰى قَرْیَةٍ وَّ هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ
مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ
یَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ ۚ وَ انْظُرْ اِلٰى
حِمَارِكَ وَ لِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ انْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَیْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ
فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

ترجمہ: یا تم کو اس طرح کا قصہ بھی معلوم ہے جیسے ایک شخص تھا کہ ایک بستی پر ایسی حالت میں اس کا گذر ہوا کہ اس کے مکانات اپنی چھتوں پر گر گئے تھے کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ اس بستی کے مردوں) کو اس کے مرے پیچھے کس کیفیت سے زندہ کرینگے سو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو سو برس تک مردہ رکھا پھر اس کو زندہ کر اٹھایا (اور پھر) پوچھا کہ تو کتنے (دنوں) اس حالت میں رہا اس شخص نے جواب دیا کہ ایک دن رہا ہوں گا یا ایک دن سے بھی کم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تو (اس حالت میں) سو برس رہا ہے تو اپنے کھانے (کی چیز) اور پینے (کی چیز) کو دیکھ لے کہ نہیں سڑی گلی اور (دوسرے) اپنے گدھے کی طرف نظر کر اور تا کہ ہم تجھ کو ایک نظیر لوگوں کے لئے بنا دیں اور (اس گدھے کی) ہڈیوں کی طرف نظر کر کہ ہم ان کو کس طرح ترکیب دیئے دیتے ہیں پھر ان پر گوشت چڑھا دیتے ہیں پھر جب یہ سب کیفیت اس شخص کو واضح ہو گئی تو کہہ اٹھا کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔

تفسیر: ایک مومن کی دوبارہ زندگی پر اظہار حسرت:

یہ حالت تو ایک کافر کی تھی۔ اب اس کے مقابلہ میں ایک مومن کی حالت بیان فرماتے ہیں اور کہتے ہیں) یا (کیا تم نے) اس جیسا شخص (یعنی خود وہ شخص نہیں دیکھا) جس کا ایک بستی پر ایسی حالت میں گزر ہوا تھا کہ وہ اپنی چھتوں کے بل گری ہوئی (اور ویران تھی) (اس کا قصہ یہ ہے کہ) اس نے (اس بستی کو ویران اور اس کے رہنے والوں کو بے نام ونشان دیکھ کر حیرت سے) کہا کہ (نہیں معلوم) اللہ تعالیٰ اس (بستی کے رہنے والوں) کو ان کے مرنے کے بعد کس طرح زندہ کریں گے (اگرچہ یہ امر یقینی ہے کہ وہ ان کو زندہ کریں گے لیکن اگر میں اس کا نمونہ بھی دیکھ لیتا تو اچھا ہوتا)

مومن کی حسرت کا من جانب اللہ دفعیہ اور سو برس کے مردہ کا زندہ ہونا

اس پر حق تعالیٰ نے اس کو (موت دے کر) سو برس تک مردہ رکھا اس کے بعد اسے (موت سے) اٹھایا (اور) کہا کہ (بتلاؤ) تم کتنے دنوں (اس حالت میں) رہے انہوں نے کہا کہ صرف ایک دن رہا یا کچھ کم ایک دن (حق تعالیٰ نے) فرمایا نہیں بلکہ تم سو برس اس حالت میں رہے پس اب تم اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھو کہ ان میں ذرا تغیر نہیں آیا اور اپنے گدھے کو بھی دیکھو (کہ اس کی کیا حالت ہوگئی ہے۔ ان کے دیکھنے سے تم کو اس کا بھی اطمینان ہو جاوے گا کہ میں سو برس تک مردہ رہا ہوں اور یہ استبعاد بھی دور ہو جاوے گا کہ میں سو برس تک اس حالت میں کیونکر رہا اور اس مجموعہ سے تم کو یہ بھی معلوم ہو جاوے گا کہ اللہ تعالیٰ یوں تو مردوں کو زندہ کرے گا یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا ہے تا کہ خود تم کو بھی احیاء کا نمونہ معلوم ہو جاوے) اور تا کہ ہم تم کو دوسرے لوگوں کے لئے (بھی) نمونہ بنا دیں (اور تمہاری حالت معلوم کر کے حشر ونشر کا انکار نہ کریں)

اطمینان قلب کی ترکیب اور خدا کی قدرت کا یقین کامل

اور (اگر اس سے بھی زیادہ اطمینان چاہتے ہو تو اپنے گدھے کی) ہڈیوں کو دیکھو (اور دیکھو کہ) ہم ان کو کیسے ترکیب دیتے اور اس کے بعد ان کو گوشت پہناتے ہیں (یہ کہہ کر اس کو زندہ کر دیا) پس جبکہ (خود اپنے اوپر گزرنے اور دوسرے کو دیکھنے غرض دونوں طرح سے) یہ کیفیت احیاء) منکشف ہوگئی تو انہوں نے کہا کہ اب میں (بحق الیقین) جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ
لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ
مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶۰﴾

ترجمہ: اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! مجھ کو دکھلا دیجئے کہ آپ مردوں کو کس کیفیت سے زندہ کریں گے ارشاد فرمایا کیا تم یقین نہیں لائے انہوں نے عرض کیا کہ یقین کیوں نہ لاتا لیکن اس غرض سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میرے قلب کو سکون ہو جاوے ارشاد ہوا کہ اچھا تو تم چار پرندے لو پھر ان کو (پال کر) اپنے لئے ہلالو پھر ہر پہاڑ پر ان میں کا ایک ایک حصہ رکھ دو (اور) پھر سب کو بلاؤ دیکھو تمہارے پاس سب دوڑے دوڑے چلے آویں گے اور خوب یقین رکھو اس بات کا کہ حق تعالیٰ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی درخواست کہ اے اللہ اپنی قدرت کا مشاہدہ کرادے

تفسیر: اور (اسی قسم کا ایک اور واقعہ بھی ہو چکا ہے۔ وہ یہ کہ) جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے پروردگار تو مجھے مشاہدہ کرادے کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا۔ تو (چونکہ ظاہر الفاظ سے ایہام ہوتا تھا کہ شاید ان کو اس پر یقین نہیں اس لئے حق تعالیٰ نے اس ایہام کو دور کرنے کے لئے ان سے) کہا کہ کیا تمہیں یقین نہیں کہ میں ایسا کروں گا) انہوں نے کہا کہ یقین کیوں نہ ہوتا (یقین ہے اور میں یقین حاصل کرنے کے لئے درخواست نہیں کرتا) بلکہ اس لئے (کرتا ہوں) کہ میرے قلب کو سکون اور اطمینان ہو جائے (کیونکہ یقین کا

تعلق عقل سے ہے اور وہم کبھی کبھی حکم عقل میں مزاحمت کر کے اس اطمینان میں رخنہ اندازی کر دیتا ہے جو کہ استدلالی یقین سے حاصل ہوتا ہے۔اب جبکہ مشاہدہ ہو جاوے گا تو وہم کو اس رخنہ اندازی کی گنجائش نہ رہے گی اور سکون قلب پورے طور پر حاصل ہو جاوے گا۔

جانور ذبح کر کے بوٹی بوٹی کر ڈالی گئی پھر اسے زندہ کیا گیا

حق تعالیٰ نے فرمایا کہ (جب تم یہ چاہتے ہو تو) اچھا چار جانور لے لو اور ان کو اپنے سے ہلا لو اس کے بعد (ان کو ذبح کر کے گوشت پوست وغیرہ کو خوب خلط ملط کر کے ان پہاڑوں میں سے جو تمہارے سامنے ہیں) ہر ایک پہاڑ پر ان کا ایک ایک حصہ رکھ دو پھر ان کو بلاؤ۔ وہ سب زندہ ہو کر تمہارے پاس دوڑ کر آ جائیں گے (الغرض تم اس طریق سے اپنا اطمینان کر لو) اور یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر غالب اور حکمت والے ہیں (اور غلبہ کی وجہ سے ہر کام کر سکتے ہیں۔اور باوجود قدرت کے جس کام کو نہیں کرتے اس میں حکمت ہوتی ہے۔

مرزائیوں کی خردماغی اور موت کے بعد زندگی کا انکار

فائدہ: اس مقام پر یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ آیات مذکورہ بالا میں حق تعالیٰ کا ایک شخص کو سو برس تک مردہ رکھ کر اس کو دوبارہ زندہ کرنا اور اس کے سامنے ہی اس کے گدھے کو زندہ کرنا صراحۃً ثابت ہیں۔اسی طرح الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم میں ہزاروں آدمیوں کو مار کر دوبارہ زندہ کرنا صراحۃً ثابت ہے اسی طرح بنی اسرائیل کے متعلق جو فرمایا گیا ہے اذ قلتم یا موسیٰ لن نومن لک حتی نری اللہ جھرۃ فاخذتکم الصاعقۃ وانتم تنظرون. ثم بعثناکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون. اس سے بھی بعض بنی اسرائیل کو ایک ایک مرتبہ ہلاک کر کے ان کو دوبارہ زندہ کرنا صراحۃً ثابت ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ کے متعلق واذ تحی الموتیٰ باذنی فرمایا گیا ہے کہ اس سے بھی حق تعالیٰ کے حکم سے نہ کہ اپنی ذاتی قوت سے حضرت عیسیٰ کا مردوں کو زندہ کرنا بخوبی ثابت ہے مگر قادیانی لوگ محض حضرت عیسیٰ کی ضد سے اور اپنے فرضی نبی غلام احمد کی نبوت کو قائم رکھنے کے لئے ان واقعات کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ناممکن ہے کہ حق تعالیٰ کسی کو ایک دفعہ مار کر اس کو دوبارہ دنیا میں بھیجے۔اور اپنے اس دعوے پر قرآن کی دوسری آیتوں سے استدلال کرتے ہیں۔

مرزائی استدلال کی حقیقت

جن میں سب سے مہتم بالشان آیت یہ ہے وحرام علی قریۃ اھلکنا ھاانھم لا یرجعون پس ہم اس آیت پر کلام کرتے ہیں تا کہ معلوم ہو جاوے کہ ان کی جملہ استدلالات اسی قسم کی تحریفات پر مبنی ہیں سنئے یہ ہی مرزائی اپنے استدلال میں اس آیت کو بھی پیش کرتے ہیں اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضی علیھا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی اور اس کا ترجمہ انہیں کے الفاظ میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کا قبض روح کرتا ہے موت کے وقت اور جو لوگ مرے نہیں ان کے سوتے وقت (ان کا قبض روح کیا جاتا ہے) پھر جن کی نسبت خدا موت کا قطعی حکم صادر کر چکا ہے ان کو روک رکھتا ہے (یعنی اس دنیا میں واپس نہیں بھیجتا) اور دوسری روحوں کو (یعنی) جن کی نسبت موت کا حکم قطعی صادر نہیں ہوا جیسے سوتے ہوئے وغیرہ (ان کو ایک وقت مقرر تک پھر دنیا میں بھیج دیتا ہے اھ یہ ترجمہ خود مرزائی لوگوں کا ہے جس میں ہمارا ایک حرف نہیں ہے (ریویو آف ریلیجنز جلد ۷ نمبر ۲ ص ۴۴)

اس ترجمہ سے صاف معلوم ہوا کہ عدم واپسی صرف ان ہی لوگوں کے لئے مخصوص ہے جن کیلئے موت کا قطعی حکم صادر ہو چکا ہے یعنی جن کی نسبت حق تعالیٰ طے کر چکا ہے کہ اب ان کو دوبارہ دنیا میں نہ بھیجا جاوے گا اور یہ حکم عام نہیں ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جن لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا گیا

ہے جیسے وہ مردے جن کو حضرت عیسی علیہ السلام کے معجزہ کے طور پر زندہ کیا گیا یا وہ بنی اسرائیل جن کو بذریعہ صاعقہ کے ہلاک کر کے دوبارہ زندہ کیا گیا یا وہ شخص جس کو خدا نے سو برس تک مردہ رکھ کر دوبارہ زندہ کیا یا وہ ہزاروں آدمی جن کو حق تعالیٰ نے کہا کہ مر جاؤ اور وہ مر گئے پھر دوبارہ ان کو زندہ کیا ان کی موت قطعی نہ تھی بلکہ وہ ایک محدود زمانہ کے لئے تھی۔ پس ان کا زندہ کیا جانا خدا کے قانون کے خلاف نہیں ہے کیونکہ خود مرزائیوں کی تسلیم کی بناء پر یہ قانون ان ہی لوگوں کے ساتھ مخصوص ہے جن کے لئے موت کا حکم قطعی ہو چکا ہے اور موت کا قطعی حکم انہی لوگوں کے لئے ہوا ہے جن کیلئے حکم انهم لایرجعون ہو چکا ہے تو جن کے لئے انهم لایرجعون کا حکم نہیں ہوا ان کیلئے موت کا قطعی حکم بھی نہیں ہوا اور جب ان کیلئے موت کا قطعی حکم نہیں ہوا تو ان کی واپسی بھی خلاف قانون نہ ہو گی جب یہ ثابت ہو گیا تو اب احیاء موتی کی آیات میں تحریف کی کونسی وجہ ہے۔

مرزائیوں کی زبردستی کا الزامی جواب

اور اگر مرزائی زبردستی ان آیات میں تحریف کریں تو ان کے مخالفین کو حق ہوگا کہ جس قسم کی تحریف وہ ان آیات میں کرتے ہیں اسی قسم کی تحریف ان کے مخالفین مرزائیوں کی پیش کردہ آیات میں کریں مثلاً وہ کہتے ہیں کہ اذتحی الموتی باذنی میں موتی سے کفار اور احیاء سے مومن بنانا مراد ہے۔ اسی طرح ان کے مخالفین کہہ سکتے ہیں کہ حرام علیه قرية اهلكناها میں اہلاک سے گمراہ کرنا اور لایرجعون سے اپنے کفر سے پلٹنا مراد ہے اور ہلاک کا لفظ کفر پر بھی بولا جاتا ہے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں لیهلک من هلک عن بينة ويحى من حی عن بينة پس حرام علی قرية اهلكنا ها انهم لايرجعون کے یہ معنی ہوئے کہ جس بستی کے کافر رہنے کا قطعی طور پر حکم کر دیا ہے وہ کبھی اپنے کفر سے نہیں پلٹ سکتے پس جبکہ ان کے مخالفین ان کی پیش کردہ آیتوں میں بھی اس قسم کی تحریفات یا تلاویلات کر سکتے ہیں تو ان کے پاس اس کا کیا جواب ہے اور وہ کس طرح یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ خدا کا یہ قطعی قانون ہے کہ وہ مردوں کو کسی حالت میں دوبارہ دنیا میں نہ بھیجے گا الحاصل مرزائیوں کا یہ دعوی نصوص قرآنیہ سے بھی صراحۃً باطل ہے اور خود ان کے اصول مسلمہ کی بناء پر بھی۔ لہذا مسلمانوں کو اس گمراہ فرقہ کے مکائد سے دھوکہ نہ کھانا چاہئے اور اس کے جملہ سے اپنے ایمان کو محفوظ رکھنا چاہئے واللہ الہادی الی صراط مستقیم ۱۲۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۭ وَاللّٰهُ غَنِىٌّ حَلِيْمٌ ﴿۲۶۳﴾

ترجمہ: جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کئے ہوئے مالوں کی حالت ایسی ہے جیسے ایک دانہ کی حالت (عنداللہ) جس سے فرض کرو) سات بالیں جمیں (اور) ہر بال کے اندر سو دانے ہوں اور یہ افزونی خدا تعالیٰ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے جاننے والے ہیں۔ جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر خرچ

کرنے کے بعد نہ تو (اس پر) احسان جتلاتے ہیں اور نہ (برتاؤ سے) اس کو آزار پہنچاتے ہیں ان لوگوں کو ان (کے اعمال) کا ثواب ملے گا ان کے پروردگار کے پاس اور نہ ان پر کوئی خطرہ ہوگا اور نہ وہ مغموم ہوں گے (ناداری کے وقت) مناسب بات کہہ دینا اور درگذر کرنا (ہزار درجہ) بہتر ہے ایسی خیرات (دینے) سے جس کے بعد آزار پہنچایا جاوے اور اللہ تعالیٰ غنی ہیں حلیم ہیں۔

تفسیر: مسئلہ انفاق فی سبیل اللہ

اس استطرادی مضمون کو ختم کر کے ہم پھر تفسیر شروع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے یایھا الذین امنوا انفقوا مما رزقنکم میں انفاق کا حکم فرمایا تھا اور بعد کے مضامین اس سلسلہ میں استطراداً مذکور تھے اب ان استطرادی مضامین کو ختم کر کے پھر اصل مضمون کی طرف لوٹتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہم نے تم کو انفاق کا حکم دیا تھا اب ہم کہتے ہیں کہ۔

اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کا ثواب سات سو گنے سے زیادہ

جو لوگ خدا کی راہ میں اپنے مال صرف کرتے ہیں ان (کے خرچ کئے ہوئے مالوں) کی ایسی حالت ہے جیسے اس دانہ کی حالت جو کہ سات بالیں نکالے جن میں سے ہر بال میں سو دانہ ہوں (یعنی ان کو ان کے مالوں کا سات سو گنا بدلا دیا جاوے گا) اور (یہیں تک محدود نہیں بلکہ) خدا تعالیٰ اسکو اور بھی بڑھائے گا (مگر ہر ایک کے لئے اور لازمی طور پر نہیں بلکہ صرف اس کے لئے) جس کے لئے چاہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ صاحب وسعت اور صاحب علم ہے (اور صاحب وسعت ہونے کی وجہ سے بڑھانا اس کے احاطہ قدرت میں ہے اور صاحب علم ہونے کی وجہ سے وہ جانتا ہے کہ کون اس زیادتی کا مستحق ہے۔

احسان نہ جتانے کا ثمرہ

جو لوگ اپنے مالوں کو خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ تو احسان جتلاتے ہیں نہ آزار پہنچاتے ہیں ان کو ان کے پروردگار کے یہاں ان کا معاوضہ ملے گا اور نہ ان پر کچھ اندیشہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (کیونکہ ان باتوں کا ذاتی مقتضیٰ یہ ہی ہے لیکن اگر ان کے ساتھ موجب خوف وحزن وغیرہ شامل ہو گئے ہیں جیسے کہ انہوں نے اس کے ساتھ معاصی کا بھی ارتکاب کیا اور ان کے مقتضیات اس انفاق کے مقتضیٰ پر غالب ہو گئے اور اس وجہ سے خوف وغیرہ ہو تو وہ دوسری بات ہے نیز) اچھی بات کہنا اور خطاء سے درگزر کرنا اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد تکلیف ہو اور اللہ غنی اور بردبار ہیں (اور غنا کی وجہ سے وہ کسی صدقہ کے قبول کرنے پر مجبور نہیں ہیں اور بردبار ہونے کی وجہ سے وہ ایسے لوگوں کو فوراً سزا نہیں دیتے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۞ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

ترجمہ: اے ایمان والو! تم احسان جتلا کر یا ایذاء پہنچا کر اپنی خیرات کو برباد مت کرو جس طرح وہ شخص جو اپنا مال خرچ کرتا ہے (محض) لوگوں کے دکھلانے کی غرض سے اور ایمان نہیں رکھتا اللہ پر یوم قیامت پر سو اس شخص کی حالت ایسی ہے ایک چکنا پتھر ہو جس پر کچھ مٹی (آ گئی) ہو پھر اس پر زور کی بارش پڑ جاوے سو اس کو بالکل صاف کر دے ایسے لوگوں کو اپنی کمائی ذرا بھی ہاتھ نہ لگے گی اور اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو (جنت کا) راستہ نہ بتلادیں گے اور ان لوگوں کے مال کی حالت جو اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں اللہ کی رضا جوئی کی غرض سے اور اس غرض سے کہ اپنے نفسوں (کو اس عمل شاق کا خوگر بنا کر ان) میں پختگی پیدا کریں مثل حالت ایک باغ کے ہے جو کسی ٹیلے پر ہو کہ اس پر زور کی بارش پڑی ہو پھر وہ دونا (چوگنا) پھل لایا ہو اور ایسے زور کا مینہ نہ پڑے تو ہلکی پھوار بھی اس کو کافی ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو خوب دیکھتے ہیں۔

تفسیر: مال دے کر احسان جتانا ثواب کو برباد کر دیتا ہے

پس اے مسلمانو تم کو چاہئے کہ اپنے صدقوں کو احسان اور تکلیف کے ذریعہ سے اس شخص کی طرح برباد نہ کیا کرو جو اپنا مال محض لوگوں کے دکھاوے کے لئے صرف کرتا ہے اور خدا اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا اور اس لئے اس کی حالت ایسی ہے جیسے اس چکنے پتھر کی جس پر مٹی ہو اور اس پر موسلا دھار بارش پڑی ہو اور اس نے اس کو صاف کر دیا ہو کہ جس طرح اس کی تمام مٹی ڈھل گئی اور وہ کورا رہ گیا یوں ہی) ان لوگوں کے ان کی کمائی میں سے کچھ بھی ہاتھ نہ لگے گا (اور اس کا مقتضی یہ تھا کہ وہ اس ریا کو چھوڑ دیتے اور کفر سے باز آ جاتے مگر ان کو یہ منظور ہی نہیں اس لئے خدا بھی ان کو ہدایت نہیں کرتا کیونکہ) حق تعالیٰ (کی عادت ہے کہ وہ) ان لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا جو کفر پر کمربستہ ہیں (اور ہدایت چاہتے ہی نہیں۔

راہ خدا میں خرچ کرنے والے کو بدلہ

اور (برخلاف ان کے) جو لوگ طلب رضائے حق سبحانہ کے لئے اور اپنے نفسوں کی جانب سے پختگی کی رو سے (یعنی احکام خداوندی پر اعتقاد اور یقین کی جہت سے) اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں ان کی حالت ایسی ہے جیسے اس باغ کی حالت جو کہ ٹیکرے پر ہو جس پر موسلا دھار بارش پڑی ہو تو وہ دونا پھل لایا ہو اور اگر موسلا دھار مینہ نہ پڑے تو اوس بھی کافی ہے (کیونکہ جس طرح وہ باغ بعض حالتوں میں ثمرات کثیرہ سے اور بعض حالات میں کسی قدر کم ثمرات سے بہرہ ور ہے اور کسی حالت میں ثمرات سے خالی نہیں۔ یونہی یہ لوگ بھی علی حسب تفاوت ومراتب خلوص ثمرات متفاوتہ سے بہرہ یاب ہیں مگر بفضلہ تعالیٰ محروم کسی حال میں نہیں) اور (وجہ اس کی یہ ہے کہ) جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کو دیکھتا ہے اور اس لئے ان کی جزا ملنا ضروری ہے) پس تم کو چاہئے کہ اپنے انفاق وغیرہ میں شرائط قبول جیسے رضا جوئی حق سبحانہ اعتقاد راسخ وغیرہ کا لحاظ رکھو اور جو باتیں ان کو بیکار کرنے والی ہیں جیسے من اذی وریا ان سے احتراز کرو۔

اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَ اَصَابَهُ الْكِبَرُ وَ لَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۚۖ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۪ وَ لَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝

ترجمہ: بھلا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ اس کا ایک باغ ہو کھجوروں کا اور انگوروں کا اس کے (درختوں کے) نیچے نہریں چلتی ہوں اس شخص کے ہاں اس باغ میں اور بھی ہر قسم کے (مناسب) میوے ہوں اور اس شخص کا بڑھاپا آ گیا ہو اور اسکے اہل و عیال بھی ہوں جنہیں (کمانے کی) قوت نہیں سو اس باغ پر ایک بگولا آیا جس میں آگ (کا مادہ) ہو پھر وہ باغ جل جاوے اللہ تعالیٰ اسی طرح نظائر بیان فرماتے ہیں تمہارے لئے تاکہ تم سوچا کرو۔

نیکی کی بربادی اپنے ہاتھوں ایسا ہے کہ جیسے تیار باغ جلا ڈالا جائے

تفسیر: تم سوچو تو سہی) کیا تم میں کا کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ ہو جس کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں (اس کے لئے اس میں ہر قسم کے پھل ہوں اور اس کو بڑھاپا آ گیا ہو اور اس کے کمزور (اور ناقابل کسب) بال بچے بھی ہوں پھر (عین اس حالت میں جبکہ وہ ہر طرح سے اس باغ کا محتاج ہو) اس کو ایک بگولہ لگے جس میں آگ ہو اور وہ جل بھن جاوے (ہر گز نہیں تو پھر تم) اس کو کیسے پسند کرتے ہو کہ تم اعمال صالحہ کرو اور من و اذی و ریا وغیرہ سے ان کو بیکار کر دو اور عین اس حالت میں جبکہ تم کو ان کے ثمرات کی احتیاج ہو ان سے محروم ہو جاؤ دیکھو) حق تعالیٰ یوں تمہارے لئے اپنے احکام بیان کرتے ہیں امید ہے کہ تم سوچو گے (اور سمجھو گے کہ ان میں کیا کیا فائدے ہیں۔ اور ان کے ترک میں کیا کیا مضرتیں ہیں)۔

خیرات و صدقات میں اچھا اور بہتر مال دیا جائے

اے مسلمانو! (تم سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ) تم اپنی کمائی کی عمدہ چیزوں میں سے اور ان چیزوں میں سے جن کو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے خرچ کیا کرو (کیا) تم اس میں سے خرچ کرتے ہو حالانکہ (تمہاری یہ حالت ہے کہ اگر خود تم کو وہ چیز دی جائے تو) تم اس کے لینے والے نہیں ہو بجز اس کے تم اس کے باب میں چشم پوشی کرو (پس جبکہ تم خود اس کو لینا پسند نہیں کرتے تو دوسروں کو کیوں دیتے ہو) اور یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز اور محمود الصفات ہیں (اور ان کو تمہاری اچھی چیزوں کی بھی پرواہ نہیں تو وہ بری چیزوں کو کیوں قبول کریں گے)۔

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَ يَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَ اللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَ فَضْلًا ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ۖۙ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ

اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا ؕ وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿﴾ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿﴾ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ؕ وَیُکَفِّرُ عَنْکُمْ مِّنْ سَیِّاٰتِکُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿﴾

ترجمہ: شیطان تم کو محتاجی سے ڈراتا ہے اور تم کو بری بات (یعنی بخل) کا مشورہ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ کرتا ہے اپنی طرف سے گناہ معاف کر دینے کا اور زیادہ دینے کا اور اللہ وسعت والے ہیں خوب جاننے والے ہیں دین کا فہم جس کو چاہتے ہیں دیدیتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ) جس کو دین کا فہم مل جاوے اس کو بڑی خیر کی چیز مل گئی اور نصیحت وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہیں (یعنی جو عقل صحیح رکھتے ہیں)۔ اور تم لوگ جو کسی قسم کا خرچ کرتے ہو یا کسی طرح کی نذر مانتے ہو سو حق تعالیٰ کو سب کی یقیناً اطلاع ہے اور بے جا کام کرنیوالوں کا کوئی ہمراہی (اور حمایتی) نہ ہوگا اگر تم ظاہر کر کے دو صدقوں کو تب بھی اچھی بات ہے اور اگر ان کا اخفا کرو اور فقیروں کو دےدو تو یہ اخفا تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ (اس کی برکت سے) تمہارے کچھ گناہ بھی دور کر دیں گے اور اللہ تمہارے کئے ہوئے کاموں کی خوب خبر رکھتے ہیں۔

شیطان محتاجی سے ڈراتا ہے اور بری باتوں کا حکم دیتا ہے

تفسیر: شیطان تم کو (خرچ کرنے کی صورت میں) محتاجی سے ڈراتا ہے اور تمہیں بری بات (بخل) کا حکم دیتا ہے اور اللہ تم سے اپنی جانب سے مغفرت اور زیادہ دینے کا وعدہ کرتا ہے اور (اس کے وعدہ میں تخلف نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ) اللہ صاحب وسعت بھی ہے (اور اس لئے وہ اپنے وعدہ کے پورا کرنے پر قدرت بھی رکھتا ہے) صاحب علم بھی ہے (اس لئے وہ تمہارے استحقاق کو بھی جانتا ہے) وہ جس کو چاہتا ہے اسی کو علم صحیح عطا فرماتا ہے (ہر کسی کو یہ دولت نصیب نہیں اس لئے عام طور پر لوگ ان حقائق کو قبول کر کے ان پر عمل نہ کریں گے)۔

صحیح علم بڑی دولت ہے

اور (یہ ایک واقعہ ہے) کہ جس کو علم صحیح عطا ہو جاوے (جیسا کہ دینداروں کو ہوتا ہے) اُسے بڑی دولت مل گئی ہے اور (اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ لوگ علم صحیح حاصل کریں مگر) نصیحت وہی قبول کرتے ہیں جو عقلمند ہیں (رہے بے وقوف سو وہ اپنے اوہام باطلہ ہی کو حکمت اور علم صحیح سمجھ کر اسی پر قناعت کرتے ہیں اور علوم صحیحہ کو اپنے توہمات سے رد کرتے ہیں جیسا عوام وخواص بے دین پس ان سے قبول کی کیا توقع ہے۔

انسان کے جذبہ انفاق کا خدا کو علم ہے

اور (تم کو اس سے بھی آگاہ کیا جاتا ہے کہ) جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے یا جو کچھ بھی تم منت مانو گے وہ حق تعالیٰ کے علم میں ہوگی (اور اس کا ضرور تم کو معاوضہ ملے گا) اور جو لوگ ظالم ہیں (اور حقوق اللہ وحقوق العباد کے ادا کرنے میں تساہل کرتے ہیں) ان کا کوئی مددگار نہیں (جو ان کو سزا سے بچائے اب) اگر تم خیر خیرات کا اظہار کرو تو وہ بھی بہت خوب ہے اور اگر ان کا اخفا کرو اور (چپکے سے) محتاجوں کو

دیدو) تو یہ تمہارے حق میں (اس سے بھی) بہتر ہے (کیونکہ اس میں ریا وسمعہ سے بچاؤ ہے اور یہ تمہارے گناہوں کے ایک حصہ کے دور کرنے کا بھی سبب ہو جاوے گا (یہ خیال نہ کرنا کہ اگر ہم چھپا کر دیں گے تو خدا کو کیا خبر ہو گی کیونکہ (حق تعالیٰ تمہارے تمام کاموں سے بخوبی خبردار ہے خواہ تم ان کو ظاہر کرو یا مخفی رکھو چونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کو خیرات دینے سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو منع فرما دیا تھا تاکہ وہ لوگ یہ دیکھ کر مسلمانوں کو خیرات ملتی ہے مسلمان ہو جائیں اور مسلمان کرنے کی یہ ترکیب حق تعالیٰ کو ناپسند تھی اس لئے حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۗ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۗ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝

ترجمہ: ان (کافروں کو) ہدایت پر لے آنا کچھ آپ کے ذمہ (فرض واجب) نہیں ولیکن خدا تعالیٰ جس کو چاہیں ہدایت پر لے آویں اور اے مسلمانو! جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اپنے فائدے کی غرض سے کرتے ہو اور تم اور کسی غرض سے خرچ نہیں کرتے بجز رضا جوئی ذات پاک حق تعالیٰ کے اور (نیز) جو کچھ مال خرچ کر رہے ہو یہ سب (یعنی اس کا ثواب پورا پورا تم کو مل جاوے گا اور تمہارے لئے اس میں ذرا کمی نہ کی جاوے گی۔

ہدایت اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے

تفسیر: آپ پر ان کی ہدایت کی ذمہ داری نہیں ہے (کہ جس طریق سے بھی ممکن ہو لوگوں کو مسلمان کرو پھر آپ یہ تدبیریں کیوں کرتے ہیں اور اگر آپ یہ تدبیریں کریں بھی تب بھی آپ ان کو ہدایت نہیں کر سکتے) بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے اس کو ہدایت کرتا ہے (پس جبکہ ہدایت حق تعالیٰ کے قبضہ میں ہے تو تم اپنی طرف سے ہدایت کی تدبیریں کیوں نکالتے ہو ہاں اگر کسی تدبیر کے اختیار کرنے کا خود حق تعالیٰ کی طرف سے حکم ہو وہ دوسری بات ہے۔

جاہل مبلغین کو تنبیہ

ف: اس سے ہمارے زمانہ کے مبلغین کو ہدایت حاصل کرنی چاہئے جو تبلیغ کے نام سے سینکڑوں بے ہودگیاں کرتے ہیں اور اس کو اسلام کا ایک اہم مقصد سمجھتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ نہ یہ لوگ اسلام کے معنی سمجھتے ہیں اور نہ تبلیغ کے اے کاش ان کو عقل آئے اور وہ سمجھیں کہ ہم تبلیغ و اشاعت کے نام سے اسلام کو خود اپنے ہاتھوں سے کس قدر ضرر پہنچا رہے ہیں خیر اس ضمنی تنبیہ کے بعد ہم پھر تفسیر کی طرف رخ کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہاں تک خاص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب تھا اب تمام مسلمانوں کو خطاب فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

راہ خدا میں خرچ کو ثواب خرچ کرنے والے کو ہی ملتا ہے

اور (اے مسلمانو) تم لوگ جو کچھ مال صرف کرتے ہو اپنے (نفع کے) لئے کرتے ہو (پس تم کو اپنے نفع پر نظر رکھنا چاہئے تمہیں اس

---

۱ فیہ اشارۃ الی ان قولہ ویکفر استئناف والعائد فیہ الاخفاء لاللہ ونسبت التکفیر الی الاخفا واسناد مجازی واسناد التکفیر الی الاخفاء لاینفی عدم تکفیر الابداء نعم ذکرہ فی جانب الاخفاء و ترکہ فی جانب الابداء یقتضی کونہ مطلوبا مہما معتنی بشانہ وھو المطلوب ۱۲ منہ

سے کیا بحث کہ کوئی مسلمان ہے یا کافر) اور تم کو اس خرچ کرنے سے صرف حق تعالیٰ کا رخ مطلوب ہے (اور وہ تمہیں ہر حالت میں حاصل ہے تو تم کو اس سے کیا غرض کہ کوئی مسلمان ہے یا کافر) اور جو کچھ تم صرف کرو گے وہ تم کو پورا پورا دیدیا جاوے گا اور تمہارے حق میں ذرا بھی کمی نہ کی جاوے گی (پھر تمہیں اس سے کیا غرض کہ کون مسلمان ہے کون کافر۔ الغرض تم صرف کرنے میں اپنے نفع اور حق تعالیٰ کی رضا جوئی پر نظر رکھو اور کسی کے اسلام وکفر پر نظر نہ کرو۔ اور اس کا حاصل یہ ہے کہ نفس کفر مانع تصدق نہیں ہے۔ اور نہ اسلام کے لئے ان پر اس قسم کا دباؤ ڈالنے کی ضرورت ہے ہاں اگر خصوصیت صدقہ جیسے مال زکوۃ ہونا' یا کافر کی خاص حالت جیسے اس کا محارب ہونا مانع ہو جاوے تو اور بات ہے یہاں تک یہ بتلا کر کہ نفس کفر مانع تصدق نہیں ہے اور نہ صدقہ کو اس مصلحت سے ان سے روکا جاسکتا ہے کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ؗ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿٢٧٣﴾ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٧٤﴾

ترجمہ: (صدقات) اصل حق ہیں ان حاجتمندوں کا ہے جو مقید ہو گئے ہوں اللہ کی راہ میں (اور اسی وجہ سے) وہ لوگ کہیں ملک میں چلنے پھرنے کا (عادتاً) امکان نہیں رکھتے (اور) ناواقف ان کو تو انگر خیال کرتا ہے ان کے سوال سے بچنے کے سبب سے (البتہ) تم ان کو ان کے طرز سے پہچان سکتے ہو (کہ فقروفاقہ سے چہرہ پر اثر ضرور آجاتا ہے اور لوگوں سے لپٹ کر مانگتے نہیں پھرتے اور جو مال خرچ کرو گے بے شک حق تعالیٰ کو اس کی خوب اطلاع ہے۔ جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو رات میں اور دن میں یعنی بلا تخصیص اوقات) پوشیدہ اور آشکارا (یعنی بلا تخصیص حالات) سو ان لوگوں کو ان کا ثواب ملے گا ان کے رب کے پاس اور نہ ان پر کوئی خطرہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔

صدقہ کن لوگوں کو دینا چاہیئے

تفسیر: اب اس کا اصلی مصرف بتلاتے ہیں (اور دینی کاموں میں مشغولی کی وجہ طلب معاش کے لئے) زمین میں چل پھر نہیں سکتے (اور نہ وہ کسی کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہیں اور اس لئے انجان آدمی ان کو (ان کے سوال سے) بچنے سے مالدار سمجھتا ہے' (لہذا روزی کا یہ ذریعہ بھی ان کے حق میں مسدود ہے اور اس لیے اسباب ظاہری میں ان کے معاش کی بجز اس کے کوئی سبیل نہیں کہ واقف حال شخص ازخود ان کی مدد کریں اور ان کو صدقہ دیں) تم ان کو (صرف) ان کی ہیئت سے پہچان سکتے ہو (نہ کہ سوال سے کیونکہ) وہ عام[1] محتاجوں کی طرح اصرار کے ساتھ سوال نہیں کرتے (اور جبکہ صدقات دراصل ان کا حق ہیں تو تمہیں چاہیئے کہ ایسے لوگوں پر سب سے پہلے صرف کرو) اور جو کچھ مال تم خرچ کرو گے (اس کا تم کو اجر ملے گا کیونکہ) حق تعالیٰ اس سے واقف ہے۔

---

[1] فیہ الاشارۃ الی ان قید الحافا مبنی علی عادۃ السائلین والا فہم لایسئلون اصلا لا الحافا ولا بدونہ کما ظہر من قولہ یحسبہم الجاہل اغنیاء من التعفف وقولہ تعرفہم بسیماہم ١٢ منہ

راہ خدا میں خرچ کرنے کا اجر

(خلاصہ کلام یہ کہ) جو لوگ اپنے مالوں کو (اس کے صحیح مصرف میں) صرف کریں رات کو یا دن کو خفیہ یا علانیہ ان کے پروردگار کے یہاں ان کا اجر ملے گا (جس کے وہ مستحق ہیں) اور نہ ان پر کسی قسم کا اندیشہ ہوگا اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ فَمَنْ جَاۗءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ۭ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

ترجمہ: اور جو لوگ سود کھاتے ہیں نہیں کھڑے ہوں گے (قیامت میں قبروں سے) مگر جس طرح کھڑا ہوتا ہے ایسا شخص جس کو شیطان خبطی بنا دے لپٹ کر (یعنی حیران و مدہوش) یہ (سزا) اسی لئے ہوگی کہ ان لوگوں نے کہا تھا کہ بیع بھی تو مثل سود کے ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کر دیا ہے پھر جس شخص کو اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ باز آ گیا تو جو کچھ پہلے (لینا) ہو چکا ہے وہ اسی کا رہا اور (باطنی) معاملہ اس کا خدا کے حوالہ رہا اور جو شخص پھر عود کرے تو یہ لوگ دوزخ میں جاویں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

صدقہ کے بعد سود کی بحث

تفسیر: (یہاں تک انفاق کی بحث ختم کر کے اس کے سود کی بحث شروع کرتے ہیں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ سود ضد ہے صدقہ کی کیونکہ صدقہ میں اپنے مال کا جائز طور پر گھٹانا ہوتا ہے اور سود میں اس کا ناجائز طور پر بڑھانا اور صدقہ میں اہل حاجت کو نفع پہنچانا اور سود میں ان کو ضرر پہنچانا نیز سود مانع تصدق ہے کیونکہ جب سود لینے کا منشاء مال کی اس درجہ محبت ہے کہ وہ اس کے مقابلہ میں حق تعالیٰ کی مخالفت کی بھی پرواہ نہیں کرتا تو وہ حق تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اپنے ایسے محبوب کو اپنے سے کیسے جدا کرے گا اور اگر کہیں اس کے خلاف دیکھا جاوے تو اس کا منشاء کچھ اور ہوگا مثلاً حب جاہ یا اور کوئی دنیاوی نفع یا محض حماقت۔

سود خوار قرآن کی نظر میں: اب سود کی بحث سنو حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ) جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت میں یوں ہی کھڑے ہوں گے جس طرح وہ شخص جس کو شیطان اپنے اثر سے خبطی کر دے یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ بیع تو سود ہی جیسی ہی اگر سود حرام ہے تو بیع کیوں جائز ہے اور اگر بیع جائز ہے تو سود کیوں حرام ہے اور (واقعہ یہ ہے کہ دونوں یکساں نہیں ہیں (کیونکہ) بیع کو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے (جو کہ حقائق

---

[1] اور اس بناء پر عجب نہیں کہ وامرہ الی اللہ کے یہ معنی ہوں کہ گو دنیا میں ہم نے واپسی کا حکم نہیں دیا مگر اس سے تم اس معاملہ کو طے شدہ نہ سمجھنا بلکہ یہ معاملہ قیامت میں پھر پیش ہوگا اور جاہلیت کے دوسرے حقوق و مظالم کی طرح اس کا بھی فیصلہ کیا جاوے گا لیکن اگر توبہ کر لی جاوے تو دوسرے گناہوں کی طرح معاف بھی ہو سکتا ہے اور میرے نزدیک اقرب یہی مضمون ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم ۱۲ منہ جس میں اس کی تخصیص نہیں بلکہ جاہلیت کے تمام معاملات حتی کہ دماء محرمہ بھی نص حدیث موضوع ہیں کیونکہ ان کی تحقیق میں سخت تعذر و اثارہ فتن ہے ۱۲ حضرت مولانا

اشیاء کو جانتا ہے اور اس کی بناء پر وہ ان کے تماثل وتفارق کو بھی جانتا ہے۔ اس سے یہ شبہ مندفع ہو گیا کہ کفار کا اعتراض تو اسی فرق پر تھا کہ بیع حلال ہے اور ربوا حرام ہے اور جواب میں اسی فرق کا دعویٰ کیا گیا تو یہ جواب کیا ہوا) پس (جبکہ یہ فرق معلوم ہو گیا تو اب) جس شخص کے پاس اس کے رب کی جانب سے (سود خواری سے بچنے کی نصیحت آئی اور (اس نے نص کے مقابلہ میں قیاس کو چھوڑ دیا اور سود (خواری سے) باز آ گیا تو گزشتہ سود اسی کا ہے (اور اس سے واپسی کا مطالبہ نہ کیا جاوے گا) اور اس کا معاوضہ خدا کے سپرد ہے (پس اگر اس نے خلوص اور اعتقاد سے ایسا کیا ہے تو اس پر مواخدہ اخروی بھی نہیں اور اگر کسی دنیاوی مصلحت سے ایسا کیا ہے تو اس پر آخرت میں مواخذہ ہوگا) اور جو کوئی پھر بھی وہی کرے (یعنی یہی کہے انما البیع مثل الربوا اور وہی کرے جو پہلے کرتا تھا) تو ایسے لوگ دوزخی ہیں (بایں معنی کہ) وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہیں اور صدقات کو بڑھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے کسی کفر کرنے والے کو اور کسی گناہ کے کام کرنے والے کو بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے اور بالخصوص نماز کی پابندی کی اور زکوٰۃ دی ان کے لئے ان کا ثواب ہوگا ان کے پروردگار کے نزدیک اور (آخرت میں) ان پر کوئی خطرہ نہیں ہوگا اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ سود کا بقایا ہے اس کو چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو پھر اگر تم اس پر عمل نہ کرو گے تو اشتہار سن لو جنگ کا اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے (یعنی تم پر جہاد ہوگا اور اگر تم توبہ کر لو گے تو تم کو تمہارے اصل اموال مل جاویں گے نہ تم کسی پر ظلم کرنے پاؤ گے اور نہ تم پر کوئی ظلم کرنے پائے گا۔

اللہ تعالیٰ صدقات کا حامی ہے اور سود کا دشمن

تفسیر: یاد رکھو کہ خدا سود کا دشمن ہے اور صدقات کا حامی) چنانچہ اللہ تعالیٰ سود کو ملیا میٹ کرتا ہے (اس طرح بھی کہ وہ اس کو قانوناً حرام کرتا ہے اور اس طرح بھی کہ وہ آخرت میں اس پر سزا دے گا اور صدقات کو بڑھاتا ہے یوں بھی کہ وہ لوگوں کو اس کی ترغیب دیتا ہے اور یوں بھی کہ آخرت میں اس کا اجر بڑھاوے گا اور جو کوئی سود کی حمایت کرے اس کو حق تعالیٰ پسند نہیں کرتے کیونکہ وہ کافر اور گنہگار ہے) اور حق تعالیٰ کسی کافر اور گنہگار کو پسند نہیں کرتے۔

لہ یعنی نزول تحریم سے پہلے جو لیا گیا وہ واپس نہ ہوگا اور جو شخص بعد نزول تحریم قبل توبہ لے گا اس کا حکم آیت میں مذکور نہیں کتب فقہ سے مفہوم ہوتا ہے کہ وہ واپس لیا جاوے گا لیکن قواعد سے یہ حکم ربوا القرض میں معلوم ہوتا ہے ربوا بیع میں نہیں معلوم ہوتا ۱۲ اشرف علی نعم التفسیر ۱۲ اشرف علی

مؤمنین اللہ تعالیٰ کی نظر میں

(پہلے بیان کیا ہے کہ حق تعالیٰ کسی گنہگار کافر کو پسند نہیں کرتے اب اس کے مقابلہ میں مؤمنین کی حالت بیان فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ) جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے اور (خاص کر) نماز کو ٹھیک ٹھیک پڑھا اور زکوٰۃ دی ان لوگوں کے لئے ان کا معاوضہ ہے ان کے رب کے یہاں اور ان پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوں گے (اس استطرادی مضمون کے بعد پھر اصل مبحث کی طرف عود فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں اے مسلمانوں خدا سے ڈرو اور تمہارا جو کچھ سود (کسی پر) باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم (درحقیقت) مؤمن ہو (جیسا کہ تمہارا دعویٰ ہے کیونکہ ایمان کا مقتضی یہی ہے) اور اگر تم ایسا نہ کرو تو حق تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ سُن لو (اور سمجھ لو کہ آج سے تمہاری اور خدا اور رسول کے درمیان حالت جنگ ہے) اور اگر تم (اس کے لینے کے خیال سے) پلٹ جاؤ تو پھر تمہارا راس المال جو کہ صحیح طور پر تمہارا تمہارے مدیوں کے ذمہ واجب الادا ہے تم کو ملے گا نہ تم (راس المال سے زیادہ لے کر دوسروں پر) ظلم کر سکتے ہو اور نہ تمہارا راس المال ضبط کرا کر) تم پر ظلم کیا جا سکتا ہے۔

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۭ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۣ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ
وَھُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾

ترجمہ: اور اگر تنگدست ہو تو مہلت دینے کا حکم ہے آسودگی تک اور یہ (بات) کہ معاف ہی کر دو اور زیادہ بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم کو (اس کے ثواب کی خبر ہو اور اس دن سے ڈرو جس میں تم اللہ تعالیٰ کی پیشی میں لائے جاؤ گے پھر ہر شخص کو اس کا کیا ہوا (یعنی بدلہ) پورا پورا ملے گا اور ان پر کسی قسم کا ظلم ہوگا۔

قرض دار کو مہلت اور اس کے ساتھ حسن سلوک کا ثواب

تفسیر: اور اگر وہ (تمہارا مدیوں تنگدست ہو تو گنجائش تک اسے مہلت ہونی چاہئے (کیونکہ ایسی حالت میں تقاضے سے بجز اس کو دق اور پریشان کرنے کے کوئی فائدہ نہیں آخر وہ بے چارہ کہاں سے دے گا) اور یہ کہ تم اپنا قرض اسے للہ معاف کر دو تمہارے لئے (مہلت دینے سے) بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو کیونکہ اس صورت میں جو تم کو اس کا معاوضہ ملے گا اس سے تمہارے قرض کو کچھ بھی نسبت نہیں) اور تم اس دن سے ڈرو جس میں تم سب حق تعالیٰ کے حضور میں لے جائے جاؤ گے پھر تم میں سے ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ اور ان پر ظلم نہ کیا جاوے گا (کہ کسی کے اچھے اعمال کو نظر انداز کر دیا جاوے) یا کسی برے اعمال پر غیر واجبی سزا دی جاوے اور اس سے ڈر کر اس کے لئے نیکیوں کا اہتمام کرو جیسے مدیون تنگدست کو قرض معاف کر دینا یا مہلت دے دینا وغیرہ۔

چند مسائل کا اثبات: اس تمام مضمون سے چند امور ثابت ہوئے اول یہ کہ سود مطلقاً حرام ہے نہ کہ صرف اضعافاً مضاعفہ جیسا کہ آج کل کے جاہل مجتہدوں کا خیال ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے سود والوں کو راس المال سے ایک حبہ زائد لینے کی اجازت نہیں دی اور اس کو ظلم قرار دیا ہے دوم یہ کہ سود ان افعال میں سے ہے جن کا قبح مدرک بالعقل ہے اور اس لئے وہ زنا چوری ڈکیتی کی طرح قبل از نہی بھی

حرام تھا جیسا کہ روا مابقی من الربا سے ظاہر ہے کیونکہ اگر سود اس سے پہلے جائز ہوتا تو پہلے سود کو چھوڑوانے کے کوئی معنی نہ تھے نیز حق تعالی نے اس کو ظلم فرمایا اور ظلم قبل از ورود نہی بھی حرام ہے اور جو سود وصول ہو چکا ہے اس کی واپسی کا حکم نہ دینا بنا بر تعذر ہے سوم یہ کہ جب سود ظلم ہے اور ظلم ہونے کی وجہ سے قبل از ورود نہی بھی حرام تھا تو دار الحرب میں بھی سود[1] جائز نہیں ہو سکتا کیونکہ ظلم کسی جگہ جائز نہیں یہاں تک سود کا مسئلہ طے ہو چکا اس کے بعد دوسرے احکام بیان فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَٱكْتُبُوهُ ۚ وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِٱلْعَدْلِ ۚ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَن يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ ٱللَّهُ ۚ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ ٱلَّذِى عَلَيْهِ ٱلْحَقُّ وَلْيَتَّقِ ٱللَّهَ رَبَّهُۥ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ۚ فَإِن كَانَ ٱلَّذِى عَلَيْهِ ٱلْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَن يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُۥ بِٱلْعَدْلِ ۚ وَٱسْتَشْهِدُواْ شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ ۖ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَٱمْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ ٱلشُّهَدَآءِ أَن تَضِلَّ إِحْدَىٰهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَىٰهُمَا ٱلْأُخْرَىٰ ۚ وَلَا يَأْبَ ٱلشُّهَدَآءُ إِذَا مَا دُعُواْ ۚ وَلَا تَسْـَٔمُوٓاْ أَن تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰٓ أَجَلِهِۦ ۚ ذَٰلِكُمْ أَقْسَطُ عِندَ ٱللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَٰدَةِ وَأَدْنَىٰٓ أَلَّا تَرْتَابُوٓاْ ۖ إِلَّآ أَن تَكُونَ تِجَٰرَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا ۗ وَأَشْهِدُوٓاْ إِذَا تَبَايَعْتُمْ ۚ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ ۚ وَإِن تَفْعَلُواْ فَإِنَّهُۥ فُسُوقٌۢ بِكُمْ ۗ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ ۖ وَيُعَلِّمُكُمُ ٱللَّهُ ۗ وَٱللَّهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمٌ ﴿۲۸۲﴾

ترجمہ اے ایمان والو! جب معاملہ کرنے لگو اُدھار کا ایک میعاد معین تک (کے لئے) تو اس کو لکھ لیا کرو اور یہ ضرور ہے کہ تمہارے آپس میں (جو) کوئی لکھنے والا (ہووہ) انصاف کے ساتھ لکھے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار بھی نہ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو لکھنا سکھلا دیا اس کو چاہیے کہ لکھ دیا کرے اور وہ شخص لکھوا دے جس کے ذمہ وہ حق واجب ہو اور اللہ تعالیٰ سے جو اس کا پروردگار ہے ڈرتا رہے اور اسمیں سے ذرہ برابر (بتلانے میں) کمی نہ کرے پھر جس شخص کے ذمہ حق واجب تھا وہ اگر خفیف العقل ہو یا ضعیف البدن ہو یا خود لکھانے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اس کا کارکن ٹھیک ٹھیک طور پر لکھوا دے اور دو شخصوں کو اپنے مردوں میں سے گواہ (بھی) کر لیا کرو پھر اگر وہ دو گواہ مرد (میسر) نہ ہوں تو ایک

[1] اقول وهو مذهب ابو يوسف من ائمتنا واخترناه لقوته بحسب الدليل لان ظاهر الكتاب والسنه موافق لا واما ابو حنيفه رحمهما الله تعالى فحملو النصوص على مال محترم كمال المسلم و الذمى والمستامن واما الحربى فماله مباح فلايكون محلالربوا ولمالم يكن لهذا الحمل مستند صحيح تركنا قولهما الى قول ابى يوسف وهوا امام من ائمتنا فلايطعن علينا بالخروج عن المذهب منه.

مرد اور دو عورتیں (گواہ بنالی جاویں) ایسے گواہوں میں سے جن کو تم پسند کرتے ہوتا کہ اُن دونوں عورتوں میں سے کوئی ایک بھی بھول جاوے تو ان میں سے ایک دوسری کو یاد دلا دے۔ اور گواہ بھی انکار نہ کیا کریں جب (گواہ بننے کے لئے) بُلائے جایا کریں اور تم اُس (دین) کے (بار بار) لکھنے سے اُکتایا مت کرو خواہ وہ معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو یہ لکھ لینا انصاف کا زیادہ قائم رکھنے والا ہے اللہ کے نزدیک اور شہادت کا زیادہ درست رکھنے والا ہے اور زیادہ سزاوار ہے اس بات کا کہ تم (معاملہ کے متعلق) کسی شبہ میں نہ پڑو مگر یہ کہ کوئی سودا دست بدست ہو جس کو باہم لیتے دیتے ہو تو اسکے نہ لکھنے میں کوئی تم پر الزام نہیں اور (اتنا اس میں بھی ضرور کیا کرو کہ) خرید و فروخت کے وقت گواہ کرلیا کرو اور کسی کاتب کو تکلیف نہ دی جاوے اور نہ کسی گواہ کو اور اگر تم ایسا کرو گے تو اس میں تم کو گناہ ہوگا اور خدا سے ڈرو اللہ تعالیٰ (کا تم پر احسان ہے کہ) تم کو تعلیم فرماتا ہے اور اللہ سب چیزوں کے جاننے والے ہیں۔

اودھار کاروبار کے سلسلہ میں ہدایات

تفسیر: اے مسلمانو جب تم کسی خاص اور معین معیاد تک کے لئے ادھار کا لین دین کرو تو اس کو لکھ لیا کرو۔ اور یہ ضرور ہے کہ تمہارے درمیان میں جو کوئی (اس لین دین کا) لکھنے والا ہو وہ (اس کو) انصاف کے ساتھ لکھے (اور کسی کے نفع یا ضرر کے لئے کوئی بات واقع کے خلاف نہ لکھے) اور کسی لکھنے والے کو (بلا وجہ) لکھنے سے انکار نہ کرنا چاہیے (بلکہ) چونکہ حق تعالیٰ نے اس کو (لکھنا) سکھایا ہے اس لئے اس کو لکھنا چاہیے (کیونکہ اول تو اس تعلم کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اس سے اہل حاجت کا کام نکلے دوسرے یہ اس تعلم کا شکر بھی ہے) اور جس کے ذمہ حق ہے اس کو چاہیے کہ وہ مضمون بتلاوے (کیونکہ بتلانا اقرار ہے اس حق کا اور وہ اس پر حجت ہوگا برخلاف صاحب حق کے بتلانے کے) اور اس کو (بتلانے میں) خدا سے ڈرنا چاہیے اور اس حق میں کچھ کم نہ کرنا چاہیے۔ پس اگر وہ شخص جس پر حق ہے خفیف العقل (اور مجور عن التصرف) ہو یا کمزور (اور نابالغ) ہو یا وہ مضمون لکھوا نہ سکتا ہو (اس لئے کہ وہ گونگا ہے یا زبان نہیں جانتا یا اور کوئی وجہ ہو) تو اس کے سرپرست کو چاہیے کہ وہ انصاف کے ساتھ مضمون بتلائے۔

شرعی مالی معاملہ میں گواہ: اور (معاملہ قلم بند ہو جانے کے بعد) اپنے میں سے دو مردوں کو گواہ بنالیا کرو اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد دو عورتیں سہی۔ یہ سب ان گواہوں میں سے (ہوں) جن کو تم (گواہ ہونیکی حیثیت سے پسند کرتے ہو (دو عورتیں اس) اس خیال سے (رکھی گئی ہیں) کہ ان میں سے ایک بھول جاوے تو دوسری اُسے یاد دلا دے۔ اور جب گواہوں کو (گواہ بننے کے لئے بلایا جاوے تو ان کو انکار نہ کرنا چاہیے اور تم اس معاملہ کے لکھنے سے اُکتایا نہ کرو (کہ جانے بھی دو کون لکھے) بلکہ اس کو (شروع سے لے کر) اس کی معیاد تک (تفصیلی طور پر) لکھ لیا کرو خواہ وہ معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ یہ بات حق تعالیٰ کے نزدیک زیادہ قرین انصاف اور شہادت کے لئے زیادہ ٹھیک رہنے والی اور اس سے قریب تر ہے کہ تم کو اس معاملہ میں شک و شبہ نہ ہو (یہ حکم کتابت ہر حالت میں ہے) بجز اس صورت کے کہ معاملہ فوری بیع و شراء کا ہو جس کو تم (روزانہ) آپس میں کیا کرتے ہو۔ پس اس صورت میں تم پر کوئی الزام نہیں کہ تم اس کو نہ لکھو (کیونکہ اس میں حرج عظیم ہے) اور جب تم خرید و فروخت کیا کرو تو (اگر اسمیں نزاع کا احتمال ہو) تو اس میں بھی گواہ بنالیا کرو اور نہ کسی کاتب کو کوئی تکلیف دینی چاہیے۔ اور نہ گواہ کو (کہ اپنی مصلحت کے لئے ان کی مصلحت کو نظر انداز کردو) اور اگر تم

ایسا کرو تو یہ تمہاری عدول حکمی ہے اور خدا سے ڈرو (اور کوئی کام اس کی ہدایت کے خلاف نہ کرو) اور حق تعالیٰ تمہیں (تمہاری دینی و دنیوی نفع کی باتیں) سکھلاتے ہیں (اس لئے تم کو چاہیے کہ ان کو سیکھو اور ان پر عمل کرو) اور واضح رہے کہ حق تعالیٰ کو ہر بات کا علم ہے۔ اس لئے وہ تمہاری اطاعت و نافرمانی دونوں کو جانتے ہیں اور اس لئے جیسے تمہارے اعمال ہوں گے اسی کے موافق تم کو بدلہ دینگے۔

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۳﴾

ترجمہ: اور اگر تم کہیں سفر میں ہو اور وہاں کوئی کاتب نہ پاؤ سو رہن رکھنے کی چیزیں (ہیں) جو قبضہ میں دیدی جائیں اور اگر ایک دوسرے کا اعتبار کرتا ہو تو جس شخص کا اعتبار کر لیا گیا ہے اس کو چاہیے کہ دوسرے کا حق (پورا پورا) ادا کر دے اور اللہ تعالیٰ سے جو کہ اسکا پروردگار ہے ڈرے اور شہادت کا اخفاء مت کرو اور جو شخص اسکا اخفاء کرے گا اس کا قلب گنہگار ہوگا اور اللہ تعالیٰ تمہارے کئے ہوئے کاموں کو خوب جانتے ہیں۔

سفر میں معاملہ اور گواہ

تفسیر: اور اگر تم سفر میں ہو (اور ایسی حالت میں کوئی معاملہ کرو) اور تم کو کوئی لکھنے والا نہ ملے تو ایسی چیزیں سہی جن کو گرو رکھا جاوے اور مرتہن کا اُن پر قبضہ ہو جاوے۔ اور اگر تم ایک دوسرے کا اعتبار کرو (اور اس لئے رہن کی نوبت نہ آوے) تو جس کا اعتبار کیا گیا ہے اس کو چاہیے کہ اس (اعتبار کرنے والے) کا حق ادا کر دے۔ اور خدا سے ڈرے جو کہ اس کا پروردگار ہے (اور اس کے حق سے انکار نہ کرے)۔

گواہوں کا فریضہ: اور جس وقت ادائے شہادت کی ضرورت ہو۔ اس وقت تم شہادت کو نہ چھپاؤ (بلکہ جو کچھ تم کو اس معاملہ کے متعلق علم ہو اس کو صحیح صحیح بے کم و کاست بیان کرو) اور (یاد رکھو کہ) جو کوئی اسے چھپائے گا۔ اُس کا دل گنہگار ہے اور (یہ بھی واضح رہے) تم جو کچھ کرتے ہو حق تعالیٰ کو اس کا علم ہے (اور اس لئے وہ اس جرم کے کتمان سے بھی واقف ہیں اور وجہ اس اعمال کے علم محیط کی یہ ہے کہ)

لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِىْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۸۴﴾ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۚ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں سب جو کچھ کہ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں اور جو باتیں تمہارے نفسوں

میں ہیں ان کو اگر تم ظاہر کرو گے یا کہ پوشیدہ رکھو گے حق تعالیٰ تم سے حساب لیں گے پھر (بجز کفر و شرک کے) جس کے لئے منظور ہوگا بخش دیں گے اور جس کو منظور ہوگا سزا دیں گے اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں اعتقاد رکھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز کا جو ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے اور مومنین بھی سب کے سب عقیدہ رکھتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ اور اسکی کتابوں کے ساتھ اور اسکے پیغمبروں کے ساتھ کہ ہم اس کے پیغمبروں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے اور ان سب نے یوں کہا کہ ہم نے (آپ کا ارشاد) سنا اور خوشی سے مانا ہم آپکی بخشش چاہتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! اور آپ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ملکیت کا دائرہ

تفسیر: آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے سب اللہ ہی کا ہے (وہی ان کا مالک ہے۔ اور اسی نے ان کو پیدا کیا ہے پھر وہ ان سے ناواقف کیسے ہوسکتا ہے کماقال اللہ تعالیٰ الایعلم من خلق اور جبکہ وہ ان سے ناواقف نہیں ہوسکتا تو تمہارے اعمال جو کہ انہی میں داخل ہیں ان سے ناواقف کیسے ہوگا اور جبکہ وہ مالک ہے مافی السموت والارض کا تو اس سے یہ بھی ثابت ہے کہ اسکو محاسبہ کا حق ہے) اور (چونکہ صرف علم واستحقاق وقوع کی مثبت نہیں ہوسکتے اس لئے ظاہر کیا جاتا ہے) کہ اگر تم اپنے مافی الضمیر کو ظاہر کرو گے یا اسکو مخفی کرو گے (وہ دونوں صورتوں میں) خدا اسکا محاسبہ کرے گا پھر (یہ ضرور نہیں کہ جو مجرم ثابت ہو اُسے سزا ہی دے بلکہ اُسے اختیار ہے کہ) جسے چاہے سزا دے اور جسے چاہے معاف کرے اور (یہ اس لئے کہ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے (اس لئے جس طرح اس کو سزا پر قدرت ہے مغفرت پر بھی ہے۔

گمراہی سے اجتناب نہ کرے

پس اس تمام مضمون سے ثابت ہوا کہ کتمان شہادت سے احتراز واجب ہے کیونکہ وہ ایک جرم ہے اور حق تعالیٰ کو اس کا علم بھی ہے اور اس کو اس پر محاسبہ کا حق بھی ہے اور اس نے اس کے وقوع کی خبر بھی دی ہے اس پر سزا ہونے کا بھی احتمال ہے گو لزوم نہ ہو اور احتمال ضرر سے بچنا واجب ہے تو کتمان سے بچنا ضروری ہوا۔

ایک کھٹک اور اس کا علاج

فائدہ: ان تبدوا ما فی انفسکم الخ میں چونکہ ما عام تھا جو افعال اختیاریہ اور وساوس اضطراریہ سب کو شامل تھا اس لئے یہ حکم صحابہ رضی اللہ عنہم پر گراں ہوا اور انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ تو بڑی مشکل ہوئی ہم جرائم اختیاریہ سے تو بچ سکتے ہیں وساوس اضطراریہ سے کیسے بچیں گے۔ تو چونکہ کلام میں کوئی مخصص نہیں تھا اس لئے آپ نے اپنی طرف سے کوئی تخصیص نہیں کی اور اس پر مجملا ایمان لانے کی ہدایت کی صحابہ رضی اللہ عنہم نے اطاعت کا اقرار کیا اور چونکہ ان کے ذہن میں پہلے سے بھی عموم جما ہوا تھا اور جناب رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تخصیص نہ کرنے سے وہ اور بھی پختہ ہوگیا اور عمل اس پر اپنے امکان سے باہر دیکھتے تھے اس لئے اس اقرار میں ان کی زبان لڑکھڑائی اس پر آیات آئندہ نازل ہوئیں۔ جن سے مقصود اصلی ترغیب ایمان ہے اور ضمناً صحابہ رضی اللہ عنہم کی مدح اور مقصود آیت۔ ان تبدوا کو واضح کر کے ان کی پریشانی کا دفع ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

خدا کی نازل کی ہوئی چیزوں پر ایمان: یہ تمام باتیں جو اس صورت میں بیان کی گئی ہیں ان سب کو رسول بھی مانتے ہیں اور جملہ مومنین بھی چنانچہ وہ سب خدا کو بھی مانتے ہیں اور اس کے فرشتوں کو بھی اور اس کی تمام کتابوں کو بھی اور اس کے تمام رسولوں کو بھی یہ کہہ کر کہ ہم اس کے رسولوں میں سے کسی رسول (کو نہ مان کر اس) کے (اور دوسرے رسولوں کے) درمیان تفریق نہیں کرتے۔

کوتاہی پر معافی کی درخواست: اور کہتے ہیں کہ ہم خدا کے احکام کو (بسماع قبول) سنتے اور (ان پر عمل کر کے خُدا کی) اطاعت کرتے ہیں (اور جو ہم سے کوتاہی ہو جاوے) اے ہمارے رب (اسکے متعلق ہم آپ سے معافی مانگتے ہیں اور (یہ اس لئے کہ) کہ ہمیں آپ ہی کی طرف لوٹنا ہے (اور اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہے اگر آپ معاف نہ کریں گے تو ہم کیا جواب دیں گے اور جبکہ رسول اور مومنین کی یہ حالت ہے تو اوروں کو بھی یہی کرنا چاہیے اور یہ بات کچھ مشکل بھی نہیں ہے کہ ان سے ہو نہ سکے۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ٚ وَاغْفِرْ لَنَا ٚ وَارْحَمْنَا ٚ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مکلف نہیں بناتا مگر اسی کا جو اس کی طاقت (اور اختیار) میں ہو اسکو ثواب بھی اُسی کا ملے گا جو ارادہ سے کرے اور اس پر عذاب بھی اُسی کا ہوگا جو ارادہ سے کرے اے ہمارے رب! ہم پر دارو گیر نہ فرمایئے اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں۔ اے ہمارے رب! اور ہم پر کوئی سخت حکم نہ بھیجئے جیسے ہم سے پہلے لوگوں پر آپ نے بھیجے تھے اے ہمارے رب اور ہم پر کوئی ایسا بار (دنیا یا آخرت میں) نہ ڈالئے جس کی ہم کو سہار نہ ہو اور درگزر کیجئے ہم سے اور بخش دیجئے ہم کو اور رحم کیجئے ہم پر آپ ہمارے کارساز ہیں (اور کارساز طرف دار ہوتا ہے) سو آپ ہم کو کافر لوگوں پر غالب کیجئے۔

طاقت سے زیادہ کا انسان مکلّف نہیں بنایا گیا

تفسیر: کیونکہ حق تعالیٰ ہر شخص کو صرف اس کی مقدور بھر مکلف بناتے ہیں (اور اس لئے) اس کے مفید بھی وہی کام ہیں جو اس نے اپنے اختیار سے کئے ہیں اور مضر بھی وہی ہیں جو اس نے اپنے اختیار سے کئے ہیں (اور جو امور غیر اختیاری ہیں جیسے وساوس جو بلا اختیار یہ پیدا ہوتے ہیں اور شک وشبہ کی حد تک نہیں پہنچتے وہ زیر تکلیف داخل نہیں ہیں اور نہ ان پر مواخذہ ہے اور گو خطا و نسیاں بھی حد تکلیف میں داخل ہیں اور اگر ان پر مواخذہ کیا جاوے تو بجا ہوگا۔ اسی طرح اگر امور شاقہ کا تم کو مکلف بنایا جاوے تو بھی بے ضابطہ نہیں۔

بھول چوک اور احکام شاقہ کے سلسلہ میں دُعاء

مگر تمہارے لئے اتنی اور سہولت پیدا کرتے ہیں کہ تم ہم سے درخواست کرو اور کہو کہ اے ہمارے پروردگار اگر ہم سے بھول چوک ہو جاوے تو آپ ہم پر گرفت نہ کیجئے (اور) اے ہمارے پروردگار (آپ یہ بھی کیجئے) اور (اس کے ساتھ) آپ (احکام شاقہ

کا) بارگراں بھی ہم پر نہ لادیئے جیسا کہ آپ نے اُس کو ہم سے پہلے لوگوں پر لادا تھا اور اے اللہ ہم سے وہ بوجھ نہ اٹھوایئے جس کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اور (ایسی باتوں سے) ہمیں معافی دیجئے اور (جو قصور ہم سے ہماری طاقت کی حد میں ہو جاوے اس کو) ہمیں بخش دیجئے۔ اور ہم پر رحم کیجئے آپ ہی ہمارے آقا ہیں، اسی لئے ہم آپ سے یہ التجا کرتے ہیں اور چونکہ آپ ہمارے مولا ہیں اور مولیٰ اپنے غلاموں کا حامی ہوتا ہے اس لئے آپ گروہ کفار کے مقابلہ میں ہماری مدد فرمایئے (اور ہمیں ان پر فتح دیجئے) جب تم یہ درخواست کروگے تو ہم اسے منظور کریں گے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور جناب رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت اس منظوری کی اطلاع دیدی جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ نے ہر دعاء کے بعد اپنی منظوری ظاہر فرمائی۔

خطاونسیان کا مکلّف کیوں بنایا گیا

ف: خطاونسیان کے حد تکلیف میں داخل ہونے کے متعلق مولانا رومی قدس سرہٗ کا یہ مضمون نہایت عجیب ہے۔

دائما غفلت زگستاخی دمد　　کہ برد تعظیم ازدیدہ رمد

غفلت ونسیان بدآموختہ　　زانش تعظیم گردد سوختہ

ہیبتش بیداری وفطنت دہد　　سہوونسیان ازدلش بیروں جہد

وقت غارت خواب ناید خلق را　　تانبر باید کسے زودلق را

خواب چون رومی رمدازبیم دلق　　خواب ونسیان کے بود با بیم خلق

لاتواخذ ان نسینا شد گواہ　　کہ بود نسیان بوجھے ہم گناہ

زانکہ استکمال تعظیم اونکرد　　ورنہ نسیان درنیاوردے نبرد

گرچہ نسیان لابدونا چار بود　　درسبب ورزیدن اورمختار بود

چو تہاون کرد در تعظیمہا　　تاکہ نسیان زاد با سہو وخطا

ہمچو مستے کو جنا یتہا کند　　گوید اومعذور بودم من زخود

گویدش لیکن سبب اے زشت کار　　از تو بددررفتن آں اختیار

بیخودی نامد بخودتش خواندی　　اختیارت خود نہ شدتش راندی

واللہ اعلم وعلم اتم واحکم

بسم الله الرحمن الرحيم

شانِ نزول سورہ آل عمران

اس سورۃ کے ابتدائی حصہ کے نزول کا یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ عیسائیوں کی ایک جماعت نے جناب رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مناظرہ کیا تھا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کی اُلوہیت پر یوں استدلال کیا تھا کہ وہ مُردوں کو زندہ کرتے تھے اور بیماروں کو اچھا کرتے تھے۔ غیب کی باتیں بتاتے تھے پرندوں کی مورتیں بنا کر ان میں پھونک مارتے تھے تو وہ زندہ جانور بن جاتے تھے اور اُن کے خدا کا بیٹا ہونے پر یوں استدلال کیا تھا کہ وہ بلا باپ کے پیدا ہوئے اور انہوں نے بچپن میں گہوارہ میں گفتگو کی جو کہ نہ ان سے پہلے کسی نے کی تھی نہ ان کے بعد کسی نے کی اور ان کے ثالث ثلثہ ہونے پر یوں استدلال کیا کہ خدا کہتا ہے کہ ہم نے کیا ہم نے حکم دیا وغیرہ وغیرہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تنہا نہیں اور اس کے ساتھ عیسیٰؑ اور مریمؑ بھی ہیں ورنہ وہ یوں کہتا کہ میں نے کیا میں نے حکم دیا وغیرہ ان کے ان لغو اور بیہودہ استدلالات کا جواب جناب رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دیا کہ بیٹا باپ کے مُشابہ ہوتا ہے۔

اُنہوں نے جواب دیا کہ ضرور۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ زندہ ہیں اور مریں گے نہیں اور عیسیٰ کسی نہ کسی وقت ضرور مریں گے اُنہوں نے جواب دیا کہ بیشک پھر آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ ہر چیز کا انتظام کرتا اس کی نگرانی کرتا اور اُس کو رزق دیتا ہے انہوں نے کہا کہ بیشک آپ نے فرمایا کہ کیا عیسیٰ بھی ان میں سے کوئی کام کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز آسمان اور زمین کی مخفی نہیں؟ اُنہوں نے کہا بیشک آپ نے فرمایا کہ عیسیٰؑ اُن میں سے بجز اس کے جس کا علم ان کو خدا نے دیدیا ہے کچھ جانتے ہیں انہوں نے کہا کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ کیا نہیں جانتے کہ حق تعالیٰ نے مریمؑ کے رحم میں اپنی مرضی کے موافق عیسیٰ کی صورت بنائی اور خدا نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے اور نہ پاخانہ پیشاب کرتا ہے اُنہوں نے کہا بیشک۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ عیسیٰ کو ان کی ماں نے یونہی پیٹ میں رکھا جس طرح ایک عورت رکھتی ہے اس کے بعد ان کو یونہی جنا جس طرح وہ جنتی ہے اور ان کو یونہی غذا دی جاتی تھی جس طرح بچوں کو دی جاتی ہے اور بڑے ہو کر وہ کھانا کھاتے اور پانی وغیرہ پیتے اور پاخانہ پیشاب کرتے تھے انہوں نے کہا بیشک جب انہوں نے ان سب باتوں کا اقرار کر لیا تو آپ نے فرمایا کہ پھر وہ خدا کے بیٹے اور خدا اور ثالث ثلثہ کیونکر ہو سکتے ہیں اس پر وہ سمجھ گئے مگر مانا نہیں۔ یہ واقعہ ابن جریر میں بروایت محمد بن جعفر بن الزبیر عن ربیع مروی ہے اس واقعہ سے چند مفید نتائج برآمد ہوئے۔

(۱) یہ کہ عیسائیوں کے وہ استدلالات جو آج وہ کرتے ہیں نئے نہیں بلکہ انکے بزرگ بھی یہی بیہودہ استدلالات کرتے تھے۔

(۲) یہ کہ مسلمانوں کے پاس ہمیشہ سے ان کے مسکت جواب موجود ہیں اور عیسائیوں کو جواب دینے کے لئے اس وقت کسی رسول کو بھیجنے کی ضرورت نہیں جیسا کہ قادیانیوں کا مرزا کی نسبت دعویٰ ہے اور مرزا خود بھی اس کا مدعی تھا۔

(۳) عیسائیوں کے جواب دینے کے لئے اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار کیا جاوے اور ان کو مردہ مانا

جاوے۔ چنانچہ اس مناظرہ میں ان تمام واقعات کو تسلیم کر کے ان کو مسکت جواب دیئے گئے ہیں۔
(۴) یہ کہ حیات عیسیٰ کا عقیدہ مسلمانوں کا پرانا عقیدہ ہے اور نیا نہیں۔ کیونکہ اگر یہ روایت جناب رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ تو اس میں صاف طور پر حضرت عیسیٰ کی حیات پر رجسٹری ہے اور اگر یہ روایت ان سے ثابت نہیں تو کم از کم ربیع اور محمد بن جعفر کے زمانہ میں اس عقیدے کا وجود ضرور تسلیم کرنا پڑے گا۔ اور ان کا زمانہ۔ جناب رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے کچھ دور نہیں۔ کیونکہ یہ دونوں تابعی ہیں یہ تو اس سورۃ کا شانِ نزول اور اس کے متعلق ضروری تنبیہات تھیں اب تفسیر سنو۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِائَتَا اٰيَةٍ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا
الٓمّٓ ۝ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ
يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۗ اِنَّ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ اِنَّ اللّٰهَ
لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ
كَيْفَ يَشَآءُ ۗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے ہیں کہ انکے سوا کوئی قابل معبود بنانے کے نہیں اور وہ زندہ (جاوید) ہیں سب چیزوں کے سنبھالنے والے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپکے پاس قرآن بھیجا ہے واقعیت کے ساتھ اس کیفیت سے کہ وہ تصدیق کرتا ہے اُن (آسمانی) کتابوں کی جو اس سے پہلے نازل ہو چکی ہیں اور اسی طرح بھیجا تھا توریت اور انجیل کو اس کے قبل لوگوں کی ہدایت کے واسطے اور اللہ تعالیٰ نے بھیجے معجزات بے شک جو لوگ منکر ہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ان کے لئے سزائے سخت ہے اور اللہ تعالیٰ غلبہ اور قدرت والے ہیں بدلہ لینے والے ہیں بیشک اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے نہ کوئی چیز زمین میں اور نہ کوئی چیز آسمان میں۔ وہ ایسی ذات پاک ہے کہ تمہاری صورت شکل بناتا ہے اور ارحام میں جس طرح چاہتا ہے کوئی عبادت کے لائق نہیں بجز اس کے وہ غلبہ والے ہیں (اور) حکمت والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی لائق پرستش ہے

سورۂ آل عمران مدنی ہے اور اسمیں کل دوسو آیتیں ہیں۔

تفسیر: خدا کی یہ شان ہے کہ بجز اس زندہ برقرار کے کوئی قابل پرستش نہیں اور جو لوگ عیسیٰ کو خدا یا خدا کا بیٹا یا ثالث مانتے ہیں یہ ان کی جہالت اور نادانی ہے کیونکہ وہ فانی ہیں اور فانی معبود نہیں ہو سکتا یہ مضمون کتاب اللہ کا ہے۔ جس کی تصدیق اہل کتاب کو واجب اور ضروری ہے۔

لہ سبحان ما الطف التحقیق ۱۲ حضرت مولانا عمرو

کتاب اللہ خدا کی آخری کتاب ہے اور پہلی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے

(کیونکہ) اس نے تم پر کتاب کو واقعیت کے ساتھ اور ایسی حالت میں نازل کیا ہے کہ وہ اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے (چنانچہ جو مضامین ایسے ہیں کہ بدل نہیں سکتے جیسے مسائل متعلق ذات وصفات فرائض رسالت وحشر وغیرہ وہ اس میں بھی) اسی طرح ہیں نیز وہ ان کے جملہ مضامین کے منجانب اللہ ہونے کو تسلیم کرتی ہیں بجز ان خرافات کے جو لوگوں نے ان میں شامل کردی ہیں لہٰذا ان کے ماننے والوں کو اس کی گنجائش نہیں کہ وہ اس لئے اس کو رد کردیں کہ وہ کتب الٰہیہ کے معارض ہے)

نزول قرآن حیرت کی چیز نہیں ہے

اور (یہ تنزیل کوئی نئی بات بھی نہیں کیونکہ) اس نے پیشتر وہ لوگوں کو ہدایت کرنے کے لئے توراۃ وانجیل نازل کر چکا ہے (پس اس قاعدہ سے اس نے اسے بھی نازل کیا ہے) اور اسی نے (اس کے منزل ہونے پر دلائل (بھی) نازل کئے ہیں (چنانچہ اس کی بہر سورۃ اپنی معجزہ ہونے کے لحاظ سے ایک مستقل دلیل ہے اور دوسرے دلائل اس کے علاوہ ہیں پس ایسی حالت میں ان کے انکار کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی لہٰذا) جو لوگ (اب بھی) خدا کی آیات کا انکار کریں (اور انھیں نہ مانیں) ان کے لئے عذاب سخت (مقرر) ہے اور (یہ کوئی قابل استبعادیات نہیں کیونکہ) اللہ تعالیٰ غالب ہیں ہر چیز پر اور انتقام لینے والے ہیں (پس غلبہ کیوجہ سے ان کو عذاب پر قدرت ہے اور منتقم ہونے کی وجہ سے اس کا وقوع ہوگا۔ اگر یہ شبہ ہو کہ تحقیق عذاب کے لئے صرف قدرت اور منتقم ہونا کافی نہیں بلکہ جرم کے علم کی بھی ضرورت ہے تو اس کا جواب یہ ہے۔

اللہ ہر چیز جانتا ہے

کہ اللہ پر کوئی چیز نہ زمین میں مخفی ہے اور نہ آسمان میں (نیز) وہ وہ ہے جو رحموں میں تمہاری صورتیں جس طرح چاہتا ہے بناتا ہے (پس جبکہ وہ تمہارے حالات سے اس وقت بھی بے خبر نہیں ہے۔ جبکہ تم ماں کے پیٹ میں ہوتے ہو۔ تو اس وقت ان سے کیسے بے خبر ہوگا۔ نیز اس خودمختارانہ تصرف سے یہ بھی ثابت ہوا کہ) کوئی قابل پرستش نہیں بجز اس غالب حکمت والے کے (کیونکہ تعدد الٰہ کی صورت میں خودمختارانہ تصرف نہیں ہوسکتا)

هُوَ الَّذِىٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَالرّٰسِخُوْنَ فِى الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

ترجمہ: وہ ایسا ہے جس نے نازل کیا تم پر کتاب کو جس میں کا ایک حصہ وہ آیتیں ہیں جو کہ اشتباہِ مراد سے محفوظ ہیں اور یہی آیتیں اصلی مدار ہیں (اس) کتاب کا اور دوسری آیتیں ایسی ہیں جو کہ مشتبہ المراد ہیں سو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ اس کے اسی حصہ کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو مشتبہ المراد ہے (دین میں) شورش ڈھونڈھنے کی غرض سے اور اس کے غلط مطلب ڈھونڈھنے کی غرض سے حالانکہ ان کا صحیح مطلب بجز حق تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا جو لوگ علم دین میں پختہ کار ہیں (اور فہم) وہ یوں کہتے ہیں کہ ہم اس پر (اجمالاً) یقین رکھتے ہیں (یہ) سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں اور نصیحت وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو کہ اہل عقل ہیں۔

کتاب ہدایت اور اسکی حیثیت

تفسیر: وہ (عزیز و حکیم) ہی وہ ہے جس نے (اپنی کمال غلبہ و حکمت کی بنا پر) تم پر اس حالت میں کتاب نازل کی کہ اس میں کچھ آیتیں پکی ہیں (جن میں ان کے واضح المراد ہونے کی وجہ سے کسی چالاک کی چالاکی نہیں چل سکتی) یہ (آیتیں) اصل کتاب میں (اور انہی پر اس کی تعلیم مبنی ہے جیسے آیات توحید وغیرہ) اور دوسری ایسی ہیں جن کے مراد میں (گونہ) خفا ہے (جن میں چالاک لوگ چالاکی کرتے ہیں جیسے روح اللہ وکلمۃ اللہ وغیرہ) سو جن کے دلوں میں کجی ہے وہ (واضح المراد آیات کو چھوڑ کر) اس میں سے ان (آیات) کے پیچھے پڑتے ہیں جن کے مراد میں خفا ہے (کبھی) طلب شرک کی غرض سے (اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے) اور کبھی اس کے صحیح معنی معلوم کرنے کی خواہش سے۔

آیات متشابہات کی حیثیت اور ان کا علم

حالانکہ ان کے صحیح معنے (یقینی طور پر) سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا اور جو لوگ علم میں پختہ (اور محقق) ہیں وہ (اس وقت تک جب تک کہ ان کو بیان شارع سے صحیح مراد نہ معلوم ہو جاوے) کہتے ہیں (کہ ان کے معنی خواہ کچھ ہوں ہمیں اس سے بحث نہیں) ہم تو ان پر (اجمالاً) ایمان لاتے ہیں (کیونکہ معلوم المراد اور خفی المراد) سب ہمارے رب کے پاس سے ہیں (اس سے ان کے کج طبعوں کو نصیحت حاصل کرنا چاہیے مگر وہ ایسا کیوں کرنے لگے کیونکہ وہ بے عقل ہیں) اور نصیحت وہی قبول کرتے ہیں جو عقل مند ہیں۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۸﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ﴿۱۰﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۱﴾ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۲﴾

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! ہمارے دلوں کو کج نہ کیجئے بعد اس کے کہ آپ ہم کو ہدایت کر چکے ہیں اور ہم کو اپنے پاس سے رحمت (خاصہ) عطا فرمائیے بلاشبہ آپ بڑے عطا فرمانے والے ہیں اے ہمارے پروردگار آپ بلاشبہ تمام آدمیوں کو میدان محشر میں جمع کرنے والے ہیں اُس دن میں جس میں ذرا شک نہیں (اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ خلاف کرتے نہیں وعدہ کو بالیقین جو لوگ کفر کرتے ہیں ہرگز ان کے کام نہیں آسکتے ان کے مال (دولت) اور نہ ان کی اولاد اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ذرہ برابر بھی اور ایسے لوگ جہنم کا سوختہ ہوں گے۔ جیسا معاملہ تھا فرعون والوں کا اور ان سے پہلے والے (کافر) لوگوں کا کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلایا اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر دار و گیر فرمائی ان کے گناہوں کے

سبب اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں آپ ان کفر کرنے والوں سے فرما دیجئے کہ عنقریب تم (مسلمانوں کے ہاتھ سے) مغلوب کئے جاؤ گے اور (آخرت میں) جہنم کی طرف جمع کر کے لیجائے جاؤ گے اور وہ جہنم ہے بُرا ٹھکانہ۔

راسخون فی العلم کی دعا

تفسیر: (یہ لوگ جو کہ علم میں پختہ ہیں یہ بھی کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب آپ بعد اس کے کہ آپ نے ہم کو ہدایت دی ہے (دوسرے کج طبعوں کی طرح) ہمارے دلوں کو کج نہ کیجئے اور ہم کو اپنے پاس سے رحمت عطا فرمائیے بلاشبہ آپ بڑے دینے والے ہیں اے ہمارے رب (ہم یہ درخواست اس لئے کرتے ہیں کہ آپ اس دن کے لئے لوگوں کو جمع کرنے والے ہیں جس (کے آنے) میں کوئی تردد نہیں (اور وہاں ان سے ان کے اعمال کا محاسبہ ہوگا۔ پس اگر ہمارے دل کج ہوئے اور ہم نے آپ کی کتاب میں کجروی کی اور آپ کی رحمت سے محروم رہے تو پھر ہمارا کیا ٹھکانا ہے اور یہ کہ اس کے آنے میں کوئی تردد نہیں اس لئے کہا گیا ہے کہ اس کے آنے کے متعلق حق تعالیٰ کا وعدہ ہے اور) اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتے۔

قیامت کے دن کافروں کے نہ اولاد کام آئے گی اور نہ مال

چونکہ اس جگہ تم کو معلوم ہوا کہ قیامت ضرور آئے گی اور اس میں لوگوں کے اعمال کی باز پرس ہوگی تو اب سمجھو کہ اس روز کفار کا کیا حال ہوگا سو جن لوگوں نے کفر کیا خدا کے مقابلہ میں ان کے مال ہونے اور ان کی اولاد کچھ کام نہ آئیں گے اور وہ لوگ (دوزخ کی) آگ کا ایندھن ہوں گے۔

کافروں کا انجام

(اُن کا حال بھی ایسا ہی ہوگا) جیسا کہ فرعون اور ان سے پہلے لوگوں کا ہوا کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ تو ان کے جرائم کے سبب سے حق تعالیٰ نے اُنھیں پکڑ لیا (اور سخت سزا دی کیونکہ) حق تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں آپ ان کفار سے کہہ دیجئے کہ عنقریب تم لوگ (دنیا میں مسلمانوں سے) مغلوب کئے جاؤ گے اور (قیامت میں) اکٹھے کر کے دوزخ کو لے جائے جاؤ گے (اور تمہیں خبر بھی ہے کہ دوزخ کیا شے ہے) بہت بُرا ٹھکانا ہے (خدا بچاوے تم یہ نہ سمجھنا کہ ہم ان کمزور مسلمانوں سے کسی طرح مغلوب ہو جائیں گے۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِىْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۖ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ
يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْىَ الْعَيْنِ ۗ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۗ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً
لِّاُولِى الْاَبْصَارِ ﴿١٣﴾ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ
مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۗ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ
وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿١٤﴾

ترجمہ: بیشک تمہارے لئے بڑا نمونہ ہے دو گروہوں (کے واقعہ) میں جو کہ باہم ایک دوسرے سے مقابل ہوئے تھے ایک گروہ تو اللہ کی راہ میں لڑتے تھے (یعنی مسلمان) اور دوسرا گروہ کافر لوگ تھے یہ کافر اپنے کو دیکھ رہے تھے کہ ان

مسلمانوں سے کئی حصے (زیادہ) ہیں کھلی آنکھوں دیکھنا اور اللہ تعالیٰ اپنی امداد سے جس کو چاہتے ہیں قوت دیدیتے ہیں ۔ ہو
بلاشک اس میں بڑی عبرت ہے دانش بینش والے لوگوں کو خوش نما معلوم ہوتی ہے (اکثر) لوگوں کو محبت مرغوب چیزوں
کی (مثلاً) عورتیں ہوئیں بیٹے ہوئے لگے ہوئے ڈھیر ہوئے سونے اور چاندی کے نمبر (یعنی نشان) لگے ہوئے
گھوڑے ہوئے (یا دوسرے) مواشی ہوئے اور زراعت ہوئی (لیکن) یہ سب استعمالی چیزیں ہیں دنیوی زندگانی کی
اور انجام کار کی خوبی تو اللہ ہی کے پاس ہے۔

مسلمانوں کی کامیابی اور کافروں کی ہزیمت

تفسیر: کیونکہ تمہارے لئے ان دو جماعتوں (کی جنگ) میں جو ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں تھیں جن میں سے ایک جماعت خدا کی راہ میں لڑتی تھی اور دوسری کافر تھی۔ جو کہ (اپنی جماعت کو اور مسلمانوں کو) آنکھ سے دیکھ کر (فریقین کی صحیح تعداد کے معلوم نہ ہو چکنے وجہ سے تخمینی طور پر) اپنے کو مسلمانوں سے کم از کم دوگناہ سمجھتے تھے (گو واقع میں ان سے تگنے کے قریب تھے اس مغلوبیت کا) نمونہ موجود تھا اور تم نے دیکھ لیا کہ کافروں کی اتنی بڑی اور قوی جماعت ان مختصر سے اور کمزور مسلمانوں سے کس طرح مغلوب ہوگئی (اور اس جماعت قلیلہ کا یہ غلبہ کوئی بعید بات نہیں۔ کیونکہ غلبہ کا مدار قلت وکثرت پر نہیں بلکہ تائید حق پر ہے) اور خدا جس کو چاہتا ہے اپنی مدد سے قوت پہنچاتا ہے (غرض) اس واقعہ میں ایک عبرت ہے اہل بینش کے لئے (اور وہ اپنے لئے اس سے ایک مفید سبق حاصل کر سکتے ہیں اور وہ یہ کہ کفر سے باز آئیں اور یہ غرور نہ کریں کہ ہم مسلمانوں کو پیش دیں گے اور انہیں مٹادیں گے وغیرہ وغیرہ کیونکہ وہ صرف اپنی قوت سے نہیں لڑتے بلکہ خدائی قوت بھی ان کے ساتھ ہوتی ہے اور خدا کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہاں اگر خود مسلمان اپنی حماقت سے خدا کو ناراض کر کے اس کی تائید کو منقطع کر دیں تو اور بات ہے۔

ایک علمی اشکال اور اس کا حل

ف یرونهم مثلهم رای العین کی جو تفسیر کی گئی ہے اس سے اس شبہ کا دفع کرنا مقصود ہے۔ کہ اس آیت میں واقعہ بدر کی طرف اشارہ ہے اور اس میں مسلمانوں کی تعداد تین سو دس اور تین سو بیس کے درمیان تھی۔ اور کفار کی نو سو اور ایک ہزار کے درمیان پس اس لحاظ سے کفار تعداد میں مسلمانوں سے تگنے ہیں اور آیت میں ان کی تعداد دوگنی ظاہر کی گئی ہے اور حاصل دفع یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے نوا مثلیهم نہیں فرمایا بلکہ یرونهم مثلیهم فرمایا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ وہ اپنے کو دوگنا سمجھتے ہیں سو یہ صحیح ہے۔ کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ انہوں نے دو جماعتوں کے آدمیوں کی تعداد کو گن کر معلوم نہیں کیا تھا پس اس سمجھنے کا منشا تخمینہ ہی ہوسکتا ہے۔ اور تخمینہ سے پوری تعداد معلوم نہیں ہوسکتی اس لئے انہوں نے تخمینہ کیا کہ ہم مسلمانوں سے کم از کم دوگنے ضرور ہیں اس لئے حق تعالیٰ نے یرونهم مثلیهم فرمایا فلا اشکال واللہ اعلم بمرادہ۔

دنیا اور دنیا کی چیزوں کی محبت اور اس کا نتیجہ

یہاں تک کفار کا حال بیان کر کے اس کے بعد کفر کا منشا بیان کرتے ہیں اور اس کی غلطی ظاہر فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ لوگوں کے

لئے مرغوبات نفس یعنی عورتوں اور بیٹوں اور سونے چاندی کے اوپر تلے چنے ہوئے توڑوں اور نمبری گھوڑوں اور دوسرے جانوروں اور کھیتی (وغیرہ وغیرہ) کی محبت کو خوشنما بنادیا گیا ہے (اور ان کی محبت ان کے لئے داعی الی الکفر اور مانع ایمان ہوجاتی ہے مگر یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ) یہ صرف دینوی زندگی میں فائدہ اٹھانے کی چیزیں ہیں (اور مرنے کے بعد بالکل بیکار ہیں) اور اللہ کی یہ شان ہے کہ اس کے پاس (یعنی اس کے قبضہ میں) حسن تال ہے (لہذا ان کی طلب کو چھوڑ کر حق تعالیٰ کو مطلوب بنانا چاہئے تاکہ وہ انجام بہتر کرے) آپ ان کفار سے جوکہ متاع دنیا کو مطلوب بنائے ہوئے ہیں) کہہ دیجئے کہ تم چاہو تو میں تم کو ان سے بہتر چیزیں بتلادوں۔

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ﴿۱۵﴾ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾

ترجمہ: آپ فرمادیجئے کیا میں تم کو ایسی چیزیں بتلادوں جو (بدرجہا) بہتر ہوان چیزوں سے (سوسنو) ایسے لوگوں کے لئے جو متقی ہیں اُن کے مالک حقیقی کے پاس ایسے ایسے باغ ہیں جنکے اندر نہریں جاری ہیں ان میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے اور ان کیلئے ایسی بیبیاں ہیں جو صاف ستھری کی ہوئی ہیں اور اُن کیلئے خوشنودی ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتے ہیں بھالتے ہیں بندوں کو یہ ایسے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لے آئے سو آپ ہمارے گناہوں کو معاف کردیجئے اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچالیجئے (اور وہ لوگ) صبر کرنے والے ہیں اور راست باز ہیں اور (اللہ کے سامنے) فروتنی کرنے والے ہیں اور مال خرچ کرنے والے ہیں اور آخیر شب میں اُٹھ اُٹھ کر گناہوں کی معافی چاہنے والے ہیں گواہی دی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی کہ بجز اس ذات کے کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں اور فرشتوں نے بھی اور اہل علم نے بھی اور معبود بھی وہ اس شان کے ہیں کہ اعتدال کے ساتھ انتظام رکھنے والے ہیں انکے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں وہ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔

مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بدلہ

تفسیر: (اچھا سنو) جو لوگ (معاصی سے) بچتے ہیں ان کو ان کے رب کے پاس ایسے باغ ملیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں (اور دنیاوی باغوں کی طرح برائے چندے نہیں بلکہ یوں کہ وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے اور (ان کو) پاک صاف بیبیاں (بھی ملیں گی) اور حق تعالیٰ کی جانب سے (پروانہ) خوشنودی بھی (عطا ہوگا) اور حق تعالیٰ بندوں کو دیکھتے ہیں (اور ان سے ان کی حالت پوشیدہ نہیں۔ اس لئے یہ

چیزیں انہی کو ملیں گی جو واقعی طور پر متقی ہیں۔ اور کوئی غیر متقی اپنے کو خدا کے سامنے متقی ثابت کر کے ان سے یہ چیزیں نہیں حاصل کر سکتا۔

مومنوں کی شان

یعنی ان کو جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے پس آپ ہمارے گناہ معاف فرما دیجئے اور ہمیں آتش دوزخ سے محفوظ رکھئے جو کہ صبر کرنے والے ہیں اور راستباز ہیں اور (اللہ تعالیٰ کے سامنے) فروتنی کرنے والے ہیں اور (نیک کاموں میں) مال خرچ کرنے والے ہیں۔ اور تڑکوں میں گناہوں کی معافی چاہتے ہیں (اس جگہ مومنین سے نعمتوں کا وعدہ فرمایا جس سے مقصود کفار کو ایمان کی ترغیب دینا تھا اب توحید کی تعلیم فرماتے ہیں جو کہ اصل ایمان ہے اور فرماتے ہیں کہ

خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

خدا گواہی دیتا ہے کہ کوئی قابل پرستش نہیں ہے بجز اس کے اور فرشتے اور اہل علم بھی (گواہی دیتے ہیں کہ وہ تنہا معبود ہے) اس شان سے کہ وہ انصاف پر قائم ہے (اور جب خدا اور فرشتے اور اہل علم سب گواہ ہیں اور ان کی گواہی یقیناً صحیح ہے تو یہ ایک حقیقت ثابتہ اور امر واقعی ہے کہ) کوئی قابل پرستش نہیں بجز اس غالب اور حکمت والے کے اور جو لوگ کسی اور کو اس میں شریک نہیں کرتے۔ خواہ عیسیٰ ہوں یا کوئی اور وہ بلاشبہ غلطی پر ہیں۔

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ
الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ فَاِنْ
حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۭ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ۭ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ۭ
وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

ترجمہ: بلاشبہ دین (حق اور مقبول) اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے اور اہل کتاب نے جو اختلاف کیا (کہ اسلام کو باطل کہا) تو ایسی حالت کے بعد کہ ان کو دلیل پہنچ چکی تھی محض ایک دوسرے سے بڑھنے کے سبب سے اور جو شخص اللہ کے احکام کا انکار کرے گا تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کا حساب لینے والے ہیں پھر بھی اگر یہ لوگ آپ سے حجتیں نکالیں تو آپ فرما دیجئے کہ (تم مانو یا نہ مانو) میں تو اپنا رخ خاص اللہ کی طرف کر چکا اور جو میرے پیرو تھے وہ بھی اور کہیے اہل کتاب سے اور (مشرکین) عرب سے کہ کیا تم بھی اسلام لاتے ہو سو اگر وہ لوگ اسلام لے آئیں تو وہ لوگ بھی راہ پر آ جاویں گے اور اگر وہ لوگ روگردانی رکھیں تو آپ کے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے اور اللہ تعالیٰ خود دیکھ (اور سمجھ) لیں گے بندوں کو۔

خدا کا پسندیدہ دین اسلام ہے

تفسیر: اور اسی سے یہ بھی ثابت ہوا کہ خدا کے نزدیک (مقبول) دین اسلام ہی ہے (کیونکہ توحید خالص اسی میں ہے اور کسی

دین میں نہیں ہے۔ اور یہ بات خود اہل کتاب بھی جانتے ہیں اور ان کا اختلاف جہل سے نہیں بلکہ وہ جان بوجھ کر ایسا کرتے ہیں کیونکہ) ان اہل کتاب نے اس میں اختلاف ان کے پاس (اس کا) علم آجانے کے بعد ہی کیا ہے اور محض آپس کی مخالفت سے اور (یہ واضح ہو کہ) جو لوگ خدا کی آیتوں کو نہیں مانیں گے (جیسے یہ اہل کتاب ان کو بہت جلد سزا ملے گی کیونکہ حق تعالیٰ بہت جلد بندوں کا) حساب لینے والے ہیں (یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان کے بعد کسی منازعت کی گنجائش نہیں)۔

کفار کی سرکشی اور ان کو پیغام

پس اگر بھی یہ (کفار لوگ جیسے نصاریٰ وغیرہ) تم سے حجت کریں (اور اپنی باطل پرستی پر جمے رہیں) تو آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں نے تو اپنے کو حق تعالیٰ کے حوالہ کر دیا ہے اور انہوں نے بھی جو کہ میرے متبع ہیں اور (اس کے بعد جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے۔ ان سے بھی اور ناخواندہ لوگوں (مشرکوں سے بھی کہہ دیجئے کہ کیا (میرے متبعین کے ساتھ) تم بھی اطاعت قبول کرتے ہو اب اگر وہ بھی اطاعت قبول کر لیں تو (تمہاری طرح) وہ بھی ہدایت یافتہ ہو گئے اور اگر وہ اس سے پیٹھ پھیریں (اور اطاعت سے انکار کریں) تو (آپ کا کچھ نقصان نہیں کیونکہ) آپ پر صرف پیغام پہنچا دینا تھا (سو آپ کر چکے) اور اللہ تعالیٰ بندوں (کے حال) سے واقف ہیں (اس لئے وہ ان کی شرارت کو جانتے ہیں اور ان کو سزا دیں گے (اچھا)

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ
بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۱﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى
الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۲﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ
يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ ذٰلِكَ
بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۖ وَّغَرَّهُمْ فِىْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾
فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۟ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾

ترجمہ: بے شک جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ اور قتل کرتے ہیں پیغمبروں کو ناحق اور قتل کرتے ہیں وہ ایسے شخصوں کو جو (افعال و اخلاق کے) اعتدال کی تعلیم دیتے ہیں سو ایسے لوگوں کو خبر سنا دیجئے ایک سزائے دردناک کی (اور) یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے سب اعمال (صالحہ) غارت ہو گئے دنیا میں اور آخرت میں اور (سزا کے وقت) ان کا کوئی حامی مددگار نہ ہوگا۔ (اے محمد) کیا آپ نے ایسے لوگ نہیں دیکھے جن کو کتاب (توراۃ) کا ایک (کافی) حصہ دیا گیا اور اسی کتاب اللہ کی طرف اس غرض سے ان کو بلایا بھی جاتا ہے کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے پھر (بھی) ان میں سے بعض لوگ انحراف کرتے ہیں بے رخی کرتے ہوئے (اور) یہ اس سبب سے ہے کہ وہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ہم کو صرف گنتی

کے تھوڑے دنوں تک دوزخ کی آگ لگے گی (پھر مغفرت ہو جاوے گی) اور ان کو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے ان کی تراشی ہوئی باتوں نے سوان کا کیا (برا) حال ہوگا جب کہ ہم ان کو اس تاریخ میں جمع کرلیں گے جس کے (آنے) میں ذرا شبہ نہیں۔اور (اس تاریخ میں پورا پورا بدلہ مل جاوے گا ہر شخص کو جو کچھ اس نے دنیا میں کیا تھا اور ان شخصوں پر ظلم نہ کیا جاوے گا)

کافروں کا ظلم اور اس کا انجام

تفسیر: جو لوگ خدا کی آیتوں کو نہیں مانتے اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے ہیں اور ان کو بھی قتل کرتے ہیں جو ان کو اچھی بات کا حکم کریں۔(جیسا کہ آج کل کے یہود آپ کے قتل کرنے میں دریغ نہیں کرتے گو آپ ہماری تائید سے محفوظ ہیں اور صحابہ کو تو قتل کرتے ہی ہیں اور ان سے پہلے ان کے سلف ایسا کرتے تھے) آپ ان کو سخت تکلیف اور عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے (کیونکہ) یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال حسنہ دنیا و آخرت میں بیکار ہو چکے ہیں (اور صرف گناہ رہ گئے ہیں جن کی ان کو سزا ملے گی)۔اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا (جو ان کو خدا کے عذاب سے چھوڑائے)۔

اہل کتاب کا حال

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک (کافی) حصہ دیا گیا تھا (جس کا مقتضٰے یہ تھا کہ وہ اس پر عمل کرتے کہ ان کا کیا رویہ ہے سو ان کی حالت یہ ہے کہ ان کو اسی کتاب اللہ کی طرف اسی غرض سے بلایا جاتا ہے کہ وہ ان کے درمیان صحیح فیصلہ کرے پھر بھی وہ منہ موڑ کر چل دیتے ہیں (اور خود اپنی کتاب کے فیصلہ کو بھی نہیں مانتے اب اس ہٹ دھری اور ناانصافی کی وجہ سنو)۔

اہل کتاب کی بد دماغی اور فریب نفس

اس کا سبب یہ ہے کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ بجز چند روز کے آگ ہم کو چھووے گی بھی نہیں (جلانا تو درکنار اور ان چند روز کی مقدار وہ صرف چالیس روز بیان کرتے ہیں پس جب کہ ان کو دوزخ کی طرف سے اطمینان ہے تو انہیں نیک کاموں کی ضرورت کیا ہے اور حق طلبی سے غرض کیا۔مگر یہ ان کی ایک من گھڑت بات ہے) اور اسی من گھڑت خیال نے ان کو ان کے دین کے معاملہ میں دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔(اور وہ اسی غلط خیال کی بناء پر دین حق کو چھوڑ کر ایک باطل مذہب پر قناعت کئے ہوئے ہیں) پس اگر وہ اسی خیال باطل پر جمے رہے اور دین حق کو چھوڑتے رکھا تو نہ پوچھو کہ اس وقت ان کا کیا (برا) حال ہوگا جب کہ ہم ان کو اس دن کے لئے جمع کریں گے جس (کے آنے میں کچھ بھی تردد نہیں اور ہر شخص کو اس کی کمائی کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر (ذرا) بھی ظلم نہ کیا جاوے گا کہ ان کی نیکیوں کو نظر انداز کر دیا جاوے یا تھوڑا بدلہ دیا جاوے۔یا کسی کی برائیوں میں اضافہ کر دیا جاوے۔یا مناسب سے زیادہ سزا دی جاوے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت خداوندی

پس جب کہ ان کفار کی ضد اور ہٹ دھرمی کی یہ حالت ہے کہ ان پر نصیحت اثر نہیں کرتی تو اب آپ خدا سے سلطنت مانگئے۔کیونکہ جو کام ہزار انبیاء کی نصیحت سے نہیں نکلتا۔وہ سلطنت اور حکومت سے نہایت آسانی سے نکل جاتا ہے گو حکومت کی طرف سے کوئی جبر و تعدی بھی نہ ہو۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ٘ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُؕ بِیَدِكَ الْخَیْرُؕ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۝ تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ٘ وَ تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ٘ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ۝

ترجمہ: کہ (اے محمد) آپ اللہ تعالیٰ سے یوں کہئے (کہ اے اللہ مالک تمام ملک آپ ملک جس کو چاہیں دیتے ہیں اور جس سے چاہئیں ملک لے لیتے ہیں اور جس کو آپ چاہئیں غالب کر دیتے ہیں اور جس کو آپ چاہئیں پست کر دیتے ہیں آپ ہی کے اختیار میں ہے سب بھلائی بلاشبہ آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں آپ رات (کے اجزاء) کو دن میں داخل کر دیتے ہیں اور بعض فصلوں میں) دن کو رات میں داخل کر دیتے ہیں اور آپ جاندار چیز کو بے جان سے نکال لیتے ہیں اور بے جان چیز کو جاندار سے نکال لیتے ہیں اور آپ جس کو چاہتے ہیں بے شمار رزق عطا فرماتے ہیں۔

حکومت کی درخواست اور اس کی وجہ

تفسیر: (اور) کہئے اے اللہ اے تمام ملک کے مالک (آپ ہمیں حکومت دیجئے۔ اور گو ہم کمزور اور تعداد میں کم ہیں مگر باوجود اس کے بھی آپ اس پر قادر ہیں کیونکہ) آپ (کی شان یہ ہے کہ) جسے چاہتے ہیں اسے سلطنت دیتے ہیں اور جس سے چاہتے ہیں حکومت چھین لیتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں عزت دیتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں ذلیل کرتے ہیں بھلائی آپ ہی کے اختیار میں ہے (اور آپ کی قدرت انہی چیزوں میں منحصر نہیں ہے بلکہ) آپ ہر چیز پر قادر ہیں (چنانچہ) آپ رات (کے ایک حصہ) کو دن میں داخل کرتے (اور اس طرح رات کو گھٹاتے اور دن کو بڑھاتے ہیں اور دن کے ایک حصہ کو رات میں داخل کرتے (اور اس طرح دن کو گھٹاتے اور رات کو بڑھاتے) ہیں اور جاندار (یعنی جانوروں وغیرہ) کو بے جان (یعنی انڈے وغیرہ) سے نکالتے اور بے جان یعنی انڈے وغیرہ سے جاندار (یعنی جانوروں وغیرہ کو نکالتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں ان گنت روزی دیتے ہیں (یہ نمونے ہیں آپ کی قدرت کاملہ کے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہر چیز پر قادر ہیں پس آپ ہم کو حکومت دیجئے۔

اسلام میں سلطنت کی اہمیت

اس جگہ چند مفید اور ضروری باتوں پر تنبیہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جن کی اس زمانہ میں نہایت سخت ضرورت ہے اول یہ کہ اسلام میں سلطنت ضرور مطلوب ہے جیسا کہ اس دعا سے مفہوم ہوتا ہے مگر اس کا مقصد صرف اسلام کو قوت پہنچانا اور اس کی حفاظت کرنا ہے نہ کہ تحصیل جاہ و مال اور نہ دوسری قوموں پر رشک وحسد وغیرہ کیونکہ یہ امور خود منہی عنہ اور ناجائز ہیں پس ان کے لئے سلطنت کیونکر مطلوب شرعی ہو سکتی ہے ہمارے زمانہ کے لوگوں نے اسلام کو پس پشت ڈال کر سلطنت کو مطلوب بنا رکھا ہے اور اس کی تحصیل کے لئے ہر قسم کے ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں خواہ وہ اسلام کے اغراض کے کتنے ہی مخالف کیوں نہ ہوں پھر غضب یہ ہے کہ اس طرح تحصیل سلطنت کو فرض مذہبی بتایا جاتا ہے یہ نہایت

درجہ جہل یا بددینی ہے مسلمانوں کو متنبہ ہونا چاہئے ہم پھر کہتے ہیں۔ کہ اسلام میں سلطنت ضرور مطلوب ہے مگر محض خدا کے لئے اور اسلام کے نفع کے لئے نہ اس لئے کہ اس سے خود اسلام ہی کو صدمہ پہنچایا جاوے اور اس کے لئے وہ ذرائع اختیار کئے جائیں جو خود اسلام ہی کی بیخ کنی کریں پس اس طرح سلطنت حاصل کرنا ضرور ناجائز ہوگا خدا مسلمانوں کو سمجھ دے کہ وہ نیک و بد میں امتیاز کریں۔

حکومت کا دخل اشاعت اسلام میں

(۲) یہ کہ اس وقت یہ بلا عالم گیر ہے۔ اور اس میں عوام و خواص قریب قریب سب مبتلا ہیں کہ جب غیر قوموں کی طرف سے اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے تو وہ اس کا بالکل انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا۔ اور کوئی تفصیل نہیں کرتے اب ہم اس کی حقیقت بتلاتے ہیں۔ واضح ہو کہ اسلام تلوار کے زور پر پھیلنے کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ مسلمانوں نے اپنی حکومت میں لوگوں کو مجبور کیا کہ وہ مسلمان ہو جائیں اور وہ مجبوراً مسلمان ہوئے تو یہ امر بالکل غلط ہے اور نہ اسلام میں ایسا کوئی حکم ہے کہ تم لوگوں کو مجبور کرو اور نہ مسلمانوں نے ایسا کیا ہے اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ حکومت کو دخل تھا اسلام کے شیوع میں یہ تو ایک واقعہ ہے۔ اور اس کے انکار کی ضرورت نہیں کیونکہ سلطنت میں ایک قدرتی اثر ہے جذب قلوب کا۔

صاحب حکومت اقوام کے اثرات

اور جس قوم کے پاس سلطنت ہوتی ہے اس کے افعال و اقوال اس کی وضع قطع اس کی طرز معیشت وغیرہ سب لوگوں کو پیاری معلوم ہوتی ہے اور لوگ باختیار خود بلا جبر و اکراہ ان کو قبول کرتے ہیں اس کی ایک مثال تو آپ کے سامنے موجود ہے چنانچہ آپ کو معلوم ہے کہ ہندوستان کے تمدن اور اس کے جذبات اور خیالات پر مغربی تمدن اور خیالات کا کس قدر گہرا اثر پڑا ہے کہ علماء دین تک اس وبا سے محفوظ نہیں رہے تو کیا ان کو اس کے اختیار کرنے پر حکومت نے مجبور کیا ہے نہیں بلکہ وہی قدرتی اثر ہے جو کہ سلطنت میں ہوتا ہے۔

مکی و مدنی زندگی کا مقابلہ اسلام کی اشاعت میں

اور دوسری مثال یہ ہے کہ آپ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات میں غور کریں کہ آپ نے تیرہ برس مکہ میں رہ کر کتنے لوگوں کو مسلمان کیا اور دس برس مدینہ منورہ میں رہ کر کتنے لوگوں کو۔ اور مدینہ میں بھی فتح مکہ سے پہلے کتنے لوگ مسلمان ہوئے اور بعد کو کس قدر اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ حکومت کو شیوع اسلام میں دخل تھا یا نہیں تھا اور ضرور تھا۔ کیونکہ جب آپ مکہ میں تھے اس وقت آپ کے وعظ اور اخلاق و عادات میں تاثیر کم نہ تھی۔ اور مدینہ میں آ کر وہ تاثیر کچھ بڑھ نہ گئی تھی پھر یہ تفاوت کیوں تھا۔ اس کا منشاء صرف یہ تھا کہ مکہ میں آپ کے پاس حکومت نہ تھی اور مدینہ میں حکومت تھی پس یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ اسلام کی اشاعت میں حکومت کو دخل تھا مگر یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے کیونکہ اس پر اگر اعتراض کیا جاوے گا تو اس کا حاصل یہ ہوگا کہ مسلمانوں نے اپنی کسی ذاتی غرض سے حکومت حاصل نہیں کی بلکہ وہ اس میں اپنے حاکم (خدائے تعالیٰ) کی اطاعت کے لئے مجبور تھے۔

اشاعت اسلام کے سلسلہ میں اعتراض اور اس کا جواب

اب اگر یہ اعتراض ہو کہ خدا نے ایسا کیوں حکم دیا تو یہ بھی محض بے معنی ہے کیونکہ جب خدا کو دنیا میں اپنا قانون جاری کرنا ضروری تھا تو اس

کے حفاظت کے لئے قوت کی ضرورت تھی سلاطین دنیا میں اپنی ذاتی اغراض کے لئے قانون بناتے ہیں اور قوت سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ مگران کوئی ملزم نہیں ٹھہراتا۔ تو کیا حق تعالیٰ کو اپنے ملک میں اپنی رعایا کی بہبودی کے لئے اپنی قانون کی قوت سے حفاظت کرنے کا اتنا بھی حق نہیں۔ جتنا کہ سلاطین دنیا کو ہے جبکہ ہے تو پھر اس کے فعل پر کیوں اعتراض کیا جاتا ہے پس ثابت ہوا کہ اسلام کا بایں معنی بزور شمشیر پھیلانا نہ واقع کے خلاف ہے اور نہ اس پر کچھ اعتراض ہوسکتا ہے بلکہ اگر اسلام پہلے معنی کی رو سے بھی بزور شمشیر پھیلایا جاتا۔ گو واقعہ ایسا نہیں ہے۔ تاہم قابل اعتراض نہ تھا۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ کفر خدائی حکومت کی بغاوت اور اس کے قانون کی خلاف ورزی ہے۔ اور بغاوت کی خلاف ورزی کو قوت سے روکنا اور ملک میں بزور شمشیر بدامنی کا انسداد کرنا کوئی جرم نہیں بلکہ یہ عین انصاف ہے چنانچہ تمام دنیا کے عقلاء کا اس پر اتفاق ہے اور تمام سلطنتوں میں اسی مقصد کے لئے پھانسیاں اور جیل خانہ اور توپ خانہ اور فوجیں وغیرہ موجود رہتی ہیں تو جب سلاطین دنیا کا یہ جبری طور پر اپنی قانون کو اپنی رعایا سے منوانا کسی عاقل کے نزدیک جرم نہیں ہے تو حق تعالیٰ کا جو احکم الحاکمین ہے اپنی رعایا کو اپنے قانون کے ماننے کے لئے مجبور کرنا کیسے جرم ہوسکتا ہے پس مقتضائے عقل یہی ہے کہ اس کو تسلیم کی جاوے کہ حق تعالیٰ کو حق اکراہ کامل طور پر حاصل ہے مگر چونکہ یہ جبر مصلحت امتحان کے خلاف تھا اس لئے اس حق سے کام نہیں لیا پس حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ ایسے لایعنی اعتراضات کرتے ہیں وہ خدا کے معنی ہی نہیں جانتے۔

اعتراضات میں گھبرا کر دین میں کاٹ چھانٹ کی مذمت

اوران سے زیادہ نادان وہ ہیں جو ایسے اعتراضات سے مغلوب ہو کر حقائق اسلامیہ کا انکار کر بیٹھتے ہیں پس مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ پرائے شگون کے لئے اپنی ناک نہ کٹایا کریں اور مخالفین کے جواب میں حقائق اسلامیہ کا انکار نہ کیا کریں وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ایسے جوابات درحقیقت جواب نہیں ہوتے بلکہ معترضین کی تائید اوران کی موافقت ہوتی ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر اسلام میں یہ بات ہو جو تم کہتے ہو تو ہم بھی اس کو قابل اعتراض سمجھتے ہیں مگر اسلام میں یہ بات ہی نہیں پس جب مقدمہ استثنائیہ غلط ہوگا تو اعتراض مسلم ہو جاوے گا افسوس اسلام کے نادان دوست اس کو اسلام کی حمایت سمجھتے ہیں مگر حقیقت میں وہ اسلام پر حملہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت میں کوئی نقص نہیں ہے

سوم یہ کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں اس جگہ اور بہت سی جگہ ان اللہ علی کل شئی قدیر فرمایا ہے اس کے متعلق یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ حق تعالیٰ کا مقصود اس سے اپنی کمال قدرت کا اظہار ہے۔ اور اس عموم سے یہ ذہن نشین کرنا چاہتے ہیں کہ ان کی قدرت میں کسی قسم کا نقص اور خود ان میں کسی نوع کا عجز نہیں) جو اس مضمون کے متعلق مسلمانوں نے اپنی عقل کے بھروسہ پر خبط کر رکھا ہے کہ اپنی عقل سے چند اصول قائم کر کے اشیاء کو حق تعالیٰ کی قدرت سے خارج کرنا شروع کیا۔ اور کہا کہ فلاں چیز پر خدا کو قدرت نہیں ہے فلاں بات پر حق تعالیٰ کو قدرت نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور اس کو انہوں نے خدا کا اعلیٰ درجہ کا کمال قرار دیا ہے مگر یہ ان کی سخت غلطی اور نہایت گستاخی ہے کیونکہ اول تو یہ بھی ممکن ہے کہ جو اصول تنزیہ تم نے اپنی ناقص عقل سے تراشے ہیں وہی غلط ہوں۔ پس ان کی بناء پر عمومات قرآنیہ کو باطل ٹھہرانا کس قدر جہل عظیم ہے۔

یہ کہنا کہ خدا فلاں پر قادر نہیں گستاخی ہے

دوسرے خود یہ عنوان کہ حق تعالیٰ فلاں چیز پر قادر نہیں ہے۔ فلاں بات پر قادر نہیں ہے۔ یہ بھی گستاخی ہے کیونکہ اس سے حق تعالیٰ کا عجز مترشح

ہوتا ہے۔ گو وہ در حقیقت عجز نہ ہو آپ غور کریں کہ قرآن و حدیث میں کہیں یہ مضمون نہیں ہے کہ خدا فلاں چیز پر یا فلاں بات پر قادر نہیں ہے اگر یہ کوئی تنزیہ کا اعلیٰ مرتبہ ہے تو کیا حق تعالیٰ کو نعوذ باللہ اپنی تنزیہ کا یہ بھی سلیقہ نہ تھا کہ وہ ایک جگہ بھی یہ عنوان اختیار نہیں کرتا مثلاً اپنے سے ظلم کی نفی کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ اور یہ نہیں کہتا کہ ان اللہ یا یقدر علی الظلم نیز وہ اپنے سے خلف وعدہ کی نفی کرتا ہے تو کہتا ہے۔ ان اللہ لا یخلف المعیاد وغیرہ وغیرہ۔ پس اگر نفی قدرت ہی کمال ہے جیسا کہ ان مدعین کا دعویٰ ہے تو حق تعالیٰ نے اس عنوان کمال تنزیہ کو چھوڑ کر ادنی تنزیہ پر کیوں قناعت کی پس ثابت ہوا کہ یہ تنزیہ کے عنوانات نہیں ہیں بلکہ موہم عجز یا ثبت عجز ہونے کی وجہ سے واجب الترک ہیں۔

ممکن کے ساتھ قدرت الٰہی کی تقیید پسندیدہ نہیں

میں سچ عرض کرتا ہوں کہ جب میں ان اللہ علی کل شئی قدیر کی ممکن کے ساتھ تقیید دیکھتا ہوں تو مجھے یہ بھی اچھا نہیں معلوم ہوتا کیونکہ گو یہ قید واقع میں ضرور ملحوظ ہے مگر الفاظ میں اس کا وجود بظاہر حق تعالیٰ کی قدرت کی مقید اور محدود کرنا ہے جو کہ حق تعالیٰ کے مقصود کے خلاف ہے۔ آخر کیا حق تعالیٰ نہیں جانتے تھے کہ ممکنات ہی مقدور میں اور کیا وہ علی کل شئی ممکن بولنا نہیں جانتے تھے ضرور جانتے تھے تو پھر اس عنوان کو کیوں اختیار کیا محض ابہام عجز کے دفع کے لئے۔ پس آپ اس کو مقید کر کے اس مقصود کو کیوں ضائع کرتے ہیں پس مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان اللہ علی کل شئی قدیر کے ظاہری اطلاق جو کہ ایک بڑی مصلحت پر مبنی ہے لفظی تقیید سے باطل نہ کریں۔ اور یہ عنوان مطلقاً چھوڑ دیں کہ خدا فلاح چیز پر قادر نہیں۔ فلاں بات پر قادر نہیں ہاں یہ کہنا۔ کہ خدا ظلم نہیں کرتا خدا وعدہ خلافی نہیں کرتا وغیرہ وغیرہ ضرور صحیح ہے بس اسی پر اکتفا کرنا چاہئے۔

ایسی تعبیر سے بچنا ضروری ہے جس میں بے ادبی ہو

میرا روئے سخن اس جگہ خاص امکان کذب و امتناع کذب یا امکان و امتناع نظیر کے مسائل کی طرف نہیں ہے بلکہ میں اس وقت ایک عام گفتگو کر رہا ہوں۔ اور جو چیزیں بالا جماع محالات سے ہیں۔ ان کی نسبت بھی ہیں اس عنوان کو نامناسب سمجھتا ہوں کیا آپ کو معلوم نہیں۔ کہ بندر سور بھی حق تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے ہیں پھر خدا کو خالق القردۃ والخنازیر کہنے سے کیوں روکا جاتا ہے اس کی وجہ محض یہی ابہام سوء ادب ہے پھر کیا یہ عنوانات کہ فلاں شئے خدا کی قدرت سے خارج ہے اور فلاں بات پر خدا کو قدرت نہیں موجب ابہام سوء ادب نہیں ضرور ہیں تو پھر ان کی کیونکر اجازت ہو سکتی ہے۔[1]

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ
مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ
الْمَصِيْرُ ۝ قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ
مُّحْضَرًا ۚۖ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْۗءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًۢا بَعِيْدًا ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ

[1] لیکن اگر کسی مبتدع بدعت کی رد کی ضرورت پڑے تو اس وقت اس تقیید اور اس نفی کی بضرورت اجازت ہے ۱۲ حضرت مولانا

نَفْسَہٗ ؕ وَاللّٰہُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

ترجمہ: مسلمانوں کو چاہئے کہ کفار کو (ظاہراً یا باطناً) دوست نہ بناویں مسلمانوں (کی دوستی) سے تجاوز کر کے اور جو شخص ایسا (کام) کرے گا سو وہ شخص اللہ کے ساتھ دوستی رکھنے کے کسی شمار میں نہیں مگر ایسی صورت میں کہ تم ان سے کسی قسم کا (قوی اندیشہ رکھتے ہو اور اللہ تعالیٰ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور خدا ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے آپ فرما دیجئے کہ اگر تم پوشیدہ رکھو گے اپنا مافی الضمیر یا اس کو ظاہر کرو گے اللہ تعالیٰ اس کو (ہر حال میں) جانتے ہیں اور وہ تو سب کچھ جانتے ہیں جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت بھی کامل رکھتے ہیں جس روز (ایسا ہوگا) کہ ہر شخص اپنے اچھے کئے ہوئے کاموں کو سامنے لایا ہوا پائے گا اور اپنے برے کئے ہوئے کاموں کو (بھی اور) اس بات کی تمنا کرے گا کہ کیا خوب ہوتا جو اس شخص کے اور اس روز کے درمیان میں دور دراز کی مسافت ہوتی اور خداوند تعالیٰ تم کو اپنی ذات سے ڈراتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نہایت مہربان ہیں بندوں پر۔

کفار کی سرکشی سے ڈر کر دوستی کا اظہار نہیں کرنا چاہئے

تفسیر: اب ہم اس استطرادی اور ضمنی مضمون کے بعد پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ اس تعلیم دعائے حصول سلطنت کے بعد کفار کے ساتھ برتاؤ کی تعلیم فرماتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ جب ان کی سرکشی اور عناد کی یہ حالت ہے کہ وہ کسی حق تعالیٰ کی اطاعت قبول کرنے پر راضی نہیں ہیں اور بغاوت ہی پر کمربستہ ہیں تو) تو مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ مسلمانوں سے تجاوز کر کے کفار کو اپنا دوست نہ بناویں (نہ یوں کہ مسلمانوں سے دوستی رکھیں اور کفار سے دوستی رکھیں اور نہ یوں کہ مسلمانوں سے بھی دوستی رکھیں اور کفار سے بھی اور نہ یہ دوستی اور محبت دل سے ہونی چاہیے اور نہ ظاہری برتاؤ سے) اور جو کوئی ایسا کرے گا اس کو خدا سے کوئی واسطہ نہیں۔

بوقت مجبوری کفار سے دوستی کے اظہار میں مضائقہ نہیں ہے

بجز اس صورت کے کہ تم ان سے (کسی قسم کا) بچاؤ کرو (اور اپنے کو ان کے ضرر سے محفوظ رکھو بشرطیکہ اس سے بچنے کی کوئی اور صورت نہ ہو۔ اور ضرر بھی معمولی نہ ہو اور احتمال ضرر بھی غالب ہو۔ اس صورت میں صرف اظہار دوستی کی اجازت ہے اور دلی دوستی کی اب بھی اجازت نہیں۔ اور جو معاملات دشمنی کے ساتھ بھی جمع ہو سکتے ہیں اور دوستی کے ساتھ مخصوص نہیں جیسے بدخلقی نہ برتنا یا مہمان کی خاطر داری انسانی ہمدردی یا بیع وشرا لین دین وغیرہ دوستی میں داخل نہیں ہیں۔ اور نہ یہ امور فی نفسہ ممنوع ہیں جب تک کہ کوئی خارجی مانع نہ موجود ہو غرض اس جگہ دشمنی سے مراد وہ دشمنی ہے جو مقتضی عقل ہو اور وہ دشمنی مراد نہیں کہ جو مقتضی عقل کے خلاف اس زمانہ میں سوالات کے معنی میں بہت غلطی کی جا رہی ہے اس کو سمجھ لینا چاہئے) اور (یہ ضرور ہے کہ خدا نے تم کو ضرر کفار سے بچنے کے لئے اظہار دوستی کی اجازت دی ہے مگر اس کے ساتھ ہی) خدا تم کو اپنے سے (بھی) ہوشیار کرتا ہے (سو تم ایسا نہ کرنا کہ ان سے دلی دوستی یا بے قاعدہ اظہار دوستی کر کے خدا کی مخالفت کر بیٹھو اور یاد رہے کہ) خدا کی ہی طرف لوٹنا ہے (اس لئے تم کو کوئی ایسا کام نہ کرنا چاہئے جس سے تمہیں اس کے سامنے ندامت ہو) آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ اگر تم

اپنے مافی الضمیر کو (دل ہی میں پوشیدہ رکھو گے یا اس کو زبان وغیرہ) سے ظاہر کرو گے (ہر صورت میں) وہ تمہارا مافی الضمیر) حق تعالیٰ کو معلوم ہوگا اور (صرف مافی الضمیر ہی نہیں بلکہ وہ ان تمام چیزوں کو بھی جانتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور علم کے ساتھ انکو ہر چیز پر قدرت بھی ہے (ان وجوہ سے اگر تم کفار سے حقیقۃً یا ظاہرا دوستی رکھو گے تو وہ تم کو اس پر سزا دے سکتے ہیں پس تم کو اس سے کامل احتیاط چاہئے اس کی برائی کا گو آج تمہیں احساس نہ ہو۔ مگر جس روز ہر شخص اپنے اچھے کئے کو اور برے کئے کو (دونوں کو) اپنے سامنے موجود پائے گا اس روز (اس کو اس کا احساس ہوگا اور) وہ (بہزار جان) چاہے گا کہ کاش اس (شخص) کے اور اس (دن) کے درمیان ایک مسافت بعیدہ ہوتی۔ (اور اس لئے اس کو اپنے برے اعمال سے سابقہ نہ پڑتا۔ مگر اس وقت کی اس خواہش سے بجز حسرت کے اور کچھ نہ ہوگا جو کہ خود بھی تکلیف دہ ہے پس وہ خواہش بجائے مفید ہونے کے الٹی مضر ہوگی اور (اس لئے حق تعالیٰ (پھر) تم کو اپنے سے ہوشیار کرتا ہے (کہ تم اس کی مخالفت نہ کرو اور اس طرح کے عذاب سے بچو) اور (حقیقت یہ ہے کہ) اللہ (اپنے) بندوں پر بہت مہربان ہے (کہ ان کو ضرر سے بچانے کا اس قدر اہتمام کرتا ہے۔ یہاں تک ضمنی مضامین بیان فرما کر پھر اہل کتاب کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں)

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ اگر خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دیں گے اور اللہ بڑے معاف کرنے والے ہیں بڑی عنایت فرمانے والے ہیں۔ (اور) آپ (یہ بھی) فرما دیجئے کہ تم اطاعت کیا کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی پھر (اس پر بھی) اگر وہ لوگ اعراض کریں سو وہ سن رکھیں کہ) اللہ کافروں سے محبت نہیں کرتے بے شک اللہ تعالیٰ (نبوت کے لئے) منتخب فرمایا ہے آدمؑ کو اور نوحؑ کو اور ابراہیمؑ کی اولاد (میں سے بعضوں) کو اور عمران کی اولاد میں سے بعضوں) کو تمام جہان پر بعضے ان میں بعضوں کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والے ہیں خوب جاننے والے ہیں۔

جو لوگ خدا سے محبت کا دعویٰ رکھتے ہیں ان کے لئے اتباع رسول ضروری ہے

تفسیر: آپ ان اہل کتاب سے) کہہ دیجئے کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو (جیسا کہ تمہارا دعویٰ ہے) تو میرا اتباع کرو کیونکہ محب کا کام محبوب کی رضا جوئی ہوتی ہے اور حق تعالیٰ کی خوشنودی اسی میں ہے کہ تم میرا اتباع کرو اگر تم ایسا کرو گے تو) حق تعالیٰ بھی تم سے محبت کریں گے اور تمہارے گناہوں کو معاف کریں گے اور (حق تو یہ ہے کہ) حق تعالیٰ بڑے ہی معاف کرنے والے ہیں اور رحمت والے ہیں (کہ ایسے ضدی اور متمرد لوگوں کو بھی معاف کرنے کو تیار ہیں، خلاصہ کلام یہ کہ) آپ کہہ دیجئے کہ تم لوگ خدا اور رسول کی اطاعت کرو اب اگر وہ (اس سے پھریں تو) خدا کو ان سے کوئی محبت نہیں کیونکہ خدا کافروں سے محبت نہیں کرتا۔

نبوت پر استدلال: یہاں تک حق تعالیٰ عام طور پر اہل کتاب سے خطاب کر کے بعض گزشتہ واقعات بیان فرماتے ہیں جن سے یہ مفید نتائج پیدا ہوتے ہیں مثلاً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر استدلال جو کہ اہل کتاب اور مسلمانوں کے درمیان متنازع فیہ ہے اور اس لئے وہ اتبعونی اور اطیعوا الرسول کے لئے بمنزلہ دلیل کے ہے اور حق تعالیٰ کی کمال قدرت پر استدلال اور اس کے ذریعہ سے نصاریٰ کی تردید اور یہود کی مخالفت وعناد کا بیان وغیرہ وغیرہ۔

خاندان انبیاء کی فضیلت: اور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدم اور نوح کو اور ابراہیم کے گھرانے اور عمران کے گھرانے کو تمام جہان کے مقابلوں میں منتخب کیا بحالیکہ وہ ایسی اولاد تھے جو کہ ایک دوسرے سے (نسبی تعلق کے ساتھ روحانی تعلق بھی رکھتے) تھے (اور سب کے سب حق تعالیٰ کے مطیع اور فرمانبردار تھے جس کو انہوں نے ایک دوسرے سے حاصل کیا تھا پس وہ ان کی نسبی اولاد ہونے کے ساتھ روحانی اولاد بھی تھی گو حضرت آدم علیہ السلام کسی کی اولاد نہ تھے مگر ان کو تغلیباً داخل کر لیا گیا ہے اور ذریعہ بعضھا من بعض کی قید کا فائدہ ایک ایک تو اس (اطلاق تقیید سے جو کہ آل ابراہیم وآل عمران سے مستفاد ہے اور دوسرا یہ کہ اس میں علت اور استفاء کی اشارہ ہے) اور اللہ سننے والے اور جاننے والے ہیں (اسی لئے وہ ان کے اقوال وافعال حالات وحرکات عقائد وخیالات سے واقف تھے۔ اور انہوں نے ان کو اس کا اہل پا کر یہ شرف اصطفاء بخشا ہے اور چونکہ وہ برگزیدگان حق تعالیٰ تھے اس لئے حق تعالیٰ کو ان کا بہت پاس تھا۔

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ
السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰى ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ
وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ
الرَّجِیْمِ ﴿۳۶﴾ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِیَّا ؕ كُلَّمَا
دَخَلَ عَلَیْهَا زَكَرِیَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ
مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِیَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ
رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾

ترجمہ: جبکہ عمران (پدر مریم) کی بی بی نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! میں نے نذر مانی ہے آپ کے لئے اس بچہ کی جو میرے شکم میں ہے کہ وہ آزاد رکھا جاوے گا سو آپ مجھ سے قبول کر لیجئے بے شک آپ خوب سننے والے خوب جاننے والے ہیں پھر جب لڑکی جنی (حسرت سے) کہنے لگیں کہ اے میرے پروردگار! میں نے تو وہ حمل لڑکی جنی حالانکہ خدا تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں اس کو جو انہوں نے جنی اور وہ لڑکا جو انہوں نے چاہا تھا) اس لڑکی کے برابر نہیں اور میں نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو (اگر کبھی اولاد ہو) آپ کی پناہ میں دیتی ہوں شیطان

مردود سے پس ان (مریم علیہا السلام) کو ان کے رب نے بوجہ احسن قبول فرمالیا اور عمدہ طور پر ان کو نشو ونما دیا اور حضرت زکریاؑ کو ان کا سرپرست بنایا جب کبھی زکریا ان کے پاس عمدہ مکان میں تشریف لاتے تو ان کے پاس کچھ کھانے پینے کی چیزیں پاتے (اور) یوں فرماتے کہ اے مریمؑ! یہ چیزیں تمہارے واسطے کہاں سے آئیں وہ کہتیں اللہ تعالیٰ کے پاس سے آئیں بے شک اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بے استحقاق رزق عطا فرماتے ہیں اس موقع پر دعا کی (حضرت) زکریا علیہ السلام نے اپنے رب سے عرض کیا کہ اے میرے رب! عنایت کیجئے مجھ کو خاص اپنے پاس سے کوئی اچھی اولاد بے شک آپ بہت سننے والے ہیں دعا کے۔

حضرت مریم کی منت اور آرزو

تفسیر: چنانچہ تم اس وقت کو یاد کرو جس وقت عمران کی بیوی نے (بحالت حمل) کہا کہ اے میرے پروردگار میں نے آپ نے لئے اس بچہ کی منت مانی ہے۔ جو کہ میرے پیٹ میں ہے (کہ میں اس کو آپ کے گھر بیت المقدس کی خدمت کے لئے چھوڑ دوں گی) پس آپ اس کو میری جانب سے قبول فرمائیے۔ بے شک آپ سننے والے ہیں اور جاننے والے ہیں (اس لئے آپ کو میری نذر بھی معلوم ہے اور اس کی نیت بھی اور یہ درخواست بھی) پھر جبکہ انہوں نے اس کو جنا (اور دیکھا کہ وہ لڑکی ہے اور لڑکی زنانہ کمزوری خیال ننگ و ناموس حیض ونفاس وغیرہ کی وجہ سے بیت المقدس کی خدمت کے لئے زیبا نہیں تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ میں نے تو خلاف توقع اس (پیٹ کے بچے) کو لڑکی (کی شکل میں) جنا (خیر جیسی کچھ ہے آپ کے لئے حاضر ہے غرض وہ اس لڑکی کے پیدا ہونے سے بددل ہوئی) اور حقیقت یہ ہے کہ اس کو اس بددلی کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ) حق تعالیٰ کو اس (بچہ) کی حالت خوب معلوم ہے جس کو اس نے جنا ہے اور (واقعہ یہ ہے کہ) وہ لڑکا (جو ان کے ذہن میں تھا) اس لڑکی جیسا نہیں تھا (لہذا ہمیں یہ اس سے زیادہ پسند ہے)۔

حضرت مریمؑ خدا کی پناہ میں اور اس کا فائدہ

اور (اس نے یہ بھی کہا کہ) میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں (واضح ہو کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے اس کو شیطان چھیڑتا ہے اور وہ اس سے روتا ہے بجز مریم علیہا السلام اور ان کے بچے عیسیٰ علیہ السلام کے اس عموم سے گو یہ مستفادہ ہوتا ہے کہ یہ ان کی خصوصیت ہے اور نہ کسی نبی کو یہ بات حاصل ہے نہ غیر نبی کو۔

جزوی فضیلت سے کلی فضیلت حاصل نہیں ہوتی

مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ عیسیٰ و مریم علیہا السلام تمام انبیائے سے افضل ہو جائیں کیونکہ یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ بحکم فضلنا بعضہم علی بعض دوسرے انبیا کو اور فضائل عطا ہوتے ہیں جو کہ حضرت عیسیٰ کو نہیں ملے مثلاً حضرت موسیٰ کو کوہ طور پر جا کر حق تعالیٰ سے براہ راست کلام کرنا وغیرہ پس یہ ممکن ہے کہ بعض انبیاء کے دوسرے فضائل مختصہ یا مشترکہ حضرت عیسیٰ و مریم کے فضائل مختصہ یا مشترکہ سے بڑے ہوئے ہوں پس اس سے احتجاج بیکار ہے دوسرے ولادت کے وقت میں شیطان سے محفوظ ہونا یہ ایک گونہ امتیاز ضرور ہے مگر فی نفسہ کوئی

کمالات نبوت میں سے نہیں۔ اسلئے اس کو کمالات نبوت کے مقابلہ میں پیش کرنا۔ اور تمام کمالات نبوت سے افضل قرار دینا محض جہالت ہے۔

حضرت مریم وعیسٰی سے شیطان کا دور رہنا

تیسری بات یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ضرور منقول ہے کہ عیسٰی و مریم علیہما السلام کو ولادت کے (اور شیطان نے نہیں چھوا مگر اس میں یہ مذکور نہیں ہے کہ وہ اثر تھا ان کی ماں کا دعا کا جو انہوں نے کی تھی کہ انی اعیذ ھابک و ذریتھا من الشیطان الرجیم کیونکہ اس دعا کا صرف اتنا مطلب ہے کہ میری اولاد کو اپنا تابعدار رکھنا ایسا نہ ہو کہ شیطان انہیں گمراہ کردے اور اس لئے اس کو مس بوقت ولادت سے کوئی تعلق نہ تھا۔ کیونکہ اس کا اثر طاعت ومعصیت پر نہیں پڑتا بلکہ وہ ایک قسم کی شرارت ہے جو کہ شیطان اپنی عداوت کی بناء پر بچوں کے ساتھ کرتا ہے اور ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے حدیث مذکور روایت کر کے اس کی تائید میں یہ آیت پڑھی۔ سو یہ ان کا اجتہاد ہے۔ والمجتھد یخطی ویصیب پس اگر اس حدیث پر کوئی اشکال کرے کہ دعا سے پہلے شیطان چھوسکتا ہے یہ اشکال حدیث پر نہیں بلکہ ابوہریرۃؓ کے اجتہاد پر ہے اور اگر حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کے استدلال کی یوں توجیہ کی جائے کہ حضرت مریم علیہما السلام کا مس شیطان سے محفوظ رہنا خواہ دعا سے پہلے ہو یا بعد مگر حضرت عیسٰی علیہ السلام کا محفوظ رہنا چونکہ دعا کے بعد تھا اس لئے غالب یہی ہے کہ وہ اس دعا کا اثر تھا تو اس پر بھی اشکال نہیں۔ واللہ اعلم۔

حضرت مریم کی ماں نے اپنی منت پوری کی اور پھر ان کی تربیت کے سامان من جانب اللہ

الغرض مریم کی ماں ان کو اپنی منت اتارنے کے لئے بیت المقدس میں اس کے خدام کے سپرد کرنے کے لئے (آئیں) پس ان کے رب نے ان کو بقبول حسن قبول کیا اور قدر کے ساتھ لیا اور عمدہ طور پر ان کو نشو ونما دیا (اور خوب پھولیں پھلیں کہ خرق عادت کے طور پر غذا پائی۔ نیکی وطاعت میں زندگی بسر کی بچہ ہوا وہ بھی (ایسا عجیب) اور زکریا علیہ السلام (ان کے خالو) کو ان کا کفیل بنایا (جنہوں نے ان کو ایک عمدہ مکان میں رکھا جو کہ بالا خانہ تھا) زکریا علیہ السلام جب کبھی اس عمدہ مکان (بالا خانہ) میں ان کے پاس جاتے۔ تو ان کے پاس کھانے کی چیزیں دیکھتے۔ وہ پوچھتے کہ اے مریم یہ تمہارے پاس کہاں سے آئیں تو وہ کہتیں ہیں کہ وہ خدا کے پاس کی ہیں (اس نے خرق عادت کے طور پر مجھے دی ہیں واقعی بات ہے کہ اللہ جس کو چاہتے ہیں ان گنت رزق دیتے ہیں۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا

(یہ رزق مریم تو کس شمار میں ہے۔ کہ اس پر تعجب کیا جاوے اس واقعہ کو دیکھ کر زکریا علیہ السلام کو حق تعالی کی قدرت کاملہ کا استحضار ہوا۔ اور انہوں نے خیال کیا کہ جب حق تعالیٰ خلاف عادت مستمرہ مریم کو رزق دیتے ہیں تو کیا عجب ہے کہ خلاف عادت مجھے بھی اولاد دیں اس لئے) زکریا نے وہیں اپنے پروردگار سے دعا کی (چنانچہ) کہا کہ اے میرے پروردگار مجھے اپنے پاس سے (خلاف عادت) عمدہ اولاد دیجئے۔ آپ دعا کو سننے والے (اور قبول کرنے والے ہیں)۔

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا ۢ
بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ

غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِیَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِیْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ ۝۴۰ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْۤ اٰیَةً ؕ قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِیْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْكَارِ ۝۴۱

ترجمہ: پس پکار کے کہا ان سے فرشتوں نے اور وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے محراب میں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بشارت دیتی ہیں یحییٰ کے جن کو احوال یہ ہوں گے کہ وہ کلمۃ اللہ کی تصدیق کرنے والے ہوں گے اور مقتدا ہوں گے اور اپنے نفس کو بہت روکنے والے ہوں گے اور نبی بھی ہوں گے اور اعلیٰ درجہ کے شائستہ ہوں گے زکریا نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! میرے لڑکا کس طرح ہوگا حالانکہ مجھ کو بڑھاپا آ پہنچا اور میری بی بی بچہ جننے کے قابل نہیں رہی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اسی حالت میں لڑکا ہو جائے گا اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ارادہ کریں کر دیتے ہیں انہوں نے کہا کہ اے میرے پروردگار میرے واسطے کوئی نشانی مقرر کر دیجئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری نشانی ضروری ہے کہ تم لوگوں سے تین روز تک باتیں نہ کر سکو گے بجز اشارہ کے اور اپنے رب کو بکثرت یاد کیجیو اور تسبیح کیجیو دن ڈھلے بھی اور صبح کو بھی (کہ اس کی قدرت رہے گی)

حالت نماز میں اولاد کی بشارت

تفسیر: پس فرشتوں نے ایسی حالت میں کہ وہ محراب میں کھڑے ہوئے اور نماز پڑھ رہے تھے۔ ان کو آواز دی۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یحییٰ کی خوشخبری دیتے ہیں۔ بحالیکہ وہ خدا کی ایک بات (عیسیٰ علیہ السلام) کی تصدیق کرنے والے اور سردار اور (نفس کو اتباع شہوات سے) بہت روکنے والے اور نبی ہوں گے نیکوں میں سے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلمۃ اللہ کہنے کی تشریح

(واضح ہو کہ اس جگہ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کی ایک بات کہا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جو کام یا جو چیز نہایت سہل اور آسان ہوتی ہے جس کے کرنے میں کچھ بھی تکلف نہیں کرنا پڑتا اس کو محاورہ میں بات کہتے ہیں چنانچہ روزمرہ لوگ خود اپنے محاورہ میں کہتے ہیں کہ میاں اس کی سخاوت کو کیا پوچھتے ہو۔ ہزار دو ہزار روپیہ تو اس کے نزدیک ایک بات ہیں۔ اسی طرح ایک شاعر کہتا ہے ؎

جبر کی تو مدتوں سے مساوات ہو گئی   گالی کبھی نہ دی تھی سو اب بات ہو گئی

یعنی نہایت معمولی اور نہایت سہل اور بے تکلف اسی طرح مومن خاں کہتے ہیں ؎

کیا بات ہنسے بولے وہ بے طور کسی سے   کچھ بات ہے وہ بات کرے اور کسی سے

یعنی کوئی آسان اور سہل ہے پس چونکہ حق تعالیٰ ان کو بے باپ کے پیدا کرنے والے تھے جو کہ بادی النظر میں نہایت دشوار کام تھا اور حق تعالیٰ کو یہ بھی معلوم تھا کہ یہ بے باپ کے پیدا ہونا۔ لوگوں کو عجیب معلوم ہوگا اور اسی بناء پر لوگ ان کے حق میں غلو کریں گے اور انہیں

خدا کا بیٹا اور خدا کہیں گے اس لئے حق تعالیٰ نے ان تمام استعجابات اور توہمات کو دور کرنے کے لئے ان کو خدا کی ایک بات کہا جس کے معنی یہ ہیں کہ حق تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ تخلیق کے لحاظ سے نہایت معمولی ہیں اور ان کا بے باپ کے پیدا کرنا اس کو کچھ بھی دشوار نہیں جس پر تعجب کیا جاوے یا خواہ مخواہ ان کو خدا کا بیٹا یا خدا کہا جاوے پس خود حضرت عیسیٰ کو کلمۃ اللہ کہنے میں بھی عیسائیت کی تردید ہے نہ کہ اس کا ثبوت جیسا کہ نادان لوگ خیال کرتے ہیں یہ توجیہ جو میں نے کی ہے نہ اصول شرعی کے خلاف ہے نہ لغت کے کیونکہ دوسرے مفسرین نے بھی قریب قریب یہی توجیہ کی ہے صرف فرق استعارہ اور مجاز مرسل کا ہے اور میں نے جو مجاز مرسل کے بجائے استعارہ کو ترجیح دی ہے تو اس کی وجہ وہ نکتہ ہے جس کو میں بیان کر چکا ہوں اور وہ نکتہ مجاز مرسل سے نہیں ہو سکتا نیز ایک حدیث میں آیا کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ افعل ما ارید عطائی کلام وعذابی کلام انما امری لشئی اذارت ان اقول له کن فیکون (مشکوٰۃ کتاب الدعا ۱۷۲) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بات معنی سہل و آسان صرف اردو کا محاورہ نہیں بلکہ یہ محاورہ عربی میں بھی ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میری دین بھی ایک بات ہے اور میرا عذاب بھی ایک بات ہے یعنی نہ میرے لئے انعام میں کوئی دشواری ہے نہ تعذیب میں بلکہ دونوں میرے لئے آسان اور سہل ہیں۔

حضرت زکریا علیہ السلام کا بیٹے کی بشارت پر اظہار حیرت اور خدا کا جواب

الغرض جب فرشتوں نے ان کو خدا کا یہ پیغام پہنچایا تو انہوں نے کہا کہ اے میرے پروردگار میرے بچہ کیسے پیدا ہوگا مجھے تو بڑھاپا آ پہنچا ہے اور میری بیوی بانجھ ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یوں ہی ہوگا اللہ تعالیٰ (اسباب کے پابند نہیں بلکہ وہ) جو چاہتے ہیں کرتے ہیں (چنانچہ وہ اس کیلئے اسباب بھی پیدا کر دیتے ہیں اور بلا اسباب بھی کر سکتے ہیں اس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت زکریا نے خود ہی سوال کیا تھا کہ مجھے اولاد دیجئے اور خود ہی کہتے ہیں کہ میرے کیسے بیٹا ہوگا اگر وہ سمجھتے تھے کہ میرے اولاد نہیں ہو سکتی تو پھر درخواست کیوں تھی اور اگر سمجھتے تھے کہ ہو سکتی ہے تو یہ کہنا کیسا کہ میرے بیٹا کیسے پیدا ہوگا۔ لیکن اس کے جواب[1] یہ ہے کہ انبیاء بھی انسان ہوتے ہیں لوازم بشریت ان سے منفک نہیں ہوتے ذہول ونسیان ان کے ساتھ بھی لگے ہوئے ہیں جس وقت ان کو حضرت مریم کے پاس خلاف عادت رزق دیکھ کر حق تعالیٰ کے کمال قدرت کا ایسا استحضار ہوا کہ اسباب نظر سے غائب ہو گئے تو انہوں نے دعا کی پھر جبکہ اس درجہ کا استحضار باقی نہ رہا اور اسباب پر نظر آ گئی تو ان کو یہ واقعہ غیر مقدور تو نہیں مگر بعید معلوم ہوا

گہے برطارم اعلیٰ نشینم گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

اور جبکہ اللہ تعالیٰ یفعل مایشاء نے پھر کمال قدرت کو ان آنکھوں کے سامنے لا کھڑا کیا تو وہ استبعاد بھی ختم ہو گیا۔

اولاد کی بشارت پر نشانی کی درخواست

اور انہوں نے کا کہ میرے پروردگار (پھر) آپ میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما دیجئے (جس سے میں سمجھ لوں کہ میری بیوی

---

[1] والجواب بانه سوال عن الکیفیة ولیس باستبعاد یاباه قوله وقد ابلغنی الکبر والرأتی عاقر ویاباه الجواب ایضاً فانه لیس فیه تعیین الکیفیة بل فیه اظہار لکمال القدرة والاختیار فتدبر ۱۲ منه

کو حمل رہ گیا ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری نشانی یہ ہے کہ تم تین دن لوگوں سے بات نہ کرو گے ہاں اشارہ سے گفتگو کرو گے) اور تم کو چاہئے کہ حق تعالیٰ کی خوب یاد کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرو (دیکھو لڑکے کی خوشی میں اس میں کمی نہ آوے اس واقعہ سے حق تعالیٰ کی آل عمران اور آل ابراہیم پر کمال عنایت وتوجہ ظاہر ہوئی اب دوسرا قصہ سنو حق تعالیٰ فرماتے ہیں ایک قصہ تو یہ تھا)

وَ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَ طَهَّرَكِ وَ اصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَ اسْجُدِيْ وَ ارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾

ترجمہ: اور جب فرشتوں نے کہا کہ اے مریمؑ! بلاشک اللہ تعالیٰ نے تم کو منتخب (یعنی مقبول) فرمایا ہے اور پاک بنایا ہے اور تمام جہان بھر کی بیبیوں کے مقابلہ میں منتخب فرمایا ہے اے مریمؑ اطاعت کرتی رہو اپنے پروردگار کی اور سجدہ کیا کرو اور رکوع کیا کرو ان لوگوں کے ساتھ جو رکوع کرنے والے ہیں یہ قصے منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں ہم ان کی وحی بھیجتے ہیں آپ کے پاس اور آپ ان لوگوں کے پاس تو اس وقت موجود تھے جبکہ وہ اپنے اپنے قلموں کو (پانی میں) ڈالتے تھے کہ ان سب میں کوئی شخص مریمؑ کی کفالت کرے اور نہ آپ ان کے پاس اس وقت موجود تھے جبکہ باہم اختلاف کر رہے تھے۔

فرشتوں کی درخواست مریم سے

تفسیر: اور (دوسرا قصہ یہ ہے کہ) جس وقت فرشتوں نے کہا تھا کہ آئے مریم اللہ تعالیٰ نے تمہیں برگزیدہ بنایا ہے اور تم کو (برائیوں سے) پاک صاف) کیا ہے اور تمام جہان کی عورتوں کے مقابلہ میں تمہیں منتخب کیا ہے (لہذا) اے مریم تم اپنے پروردگار کی اطاعت کرتی رہو اور سجدہ کرتی رہو اور رکوع کرنیوالوں کے ساتھ رکوع کرتی رہو۔ (ساتھ سے مراد یہ نہیں کہ تم جماعت میں شریک ہو کر ایسا کرو بلکہ مطلب یہ ہے کہ اور جو لوگ مسلمان ہیں اور خدا کے لئے نمازیں پڑھتے ہیں تم بھی ان کی موافقت کرو اور ان کی طرح تم بھی نماز ادا کرتی رہو نماز کے اجزاء میں سے ان دو جزوں کو اس لئے اختیار کیا ہے کہ ان میں عاجزی زیادہ ہے اور اس لئے گویا کہ یہی نماز کے اصلی اجزاء ہیں۔ مع الراکعین میں ترغیب اور تسہیل ہے نماز کی یعنی یہ کام کچھ دشوار نہیں کیونکہ اور بھی تو کرتے ہیں توں ہی تم بھی کرو۔

نبوت محمدی کا اس واقعہ سے ثبوت

اب حق تعالیٰ ان مضامین کے ضمن میں مقصودہ نتیجہ بیان فرماتے ہیں جو کہ ان سے پیدا ہوتا ہے یعنی ثبوت نبوت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ مبنی ہے امر بالا طاعت والا تباع کا اور فرماتے ہیں کہ) یہ (باتیں جواب تک تم سے بیان کی گئی ہیں غیب کی خبروں میں سے ہیں جن کو ہم نے تمہاری طرف وحی کیا ہے (اور یہ دلیل ہے تمہارے نبی برحق ہونے کی کیونکہ نہ آپ ان واقعات کے وقت موجود تھے) اور نہ آپ اس وقت ان کے پاس موجود تھے جب کہ وہ اپنے قلم (قرعہ کے طور پر اس غرض سے) ڈال رہے تھے کہ دیکھیں گے)

مریم کا کفیل کون ہو (اور کس کی قسمت میں یہ سعادت ہے) اور آپ اس وقت بھی ان کے پاس نہ تھے جبکہ وہ کفالت کے باب میں جھگڑ رہے تھے۔ (جس کے بعد قرعہ اندازی کے ذریعہ سے فیصلہ طے پایا تھا اور انہوں نے قرعہ اندازی کی تھی جس کا ابھی ذکر آیا ہے یہ تمام باتیں دلیل ہیں کہ آپ صاحب وحی ہیں اور سچے نبی ہیں اور اگر کوئی دعویٰ کرے کہ یہ باتیں آپ کو وحی کے سوا کسی اور ذریعہ سے معلوم ہوئی ہیں تو اس کا ثبوت دے۔ آپ کا صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ مجھے یہ باتیں وحی سے معلوم ہوئی ہیں کیوں کہ میرے پاس ان کے علم کا اور کوئی ذریعہ نہیں۔ جیسا کہ تم لوگوں پر میرے حالات سے ظاہر ہے۔

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْــــَٔــةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْىِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِىْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۴۹﴾

ترجمہ: (اس وقت کو یاد کرو جبکہ فرشتوں نے (یہ بھی) کہا کہ اے مریمؑ بے شک اللہ تعالیٰ تم کو بشارت دیتے ہیں ایک کلمہ کی جو من جانب اللہ ہوگا اس کا نام (ولقب) مسیح عیسیٰؑ بن مریم ہوگا با آبرو ہوں گے دنیا میں اور آخرت میں اور منجملہ مقربین کے ہوں گے اور آدمیوں سے کلام کریں گے گہوارے میں اور بڑی عمر میں اور شائستہ لوگوں میں سے ہونگے بولیں اے میرے پروردگار! کس طرح ہوگا میرے بچہ حالانکہ مجھ کو کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ویسے ہی (بلا مرد کے)ہوگا (کیونکہ) اللہ تعالیٰ جو چاہیں پیدا کر دیتے ہیں جب کسی چیز کو پورا کرنا چاہتے ہیں تو اسے کو کہہ دیتے ہیں کہ ہو جا بس وہ ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو تعلیم فرمادیں گے (آسمانی) کتابیں اور سمجھ کی باتیں اور (بالخصوص) توریت اور انجیل اور ان کو تمام بنی اسرائیل کی طرف بھیجیں گے (پیغمبر بنا کر)۔ کہ میں تم لوگوں کے پاس (اپنی نبوت پر) کافی دلیل لے کر آیا ہوں وہ یہ ہے کہ میں تم لوگوں کے لئے گارے سے ایسی شکل بناتا ہوں جیسے پرندہ کی شکل ہوتی ہے پھر اس کے اندر پھونک مار دیتا ہوں جس سے وہ (جاندار) پرندہ بن جاتا ہے خدا کے حکم سے اور میں اچھا کر دیتا ہوں مادر زاد اندھے کو اور برص (جذام) کے بیمار کو اور زندہ کر دیتا ہوں مردوں کو خدا کے حکم سے اور میں تم کو بتلا دیتا ہوں جو کچھ اپنے گھروں میں کھا (کر آتے) ہو اور جو رکھ کر آتے ہو بلا شبہ ان میں (میری نبوت کی) کافی دلیل ہے تم لوگوں کے لئے اگر تم ایمان لانا چاہو۔

حضرت مریم کو بشارت

تفسیر : اس ضمنی مضمون کے بعد پھر اصل قصہ کی طرف انتقال فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں) یعنی اذ قالت[1] اس وقت جب کہ فرشتوں نے مریم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی ایک بات کی خوشخبری دیتے ہیں جن کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہے بحالیکہ وہ دنیا میں بھی ذی وجاہت ہوں گے اور آخرت میں بھی۔ اور خدا کے مقربوں میں سے ہوں گے اور لوگوں سے گہوارہ میں (بھی) اور ادھیڑ ہونے کی حالت میں (بھی) کلام کریں گے اور نیک لوگوں میں سے ہوں گے۔

حضرت مریم کا بشارت پر انتہائی اظہار حیرت

تو مریم نے کہا۔ کہ اے میرے رب میرے لڑکا کیسے ہوگا مجھے تو کسی مرد نے ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ یوں ہی ہوگا اللہ تعالیٰ (کو اسباب کی ضرورت نہیں وہ بغیر اسباب کے بھی اور اسباب سے بھی) جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے (چنانچہ) جب وہ کسی بات کو طے کر چکتا ہے (کہ یوں ہو) تو اس سے صرف یہ کہہ دیتا ہے کہ ہو جا سو وہ ہو جاتی ہے (یعنی کسی کام کے ہونے میں صرف حکم کی دیر ہے جہاں حکم ہوا اور ہو گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مراتب عالیہ کی نشاندہی

الغرض وہ اسے ضرور پیدا کرے گا) اور اس کو آسمانی کتابیں اور حکمت اور (خاص کر) توریت و انجیل سکھائے گا اور بنی اسرائیل کے پاس خدا کا پیغام لانے والا (بتائے گا) کہ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے (اپنی رسالت پر) یہ نشانی لے آیا ہوں کہ میں تمہارے لئے مٹی کی ایک مورت پرندہ کی شکل کی بناؤں گا۔ پھر اس میں پھونک ماروں گا (میرا کام صرف اتنا ہوگا) اس کے بعد وہ خدا کے حکم سے (نہ کہ میری قدرت و اختیار سے) سچ مچ پرندہ ہو جائے گا۔ اور میں بحکم خداوندی (نہ کہ اپنے قدرت و اختیار سے کیونکہ میں بندہ اور عاجز اور مخلوق ہوں) مادر زاد اندھوں اور برص کے مریضوں کو اچھا کروں گا اور مردوں کو زندہ کروں گا اور میں تمہیں (خدا کی وحی سے) ان چیزوں کی خبر دوں گا جو تم کھاتے ہو اور اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو اس میں تمہارے لئے (میری رسالت کی) ایک (بڑی) دلیل ہے اگر تم مانو۔

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ
وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ
هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ
قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ
وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝

ترجمہ : اور میں اس طور پر آیا ہوں کے تصدیق کرتا ہوں اس کتاب کی جو مجھ سے پہلے یعنی توراۃ کی اور اس لئے آیا ہوں کہ تم لوگوں کے لئے بعضی ایسی چیزیں حلال کردوں جو تم پر حرام کردی گئی تھیں اور میں تمہارے پاس دلیل (نبوت)

---

[1] فیہ اشارۃ الی ان اذا الثانیۃ بدل من الاولی وما بینھما اعتراض ۱۲

لے کر آیا ہوں حاصل یہ کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو بے شک اللہ تعالیٰ میرے بھی رب ہیں اور تمہارے بھی رب ہیں سو تم لوگ اس کی عبادت کرو بس یہ ہے راہ راست سو جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے انکار دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ کوئی ایسے آدمی بھی ہیں جو میرے مددگار ہو جاویں اللہ کے واسطے حوارئین بولے کہ ہم ہیں مددگار اللہ (کے دین) کے ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور آپ اس کے گواہ رہئے کہ ہم فرماں بردار ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے ان چیزوں پر جو اپنی نازل فرمائیں اور پیروی اختیار کی ہم نے (ان) رسول کی سو جن کو ان لوگوں کے ساتھ لکھ دیجئے جو تصدیق کرتے ہیں اور لوگوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ تعالیٰ سب تدبیر کرنے والوں سے اچھے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیغام

تفسیر :اور (میں تمہارے پاس) ایسی حالت میں (آیا ہوں) کہ اپنے سے پہلے کتاب تورات کی تصدیق کرتا (اور مانتا) ہوں (اس لئے کسی کو یہ بھی گنجائش نہیں کہ وہ یہ کہے کہ یہ کیسا رسول ہے۔ جو کہ خدا کی کتاب کو جھٹلاتا ہے) اور (میں) اس لئے (آیا ہوں) کہ (تمہارے لئے کسی قدر آسانی کردوں۔ اور) تمہارے لئے بعض وہ باتیں حلال کردوں جو کہ تمہارے اوپر حرام کردی گئیں تھیں (اس لئے میرے ماننے میں تمہارا فائدہ بھی ہے) اور (یہ میں اپنی طرف سے نہ کروں گا۔ بلکہ سب خدا کے حکم سے کروں گا اور) اس کی دلیل میں تمہارے پاس لایا ہوں۔ (جیسا کہ پیشتر کہا جاچکا ہے) پس تم خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو اللہ میرا بھی رب ہے تمہارا بھی۔ پس (جس طرح میں اس کی پرستش کرتا ہوں) تم (بھی) اس کی پرستش کرو اور یہ سیدھا راستہ ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مخالفت

(اس پیغام کا پہنچانا تھا کہ بنی اسرائیل میں مخالفت کی آگ بھڑک اٹھی اور رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ایذا رسانی سے گزر کر ان کے قتل کے درپے ہوگئے (پس جبکہ انہوں نے ان کا کفر (رادہ قتل) معلوم کیا تو کہا کہ کون لوگ مددگار ہیں۔ میرے خدا کے ساتھ ملا کر (یعنی کون مددگار ہیں خدا کے اور اس کے ساتھ میرے پس تقدیر من انصاری الی اللہ کی من انصاری منضما الی اللہ ہوگی۔ وہذا اقرب التوجیہات عندی واللہ اعلم) ان کے حواریوں نے کہا کہ ہم مددگار ہیں اللہ کے (اور ان کے ساتھ آپ کے بھی۔ کیونکہ) ہم خدا پر ایمان لائے ہیں (اور اس لئے خدا کی نصرت ہمارا فرض ہے) اور آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلمان ہیں اے ہمارے رب ہم اس کتاب پر ایمان لائے جس کو آپ نے نازل فرمایا اور ہم نے آپ کے رسول کا اتباع کیا پس آپ ہمیں ان لوگوں کے ساتھ لکھ لیجئے۔ (جو آپ کی توحید وغیرہ پر) گواہ ہیں۔ اور انجام اس مخالفت بنی اسرائیل کا یہ ہوا کہ) انہوں نے (ان کے قتل کی تدبیر کی۔ اور (اس کے مقابلہ میں) حق تعالیٰ نے (ان کے بچاؤ کی) تدبیر کی۔ اور اللہ سب سے مدبرین میں بہتر (مدبر) ہیں (اس لئے ان کی تدبیر غالب رہی۔ اور بنی اسرائیل ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔

غلام احمد قادیانی کی بکواس اور اس کا کفر

مسلمانو تم حق تعالیٰ کی کتاب پڑھ رہے ہو۔ اور تم نے دیکھ لیا کہ حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کس عزت کے ساتھ ذکر کیا ہے

چنانچہ فرمایا کہ وہ دنیا وآخرت میں ذی وجاہت ہیں خدا کے مقربین میں سے ہیں۔ صالحین میں سے ہیں خدا نے ان کو توریت وانجیل، حکمت اور دیگر آسمانی کتابوں کی تعلیم دی ہے۔ اوران کو بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اوران کو پرندہ بنانے، مردوں کو زندہ کرنے، اندھوں اور برص کے بیماروں کو اچھا کرنے، غیب کی خبریں دینے کے معجزات عطا کئے گئے ہیں۔ جو کہ ان کی رسالت کے ثبوت ہیں اور پرندہ بنانے اور مردوں کے زندہ کرنے وغیرہ کی نسبت یہ بھی صاف صاف کہہ دیا ہے۔ یہ کام حضرت عیسیٰ کی قدرت واختیار سے نہ ہوتے تھے بلکہ قادر مطلق کے اختیار سے ہوتے تھے مگر باوجود ان تمام باتوں کے مرزا غلام احمد۔ اپنے کو ان سے تمام شان میں بڑھ کر بتلاتا ہے اور کہتا ہے کہ جو فطری طاقتیں مجھے دی گئیں ہیں اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی ہے مجھے خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے میرے کارناموں کیوجہ سے افضل تر قرار دیا ہے اور حضرت عیسیٰ کے تمام معجزات کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مسلمانوں کا یہ اعتقاد کہ وہ مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور اندھوں کو اچھا کرتے ہیں تھے وغیرہ وغیرہ یہ سب شرک ہے اور اس میں عیسیٰ کو خدا ماننا ہے وغیرہ وغیرہ اب تم یہ بتلاؤ کہ یہ خدا کی کھلے لفظوں میں تکذیب اور خدا پر افتراء اور قرآن کو شرک وکفر کی تعلیم دینے والا اور خدا کو مسیح کی الوہیت کا تسلیم کرنے والا قرار دینا ہے یا نہیں اور کیا ایسے شخص سے بڑھ کر کوئی کافر ہوسکتا ہے اور کیا ایسا شخص کو خدا کا نبی یا مجدد کہا جاسکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

قادیانیوں کا خدا پر کھلا ہوا افتراء اور قرآن میں تحریف

صاحبو! اگر خدا کی تکذیب اور خدا پر افتراء کرنے کے یہ ہی معنی ہیں کہ وہ مکذب اور مفتری زبان سے بھی اقرار کرلے۔ کہ خدا جھوٹا ہے اور اس پر افتراء کرتا ہوں تو پھر دنیا میں کوئی نہ کوئی خدا کا تکذیب کرنے والا ملے گا۔ اور نہ کوئی مفتری کیونکہ یہود نصاریٰ اور مشرکین بھی زبان سے یہ نہیں کہتے ہیں۔ کہ خدا نے جھوٹ کہا۔ یا ہم خدا پر افتراء کرتے ہیں حالانکہ خدا ان کو مکذب اور مفتری کہتا ہے ثابت ہوا کہ خدا کی تکذیب کے یہ معنی ہیں کہ جو بات قطعی طور پر اس نے کہی ہے۔ اس کا انکار کیا جاوے خواہ تحریف کے ساتھ یا بلا تحریف کے۔ اور یہ بات مرزا میں موجود ہے کہ وہ آیات الٰہی میں تحریف کرکے ان کا انکار کرتا ہے پس مرزا ضرور خدا کی آیات کا انکار کرنے والا اور خدا کو جھٹلانے والا۔ اور تحریف کرکے اس پر افتراء کرنے والا۔ اور خدا کو الوہیت مسیح تسلیم کرنے والا اور اسلام کو باطل ٹھہرانے والا۔ اور عیسائیت کو سچا جاننے والا ہے مسلمانو تم مرزا کے فتنہ کو معمولی نہ سمجھو اور ان کے مسلمانوں کے ساتھ اختلاف کو مسلمانوں کا فرعی اختلاف نہ جانو میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کا مسلمانوں کے ساتھ اختلاف اسلام وکفر کا اختلاف ہے نہ کہ حنفیوں اور شافعیوں۔ یا ان اہل اہوا کا سا جو حد کفر تک پہنچے ہوئے نہیں ہیں لہٰذا تم کو ان سے اپنا ایمان بچانا چاہئے اور ان کے دھوکے میں نہ آنا چاہئیے۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ
بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۞ فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا

فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۖ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۗ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝

ترجمہ: جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ (کچھ غم نہ کرو) بے شک میں تم کو وفات دینے والا ہوں اور (فی الحال) میں تم کو اپنی طرف اٹھائے لیتا ہوں اور تم کو ان لوگوں سے پاک کرنیوالا ہوں جو منکر ہیں اور جو لوگ تمہارا کہنا ماننے والے ہیں ان کو غالب رکھنے والا ہوں ان لوگوں پر جو کہ (تمہارے) منکر ہیں روز قیامت تک پھر میری طرف ہوگی سب کی واپسی سو میں تمہارے درمیان (عملی) فیصلہ کردوں گا ان امور میں جن میں تم باہم اختلاف کرتے تھے تفصیل (فیصلہ کی) یہ ہے کہ جو لوگ (ان اختلاف کرنیوالوں میں کافر تھے سو ان کو سخت سزا دوں گا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور ان لوگوں کا کوئی حامی (طرف دار) نہ ہوگا۔ اور جو لوگ مومن تھے اور انہوں نے نیک کام کئے تھے سو ان کو اللہ تعالیٰ ان کے (ایمان اور نیک کاموں کے) ثواب دیں گے اور اللہ تعالیٰ محبت نہیں رکھتے ظلم کرنے والوں سے یہ ہم تم کو پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں جو کہ (آپ کے) منجملہ دلائل (نبوت) کے ہے اور منجملہ حکمت آمیز مضامین کے ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچانے کی خدائی تدبیریں

تفسیر: اس کے بعد ہم تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آگے حق تعالیٰ اس کو تدبیر کو بیان فرماتے ہیں جو انہوں نے حضرت عیسیٰ کے بچانے کے لئے کی چنانچہ فرماتے ہیں کہ جب کہ اللہ تعالیٰ نے یہود کو آمادہ قتل پا کر عیسیٰ علیہ السلام کو اطمینان دلانے کے لئے) فرمایا کہ اے عیسیٰ (تم گھبراؤ نہیں تم کو یہود نہ مار سکیں گے بلکہ میں تم کو (طبعی موت سے) وفات دوں گا (جس وقت بھی دوں خواہ دو ہزار برس بعد ہی ہو۔

حضرت عیسیٰؑ کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا

اور (ان کے پنجے سے نکالنے کی یہ تدبیر کروں گا کہ تم کو اپنی طرف آسمان پر بجسد عنصری) اٹھالوں گا جہاں تم دوبارہ نزول کے وقت تک زندہ ہوگے اور اس کے بعد دوبارہ دنیا میں پھر بھیجے جاؤ گے اور اس وقت وہ وعدہ انی متوفیک پورا ہوگا پس اس سے معلوم ہوا کہ وفات عیسیٰ علیہ السلام ذکر میں رفع سے مقدم ہے اور تحقیق میں رفع سے مؤخر اور اس تقدیم ذکری کی وجہ یہ ہے کہ انی متوفیک بمنزلہ دعوے کے ہے اور رافعک الی بمنزلہ دلیل کے اور دعوی دلیل پر مقدم ہوتا ہے اس لئے انی متوفیک رافعک پر مقدم ہے پس یہ بے ترتیبی نہیں ہے جیسا کہ قادیانی لوگ اپنی جہل سے کہا کرتے ہیں۔ بلکہ عین ترتیب ہے خوب سمجھ لو۔

قادیانیوں کا غلط دعوی اور اس کی تحقیق

قادیانی اس آیت کے متعلق دعوی کرتے ہیں کہ اس سے وفات عیسیٰ ثابت ہوتی ہے کیونکہ یہاں رفع سے مراد تقرب الی اللہ ہے نہ کہ آسمانوں پر جانا مگر اول تو یہی غلط ہے کہ رفع کے معنی مقرب بنانا ہیں کیونکہ یہ لغت میں یہ معنی ہیں۔ اور نہ محاورہ میں۔ اور جو ثبوت قادیانی لوگ کتابوں سے پیش کرتے ہیں۔ وہ محض غلط ہیں جن کا مبنی جہل ہے۔ اور بالفرض اگر یہی معنی ہوں تو یہ فقرہ ہی بیکار ہوا جاتا ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ

کو خدا کا تقرب پہلے سے حاصل تھا چنانچہ حق تعالیٰ نے ان کے پیدا ہونے سے پہلے من المقربین فرمایا تھا پس وہ دنیا کون سا تقرب تھا جو مرنے پر موقوف تھا جس کا خدا ان سے وعدہ کرتا ہے اور اس وعدہ کی خاص ضرورت کیا پیش آئی تھی اس کو بھی جانے دو اب ہم کہتے ہیں کہ اچھا رفع کے معنی مقرب بنانے کے ہیں پس آیت کے یہ معنی ہوئے کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور مرنے کے بعد تجھے اپنا مقرب بناؤں گا لیکن اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وفات دینے کا کونسا وقت ہے اس لئے اس سے یہ ثابت نہیں ہوا کہ حضرت عیسیٰ مر چکے ہیں زیادہ سے زیادہ یہ کہ اس سے رفع جسمانی بھی ثابت نہ ہوگا تو یہ مسلمانوں کے لئے کچھ مضر نہیں کیونکہ اگر رفع جسمانی قرآن سے ثابت نہیں۔ تو اس سے اس کی نفی بھی ثابت نہیں پس قرآن رفع جسمانی سے ساکت ہے اور احادیث ناطق، پس احادیث پر عمل و اعتقاد واجب ہوگا۔

یہود سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گلوخلاصی

اب پھر ہم تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ میں خود تمہیں وفات دوں گا اور یہود تم کو نہ مار سکیں گے اور اس کی یہ تدبیر کروں گا کہ تم کو بجسد عنصری اپنی طرف آسمان پر اٹھالوں گا) اور (اسی طرح) ان (گندے) کافروں (کے اختلاط) سے تم کو پاک کروں گا۔ اور تمہارے پیروی کرنے والوں کو (جو کہ حقیقۃً مسلمان اور سچے عیسائی ہیں جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے صحیح دین عیسوی پر تھے) ان لوگوں سے قیامت تک بالا رکھوں گا جو کہ کافر ہیں اس کے بعد تم سب کی (جن میں مسلمان اور سچے عیسائی اور محرف اور مبدل عیسائی اور یہودی وغیرہ سب داخل ہیں، میری طرف واپسی ہوگی اور واپسی پر میں تمہارے ان امور میں (عملی) فیصلہ کروں گا جن میں تم اختلاف (اور تنازع) رکھتے تھے جس کی تفصیل یہ ہے کہ جو لوگ کافر ہیں ان کو سخت عذاب دوں اور۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور ان کے کوئی مددگار نہ ہوں گے (جو ان کو عذاب سے بچالیں) اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کو خدا ان کے پورے معاوضے دے گا اور (اصلاً ظلم نہ کرے گا کیونکہ) خدا ظالموں کو پسند نہیں کرتا (پھر خود کیوں ظلم کرنے لگا۔

چند فائدے: فائدہ: کفار کی سزا میں دنیا کا ذکر استطراداً ہے اور مقصود سزائے آخرت ہے اور فائدہ اس استطراد کا مبالغہ فی التھدید ہے فلا اشکال، اور الذین اتبعوک سے مراد تبع کامل ہیں پس اس زمانہ میں مسلمانوں کے مغلوب نصاریٰ ہونے کی بناء پر آیت میں کوئی اشکال نہیں کیونکہ اس کا منشا ترک اتباع ہے اور غلبہ مشروط بالاتباع (اس کے حق تعالیٰ فرمایا ہے کہ) یہ بحالیکہ ہم اس کو تمہیں پڑھ کر سناتے ہیں آیات خداوندی اور حکیمانہ نصیحت سے ہیں (پس لوگوں کو چاہئے کہ ان کو مانیں اور ان پر عمل کریں۔ یہاں تک حضرت عیسیٰ کے واقعی حالات بیان کر کے ان کے مخالفین کی غلطی کو ظاہر کیا گیا ہے۔

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۵۹﴾ اَلْحَقُّ مِنْ
رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِیْنَ ﴿۶۰﴾ فَمَنْ حَآجَّكَ فِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ
تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ۫ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ
لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِیْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَ اِنَّ
اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۶۲﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِالْمُفْسِدِیْنَ ﴿۶۳﴾

ترجمہ: بے شک حالت عجیبہ (حضرت) عیسیٰ علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشابہ حالت عجیبہ (حضرت) آدم کے ہے کہ ان (کے قالب) کو مٹی سے بنایا پھران کو حکم دیا کہ (جاندار) ہو جائیں پس وہ (جاندار) ہو گئے یہ امر واقعی آپ کے پروردگار کی طرف سے (بتلایا گیا) ہے سو آپ شبہ کرنیوالوں سے نہ ہو جایئے پس جو شخص آپ سے عیسیٰ کے باب میں اب بھی حجت کرے آپکے پاس علم قطعی آئے پیچھے تو آپ فرما دیجئے کہ آ جاؤ ہم (اور تم) بلالیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور خود اپنے تنوں کو اور تمہارے تنوں کو پھر ہم (سب مل کر) خوب دل سے دعا کریں اس طور پر کہ اللہ لعنت بھیجیں ان پر جو (اس بحث میں) ناحق پر ہوں بے شک یہ جو کچھ مذکور ہوا) وہی ہے سچی بات اور کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے اور بلاشک اللہ تعالیٰ ہی غلبہ والے حکمت والے ہیں پھر (بھی) اگر سرتابی کریں تو بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں فساد والوں کو۔

عیسیٰ علیہ السلام کے باب میں مخالفین ومورخین کا رویہ

تفسیر: اب ان کے مدعیان اتباع کو غلطی ظاہر فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ کہ مخالفین نے عیسیٰ کے باب میں یہ غلطی کی کہ ان کو جھوٹا قرار دے کر ان کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے۔ اور موافقین نے ان کے باب میں یہ غلطی کی۔ کہ اُن کو بے باپ کے پیدا دیکھ کر ان کو خدا کا بیٹا اور خدا اور ثالث ثلثہ کہنے لگے۔ اس کے غلط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ) عیسیٰ کی حالت اللہ کے نزدیک آدم کی حالت جیسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مٹی سے بنایا اُس کے بعد اُن سے کہا۔ کہ (انسان ہو جاؤ۔ سو وہ (انسان ہو گئے۔

حضرت عیسیٰ کی پیدائش: پس جس طرح آدم بے ماں اور باپ کے پیدا ہوئے۔ اور اس لئے نہ وہ خدا ہوئے نہ خدا کے بیٹے اور نہ ثالث ثلثہ۔ اسی طرح عیسیٰ بے باپ کے پیدا ہونے سے خدا کے بیٹے یا خدا وغیرہ نہیں ہو سکتے بلکہ وہ بندہ ہی ہیں۔ خدا نے ان کو اپنے حکم سے پیدا کیا۔ یہ بات) بالکل صحیح اور تمہارے رب کی جانب سے ہے پس تم شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا (ایسا نہ ہو کہ عیسائیوں کے مغالطہ میں آ جاؤ۔

دعوت مباہلہ: اور جبکہ یہ بالکل صحیح ہے اور اس میں ذرا بھی شبہ نہیں) پس جو شخص (تمہیں مغالطہ دینے کے لئے) تم سے اس میں حُجت کرے۔ بعد اس کے کہ تمہارے پاس اس کا صحیح علم آ چکا ہے (اور اس روشن حقیقت سے منکر ہی رہے) تو (اس کا علاج بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ) آپ (اس سے) کہہ دیجئے۔ کہ آؤ ہم (مسلمان) اور تم (نصاریٰ) اپنے اپنے بیٹوں کو۔ اور اپنی اپنی عورتوں کو اور اپنے اپنے مردوں کو بلالیں۔ پھر تضرع کے ساتھ دعا کریں۔ اس طور پر کہ جھوٹوں پر خدا کی لعنت بھیجیں (ہم اس انتہائی فیصلہ پر اس لئے تیار ہیں کہ) یہ (بیان ہے کہ عیسیٰ کی حالت آدم کی حالت جیسی ہے) بالکل صحیح بیان ہے۔ اور (حقیقت یہ ہی ہے کہ) خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ تعالیٰ ہی غالب وحکمت والے ہیں (اور کوئی نہیں اس لئے ان کے سوا کوئی معبود بھی نہیں۔ کیونکہ مغلوب اور نادان کیونکر معبود ہو سکتا ہے۔ پس عیسیٰ کسی طرح خدا نہیں ہو سکتے) اب اگر (اس انتہائی فیصلہ سے بھی) وہ پھر جائیں۔ تو (پھر خدا ان سے سمجھے گا کیونکہ) حق تعالیٰ فساد پھیلانے والوں سے خوب واقف ہے (اُس انتہائی اتمام حجت کا مقتضا یہ تھا۔ کہ ان سے بالکل خطاب چھوڑ دیا جاتا) مگر باقتضائے رحمت ورافت پھر انہیں مخاطب بناتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ گو ان کا عناد اور ہٹ دھرمی انتہا کو پہنچ چکی ہے مگر:۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۝

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان (مسلّم ہونے میں) برابر ہے یہ کہ بجز اللہ تعالیٰ کے ہم کسی اور کی عبادت نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو رب نہ قرار دے خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر پھر اگر وہ لوگ (حق سے) اعراض کریں تو تم لوگ کہہ دو کہ تم (ہمارے) اس (اقرار کے گواہ رہو کہ ہم تو ماننے والے ہیں۔

اہل کتاب کو دعوت توحید

تفسیر: تم (نصیحت نہ چھوڑو۔ اور ان سے) کہو کہ اے اہل کتاب تم ایسی بات کی طرف آؤ جو تمہارے اور ہمارے درمیان یکساں (مسلّم) ہے (اور ہمارے اور تمہارے درمیان اسمیں اجمالاً اتفاق ہے۔ گو تفصیل میں تم نے اپنی جہالت سے اختلاف پیدا کرلیا ہے۔ یعنی یہ) کہ ہم خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کریں۔ اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کریں اور نہ خدا کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو (جو ہماری ہی طرح مخلوق و مملوک و محکوم وغیرہ ہے) خدا بنالیں (یعنی تم ان باتوں کو قبول کرو۔ جیسا کہ تم کرتے ہو۔ اور ان کے صحیح معنی میں غور کرکے اس اختلاف کو اُٹھاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان ہے۔ یعنی عیسیٰ کو خدا یا خدا کا بیٹا یا ثالث ثلثہ ماننا چھوڑو۔ کیونکہ ان کا خدا وغیرہ ماننا اور اس کو منافی توحید نہ سمجھنا کھلا ہوا جہل اور مکابرہ ہے) پس اگر وہ (اپنے اس مسلّم اصول سے پھریں (اور صحیح معنی میں اس کے ماننے سے انکار کریں) تو (ان سے) کہہ دو کہ تم نہیں مانتے تو تم جانو) تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان (اور شرک سے سخت بیزار) ہیں۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۝ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۝ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۝ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِىُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِىُّ الْمُؤْمِنِيْنَ۝

ترجمہ: اے اہل کتاب کیوں حجت کرتے ہو حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں حالانکہ نہیں نازل کی گئی تورات اور انجیل مگر ان کے (زمانہ کے بہت) بعد کیا پھر سمجھتے نہیں ہو ہاں تم ایسے ہو کہ ایسی بات تو حجت کر ہی چکے تھے جس سے تم کو کسی قدر تو واقفیت تھی سو ایسی بات میں کیوں حجت کرتے ہو جس سے تم کو اصلاً واقفیت نہیں اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے ابراہیم علیہ السلام نہ تو یہودی تھے اور نہ نصرانی تھے لیکن (البتہ) طریق مستقیم والے (یعنی) صاحب اسلام تھے اور مشرکین

میں سے بھی نہ تھے بلاشبہ سب آدمیوں میں زیادہ خصوصیت رکھنے والے حضرت ابراہیم کے ساتھ البتہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ان کا اتباع کیا تھا اور یہ نبی (صلعم) ہیں اور یہ ایمان والے اور اللہ تعالیٰ حامی ہیں ایمان والوں کے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اہل کتاب کی غلط حجت اور اس کا جواب

تفسیر: یہاں تک نصاریٰ سے خطاب فرما کر اب گفتگو کو تمام کرتے ہیں۔ اور مشترکہ طور پر یہود و نصاریٰ کو خطاب فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کے متعلق الگ الگ بحث ختم ہوئی۔ اب ہم مشترکہ طور پر دونوں سے گفتگو کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ) اے اہل کتاب تم ابراہیمؑ (کو اپنے مذہب پر بتلا کر ان) کے (باب) میں (ناحق) کیوں حجت کرتے ہو۔ حالانکہ توریت و انجیل تو ان کے بعد ہی نازل ہوئی ہیں (اور ان کے وقت میں ان کا وجود بھی نہ تھا۔ پھر وہ تمہارے مذہب پر کیسے ہو سکتے ہیں) کیا تم بالکل ہی نہیں سمجھتے (کہ اتنی موٹی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آتی۔ اس جگہ یہ شبہ کہ شاید ان کا یہ مطلب ہے۔ کہ چونکہ تمام انبیاء کے اصول ایک ہی ہوتے ہیں۔ اسی لئے ان کے اصول و مذہب وہی تھے جو ہمارے ہیں۔ محض غلط اور لایعنی ہے۔ کیونکہ اگر ان کا یہ مطلب ہوتا تو اس کا دوسرا جواب ہوتا۔ اور جبکہ یہ جواب دیا گیا ہے۔ تو ضرور ہے۔ کہ ان کا وہ مطلب نہ ہو۔ الحاصل قرآن کے جواب پر محض احتمال سے اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ فی نفسہ احتمال دونوں ہیں اور جواب سے ایک احتمال یقینی ہے ہاں اگر کوئی ثابت کر دے کہ ان کا مطلب یہ نہیں تھا۔ بلکہ دوسرا تھا۔ تو اعتراض ہو سکتا ہے اور اس کا جواب دیا جاوے گا مگر یہ کسی کے امکان میں نہیں۔ لہٰذا یہ اعتراض ساقط ہے) ارے تم تو وہ ہو کہ تم نے اِن امور میں حجت کی۔ جن کا تم کو (فی الجملہ) علم تھا (مثلاً حضرت عیسیٰؑ کے اور موسیٰؑ کے مذہب متعلق۔ اور یہ حجت ایک حد تک معقول تھی) پس تم اُن باتوں میں حجت کیوں کرتے ہو۔ جن کو تمہیں (مطلق) علم نہیں (جیسے ابراہیمؑ کا مذہب۔ اور اس طرح اپنی بے عقلی کو کیوں ظاہر کرتے ہو۔

حضرت ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ انکا دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سا دین تھا

الغرض تمہارا یہ مناظرہ محض بے قاعدہ ہے) اور (حقیقت یہ ہے کہ خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (پس تم علم کا معارضہ جہل سے نہ کرو۔ اور خدا کی بات کو نہ جھٹلاؤ حقیقت یہ ہے کہ) نہ ابراہیم یہودی تھے اور نہ نصرانی۔ بلکہ وہ سیدھے مسلمان تھے۔ جن میں کجی کا نام تک نہ تھا) اور مشرکین میں سے بھی نہ تھے (جیسا کہ تمہارے دوسرے بھائی اہل مکہ کا خیال ہے مذہبی حیثیت سے) ابراہیمؑ سے سب سے زیادہ قریب تر وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کا پورا اتباع کیا (یعنی اُن کی امت) اور (ان کے بعد) یہ نبی اور (ان کو ماننے والے) مسلمان (کیونکہ ان کا مذہب اصولاً تو ان کے ساتھ موافق ہے ہی اکثر فروع میں بھی ان کے موافق ہے۔ یہ حمایت ہے حق تعالیٰ کی مسلمانوں کیلئے کہ اس نے اس کے فریق کو مسکت جوابات دیئے) اور حق تعالیٰ مسلمانوں کا (صرف اسی ایک واقعہ میں حامی نہیں۔ بلکہ وہ ان کا علی الاطلاق) متولی کار ہے (اور ان کے تمام کام وہی کرتا ہے۔

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ

مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَ اكْفُرُوْۤا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَۚۖ۷۲

ترجمہ: دل سے چاہتے ہیں بعضے لوگ اہل کتاب میں سے اس امر کو کہ تم کو (دین حق سے) گمراہ کردیں اور وہ کسی کو گمراہ نہیں کرسکتے مگر خود اپنے آپ کو اور اس کی اطلاع نہیں رکھتے اے اہل کتاب! کیوں کفر کرتے ہو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ حالانکہ تم اقرار کرتے ہو اے اہل کتاب کیوں مخلوط کرتے ہو واقعی (مضمون یعنی نبوت محمدیہ) کو غیر واقعی سے اور چھپاتے ہو واقعی بات کو حالانکہ تم جانتے ہو۔ اور بعضے لوگوں نے اہل کتاب میں سے کہا کہ ایمان لے آؤ اس پر جو نازل کیا گیا ہے مسلمانوں پر (یعنی قرآن پر) شروع دن میں اور (پھر) انکار کر بیٹھو آخر دن میں (یعنی شام کو) عجب کیا وہ پھر جاویں۔

اہل ایمان کو راہ راست سے بھٹکانے کی جدوجہد

تفسیر: ان مناظروں سے ثابت ہے کہ) اہل کتاب (بہزار جان) چاہتے ہیں۔ کہ کاش وہ (کسی طرح) تمہیں (سیدھے راستے سے) بھٹکا دیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ وہ (اس خواہش اور کوشش میں بھی) خود اپنے ہی کو گمراہ کررہے ہیں (کیونکہ یہ جدوجہد خود ایک گمراہی ہے) اور انھیں اس کا احساس بھی نہیں (اس لئے وہ اس گمراہی میں مبتلا ہیں اور گو کہ وہ اس کو جانتے بھی ہیں۔ مگر چونکہ اس کے مقتضی پر عمل نہیں کرتے۔ اس لئے ان کا علم بھی عدم کے حکم میں ہے) اے اہل کتاب تم کیوں (نادان بنتے ہو۔ اور کیوں) خدا کی آیات کا انکار کرتے ہو۔ حالانکہ تم (ان کے من جانب اللہ ہونے کی دل سے) شہادت دیتے ہو (گو زبان سے اقرار نہیں کرتے۔

اہل کتاب کا حق و باطل کو مخلوط کرنا

اے اہل کتاب تم حق کو باطل سے کیوں مخلوط کرتے ہو۔ اور (کیوں) حق کو چھپاتے ہو۔ حالانکہ تم جانتے ہو (کہ وہ حق ہے۔ ارے نادانو باز آ جاؤ اپنی دو شرارت کو۔ خیر یہ مضمون جو نصیحت سے متعلق تھا ضمنی تھا۔ اور کہنا یہ تھا۔ کہ اہل کتاب کو تمہارے گمراہ کرنے کی بڑی ہی تمنا ہے۔ چنانچہ وہ اس کے لئے مختلف کوششیں کرتے ہیں جن میں سے ایک کوشش مناظرہ ہے جس کا تم کو اوپر علم ہوچکا ہے۔

اہل کتاب کی ناپاک کوشش کہ اسلام حقانیت لوگوں کی نظر میں مجروح ہوجائے

اور دوسری کوشش یہ کہ) اہل کتاب کی ایک جماعت نے اپنے لوگوں سے کہا۔ کہ (مسلمان مناظرہ میں شکست کھانے والے نہیں ہیں اس لئے ان سے مناظرہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں فریب سے ان کو شکست دو۔ وہ یہ کہ تم شروع دن میں (بظاہر) اس (کتاب) پر ایمان لے آؤ جو مسلمانوں پر نازل کی گئی ہے۔ اور آخر دن میں اس کے منکر ہوجاؤ امید ہے کہ (یہ تدبیر کارگر ہوگی۔ اور اس تدبیر سے وہ (لوگ اس دین سے) پلٹ جاویں گے۔

قانون قتل مرتد کا فائدہ

(اس سے معلوم ہوا کہ قانون قتل مرتد میں ایک بڑی حکمت یہ بھی ہے۔ کہ اس میں کفار کے اس عظیم الشان فتنہ کی مدافعت ہے۔ کیونکہ جب ان کو اسلام کا یہ قانون معلوم ہوگا۔ تو پھر کسی فتنہ پرداز کو ایسا کرنے کی جرات نہ ہوگی۔ کہ وہ اول مسلمان ہو۔ اور اس کے بعد کافر ہوکر ناواقف مسلمانوں کو گمراہ کردے۔

وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾

ترجمہ: اور (صدق دل سے) کسی کے رو برو اقرار مت کرنا مگر ایسے شخص کے رو برو جو تمہارے دین کا پیرو ہوا ے محمد آپ کہہ دیجئے کہ یقیناً ہدایت اللہ کی ہے ایسی باتیں اسلئے کرتے ہو کہ کسی اور کو بھی ایسی چیز مل رہی ہے جیسی تم کو ملی تھی یا وہ لوگ تم پر غالب آجاویں تمہارے رب کے نزدیک (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہہ دیجئے کہ بیشک فضل تو خدا کے قبضہ میں ہے وہ اس کو جسے چاہیں عطا فرمادیں اور اللہ بڑی وسعت والے ہیں خوب جاننے والے ہیں خاص کر دیتے ہیں اپنی رحمت و فضل کے ساتھ جس کو چاہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں۔

اہل کتاب کی ہدایت اپنے لوگوں کو اور اسلام سے ان کو خطرہ

تفسیر: اور (انہوں نے اپنے لوگوں سے یہ بھی کہا کہ دیکھو تم مسلمانوں کا شکار کرنے جاتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ مسلمان ہی تمہیں پھانس لیں اس لئے تم کو لازم ہے کہ) تم کسی کی بات نہ مانو بجز ان لوگوں کے جو تمہارے دین کے پیرو ہیں (کیونکہ تمہارا دین سچا ہے اور سب مذہب باطل ہیں۔ اس جگہ حق تعالیٰ ان کی بات کاٹ کر فرماتے ہیں کہ) آپ فرمادیجئے کہ خدا کی ہدایت ہی اصلی ہدایت ہے (اور تمہارا بیان سراسر غلط ہے اس جملہ معترضہ کے بعد ان کے کلام کو پورا کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ تم کسی کی یہ بات نہ مانو) کہ کسی کو بھی ایسی چیز (دین کی) دی جاوے گی جیسی تم کو دی گئی ہے (اس سے بڑھ کر تو در کنار) ورنہ وہ لوگ تم سے تمہارے رب کے پاس حجت کریں گے (اور کہیں گے کہ ان لوگوں نے دنیا میں تسلیم کیا تھا کہ تمہارا دین سچا ہے اور باوجود اس کے بھی وہ مخالفت کرتے تھے اور اس کا تمہارے پاس کوئی جواب نہ ہوگا پس جبکہ ان دو باتوں میں سے ایک بات ضروری ہے کہ یا تم ایسے اقرار سے باز رہو۔ یا خدا کے سامنے شکست کھاؤ اب تم سوچ لو کہ کون سی بات بہتر

ل لا تومنوا الا لمن تبع دينكم اعلم ان كلمة اوالتى يقدر بعدها ان وينتصب المضارع بعدها لاحدالامرين على وجه الانفصال الحقيقى لكن لا بحسب الواقع بل بحسب قصد المتكلم وما بعدها مبتدأ محذوف الخبر وجوبا كما صرح به الرضى لتقديرقوله لا لزمنك او تعطينى حقى لالزمنك اواعطاء ک حقى ثابت و معناه انه لابد لک من احد هذين الامرين اماختيار اللزوم او اختيار الاعطاء فيكون وجود احدهما مشروطا بعدم الآخر وعدمه بالعكس كما هو مقتضے الانفصال الحقيقى وحينئذيصح تفسير قوله لالزمنک اوتعطينى حقى بقولنا لالزمنک والا فاعطنے حقى على وجه التفسير باللازم و يصح ان يقال ان او بمعنى الاو كذلک يكون وجود احدهما منتهيا بوجود غيره على ماهو مقتضے الانفصال الحقيقے ايضاً و يصح تفسيره بحتے والى ويصح ان يقال ان او بمعنے حتے او الى ولما كان كل واحد من الامرين ثابتافى غير وقت الآخر بمقتضے الانفصال ايضا صح تفسير بحرف الاستثناء وصح ان يقال ان او بمعنے الاكمايقال فى المثال المذكور لا لزمنک فى كل وقت الاوقت الاعطاء ولما كان المقصود من الاول وجود الثانى اوعدمه صح تفسيره بكى و صح ان يقال انه بمعنے كے كمايقال فى المثال المذكور لالزمنک كى تعطينى حقے. فظهرمن هذا التفصيل ان كلمة او المذكورة مستعملة فى معناها الموضوع له اى احد الامرين وكل واحد من المعانى الاخرالمذكورة لازم لمعناها الاصلى الذى يرجع هواليه نبوع من الاستلزام اذا تمهدلک ماقلنا فاعلم ان قوله تعالىٰ لا تومنوا الالمن تبع دينكم اويحاجوكم عند ربكم تقديره لا تومنوالغيركم او محاجتهم اياكم ثابتة والمعنے انه لابدلكم من اختيار احد الامرين على وجه الانفصال الحقيقے اما اختيارا لامتناع عن الايمان لغيركم اواختيار ماجتنهم اياک و يصح تعبيره بان يقال لا تومنوالغيركم ولايحاجوكم اوبان يقال لابدلكم من اختيار الامتناع عن الايمان فى كل وقت الاوقت اختيار المحاجة اوبان يقال لابدلكم من اختيار الامتناع عن الايمان الى او حتى ان تختاروالمحاجة اوبان يقال لا تومنوالغيركم كے لايحاجوكم ماحفظ هذالتحقيق الانيق وبالله التوفيق. ۱۲)

ہے۔ اور ظاہر ہے کہ خدا کے سامنے مسلمانوں سے بار جانا کسی طرح مفید نہیں اس لئے لازم ہے کہ تم ایسا اقرار کسی سے نہ کرو۔

اہل کتاب کو اللہ کی طرف سے جواب

اب حق تعالیٰ ان کو جواب دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ) آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ فضل (بالکل) خدا کے اختیار میں ہے۔ وہ اس کو جس کو چاہتا ہے دیتا ہے (کسی دوسرے کے اختیار میں نہیں ہے کہ وہ کسی اور کو نہ دے۔ یا نہ دینے دے) اور (خدا کے یہاں کسی چیز کی کچھ کمی بھی نہیں کیونکہ) خدا صاحب وسعت ہے (اور وہ اہل فضل سے ناواقف بھی نہیں کیونکہ وہ) بہت جاننے والا ہے (اس لئے) جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص کرتا ہے (جب اہل کتاب کو مخصوص کرنا چاہا ان کو کیا۔ اور جب مسلمانوں کو کرنا چاہا ان کو کیا۔ ایسی حالت میں اہل کتاب کو کیا حق ہے کہ وہ کہیں کہ ایسی چیز کسی کو نہیں دی جاسکتی جیسی ان کو دی گئی ہے) اور (حقیقت یہ ہے کہ) حق تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں (اور جو یہ لوگ ان کے فضل کو اپنے ہی تک محدود رکھنا چاہتے ہیں۔ ان کی غلطی ہے)

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ
بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِى
الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۞ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ
وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۞ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا
قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۞ وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ
بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ
وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۞

ترجمہ: اور اہل کتاب میں سے بعض شخص ایسا ہے کہ اگر تم اس کے پاس انبار کا انبار مال بھی امانت رکھ دو تو وہ اس کو تمہارے پاس لا رکھے اور انہی میں سے بعض وہ شخص ہے کہ اگر تم اس کے پاس ایک دینار بھی امانت رکھ دو تو وہ بھی تم کو ادا نہ کرے مگر جب تک کہ تم اس کے سر پر کھڑے رہو یہ (امانت کا ادا نہ کرنا) اس سبب سے ہے کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم پر غیر اہل کتاب کے (مال کے) بارے میں کسی طرح کا الزام نہیں اور وہ لوگ اللہ پر جھوٹ لگاتے ہیں اور (دل میں) وہ بھی جانتے ہیں (کہ ان پر) الزام کیوں نہ ہوگا جو شخص اپنے عہد کو پورا کرے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے تو بے شک اللہ تو محبوب رکھتے ہیں (ایسے) متقیوں کو یقیناً جو لوگ معاوضہ حقیر لے لیتے ہیں بمقابلہ اس عہد کے جو اللہ تعالیٰ سے (انہوں نے) کیا ہے اور (بمقابلہ) اپنی قسموں کے ان لوگوں کو کچھ حصہ آخرت میں (وہاں کی نعمت کا) نہ ملے گا اور نہ خدا تعالیٰ ان سے (لطف کا)

کلام فرماویں گے اور نہ ان کی طرف (نظر محبت سے) دیکھیں گے قیامت کے روز اور نہ ان کو پاک کریں گے اور ان کیلئے دردناک عذاب ہوگا اور بے شک ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ کج کرتے ہیں اپنی زبانوں کو کتاب (پڑھنے) میں تا کہ تم لوگ اس (ملائی ہوئی چیز) کو (بھی) کتاب کا جزو سمجھو حالانکہ وہ کتاب کا جز نہیں اور کہتے ہیں کہ (یہ لفظ یا مطلب) خدا کے پاس سے ہے حالانکہ وہ (کسی طرح) خدا تعالیٰ کے پاس سے نہیں اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہیں اور وہ جانتے ہیں۔

اہل کتاب میں امانت دار اور خائن دونوں طرح کے لوگ موجود ہیں

تفسیر: اور اہل کتاب میں سے کوئی تو ایسا ہے کہ اگر تم اس کو مال کی ایک بہت بڑی مقدار کا امین بناؤ تو وہ (اپنی امانت داری کی وجہ سے) تمہیں واپس دے دے گا اور کوئی ان میں سے ایسا ہے کہ اگر تم اسے صرف ایک دینار کا امین بناؤ تو وہ بھی تمہیں واپس نہ دے گا۔ مگر جب تک تم اس (کے سر) پر برابر کھڑے رہو۔ یہ اس وجہ سے کہ ان کا قول ہے کہ ہم پر ان ناخواندہ لوگوں (یعنی غیر اہل کتاب) کے باب میں کوئی راہ (مواخذہ) نہیں ہے (اور ہم ان کے ساتھ جو کچھ بھی کریں ہمارے لئے سب جائز ہے) اور (اس طرح وہ خدا پر جھوٹ تراشتے ہیں اور وہ جانتے بھی ہیں (کہ یہ افتراء ہے۔

جھوٹے اور خائن کی سزا ضروری ہے: پس انہیں ضرور سزا ہوگی۔ اور ایک نہیں چند۔ ایک بدعہدی کی۔ دوسری حرام خوری کی تیسرے خدا پر افتراء کی غرض ان کا یہ دعویٰ غلط ہے) ہاں جو کوئی اپنے عہد کو پورا کرے اور (بدعہدی کرنے سے بچے تو) اس پر کوئی مواخذہ نہیں اور خدا اس سے محبت کرتا ہے۔ کیوں کہ حق تعالیٰ (کا قاعدہ ہے کہ وہ معاصی سے) بچنے والوں سے محبت کیا کرتا ہے۔

دنیا کے معمولی نفع کے لئے جھوٹی قسمیں اور ان کی سزائیں

(چونکہ بدعہدی کی جس طرح ایک صورت امانت میں خیانت ہے۔ یونہی اس کی ایک صورت جھوٹی قسم کھا کر دوسرے کا مال مارنا بھی ہے اسلئے مزید وضاحت کے ساتھ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ) جو لوگ خدا کے عہد اور اپنے قسموں کے عوض میں تھوڑے درم لیتے ہیں (اور تھوڑے مال[1] کے پیچھے قسمیں کھا لیتے ہیں۔ جو کہ خدا کے ساتھ عہد ہوتا جھوٹ نہ بولنے کا) ان کے لئے آخرت میں (صرف اس جرم پر نظر رکھتے ہوئے) کوئی حصہ نہیں اور نہ غصہ کے سبب سے) خدا ان سے بات کرے گا اور نہ ان کی طرف (بنظر التفات دیکھے گا اور نہ انہیں بے گناہ ٹھہرائے گا۔ اور ان کو سخت عذاب ہوگا۔ (صرف اس جرم پر نظر رکھتے ہوئے اس لئے کہا کہ اگر دوسرے اسباب ایسے موجود ہوں جن سے اس کا اثر معدوم ہو جائے۔ یا گھٹ جاوے جیسے توبہ یا ایمان یا غلبہ طاعات یا کفارہ سیئات تو اس کا یہ حکم نہ ہوگا) پس حاصل یہ ہوا۔ کہ اس جرم کی فی نفسہ یہ سزائیں ہیں۔ اور اگر عوارض خارجہ سے اس میں تخفیف ہو جاوے یا بالکل معاف ہو جاوے تو اور بات ہے اسی طرح عہد پر جو محبت کا وعدہ کیا ہے وہ بھی بالنظر الی نفسہ ہے لیکن اگر کوئی مانع موجود ہو جیسے کفر یا غلبہ معاصی وغیرہ تو اس کا وہ اثر باقی نہ رہے گا اس تقریر پر عہد میں تعمیم کی ضرورت نہیں۔ اور نہ تعمیم مفید ہے۔ والوجہ یقتضی التفصیل والبسط فی الکلام۔

اہل کتاب کی طرف سے اللہ کی کتابوں میں تحریف اور ردوبدل

اور ان میں سے وہ لوگ بھی ہیں۔ جو کتاب کے پڑھنے میں کج زبانی کرتے ہیں (اور اس میں اپنی طرف سے باتیں ملاتے ہیں)

---

[1] یشھد لھذا التفسیر احادیث رویت فی شان نزولہ ۱۲ منہ

تا کہ تم اس (ملائے ہوئے) کو کتاب کا ایک جز سمجھو حالانکہ وہ کتاب کا جز نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے حالانکہ وہ خدا کی طرف سے نہیں ہے (بلکہ وہ خود انکا ملایا ہوا ہے) اور خدا پر جھوٹ تراشتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں (کہ ہم جھوٹ تراشتے ہیں)۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۙ﴿۷۹﴾ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَ النَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾

ترجمہ: کسی بشر سے یہ بات نہیں ہو سکتی کہ اللہ تعالیٰ اس کو کتاب اور فہم اور نبوت عطا فرماویں پھر وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ میرے بندے بن جاؤ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر ولیکن کہے گا کہ تم لوگ اللہ والے بن جاؤ بوجہ اس کے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور بوجہ اس کے پڑھتے ہو اور نہ یہ بات بتلاوے گا کہ تم فرشتوں کو اور نبیوں کو رب قرار دے لو کیا وہ تم کو کفر کی بات بتلاوے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو۔

انبیاء کرام نہ الوہیت کا دعویٰ کر سکتے ہیں اور نہ غلط تعلیم دے سکتے ہیں

تفسیر: اور اہل کتاب کا یہ خیال بھی محض غلط ہے کہ انبیاء نے انہیں اپنی الوہیت کے عقیدہ کی تعلیم کی یا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اشاعت سے مقصود خود خدا بنتا ہے کیونکہ) کسی آدمی کو اس کی گنجائش نہیں ہے کہ خدا اس کو کتاب اور حکومت اور ریاست دے اور نبوت دے پھر بھی وہ لوگوں سے یہ کہے کہ تم خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ بلکہ (وہ یہی کہے گا کہ) تم اللہ والے بنو اس وجہ سے کہ تم کتاب خدا پڑھاتے اور پڑھتے ہو (کیونکہ اس میں اللہ والے کا بننے کا حکم ہے۔ نہ کہ مخلوق کا بندہ بننے کا) اور نہ یہ گنجائش ہے کہ وہ تمہیں حکم دے کہ تم فرشتوں اور رسولوں کو خدا بناؤ کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دے گا (اور وہ بھی) اس کے بعد کہ تم مسلمان ہو (یہ بات اس سے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ خدا کا امین ہے۔ اور خدا نے اسے اس کا اہل دیکھ کر اپنا امین بنایا ہے پھر وہ خائن کیونکر ہو سکتا ہے۔

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَ لَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾

ترجمہ: اور جب کہ اللہ تعالیٰ نے عہد لیا انبیاء سے کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور علم دوں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آوے جو مصدق ہو اس کا جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس رسول پر اعتقاد بھی لانا اور اس کی طرف داری بھی کرنا۔

فرمایا کہ آیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا عہد قبول کیا وہ بولے ہم نے اقرار کیا ارشاد فرمایا تو گواہ رہنا اور میں اس پر تمہارے ساتھ ہوں گواہوں میں سے سو جو شخص روگردانی کرے گا بعد اس کے تو ایسے ہی لوگ بے حکمی کرنے والے ہیں کیا پھر دین خداوندی کے سوا اور کسی طریقہ کو چاہتے ہیں حالانکہ حق تعالیٰ کے سامنے سب سرافگندہ ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی سے اور بے اختیاری سے اور سب خدا ہی کی طرف لوٹائے جاویں گے۔

انبیاء کرام سے عہد و پیمان: تفسیر :اور (صرف یہ ہی نہیں کہ حق تعالیٰ نے ان کو اہل سمجھ کر اس کام کو ان کے سپرد کیا ہے بلکہ ان سے اطاعت کا عہد بھی لیا گیا ہے۔ اور مخالفت کی صورت میں ان کو دھمکی بھی دی گئی ہے چنانچہ) جس وقت خدا نے انبیاء سے عہد لیا۔ (اور کہا) کہ جب میں تم کو کتاب اور شریعت دوں پھر تمہارے پاس (ہمارا) کوئی رسول آئے جو کہ اس کتاب و شریعت) کی تصدیق کرتا ہو جو کہ تمہارے پاس ہے تو تم کو اس کی تصدیق کرنی ہوگی اور تم کو (اس کے فرائض رسالت کے انجام دینے میں) اس کی مدد کرنی پڑے گی (اور یہ کہہ کر) کہا کہ کیا تم (اس کا) اقرار کرتے ہو۔ اور اس پر میری اصلیت قبول کرتے ہو انہوں نے کہا کہ ہاں ہم کو (اس کا) اقرار ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ (جب تم کو اقرار ہے) تو تم (اس اقرار کے) گواہ رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

عہد و اقرار کی خلاف ورزی کا انجام: پس جو لوگ اس عہد اور اقرار) کے بعد اس سے پھریں گے تو وہ لوگ نافرمان ہوں گے (اور ایسی سزا کے مستوجب ہوں گے۔ جو نافرمانوں کے لئے مقرر ہے۔ اب تم بتلاؤ کہ) کیا (اب بھی) وہ خدا کے دین کے سوا (کچھ اور) طلب کریں گے (اور مخلوق کو اپنی خدائی کی ہدایت کریں گے) اور (خاص کر) ایسی حالت میں کہ جو کوئی بھی آسمانوں اور زمین میں ہے (خواہ انبیاء ہوں یا کوئی اور) سب خوشی سے یا مجبوری سے اس کے مطیع ہیں (اور اس لئے وہ ہر طرح اپنے کو اس کے قبضہ میں پاتے ہیں) اور (اس کے ساتھ) وہ اسی کی طرف واپس (بھی) جاویں گے (جہاں ان کو اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہوگی پس ان مجموعی واقعات سے ثابت ہوا۔ کہ انبیاء کسی طرح ایسا نہیں کر سکتے کہ لوگوں کو اپنی خدائی تسلیم کرائیں۔ اور اہل کتاب کا یہ خیال محض غلط ہے۔

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ
وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ
بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ
مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ
اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الظّٰلِمِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ
ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۟ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ

ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ۞ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۞

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہمارے پاس بھیجا گیا اور اس پر جو ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب اور اولاد یعقوب کی طرف بھیجا گیا اور اس پر بھی جو موسیٰ وعیسیٰ اور دوسرے نبیوں کو دیا گیا ان کے پروردگار کی طرف سے اس کیفیت سے کہ ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے اور ہم تو اللہ ہی کے مطیع ہیں اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو طلب کرے گا تو وہ اس سے مقبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کیسے ہدایت کریں گے جو کافر ہو گئے بعد اپنے ایمان لانے کے اور بعد اپنے اس اقرار کے کہ رسول سچے ہیں اور بعد اس کے کہ ان کو واضح دلائل پہنچ چکے تھے اور اللہ تعالیٰ ایسے بے ڈھنگے لوگوں کو ہدایت نہیں کرتے ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی بھی لعنت ہوتی ہے اور فرشتوں کی بھی اور آدمیوں کی بھی سب کی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہیں گے ان پر سے عذاب ہلکا بھی نہ ہونے پاوے گا اور نہ ان کو مہلت ہی دی جائے گی ہاں مگر جو لوگ توبہ کرلیں اس کے بعد اور اپنے کو سنواریں سو بے شک خدا تعالیٰ بخش دینے والے رحمت کرنیوالے ہیں بے شک جو لوگ کافر ہوئے اپنے ایمان لانے کے بعد پھر بڑھتے رہے کفر میں ان کی توبہ ہرگز مقبول نہ ہوگی اور ایسے لوگ پکے گمراہ ہیں بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور وہ مر بھی گئے حالت کفر ہی میں سو ان میں سے کسی کا زمین بھر سونا بھی نہ لیا جاوے گا اگرچہ معاوضہ میں اس کا دینا بھی چاہے ان لوگوں کو سزائے دردناک ہوگی اور ان کے کوئی حامی بھی نہ ہوں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان سلسلہ میں کھلا ہوا اعلان

تفسیر: آپ فرما دیجئے کہ ہم خدا ایمان رکھتے ہیں اور اس پر بھی جو ہم پر نازل کیا گیا۔ اور جو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر نازل کیا گیا اور جو کہ موسیٰ اور عیسیٰ اور (ان کے علاوہ دوسرے) نبیوں کو دیا گیا۔ ہم کسی (کا انکار کر کے اس کے اور دوسرے نبیوں) کے درمیان تفریق نہیں کرتے اور ہم اسی کے تابعدار ہیں (لہٰذا ہم پر یہ شبہ کرنا کہ ہم خدا بننا چاہتے ہیں۔ محض غلط ہے) اور (یہ بھی فرما دیجئے کہ یہی ہے اسلام اور اسی کی طرف ہم تم کو بلاتے ہیں۔

اسلام کے سوا کوئی اور دین قبول نہیں کیا جائے گا

اور اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ) جو کوئی اسلام کے سوا کوئی دین اختیار کرے گا وہ اس (کی جانب) سے ہرگز نہ قبول کیا جاوے گا اور وہ آخرت میں ان لوگوں میں سے ہوگا جو (نقصان اور) گھاٹے میں رہیں گے (اس میں وہ لوگ بھی داخل ہیں جو ابتدا ہی سے مسلمان نہیں ہوئے اور وہ بھی جو اسلام لا کر پھر گئے۔

مرتدین اسلام کی نظر میں: پس اب حق تعالیٰ ان لوگوں کی حالت بیان فرماتے جو اسلام لا کر اس سے پھر جاتے ہیں جس کو مرتد

کہتے ہیں اور فرماتے ہیں تم سوچو تو سہی) خدا (ایسے ضدی اور ہٹ دھرم) لوگوں کو کیسے ہدایت کرے جنہوں نے ایمان لانے کے بعد۔ اور وہ بھی ایسی حالت میں کفر اختیار کیا کہ وہ گواہی دے چکے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں۔ اور ان کے پاس دلائل بھی آچکے تھے۔ (کیونکہ سیدھے راستہ پر لانے کے دو طریقے ہیں۔ یا تو ان کو اس پر مجبور[1] کیا جاوے یا سمجھایا جاوے مجبور کرنے کا تو حق تعالیٰ کے یہاں قانون ہی نہیں۔ رہی فہمائش سو اس کی غرض یہ ہے کہ آدمی پر اس کی غلطی ظاہر ہو جاوے سو یہ سب کچھ ہو چکا اور انہوں نے عملاً اپنی غلطی کو تسلیم بھی کر لیا مگر پھر نفسانی اغراض کی بناء پر اس سے پھر گئے تو اب ایسوں کی ہدایت کا کون سا طریقہ ہے بجز اس کے کہ وہ خود اپنی ضد اور ہٹ دھرمی اور اتباع ہوئی کو چھوڑیں لہذا جب تک وہ ایسا نہ کریں گے خدا انہیں ہدایت نہ کرے گا کیونکہ) خدا (قاعدہ ہے کہ وہ) ایسے لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا جو ظلم پر کمر بستہ ہیں (جب تک کہ وہ خود اس مانع ہدایت یعنی اصرار علی الظلم کو زائل نہ کریں) ان لوگوں پر خدا کی لعنت ہے۔ اور فرشتوں کی بھی اور لوگوں کی بھی سب کے سب کی بحالیکہ وہ اس (لعنت) میں ہمیشہ رہیں گے (اور اس سے کبھی انہیں نجات نہ ہوگی) نہ تو ان سے عذاب ہلکا کیا جاوے گا اور نہ ان کو (راحت کے لئے) مہلت دی جاوے گی۔

مرتدین میں توبہ کرنے والوں سے رعایت

ہاں وہ لوگ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ جنہوں نے اس ارتدلو) کے بعد توبہ کر لی اور (اپنی حالت کی) اصلاح کر لی۔ (وہ بے شک بخش دیئے جاویں گے) کیونکہ اللہ بڑے بخشنے والے) اور رحمت والے ہیں (اور اس لئے وہ ایسے مجرموں کو بھی بخش دیتے ہیں اس سے یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ جب مرتدین کی کفر سے توبہ مقبول ہوگی تو ان کی غیر کفر سے توبہ بالا ولیٰ مقبول ہونی چاہیے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ (جو لوگ اپنے ایمان لانے کے بعد کافر ہوئے اور (اس سے توبہ نہیں کی بلکہ) برابر کفر میں ترقی کرتے رہے۔ ان کی کوئی توبہ قبول نہیں (کیونکہ قبول توبہ کے لئے ایمان شرط ہے خواہ پہلے سے حاصل ہو یا خود اس توبہ سے جیسے کفر سے توبہ اور یہاں دونوں باتیں نہیں اس لئے وہ توبہ مقبول نہیں برخلاف ان لوگوں کے جن کے قبول توبہ مذکور ہوئی کیونکہ وہاں شرط موجود ہے پس قیاس مع الفاروق ہے اور جبکہ ان کی توبہ مقبول نہیں تو) یہ لوگ گمراہ ہی ہیں (اور ایسے توبہ سے ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتے پس ان کو چاہئے کہ وہ خود کفر سے توبہ کریں۔

کفر پر موت کا عبرت ناک انجام اور المناک سزائیں ان کی گرفتاری

اور اگر انہوں نے توبہ نہ کی اور کفر ہی پر ان کا خاتمہ ہوا۔ تو پھر ان کے نجات کی کوئی صورت نہیں کیونکہ ہمارا قانون ہے کہ) جو لوگ کافر ہوں۔ اور وہ ایسی حالت میں مر جائیں۔ کہ اپنے کفر پر قائم ہوں تو ان میں سے کسی سے (معمولی اتفاق تو درکنار) زمین بھر سونا (بھی) نہ لیا جاوے گا۔ اگر وہ (یہ مقدار خود اپنی طرف سے پیش کر کے) اس کے ذریعہ سے چھوٹنا چاہے (اس سے اس کا مطالبہ تو کیا ہوتا) اور ان کے لئے تکلیف دہ عذاب مقدر ہے اور ان کا کوئی مددگار بھی نہ ہوگا (جو اپنی قوت سے انہیں چھڑا لے گو کفار کے لئے زمین بھر سونا خرچ کرنا بھی نافع نہیں۔ جیسا کہ ابھی مذکورہ ہوا۔

---

[1] اشارۃ الی ان قولہ وشہدوا حال بتقدیر قد ۱۲......خواہ بجبر جلی جیسے اکراہ یا بجبر خفی جیسے بلا اختیار ان کے دل اسلام کی طرف پھیر دینا ۱۲

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۛ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَىْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۣ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

ترجمہ: تم خیر کامل کو کبھی نہ حاصل کر سکو گے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کرو گے اور جو کچھ بھی خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتے ہیں سب کھانے کی چیزیں نزول توراۃ کے قبل باستثناء اس کے جس کو یعقوب نے اپنے نفس پر حرام کر لیا تھا بنی اسرائیل پر حلال تھیں فرما دیجئے کہ پھر تورات لاؤ پھر اس کو پڑھو اگر تم سچے ہو سو جو شخص اس کے بعد اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بات کی تہمت لگائے تو ایسے لوگ بڑے بے انصاف ہیں آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے سچ کہہ دیا تو تم ملت ابراہیم کا اتباع کرو جس میں ذرا کجی نہیں اور وہ مشرک نہ تھے۔

ایمان کی برکتیں اور اللہ کی راہ میں خرچ کا ثواب!

تفسیر: مگر مسلمانوں کے لئے معمولی اتفاق بھی نافع ہے اس لئے ان سے کہا جاتا ہے کہ تم ضرور خرچ کرو تمہیں تمہارا اتفاق ضرور نافع ہوگا مگر اتنا خیال رکھنا چاہئے کہ جو چیز تم خرچ کرو وہ نکمی نہ ہو جو کہ تمہارے دل سے اتری ہوئی ہو بلکہ اچھی اور خود تم کو پسند ہو کیونکہ) تم خیر کامل کبھی نہیں حاصل کر سکتے تاوقتیکہ تم ان چیزوں میں سے نہ خرچ کرو جو تم کو پسند ہوں (اس لئے کہ دل سے اتری ہوئی چیزوں کا دینا کوئی کمال نہیں ایسی چیزوں کو تو آدمی پھینک بھی دیا کرتا ہے پھر ان کا کسی کو دیدینا کیا کمال ہے۔ کمال اس میں ہے۔ کہ نفس مزاحمت کرے اور کہے کہ دینا مناسب نہیں مگر تم حق تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے۔ نفس کی مزاحمت کی پرواہ نہ کرو۔ اور اس کو دے ڈالو پس اصل کمال تو یہ ہے۔ جو ابھی کہا گیا ہے) اور (یوں) جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے (خواہ اچھی شے نہ ہو۔ یا بری) تو (اس کا تم کو مناسب بدلہ دیا جائے گا کیونکہ) حق تعالیٰ اس کو جانتے ہیں (اور جان کر نظر انداز کرنا ان کی عادت نہیں ہے۔

یہود کا غلط دعویٰ حلت وحرمت کے سلسلہ میں!

یہ مضمون ذکر اقتدار کے سلسلہ میں استطرادا بیان کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد پھر اہل کتاب کے متعلق گفتگو فرماتے ہیں جن کا تذکرہ ہوتا آ رہا ہے اور فرماتے ہیں کہ یہود کا دعویٰ ہے کہ اونٹ کا گوشت اور دودھ خدا نے ابراہیم پر حرام کیا تھا اور اس بناء پر وہ تم پر اعتراض کرتے ہیں کہ تم اتباع ابراہیم کے مدعی ہو کر اس کا گوشت اور دودھ کیوں کھاتے ہو مگر ان کا یہ اعتراض اور وہ دعویٰ جو اس کا مبنیٰ ہے سب لغو ہیں۔ اور واقعہ یہ ہے۔ کہ) بنی اسرائیل پر (جو کہ توریت سے پہلے دین ابراہیمی پر تھے) نزول توریت کے پیشتر ہر کھانا حلال تھا (جس میں اونٹ کا گوشت اور دودھ بھی داخل ہیں) باستثناء اس کے (جس کو ابراہیم کے پوتے) یعقوب نے (مرض عرق النساء کی وجہ

سے خود اپنے اوپر بذریعہ[1] قسم) حرام کرلیا تھا (اور جو کہ اونٹ کا گوشت تھا پس اس لئے اونٹ کا گوشت نہ ابراہیم پر حرام تھا اور نہ نزول تورات تک ان کی امت پر بلکہ صرف یعقوب نے اسے خود[2] اپنے اوپر ایک خاص[3] ضرورت سے حرام کرلیا تھا) آپ (ان سے) کہئے کہ اگر تم (اپنے اس دعویٰ میں) سچے ہو (کہ یہ چیزیں ابراہیم کے وقت سے حرام ہیں) تو تورات لاؤ اور اسے پڑھو (ہم بھی دیکھیں کہ اس میں یہ مضمون کہاں ہے لیکن وہ ایسا نہیں کرسکتے اور اس سے دعویٰ کا بے سند ہونا ظاہر ہے) پس جو اس وضوح کذب) کے بعد بھی دانستہ خدا پر جھوٹ تراشیں گے وہ سراسر ظالم ہوں گے آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ خدا نے سچ کہا ہے (اور واقعہ یہی ہے کہ ابراہیم پر یہ چیزیں حرام نہ تھیں) پس تم ابراہیم کے (اصلی مذہب کا اتباع کرو بحالیکہ وہ سیدھے مسلمان تھے اور مشرکین میں سے نہ تھے (اور ان کی طرف غلط باتیں منسوب کرکے ان کے اتباع کا دعویٰ نہ کرو۔

صرف دعوائے اسلام کافی نہیں!

اس سے سمجھ لینا چاہئے کہ جو لوگ اپنے کو مسلمان کہہ کر اسلام کے خلاف عقائد و خیالات رکھتے ہیں جیسے ہمارے زمانہ کے قادیانی وغیرہ وہ درحقیقت مسلمان نہیں اور صرف ان کا دعویٰ اسلام کافی نہیں ہے چنانچہ یہود بھی اپنے کو متبع ابراہیم و مذہب ابراہیم پر کہتے تھے مگر خدا نے ان کے اس دعویٰ کو تسلیم نہیں کیا اور ان کو اتباع ابراہیم کا حکم دیا آگے ابراہیم علیہ السلام کے تذکرہ میں ان کی عمارت کعبہ کا ذکر فرماتے ہیں۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝٩٦ فِيْهِ
اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۗ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ
مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۗ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝٩٧

ترجمہ: یقیناً وہ مکان جو سب سے پہلے لوگوں کے واسطے مقرر کیا گیا وہ مکان ہے جو کہ مکہ میں ہے جس کی حالت یہ ہے کہ وہ برکت والا ہے اور جہان بھر کے لوگوں کا راہنما ہے۔ اس میں کھلی نشانیاں ہیں منجملہ ان کے ایک مقام ابراہیم ہے اور جو شخص اس میں داخل ہو جاوے وہ امن والا ہو جاتا ہے اور اللہ کے واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان کا حج کرنا ہے یعنی اس شخص کے ذمہ جو کہ طاقت رکھے وہاں تک کی سبیل کی اور جو شخص منکر ہو تو اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے غنی ہیں۔

دنیا میں خدا کا سب سے پہلا گھر اور اس کی عظمت

تفسیر: اور فرماتے ہیں کہ ابراہیم کی عظمت کا اس سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لئے (خدا کی جانب سے) مقرر کیا گیا ہے وہ (گھر) ہے جو کہ بابرکت اور موجب ہدایت عالم ہونے کی حالت میں (شہر مکہ) میں (واقع ہے (جو کہ انہیں ابراہیم کا بنایا ہوا ہے) اس میں (اس کی فضیلت کی کھلی نشانیاں (موجود) ہیں (جن میں سے ایک) مقام ابراہیم ہے (جو کہ ایک

---

[1] وروی اثر ابن عباس فحلف ان لا یاکلہ ابداد ماذکر من تحریمہ بالنذر فلیس بشئی لان التحریم لم یکن بالنذر بل بالنذر رای العہد مع اللہ کان سببا للتحریم بالحلف کما ورد فی الحدیث المرفوع من قولہ لئن عافاہ اللہ من سقبہ لیحرمن احب الطعام والشراب الیہ کما فی ابن جریر ۱۲ [2] یرشد نا الیہ قولہ تعالیٰ علی نفسہ والاستثناء منقطع اور متصل ان کا کان یعقوب داخلا فی بنی اسرائیل تغلیبا ۱۲ منہ [3] وہ ضرورت یہ تھی کہ ان کو عراق النساء کا مرض تھا جس کی وجہ سے انہوں نذر مانی کہ اگر خدا مجھے شفاء دیدے تو میں اپنے اوپر سب سے زیادہ محبوب چیز حرام کرلوں گا جب ان کو شفا ہوگئی تو انہوں نے اونٹ کا گوشت کھانے کی قسم کھالی۔ ۱۲

محترم پتھر ہے جس پر ابراہیم نے کھڑے ہو کر کعبہ کی تعمیر کی تھی جس کی وجہ سے اس کو یہ عزت دی گئی کہ اس کے پاس لوگوں کو یہ نماز پڑھنے کی ہدایت کی گئی) اور دوسری نشانی یہ کہ حضرت ابراہیم کی دعا سے اس کو یہ عزت حاصل ہے کہ) جو اس میں (یا اس کے متعلق مقامات میں) داخل ہو جائے وہ (قانوناً) مامون ہو جاتا ہے اور (تیسری نشانی یہ کہ) اس گھر کا حج لوگوں پر لازم ہے (مگر سب پر نہیں بلکہ صرف) ان پر جو قادر ہوں اس تک (پہنچنے کی) راہ (یعنی زاد وراحلہ) پر (بشرائطہا یہ باتیں ایسی ہیں جن کو ماننا لازم ہے) اور جو نہ مانے تو (خود اسی کا نقصان ہے خدا کا کچھ ضرر نہیں کیونکہ خدا تمام جہاں سے بے نیاز ہے (لہذا نہ اسے ان کے ایمان سے فائدہ ہے اور نہ کفر سے ضرر ہے۔

نتائج: اس مضمون سے چند باتیں مفہوم ہوئیں اول حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظمت جن کی نسبت سے خانہ کعبہ کو یہ شرف حاصل ہوا دوم خانہ کعبہ کی عظمت کہ اس کے بانی ایسے بڑے شخص ہیں سوم خانہ کعبہ کا بیت المقدس سے مقدس اور اس سے افضل ہونا چہارم دین ابراہیمی کا افضل اور واجب الاتباع ہونا اور اہل کتاب ان سب باتوں کے مخالف تھے خواہ عملاً خواہ اعتقاداً۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۸﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۹﴾

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب تم کیوں انکار کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے احکام کا حالانکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کی اطلاع رکھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب کیوں ہٹاتے ہو اللہ کی راہ سے ایسے شخص کو جو ایمان لا چکا اس طور پر کہ کجی ڈھونڈتے ہو اس راہ کے لئے حالانکہ تم خود بھی اطلاع رکھتے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں۔

اہل کتاب کو کتاب اللہ کے انکار پر خطاب

تفسیر: اس لئے حکم ہوتا ہے کہ جب یہ واقعات مسلم ہیں اور اہل کتاب ان کو نہیں مانتے تو) آپ (ان سے) فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب تم کیوں خدا کی آیات کا انکار کرتے ہو (اور جو باتیں حق تعالیٰ تمہیں تعلیم کرتے ہیں ان کو کیوں نہیں مانتے) حالانکہ حق تعالیٰ خود ان باتوں کے گواہ ہیں جو کہ تم کرتے ہو (اور اس لئے ان کو دوسرے گواہوں کی ضرورت نہیں جیسا کہ دنیاوی حکام کا قاعدہ ہوتا ہے اور اس بناء پر تمہارے لئے جرم کے انکار کی ذرا بھی گنجائش نہیں جیسا کہ دنیاوی سلطنتوں کے مجرموں کو ہوتی ہے مثلاً یہ کہ جرم کے وقت گواہ موجود نہیں یا گواہ موجود ہیں لیکن سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں توڑ لیں گے یا اپنی صفائی سے ان کے ثبوت کو بیکار کر دیں گے۔

مسلمانوں میں فتنہ اندازی اور دین اسلام سے بہکانے کی سعی!

آپ (ان سے یہ بھی) کہہ دیجئے کہ تم (شرارتیں کر کے مسلمانوں کو راہ خدا سے کیوں روکتے ہو (یوں) کہ تم اس کی کجی کے خواہاں ہو (اور چاہتے ہو کہ اس سیدھے راستے کو اپنی شہادت سے ان کی نظر میں کچھ بنا دو یا اس میں رخنہ اندازی کر کے واقع میں اس کو کج بنا دو مثلاً یہ کہ ان میں عداوت کی آگ مشتعل کر کے ان کو آپس میں لڑا دو جیسا کہ تم میں سے ایک شخص شماس بن قیس نے اوس و خزرج مسلمانوں کے

دو قبیلوں کو ان کی جاہلیت کے جھگڑے یاد دلا کر ان کو آپس میں لڑانے کی کوشش کی) حالانکہ تم باخبر ہو (اور جانتے ہو کہ یہ برا کام ہے) اور یہ واضح رہے کہ) حق تعالیٰ ان کاموں سے بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو (اس لئے وہ تم کو سخت سزا دیں گے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تُطِيعُوا فَرِيقًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ ۝ وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنتُمْ تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ ۗ وَمَن يَعْتَصِم بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝

ترجمہ: اے ایمان والو اگر تم کہنا مانو گے کسی فرقہ کا ان لوگوں میں سے جن کو کتاب دی گئی ہے تو وہ لوگ تم کو تمہارے ایمان لائے پیچھے کافر بنا دیں گے اور تم کفر کیسے کر سکتے ہو حالانکہ تم کو اللہ تعالیٰ کے احکام پڑھ کر سنائے جاتے ہیں اور تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں اور جو شخص اللہ کو مضبوط پکڑتا ہے تو ضرور راہ راست کی ہدایت کیا جاتا ہے۔

مسلمانوں کو اہل کتاب کی فتنہ سامانی سے بچنے کی ہدایت!

تفسیر: اہل کتاب کو تنبیہ فرما کر مسلمانوں کو متنبہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اہل کتاب تو نصیحت کہا مانیں گے اسلئے تم کو متنبہ کیا جاتا اور کہا جاتا ہے کہ) اے مسلمانو اگر تم اہل کتاب میں سے کسی جماعت کا کہنا مانو گے (جیسا کہ ابھی تم ان کی خواہش کے موافق لڑنے پر تیار ہو گئے تھے) تو وہ تمہیں تمہارے مومن ہو جانے کے بعد دوبارہ کافر بنا دیں گے اور (تم سوچو تو سہی کہ) تم کیسے کافر ہو جاؤ گے (یعنی تمہارے لئے اس کی گنجائش کب ہے) بحالیکہ تمہاری حالت یہ ہے کہ تمہارے سامنے خدا کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم میں اس کا رسول موجود ہے (اور اس وجہ سے تمہارے لئے غلط فہمی کی گنجائش نہیں جیسا کہ تم سے بعد کے لوگوں کے لئے ہے جب کہ نہیں ہے تو تم خدا کو پکڑے رہو اور (یاد رکھو کہ) جو کوئی خدا کو پکڑے رہے گا (یعنی اس کے دین سے ہٹے گا) وہ سیدھے راستے پر لایا ہوا ہے (جس سے اسے ہٹنے کی ضرورت نہیں اور اگر ہٹے گا تو اس کے لئے مضر ہوگا۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ۝ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو ڈرنے کا حق اور بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو اس طور پر کہ باہم سب متفق بھائی رہو اور باہم نااتفاقی مت کرو اور تم پر جو اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اس کو یاد کرو جب کہ تم دشمن تھے پس اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلوب میں الفت ڈال دی سو تم خدا تعالیٰ کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے اور تم لوگ دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تھے سو اس سے خدا تعالیٰ نے تمہاری جان بچائی اسی طرح اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اپنے احکام بیان کر کے بتلاتے رہتے ہیں تاکہ تم لوگ راہ پر رہو۔

موت کے وقت خدا کا خوف

تفسیر :اے مسلمانوں تم کو (اپنی مقدور بھر) خدا سے یوں ڈرتے رہنا چاہئے جیسا کہ اس سے ڈرنا چاہئے (اور کسی کے بہٹر کانے سے یا کسی اور وجہ سے کوئی بات اس کی مرضی کے خلاف حتی الامکان نہ کرنی چاہئے اور (خاص کر جس وقت تم مرو اس وقت تو اس کا بہت ہی لحاظ رکھنا چاہئے کہ) تم کیسی حالت میں) نہ مرو بجز اس حالت کے کہ تم (خدا کے) فرمانبردار ہو (کیونکہ موت سے پہلے کی مخالفتوں کی تو تلافی ممکن بھی ہے اور مرنے کے بعد تلافی ممکن ہوگی۔

اطاعت خداوندی اور خواہشات نفس سے اجتناب

اور تم خدا کی رسی کو مجتمع ہونے کی حالت میں مضبوط تھامے رہو (یعنی خدا کی اطاعت کو نہ چھوڑو جو کہ حق تعالیٰ سے وابستہ کرنے والی ہے) اور (خواہشات نفسانی کا اتباع کر کے) متفرق (اور منتشر) نہوا جیسا کہ ابھی تم ایک کافر کے دھوکے میں آ کر لڑنے پر آمادہ ہو گئے تھے)۔

الفت ومحبت کے سلسلہ میں انعامات الٰہی

اور خدا کی اس نعمت کو یاد کرو کہ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے اور اس نے تمہارے درمیان الفت ومحبت پیدا کر دی اور تم خدا کے اس انعام کی بدولت آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔ اور تم (کفر کی بدولت) آگ کے گڑھے کے کنارے پر (کھڑے) تھے اس نے تمہیں ہدایت کر کے اس (گڑھے) سے بچا دیا (دیکھو) حق تعالیٰ تمہارے لئے یوں صاف صاف احکام بیان فرماتے ہیں امید ہے کہ تم (ان کو توجہ سے سنو گے اور ان پر عمل کر کے) سیدھے راستے پر رہو گے اور (یہ ہی نہیں کہ خود ہی سیدھے راستے پر رہو۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ
الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ
بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

ترجمہ : اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضرور ہے کہ خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کاموں کے کرنے کو کہا کریں اور برے کاموں سے روکا کریں اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہوں گے اور تم لوگ ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جنہوں نے باہم تفریق کر لی اور باہم اختلاف کر لیا ان کے پاس احکام واضح پہنچنے کے بعد اور ان لوگوں کے لئے سزائے عظیم ہوگی۔

تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کے لئے ایک مخصوص جماعت کی ضرورت اور اس جماعت کے صفات

تفسیر : بلکہ تم کو چاہئے) کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو کہ (دوسروں کو) بہبودی کی طرف بلایا کرے اور اچھی باتوں کا حکم کرے اور بری باتوں سے روکے اور (یہ سمجھ لو کہ) وہی لوگ پورے کامیاب ہیں (جو ایسا کرتے ہیں لیکن یہ بھی جاننا چاہئے کہ دعوت الی الخیر اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اہل وہی لوگ ہیں جو دین کو بخوبی سمجھے ہوئے ہیں اور جو دین کی حقیقت ہی نہیں جانتے وہ اس کے اہل نہیں ہیں اگر وہ ایسا کریں گے تو خود بھی برباد ہوں گے اور دوسروں کو بھی تباہ کریں گے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں میں ہر شخص نے

دعوت اور تبلیغ کو پیشہ بنا رکھا ہے اور ہر شخص واعظ اور مصلح بن رہا ہے کیونکہ ان لوگوں سے دین کو بجائے فائدہ کے ضرر ہی پہنچتا ہے پس جس شخص کو تبلیغ کا شوق ہو اس کا فرض ہے کہ وہ خود علم حاصل کرے تا کہ وہ اس کو دوسروں تک بلا تغیر و تبدل صحیح طور پر پہنچا سکے اگر یہ نہ ہو تو کم از کم اتنا تو ہونا چاہیئے کہ وہ کسی دیندار عالم کے ماتحت اور اس کی ہدایتوں کا پابند رہ کر اس کام کو کرے اور جہل اور خود رائی اور غلط جذبات کے ماتحت ہو کر اس کام کو کرنا دین کے لئے بھی خطرناک ہے اور مسلمانوں کے لئے بھی اور خود (اس کے لئے بھی)

خواہشات نفسانی کی وجہ سے باہمی اختلاف کی ممانعت

اور تم ان جیسے نہ ہو جو کہ (دین میں) متفرق ہو گئے اور جنہوں نے (اس میں نفسیات سے) اختلاف کیا بعد اس کے کہ ان کے پاس (حق کے) دلائل واضح آ چکے تھے (جیسے یہود و نصاریٰ اور (تمہیں ایسا کرنے سے اس لئے روکا جاتا ہے کہ ان کو (ایسا کرنے کی وجہ سے) بڑا عذاب ہوگا (یاد رکھو کہ تفریق و اختلاف وہ منہی عنہ ہے جس کا منشا نفسیانیت ہو یا وہ ایسے امور سے تعلق رکھتا ہو جو اجتہادی نہیں ہیں اور جس اختلاف کا منشا دین ہو وہ منہی عنہ نہیں ہے بلکہ وہ ضروری اور لازم ہے مثلاً کوئی مسلمان دین میں بدعت پیدا کرے اس کی مخالفت لازم ہے اگر چہ اس کا نتیجہ تفرق واختلاف ہو کیونکہ یہ تفرق مخالفت کرنے والوں کی طرف سے نہیں بلکہ اس بدعت نکالنے والے کی طرف سے ہے خوب سمجھ لو آج کل دنیا پرست لوگ اس بلا میں مبتلا ہیں کہ وہ اہل حق پر طعن کرتے ہیں کہ وہ فرق باطلہ کے ساتھ اتفاق کیوں نہیں کرتے اور دین میں تفرقہ کیوں ڈالتے ہیں افسوس یہ نادان اتنا نہیں سمجھتے کہ تفرقہ ڈالنے والے اہل حق نہیں بلکہ اہل باطل ہیں اور اس لئے ان سے کہنا چاہیئے کہ تم نے اسلام کے خلاف روش اختیار کر کے دین میں تفرقہ کیوں پیدا کر رکھا ہے تم حق کی پیروی کر کے اہل حق کے ساتھ اتفاق کیوں نہیں کرتے آگے اس عذاب کا بیان فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ)

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿١٠٦﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١٠٧﴾ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعَالَمِينَ ﴿١٠٨﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿١٠٩﴾

ترجمہ: اس روز کے بعضے چہرے سفید ہو جاوینگے اور بعضے چہرے سیاہ ہونگے سو جن کے چہرے سیاہ ہونگے ان سے کہا جاوے گا کیا تم لوگ کافر ہوئے تھے اپنے ایمان لانے کے بعد مزا چکھو بسبب اپنے کفر کے اور جن کے چہرے سفید ہونگے وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جو صحیح صحیح طور پر ہم تم کو پڑھ کر سناتے ہیں اور اللہ تعالیٰ مخلوقات پر ظلم کرنا نہیں چاہتے اور اللہ ہی کی ملک ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ ہی کی طرف سب مقدمات رجوع کئے جاویں گے۔

اختلاف پر عذاب الٰہی!

تفسیر: جس روز کچھ منہ سفید ہوں گے اور کچھ منہ سیاہ ہوں گے (اس روز ان مختلف لوگوں کے ساتھ مختلف برتاؤ ہوگا) سو جن کے منہ سیاہ ہوں گے (ان کو یوں ڈانٹا جاوے گا کہ) کیا تم نے اپنے ایمان کے بعد کفر کیا اچھا تو عذاب کا (مزہ) چکھو بدیں وجہ کہ تم کفر کرتے تھے اور جن کے چہرے سفید ہونگے وہ لوگ خدا کی رحمت میں غرق ہوں گے (اور برائے چندے نہیں بلکہ) وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (ف بعد ایمانکم میں میرے نزدیک وہ ایمان فطری مراد ہے جو بحکم کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ ہر شخص میں موجود ہوتا ہے واللہ اعلم) یہ خدا کی آیتیں ہیں جن کو ہم تمہارے سامنے صحیح صحیح پڑھتے ہیں (اور ان میں جو کچھ سزا جزا بیان کی گئی ہے وہ ضرور واقع ہوگی جس کا منشا خود لوگوں کے افعال اختیاریہ ہیں) اور (خود) خدائے تعالیٰ مخلوقات پر ظلم کرنا نہیں چاہتے (کہ انہیں خواہ مخواہ سزا دیں یا ان کے اچھے افعال کا بدلہ نہ دیں) اور (اگر وہ کسی کو بلا جرم سزا دینا چاہیں یا کسی کے نیک اعمال کا بدلہ نہ دینا چاہیں تو انہیں اس کا حق بھی ہے اور اختیار حق بھی اس لئے کہ) آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے (سب بلا شرکت غیرے) خدا ہی کا ہے (اور مالک کو اپنی ملک میں ہر طرح کے تصرف کا حق حاصل ہے) اور (اختیار اس لئے کہ) تمام مقدمات اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے (اور وہ تنہا اس کا فیصلہ کرے گا اس لئے وہ جو چاہے کر سکتا ہے اور کوئی اس کی مزاحمت نہیں کر سکتا یاد رہے کہ بدلہ نہ دینے یا بے جرم سزا دینے کو جو ظلم کہا گیا ہے وہ بناء برعرف کہا گیا ہے۔ اور حقیقت کے لحاظ سے وہ ظلم نہیں جیسا کہ ابھی ظاہر ہو چکا ہے یہاں تک اہل کتاب کو دھمکی دے کر اب ان کو دوسرے طریق سے سمجھاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۚ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿١١٠﴾ لَنْ يَضُرُّوكُمْ إِلَّا أَذًى ۖ وَإِنْ يُقَاتِلُوكُمْ يُوَلُّوكُمُ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُونَ ﴿١١١﴾ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ مِنَ النَّاسِ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿١١٢﴾

ترجمہ: تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہے تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لئے زیادہ اچھا ہوتا ان میں سے بعضے تو مسلمان ہیں اور زیادہ حصہ ان میں سے کافر ہیں وہ ہرگز تم کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے مگر ذرا خفیف سی اذیت اور اگر وہ تم سے مقابلہ کریں تو تم کو پیٹھ دکھا کر بھاگ جائیں گے پھر کسی کی طرف سے ان کی حمایت بھی نہ کی جاوے گی ان پر بے قدری جہاں کہیں بھی پائے جاویں گے مگر ہاں ایک تو ایسے ذریعہ کے سبب جو اللہ کی طرف سے ہے

اور ایک ایسے ذریعہ سے جو آدمیوں کی طرف سے ہے اور مستحق ہونگے غضب الٰہی کے اور جمادی گئی ان پر پستی اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ وہ لوگ منکر ہو جاتے تھے احکام الٰہیہ کے اور قتل کر دیا کرتے تھے پیغمبروں کو ناحق اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ ان لوگوں نے اطاعت نہ کی اور دائرے سے نکل نکل جاتے تھے۔

مسلمانوں کا مرتبہ اور ان کے فرائض

تفسیر: اے مسلمانو! تم وہ بہتر جماعت ہو جو لوگوں کے (نفع کے) لئے وجود میں لائی گئی ہے (چنانچہ) تم لوگوں کو اچھی بات بتلاتے ہو۔ اور بری بات سے منع کرتے ہو اور خدا پر ایمان رکھتے ہو (برخلاف دوسروں کے لئے کہ ان میں یہ باتیں نہیں ہیں اس لئے تم ان سے بہتر بھی ہو اور ان کو نفع پہنچانے والے بھی)۔

اہل کتاب کی ضد اور ان میں سے ایمان نہ لانے والوں کا انجام

اور (جبکہ تمہاری یہ حالت ہے تو) اگر اہل کتاب اپنی ضد کو چھوڑ کر) ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا (کیونکہ وہ بھی بدتر حالت سے نکل کر بہتر حالت میں آجاتے مگر کیا کہیئے وہ ایسا کرتے ہی نہیں چنانچہ) کچھ لوگ ان میں سے مؤمن ہیں (جن کی تعداد بہت کم ہے اور بڑا حصہ ان کا برابر نافرمانی پر جما ہوا ہے (لیکن ان سے تم کو کوئی خطرہ نہ ہونا چاہئے کیونکہ) وہ تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے بجز معمولی تکلیف کے اور اگر وہ تم سے لڑیں گے تو جنگ میں تمہیں پیٹھ دیں گے (اور شکست کھا کر بھاگیں گے) اور بھاگنے کے بعد ان کی مدد نہ کی جائے گی (کہ کوئی ان کی حمایت کے لئے تم سے لڑے اور اس طرح وہ مغلوبی کے بعد ان کو تم پر غالب کر دے) ان پر ذلت کا سکہ بٹھا دیا گیا ہے جہاں کہیں بھی پائے جائیں (اور اس لئے وہ ہر جگہ ذلیل ہی ہوں گے اور کہیں انہیں عزت نہ ہوگی خواہ وہ کچھ بھی کریں) ہاں حق تعالیٰ کے تعلق اور مسلمانوں کے تعلق سے (وہ اس ذلت سے بچ سکتے ہیں اور وہ تعلق یہ کہ وہ مسلمان ہو جائیں) اور وہ خدا کا غضب لے کر پھرے اور ان پر پستی کا سکہ بٹھا دیا گیا (اور) یہ سزائیں) اس لئے (دی گئیں) کہ آیات خداوندی کا انکار کرنا اور انبیاء کو ناحق قتل کرنا ان کا کام تھا (اور) یہ کفر و قتل اس لئے (تھے) کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے بڑھ جانا ان کی عادت تھی۔

لَيْسُوْا سَوَآءً ۭ مِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَاۗىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ وَھُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾
يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ
فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ
عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

ترجمہ: اور یہ سب برابر نہیں ان اہل کتاب میں سے ایک جماعت وہ بھی ہے جو قائم ہیں اللہ کی آیتیں اوقات شب میں پڑھتے ہیں اور وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اللہ پر اور قیامت والے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام بتلاتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور نیک کاموں میں دوڑتے ہیں اور یہ لوگ شائستہ لوگوں میں ہیں۔ اور یہ لوگ جو نیک کام کریں گے اس سے محروم نہ کئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کو خوب جانتے ہیں۔

اہل کتاب میں سے ایمان لانے والوں کا حال اور انکے کمالات

تفسیر : (یہ حالت اکثر کی ہے اور) سب یکساں نہیں ہیں (چنانچہ) اہل کتاب میں سے ایک جماعت ایسی بھی ہے جو کہ مستقیم الحال ہے (چنانچہ) یہ لوگ اوقات شب میں اس حالت میں خدا کی آیات پڑھتے ہیں کہ وہ نماز پڑھتے ہوں یہ لوگ خدا پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور قیامت پر بھی اور اچھی بات بتلاتے ہیں اور بری بات سے روکتے ہیں اور نیک کاموں میں پھرتی کرتے ہیں اور یہ لوگ نیکوں کی جماعت میں سے ہیں (برخلاف پہلی قسم کے لوگوں کے کہ وہ اشرار ہیں) اور جو کچھ نیک کام یہ لوگ کریں ان کے اس کام کی ناقدری ہرگز نہ کی جائے گی اور اللہ تعالیٰ متقیوں کو خوب جانتا ہے (اس لئے یہ احتمال ہی نہیں کہ بے خبری کی وجہ سے ان کے اعمال بے نتیجہ ہو جائیں)۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۱۱۶﴾ مَثَلُ مَا يُنْفِقُونَ فِي هَٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَأَهْلَكَتْهُ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِنْ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۱۱۷﴾

ترجمہ : جو لوگ کافر رہے ہرگز ان کے کام نہ آویں گے ان کے مال اور نہ ان کی اولاد اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ذرا بھی اور وہ لوگ دوزخ والے ہیں وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے وہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس دنیوی زندگانی میں اس کی حالت اس حالت کے مثل ہے کہ ایک ہوا ہو جس میں تیز سردی ہو وہ لگ جاوے ایسے لوگوں کی کھیتی کو جنہوں نے اپنا نقصان کر رکھا ہو پس وہ اس کو برباد کر ڈالے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی اپنے آپ کو ضرر پہنچا رہے ہیں۔

کافروں کا انجام دوزخ ہے!

تفسیر : برعکس ان کے جنہوں نے کفر (پر اصرار) کیا ہے خدا کے مقابلہ میں نہ ان کے مال کچھ کام آئیں گے اور نہ ان کی اولاد اور وہ لوگ دوزخی ہیں (اور برائے چندے نہیں بلکہ) وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (آخرت میں ان کے مالوں کے کارآمد نہ ہونے کی ایک تو یہ صورت ہے کہ وہ مر کر اسے چھوڑ جائیں گے اور اپنے ساتھ نہ لے جائیں گے اس لئے وہ مال وہاں بیکار ہوں گے اور دوسری صورت یہ ہے کہ ان کے صدقات وغیرہ جو وہ اپنے نزدیک خدا کی خوشنودی کے لئے کرتے ہیں وہ مقبول نہ ہوں اور اس لئے انکا مال بے کار ثابت ہو پہلی صورت لن تغنی عنہم اموالہم میں مذکور ہو چکی۔

کافروں کے صدقات و خیرات کی مثال

اور دوسری صورت باقی تھی اب اسکو بیان فرماتے ہیں اور کہتے ہیں) جو کچھ یہ لوگ دنیاوی زندگی میں (خدا کے خوش کرنے کے لئے) صرف کرتے ہیں اس کی حالت ایسی ہے جیسے ایک ہوا جس میں کڑاکے کی سردی ہو اور وہ ان لوگوں کی کھیتی کو لگے جنہوں نے (بذریعہ کفر و فسق کے) اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور وہ اسے تباہ کر دے (سو جس طرح وہ کھیت ایسی ہوا سے تباہ ہو جاتا ہے اور اس میں سے ایک حبہ بھی اس کے ہاتھ نہیں

لگتا یوں ہی ان کے نفقات جو کہ آخرت کی کھیتی ہیں ان کے کفر کے سبب تباہ و برباد ہیں۔ اور ان کا کوئی ثمرہ ان کو نہیں مل سکتا) اور اس میں خدا نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا (کیونکہ وہ ان کو بتلا چکا تھا کہ کفر میں اعمال کے حق میں وہ ہی خاصیت ہے جو کھیتی کے حق میں اس ہوا میں جس میں کڑا کے کی سردی ہے لہذا تم اپنے اعمال کو کفر کے اثر سے بچاؤ) بلکہ خود وہ اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے (کہ وہ کوئی خیر خواہی کی بات نہ سنتے تھے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِھِمْ ښ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ ھٰٓاَنْتُمْ اُولَاۗءِ تُحِبُّوْنَھُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّھٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ڟ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے سوا کسی کو صاحب خصوصیت مت بناؤ وہ لوگ تمہارے ساتھ فساد کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے تمہاری مضرت کی تمنا رکھتے ہیں واقعی بغض ان کے منہ سے ظاہر ہو پڑتا ہے اور جس قدر ان کے دلوں میں ہے وہ تو بہت کچھ ہے ہم علامات تمہارے سامنے ظاہر کر چکے ہیں اگر تم عقل رکھتے ہو ہاں تم ایسے ہو کہ ان لوگوں سے محبت رکھتے ہو اور یہ لوگ تم سے اصلاً محبت نہیں رکھتے حالانکہ تم تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہو۔ اور یہ لوگ جب تم سے ملتے ہیں کہہ دیتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب الگ ہوتے ہیں تو تم پر اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں مارے غیظ کے آپ کہہ دیجئے کہ تم مر رہو اپنے غصے میں۔ بے شک خدا تعالیٰ خوب جانتے ہیں دلوں کی باتوں کو۔

کافروں کی مومنوں سے دلی عداوت اور اس میں شدت

تفسیر: اور جب کہ یہ کافر لوگ اپنے بھی دوست نہیں تو اے مسلمانو تم کو ان سے کس دوستی کی توقع ہو سکتی ہے لہذا تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ) اے مسلمانو تم اپنے لوگوں کو چھوڑ کر کسی کو صاحب خصوصیت نہ بناؤ (کیونکہ) یہ لوگ تمہارے ساتھ فساد کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتے (چنانچہ) وہ بہزار جان چاہتے ہیں کہ تمہیں مضرت پہنچے ان کے منہ سے ان کی عداوت ظاہر ہو چکی ہے اور جو (عداوت) ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ تو بہت ہی بڑی ہے ہم نے تم سے (اس حکم کے) دلائل بیان کر دیئے امید ہے کہ تم (انکو) سمجھو گے (اور ان سے اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ واقعی یہ لوگ خاص دوست بنانے کے قابل نہیں ہیں) دیکھو تم تو وہ لوگ ہو کہ ان سے (دل سے) محبت رکھتے ہو اور وہ تم سے ذرا بھی محبت نہیں رکھتے اور تم تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہو (جن میں ان کی کتاب بھی داخل ہے) اور (ان کی یہ حالت ہے کہ تمہاری کتاب پر ایمان نہیں رکھتے چنانچہ) جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں اور جب (تم سے) الگ ہوتے ہیں تو مارے غصہ کے تم پر دانتوں سے انگلیاں کاٹتے ہیں (جس کا منشا کفر ہے پس اس اختلاف عقیدہ و عمل کے ساتھ تمہیں انہیں دوست بنانا کب جائز ہو

سکتا ہے۔ خیر یہ لوگ غصہ کے مارے انگلیاں کاٹتے ہیں سو) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ مر جاؤ اپنے غصہ سے (تم مر بھی جاؤ گے تب بھی ہم ایمان نہ چھوڑیں گے جو کہ منشا ہے تمہارے غیظ و غضب کا) حق تعالیٰ سینوں کی بھی باتوں سے خوب واقف ہے (اس لئے وہ تمہارے اس مخفی غیظ و غضب سے بھی واقف ہے اور تم کو اس پر سزا دے گا۔

اِنۡ تَمۡسَسۡكُمۡ حَسَنَةٌ تَسُؤۡهُمۡ‌ وَاِنۡ تُصِبۡكُمۡ سَيِّئَةٌ يَّفۡرَحُوۡا بِهَا‌ ؕ وَاِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا
لَا يَضُرُّكُمۡ كَيۡدُهُمۡ شَيۡـــًٔا ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ مُحِيۡطٌ ﴿۱۲۰﴾

ترجمہ: اگر تم کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو ان کے لئے موجب رنج ہوتی ہے اور اگر تم کو کوئی ناگوار حالت پیش آتی ہے تو اس سے خوش ہوتے ہیں اور اگر تم استقلال اور تقویٰ کے ساتھ رہو تو ان لوگوں کی تدبیر تم کو ذرا بھی ضرر نہ پہنچا سکے گی بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال پر احاطہ رکھتے ہیں۔

مسلمانوں کے مصائب پر کفار کی دلی خوشی!

تفسیر: ان کی عداوت کی یہ حالت ہے کہ) اگر تم کو کوئی اچھی حالت چھو بھی جائے تو انہیں ناگوار ہوتی ہے اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو وہ اس سے خوش ہوتے ہیں اور (گو یہ عداوت فی نفسہ ایک خطرہ کی چیز ہے۔

مسلمانوں نے صبر و تقویٰ اختیار کیا تو کافروں کا فریب ضرر نہیں پہنچا سکتا ہے

(لیکن) اگر تم تحمل کرو گے اور (خدا سے) ڈرتے رہو گے تو ان کی تدبیر (ضرر) تم کو کوئی نقصان نہ پہنچائے گی (کیونکہ صبر سے ان کی مخالفت کو ہیجان نہ ہوگا) اور تقویٰ سے نصرت خداوندی تمہارے شامل حال رہے گی اس لئے تم ضرر سے محفوظ رہو گے کیونکہ) جو کچھ یہ کرتے ہیں حق تعالیٰ اس کو (اپنے علم و قدرت سے) احاطہ کئے ہوئے ہے (اس لئے نہ یوں ضرر کا احتمال ہے کہ حق تعالیٰ کی بے خبری میں وہ تمہیں کوئی نقصان پہنچا دیں اور نہ یوں کہ وہ جو کچھ کریں حق تعالیٰ اس کی مدافعت نہ کر سکے۔

کفار کے ہاتھوں تکالیف اور ان کی وجہ

اور جو تکالیف کفار کے ہاتھوں مسلمانوں کو پہنچی ہیں وہ یا تو ان کی مصلحت کے لئے تھیں مثلاً ابتلا و امتحان و رفع درجات وغیرہ کسی بے عنوانی کے سبب جیسے جنگ احد میں پس ان تکالیف سے اس جگہ کوئی اشکال نہیں ہو سکتا۔ اس مضمون میں دو باتیں بیان کی گئی تھیں، ایک حق تعالیٰ کی نصرت کا اطمینان دلایا گیا تھا دوسرے اس کو مشروط بصبر و تقویٰ کیا گیا تھا۔

چند غزوات کا تذکرہ جن سے روشنی ملتی ہے

آگے ایسے واقعات بیان فرماتے ہیں جن میں صبر و تقویٰ کی صورت میں حق تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کی مدد کی گئی تھی اور اس میں کوتاہی کی وجہ سے ان کو نقصان اٹھانا پڑا تھا اُس کے لئے تین غزووں کا ذکر فرماتے ہیں ایک غزوۂ اُحد کا جس میں مسلمانوں کی بے اعتدالی کی وجہ سے اُن کو شکست ہوئی تھی دوسرے غزوۂ بدر کا جس میں مسلمانوں کے استقلال اور تقویٰ کی وجہ سے اُن کو فتح ہوئی تھی تیسرے غزوۂ

حمراء الاسد کا جس میں کفار پر رعب ڈال کر لڑائی کو روک دیا تھا اور اس طرح مسلمانوں کو ضرر سے بچالیا گیا تھا پس خلاصہ اس مجموعہ کا یہ ہوا کہ صبر وتقویٰ کی صورت میں ہم دو طرح سے تمہاری مدد کر سکتے ہیں ایک یہ کہ لڑائی ہو اور ہم تمہیں غلبہ دیں اور دوسرے یہ کہ لڑائی نہ ہونے دیں اور ترک صبر وتقویٰ کی صورت میں ہم کفار کے ہاتھوں تم کو ضرر پہنچا سکتے ہیں اور تمہاری قوت تم کو نہیں بچا سکتی۔)

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ۝ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۝

ترجمہ: اور جب کہ آپ صبح کے وقت اپنے گھر سے چلے مسلمانوں کو مقاتلہ کرنے کے لئے مقامات پر جمارہے تھے اور اللہ تعالیٰ سب سن رہے سب جان رہے تھے جب تم میں سے دو جماعتوں نے دل میں خیال کیا کہ ہمت ہار دیں اور اللہ تعالیٰ تو ان دونوں جماعتوں کا مددگار تھا اور پس مسلمانوں کو تو اللہ ہی پر اعتماد کرنا چاہیے اور یہ بات محقق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو بدر میں منصور فرمایا حالانکہ تم بے سروسامان تھے سو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو تا کہ تم شکر گزار رہو جب کہ آپ مسلمانوں سے یوں فرمارہے تھے کہ کیا تم کو یہ امر کافی نہ ہوگا کہ تمہارا رب تمہاری امداد کرے تین ہزار فرشتوں کے ساتھ جو اتارے جاویں گے ہاں کیوں نہیں اگر مستقل رہو گے اور متقی رہو گے اور وہ لوگ تم پر ایک دم سے آ پہنچیں گے تو تمہارا رب تمہاری امداد فرمائے گا پانچ ہزار فرشتوں سے جو کہ ایک خاص وضع کے بنائے ہوں گے۔

غزوۂ اُحد کا تذکرہ!

تفسیر: اور (ان واقعات کے ثبوت کے لئے تم اس زمانہ کو یاد کرو) جبکہ (اے نبی) تم اپنے گھر سے روانہ ہو کر (اُحد میں) مسلمانوں کو لڑائی کے لئے (مناسب) موقعوں پر جمارہے تھے بحالیکہ حق تعالیٰ تمہارے (اقوال وافعال کو) سنتے اور جانتے ہیں جب کہ تمہاری دو جماعتوں (بنی سلمہ و بنی حارثہ) نے (عبداللہ بن ابی منافق اور اس کی جماعت کو لوٹتے دیکھ کر) بزدلی کی ٹھان لی تھی (اور واپسی پر تیار ہو گئے تھے) حالانکہ ان کی یہ پست ہمتی نہایت نازیبا تھی کیونکہ اوّل تو) خدا ان کا متولی کار تھا (پھر ایسی حالت میں ان کے لئے بزدلی کی کون سی وجہ تھی) اور (دوسرے مسلمانوں کو چاہیے اور ان کا یہ فرض ہے) کہ خدا ہی پر بھروسہ کریں (پھر حق تعالیٰ پر بھروسہ کو چھوڑ کر انکو اپنے ضعف پر نظر کرنا کب زیبا تھا)۔

غزوۂ بدر اور اللہ تعالیٰ کی مدد!

اور (تیسرے) حق تعالیٰ (اس سے پیشتر) بدر میں تمہاری ایسی حالت میں مدد بھی کر چکے تھے کہ تم کمزور تھے (اور عملی طور پر اپنی نصرت وکارسازی کا نمونہ دکھلا چکے تھے۔ اور جب کہ واقعات یہ ہیں) تو تم کو خدا سے ڈرنا چاہیے اور اُس کے حکم کی مخالفت نہ کرنی چاہیے) امید ہے کہ تم حق تعالیٰ کی عنایتوں کی قدر کرو گے (اور آئندہ کبھی مخالفت کا ارادہ نہ کرو گے خیر یہ تو بیچ میں مناسب مقام ایک نصیحت تھی اب اصل مضمون سنو حق تعالیٰ نے تمہاری بدر میں ایسی حالت میں مدد کی تھی کہ تم کمزور تھے یعنی) اس وقت جبکہ (اے نبی) تم (ان کمزور) مسلمانوں (کی ہمت بڑھانے کے لئے ان) سے کہہ رہے تھے کہ کیا تمہیں یہ کافی نہ ہوگا کہ تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتوں سے تمہاری یوں مدد کرے کہ ان کو تمہاری مدد کے لئے اُتارا جاوے (پھر آپ جواب دیتے ہیں کہ) کیوں نہیں (ضرور کافی ہوگی) اگر تم مستقل رہو اور خدا کی نافرمانی سے ڈرو اور وہ ابھی تم پر آپڑیں (کہ تم جنگ کے لئے تیار بھی نہ ہو) تو (بجائے تین ہزار کے) تمہارا پروردگار پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری یوں مدد کرے گا کہ وہ ایک خاص ہیئت اور وضع پر ہوں گے (جو کہ عادتاً لڑنے والوں کے لئے اپنے لوگوں اور دشمنوں کے درمیان امتیاز کرنے کے لئے لازم ہوئی ہے اور یہ کنایہ ہے ان کے آمادہ قتال ہونے سے پس اس سے یہ شبہ دفع ہوگیا کہ مُسوِمین کے لفظ کا کیا فائدہ ہے۔ اور اس کو امداد میں کیا دخل ہے۔

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ؕ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ
الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۙ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ۝
لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اس لئے کی کہ تمہارے لئے بشارت ہو اور تاکہ تمہارے دلوں کو قرار ہو جاوے اور نصرت صرف اللہ ہی کے طرف سے ہے جو کہ زبردست ہیں حکیم ہیں تاکہ کفار میں سے ایک گروہ کو ہلاک کردے یا ان کو ذلیل وخوار کردے پھر وہ ناکام لوٹ جاویں آپ کو کوئی دخل نہیں یہاں تک کہ خدا تعالیٰ ان پر یا تو متوجہ ہو جاویں یا ان کو کوئی سزا دیدیں کیونکہ وہ ظلم بھی بڑا کر رہے ہیں اور اللہ ہی کی ملک ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے وہ جس کو چاہیں بخش دیں اور جس کو چاہیں عذاب دیں اور اللہ تعالیٰ تو بڑے مغفرت کرنے والے اور بڑے رحمت کرنے والے ہیں۔

فتح وشکست کا مدار

تفسیر: اب حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو فرشتوں کے ذریعہ سے مدد کی خبر دی) اور خدا نے اس (خبر) کو تمہارے لئے محض ایک خوش خبری بنایا تھا تاکہ تم اس سے خوش ہو جاؤ) اور تمہارے دلوں کو اضطراب سے) سکون ہو جاوے اور (حقیقت یہ ہے کہ فرشتوں پر فتح موقوف نہ تھی کیونکہ) فتح تو صرف حق تعالیٰ کی طرف سے ہے جو کہ غالب اور حکمت والا ہے (جو کہ غلبہ کی

وجہ سے فتح دیتا ہے اور حکمت کی وجہ سے اُس کے موقعوں اور محل کا لحاظ رکھتا ہے۔)

غزوہ اُحد کی یاد: خیر یہ مضمون استطرادی تھا کہنا ہم کو یہ ہے کہ) تم اس وقت کو یاد کرو جبکہ تم اپنے گھر سے چل کر اُحد میں لوگوں کو مناسب مواقع پر جمار ہے تھے تاکہ (حق تعالیٰ) کفار کے ایک حصہ کو فنا کرے یا ان کی سرکوبی کرے کہ وہ ناکام لوٹ جائیں۔

بددعا سے ممانعت: (ابھی مضمون پورا نہیں ہوا بلکہ اس جگہ مناسب مقام ایک جملہ معترضہ بیان فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ) اے نبی تم کو ان کے معاملہ سے کوئی سروکار نہیں (لہذا آپ کو بددعا نہ کرنی چاہیے اسی جملہ معترضہ کے بعد مضمون سابق کو پورا کرتے ہیں اور فرماتے ہیں) یا (ان کے ایمان لے آنے کی وجہ سے) ان کی طرف رحمت کے ساتھ) متوجہ ہو یا ان کے اصرار علی الکفر کیوجہ سے) ان کو سزا دے کیونکہ وہ (اس اصرار میں ظالم) اور مستحق سزا ہیں[۱]۔

شان نزول لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَ مْرِ شَیْ ءٌ الخ

لیس لک من الا مر شیء کا شان نزول احادیث میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ جب اُحد میں دندان مبارک شہید ہوا تو آپ کا چہرہ مبارک خون آلود ہو گیا اس وقت آپ نے فرمایا کہ وہ قوم کیسے کامیاب ہوگی جس نے اپنے نبی کے چہرہ کو خون سے رنگ دیا اس پر آپ کو حکم ہوا کہ آپ ایسی بات نہ فرماویں۔ فلاح اور عدم فلاح آپ کے اختیار میں نہیں نہ آپ کو ان باتوں سے کوئی سروکار ہے آپ جس کام پر مامور ہیں وہ کئے جائیں اب خدا کو اختیار ہے کہ وہ انھیں فنا کرے یا سرکوبی کرے ان کی توبہ قبول کرے یا انہیں سزا دے واللہ اعلم) اور (یہ اختیار سزا یا مغفرت اس لئے ہے کہ) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے (اور اس لئے بحق ملک وحکومت اس کو ان کے متعلق ہر قسم کا اختیار حاصل ہے اس لئے) وہ جسکو بخشنا چاہے بخشتا ہے اس کو اور جس کو سزا دینا چاہے اس کو سزا دیتا ہے) اور (حقیقت یہ ہے کہ) اللہ بہت بخشنے والا۔ اور بڑا رحم والا ہے (اور اسلئے وہ نہایت ہی سرکش کو سزا دیتا ہے۔)

ایسے کام جن پر عذاب ہوگا: جبکہ سلسلہ گفتگو ذکر مغفرت وتعذیب تک پہنچا تو اب مناسب معلوم ہوا کہ بعض ایسے مہتم بالشان افعال پر متنبہ کیا جاوے جو کہ موجب تعذیب ہیں اور تحصیل مغفرت کی ترغیب دی جاوے لہذا کہا جاتا ہے کہ)

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾
وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَسَارِعُوْٓا
اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ الَّذِيْنَ
يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا

[۱] واضح ہو کہ سدی نے یقطع طرفاً الخ کو واقعہ احد سے متعلق کہا ہے اور طبری نے او یتوب علیھم کو او یکبتھم پر معطوف اور لیس لک من الامر شئی کو جملہ معترضہ کہا ہے اور میرے نزدیک یہی راجح معلوم ہوتا ہے اسلئے ترجمہ میں میں نے اسی کا اختیار کیا ہے اور یقطع طرفاً کو بقول سدی واقعہ اُحد سے متعلق اور او یتوب علیھم کو بقول ابن جریر او یکبتھم پر معطوف مانا ہے واللہ اعلم!

لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ مَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۝ هَٰذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقِينَ ۝

ترجمہ: اے ایمان والو! سود مت کھاؤ (یعنی نہ تو اصل سے) کئی حصے زائد (کرکے) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو امید ہے کہ تم کامیاب ہو۔ اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اور خوشی سے کہنا مانو اللہ تعالیٰ کا اور رسول کا امید ہے کہ تم رحم کئے جاؤ گے اور دوڑ و طرف مغفرت کی جو تمہارے پروردگار کی طرف سے ہو اور طرف جنت کی جس کی وسعت ایسی ہے جیسے سب آسمان اور زمین وہ تیار کی گئی ہے خدا سے ڈرنے والوں کیلئے۔ ایسے لوگ جو کہ خرچ کرتے ہیں فراغت میں اور تنگی میں۔ اور غصہ کے ضبط کرنے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکو کاروں کو محبوب رکھتا ہے اور ایسے لوگ کہ جب کوئی ایسا کام کر گزرتے ہیں جس میں زیادتی ہو یا اپنی ذات پر نقصان اٹھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو یاد کر لیتے ہیں پھر اپنے گناہوں کی معافی چاہنے لگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا اور ہے کون جو گناہوں کو بخشتا ہو اور وہ لوگ اپنے فعل پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں ان لوگوں کی جزا بخشش ہے ان کے رب کی طرف سے اور ایسے باغ ہیں کہ انکے نیچے سے نہریں چلتی ہونگی یہ ہمیشہ ان ہی میں رہیں گے اور یہ اچھا حق الخدمت ہے ان کام کرنیوالوں کا با تحقیق تم سے قبل مختلف طرق گزر چکے ہیں تو تم روئے زمین پر چلو پھرو اور دیکھ لو کہ آخر انجام تکذیب کرنے والوں کا کیسا ہوا۔ یہ بیان کافی ہے تمام لوگوں کے لئے اور ہدایت و نصیحت ہے خاص خدا سے ڈرنے والوں کے لئے۔

سود کی حرمت

تفسیر: اے مسلمانوں تم:۔ دُونم دون سود نہ کھایا کرو (گو سود کا ایک پیسہ اور ایک کوڑی بھی حرام ہے مگر دونم دون کی اسلئے قید لگائی ہے کہ اس وقت یہی طریق مروج تھا) اور خدا سے ڈرو (اور اس کے احکام کی خلاف ورزی نہ کرو) امید ہے کہ (یہ طریق اختیار کرکے) تم کامیاب ہو گے اور اس آگ سے بچو جو اصالۃً کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور متقیوں کی صفات!

اور خدا اور رسول کی اطاعت کرو امید ہے کہ (ایسا کرنے سے) تم پر رحم کیا جائیگا اور تم تیزی سے اپنے پروردگار کی مغفرت اور اس جنت کی طرف دوڑو کہ جس کی وسعت تمام آسمان اور زمین ہیں وہ تیار ہے ان متقیوں کے لئے جو فراغت اور تنگی (دونوں حالتوں) میں (خدا کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو غصہ کو ضبط کرتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں (کیونکہ یہ لوگ اچھے کام کرنے والے ہیں اور اللہ اچھے کام کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور محبت مقتضی ہے اس انعام کو) اور (وہ تیار ہے) ان لوگوں کے لئے جن کی یہ حالت ہے کہ

جب وہ کوئی بُرا کام کرتے ہیں تو (اس کے کر چکنے کے بعد) خدا کو یاد کرتے ہیں اور (اُس کو یاد کر کے) اس سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اور (خدا سے معافی چاہنا اس لئے ہے کہ) خدا کے سوا اور کون گناہ معاف کر سکتا ہے (کوئی نہیں تو پھر اس سے معافی نہ چاہی جاوے تو اور کس سے چاہی جاوے) اور اپنے فعل پر (دیدہ) ودانستہ اصرار نہیں کرتے (ناواقفیت کے سبب اصرار ہو جائے تو اور بات ہے) یہ وہ لوگ ہیں جن کا معاوضہ اُن کے پروردگار کی جانب سے بخشش اور وہ باغات ہیں جن کے نیچے سے نہریں رواں ہیں (یوں نہیں کہ وہ باغات ان کو عارضی طور پر دیئے جاویں بلکہ (یوں کہ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ (مغفرت و باغات) نہایت عمدہ معاوضہ ہے کام کرنے والوں کا (یہ باتیں بالکل سچی ہیں تم ان کی تصدیق کرو ان کو جھٹلاؤ نہیں) کیوں کہ تم سے پہلے تکذیب کرنے والوں کی مختلف راہیں گزر چکی ہیں (چنانچہ کسی کو ڈبو یا گیا، کسی کو مسخ کیا گیا، کسی پر پتھر برسائے گئے وغیرہ وغیرہ) پس تم زمین میں چلو پھرو اور چل پھر کر جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا یہ (عام لوگوں کے لئے) اظہار (حقیقت) اور خاص خدا سے ڈرنے والوں کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے (کیونکہ وہی اس سے منتفع ہوں گے۔)

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٩﴾ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ
قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ۭ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاۗءَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٤٠﴾ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٤١﴾

ترجمہ: اور تم ہمت مت ہارو اور رنج مت کرو اور غالب تم ہی رہو گے اگر تم پورے مومن رہے اگر تم کو زخم پہنچ جاوے تو اس قوم کو بھی ایسا ہی زخم پہنچ چکا ہے اور ہم ان ایام کو ان لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہا کرتے ہیں اور تا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو جان لیویں اور تم میں سے بعضوں کو شہید بنانا تھا اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتے اور تا کہ میل کچیل سے صاف کر دے ایمان والوں کو اور مٹا دیوے کافروں کو۔

بددلی اور شکستہ دلی کی ممانعت

تفسیر: اور نہ (اُس شکست سے جو تمہاری بے اعتدالی سے اُحد میں تم کو حاصل ہوئی ہے) بودے بنو اور نہ (اُس کا غم کرو) اور (یہ یاد رکھو کہ گو اس وقت عارضی شکست ہوگئی ہے مگر انجام کار) تمہیں غالب ہوگے اگر تم مومن رہو گے (یعنی پورے طور پر ایمان کے مقتضیٰ پر عمل کرو گے) اگر تمہیں زخم پہنچ جائے تو (نہ کوئی ہمت ہارنے کی بات ہے نہ غم کی کیونکہ اوّل تو) جماعت (کفار) کو بھی تو ایسا ہی زخم پہنچ چکا ہے (چنانچہ بدر میں وہ شکست کھا چکے ہیں تو کیا انہوں نے ہمت ہار دی تھی؟ نہیں تو پھر تم کیوں ہمت ہارتے ہو)۔

شکست و فتح اور اس کی وجہ!

اور (دوسری بات یہ ہے کہ) (یہ شکست و فتح کے) دن وہ ہیں جن کو ہم لوگوں میں ادلتے بدلتے رہتے ہیں (اور بمقتضائے حکمت کبھی ایک فریق کو غلبہ دیدیتے ہیں اور کبھی دوسرے فریق کو پس اگر اس وقت تم کو شکست ہوگئی ہے تو مایوسی کی کون سی بات ہے ہمت کرو پھر تم کو

غلبہ ہو جائے گا۔) اور (تیسری بات یہ ہے کہ یہ شکست تمہیں اس لئے دلائی گئی) تاکہ اللہ تعالیٰ (عملی طور پر سچے) مومنوں کی جان لے اور تم میں سے بعضوں کو شہید بنائے (سو یہ اس کو مقتضی ہے کہ تم استقامت دکھلا کر اپنے کمال ایمان کا عملی ثبوت دو اور خدا کی اس نعمت کا شکر کرو کہ اس نے تم کو نعمت شہادت عطا فرمائی نہ کہ تم ہمت ہارو اور شکست کا سوگ کرو) اور (اس کی یہ وجہ نہیں کہ خدا کو کفار سے محبت ہے اور اس لئے اس نے اُن کو غلبہ دیا ہے کیوں کہ وہ ظالم ہیں اور) خدا ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔ اور (چوتھی بات یہ ہے کہ یہ شکست اس لئے دلائی گئی) تاکہ اللہ مسلمانوں کو میل کچیل سے پاک کردے کیونکہ مصائب سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ عجز و انکسار پیدا ہوتا ہے، نخوت وتکبر ٹوٹتا ہے الی غیر ذلک من المنافع اور کفار کو ملیا میٹ کردے (اوّل یوں کہ اس تعدی سے وہ قہر خدا کے زیادہ مستحق ہوں گے اور خدا ان سے بہت شدت کے ساتھ انتقام لے گا اور دوسرے یوں کہ اس سے ان کی جرات بڑھے گی اور دل کھول کر مسلمانوں سے مقابلہ کریں گے اور اس وقت انکو پوری سزا دیجائے گی۔ پس گو یہ فتح ہے مگر حقیقت کے لحاظ سے عین شکست ہے۔ جیسا کہ جنگ میں ایک فریق اسلئے پسپا ہوتا ہے کہ دوسرا فریق نکل کر زد میں آجاوے یا اس کا محاصرہ کیا جاسکے پس یہ پسپائی صورۃً شکست ہوتی ہے مگر حقیقت میں عین فتح ہے اور غنیم کا بڑھنا بظاہر غلبہ معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت میں موت کے منہ میں جانا ہے۔)

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ﴿١٤٢﴾ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ﴿١٤٣﴾

ترجمہ: ہاں کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جنت میں جا داخل ہو گے حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا ہو اور نہ انکو دیکھا جو ثابت قدم رہنے والے ہیں اور تم تو مرنے کی تمنا کررہے تھے موت کے سامنے آنے کے پہلے سے سو اس کو تو کھلی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا۔

جنتیوں کی آزمائش!

تفسیر: اچھا ان کو جانے دو ہم پوچھتے ہیں کہ) کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جنت میں (یوں ہی) داخل ہو جاؤ گے حالانکہ خدا نے ہنوز (عملی طور پر) ان لوگوں کو نہیں جانا جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا اور نہ (تکالیف پر صبر کرنے والوں کو جانا (اگر ایسا ہے جیسا کہ تمہارے انداز سے مفہوم ہوتا ہے کہ کام اور محنت سے جی چراتے ہو اور جنت کے امیدوار ہو تو یہ تمہاری غلطی ہے کیونکہ قانون یہی ہے کہ اجر کے مستحق کام کرنے والے ہیں اور انعام کے مستحق امتحان میں پاس ہونیوالے فضل و کرم دوسری شئے ہے اور وہ بحث سے خارج ہے) اور تم تو موت کا سامنا ہونے سے پیشتر موت کی آرزو کرتے تھے سو اب تم نے اسے کھلی آنکھوں دیکھ لیا (اور تمہارا مطلوب تمہیں مل گیا اب اس سے کیوں بھاگتے ہو الغرض تم کو کمزوری نہ دکھلانا چاہیے اور شکست کا غم نہ کرنا چاہیے بلکہ مردانہ وار نصرت دین الٰہی میں مصروف رہنا چاہیے)۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ﴿١٤٤﴾

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ۗ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ وَسَنَجْزِی الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾

ترجمہ: اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نرے رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں سو اگر آپ کا انتقال ہو جاوے یا آپ شہید ہی ہو جاویں تو کیا تم لوگ الٹے پھر جاؤ گے اور جو شخص الٹا پھر بھی جاوے گا تو خدا تعالیٰ کا کوئی نقصان نہ کرے گا اور خدا تعالیٰ جلد ہی عوض دے گا حق شناس لوگوں کو اور کسی شخص کو موت آنا ممکن نہیں بدوں حکم خدا تعالیٰ کے اس طور سے کہ اس کی معیاد معین لکھی ہوئی رہتی ہے۔ اور جو شخص دنیاوی نتیجہ چاہتا ہے تو ہم اس کو دنیا کا حصہ دیدیتے ہیں اور جو شخص اخروی نتیجہ چاہتا ہے تو ہم اس کو آخرت کا حصہ دیں گے اور ہم بہت جلد عوض دیں گے حق شناسوں کو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کرام کی خدا کے مقابلہ میں حیثیت

تفسیر: اور (تم یہ بھی تو سمجھو کہ) محمد رسول ہی تو ہیں (جن کا کام لوگوں کو خدا کے احکام پہنچانا اور لوگوں کو خدا کا مطیع بنانا ہے وہ خود تو معبود نہیں کہ انکی وفات سے دین ہی ختم ہو جائے اور رسول بھی کچھ نئے نہیں بلکہ) ان سے پہلے اور بھی رسول[1] ہو چکے ہیں (جن میں بہت سے مر بھی گئے ہیں گو سب نہ مرے ہوں جیسے عیسیٰ علیہ السلام تو کیا ان کے مر جانے سے دین بھی ختم ہو گیا تھا؟ نہیں اور جبکہ انکے مرنے سے دین ختم نہیں ہوا) تو (اب یہ بتلاؤ کہ) اگر یہ رسول (اپنی موت سے) انتقال فرما جائیں یا (بالفرض) شہید (ہی) ہو جاویں (جیسا کہ ابھی تم نے ایک نامعلوم آواز میں سنا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مارے گئے جس سے تم بددل ہو کر دین الٰہی کی اعانت سے دست کش ہونے پر تیار ہو گئے تھے تو کیا تم (اسلام سے) الٹے پاؤں لوٹ جاؤ گے (اسلام کی اعانت چھوڑ دو گے اور کیا تمہارا ایسا کرنا عقلاً درست ہو سکتا ہے جب کہ نہیں ہو سکتا جیسا کہ تم کو دلیل سابق سے معلوم ہو چکا ہے، تو پھر یہ تمہاری کیسی حرکت تھی کہ تم ایک نامعلوم آواز کی بنا پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مارے گئے دین الٰہی سے دست کشی پر تیار ہو گئے تھے خبردار آئندہ ایسی حرکت نہ کی جائے) اور (یہ یاد رہے کہ) جو کوئی (اسلام سے) الٹے پاؤں لوٹ جاوے گا وہ خدا کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور (برخلاف اس کے) جو لوگ (خدا کی نعمت اسلام کی) قدر کرنے والے ہیں (اور اس لئے نہ اسلام کو چھوڑتے ہیں اور نہ اس کی اعانت سے دست کش ہوتے ہیں) عنقریب خدا ان کو (اس کا بدلہ دے گا (پس تم کو اسلام پر قائم رہ کر اس کی مدد کرنا چاہیے۔) اور (جنگ سے نہ ڈرنا چاہیے۔)

موت کا وقت متعین ہے جس سے پہلے موت نہیں آتی ہے!

(کیونکہ) کسی شخص کے لئے یہ (بات حاصل) نہیں ہے کہ وہ (کسی اور طریق سے) مر جائے بجز حکم خدا کے بحالے کہ وہ حکم لکھا ہوا ہے۔ جس کے لئے ایک میعاد معین ہے (پس جبکہ موت کا خدا کے حکم کے سوا کوئی اور ذریعہ نہیں اور وہ حکم بھی ایک خاص وقت ہی پر ہوگا تو پھر جنگ سے ڈرنے اور جان چرانے کی کون سی وجہ ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی خواہ مخواہ اسباب ہلاکت اختیار کرے۔ مثلاً بے دھڑک آگ میں گھس جایا کرے یا کنوئیں میں کود پڑا کرے یا سانپ اور درندے سے بچنے کی کوشش نہ کرے وغیرہ وغیرہ کیونکہ بلا وجہ

[1] اس ترجمہ و تفسیر سے قادیانیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر استدلال باطل ہو گیا۔۱۲

اسباب موت اختیار کرنا اقدام خودکشی ہے۔ پس یہ جائز نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ کسی ایسے فعل کا حکم دے جس میں جان کا خطرہ ہو جیسے جہاد تو خواہ مخواہ یہ سمجھ لینا کہ ہم مر ہی جائیں گے اور اس لئے اس حکم کی تعمیل میں پس و پیش کرنا یا اس کو ترک کرنا جائز نہیں الی اصل اسباب موت کے اختیار کرنے کی صورت میں دونوں احتمال ہیں یہ بھی کہ اس کی موت کا وقت آ گیا ہو اور وہ بحکم الٰہی مر جاوے اور یہ بھی کہ ابھی اس کی موت کا وقت نہ آیا ہو اور اس لئے وہ بچ جاوے لیکن جب اُن اسباب کے اختیار کرنے کا خدا کی طرف سے حکم ہو تو ان کو اختیار کرنا چاہیے اور خواہ مخواہ یہ سمجھ کر کہ ہم ایسا کرنے سے ضرور مر جاویں گے اُس کی تعمیل ترک نہ کرنی چاہیے اور اگر اُس کے اختیار کرنے کا شرعاً حکم نہیں ہے تو احتمال موت کے لحاظ سے اس کا قصداً اختیار نہ کرنا چاہیے کیونکہ یہ اقدام خودکشی ہے) اور (جنگ میں تم کو سراسر دنیاوی منفعت ہی مدنظر نہ ہونی چاہیے کہ اُخروی منفعت بالکل نہ مدنظر ہو بلکہ اصالۃً منفعت اُخروی مدنظر ہونی چاہیے اور تبعاً مال غنیمت وغیرہ بھی مطلوب ہو تو مضائقہ نہیں کیونکہ ہمارا قاعدہ ہے کہ) جو کوئی (جہاد وغیرہ اعمال صالحہ کے بدلے میں اصالۃً) عوض دنیا کا خواہاں ہوگا ہم اسے اس میں سے دیں گے (بشرطیکہ کسی مصلحت کے خلاف نہ ہو اور آخرت میں اسے کچھ نہ ملے گا) اور جو معاوضہ آخرت کا خواہاں ہوگا ہم اسے اس میں سے دیں گے (اور اس کے ساتھ دنیاوی معاوضہ مال غنیمت وغیرہ بھی اگر ہم چاہیں گے تو دیں گے۔ غرض ثواب آخرت کی ذمہ داری ہے اور غنیمت وغیرہ مشیت پر موقوف ہے) اور جو لوگ (ہمارے انعامات کی) قدر کریں گے ان کو (اس شکر و قدر کا) معاوضہ بھی دینگے (پس طالبین ثواب آخرت دو جزاؤں کے مستحق ہوئے ایک جزائے فعل دوسرے جزائے شکر اس سے شبہ تکرار و اعادہ مضمون سابق دفع ہو گیا۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾

ترجمہ: اور بہت نبی ہو چکے ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت بہت اللہ والے لڑے ہیں۔ سو نہ تو ہمت ہاری انہوں نے ان مصائب کی وجہ سے جو ان پر اللہ کی راہ میں واقع ہوئیں اور نہ ان کا زور گھٹا اور نہ وہ دبے اور اللہ تعالیٰ کو ایسے مستقل مزاجوں سے محبت ہے اور ان کی زبان سے بھی تو اسکے سوا اور کچھ نہیں نکلا کہ انہوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو اور ہمارے کاموں میں ہمارے حد سے نکل جانے کو بخش دیجئے اور ہم کو ثابت قدم رکھیے اور ہم کو کافر لوگوں پر غالب کیجئے سو ان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کا بھی بدلہ دیا اور آخرت کا بھی عمدہ بدلہ دیا اور اللہ تعالیٰ کو ایسے نیکو کاروں سے محبت ہے۔

جہاد کا مطالبہ کوئی نیا مطالبہ نہیں!

تفسیر: اور تم (لوگوں سے جہاد کا مطالبہ کوئی نیا مطالبہ نہیں ہے اور نہ تمہاری اعانت دین کوئی نئی بات ہے بلکہ) پہلے کتنے نبی ہو چکے ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت سے اللہ والوں نے (کفار سے) جنگ کی ہے اور نہ وہ اس مصیبت کی وجہ سے جو ان پر خدا کی راہ میں پڑی بد دل ہوئے اور نہ کمزور ہوئے اور نہ کفار سے دبے اور (اس صبر و استقلال کی وجہ سے وہ خدا کے محبوب ہوئے کیونکہ) حق تعالیٰ صبر

کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور (اس جہاد و صبر و استقلال پر بھی) ان کا قول یہی تھا کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ اور اپنے کام میں حدِ شرعی سے آگے بڑھ جانا معاف کر دے اور ہمارے قدم جمائے رکھ اور ہمیں جماعت کفار پر فتح دے (پھر وہ دین سے تو کیا ہٹتے یا اُس سے ہٹنے کا یا اُس کی مدد چھوڑنے کا ارادہ کرتے) اس پر اللہ تعالیٰ نے دنیا کا عوض (ملک وجاہ و مال) بھی انہیں عطا کیا اور آخرت کا عمدہ بدلہ بھی (اور یہ انعامات اس لئے کئے کہ وہ نیک کام کرنے والے تھے) اور خدا نیک کام کرنے والوں سے محبت کرتا ہے (اور محبت مقتضی ہے انعام کو پس تم کو بھی ان کی تقلید کرنی چاہیے اور منافقوں کے بہکانے میں نہ آنا چاہیے کیونکہ)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾

ترجمہ: اے ایمان والو اگر تم کہنا مانو گے کافروں کا تو وہ تم کو الٹا پھیر دیں گے پھر تم ناکام ہو جاؤ گے بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا دوست ہے اور وہ سب سے بہتر مدد کرنے والا ہے ہم ابھی ڈالے دیتے ہیں ہول کافروں کے دلوں میں بسبب اس کے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شریک ایسی چیز کو ٹھیرایا ہے جس پر کوئی دلیل اللہ نے نازل نہیں فرمائی اور اُنکی جگہ جہنم ہے اور وہ بُری جگہ ہے بے انصافوں کی اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے تو تم سے اپنے وعدہ کو سچا کر دکھایا تھا جس وقت کہ تم ان کفار کو بحکم خداوندی قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ جب تم خود ہی کمزور ہو گئے اور باہم حکم میں اختلاف کرنے لگے اور تم کہنے پر نہ چلے بعد اس کے کہ تم کو تمہاری دلخواہ بات دکھلا دی تھی تم میں سے بعض تو وہ شخص تھے جو دنیا کو چاہتے تھے اور بعض تم میں سے وہ تھے جو آخرت کے طلب گار تھے پھر تم کو ان کفار سے ہٹا دیا تا کہ خدا تمہاری آزمائش فرماوے اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں مسلمانوں پر۔

منافقین اور کفار کی باتوں میں نہ آئیں!

تفسیر: اے مسلمانو! اگر تم ان کافروں (منافقوں) کا کہنا مانو گے تو یہ لوگ تمہیں اُلٹے پاؤں (کفر کی طرف) لوٹا دیں گے (اور پھر سے کافر بنا دیں گے) اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم گھاٹے میں ہو جاؤ گے (دیکھو یہ لوگ تمہارے مددگار نہیں ہیں) بلکہ خدا تمہارا مددگار ہے اور وہ بہتر مددگار

ہے (پس تم اسی کو) اپنا مددگار سمجھو اور اسی کا کہنا مانو کافروں کو نہ مددگار سمجھو اور نہ ان کا کہنا مانو تم کو خیال ہے کہ کہیں کفار ہم پر دوبارہ حملہ نہ کر دیں۔

کافروں کے دلوں پر بوجہ کفر و شرک رعب

لیکن تم پریشان نہ ہو ہم ابھی ان کے دل میں رعب ڈالے دیتے ہیں ان کی اس بداعمالی کی وجہ سے کہ انہوں نے حق تعالیٰ کے ساتھ ایسی چیز کو شریک کیا جس کی شرکت پر اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری (اور اس لئے وہ لوٹیں گے نہیں یہ سزا تو ان کی فی الحال ہے) (اور آخرت میں) ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بری قرارگاہ ہے ان ظالموں کی۔

غزوۂ احد میں اولاً شکست کی وجہ!

اور (اگر اس پر یہ شبہ ہو کہ جب اس وقت ان پر رعب ڈالا جاتا ہے تو پہلے ہمیں شکست کیوں دلائی تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ) شکست خود تم نے اپنے ہاتھوں اٹھائی ہے (کیونکہ) خدا نے اس وقت جب کہ تم ان کو خدا کے حکم سے قتل کر رہے تھے تم سے اپنا وعدہ (غلبہ) سچا کر دیا تھا (اور تم کو ان پر غلبہ دیا تھا) یہاں تک کہ جب تم بزدل ہو گئے اور آپس میں اسی معاملہ میں جھگڑنے لگے (کہ ہم کو اب بھی مورچہ پر قائم رہنا چاہئے یا نہیں) اور (آخرکار) تم نے نافرمانی کی (اور مورچے سے ہٹ گئے) بعد اس کے کہ حق نے تم کو وہ شے دکھلا دی تھی جس کو تم چاہتے تھے (یعنی غلبہ و فتح جس کا مقتضا یہ تھا کہ تم نافرمانی سے باز رہتے تم نے اختلاف و تفریق اختیار کیا چنانچہ) کوئی تم میں (حقیقۃً نہ کہ قصداً ارادۃً) دنیا (مالِ غنیمت) کا خواہاں تھا (اور خلاف حکم مورچے کو چھوڑ کر لوٹ میں مصروف تھا جو کہ معصیت تھی گو قصد معصیت نہ تھا) اور کوئی تم میں آخرت کا خواہاں تھا تب[1] اس نے تم کو کفار کی طرف سے دوسری طرف پھیرا (اور تم کو ہزیمت دی) تاکہ تمہیں (ان نافرمانیوں کی وجہ سے) مصیبت میں پھنسائے (اور تمہیں معلوم ہو کہ نافرمانی کا انجام ایسا ہوتا ہے ورنہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ تمہیں مغلوب کرے اور یہ بھی تم پر حق تعالیٰ کی ایک مہربانی تھی کہ تم کو تنبیہ کر دی) اور دوسری مہربانی یہ کی کہ) حق تعالیٰ نے تمہیں معافی دیدی اور (حقیقت یہ ہے کہ) حق تعالیٰ فضل کرنے والے ہیں مسلمانوں پر (کہ نافرمانی کی حالت میں بھی ان کے مفاد کا لحاظ رکھتے ہیں اور جرم کو معاف کر دیتے ہیں۔

اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓی اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ فِیْٓ اُخْرٰىکُمْ فَاَثَابَکُمْ
غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّکَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا مَآ اَصَابَکُمْ ؕ وَاللّٰہُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾
ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا یَّغْشٰی طَآئِفَةً مِّنْکُمْ ۙ وَطَآئِفَةٌ

---

[1] تب اقول هذا هو معنى ثم فى هذا المقام وليس ثم هٰهنا للعطف كما زعم الناس ولا هى زائدة كما زعم الا خفش فى قوله تعالىٰ حتى اذا ضاقت عليهم الا رض بما رجعت الىٰ قوله ثم تاب عليهم بل هى حرف معناه فى الهندية "تب" والعربية "بعد ذلک" وهو يد خل على جواب اذا وقد يقع اذا بين ثم ومدخوله كما فى قوله تعالىٰ اثم اذا ما وقع امنتم به لان التقدير اذا ما وقع ثم التم به واصاب الرضى فى قوله انها ليست للعطف ولكن اخطأ فى قوله انها للاستبعاد كما فى قوله ثم الذين كفروا بربهم يعدلون اذ لا معنى للاستبعاد هناک وما قال ان الا يمان بالشیء مستعد من استعجاله استهزاء فليس بشیء لان الاستبعاد انما هو فى الايمان به قبل الوقوع والاستبعا فى الاستهزاء قبل الوقوع والايمان كما لا يخفى على من له طبع سليم. بل معناه اتؤمنون به بعد وقوعه حين لا ينفعكم الايمان به وهذا ليس من شان العقلاء فلا بدلكم ان تؤمنوا به قبل وقوعه ولا تستهزؤا به فتا مل فى هذا المقام فانه قد زلت فيه اقدام الاعلام ولقد من الله على بكشفه بفضله وكرمه وهو المفضل المنعام. ۱۲

قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ؕ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ؕ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝

ترجمہ: وہ وقت بھی یاد کرو کہ جب تم چڑھے جاتے تھے اور کسی کو مڑ کر بھی تو نہ دیکھتے تھے اور رسول تمہارے پیچھے کی جانب سے تم کو پکار رہے تھے سو خدا تعالیٰ نے تم کو پاداش میں غم دیا بسبب غم دینے کے تاکہ تم مغموم نہ ہوا کرو نہ اس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے نکل جائے اور نہ اس چیز پر جو تم پر مصیبت پڑے اور اللہ تعالیٰ سب خبر رکھتے ہیں تمہارے سب کاموں کی پھر اللہ تعالیٰ نے اس غم کے بعد تم پر چین بھیجی یعنی اونگھ کہ تم میں سے ایک جماعت پر تو اس کا غلبہ ہو رہا تھا اور ایک جماعت وہ تھی کہ ان کو اپنی جان ہی کی فکر پڑ رہی تھی وہ لوگ اللہ کے ساتھ خلاف واقع خیالات کر رہے تھے جو کہ محض حماقت کا خیال تھا وہ یوں کہہ رہے تھے کہ ہمارا کچھ اختیار چلتا ہے آپ فرما دیجئے کہ اختیار تو سب اللہ ہی کا ہے وہ لوگ اپنے دلوں میں ایسی بات پوشیدہ رکھتے ہیں جس کو آپ کے سامنے ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں کہ اگر ہمارا کچھ اختیار چلتا تو ہم یہاں مقتول نہ ہوتے آپ فرما دیجئے کہ اگر تم لوگ اپنے گھروں میں بھی رہتے تب بھی جن لوگوں کے لئے قتل مقدور ہو چکا تھا وہ لوگ ان مقامات کی طرف نکل پڑتے جہاں وہ گرے ہیں اور یہ جو کچھ ہوا اس لئے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے باطن کی بات کی آزمائش کرے اور تاکہ تمہارے دلوں کی بات کو صاف کر دے اور اللہ تعالیٰ سب باطن کی باتوں کو خوب جانتے ہیں یقیناً تم میں سے جن لوگوں نے پشت پھیر دی تھی جس روز کہ دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئیں اس کے سوا اور کوئی بات نہیں ہوئی کہ ان کو شیطان نے لغزش دیدی انکے بعض اعمال کے سبب سے اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو معاف فرما دیا واقعی اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والے ہیں بڑے حلم والے ہیں۔

جہاد سے فرار کا تذکرہ!

تفسیر: خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا اب اصل مضمون سنو تم کو اس وقت ان سے پھیرا) جبکہ تم چڑھے چلے جا رہے تھے اور کسی کو مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے اور رسول تمہارے پیچھے سے تم کو پکار رہے تھے (کہ اے اللہ کے بندو میری طرف آؤ اے اللہ کے بندو میری طرف آؤ مگر تم ایسے

بدحواس تھے کہ سنتے ہی نہ تھے) پس) یہ ہزیمت دے کر) اس نے تم کو غم پر غم دیا (کیونکہ اس سے پہلے تم کو کوئی طرح سے غم تھا اول اپنے زخمی ہونے کا دوسرے اپنے عزیزوں قریبوں کے زخمی یا مقتول ہونے کا تیسرے مال غنیمت ہاتھ سے جانے کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر کا اب شکست اور ہزیمت کا غم بھی ان میں مل گیا تو غم کی تکمیل ہوگئی پس اس جگہ صرف دو غم مراد نہیں بلکہ تتابع غموم مراد ہے۔

غم دینے کا فائدہ: اور یہ غم پر غم اس لئے دیا گیا) تا کہ تم (مختلف انواع کے غموں سے آشنا ہو کر آئندہ) نہ کسی فوت شدہ (منفعت) پر غم کرو اور نہ کسی (آنیوالی) مصیبت پر (اور اس طرح تم کو غم سے بالکل نجات ہو جاوے کیونکہ غم کی دو ہی قسمیں ہیں ایک وہ جو فوت مرغوب سے حاصل ہو اور دوسرے وہ جو نزول مکروہ سے لاحق ہو اور اس واقعہ میں تم دونوں غموں سے آشنا ہو چکے تو اب اگر کوئی غم آئندہ لاحق ہوگا وہ انہی دو قسموں میں سے کسی ایک میں داخل ہوگا اور اس لئے وہ غیر مانوس نہ ہوگا اس لئے اس کا چنداں اثر نہ ہوگا اور اگر کچھ ہوگا بھی تو تم اس کو یہ سمجھ کر دفع کر سکتے ہو کہ ہمیں پہلے ایسے واقعات پیش آئے تھے تو ہمارا کیا بگڑ گیا تھا اور اب آئے ہیں تو ہمارا کیا بگڑ جاوے گا اور اس طرح تم غم سے نجات پا سکتے ہو یہ دوسری بات ہے کہ تم ان امور کی طرف التفات نہ کرو۔ اور اس بے التفاتی سے آئندہ بھی غم میں مبتلا ہو جاؤ) اور حق تعالیٰ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے (اس لئے وہ ان کے مناسب جزا و سزا اور اصلاحیں تجویز کرتے ہیں اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے تم کو شکست دے کر غم پر غم دیا)۔

غم کے بعد چین کی دولت: پھر اس غم کے بعد تم پر چین (یعنی) اونگھ نازل کی جو کہ تم میں سے ایک جماعت (مؤمنین) پر چھائی ہوئی تھی (تا کہ تمہارا غم غلط ہو اور اس صدمہ سے تمہیں نجات ملے)

منافقین کی بدحواسی اور موت وحیات کی کشمکش

اور (برخلاف اس کے) دوسری جماعت (منافقین) کی یہ حالت تھی کہ ان کو اپنی جانوں کی پڑی تھی کہ وہ اپنے متعلق حق تعالیٰ کی نسبت ناحق نادانی کے خیال کر رہے تھے (کہ اس نے ہمیں مصیبت میں ڈالا اب ہماری جان کاہے کو بچے گی چنانچہ) وہ کہتے ہیں کہ کیا ہمارا کوئی بس ہے (کہ ہم بچ جائیں ہم تو مجبوراً لڑائی میں شریک ہوئے اور اب شریک رہنے پر مجبور ہیں کیونکہ اگر ہم الگ ہوتے ہیں تو یہ مسلمان ہمیں پیس ڈالیں گے پس ہم دونوں طرح مصیبت میں ہیں) آپ (ان سے) فرما دیجئے کہ (احمقو تمہارا کیا بس ہوتا) اختیار سب اللہ ہی کے لئے ہے (اور کچھ تم ہی نہیں بلکہ سب اس کے اختیار کے تحت میں مقہور ہیں) یہ لوگ اپنے جی میں وہ مضمون چھپائے ہوئے ہیں جو تم سے ظاہر نہیں کرتے (بلکہ وہ ایسے فقرے بولتے ہیں جن میں دو پہلو ہیں ایک اچھا دوسرا برا اچھا تو یہ ہے کہ ہم پر جو کچھ مصیبت پڑی خدا کی یہی مرضی تھی وہ مالک ہے ہمارا اس میں کیا اجارہ ہے اس لئے ہم اس کی قضاء پر راضی ہیں اور دوسرا پہلو جو برا ہے وہ یہ ہے کہ وہ اپنی ناگواری ظاہر کرتے ہیں اور) کہتے ہیں کہ اگر کچھ بھی ہمارا بس چلتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے (ہمیں تو ان مسلمانوں نے مروایا۔

موت سے کسی حال میں نجات نہیں

(پس) آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو بھی جن کے حق میں مقتول ہونا لکھا ہوا تھا وہ ضرور اپنے گھروں سے نکل کر (اپنے پاؤں) اپنے مقتلوں کی طرف آتے (اور وہاں آ کر مقتول ہوتے کیونکہ قسمت کا لکھا کہیں ٹلتا ہے؟ پھر مسلمانوں کو الزام دینا اور خواہ مخواہ پچھتانا فضول ہے۔

غم پر غم کی دوسری وجہ: خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا اب اصل مطلب سنو حق تعالیٰ نے تم کو غم پر غم ایک تو اس لئے دیا تھا تا کہ تم فوت مرغوب ونزول مکروہ پر غمگین نہ ہو) اور (دوسرے اس لئے) تا کہ تمہارے سینہ کے اندر کی مخفی باتوں کو جانچے اور تمہارے دلوں کی باتوں کے کھوٹ کو صاف کرے اور اللہ سینوں کے اندر کی (مخفی) باتوں کو جانتا ہے (اس لئے وہ ضرورتِ اصلاح کو بھی جانتا ہے اور امتحان تحصیلِ علم کے لئے نہیں بلکہ استحقاق جزا و سزا و اتمام حجت اور دوسری مصلحتوں کے لئے ہے۔

ظاہری شکست کی وجہ اور گناہ کی معافی

الغرض یہ تو وہ حکمتیں تھی جو اس شکست میں آئندہ کے لئے ملحوظ تھیں اب حق تعالیٰ اس کا منشاء بیان فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں) جن لوگوں نے تم میں سے اس روز لڑائی میں پیٹھ دی جس روز دو جماعتوں (مسلمانوں اور کافروں) کا (احد میں) مقابلہ ہوا ان کو شیطان نے ان کے بعض گناہوں کے سبب جو انہوں نے کئے تھے لغزش دیدی تھی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا واقعی اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والے اور حلیم ہیں (کہ مجرموں کو معاف کر دیتے ہیں اور سزا نہیں دیتے اور یہ شکست ان کی کوتاہیوں کا لازمی نتیجہ تھی نہ کہ سزا جیسا کہ کوئی بد پرہیزی کرے اور بیمار ہو جائے دوسرے اس میں نتائج محمودہ ملحوظ تھے اس لئے ان کو اس شکست سے بچایا نہیں گیا پس یہ شکست بندوں کی طرف بھی منسوب ہے کہ ان سے اس کا صدور ہوا اور انہوں نے شکست کھائی اور ہزیمت اٹھائی اس جہت سے وہ مسبب ہے استزلال شیطان ببعض ما کسبوا کا اور حق تعالیٰ کی طرف سے بھی منسوب ہے اس جہت سے بھی کہ وہ خالق ہے اور اس جہت سے بھی کہ اس نے ان کو شکست دلائی اور ان کو اس سے نہیں بچایا اور ان کی حمایت نہیں کی اس جہت سے وہ منبع ہے ان نتائج محمودہ کا جو مذکور ہوئے فاندفع الاشکال بحذ افیرہ لان ماھو مسبب عن فعل الشیطان ھو فعل العبد وما ھو منبع بحکم و مصالح وغایات محمودۃ ھو فعل اللہ عزوجل فافھم اوپر چونکہ کفار کا یہ مقولہ منقول تھا لو کان لنا من الامر شئی ماقتلنا ھھنا۔

جو کہ مقولہ تھا ان لوگوں کا جو شریکِ جنگ تھے جس کی تردید کی جا چکی تھی اور اس کے مثل وہ لوگ بھی جو شریکِ جنگ نہ تھے یہ کہتے تھے۔ لو کانوا عندنا ما ماتوا وما قتلوا. اور ایسے مقولات سے کمزور مسلمانوں پر اثر پڑنے کا اندیشہ تھا اس لئے آگے حق تعالیٰ ایسے مقالات کی بیہودگی پر متنبہ فرماتے ہیں اور مسلمانوں کو ان کی موافقت سے منع فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُزًّى لَوْ كَانُوا عِنْدَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَٰلِكَ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿١٥٦﴾ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ ﴿١٥٧﴾ وَلَئِنْ مُتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَإِلَى اللَّهِ تُحْشَرُونَ ﴿١٥٨﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جو کہ کافر ہیں اور کہتے ہیں اپنے بھائیوں کی نسبت جبکہ وہ لوگ کسی سرزمین میں سفر کرتے ہیں یا وہ لوگ کہیں غازی بنتے ہیں کہ اگر یہ لوگ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے اور نہ

مارے جاتے تاکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو ان کے قلوب میں وجہ حسرت کردیں اور مارتا جلاتا تو اللہ ہی ہے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو سب کچھ دیکھ رہے ہیں اور اگر تم لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا کہ مرجاؤ تو بالضرور اللہ تعالیٰ کے پاس کی مغفرت اور رحمت ان چیزوں سے بہتر ہے جن کو یہ لوگ جمع کررہے ہیں اور اگر تم لوگ مرگئے یا مارے گئے بالضرور اللہ ہی کے پاس جمع کئے جاؤ گے۔

شرکتِ جنگ اور مسئلہ موت! اے مسلمانو

تفسیر : تم ان جیسے نہ ہونا جنہوں نے کفر اختیار کیا اور (حق تعالیٰ کے حکم سے مقابلہ میں) اپنے (ہم نسب یا ہم مشرب) بھائیوں کی نسبت جبکہ وہ (بقصدِ جہاد زمین میں چلے (خواہ خدا کے لئے یا دنیاوی مصلحت کے لئے اور راستہ میں مرگئے) یا وہ (شریکِ جہاد ہو کر کفار سے) لڑنے والے تھے (خواہ دین کے لئے یا دنیا کے لئے اور اس حالت میں وہ مقتول ہوئے یہ کہا کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے (اور جنگ کے لئے نہ جاتے تو نہ وہ مرتے اور نہ مارے جاتے (اور یہ اس لئے کہا) تاکہ اللہ تعالیٰ اس کو ان کے دلوں میں حسرت (اور پچھتاوا) بنادے (اور وہ ان کے لئے محض ایک حسرت وافسوس ہو جاوے اور اس طرح ان کے لئے قتل اخوان کے صدمہ کے علاوہ اس حسرت وافسوس کی تکلیف کا اور اضافہ ہو جاوے مطلب یہ ہے کہ یہ نتیجہ ہے ان کے اس قول کا نہ یہ کہ وہ مقصود تھا (ان کو اور تم کو اس سے اس لئے منع کیا جاتا ہے کہ ایسی باتوں سے آدمی کو بجز تکلیف اٹھانے کے اور کوئی فائدہ نہیں۔

موت وحیات خدا کے ہاتھ ہے

اور (واقعہ یہ ہے کہ نہ شرکتِ جنگ سے احتراز زندہ رکھ سکتا ہے اور نہ شرکتِ جنگ مار سکتی ہے۔ بلکہ) اللہ ہی زندہ رکھتا ہے اور وہی مارتا ہے اور (یہ یاد رہے کہ) جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو دیکھتا ہے (پس اگر تم ایسی باتیں کرو گے تو خدا ان کو دیکھے گا اور اس کی تم کو سزا دے گا الغرض تم کو معلوم ہو چکا ہے کہ یہ خیال لغو ہے کہ شرکت جنگ مارنے والی ہے اور شریک جنگ ہو کر تم ضرور مارے جاؤ گے۔

راہ خدا میں لڑتے ہوئے شہادت

اور اگر (بالفرض) تم خدا کی راہ میں مارے جاؤ یا مرجاؤ تو (بھی تمہارا کچھ نقصان نہیں بلکہ فائدہ ہی ہے کیونکہ اس سے تمہارے گناہ معاف ہوں گے اور تم پر رحمت ہوگی (اور) خدا کی جانب سے مغفرت اور رحمت ان سب چیزوں سے بہتر ہے جن کو لوگ (زندہ رہ کر) جمع کرتے ہیں (اور جن کے لئے ان کو زندگی مطلوب ہے (اور اگر تم مرو گے یا قتل ہو جاؤ گے (خواہ خدا کی راہ میں یا دوسرے طریق سے) تو اللہ ہی کی طرف لے جائے جاؤ گے (اور جب کہ دونوں حالتوں میں خدا ہی کی طرف جانا ہے تو خدا کی راہ میں جان دے کر مغفرت اور رحمت کیوں نہ حاصل کرو یہاں تک مسلمانوں کی شکست اور اس کے بعض متعلقات کا بیان تھا اب اس کے دوسرے بعض متعلقات کا بیان ہے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ

عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

ترجمہ: بعد اس کے خدا ہی کی رحمت کے سبب آپ ان کے ساتھ نرم رہے اور اگر آپ تند خو سخت طبیعت ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے سب منتشر ہو جاتے سو آپ ان کو معاف کر دیجئے اور آپ ان کے لئے استغفار کر دیجئے اور ان سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجئے پھر جب آپ رائے پختہ کر لیں تو خدا تعالیٰ پر اعتماد کیجئے بے شک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنیوالوں سے محبت فرماتے ہیں اگر حق تعالیٰ تمہارا ساتھ دیں تب تو تم سے کوئی نہیں جیت سکتا اور اگر تمہارا ساتھ نہ دیں تو اس کے بعد ایسا کون ہے جو تمہارا ساتھ دے (اور غالب کر دے) اور صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان والوں کو اعتماد رکھنا چاہئے۔

رحمت عالم کی نرمی اور ان کا فائدہ

تفسیر: فرماتے ہیں کہ جس وقت یہ معلوم ہو چکا کہ مسلمانوں نے اپنی نافرمانی وغیرہ کے سبب شکست کھائی) تو (اب بطور تمہید مقصود کے یہ سمجھو کہ) اے رسول! خدا کی رحمت سے تم ان کے لئے نرم ہو اور (حکمت اس میں یہ ہے کہ) اگر تم اکھڑ اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ تمہارے پاس سے تتر بتر ہو جاتے۔

معافی و درگذر اور مشورے کا حکم!

(اور جب کہ تم کو یہ تمہید معلوم ہو چکی ہے) تو اب (تم کو حکم دیا جاتا ہے) کہ تم (خود بھی) ان شکست کھانے والوں" کو معاف کر دو اور (خدا سے بھی) ان کے لئے معافی چاہو (اور ان کی اس غلطی کا کچھ خیال نہ کرو) اور (ان کا جی خوش کرنے کے اور اپنی رائے کو قوت دینے کے لئے (ان سے معاملات میں مشورہ کیا کرو (کیونکہ یہ لوگ عقل کے لحاظ سے بھی قابل اعتماد ہیں اور خلوص کے لحاظ سے بھی (پھر (مشورہ کے بعد) جب تم (کسی بات کا) پختہ ارادہ کر لو تو خدا پر بھروسہ کرو (اور خدا پر بھروسہ کر کے اس کام کو کرو صرف عقلاء کی رائے پر اعتماد نہ کرو کیونکہ مشورہ اور رائے محض سبب کے درجہ میں ہیں اور موثر نہیں موثر حقیقی حق تعالیٰ ہیں اس لئے انہیں پر اعتماد چاہئے خدا پر توکل کا حکم اس لئے دیا جاتا ہے کہ یہ کام خدا کی محبت کا ہے کیونکہ حق تعالیٰ (کا قاعدہ ہے کہ وہ) خدا پر توکل کرنیوالوں سے محبت کرتے ہیں۔

کامیابی اور فتح کا مدار! (اب اس جگہ دو باتیں نہایت کار آمد بتلائی جاتی ہیں اول یہ کہ فتح کا مدار حق تعالیٰ کی مدد پر ہے) اگر وہ تمہاری مدد کرے تو پھر کوئی نہیں جو تم پر غالب ہو سکے اور اگر وہ تمہاری مدد نہ کرے تو پھر کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کرے (کوئی نہیں لہٰذا تم کو حق تعالیٰ کی اطاعت اختیار کر کے اس کی مدد و نصرت کو اپنا شریک کار بنانا چاہئے اور اس کی مخالفت کر کے اس کو اپنے سے منقطع نہ کرنا چاہئے۔

خدا پر بھروسہ: اور (دوسری بات یہ ہے کہ) مسلمانوں کو صرف خدا پر بھروسہ کرنا چاہئے (اور اس کے حکم کے مقابلہ میں اپنے ضعف اور دشمن کی قوت پر نظر نہ کرنی چاہئے کیونکہ حکم جہاد خود دلیل قوت ہے خواہ قوت ذاتی ہو یا نصرتِ خداوندی کے ساتھ مل کر ہاں جس جگہ حکم ہی مشروط بالقدرت ہو وہاں اپنی قوت وضعف کا دیکھنا دوسری بات ہے!

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ ۚ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٦١﴾

ترجمہ: اور نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے حالانکہ جو شخص خیانت کرے گا وہ شخص اپنی اس خیانت کی ہوئی چیز کو قیامت کے دن حاضر کرے گا پھر ہر شخص کو اس کے کئے کا پورا عوض ملے گا اور ان پر بالکل ظلم نہ ہوگا۔

جہاد کے سلسلہ میں چند ہدایات

تفسیر : اور (دو ضروری باتیں جہاد کے متعلق اور بھی بتلائی جاتی ہیں اول یہ کہ اگر مال غنیمت میں سے کوئی شے گم ہو جاوے تو نبی کی نسبت اس کے لینے کا شبہ نہ کیا کرو جیسا کہ تم میں سے بعض لوگوں نے جنگ بدر میں ایک چادر کے گم ہو جانے پر کہا تھا جس کا منشاء غالباً یہ تھا کہ یہ غنیمت کا پہلا موقع تھا اور غنیمت کے احکام اب تک نازل نہ ہوئے تھے اس لئے ان کو معلوم نہ تھا کہ مال غنیمت میں سے لے لینا جرم اور شانِ نبوت کے خلاف ہے کیونکہ) نبی کا کام نہیں ہے کہ وہ مالِ غنیمت میں سے کچھ چرائے اور (دوسری بات یہ ہے کہ تم خود بھی اس میں سے کچھ نہ چراؤ کیونکہ) جو شخص مال غنیمت چرائے گا تو جو کچھ اس نے چرایا ہے وہ اسے قیامت میں لے کر آئیگا پھر ہر شخص کو اس کے کئے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا (جس میں یہ چور بھی داخل ہے) اور ان پر بالکل ظلم نہ کیا جائے گا (نہ یوں کہ ان کے اچھے اعمال کا معاوضہ نہ دیا جائے اور نہ یوں کہ ان کے برے اعمال پر ان سے زیادہ سزا دیجائے ہاں یہ ممکن ہے کہ برے اعمال پر بالکل سزا نہ ہو اور معاف کر دیئے جائیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض اعمال سیئہ کی وجہ سے اچھے اعمال ضبط کر لئے جائیں جیسا کہ کفر کی وجہ سے ضبط اعمال ہوگا کیونکہ یہ ظلم نہیں جیسا کہ آریوں وغیرہ کا خیال ہے اور حقیقت میں تو یہ بھی ظلم نہیں کہ اعمالِ حسنہ پر بالکل جزا نہ دیجائے یا بلا اعمالِ سیئہ کے سزا دیجائے یا تھوڑے عمل پر زیادہ سزا دی جائے کیونکہ یہ اپنی مِلک میں تصرف ہے اور مالک کو اپنی مِلک میں ہر قسم کے تصرف کا حق ہے مگر اس کو صورۃً ظلم ہونے کی وجہ سے ظلم کہا گیا ہے جو کہ عین تفضل واحسان ہے اور حاصل یہ ہے کہ گو یہ حقیقۃً ظلم نہیں مگر ہم اپنے فضل سے اس کے ساتھ وہی معاملہ کریں گے جو ظلم کے ساتھ کیا جاتا ہے اور اس سے بھی احتراز کریں گے خیر اوپر بیان کیا گیا ہے کہ ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللَّهِ كَمَنْ بَاءَ بِسَخَطٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٦٢﴾ هُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٣﴾ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿١٦٤﴾

ترجمہ: سو ایسا شخص جو کہ رضائے حق کا تابع ہو گیا وہ اس شخص کے مثل ہو جاوے گا جو کہ غضب الٰہی کا مستحق ہو اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہو اور وہ جانے کی بری جگہ ہے یہ مذکورین درجات میں مختلف ہوں گے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور اللہ تعالیٰ

خوب دیکھتے ہیں ان کے اعمال کو حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جب کہ ان میں ان ہی کی جنس سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان لوگوں کی صفائی کرتے رہتے ہیں اور ان کو کتاب اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں اور بالیقین یہ لوگ قبل سے صریح غلطی میں تھے۔

خوشنودی الٰہی کا تابع اور غضب الٰہی کا مرتکب دونوں برابر نہیں

تفسیر : اب فرماتے ہیں کہ اگر ایسا نہ کیا جائے) تو کیا جو شخص خدا کی خوشنودی کا تابع ہے وہ (سزائیں) اس شخص کے مانند ہو جائے گا جو (اپنی بداعمالیوں کے سبب) حق تعالیٰ کا غضب لے کر پھرا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بری جائے بازگشت ہے (ہرگز نہیں بلکہ وہ خدا کے نزدیک مختلف مراتب (میں) ہیں (ایک خدا کا مقرب ہے اور دوسرا مردود بارگاہ) اور منشاء اس کا یہ ہے کہ) حق تعالیٰ ان کے کاموں سے جو وہ کرتے ہیں بخوبی واقف ہیں (اور اس لئے وہ ان کو مختلف مراتب میں رکھتے ہیں اسی مضمون کو مولانا رومی قدس سرہٗ نے یوں ادا فرمایا ہے۔

آنکہ می لرزد زبیم رداو		وانکہ طعنہ می زندہ برجدِاو
فرق نبود ہر دو یک باشد برش		شاہ نبود خاک تیرہ برسرش
وزدراگ عفو باشد جان برد		کے امینِ خازن ومخزن شود

اور خدائے تعالیٰ نے دوسری جگہ اس مضمون کو یوں ادا فرمایا ہے۔ افنجعل المسلمین کالمجرمین

بعثتِ نبویؐ سے کائناتِ انسانی کا فائدۂ عظیم

چونکہ متبعین رضوان اللہ کو یہ امتیاز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت حاصل ہوا ہے اس لئے آگے فرماتے ہیں کہ) واقع حق تعالیٰ نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا جب کہ ان میں انہی میں سے ایک ایسا رسول بھیجا جو ان کو اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا اور (اس ذریعہ سے) ان کو گناہوں سے پاک کرتا اور ان کو خدا کی کتاب اور صحیح علم سکھلاتا ہے اور حقیقت میں وہ لوگ اس سے پیشتر کھلی گمراہی میں تھے (پس ان کو اس احسان کی قدر کرنی چاہئے اور ان کی تعلیم پر عمل کر کے دولت تقرب عنداللہ سے بہرہ اندوز ہونا چاہیے۔

أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُم مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّىٰ هَٰذَا ۖ قُلْ هُوَ مِنْ عِندِ أَنفُسِكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٦٥﴾ وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٦٦﴾ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۚ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا ۖ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ ۗ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ﴿١٦٧﴾

ترجمہ: اور جب تمہاری ایسی ہار ہوئی جس سے دو حصے تم جیت چکے تھے تو کیا ایسے وقت میں تم یوں کہتے ہو کہ یہ کدھر سے ہوئی آپ فرما دیجئے کہ یہ ہار خاص تمہاری طرف سے ہوئی بے شک اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے اور جو

مصیبت تم پر پڑی ہے جس روز کہ وہ دونوں گروہ باہم مقابل ہوئے سو خدا تعالیٰ کی مشیت سے ہوئی اور تا کہ اللہ تعالیٰ مؤمنین کو بھی دیکھ لیں اور ان لوگوں کو بھی دیکھ لیں جنہوں نے نفاق کا برتاؤ کیا اور ان سے یوں کہا گیا کہ آؤ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنا یا دشمنوں کا دفعیہ بن جانا وہ بولے اگر ہم کوئی ڈھنگ کی لڑائی دیکھتے تو ضرور تمہارے ساتھ ہو لیتے یہ منافقین اس روز کفر سے نزدیک تر ہو گئے بہ نسبت اس حالت کے کہ وہ ایمان سے نزدیک تھے یہ لوگ اپنے منہ سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں جو کچھ یہ اپنے دل میں رکھتے ہیں۔

غزوۂ اُحد کے سلسلہ میں نقصانات پر مسلمانوں کو تسلی

تفسیر: ان استطرادی مضامین کے بعد پھر اصل مضمون کی طرف لوٹتے ہیں اور فرماتے ہیں) اور جس وقت تم کو احد میں وہ مصیبت (شکست) پہنچی جس سے دوگنی (بدر میں) تم (کفار) کو پہنچا[1] چکے تھے (کیونکہ تمہارے تو ستر ہی آدمی مقتول ہوئے ہیں اور تم نے ستر قتل کئے تھے اور ستر قید) تو کیا تم یہ کہتے ہو کہ یہ مصیبت کہاں سے آئی (اے نبی) آپ ان سے فرما دیجئے کہ یہ مصیبت خود تمہاری جانب سے ہے (کہ تم نے خدا کے اس احسان کو جو اس نے تم پر رسول بھیج کر کیا تھا پوری قدر نہیں کی اور رسول کی مخالفت کی) اس لئے اللہ نے تم کو شکست دلا دی کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے (اور وہ جس طرح طاعت کی صورت میں تم کو فتح دے سکتا ہے یوں ہی معصیت کی صورت میں تم کو شکست بھی دلا سکتا ہے چونکہ ان کے اس سوال میں کہ یہ مصیبت کہاں سے آئی دو پہلو تھے۔ ایک پہلو شکست سے ناگواری کا دوسرا اس کے بلاوجہ ہونے کا اس لئے ناگواری کے پہلو کا جواب یوں دیا کہ تم کفار کو دوگنی مصیبت پہنچا چکے ہو پھر ان کی طرف سے اگر تم کو مصیبت پہنچ گئی تو ناگواری کیوں ہے اور اس سے شکستہ خاطر کیوں ہوتے ہو اور بلاوجہ ہونے کے پہلو کا جواب یوں دیا کہ یہ بلاوجہ نہیں بلکہ اس کا سبب خود تم ہو اور تم نے نافرمانی کر کے یہ مصیبت خود مول لی ہے۔

غزوۂ اُحد کے مصائب کے سلسلہ میں شفقت آمیز جواب

یہ جواب تو ضابطے کے تھے اب شفقت آمیز جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں) اور جو مصیبت تم پر اس روز پڑی ہے جس روز (احد میں) دو جماعتوں (یعنی مسلمانوں اور کافروں کا مقابلہ ہوا وہ خدا کے حکم سے ہے اور اس نے اسے تم پر اس لئے ڈالا ہے (تا کہ وہ (عملی طور پر) مؤمنین کو بھی جان لے اور تا کہ وہ (عملی طور پر) ان لوگوں کو بھی جان لے جنہوں نے منافقانہ برتاؤ کیا اور ان[2] سے کہا گیا کہ آؤ اور تم بھی خدا کی راہ میں جنگ کر دیا (کم از کم کفار کو اپنی کثرت تعداد سے مرعوب کر کے ان کو مسلمانوں سے) دفع کر دو تو انہوں نے (اس کے جواب میں) کہا کہ (خود میدان جنگ میں جانے کے لئے بھی فن حرب سے واقفیت کی ضرورت ہے کیونکہ بسا اوقات مقاتلین غیر مقاتلین کی حفاظت نہیں کر سکتے اب اگر غیر مقاتلین جنگ سے واقف ہوں تو وہ مدافعت کر سکیں ورنہ قید یا مقتول ہوں گے اس لئے ہم کہتے ہیں کہ) اگر ہم لڑائی بھڑائی[3] جانتے ہوئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ہوتے (مگر ہمیں تو لڑنا آتا ہی نہیں ایسی حالت میں ہم کیسے شرکت کر سکتے ہیں۔

---

[1] قال فی القاموس الاصابة کذا و کذا والتفجیع وبه ترجمة ۱۲ منه
[2] فی الکشاف ویجوز ان تقصر الصلة علی نافقوا ویکون وقیل لهم کلاما مبتدأ وبهذا فسرت والله اعلم
[3] فی الخازن قیل معناه لو نحسن قتالا لا تبعناکم وقال فی الکشاف ابوا القتال وجحدوا القدرة علیه وبهذا فسرت ۱۲ منه

منافقین کا ظاہر و باطن: یہ لوگ اس روز (جس روز انہوں نے یہ کہا) ایمان کی بہ نسبت کفر سے قریب تر تھے (کیونکہ یہ جواب ادعاء ایمان کے بھی خلاف تھا اس لئے کہ) وہ اپنے منہ سے ایسی بات کہتے تھے جو ان کے دل میں نہ تھی اور (یہ بات صرف تخمینی نہیں بلکہ تحقیقی ہے کیونکہ) حق تعالیٰ ان باتوں کو خوب جانتا ہے جن کو وہ (دل میں) پوشیدہ رکھتے ہیں (اس لئے وہ جانتا ہے کہ جو بات ان کے منہ پر تھی وہ ان کے دل میں نہ تھی بلکہ دل میں صرف یہ تھا کہ اچھا ہے کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچ جاوے)۔

اَلَّذِیْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ؕ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۶۸﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۷۱﴾

ترجمہ: یہ ایسے لوگ ہیں کہ اپنے بھائیوں کی نسبت بیٹھے ہوئے باتیں بناتے ہیں کہ اگر ہمارا کہنا مانتے تو قتل نہ کئے جاتے آپ فرما دیجئے کہ اچھا تو اپنے اوپر سے موت کو ہٹاؤ اگر تم سچے ہو اور (اے مخاطب) جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں ان کو رزق بھی ملتا ہے وہ خوش ہیں اس چیز سے جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی اور جو لوگ ان کے پاس نہیں پہنچے ان سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کی بھی اس حالت پر وہ خوش ہوتے ہیں کہ ان پر بھی کسی طرح کا خوف واقع ہونے والا نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے وہ خوش ہوتے ہیں بوجہ نعمت و فضل خداوندی کے اور بوجہ اس کے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا اجر ضائع نہیں فرماتے۔

منافقین کا شیوہ اور جھوٹ

تفسیر: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے بھائیوں کی نسبت (جو شریک جنگ ہوئے تھے) ایسی حالت میں کہ خود بیٹھ رہے تھے یہ کہا تھا کہ اگر وہ ہمارا کہنا مانتے تو مارے نہ جاتے آپ ان سے فرما دیجئے کہ (اچھا) اگر تم سچے ہو (اور فی الحقیقت تمہارے کہنا ماننے میں یہ اثر ہے کہ جو تمہارا کہنا مانے وہ موت سے بچ جاوے گا تو تم اپنے سے موت کو دفع کر دینا (اور خود نہ مرنا ہم بھی دیکھیں کہ تم ایسا کیونکر کر سکتے ہو اور جب کہ تم خود اپنے سے موت کو دفع نہیں کر سکتے تو دوسروں سے اس کو کیسے دفع کر سکتے ہو اور تمہارا یہ کہنا کیونکر صحیح ہے کہ اگر وہ تمہارا کہنا مانتے تو موت سے بچ جاتے ہیں اس جگہ یہ سوال ہوتا ہے کہ مصیبت سے مخلص اور منافق میں اس وقت امتیاز ہوتا جب کہ منافقین پر بھی مصیبت پڑتی حالانکہ یہاں جو منافقین کی حالت بیان کی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شریک جنگ ہی نہیں ہوئے سو اس کا جواب یہ ہے کہ امتیاز کا طریق متعین نہیں کیا بلکہ اس کے اور طریق بھی ہیں مثلاً یہ کہ منافقین تو ہم ضرر سے اطاعت سے انحراف کرتے تھے اور مومنین تحقق

ضرر کے بعد بھی اطاعت پر قائم ہیں اور بشریت کے اقتضاء سے فی الجملہ تاثر منافی ایمان نہیں یا یہ کہ شکست کے بعد منافقین اپنی تجویز کی تصویب اور شرکت کرنے والوں کی تجہیل وتحمیق کرتے تھے اور مومنین ایسا نہ کرتے تھے یہ دو ذریعے امتیاز کے ہیں پس وہ طریق متعین نہ رہا الغرض جبکہ اس شکست میں یہ بڑی مصلحت تھی تو تم کو اس سے متاثر نہ ہونا چاہئے اور راضی برضائے حق ہوکر اپنے کام لگے رہنا چاہئے۔

اللہ کے راستہ میں شہید ہونے والوں کا مرتبہ

اور (اے مخاطب کائنا من کان) تجھے ایسے لوگوں کو مردہ نہ سمجھنا چاہئے جو خدا کی راہ میں مارے جاویں (اور اس لئے نہ دوسروں کے مقتول ہونے پر غم کرنا چاہئے اور نہ اپنے کو قتل سے بچانے کے لئے جنگ سے گریز کرنی چاہئے کیونکہ وہ مردہ نہیں ہیں) بلکہ اپنے پروردگار کے نزدیک یوں زندہ ہیں کہ ان کو ایسی حالت میں رزق دیا جاتا ہے کہ جو کچھ خدا نے ان کو اپنے فضل سے دیا ہے اس سے وہ خوش ہیں اور جو لوگ ان کے پیچھے سے (آکر) ابھی ان سے نہیں ملے (بلکہ آئندہ شہید ہوکر بحالت ایمان وفات پاکر ان سے ملیں گے) ان کے متعلق وہ اس بات سے خوش ہیں کہ ان پر مرنے کے بعد نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے (کیونکہ ان کو اپنے ذاتی تجربہ سے اس کا علم ہو چکا ہے اور انہوں نے شہید ہوکر مراتب عالیہ حاصل کئے ہیں الغرض) وہ حق تعالیٰ کے انعام اور اس کے فضل سے اور اس بات سے خوش ہیں کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کا اجر برباد نہیں کرتے۔

شہداء کی جگہ اور جنت میں بعد دخول نکلنے کا مسئلہ

گو شہداء کو عارضی طور پر جنت میں آنے جانے اور کھانے پینے کی اجازت ہے۔ مگر ان کا سفر اصلی جنت سے باہر ہے اس لئے اس جگہ یہ سوال نہیں ہوسکتا کہ وہ قیامت میں جنت سے کیسے نکالے جاویں گے اور وہ اس میں داخل ہونے کے بعد اس سے کیسے نکلتے ہیں حالانکہ اس میں داخل ہونے کے بعد کوئی نہیں نکل سکتا کیونکہ علی الاطلاق یہ قاعدہ ہی مسلم نہیں کہ جنت میں داخل ہونے کے بعد اس سے کوئی نکل نہیں سکتا اس لئے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں جنت میں تشریف لے گئے اور وہاں سے واپس[1] آئے۔

دخول جنت دو قسم کا ہے ایک عارضی جس کے بعد خروج واخراج ممکن ہے

الغرض دخول جنت دو قسم کا ہے ایک عارضی جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شہداء اور حضرت آدم وحوا کا دخول اور دوسرا اصلی جیسا کہ قیامت میں اہل جنت کا دخول سو پہلی قسم کے دخول کے بعد خروج اور اخراج دونوں ممکن بلکہ واقع ہیں خرج کی مثال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی ہے اور اخراج کی مثال حضرت آدمؑ وحواؑ کا اخراج ہے۔

دخول اصلی کے بعد جنت سے نکلنا نہیں ہے

اور دوسری قسم کے دخول بعد اخراج تو یقیناً نہ ہوگا رہا اپنی خوشی سے عارضی طور پر خروج اس کے امتناع کی کوئی دلیل نہیں بجز اس کے کہ یوں کہا جاوے کہ جنت اور دوزخ کے سوا کوئی اور جگہ ہی نہ ہوگی اور جنتی جنت سے نکل کر دوزخ میں تو کاہے کو جائیں گے اور کوئی جگہ جانے کی ہے ہی نہیں لہذا جنت میں ہی رہیں گے پس اگر ایسا ہے تو یہ وجہ تو عدم خروج کی ہوسکتی ہے اور کوئی وجہ نہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی بکواس

بعض لوگوں نے جیسے مرزا غلام احمد قادیانی جنت کو حوالات یا جیل خانہ سمجھ رکھا ہے کہ اس میں سے کسی کو نکلنے کی اجازت ہی نہیں بلکہ وہ

[1] اسی طرح حضرت آدم وحوا جنت میں رکھے گئے اور پھر وہاں سے نکالے گئے۔

اس کو جیل خانہ وغیرہ سے بھی بڑھ کر قرار دیتے ہیں کیونکہ جیل خانہ میں سے صرف قیدی اپنی خوشی سے نہیں نکل سکتے اور دوسرے لوگ جیل خانہ میں جا کر خود بھی نکل سکتے ہیں اور خود قیدی بھی سرکاری کام کے لئے جیل خانہ سے نکل سکتے ہیں مگر جنت امتاز بردست جیل خانہ ہے کہ اس میں جو کوئی ایک مرتبہ چلا گیا اب وہ کسی طرح اس میں سے نہیں نکل سکتا لاحول ولاقوۃ اس کو خوب سمجھ لینا چاہئے خیر یہ حالت تو ان لوگوں کی تھی جنہوں نے خدا کی راہ میں جان دی اب ان کی حالت سنو جنہوں نے زندہ رہ کر دین کی خدمت کی چنانچہ)

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا
اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۲﴾ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ
اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ
سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۷۴﴾ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ
اَوْلِيَآءَهٗ ۠ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ
يُسَارِعُوْنَ فِى الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۗ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِى
الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾

ترجمہ: جن لوگوں نے اللہ اور رسول کے کہنے کو قبول کر لیا بعد اس کے کہ ان کو زخم لگا تھا ان لوگوں میں جو نیک اور متقی ہیں ان کے لئے ثواب عظیم ہے یہ ایسے لوگ ہیں کہ لوگوں نے ان سے کہا کہ ان لوگوں نے تمہارے لئے سامان جمع کیا ہے سو تم کو ان سے اندیشہ کرنا چاہئے تو اس نے ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیا اور کہہ دیا کہ ہم کو حق تعالیٰ کافی ہے اور وہی سب کام سپرد کرنے کے لئے اچھا ہے پس یہ لوگ خدا کی نعمت اور فضل سے بھرے ہوئے واپس آئے کہ ان کو کوئی ناگواری ذرا پیش نہیں آئی اور وہ لوگ رضائے حق کے تابع رہے اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ یہ شیطان ہے کہ اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے سو تم ان سے مت ڈرنا اور مجھ ہی سے ڈرنا اگر تم ایمان والے ہو اور آپ کے لئے وہ لوگ موجب غم نہ ہونے چاہئیں جو جلدی سے کفر میں جا پڑتے ہیں یقیناً وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو ذرہ برابر بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ آخرت میں سے ان کو اصلاً بہرہ نہ دے اور ان لوگوں کو سزائے عظیم ہوگی۔

مومنین قانتین اور ان کی عظمت

تفسیر: جن لوگوں نے (احد سے) فراغت کے بعد (ابوسفیان کے تعاقب کے لئے) حق تعالیٰ اور رسول کی دعوت کو منظور کیا بعد اس کے کہ ان کو (احد میں) زخم پہنچ چکا تھا ان[1] لوگوں کے لئے جنہوں نے (اس کے بعد بھی اچھے کام کئے اور تقویٰ اختیار کیا (اور کوئی

---

[1] یہ قید تخصیص واحتراز کے لئے ہے اور مقصود اس سے یہ ظاہر کرنا ہے کہ یہ اجر عظیم ان لوگوں کے لئے لازم نہیں ہے آئندہ انہیں اعمال کی ضرورت نہ رہے بلکہ وہ مشروط اس شرط کے ساتھ ہے کہ آئندہ کو بھی وہ محسن ومتقی رہیں ۱۲ منہ

کام ایسا نہیں کیا جو موجب حبط اعمال یا تنقیص اجر ہو) بڑا اجر ہے یعنی وہ لوگ جن سے لوگوں (یعنی بنی عبدالقیس) نے (ابوسفیان وغیرہ کے سکھانے سے) یہ کہا کہ لوگوں (یعنی ابوسفیان وغیرہ) نے تمہارے (مقابلہ) کے لئے فوج جمع کی ہے تم ان سے ڈرو (اور ان کے تو تب کی جرأت نہ کرو) تو اس بات نے ان کا ایمان بڑھایا اور (بجائے اس کے کہ وہ خوف زدہ ہوتے) انہوں نے کہا کہ (ہمیں ان کی فوج کی کچھ پرواہ نہیں) ہمیں خدا کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارکن ہے پس (اس تفویض کا یہ اثر ہوا کہ حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو لڑائی سے بچالیا اور) خدا کے انعام اور اس کے فضل سے ایسی حالت میں لوٹے کہ ان کو برائی نے چھوا تک نہیں اور انہوں نے حق تعالیٰ کی خوشنودی کا اتباع کیا (یہ نفع الگ رہا) اور (حقیقت یہ ہے کہ) خدا بڑے فضل والا ہے (کہ مسلمانوں کو بلا زحمت کے اتنا بڑا ثواب دیدیا۔

شیطان کے فریب سے آگاہی

ہاں اے مسلمانوں اگرچہ تم اس وقت نہیں ڈرے اور صاف جواب دیدیا مگر آئندہ کے لئے تم کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ وہ شیطان (جس کا تم کو بخوبی علم ہے) اپنے دوستوں سے صرف ڈرایا ہی کرتا ہے (کبھی بلا واسطہ بطور وسوسہ کے اور کبھی بواسطہ جیسا کہ اس نے اس وقت کیا ہے اور کر کچھ نہیں سکتا پس تم (شیطان کے بہکائے میں آکر) ان سے نہ ڈرنا اور مجھ سے ڈرنا اگر تم (درحقیقت) مومن ہو (جیسا کہ واقعہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین

یہ تو مسلمانوں کو ہدایت تھی اور (اے نبی تم کو یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ) یہ لوگ جو دوڑ دوڑ کر کفر میں گرتے ہیں (اور نہایت تیری وستعدی کے ساتھ افعال کفر و عداوت اسلام و مسلمین وغیرہ کا ارتکاب کرتے ہیں) تمہارے لئے موجب رنج (وغم) نہ ہونے چاہئیں (کیونکہ) یہ خدا کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے (پس ان کے اس فعل میں مضرت تو کچھ نہیں ہوئی اور حکمت اس میں یہ ہے کہ) حق تعالیٰ چاہتے ہیں کہ (ان کی شرارت کی بناء پر) ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہ رکھیں (اور یہ لوگ منافع اخروی سے بالکل محروم رہیں اس لئے نہ ان کو ہدایت دی جاتی ہے اور نہ ان کو ان کی کارروائیوں سے جبراً روکا جاتا ہے کیونکہ ان دونوں صورتوں میں یہ مقصد فوت ہوتا ہے۔ بلکہ ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دیا گیا ہے تاکہ وہ خود اپنے اختیار سے خوب گناہ سمیٹیں اور ان کی پاداش میں منافع اخروی سے محروم رہیں) اور (صرف محروم ہی نہیں بلکہ) ان کو (ان کی بدکاریوں پر) بڑی سزا بھی ہوگی (پس جبکہ ان کی شرارتوں اور مخالفتوں سے خدا کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا اور ان میں یہ حکمت و مصلحت بھی ہے کہ وہ اپنی شرارتوں کے ذریعہ سے منافع اخروی سے بالکل محروم اور مستحق سزا ہوں تو پھر رنج کی کوئی وجہ نہیں لہذا آپ ان باتوں کا کچھ خیال نہ کیجئے اور ان سے بالکل متاثر نہ ہوجئے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِیْمَانِ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْـًٔا ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ وَ لَا
یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ خَیْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ لِیَزْدَادُوْۤا اِثْمًا ۚ
وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ۝ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مَاۤ اَنْتُمْ عَلَیْهِ حَتّٰی
یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ

مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

ترجمہ: یقیناً جتنے لوگوں نے ایمان کی جگہ کفر کو اختیار کر رکھا ہے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو ذرہ برابر ضرر نہیں پہنچا سکتے اور ان کو دردناک سزا ہوگی اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں وہ یہ خیال ہرگز نہ کریں کہ ہمارا ان کو مہلت دینا ان کے لئے بہتر ہے ہم ان کو صرف اس لئے مہلت دے رہے ہیں تاکہ جرم میں ان کو اور ترقی ہو جائے اور ان کو توہین آمیز سزا ہوگی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس حالت پر رکھنا نہیں چاہتے جس پر تم اب ہو جب تک کہ ناپاک کو پاک سے متمیز نہ فرمادیں اور اللہ تعالیٰ ایسے امور غیبیہ پر تم کو مطلع نہیں کرتے ولیکن ہاں جس کو خود چاہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں ان کو منتخب فرمالیتے ہیں پس اب اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لے آؤ اور اگر تو ایمان لے آؤ اور پرہیز رکھو تو پھر تم کو اجر عظیم ملے۔

کفار ومنافقین خدا کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے

تفسیر: اور (کچھ ان منافقین ہی کی تخصیص نہیں بلکہ) جن لوگوں نے ایمان دے کر کفر لیا (خواہ منافقین ہوں یا کفار مجاہدین ان سب کا یہی حکم ہے کہ (وہ اپنے اس فعل سے خدا کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے اور (اس کی پاداش میں) ان کو تکلیف دہ عذاب ہوگا اور جو لوگ کفر کرتے ہیں۔

سزا میں تاخیر کی وجہ

ان کو ہمارے فی الحال سزا نہ دینے سے) یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ ہم جو ان کو مہلت (اور ڈھیل) دے رہے ہیں یہ ان کے لئے بہتر ہے (بہتر ہرگز نہیں بلکہ ان کے لئے سراسر بری ہے کیونکہ) ہم ان کو صرف اس لئے ڈھیل دے رہے ہیں کہ وہ گناہ میں ترقی کریں (اور خوب دل کھول کر گناہ کریں اور چونکہ یہ ڈھیل ان کو گناہ پر مجبور کرنے والی نہیں ہے اس لئے اس میں ہم پر کوئی الزام نہیں بالخصوص جبکہ وہ ڈھیل بھی انہیں کی بداعمالیوں کا نتیجہ ہے اور ان کو (ان بداعمالیوں کے عوض میں) ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا۔

خبیث وطیب میں امتیاز

(علاوہ اس حکمت کے جو منافقین کے برتاؤ کے باب میں مذکور ہوئی ایک حکمت اس میں یہ ہے کہ) حق تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ مسلمانوں کو اس حالت پر چھوڑے رکھے جس پر تم اب ہو۔ تا آنکہ وہ گندوں کو پاکوں سے جدا کر دے (اور اس کی صورت یہی ہے کہ ان کا برتاؤ مسلمانوں کے خلاف ہو اس لئے ان کو ایسے برتاؤں کی گنجائش دی گئی ہے۔

بعض راز کا اخفاء اور مخصوص افراد کو اجازت!

اور (یہ سوال کہ حق تعالیٰ ان کو نام بنام ظاہر کر دیں تاکہ اس ذریعہ سے ان میں اور مسلمانوں میں امتیاز ہو جائے اس لئے ساقط ہے کہ (حق تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ تم کو غیب کی خبر دیدے ہاں وہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کو (اس خبر کے لے منتخب کر لیتا ہے (پھر جس کے عام طور پر اظہار کو مناسب سمجھتا ہے اس کے اظہار کی اجازت دے دیتا ہے اور جس کے اخفا میں مصلحت سمجھتا ہے اس کے اظہار کی اجازت نہیں دیتا) پس تم کو خدا اور رسول پر ایمان رکھنا چاہئے (اور ان کے اقوال کو صحیح اور افعال میں حکمت سمجھ کر ان کو تسلیم کرنا چاہئے اور خواہ مخواہ کے شکوک وشبہات میں نہ پڑنا چاہئے) اور اگر تم ایمان رکھو گے اور (مخالفت سے) بچو گے تو تمہیں بڑا معاوضہ ملے گا۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ ۖ بَلْ هُوَ
شَرٌّ لَهُمْ ۖ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ
وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١٨٠﴾

ترجمہ: اور ہرگز نہ خیال کریں ایسے لوگ جو ایسی چیز میں بخل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے کہ یہ بات کچھ ان کے لئے اچھی ہوگی بلکہ یہ بات ان کی بہت ہی بری ہے وہ لوگ قیامت کے روز طوق پہنا دیئے جاوینگے اس کا جس میں انہوں نے بخل کیا تھا اور آخیر میں آسمان و زمین اللہ ہی کا رہ جاوے گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں۔

بخل کی مذمت اور اس کا انجام

تفسیر: (اور چونکہ گفتگو جہاد کے معاملہ میں ہو رہی ہے اور جہاد میں مال کے خرچ کی ضرورت ہے اور اس کے خرچ کرنے میں لوگ بخل بھی کرتے ہیں اس لئے کہا جاتا ہے کہ) جو لوگ ان چیزوں کے متعلق بخل کرتے ہیں جو حق تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہیں (اور جہاد وغیرہ میں اس کو خرچ نہیں کرنا چاہتے (وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے لئے بہتر ہے (ہرگز بہتر نہیں ہے بلکہ سراسر برا ہے کیونکہ) عنقریب وہ اشیاء جن کے متعلق وہ بخل کرتے ہیں قیامت میں (سانپوں کی صورت میں ان کے گلے کا ہار بنائی جاویں گی اور (قطع نظر اس کے مفید یا مضر ہونے سے خود یہ ایک حقیقت ہے کہ (آسمانوں اور زمین کی وراثت حق تعالیٰ ہی کو حاصل ہے (اور اس لئے جب مدعیان ملک فنا ہو جائیں گے تو ان کا مالک حق تعالیٰ ہی رہ جائے گا اور کوئی برائے نام بھی اپنی ملکیت کا دعویٰ نہ کر سکے گا اور جبکہ سب کچھ آخر میں حق تعالیٰ ہی کو پہنچ جاوے گا تو یہ سراسر نادانی ہے کہ اپنے اختیار سے خدا کو دے کر اس سے بہتر معاوضہ نہ لیا جاوے اور (ہم یہ بھی بتلائے دیتے ہیں کہ) جو کچھ بھی تم کرتے ہو حق تعالیٰ اس سے خبردار ہے (اور اس لئے وہ تمہارے بخل کو بھی جانتا ہے جس کی وہ تمہیں سزا دے گا اور تم حق تعالیٰ کو بے خبری کی وجہ سے سزا سے نہیں بچ سکتے۔

لَقَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ أَغْنِيَاءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوا
وَقَتْلَهُمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَنَقُولُ ذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ﴿١٨١﴾ ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ
أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ ﴿١٨٢﴾

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے سن لیا ہے ان لوگوں کا قول جنہوں نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ مفلس ہے اور ہم مالدار ہیں ہم ان کے کہے ہوئے کو لکھ رہے ہیں اور ان کا انبیاء کو ناحق قتل کرنا بھی اور ہم کہیں گے کہ چکھو آگ کا عذاب۔ یہ ان اعمال کی وجہ سے ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں سمیٹے ہیں اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنے والے نہیں۔

گستاخ و سرکش انسانوں کی سزا!

تفسیر: اور چونکہ وہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے اسی لئے حق تعالیٰ نے ان لوگوں کی بات بھی ضرور سنی ہے جنہوں نے (خدا

کے قول من ذالذی یقرض اللہ قرضاً حسناً کو سن کر اس کے جواب میں) یوں کہا کہ بے شک خدا محتاج ہے اور ہم غنی ہیں (جب ہی تو ہم سے قرض مانگتا ہے) ہم اس بات کو جو انہوں نے کہی ہے ضرور لکھیں گے اور ان کے انبیاء کے ناحق قتل کرنے کو بھی اور (اس بے باکی و گستاخی کے عوض میں) ان سے کہیں گے کہ اچھا اب تم آگ کا عذاب چکھو یہ (عذاب اس خاص مقدار پر) اس کی وجہ سے ہے جو تم اپنے ہاتھوں کر چکے ہو اور (ظلماً نہیں ہے۔ کیونکہ) یہ یقینی بات ہے کہ حق تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے (کہ وہ بلا جرم یا جرم سے زائد سزا دے۔

ظلام وظالم کے سلسلہ میں حضرت نانوتوی کا عجیب نکتہ!

واضح ہو کہ حق تعالیٰ نے لیس بظلام للعبید فرمایا ہے اور لیس بظالم نہیں فرمایا اس کے متعلق جناب مولانا محمد قاسم صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ایک عجیب نکتہ بیان فرمایا ہے جس کو مجھ سے امروہ میں مولوی عبدالرحمٰن صاحب امروہی نے بیان فرمایا تھا میں اس کو ناظرین کے فائدہ کے لئے نقل کرتا ہوں مولانا نے فرمایا کہ چونکہ حق تعالیٰ کی جملہ صفات کامل ہیں اس لئے اگر حق تعالیٰ کے لئے ظلم ثابت ہوتا تو وہ بھی علی وجہ الکمال ہوتا اور حق تعالیٰ صرف ظالم نہ ہوتا بلکہ ظلام ہوتا اس لئے لیس بظلام فرمایا ہے اور لیس بظالم نہیں فرمایا واللہ اعلم۔

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ
النَّارُ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۞ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ
وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۞ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ
فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۞

ترجمہ: وہ ایسے لوگ ہیں کہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم فرمایا تھا کہ ہم کسی پیغمبر پر ایمان نہ لاویں جب تک کہ ہمارے سامنے معجزہ نذر و نیاز خداوندی کا ظاہر نہ کرے کہ اس کو آگ کھا جاوے آپ فرما دیجئے کہ بالیقین بہت سے پیغمبر مجھ سے پہلے بہت سے دلائل لے کر آئے اور خود یہ معجزہ بھی جس کو تم کہہ رہے ہو سو تم نے ان کو کیوں قتل کیا تھا اگر تم سچے ہو سو اگر یہ لوگ آپ کی تکذیب کریں تو بہت سے پیغمبروں کی جو آپ سے پہلے گزرے ہیں تکذیب کی جا چکی ہے جو معجزات لے کر آئے تھے اور صحیفے لے کر اور روشن کتاب لے کر ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو پوری پاداش تمہاری قیامت ہی کے روز ملے گی تو جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا سو پورا کامیاب وہ ہوا اور دنیاوی زندگی تو کچھ بھی نہیں صرف دھوکہ کا سودا ہے۔

کافروں کا غلط دعویٰ اور معجزہ کا بہانہ

تفسیر: یہ جنہوں نے قول مذکور رکھا) وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت کی ہے کہ ہم کسی رسول کی بات نہ مانیں تاوقتیکہ وہ ہمارے سامنے اس نذر و نیاز کا معجزہ نہ پیش کرے جس کو آگ کھا جائے آپ ان سے فرما دیجئے کہ (گو یہ تمہارا افتراء ہے مگر ہم علی السبیل التنزل کہتے ہیں کہ) مجھ سے پہلے کچھ رسول تمہارے پاس دوسرے معجزات بھی لائے اور خاص وہ بھی جو تم نے کہا سو تم

نے ان کو کیوں قتل کیا اگر تم (اس بیان میں) سچے ہو (کہ ہمارے تم پر ایمان لانے سے بجز اس کے اور کوئی مانع نہیں اور اگر آپ یہ معجزہ پیش کرتے تو ہم آپ پر ایمان لے آتے اس سے معلوم ہوا کہ یہ منشاء ایمان نہ لانے کا محض تراشیدہ ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں اور اصلی منشاء اس کا نفسانیت وحسد وعداوت ہے جبکہ ان کے اس بے ہودہ عذر کا معقول جواب مل چکا تو اب ان کو ایمان لے آنا چاہیے)۔

تکذیب پر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی

اب اگر اس پر بھی وہ تمہاری تکذیب کریں تو (کوئی رنج کی بات نہیں کہ کیونکہ معاندین کا تو شیوہ ہی یہ ہے چنانچہ) تم سے پہلے بھی بہت سے ایسے رسول عناداً) جھٹلائے گئے ہیں جو (اپنی رسالت کے ثبوت ہیں) معجزات اور صحیفے اور روشن کتاب لیکر آئے تھے۔

مرنے کے بعد کاموں کا بدلہ مل کر رہے گا

واضح ہو کہ ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو صرف قیامت میں تمہارے کاموں کے بدلے پورے پورے دیئے جائیں گے (اگر اچھے اعمال ہوئے اچھا بدلہ ملے گا اور جنت میں جاؤ گے اور اگر برے اعمال ہوئے برا بدلہ ملے گا پس اگر دنیا میں سزا نہ ہو تو اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ہم سزا سے بچ گئے ان دونوں باتوں کا یہ نتیجہ ہے کہ ان مکذبین کو قیامت میں ضرور سزا ملے گی اور جبکہ برے اعمال کی سزا دوزخ اور اچھے کاموں کا بدلہ جنت ہے) جو شخص دوزخ سے دور کر کے جنت میں داخل کیا گیا وہ کامیاب ہوا (لہذا تم کو وہی کام کرنے چاہئیں جو دوزخ سے دور اور جنت میں داخل کرنے والے ہیں) اور (دنیاوی زندگی پر فریفتہ نہ ہونا چاہیے کیونکہ (دنیاوی زندگی صرف دھوکے کا سودا ہے (جو دھوکے میں آکر اسے خرید لیتا ہے دھوکہ کا زائل ہونے کے بعد پچھتاتا ہے پس اگر ایسے وقت کا دھوکہ دور ہوا جب کہ تلافی کا وقت باقی ہے تو خیریت ہے ورنہ بجز حسرت کے اور کچھ نتیجہ نہیں۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۣ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ
وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿١٨٦﴾
وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۡ فَنَبَذُوْهُ
وَرَاۗءَ ظُهُوْرِھِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿١٨٧﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ
يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّھُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ
الْعَذَابِ ۚ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٨٨﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٨٩﴾

ترجمہ: البتہ آگے اور آزمائے جاؤ گے اپنے مالوں میں اور اپنی جانوں میں اور البتہ آگے کو اور سنو گے بہت سی باتیں دل آزاری کی ان لوگوں سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں اور ان لوگوں سے جو کہ مشرک ہیں اور اگر صبر کرو گے اور پرہیز

رکھو گے تو یہ تاکیدی احکام میں سے ہے اور جب کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے یہ عہد لیا کہ اس کتاب کو عام لوگوں کے روبرو ظاہر کر دینا اور اس کو پوشیدہ مت کرنا سوان لوگوں نے اس کو اپنی پس پشت پھینک دیا اور اس کے مقابلہ میں کم حقیقت معاوضہ لے لیا سو بڑی چیز ہے جس کو وہ لے رہے ہیں جو لوگ ایسے ہیں کہ اپنے کردار پر خوش ہوتے ہیں اور جو کام نہیں کیا اس پر چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف ہو سو ایسے شخصوں کو ہرگز ہرگز مت خیال کرو کہ وہ خاص طور کے عذاب سے بچاؤ میں رہیں گے اور ان کو دردناک سزا ہو گی اور اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائشیں!

تفسیر : یہاں تک جہاد کی بحث چلی آ رہی ہے جس کے ضمن میں دوسرے مضامین بھی تبعاً آ گئے ہیں اب اس کے آخر میں ایک جامع حکم بیان فرماتے ہیں جو جہاد وغیرہ جہاد سب کو شامل ہے اور فرماتے ہیں کہ مسلمانوں آئندہ بھی) تمہارے مالوں اور جانوں کے معاملہ میں تمہارا امتحان کیا جاوے گا (کبھی یوں کہ تم کو جہاد کا حکم دیا جاوے گا جس میں جان و مال دونوں کا نقصان ہے اور کبھی یوں کہ آفات سماویہ سے ان کو نقصان پہنچایا جاوے گا)۔

صبر واستقامت کی تلقین

اور تم ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور ان لوگوں سے جو شرک کرتے ہیں بہت سی تکلیف دہ باتیں بھی سنو گے (یہ تو ایک واقعہ کا بیان تھا) اور (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ ایسے موقع پر تم مناسب مقام استقلال اور تقویٰ کو کام میں لانا) اگر تم استقلال اور تقویٰ اختیار کرو گے تو تمہارے لئے بہتر ہو گا کیونکہ یہ باتیں ضروری امور میں سے ہیں (جن کے ترک میں نقصان ہے)

کتمان نعت رحمت عالم پر اہل کتاب کی مذمت

اوپر اہل کتاب کی تکذیب رسول کا صراحۃً ذکر تھا اور یہاں یہ تکذیب ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب الخ میں داخل تھی اور منشاء اس کا کتمان نعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا جو کہ کتب سابقہ میں مذکور تھی اس لئے آگے اس کتمان کی مذمت بیان فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ) اور جبکہ حق تعالیٰ نے ان لوگوں سے جن کو کتاب دی گئی یہ عہد لیا کہ تم اس کو (بتمامہ) لوگوں کے سامنے ظاہر کرو گے اور اس (کے کسی جزو کو اپنی ذاتی غرض سے نہ چھپاؤ گے (دیکھو کہ انہوں نے اس عہد کے ساتھ کیا برتاؤ کیا) سو انہوں نے اس کو پس پشت ڈال دیا اور اس کے عوض میں تھوڑے دام لے لئے (یعنی دنیاوی مال کے لالچ میں مضمون نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ کو چھپالیا) پس نہایت بری چیز ہے وہ جس کو وہ (اس عہد کے) بدلہ میں لے رہے ہیں اور تم ان لوگوں کو جو اپنے (اس ناشائستہ فعل پر خوش ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ) یہ بھی چاہتے ہیں کہ ان کاموں پر ان کی تعریف کی جائے جو انہوں نے نہیں کئے (مثلاً ان کو مومن اور متقی وغیرہ کہا جائے) عذاب سے بچاؤ میں خیال نہ کرنا (اور یہ نہ سمجھنا کہ انہیں عذاب نہ دیا جاوے گا ضرور دیا جاوے گا) اور (معمولی بھی نہیں بلکہ) ان کو سخت تکلیف دہ عذاب ہو گا اور (یہ امر کچھ مستبعد بھی نہیں کیونکہ) آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے (پس جبکہ عموم سلطنت وقدرت ثابت ہے تو سزا میں استبعاد کی کونسی وجہ ہے۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَا اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ﴿۱۹۴﴾ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾

ترجمہ: بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل ہیں اہل عقل کے لئے جن کی حالت یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بھی اور بیٹھے بھی لیٹے بھی اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں کہ اے ہمارے پرودگار آپ نے اس کو لایعنی پیدا نہیں کیا۔ ہم آپ کو منزہ سمجھتے ہیں سو ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیجئے اے ہمارے پروردگار بے شبہ آپ جس کو دوزخ میں داخل کریں اس کو واقعی رسوا ہی کر دیا اور ایسے بے ایمانوں کا کوئی بھی ساتھ دینے والا نہیں اے ہمارے پروردگار ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا کہ وہ ایمان لانے کے واسطے اعلان کر رہے ہیں کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ سو ہم ایمان لے آئے اے ہمارے پروردگار پھر ہمارے گناہوں کو بھی معاف فرما دیجئے اور ہماری بدیوں کو بھی ہم سے زائل کر دیجئے اور ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ موت دیجئے اے ہمارے پروردگار اور ہم کو وہ چیز بھی دیجئے جس کا ہم سے اپنے پیغمبروں کی معرفت آپ نے وعدہ فرمایا ہے اور ہم کو قیامت کے روز رسوا نہ کیجئے یقیناً آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے سو منظور کر لیا ان کی درخواست کو ان کے رب نے اس وجہ سے کہ میں کسی شخص کے کام کو جو کہ تم میں سے کام کرنے والا ہوا کارت نہیں کرتا خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو تم آپس میں ایک دوسرے کے جزو ہو سو جن لوگوں نے ترک وطن کیا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور تکلیفیں دیئے گئے میری راہ میں اور جہاد کیا اور شہید ہو گئے ضرور ان لوگوں کی تمام خطائیں معاف کر دوں گا اور ضرور ان کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی یہ عوض ملے گا اللہ کے پاس سے اور اللہ ہی کے پاس اچھا عوض ہے۔

اللہ کی قدرت وسلطنت کے دلائل

تفسیر اب رہی یہ بات کہ اس عموم سلطنت وقدرت اوران کے ساتھ تفرد پر کیا دلیل ہے سواس کا جواب یہ ہے کہ) بلاشبہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کی آمدورفت میں (ایک دلیل چھوڑ اس مدعا پر) بہت سے دلائل موجود ہیں (مگر ہرایک کے لئے نہیں بلکہ) عقل والوں کیلئے جن کی یہ شان ہے کہ وہ اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (غرض ہر حالت میں یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔

مفکرین حق کا اعتراف: (یہ لوگ غور وخوض کے بعد جس نتیجہ پر پہنچتے ہیں وہ یہ ہے کہ وہ یوں کہتے ہیں کہ) اے ہمارے پروردگار آپ نے اس (مخلوق) کو لایعنی نہیں پیدا کیا بلکہ اس میں بہت سی حکمتیں ہیں۔ جن میں سے ایک بڑی حکمت یہ ہے کہ وہ گواہ ہیں اپنے بنانے والے کے کمال علم وکمال سلطنت وکمال قدرت وکمال حکمت وغیرہ کے کیونکہ ایسی مخلوقات کا بلا ان اوصاف کے پیدا کرنا بداہتاً باطل ہے اور مع ہذا وہ دلیل ہیں اس خالق کے تفرد کی بھی کیونکہ تعدد کی صورت میں اس نظام کا باقی رہنا ناممکن تھا۔ کما مر تقریرہ فی سورۃ البقرۃ تحت قولہ ان فی خلق السمٰوٰت والارض الخ

جنت ودوزخ پیدا کرنے والے سے نجات کی درخواست

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ) آپ پاک ہیں (ہر نقص سے وعیب سے) لہٰذا آپ ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچایئے اے ہمارے رب (یہ درخواست ہم اس لئے کرتے ہیں کہ) جس کو آپ دوزخ میں داخل کریں اس کو آپ نے رسوا کر دیا اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں (اور ہم نہیں چاہتے کہ رسوا ہوں اور وہ بھی اس بے کسی کے ساتھ کہ ہمارا کوئی یار ومددگار نہ ہو)۔

ایمان اور فضل وکرم کی دعا

پس اس لئے ہم آپ سے یہ درخواست کرتے ہیں) اے ہمارے پروردگار ہم نے ایک اعلان کرنے والے (یعنی رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایمان کا یوں اعلان کرتے (بھی) سُنا ہے کہ (اے اللہ کے بندوں) اپنے پروردگار کو مانو سو (ہم نے اس اعلان کو قبول کیا اور) ہم ایمان لے آئے پس آپ ہمارے گناہوں کو معاف کر دیجئے اور ہماری برائیوں کو دور کر دیجئے اور ہمیں نیکیوں کے ساتھ (اور ان کے گروہ میں شامل کر کے) موت دیجئے۔ اے ہمارے پروردگار (تو یہ بھی کر) اور جو آپ نے اپنے رسولوں کی معرفت ہم سے وعدہ کیا ہے وہ بھی ہمیں دے اور ہمیں قیامت میں رسوا نہ کر اس میں شبہ نہیں کہ آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے۔ مگر باوجود اس کے اس درخواست کے کئی منشاء ہیں ایک اپنا فرض ادا کرنا جو بمقتضائے عبدیت ہم پر عائد ہے۔ یعنی اپنی احتیاج اور افتقار کو ظاہر کرنا اور دوسرا یہ کہ وعدہ کے بعد بھی آپ کا یہ حق اور اختیار باقی ہے کہ آپ نہ دیں یہ دوسری بات ہے کہ آپ اس اختیار سے لازمی طور پر کام نہ لیں مگر اس سے اس دینے کیلئے مجبور نہیں ہو سکتے پس جبکہ اس کے بعد بھی آپ کو نہ دینے کا حق واختیار باقی ہے اس لئے ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں اور تیسرا یہ کہ آپ نے طاعت پر جزا کا ضرور وعدہ فرمایا ہے۔ جس میں تخلف نہیں ہوسکتا مگر اس کا تو وعدہ نہیں کیا کہ ہم تمہیں لامحالہ طاعت پر قائم رکھیں گے۔ پس ان درخواستوں کے یہ معنی ہیں کہ آپ ہمیں ان نعمتوں کا اہل رکھیں)

درخواست ودعا کی قبولیت

پس (جبکہ انھوں نے یہ دعائیں کیں تو ان کے رب نے (یعنی میں نے) ان کی دعاؤں کو قبول کیا کیونکہ (میرا قانون ہے کہ) میں کسی

کام کرنے والے کے کام کو ضائع نہیں کرتا (بشرطیکہ خود اس کام کے کرنے والے کی جانب میں ایسے امور موجود نہ ہوں جو اس کے ضائع کرنے کے مقتضی ہوں مثلاً کفر یا عدم خلوص) خواہ (وہ کام کرنے والا) مرد ہو یا عورت (کیونکہ) تم سب آپس[1] میں ایک دوسرے کے جزو ہو (اور یہ ارتباط واتحاد مقتضی ہے اس کو کہ جو معاملہ ایک کے ساتھ کیا جاوے وہی دوسرے کے ساتھ بھی کیا جاوے) پس (جبکہ میں کسی کام کرنے والے کے کام کو ضائع نہیں کرتا تو) جن لوگوں نے میری راہ میں گھر بار چھوڑا اور ان کو ان کے گھروں سے نکالا گیا اور ان کو ایذاء دی گئی اور (کفار سے) جنگ کی اور مارے گئے میں ان کی برائیاں دور کردوں گا اور ان کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی بحالیکہ یہ باغات معاوضہ ہوں گے (ان کے ان اعمال کا) خدا کی جانب سے اور اللہ ہی کے یہاں بہتر معاوضہ ہے (اس لئے تمہیں اسی سے معاوضہ کا طالب ہونا چاہیے)۔

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِى الْبِلَادِ ﴿١٩٦﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٩٧﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۗ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿١٩٨﴾ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۗ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿١٩٩﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٢٠٠﴾

ترجمہ: تجھ کو ان کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا مغالطے میں نہ ڈال دے چند روزہ بہار ہے پھر ان کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا اور وہ برا ہی آرمگاہ ہے لیکن جو لوگ خدا سے ڈریں ان کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ مہمانی ہوگی اللہ کی طرف سے اور جو چیزیں خدا کے پاس ہیں وہ نیک بندوں کے لئے بدرجہا بہتر ہیں اور بالیقین بعضے لوگ اہل کتاب میں سے ایسے بھی ضرور ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اعتقاد رکھتے ہیں اور اس کتاب کے ساتھ بھی جو تمہارے پاس بھیجی گئی اور اس کتاب کے ساتھ بھی جو ان کے پاس بھیجی گئی۔ اس طور پر کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیں اللہ کی آیات کے مقابلہ میں کم حقیقت معاوضہ نہیں لیتے ایسے لوگوں کو ان کا نیک عوض ملے گا ان کے پروردگار کے پاس بلاشبہ اللہ تعالیٰ جلدی ہی حساب کردینگے اے ایمان والو خود صبر کرو اور مقابلہ میں صبر کرو۔ اور مقابلہ کے لئے مستعد رہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پورے کامیاب ہو۔

خدا کے باغیوں کی نعمتوں کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھانا چاہیے

تفسیر: (اے مخاطب) تجھے کفار کا (حظوظ دنیا کے لئے) شہروں میں چلنا پھرنا مغالطہ میں نہ ڈالے (کہ تو بھی ان کا یہ چلنا پھرنا دیکھ

[1] فی هذه الترجمة اشارة الى ان من اتصالية كما فى قوله انت منى وانا منک ١٢

کرلیا جاوے اور سمجھے کہ کفر سے ان کو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا اور وہ ہم سے زیادہ مزہ میں ہیں تو ہمیں کیوں پہنچے گا کیونکہ) یہ بہت تھوڑے انتفاع کی چیز ہے (جس سے یہ لوگ صرف چند روز نفع اٹھائیں گے، اس کے بعد ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ اور وہ بری آرام گاہ ہے لیکن (برخلاف ان کے) جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لئے باغات ہوں گے جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی بحالیکہ یہ باغات (ان کا سامان ضیافت ہوں گے خدا کی جانب سے اور جو خدا کے پاس ہے وہ بہتر ہے نیک لوگوں کے لئے (لہٰذا ان کو اسی کا طالب ہونا چاہیے)

اہل کتاب میں دو گروہ اور ان کا انجام

یہاں تک استطرادی مضمون ختم ہوگیا اب پھر مضمون سابق کی طرف عود فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اہل کتاب میں سے ایک جماعت تو وہ تھی جو خدا کے عہد کو تھوڑے داموں میں بیچتی تھی) اور کچھ لوگ اہل کتاب میں سے وہ ہیں جو (اس عہد پر قائم ہیں اور) خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کتاب پر بھی جو تمہاری طرف نازل کی گئی اور اس کتاب پر بھی جو ان کی طرف نازل کی گئی ایسی حالت میں کہ وہ خدا کے سامنے یوں پست ہیں کہ اس کی آیات کے عوض میں تھوڑے دام نہیں لیتے ان کی یہ حالت ہے کہ ان کو ان کے رب کے یہاں ان کا معاوضہ ملے گا (اور بہت جلد ملے گا کیونکہ) اللہ تعالیٰ بہت جلد (اپنی مخلوق کا) حساب کرنے والا ہے۔

صبر واستقامت اور تقویٰ کی ترغیب

(اب ہم اس سورت کو جامع نصیحت پر ختم کرتے ہیں جو کہ خلاصہ ہے تمام سورت کا کہ) اے مسلمانو (جب خاص کوئی تم کو تکلیف پہنچے خواہ کفار کی جانب سے یا حق تعالیٰ کی طرف سے تو) تم (اس پر) صبر کرو اور (جبکہ تکلیف تم میں اور کفار میں مشترک ہو جیسے حالت قتال تو) تم (کفار کے) مقابلہ میں صبر کرو (اور ان سے ہٹے نہ رہو) اور جبکہ جنگ کی حالت نہ ہو تو اس سے غافل نہ ہو اور) جنگ کے لئے تیار رہو اور (ہر حالت میں) خدا سے ڈرتے رہو۔ امید ہے کہ تم (ان باتوں پر عمل کرکے) کامیاب ہو گئے۔

سُوْرَةُ النِّسَاۤءِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّسِتٌّ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝۱ وَاٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝۲ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝۳

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔ اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس

نے تم کو ایک جاندار سے پیدا کیا اور اس جاندار سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں اور تم خدا تعالیٰ سے ڈرو جس کے نام سے ایک دوسرے سے سوال کیا کرتے ہو اور قرابت سے بھی ڈرو بالیقین اللہ تعالیٰ تم سب کی اطلاع رکھتے ہیں اور جن بچوں کا باپ مرجاوے ان کے مال انھیں کو پہنچاتے رہو اور تم اچھی چیز کو بری چیز سے مت بدلو اور ان کے مال مت کھاؤ اپنے مالوں (کے رہنے) تک ایسی کارروائی کرنا بڑا گناہ ہے اور اگر تم کو اس بات کا احتمال ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کرسکو گے تو اور عورتوں سے جو تم کو پسند ہوں نکاح کرلو دو دو عورتوں سے اور تین تین عورتوں سے اور چار چار عورتوں سے پس اگر تم کو احتمال اس کا ہو کہ عدل نہ رکھو گے تو پھر ایک ہی بی بی پر بس کرو۔ یا جو لونڈی تمہاری ملک میں ہو وہی سہی اس امر مذکور میں زیادتی نہ ہونے کی توقع قریب تر ہے۔

کائنات انسانی کی پیدائش

تفسیر :اے لوگو تم اپنے پروردگار سے ڈرو (اور کوئی کام اس کی مرضی کے خلاف نہ کرو) جس نے تم کو ایک شخص (آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا اور (تفصیل اس کی یہ ہے کہ اوّل) اس نے اس سے اس کے جوڑے (حوّا) کو (اس کی بائیں پسلی سے) پیدا کیا اور (اس کے بعد) ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔

خدا کا خوف اور اس کی وجہ: اور تم اس خدا سے ڈرو جس کے واسطے تم آپس میں ایک دوسرے سے (اپنے حقوق وغیرہ کا) سوال کیا کرتے ہو قرابتوں سے بھی (یوں کہ ان کو قطع نہ کرو واضح رہے کہ حق تعالیٰ تمہارا نگراں (اور تمہارے کاموں سے خبردار) ہے (پس تم کو ان احکام کے ماننے میں کوتاہی نہ کرنی چاہیے ورنہ تم کو سزا دے گا حکم تقویٰ چونکہ ایک جگہ معلل بعلت خلق اور دوسری جگہ بعلت تساؤل ہے اس لئے اس میں تکرار نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا حاصل یہ ہے کہ تم خدا سے ڈرو اس وجہ سے بھی کہ وہ تمہارا خالق ہے اور اس وجہ سے بھی کہ تم اس کے واسطے سے سوال کیا کرتے ہو۔ اور گو یہ مقصد اس طرح بھی حاصل ہوسکتا تھا کہ الذین تسآء لون به کو الذی خلقکم پر معطوف کردیا جاتا۔ مگر اتقوا کو اس لئے دوبارہ لایا گیا تاکہ معلوم ہو کہ ہر علت اقتضاء تقویٰ میں مستقل ہے۔

قرابت داری اور اس کا لحاظ

معہٰذا اس سے مزید اہتمام بھی مفہوم ہوتا ہے اور والارحام کو اتقوا اللہ کے ساتھ ذکر کرنے سے ایک تو ان کی عظمت وشان کا اظہار مقصود ہے اور دوسری غرض یہ ہے کہ مشرکین مکہ مسلمانوں کے رشتہ دار تھے اور مذہبی اختلاف کی وجہ سے وہ اس قرابت کا بھی پاس نہ کرتے تھے اور ان سے لڑتے جھگڑتے تھے۔ پس اس میں ان کو تنبیہ ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ تم لوگ خدا سے ڈرو اور کفر نہ کرو اور اس طرح قطع رحم سے جس کے تم مرتکب ہو احتراز کرو کیونکہ اول تو خود کفر ہی ظلم ہے۔ اور جبکہ اس کے ساتھ قطع رحم بھی ہے تب تو وہ ظلم اور بھی بڑھ جاوے گا۔ نیز اس میں ان کی استمالت بھی ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ مسلمان تمہارے رشتہ دار ہیں۔ تم رشتہ داری کا خیال کرو۔ اور ان سے عداوت نہ کرو۔ واللہ اعلم!

یتیم کا مال کھانے کی ممانعت

اور تم یتیموں کے مال (نہ دبایا کرو۔ بلکہ جس وقت وہ بالغ ہوجائیں اُس وقت ان کے مال) ان کو دیدیا کرو۔ اور (اپنے) پاک

(مالوں) کے عوض (ان کے) گندے مال نہ لیا کرو (چونکہ جاہلیت میں ایک یہ بھی معمول تھا کہ یتیموں کے مال جو اچھے ہوتے تھے ان کو خود رکھ لیتے تھے ان کے بجائے اپنے ردی مال رکھ دیتے تھے حق تعالیٰ اس برتاؤ سے منع فرماتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ تمہارے مال گو ردی ہوں۔ مگر پاک تو ہیں۔ اور ان کے مال گو عمدہ ہوں مگر مغصوب ہونے کی وجہ سے ناپاک اور خبیث ہیں۔ پس یہ کونسی عقل کی بات ہے کہ پاک مال دے کر ناپاک مال لیا جاوے۔ پس تم ایسا نہ کیا کرو) اور نہ ان کے مال اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر کھاؤ۔ کیونکہ یہ باتیں بڑا گناہ ہیں۔

مہر میں کمی کی وجہ سے یتیم لڑکیوں سے نکاح کی ممانعت

اس حکم سے طبعی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم یہ تو کر سکتے ہیں کہ قصداً یتیموں کے مال نہ کھائیں لیکن ہم لوگ جو یتیم لڑکیوں سے نکاح کر لیتے ہیں اور ان کے لئے ایک خاص تعداد میں اپنی تجویز سے مہر مقرر کرتے ہیں ممکن ہے کہ اس کے اندازہ کرنے میں ہم سے غلطی ہو جاوے اور اسی طرح ہم بلا قصد آکل مال یتیم قرار پاویں اس لئے اس آیت میں اس کا جواب دیتے ہیں اور فرماتے ہیں اور اگر تم کو خطرہ ہے کہ تم (ان) یتیم لڑکیوں کے باب میں (جو تمہاری ولایت میں ہیں) انصاف نہ کرو گے اور ان کو اتنا مہر نہ دو گے جتنے کی وہ مستحق ہیں بلکہ ان کا مہر تھوڑا کر کے ان کی حق تلفی کرو گے اور وہ خطرہ یوں ہے کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ اگر چہ ہم احتیاط کریں مگر ممکن ہے کہ ہم سے مہر کی مقدار کے صحیح اندازہ کرنے میں غلطی ہو جاوے اور اس طرح بلا ہمارے قصد کے ان کا حق تلف ہو جاوے) تو (گو یہ جرم نہیں ہے کیونکہ لا یکلف الله نفسا الا وسعها والله یعلم المفسد من المصلح. لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ تم اس سے نکاح نہ کرو۔

چار عورتیں بیک وقت نکاح میں لانے کی اجازت

اور عورتیں نہ معدوم ہیں نہ ان کے نکاح میں کوئی تنگی ہے اور نہ تعداد منکوحات ہی میں کوئی تنگی ہے کہ ایک ہی ہو اس سے زائد نہ ہو لہٰذا تم کو خلجان میں پڑنے کی ضرورت نہیں) تم (اور) عورتوں میں سے جو تم کو پسند ہوں ان سے نکاح کر لو[1] دو، دو[2] سے بھی اور تین، تین سے بھی اور چار، چار سے بھی مگر اس سے زیادہ کی اجازت[3] نہیں)

عدل میں خطرہ کے وقت صرف ایک سے نکاح کا حکم

اور اگر دو، دو تین، تین چار، چار میں تم کو عدل نہ کرنے کا خطرہ ہو تو (زائد کی کوئی ضرورت نہیں) ایک بیوی یا صرف اپنی مملوکہ لونڈیاں رکھو یہ صورت (ظلم سے بعید تر اور) ظلم نہ کرنے سے قریب تر ہے (کیونکہ گو اسمیں احتمال ظلم ہے وہ یوں کہ تم ایک بیوی یا مملوکہ لونڈیوں کے بھی پورے پورے حقوق ادا نہ کرو مگر یہ احتمال بہ نسبت چند بیویوں کے بہت کمزور ہے۔)

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ
هَنِيْۗئًا مَّرِيْۗئًا ۝ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ

---

[1] اشارة الى ان الامر للاباحة ۱۲ [2] فيه دفع لما يتوهم من اباحة الثمانية عشر او التسعة تكون الواو للجمع ۱۲ [3] اقول لان السكوت فی معرض البيان بيان ولان العدد موضوع للتحديد ودلالته على نفيه خلاف الاصل فلا يحمل عليه بدون القرينة بل على خلاف القرينة لان اهل اللسان فهموا منه التحديد بلا اختلاف وكذا رسول الله صلى الله عليه وسلم فهم منه هذا التحديد كما يدل عليه الاحاديث وبما فسرنا به الاية يتضح ان الاستدلال على نفي الزيادة لا يتوقف على كون مثنى وثلاث ورباع احوالا بل الاستدلال يتم على تقدير البدلية ايضاً فلا يتجه ان يقال لانسلم انها احوال بل نقول هي ابدال فتدبر ۱۲

فِيۡهَا وَاكۡسُوۡهُمۡ وَقُوۡلُوۡا لَهُمۡ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ۝ وَابۡتَلُوا الۡيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ
فَاِنۡ اٰنَسۡتُمۡ مِّنۡهُمۡ رُشۡدًا فَادۡفَعُوۡۤا اِلَيۡهِمۡ اَمۡوَالَهُمۡ ۚ وَلَا تَاۡكُلُوۡهَاۤ اِسۡرَافًا وَّبِدَارًا
اَنۡ يَّكۡبَرُوۡا ؕ وَمَنۡ كَانَ غَنِيًّا فَلۡيَسۡتَعۡفِفۡ ۚ وَمَنۡ كَانَ فَقِيۡرًا فَلۡيَاۡكُلۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ
فَاِذَا دَفَعۡتُمۡ اِلَيۡهِمۡ اَمۡوَالَهُمۡ فَاَشۡهِدُوۡا عَلَيۡهِمۡ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيۡبًا ۝
لِلرِّجَالِ نَصِيۡبٌ مِّمَّا تَرَكَ الۡوَالِدٰنِ وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ ۖ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيۡبٌ مِّمَّا تَرَكَ الۡوَالِدٰنِ
وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ مِمَّا قَلَّ مِنۡهُ اَوۡ كَثُرَ ؕ نَصِيۡبًا مَّفۡرُوۡضًا ۝ وَاِذَا حَضَرَ الۡقِسۡمَةَ اُولُوا
الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنُ فَارۡزُقُوۡهُمۡ مِّنۡهُ وَقُوۡلُوۡا لَهُمۡ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ۝ وَلۡيَخۡشَ
الَّذِيۡنَ لَوۡ تَرَكُوۡا مِنۡ خَلۡفِهِمۡ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوۡا عَلَيۡهِمۡ ۖ فَلۡيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلۡيَقُوۡلُوۡا
قَوۡلًا سَدِيۡدًا ۝ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَاۡكُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡيَتٰمٰى ظُلۡمًا اِنَّمَا يَاۡكُلُوۡنَ فِىۡ بُطُوۡنِهِمۡ
نَارًا ؕ وَسَيَصۡلَوۡنَ سَعِيۡرًا ۝

ترجمہ: اور تم لوگ بیبیوں کو ان کے مہر خوش دلی سے دیدیا کرو۔ ہاں اگر وہ بیبیاں خوش دلی سے چھوڑ دیں تم کو اس مہر میں کا کوئی جزو تو تم اس کو کھاؤ مزیدار خوشگوار سمجھ کر اور تم کم عقلوں کو اپنے وہ مال مت دو جن کو خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے مایہ زندگانی بنایا ہے اور ان مالوں میں سے ان کو کھلاتے رہو پہناتے رہو اور ان سے معقول بات کہتے رہو اور تم یتیموں کو آزما لیا کرو یہاں تک کہ جب وہ نکاح کو پہنچ جاویں پھر اگر ان میں ایک گونہ تمیز دیکھو تو ان کے اموال ان کے حوالے کر دو اور ان اموال کو ضرورت سے زائد اٹھا کر اور اس خیال سے کہ یہ بالغ ہو جاویں گے جلدی جلدی اڑا کر مت کھا ڈالو اور جو شخص مستغنی ہو سو وہ تو اپنے کو بالکل بچائے اور جو شخص حاجت مند ہو تو وہ مناسب مقدار سے کھالے پھر جب ان کے مال ان کے حوالے کرنے لگو تو ان پر گواہ بھی کر لیا کرو اور اللہ تعالیٰ ہی حساب لینے والے کافی ہیں مردوں کے لئے بھی حصہ ہے اس چیز میں سے جس کو ماں باپ اور بہت نزدیک کے قرابت دار چھوڑ جاویں اور عورتوں کے لئے بھی حصہ ہے اس چیز میں سے جسکو ماں باپ اور بہت نزدیک کے قرابت دار چھوڑ جاویں خواہ وہ چیز قلیل ہو یا کثیر ہو حصہ قطعی اور جب (وارثوں میں ترکہ کے) تقسیم ہونے کے وقت آ موجود ہوں رشتہ دار (دور کے) اور یتیم اور غریب لوگ تو ان کو بھی اس (ترکہ) میں سے (جس قدر بالغوں کا ہے اس میں سے) کچھ دیدو اور ان کے ساتھ خوبی سے بات کرو اور ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیے کہ اگر اپنے بعد چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ جاویں تو ان کی ان کو فکر ہو سو ان لوگوں کو چاہیے کہ خدا تعالیٰ سے ڈریں اور موقع کی بات کہیں بلا شبہ جو لوگ یتیموں کا مال بلا استحقاق کھاتے (برتتے) ہیں اور کچھ نہیں اپنے شکم میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب جلتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔

ادائیگی مہر کا حکم

تفسیر: اور جبکہ تم ایک عورت سے یا کئی عورتوں سے نکاح کرو تو) خوشی سے (ان) عورتوں کو ان کے مہر دیدیا کرو (اور نہ تو یہ کرو کہ بالکل نہ دو اور نہ یہ کہ عدالت تک نوبت پہنچے اور عدالت کے دباؤ سے دو اور نہ یہ کہ عورتوں پر دباؤ ڈال کر ان سے معاف کرالو) اب اگر وہ اپنی خوشی سے تمہارے لئے اس کا کچھ حصہ (یا کل) چھوڑ دیں تو (وہ تمہارے لئے حلال ہے) تم اسے کھاؤ تمہیں مبارک[1] ہو اور ہضم ہو۔

یتیموں کے ذمہ داروں کو ہدایتیں

(خیر یہ مضامین تو ضمنی تھے، اب ہم اصل مضمون یعنی احکام اموال یتامیٰ کی طرف لوٹتے ہیں) اور (اول ایک عام قانون بیان کرتے ہیں اور اس کے بعد خاص یتامیٰ کا حکم بیان کریں گے وہ قانون عام یہ کہ) جو لوگ اتنی سمجھ نہیں رکھتے کہ وہ تصرف فی الاموال میں نفع نقصان اور جا و بے جا کا لحاظ رکھیں) تم اپنے وہ مال جن میں حق تعالیٰ نے (بطور عادت کے) تمہاری بقاء رکھی ہے (اور اس لحاظ سے وہ قابل قدر ہیں) ان کے حوالہ نہ کرو۔ اور (اپنے طور پر) ان کو ان میں سے کھلاؤ، پہناؤ اور ان سے معقول بات کہدو (کہ ہمیں مال کو تمہاری سپردگی میں دینے سے کوئی انکار نہیں مگر چونکہ تمہیں اتنی سمجھ نہیں کہ اس کی حفاظت کرو۔ اسلئے ہم معذور ہیں۔ یا یہ کہ تم انھیں اپنے قبضے میں پا کر ان سے درشتی سے گفتگو نہ کیا کرو۔ بلکہ نرمی سے گفتگو کیا کرو) اور اس عام اصول کے بعد ہم کہتے ہیں کہ تم یتیموں کے (ان کی نابالغی کے زمانہ میں) جانچ پڑتال کرتے رہا کرو (کہ انھیں مال کے صحیح طور پر خرچ کرنے کا سلیقہ ہے یا نہیں) تا آنکہ جس وقت وہ شادی کی حد کو پہنچیں (اور بالغ ہو جائیں) تو اگر تم ان سے درستی افعال کا مشاہدہ کرو تو ان کے مال ان کے حوالہ کردو۔ اور (چونکہ اس جگہ یہ بھی خطرہ ہے کہ بعض لوگ یہ سمجھ کر کہ جب یتیم بالغ ہو جائیں گے تو ہمیں ان کا مال ان کو دینا ہوگا ان کے بالغ ہونے سے پہلے ہی صاف کردیں اس لئے کہا جاتا ہے کہ) تم ان کو فضول خرچی کر کے اور ان کے بلوغ سے پیش دستی کر کے نہ کھا اڑا دینا (بلکہ اُس کو ان کے بلوغ تک باقی رکھنا) اور (ہر شخص کو بلا اسراف و مبادرت کے بھی کھانے کی اجازت نہیں۔ بلکہ اس کا یہ قانون ہے کہ (جو شخص یتیموں کے مال سے) مستغنی ہو۔ اس کو تو (ان کے کھانے سے) بالکل احتراز چاہیے۔ اور جو حاجت مند ہو۔ اسے مناسب طور سے (اس میں سے) کھانے کی اجازت ہے (یعنی اس طور سے کہ حاجت ضروری سے زائد نہ ہو۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اب اصل مضمون سنو) پس جبکہ تم (جانچ پڑتال اور درستی افعال دیکھ لینے کے بعد) ان کے مال ان کے حوالہ کرو تو ان کے مقابلہ میں (لوگوں کو اپنے مال دینے کا) گواہ بنالیا کرو (مبادا کل کو کوئی قصہ پیدا ہو اور وہ مکر جائیں کہ ہمیں تو نہیں دیا۔ پس اگر تم گواہ بنا لوگے تو اپنی صفائی میں پیش تو کر سکو گے اور (یہ حکم ضروری نہیں ہے۔ بلکہ بعض مصلحت کی بنا پر ہے اس لئے اگر گواہ نہ بھی بناؤ تو بھی کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ) اللہ کافی پڑتال کرنے والے ہیں (جب ان کے روبرو دیا ہے تو اور کسی کی کیا ضرورت ہے۔

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۤ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ
اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۭ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ
وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ

---

[1] اشارة الى انه جملة دعائية مستانفة اي جعله الله هنيئا لكم ومريا ولو جعلا حالين من ضمير كلوه فهو آئل ايضا الى معنى الدعاء كما لا يخفى فما ترجمنا به اولى من التراجم المشهورة والله اعلم.

فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ
بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ
اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ
لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ
بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ
فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَاِنْ كَانَ
رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ
كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ۙ
غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ
الْعَظِيْمُ ۝ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪
وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے باب میں لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصہ کے برابر اور اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں گو دو سے زیادہ ہوں تو ان دو لڑکیوں کو دو تہائی ملے گا اس مال کا جو کہ مورث چھوڑ مرا ہے اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کو نصف ملے گا اور ماں باپ کے لئے یعنی دونوں میں سے ہر ایک کے لئے میت کے ترکہ میں سے چھٹا حصہ ہے اگر میت کے کچھ اولاد ہے اور اگر اس میت کے کچھ اولاد نہ ہو اور اس کے ماں باپ ہی اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کا ایک تہائی ہے اور اگر میت کے ایک سے زیادہ بھائی یا بہن ہوں تو اس کی ماں کو چھٹا حصہ ملے گا (اور باقی باپ کو ملے گا) وصیت نکال لینے کے بعد کہ میت اس کی وصیت کر جاوے یا دین کے بعد تمہارے اصول و فروع جو ہیں تم پورے طور پر یہ نہیں جان سکتے ہو کہ ان میں کونسا شخص تم کو نفع پہنچانے میں نزدیک تر ہے یہ حکم منجانب اللہ مقرر کر دیا گیا بالیقین اللہ تعالیٰ بڑے علم والے اور حکمت والے ہیں اور تم کو آدھا ملے گا اس ترکہ کا جو تمہاری بیبیاں چھوڑ جاویں اگر ان کے کچھ اولاد نہ ہو اگر ان بیبیوں کے کچھ اولاد ہو تو تم کو ان کے ترکہ سے چوتھائی ملے گا وصیت نکالنے کے بعد کہ وہ اس کی وصیت کر جائیں یا دین کے بعد اور ان بیبیوں کو چوتھائی ملے گا اس ترکہ کا جس کو تم چھوڑ جاؤ اگر تمہارے کچھ اولاد نہ ہو اور اگر تمہارے کچھ اولاد ہو تو ان کو تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ملے گا۔ وصیت نکالنے کے بعد کہ تم اس کی وصیت کر جاؤ یا دین کے بعد اور اگر کوئی میت جس کی میراث دوسروں

کو ملے گی خواہ وہ میت مرد ہو یا عورت ایسا ہو جس کے نہ اصول ہوں نہ فروع ہوں اور اس کے ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر یہ لوگ اس سے زیادہ ہوں تو وہ سب تہائی میں شریک ہوں گے وصیت نکالنے کے بعد جس کی وصیت کر دی جاوے یا دین کے بعد بشرطیکہ کسی کو ضرر نہ پہنچاوے یہ حکم کیا گیا ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے حلیم ہیں یہ سب احکام مذکورہ خداوندی ضابطے ہیں اور جو شخص اللہ اور رسول کی پوری اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ایسی بہشتوں میں داخل کر دینگے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا نہ مانے گا اور بالکل ہی اس کے ضابطوں سے نکل جائے گا اس کو آگ میں داخل کر دیں گے اس طور سے کہ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو ایسی سزا ہوگی جس میں ذلت بھی ہے۔

تفسیر : **قانون میراث** : اب تم کو قانون میراث بتلایا جاتا ہے جس سے تم کو یتیموں وغیرہ کے حقوق کا پورا پورا علم ہوگا۔

من بعد وصية توصون بها او دين! وله عذاب مهين لڑکوں کا حصہ لڑکی کے مقابلہ میں! چنانچہ کہا جاتا ہے کہ) حق تعالیٰ تم کو تمہاری اولاد کے باب میں ہدایت کرتا ہے کہ (تمہارے ترکہ میں سے) ہر ایک لڑکے کے لئے اتنا حصہ ہے جتنا دو لڑکیوں کا (یہ حکم تو اس وقت ہے جبکہ اولاد میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں ہوں)

اگر صرف لڑکیاں ہوں تو ان کا حصہ!

اب اگر (صرف) لڑکیاں ہوں جو کہ (تعداد میں) دو سے زائد ہوں تو ان کے لئے (بھی) اس مال کا دو تہائی ہے جو اس (ان کے مرنے والے ماں باپ نے چھوڑا ہے (جس طرح کہ دو کے لئے دو تہائی ہے کیونکہ جب ابن کے ساتھ بنت کا حصہ ایک تہائی ہے تو بنت کے ساتھ اس کا حصہ ایک تہائی سے کم نہ ہوگا اب یا تو تہائی سے زائد ہو یا صرف تہائی ہو چونکہ دو سے زائد کو صرف دو تہائی ملتا ہے اس لئے دو کو دو تہائی سے زائد نہیں مل سکتا پس دو کا حصہ دو تہائی ہوا جو کہ انہیں دونوں حکموں کے مجموعہ سے مفہوم ہے) اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کا (اس میں سے) آدھا ہے (یہ حکم تو اس وقت ہے جب کہ میت ماں یا باپ ہو)

والدین کا حصہ لڑکا لڑکی کے ترکہ میں!

اور اگر مرنے والا بیٹا بیٹی ہے تو) اس کے ماں باپ کے لئے یعنی ان میں سے ہر ایک کے لئے اس مال میں سے جو اس نے چھوڑا ہے (چھٹا) حصہ ہے بشرطیکہ اس (مرنے والے) کے لئے بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی ہو اور اگر اس کی بیٹا بیٹی پوتا پوتی کوئی نہ ہو تو ایسی حالت میں اس کے ماں باپ وارث ہوں تو اس وقت اس کی ماں کے لئے تہائی ہے (بشرطیکہ اس کے کسی قسم کے ایک سے زیادہ بھائی بہن بھی نہ ہوں) اب اگر اس کے ایک سے زیادہ بھائی بہن ہوں (خواہ عینی یا علاتی یا اخیافی یا مختلف) تو (پھر) اس کی ماں کے لئے چھٹا حصہ ہے (اور دونوں صورتوں میں باقی باپ کا ہے اور بھائی بہن محروم ہوں گے۔

وصیت، دین اور تجہیز و تکفین

ان سب لوگوں کے یہ حصے) اس وصیت کے بعد (ہیں) جو مرنے والے کی جانب سے) کی جائے بشرطیکہ ایسا ہو) یا دین کے بعد

بشرطیکہ وہ ہو یا دونوں کے بعد اگر وہ دونوں ہوں اس جگہ تجہیز و تکفین کا ذکر نہیں کیا حالانکہ وہ وصیت و دین پر بھی مقدم ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عادتاً تقسیم میراث کا قصہ اسی وقت ہوتا ہے جب کہ تجہیز و تکفین وغیرہ سے فراغت ہو چکتی ہے پس جبکہ تقسیم کے وقت تجہیز و تکفین وغیرہ ہو چکی ہے تو اس کے بیان کی ضرورت نہیں دوسرے اس میں اشارہ بھی ہو سکتا ہے اس طرف کہ تجہیز و تکفین سے پیشتر میراث کی تقسیم کا قصہ ہی نہ ہونا چاہئے تا کہ یہ سوال ہو سکے کہ تجہیز و تکفین مقدم ہے یا تقسیم وغیرہ واللہ اعلم باسرار کلامہ اور وصیت کو ذکر میں دین پر اس لئے مقدم کیا حالانکہ وہ ترتیب میں دین سے مؤخر ہے کہ دین تو قرض خواہ مخواہ وصول کر لیں گے وصیت کا کون مطالبہ کرنے والا ہے لہذا اس میں کوتاہی کا احتمال تھا اس لئے اس کو پہلے ذکر کر کے اشارہ کر دیا کہ وہ نہایت ضروری چیز ہے اس میں کوتاہی نہ ہونے پائے اور وہ وصیت جس کا پورا کرنا ضروری ہے اس کی انتہائی مقدار تہائی مال تک ہے اور اس سے زیادہ وصیت کا نفاذ ورثہ کی رضامندی پر منحصر ہے تہائی اس مال کی مراد ہے جو ادائے دین و تجہیز و تکفین کے بعد باقی رہے اور وارثوں کے لئے وصیت بالکل صحیح نہیں۔

مختلف ورثاء کے مختلف حصے اور اس کی وجہ

اس کے بعد ہم پھر تفسیر کی طرف عود کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ ورثہ مذکورین کے لئے حصہ مقرر فرما کر فرماتے ہیں کہ ورثہ مذکورین کے لئے حصص مذکورہ اس لئے ہیں کہ) تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپوں اور بیٹوں میں نفع کے لحاظ سے تم سے کون قریب تر ہے (اور چونکہ تمہاری تقسیم اسی اصول نافع و انفع پر مبنی ہوتی جسکا تم کو علم نہیں اس لئے تمہاری تقسیم غلط ہوتی لہٰذا حق تعالیٰ نے حکم و مصالح کی بناء پر خود حصے مقرر کر دیئے اور یہ حصص مذکورہ ان کے لئے) ایسی حالت[1] میں (ہیں) کہ وہ مقرر شدہ ہیں خدا کی جانب سے (اس لئے ان کی تجویز میں ایسی غلطی کا احتمال نہیں جس کا منشاء جہل ہو اور) حکیم بھی ہیں (اس لئے اس میں باوجود علم کے نامناسب ہونے کا بھی احتمال نہیں اور جب واقعات یہ ہیں تو پھر ان میں تمہارے لئے کمی بیشی کی گنجائش کیونکر ہو سکتی ہے۔

شوہر کا حصہ: اور تمہارے لئے اس مال کا آدھا ہے جس کو تمہاری بیویاں چھوڑ جائیں بشرطیکہ ان کے کوئی اولاد (بیٹا بیٹی پوتا پوتی تم سے یا دوسرے خاوند سے) نہ ہو اب اگر ان کے لئے کوئی اولاد ہو تو تمہارا اس مال میں جو انہوں نے چھوڑا ہے چوتھائی ہے (یہ دونوں حصے) اس وصیت کے بعد (ہیں) جو وہ کریں یا قرضہ کے بعد (اگر وہ ہو)۔

بیویوں کا حصہ شوہر کے ترکہ میں

اور ان (بیویوں) کا (خواہ ایک ہو یا متعدد) اس مال میں سے جو تم نے چھوڑا ہے چوتھائی ہے بشرطیکہ تمہارے کوئی اولاد (بیٹا بیٹی پوتا پوتی ان سے یا اور کسی بیوی یا لونڈی سے) نہ ہو اب اگر تمہارے کوئی اولاد ہو تو ان کا آٹھواں حصہ ہے اس مال میں سے جو تم نے چھوڑا ہے (لیکن) اس وصیت کے بعد جو تم کر دو یا قرضہ کے بعد۔

کلالہ کا حکم: اور اگر کوئی مرد ایسا ہو کہ کلالہ ہونے کی حالت میں مورث ہو (یعنی ایسی حالت میں مرے کہ نہ اس کے باپ دادا ہوں اور نہ بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی) یا کوئی عورت (ایسی ہو جو حالت مذکورہ میں مورث ہو) اور اس کے ایک (اخیافی) بھائی بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک

---

[1] اشارة الی ان فریضة حال من الحصص المذکورة فی الکلام السابق ومتصل به وقوله آبائکم وابنائکم الخ اعتراض بین اجزاء الکلام ویحتمل التمیز والمصدریة ابعد الاحتمالات ۱۲

کے لئے چھٹا حصہ ہے اور اگر وہ اس سے (یعنی ایک سے) زیادہ ہوں تو وہ سب (خواہ صرف بھائی ہوں یا صرف بہنیں یا مخلوط) تہائی میں (برابر کے شریک ہیں (لیکن) بعد اس وصیت کے جو وہ (مرنے والا) کرے یا بعد دین کے (اگر ہو اور) ایسی حالت میں کہ اس کو (اس تقسیم سے) نقصان نہ پہنچایا جاوے (بایں طور کہ وصیت و دین سے پہلے ہی حصہ لے لیا جاوے کیونکہ ایسا کرنے میں مردے کا نقصان ہے پس غیر مضار کی قید میں من بعد وصیۃ کے ساتھ مقید کرنے کی حکمت کی طرف اشارہ ہے اور حال بعد الحال ہے اور یوصی کی ضمیر سے حال نہیں کیونکہ اس صورت میں اور دین جو معطوف ہے وصیت[1] پر حال اور عامل کے درمیان فاصل اجنبی ہوگا۔

میراث میں انصاف کی ہدایت!

ان وارثوں کے لئے یہ حصص مذکورہ) ایسی حالت میں (ہیں کہ) ان کی خدا کی طرف سے وصیت ہے (جس کے پورا نہ کرنے کی گنجائش نہیں اور ان احکام کی تعمیل میں نہ کوتاہی کی جاوے اور نہ عدم تعمیل پر سزا نہ ہونے سے دھوکہ کھایا جاوے کیونکہ) اللہ تعالیٰ جاننے والے (ہیں اس لئے تعمیل نہ کرنے والوں کو سزا دیں گے اور فوراً اس لئے نہیں دی گئی کہ وہ) حلیم ہیں الغرض یہ خدا کی (مقرر کردہ) حدود ہیں اور (ان متعلق یہ قانون ہے کہ) جو کوئی اللہ اور رسول کی (عملاً واعتقاداً) اطاعت کرے گا (اور ان حدود کے اندر رہے گا) وہ اس کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی (اور عارضی طور پر نہیں بلکہ) یوں کہ وہ ان میں ہمیشہ کو رہے گا اور یہ (حقیقت میں) بہت بڑی کامیابی ہے (بڑے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو یہ دولت حاصل ہو جائے) اور جو کوئی خدا اور رسول...... کی نافرمانی کرے گا (بایں معنی کہ اعتقاداً ان کو تسلیم نہ کرے) اور (عملاً) اس کے مقرر کردہ حدود سے آگے بڑھے گا وہ اس کو آگ میں داخل کرے گا یوں کہ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور (وہاں) اس کو ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا (یہ حالت اطاعت کاملہ اور عصیان کامل کی تھی اور درمیانی حالت یعنی اعتقاداً اطاعت وعملاً مخالفت کا حکم درمیانی ہے کہ ایک محدود زمانہ کے لئے اس کو سزائے دوزخ ہوگی اور معافی کی بھی امید ہے اور اعتقاداً مخالفت وعملاً اطاعت مخالفت کاملہ کے ساتھ ملحق ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو مخالفت کاملہ کا ہے۔

وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآىٕكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰى یَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا ۝ وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓىٕكَ یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ۝ وَلَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ ۚ حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓىٕكَ

[1] اقول قد مرح بعلم جواز الفصل بین الحال وذی الحال بالاجنبی القاضی البیضاوی فی تفسیر قوله تعالیٰ بل یده مبسوطتان ینفق کیف یشاء حیث قال لا یجوز جعله (ای قوله ینفق) حالا من الهاء (فی یداه) للفصل بینهما بالخبر (الذی هو اجنبی عما اضیف الیه المبتداء) انتهی کلامه بتوضیح مقصوده وهذا لیس من قبیل هذا بعلی شیخا لان خبر لیس باجنبی عن مبتداء فاندفع ما اورد علیه شیخزاده من علم وصوله الیٰ مقصوده فتدبر هذا.

اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

ترجمہ: اور جو عورتیں بے حیائی کا کام کریں گی تمہاری بیبیوں میں سے سو تم لوگ ان عورتوں پر چار آدمی اپنوں میں سے گواہ کر لو سو اگر وہ گواہی دیدیں تو تم ان کو گھروں کے اندر مقید رکھو یہاں تک کہ موت ان کا خاتمہ کردے یا اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی اور راہ تجویز فرمادیں اور جونسے دو شخص بھی وہ بے حیائی کا کام کریں تم میں سے تو ان دونوں کو اذیت پہنچاؤ پھر اگر وہ دونوں توبہ کر لیں اور اصلاح کرلیں تو ان دونوں سے کچھ تعرض نہ کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنیوالے ہیں رحمت والے ہیں توبہ جس کا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ تو ان ہی کی ہے جو حماقت سے کوئی گناہ کر بیٹھتے ہیں پھر قریب ہی وقت میں توبہ کر لیتے ہیں سو ایسوں پر تو خدا تعالیٰ توجہ فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں حکمت والے ہیں اور ایسے لوگوں کی توبہ نہیں جو گناہ کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے سامنے موت ہی آ کھڑی ہوئی تو کہنے لگا کہ میں اب توبہ کرتا ہوں اور نہ ان لوگوں کی جن کو حالت کفر پر موت آجاتی ہے ان لوگوں کے لئے ہم نے ایک دردناک سزا تیار کر رکھی ہے۔

زنا کی حرمت اور اس کی ابتدائی سزا

تفسیر: تعدی حدود اللہ کے قانون عام کے بعد اس کی بعض خاص خاص صورتیں بیان فرماتے اور ان کی اصلاح فرماتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ منجملہ تعدی حدود اللہ کے ایک زنا ہے)

اور اس کا حکم یہ ہے کہ) جو عورتیں تمہاری (منکوحہ) عورتوں میں سے بے شرمی کی بات (یعنی زنا) کا ارتکاب کریں تم ان کے خلاف اپنے میں سے (یعنی آزاد اور بالغ مسلمان مردوں میں سے) چار گواہ طلب کرو اب اگر وہ (چار آزاد اور بالغ اور مسلمان مرد) گواہی دیدیں تو ان کو ان کے گھروں میں روک رکھو (یعنی ان کو نظر بند رکھو) تا کہ آنکہ موت انہیں ماڈالے (اور وہ اپنی موت سے مرجائیں یا خدا ان کے لئے کوئی اور راہ (اس نظر بندی سے نکلنے کی پیدا کرے (چنانچہ حق تعالیٰ نے قانون حدزنا مقرر فرما کر ان کے لئے وہ راہ نکال دی اور یہ حکم منسوخ فرمادیا)

بدکاری اور اس کی مذمت: اور (منکوحہ عورتوں کے علاو) جو دو شخص (مرد و عورت) بھی تم میں سے اس (زنا) کا ارتکاب کریں تم ان کو (بجائے حبس کے مناسب) تکلیف پہنچاؤ (یعنی وہ تکلیف جو حکام کی رائے میں مناسب ہو) اب اگر وہ (آئندہ کیلئے) توبہ کریں اور اپنی حالت درست رکھیں تو تم ان سے اعراض کرو (اور پھر کچھ نہ کہو اور یہ حکم اعراض اس لئے ہے کہ) اللہ بڑا (رحمت کے ساتھ) متوجہ ہونے والا رحم والا ہے (اس لئے وہ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کر کے ان کو معاف کر دیتا ہے لیکن یہ رجوع (برحمت) انہی لوگوں پر ہے جو نادانی سے کوئی برائی کر بیٹھتے ہیں (اور نتیجہ کو نہیں دیکھتے اور اس کے بعد (نتیجہ پر نظر کر کے) جلدی ہی (یعنی وقت کے اندر) توبہ کر لیتے ہیں (اور اتنی دیر نہیں کرتے کہ توبہ کا وقت نکل جاوے سو یہ وہ لوگ ہیں جن پر حق تعالیٰ (رحمت کے ساتھ توجہ فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم و حکمت والے ہیں (اس لئے انہوں نے اپنے علم و حکمت کی بناء پر یہ قانون مقرر فرمادیا ہے)

توبہ اور اس کا وقت: اور یہ (قانون) توجہ (برحمت) ان لوگوں کے لئے نہیں ہے جو برابر گناہ کرتے رہیں حتیٰ کہ جس وقت ان میں سے کسی کی موت سامنے آجاوے (اور وہ عالم آخرت کا مشاہدہ کرے) اس وقت کہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور نہ ان لوگوں کے لئے (کہ

اس وقت بھی توبہ نہ کریں اور) کفر ہی کی حالت میں مرجائیں یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے لئے ہم نے تکلیف دہ عذاب تیار کر رکھا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ۭ وَلَا تَعْضُلُوْھُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْھُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَـيْـــًٔـا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىھُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَـيْـــًٔـا ۭ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَاۗؤُكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝

ترجمہ: اے ایمان والو! تم کو یہ بات حلال نہیں کہ عورتوں کے جبراً مالک ہوجاؤ اور ان عورتوں کو اس غرض سے مقید مت کرو کہ جو کچھ تم لوگوں نے ان کو دیا ہے اس میں کا کوئی حصہ وصول کرلو مگر یہ کہ وہ عورتیں کوئی صریح ناشائستہ حرکت کریں اور ان عورتوں کے ساتھ خوبی کے ساتھ گزران کیا کرو۔ اور اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم ایک شے کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس کے اندر کوئی بڑی منفعت رکھ دے اور اگر تم بجائے ایک بی بی کے دوسری بی بی کرنا چاہو اور تم اس ایک کو انبار کا انبار مال دے چکے ہو تو تم اس میں سے کچھ بھی مت لو کیا تم اس کو لیتے ہو بہتان رکھ کر اور صریح گناہ کے مرتکب ہو کر اور تم اس کو کیسے لیتے ہو حالانکہ تم باہم ایک دوسرے سے بے حجابانہ مل چکے ہو اور وہ عورتیں تم سے ایک گاڑھا قرار لے چکی ہیں اور تم ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ (دادا یا نانا) نے نکاح کیا ہو مگر جو بات گذر گئی بے شک یہ (عقلاً بھی) بڑی بے حیائی ہے اور نہایت نفرت کی بات ہے اور (شرعاً بھی) بہت برا طریقہ ہے۔

مہر واپس نہ لیا جاوے

تفسیر: اور اگر باوجود (اس کے بھی تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی لانا چاہو (اور پہلی بیوی کو جو ناپسند ہے چھوڑنا ہی چاہو) حالانکہ تم اس ایک کو بہت سا مال (مہر میں یا بطور ہبہ کے) دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو (کیونکہ اس مال لینے کے صاف معنی یہ ہیں کہ تم عورت کو قصوروار ٹھہراتے ہو ورنہ اس تاوان کے کیا معنی تو) کیا تم اس کو جھوٹا الزام رکھ کر اور کھلے گناہ کے طور پر لیتے ہو (ایسا نہ چاہئے) اور (تم یہ بھی سوچو کہ آخر) تم اس کو کیسے (اور کس حق سے) لیتے ہو۔ حالانکہ تم میں کا ایک دوسرے تک (خلوت میں) پہنچ چکا ہے (اور اس طرح تم ان سے اپنا حق وصول کر چکے ہو۔ پس جبکہ تم اپنا حق ان سے پورا وصول کر چکے تو اب ان کے حق میں دست اندازی کا تمہیں کیا حق ہے) اور بالخصوص ایسی حالت میں کہ انہوں نے تم سے (بوقت عقد) ایک مضبوط عہد بھی لے لیا ہے (کیونکہ جب تم نے ان سے نکاح کیا تھا تو اس وقت تم نے ان تمام حقوق ولوازم کا التزام کیا تھا جو بروئے نکاح تم پر ہوتے ہیں مثلاً بعد خلوت پورا مہر ادا کرنا اور بلا وجہ اس سے کچھ واپس نہ

لینی یا کوئی چیز ہبہ کر کے اس سے واپس نہ لینا[1] پس اب تم اپنے اس عہد سے کیسے پھرتے ہو۔

باپ دادا کی منکوحہ عورتوں سے شادی کی حرمت

اور منجملہ اس تعدی حدود اللہ کے ایک تعدی اپنے باپ دادوں کی منکوحات سے نکاح کرنا ہے۔ لہٰذا کہا جاتا ہے کہ) کہ (جن سے تمہارے باپ دادوں نے نکاح کیا ہے ان سے تم نکاح نہ کیا کرو لیکن جو ہو چکا (ہو چکا اس پر مواخذہ نہ ہوگا ہاں جو آئندہ کیا جاوے یا پہلے کئے ہوئے کو باقی رکھا جاوے اس پر مواخذہ ہوگا اور اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایک بے حیائی کی بات اور نفرت کے قابل بات ہے اور بہت برا طریق ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ
الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ
نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ
اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾

ترجمہ: تم پر حرام کی گئیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہے اور تمہاری وہ بہنیں جو دودھ پینے کی وجہ سے ہیں اور تمہاری بیبیوں کی مائیں اور تمہاری بیبیوں کی بیٹیاں جو کہ تمہاری پرورش میں رہتی ہیں ان بیبیوں سے کہ جن کے ساتھ تم نے صحبت کی ہو اور اگر تم نے ان بیبیوں سے صحبت نہ کی ہو تو تم کو کوئی گناہ نہیں اور تمہاری ان بیٹوں کی بیبیاں جو کہ تمہاری نسل سے ہوں اور یہ کہ تم دو بہنوں کو ایک ساتھ نہ رکھو لیکن جو پہلے ہو چکا بے شک اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے بڑے رحمت والے ہیں۔

وہ عورتیں جن سے نکاح حرام ہے!

تفسیر: (اسی سلسلہ میں تمہیں دوسری محرمات پر بھی مطلع کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ تم پر حرام کی گئیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں (غرض جملہ اصول و فروع خواہ بواسطہ ہوں یا بلا واسطہ) اور تمہاری بہنیں (خواہ عینی ہوں یا علاتی یا اخیافی) اور تمہاری (تینوں قسم کی) پھوپھیاں (یعنی باپ دادا نانا کی اخیافی علاتی اور عینی بہنیں) اور تمہاری تینوں قسم کی خالائیں (یعنی ماں نانی دادی کی عینی علاتی اور اخیافی بہنیں اور تمہاری بھتیجیاں (یعنی تینوں قسم کے بھائیوں کی بیٹیاں پوتیاں نواسیاں) اور تمہاری بھانجیاں (یعنی تینوں قسم کی بہنوں کی بیٹیاں پوتیاں نواسیاں) اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہے (اور ایسی ماؤں کی مائیں اور دادیاں اور نانیاں بھی انہی کے حکم میں ہیں) اور شیر خواری کے سبب سے جو تمہاری بہنیں ہیں (خواہ اس طرح کہ تم نے ان کی حقیقی یا رضاعی ماں کا دودھ پیا ہو یا اس طرح کہ انہوں نے تمہاری حقیقی یا رضاعی ماں کا دودھ پیا ہے اور اسی کے حکم میں ان کی اولاد اور رضائی بھائیوں کی اولاد ہے) اور تمہاری بیویوں کی

[1] کیونکہ زوجیت مانع رجوع ہبہ ہے ۱۲ حضرت مولانا

مائیں (اوران کی نانیاں اور دادیاں) اور تمہاری بیویوں کی بیٹیاں جو کہ (عام طور پر تمہاری زیر پرورش ہوتی ہیں (اگرچہ کسی عارض سے تمہاری زیر پرورش نہ ہوں لیکن مطلقاً نہیں بلکہ خاص) ان بیویوں سے جن سے تم نے صحبت کی ہے سو اگر تم نے ان سے صحبت نہیں کی تو (ان کی بیٹیوں سے شادی[1] کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں (کیونکہ وہ تمہارے لئے حلال ہیں اور تمہارے ان بیٹوں (پوتوں اور نواسوں) کی بیویاں جو تمہارے صلب سے ہیں یعنی حقیقی نہیں ہیں) اور یہ کہ تم جمع کرو دو بہنوں کے درمیان (خواہ دونوں نسبی ہوں یا دونوں رضاعی اور اسی کے حکم میں ہے ان دو عورتوں کو جمع کرنا جن میں سے اگر کسی ایک کو بھی مرد فرض کیا جائے تو دوسری سے اس کا نکاح ناجائز ہو مثلاً ایک پھوپھی ہو ایک بھتیجی یا ایک خالہ ہو ایک بھانجی وغیرہ وغیرہ اور خواہ یہ جمع کرنا نکاح میں ہو یا وطی بملک الیمین میں یا یوں کہ ایک بہن نکاح میں ہو اور دوسری وطی بملک یمین میں ہو ہر سہ صورتیں حرام ہیں (لیکن اب تک جو ہو چکا (وہ ہو چکا اس پر مواخذہ نہیں ہاں اگر آئندہ ایسا کرو گے یا ایسے نکاحوں وغیرہ کو باقی رکھو گے تو مواخذہ ہوگا ایسے گذشتہ نکاحوں وغیرہ پر مواخذہ اس لئے نہیں کیا گیا کہ خدا نے ان کو معاف کر دیا) واقعی اللہ بڑا بخشنے والا رحم والا ہے (کہ ایسے بڑے جرائم کو معاف کر دیتا ہے۔

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۗ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۗ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ۗ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۗ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

ترجمہ: اور وہ عورتیں جو کہ شوہر والیاں ہیں مگر جو کہ تمہاری مملوک ہو جاویں اللہ تعالیٰ نے ان احکام کو تم پر فرض کر دیا ہے۔ اور ان عورتوں کے سوا اور عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئیں ہیں یعنی یہ کہ تم ان کو اپنے مالوں کے ذریعہ سے چاہو اس طرح سے کہ تم اپنی بیوی بناؤ صرف مستی ہی نکالنا نہ ہو پھر جس طریق سے تم ان عورتوں سے متمتع ہوئے ہو سو ان کو ان کے مہر دو جو کچھ مقرر ہو چکے اور مقرر ہوئے بعد بھی جس پر تم باہم رضامند ہو جاؤ اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ

[1] یعنی منکوحات کے طلاق وعدت کے بعد یا ناکسین کی وفات وعدت کے بعد ۱۲ حضرت مولانا

بڑے جاننے والے ہیں، بڑے حکمت والے ہیں اور جو شخص تم میں پوری وسعت اور گنجائش نہ رکھتا ہو آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی تو وہ اپنے آپس کی مسلمان لونڈیوں سے جو کہ تم لوگوں کی مملوکہ ہیں نکاح کرے اور تمہارے ایمان والوں کی پوری حالت اللہ ہی کو معلوم ہے تم سب آپس میں ایک دوسرے کے برابر ہو سوان سے نکاح کرلیا کرو ان کے مالکوں کی اجازت سے اور ان کو ان کے مہر قاعدہ کے موافق دے دیا کرو اس طور پر کہ وہ منکوحہ بنائی جائیں نہ تو علانیہ بدکاری کرنیوالی ہوں اور نہ خفیہ آشنائی کرنے والی ہوں پھر جب وہ لونڈیاں منکوحہ بنائی جاویں پھر اگر وہ بڑی بے حیائی کا کام کریں تو ان پر اس سزا سے نصف سزا ہوگی جو کہ آزاد عورتوں پر ہوتی ہے یہ اس شخص کے لئے ہے جو تم میں زنا کا اندیشہ رکھتا ہو اور تمہارا ضبط کرنا زیادہ بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے ہیں بڑے رحمت والے ہیں۔

شوہر والی عورتوں کی حرمت

تفسیر: اور (تم پر حرام کی گئیں) شوہر والی عورتیں باستثناء ان (شوہر دار عورتوں) کے جو (دار الحرب سے تنہا گرفتار ہو کر دار الاسلام میں آئیں اور اس طرح) تمہاری مملوک ہو جائیں کیونکہ اس سے ان کا وہ نکاح باقی نہ رہا اور اب وہ (غیر منکوحہ ہوگئیں اور انہیں کے حکم میں وہ عورتیں بھی ہیں جو دار الحرب کو چھوڑ کر دار الاسلام میں چلی آئیں اور مسلمانوں کی رعایا بن جائیں یا کسی اور سبب سے پہلے نکاح سے نکل جائیں الغرض یہ عورتیں تم پر) اس[1] طرح (حرام کی گئیں) کہ وہ تحریم تم پر خدا کی لکھی ہوئی ہے (اور تم اس کے ماننے پر مجبور ہو اور تمہیں اس میں مداخلت کا کوئی حق نہیں ہے)۔

جن عورتوں کا نکاح حلال ہے ان کے مہر کا حکم

اور ماسوا ان (مذکورہ عورتوں) کے تمہارے لئے حلال کی گئیں ہیں (مگر مطلقاً نہیں بلکہ) اس (خاص) صورت سے کہ تم ان کو اپنے مالوں[2] سے طلب کرو۔ (اور مال کیساتھ بھی ہر حالت میں نہیں بلکہ صرف) اس حالت میں کہ ان کو بیوی بناؤ اور صرف شہوت رانی کرنے والے نہو۔ (جیسے زنا یا متعہ) پس (جبکہ ابتغاء بالمال لازم ہوا تو) ان (عورتوں) میں سے جن سے تم کو (اس خاص طریق سے) نفع اٹھانا منظور ہو ان کو تم بحیثیت مقرر من جانب اللہ ہونے کے ان معاوضہ (یعنی مہر) دو (خواہ یوں کہ وہ معاوضہ ان کے حوالہ کردو یا یوں کہ بوقت عقد ان کا التزام کرلو پھر وہ التزام خواہ اختیاری طور پر ہو جیسے اس وقت جبکہ تم نے عقد کے وقت مہر مقرر کردیا اضطراری طور پر جیسے اس وقت جبکہ تم عقد کرو اور مہر کو ذکر نہ کرو یا مہر کی نفی کرو اور شریعت تم پر اس کو لازم کرے غرض عقد کے وقت تو لزوم مال ضروری اور مقرر من جانب اللہ ہے جس کے نظر انداز کرنے یا ساقط کرنے کا تم کو حق نہیں)

مہر کے مقرر ہو جانے کے بعد اس کی معافی یا اس میں اضافہ

اور بعد (تحقق) اس امر مقرر (من اللہ) کے (اگر تم آپس میں کسی بات پر راضی ہو جاؤ مثلاً یہ کہ عورت کل مہر یا اس کا کوئی حصہ چھوڑ دے اور یا تم اس مقرر میں اضافہ کردو تو) جس بات پر تم آپس میں راضی ہو جاؤ اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں (کیونکہ) اللہ تعالیٰ جاننے والا اور حکمت والا ہے (اس لئے اس کے تمام احکام علم و حکمت پر مبنی ہیں پس جس وقت اس نے تراضی کو خلاف حکمت سمجھا اس وقت تراضی کی

---

[1] اشارة الی ان کتاب اللہ مفعول مطلق لحرمت الی حرمت علیکم وھذہ المذکورات تحریما مکتوبا من اللہ علیکم. ۱۲

[2] خواہ یوں کہ بوقت طلب ان مالوں کا صراحۃً ذکر کردیا یوں کہ جو مال شریعت تم پر عدم ذکر یا نفی کی صورت میں لازم کرے اس کا اختیاراً یا اضطراراً التزام کرو۔ ۱۲

اجازت نہیں دی اور جس وقت اس کو موافق حکمت سمجھا اس وقت اس کی اجازت دی یہ دوسری بات ہے کہ بندوں کو اس حکمت کا علم نہ دیا گیا ہو اور اس لئے وہ اس قسم کے شبہات کریں کہ جب عقد کے بعد تراضی جائز ہے تو اگر عقد کے وقت ہی وہ بلا مہر کے نکاح پر راضی ہو جائیں تو اس میں کیا خرابی ہے وغیرہ وغیرہ پس تم کو حق تعالیٰ کے علم وحکمت اور اپنی کم عقلی وقصور علمی پر نظر کر کے ایسے شبہات نہ کرنے چاہئیں۔

مشرک عورتوں کی حرمت

(۱) محرمات میں شوہر دار عورتوں کو ذکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حرمت علیکم میں تحریم سے مراد عام ہے خواہ موبد ہو یا غیر موبد ہو اور چونکہ مشرکات بھی بنص قرآنی حرام ہیں اور وہ اس جگہ مذکور نہیں لہذا معلوم ہوا کہ احل لکم ماوراء ذلکم میں ماوراعام مخصوص البعض ہے اور بذریعہ احادیث واجماع وقیاس اس سے مشرکات کی طرح اور افراد بھی خارج ہیں جو کہ کتب فقہ میں تفصیلاً مذکور ہیں۔

لونڈی کا استثناء محصنات سے

(۲) ماملکت ایمانکم جن کو محصنات سے مستثنیٰ کیا گیا ہے گو محصنات میں داخل نہ تھیں کیونکہ دارالاسلام میں آنے سے نکاح منقطع ہو گیا تھا مگر ان سے ان کے استثناء کرنے کا منشاء یہ ہے کہ انقطاع نکاح کے اسباب متعارفہ کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے اس نکاح کا بقا سمجھا جاتا ہے پس اس استثناء سے اس انقطاع پر تنبیہ فرمادی۔

لونڈی کی سزا میں تخفیف کی وجہ

(کیونکہ ان میں شادی کے بعد دواعی زنا مثل بے حجابی اور غیر محرموں کے ساتھ اختلاط وغیرہ بوجہ ان کے لونڈی ہونے اور خدمت مولا کے بحالہا باقی ہوتے ہیں برخلاف حرائر کے کہ وہاں صرف ایک داعی قضائے شہوت تھا اور وہ شادی سے دفع ہو گیا تھا اس لئے شادی کے بعد زنا سے ان کی سزا میں زیادتی ہو جائے گی اور لونڈیوں کی سزا کو بحالہا باقی رکھا جاوے گا اور ان کو بمنزلہ غیر شادی شدہ کے قرار دیا جاوے گا پس اس سے جس طرح منکوحہ لونڈیوں کے زنا کا حکم معلوم ہوا یوں ہی غیر منکوحہ لونڈیوں کے زنا کا بھی حکم معلوم ہو گیا جس کی طرف غیر مسافحات ولا متخذات اخدان میں اشارہ تھا نیز جبکہ شادی حرائر کی طرح لونڈیوں کے زنا سے مانع نہیں ہے جیسا کہ ان آتین بفاحشۃ اور قبل نکاح وبعد نکاح زناؤں کی سزا کے ایک ہونے سے مفہوم ہوتا ہے اور غیر مسافحات ولا متخذات اخدان سے ان کے زنا سے پاک ہونے کی شرط مفہوم ہوتی ہے۔

لونڈی سے شادی مناسب نہیں

گو وہ شرط استحسانی ہی ہو اس لئے اس سے یہ بھی مفہوم ہوا کہ حتی الامکان لونڈیوں شادی مناسب نہیں جو کہ من لم یستطع منکم طولاً الخ سے مفہوم تھا پس حق تعالیٰ کا قول فاذا احصن جس طرح ایک مستقل حکم کا افادہ کرتا ہے یوں ہی حکم سابق کو قوت بھی پہنچاتا ہے واللہ اعلم

الغرض) یہ (لونڈیوں سے نکاح کے مناسب نہ ہونے کا حکم) ان لوگوں کے لئے ہے جو تم میں سے (بصورت عدم نکاح) زنا کا اندیشہ رکھتے ہوں اور (اصلی حکم یہی ہے کہ) تمہارا (جوش شہوت) ضبط کرنا (اور لونڈیوں سے نکاح نہ کرنا ان سے نکاح کرنے سے) بہتر ہے (گو نکاح بھی جائز ہے) اور (اگر تم باوجود ان مشوروں کے بھی لونڈیوں سے نکاح کر لو تو حق تعالیٰ اس مخالفت صوری کو معاف کرتے ہیں کیوں کہ) اللہ تعالیٰ بہت بڑے معاف کرنے والے اور رحم کرنے والے ہیں (چنانچہ وہ حقیقی مخالفتوں کو بھی معاف کر دیتے ہیں پھر یہ تو

حقیقت میں مخالفت بھی نہیں بلکہ محض صورۃ مخالفت ہے اسے کیوں نہ معاف فرمائیں گے۔

يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَاللّٰهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا ۝ يُرِيدُ اللّٰهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرًا ۝

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تم سے بیان کردے اور تم سے پہلے لوگوں کے احوال تم کو بتادے اور تم پر توجہ فرمادے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں بڑے حکمت والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو تو تمہارے حال پر توجہ فرمانا منظور ہے اور جو لوگ کہ شہوت پرست ہیں وہ یوں چاہتے ہی کہ تم بڑی بھاری کجی میں پڑ جاؤ اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ تخفیف منظور ہے اور آدمی کمزور پیدا کیا گیا اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور پر مت کھاؤ لیکن کوئی تجارت ہو جو باہمی رضامندی سے ہو تو مضائقہ نہیں اور تم ایک دوسرے کو قتل بھی مت کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر بڑے مہربان ہیں اور جو شخص ایسا فعل کرے گا اس طور پر کہ حد سے گزر جاوے اور اس طور پر کہ ظلم کرے تو ہم عنقریب اس کو آگ میں داخل کریں گے اور یہ امر خدا تعالیٰ کو آسان ہے۔

اصلاح حال کی سعی

تفسیر: (ان احکام کے بیان سے) حق تعالیٰ چاہتے ہیں کہ تمہیں تم سے پہلے لوگوں کے طریقے بتلائیں (جو اس طریق پر نہ تھے جواب رائج ہے اور بعد کے لوگوں نے جو اپنی ہوائے نفسانی سے ان طریقوں کو چھوڑ دیا ہے چنانچہ محرمات کے ساتھ نکاح کرنے لگے ہیں یا شوہر والی عورتوں کو اعتقاداً یا عملاً حلال سمجھتے ہیں الیٰ غیر ذلک من الاحداثات ان کی غلطی پر تم کو متنبہ کریں) اور (اس طرح) تم کو سیدھے راستہ پر لاویں (جس سے تم بھٹکے ہوئے ہو) اور (اصلاح اعمال کی بدولت) تم پر (رحمت کے ساتھ توجہ کریں (پس تم کو یہ نئے طریقے جو ہوائے نفسانی سے اختیار کئے گئے ہیں چھوڑ دینے چاہئیں اور پرانے طریق پر کاربند ہونا چاہئے) اور (علاوہ اس کے کہ یہ پرانے طریقے ہیں دوسری بات یہ ہے کہ) اللہ علم و حکمت والے ہیں) اور اس لئے یہ احکام علم و حکمت پر مبنی ہیں پس اس کا مقتضیٰ بھی یہی ہے کہ تم ان احکام کو مانو اور ان پر عمل کرو)

ایک ضروری مسئلہ

(۳) اور جبکہ منشاء استثناء انقطاع نکاح قرار پایا تو جس شوہر والی عورت کا نکاح منقطع ہو جاوے گا خواہ اس کا سبب کچھ ہو وہ معنی اس استثناء میں داخل ہوگی خواہ مملوکہ ہو یا مہاجرہ یا وہ منکوحہ کافر جو مسلمان ہو جاوے اور خاوند اسلام سے انکار کردے الیٰ غیر ذلک۔

مہر کی مقدار کی تفصیل

(۴) اس جگہ مہر کے متعلق صرف اتنا بیان کیا گیا ہے کہ وہ نکاح میں ضروری ہے مگر اس کی مقدار وغیرہ نہیں بتائی گئیں یہ امور کتب فقہ میں تفصیلاً مذکور ہیں۔

متعہ کی حرمت اور شیعوں کا غلط استدلال!

(۵) فما استمتعم به سے شیعہ جواز متعہ پر استدلال کرتے ہیں مگر ہماری تفسیر سے معلوم ہوگیا کہ اس کا متعہ سے کوئی تعلق نہیں اور یہ استدلال سراسر غلط ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ احل لکم ماوراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم کی تفریع اور منکوحات سے متعلق ہے اور یہ کوئی علیحدہ حکم نہیں جس کا تعلق متعہ سے ہو جیسا کہ روافض نے سمجھا ہے اور ابن جریر وغیرہ کتب اہل سنت میں جو ایک اثر حضرت علی کا بدیں الفاظ منقول ہے لولا ان عمر نہی عن المتعۃ مازنی الاشقی اس کی سند منقطع ہے کیونکہ حکم بن عتیبہ کو حضرت علی سے سماع حاصل نہیں معہذ الحکم مذکور متہم بالتشیع اور مدلس ہے اس لئے یہ کچھ بعید نہیں کہ اس نے کسی شیعی سے یہ روایت سنی ہو اور تدلیس کر کے اسے روایت کردیا ہو۔ پس وہ روایت قابل قبول نہیں جبکہ سیاق قرآنی آیت مذکور کے متعہ پر محمول ہونے سے نہایت شدت کے ساتھ آئی ہے اور قرأت الی اجل مسمی برتقدیر ثبوت مثبت متعہ نہیں کیونکہ اجل مسمی سے مراد موت ہے اور مراد نکاح موبد ہے یا اجل مسمی فی علم اللہ مراد ہے جو شامل ہے وقت طلاق وموت وغیرہ کو اور اجل معین فی مابین المتعاقدین مراد نہیں ہے تاکہ متعہ پر دلالت ہو فتنبہ۔

نکاح میں حرہ مومنہ کو ترجیح

ان تنبیہات کے بعد ہم پھر تفسیر کی طرف عود کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم کو نکاح حتی الامکان حرہ اور مسلمان عورتوں سے کرنا مناسب ہے) اور جو لوگ تم میں سے وسعت نہ رکھیں کہ مومن اور حرہ عورتوں سے نکاح کریں تو خیر اپنے بھائیوں (یعنی مسلمانوں) کی مملوکہ یعنی مسلمان لونڈیوں سے سہی (اور گو کافرات کتابیات سے بھی نکاح جائز ہے مگر جب مسلمان ملتی ہے تو اس کو ترجیح دینا چاہئے اگرچہ مسلمان لونڈی ہو اور کافرہ حرہ پس جو ترتیب آیت سے مفہوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اول حرہ مومنہ اس کے بعد مومن لونڈی اس کے بعد کتابیہ حرہ اس کے بعد کتابیہ لونڈی) اور (تم لونڈیوں میں وصف ایمان کی قید سے اس خلجان میں نہ پڑنا کہ نہیں معلوم یہ لونڈی جس سے ہم نکاح کرنا چاہتے ہیں واقع میں مومن ہے یا نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو خوب جانتے ہیں (اور تم اس کو نہیں جان سکتے)۔

کسی لونڈی سے نکاح کے لئے اس کے آقا کی اجازت ضروری ہے

(بظاہر) تم سب (مسلمان) آپس میں (دین کے لحاظ سے) ایک ہو (اور اس لئے تمہیں صرف ظاہر پر اکتفاء کرنا چاہئے) پس تم ان لونڈیوں سے نکاح کرو تو ان کے مالکوں کی اجازت سے نکاح کرو اور بلا مالکوں کی اجازت کے خواہ لونڈی کی رضامندی سے نہ کرو کیونکہ ان کو بطور خود نکاح کا اختیار نہیں ہے) اور ان کو بھی باقاعدہ ان کے معاوضہ (مہر) دو (کیونکہ) بلا التزام مہر کے ان سے بھی نکاح نہیں ہوسکتا اس لئے ان کے لئے مہر بھی ضروری ہے خواہ تم نکاح کے وقت اس کو ادا کردو یا اختیاراً یا اضطراراً اس کا التزام کرو جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

عفت اور پارسائی کا لحاظ

اور یہ نکاح) ایسی حالت میں (ہونا مناسب ہے) کہ وہ عفیفہ (اور پارسا) ہوں نہ تو (علی الاعلان) زنا کرتی ہوں اور نہ (خفیہ)

آشنائیاں کرنیوالی ہوں (مطلب یہ ہے کہ نکاح میں جسطرح یہ دیکھنا مناسب ہے کہ وہ مومن ہیں یوں ہی یہ بھی دیکھنا مناسب ہے کہ وہ آوارہ و بدچلن تو نہیں ہے اور گو اس بات کا حرائر میں یہی دیکھنا مناسب ہے مگر چونکہ حرائر میں عام حالت عفت ہی ہوتی ہے اس لئے وہاں یہ قید نہیں لگائی گئی اور لونڈیوں میں دواعی کے کثیر ہونے کی وجہ سے بدچلنی کا احتمال قوی ہے اس لئے وہاں اس تحقیق کی ضرورت بتلادی۔

زنا کے ارتکاب پر لونڈی کی سزا

خیر) تو جس وقت (ان کی عفت کی تحقیق کر کے) ان کو منکوحہ بنالیا جاوے اب اگر وہ بے حیائی کی بات (زنا) کا ارتکاب کریں تو (حرائر کی طرح شادی سے ان کی سزا میں اضافہ نہ ہوگا (بلکہ اب بھی) ان پر (غیر شادی شدہ) حرائر کی سزا کی آدھی (ہی) لازم ہوگی۔

خواہشات نفسانی کی مذمت

اور (کس قدر غضب کی بات ہے کہ) خدا تو (جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے یہ چاہتا ہے کہ تمہیں برے طریقوں سے باز رکھ کر) تم پر رحمت کے ساتھ توجہ کرے اور (برخلاف اس کے) جو لوگ خواہشات نفسانی کے پیرو ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم (اس سیدھی راہ سے) بہت کچھ ہٹ جاؤ (پس تم حق تعالیٰ کے خلاف ایسے لوگوں کی پیروی کر کے ہوائے نفسانی میں گرفتار نہ ہونا بلکہ حق تعالیٰ کے احکام کا امتثال کر کے سیدھی راہ پر چلنا تیز' حق تعالیٰ چاہتے ہیں کہ (سخت سخت احکام مقرر کر کے تم پر بوجھ نہ ڈالیں بلکہ آسان آسان حکم) دیکر تم سے بوجھ ہلکا کریں اور (وجہ اس کی یہ ہے کہ) آدمی کمزور پیدا کیا گیا ہے (اور اس لئے وہ سخت احکام کا متحمل نہیں ہوسکتا بنابریں ہم نے احکام مذکورہ میں بہت سہولت رکھی ہے چنانچہ محرمات میں اتنی توسیع نہیں کی کہ حلال عورتیں کم رہ جائیں مہر کی مقدار ایسی معین نہیں کی جو شاق ہو لونڈیوں سے نکاح کی اجازت دیدی وغیرہ وغیرہ۔

تصرف فی الاموال

چونکہ منجملہ تعدی حدود اللہ کے ایک اموال میں ناجائز تصرف ہے جو کہ کبھی عورتوں سے ناجائز تمتع کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسے محرمات سے نکاح کر کے ان کو مہر دینا اور ان کا اس کو ناجائز طور پر لینا یا زنا کی خرچی لینا وغیرہ اور کبھی بغیر اس کے ہوتا ہے جیسے سود کھانا یا رشوت لینا وغیرہ اس لئے تصرف فی النساء کے بعد تصرف فی الاموال کے متعلق حکم دیا جاتا ہے اے مسلمانوں تم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریق سے نہ کھایا کرو (جیسے ناجائز نکاح کر کے مہر لینا یا زنا کی خرچی لینا یا سود کھانا) لیکن اس صورت سے کہ وہ (معاملہ جس کے ذریعہ سے تم ایک دوسرے کا مال کھاتے ہو کوئی مباح معاملہ ہو مثلاً یہ کہ) آپس کی رضامندی سے خرید و فروخت ہو (اس کا مضائقہ نہیں۔

قتل ناحق

اور (جس طرح اتلاف اموال ناجائز طور سے ممنوع ہے یوں ہی اتلاف نفوس بھی ممنوع ہے لہذا حکم دیا جاتا ہے کہ) اپنے لوگوں کو (ناحق) قتل نہ کیا کرو (خواہ وہ تمہارے ساتھ مذہب میں شریک ہوں یا انسانیت میں) اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے (اس لئے وہ تمہیں ایسے کاموں سے روکتا ہے جن میں تمہارا دینی و دنیوی ضرر ہے) اور جو کوئی براہ تعدی و ظلم ایسا کرے گا ہم عنقریب اسے آگ میں جھونکیں گے اور یہ اللہ کے لئے (کچھ بھی مشکل نہیں بلکہ) بہت آسان ہے (یہ تو اس صورت میں ہے جبکہ تم ان امور کا ارتکاب کرو۔

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ۝
وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ
وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيْمًا ۝ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ
فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝

ترجمہ: جن کاموں سے تم کو منع کیا جاتا ہے ان میں جو بھاری بھاری کام ہیں اگر تم ان سے بچتے رہو تو ہم تمہاری خفیف برائیاں تم سے دور فرما دیں گے اور ہم تم کو ایک معزز جگہ میں داخل کر دیں گے اور تم ایسے کسی امر کی تمنا مت کیا کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے مردوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور عورتوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کی درخواست کیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں اور ہر ایسے مال کے لئے جس کو والدین اور رشتہ دار لوگ چھوڑ دیں ہم نے وارث مقرر کر دیئے ہیں اور جن لوگوں سے تمہارے عہد بندھے ہوئے ہیں ان کو ان کا حصہ دے دو بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مطلع ہیں۔

گناہوں سے بچنے پر فضل وکرم

تفسیر :لیکن اگر تم (ان جیسے بڑے بڑے گناہوں سے احتراز کرو گے (جن میں ترک طاعات ضرور یہ بھی داخل ہے) تو ہم (بذریعہ طاعات کے) تمہارے (معمولی) گناہ تم سے دور کر دیں گے (اور بصورت عدم اجتناب کبائر وعدہ نہیں۔ بلکہ اس وقت، یہ تکفیر محض مشیت پر موقوف ہے الغرض اس صورت میں ہم تکفیر سیئات بھی کریں گے) اور تم کو ایک معزز جگہ (بہشت) میں (بھی) داخل کریں گے۔

باہمی رشک

اور (منجملہ تعدی حدود اللہ کے ایک رشک ہے دوسروں پر اس لئے حکم دیا جاتا ہے کہ تم لوگ (دوسروں کے تفوق پر رشک نہ کیا کرو اور اس رشک کی بناء پر ان چیزوں کی آرزو نہ کیا کرو جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایک کو دوسرے پر فوقیت دی ہے (جیسے ثواب جہاد وامانت وغیرہ کیونکہ) مردوں کے لئے ان کی کمائی کا حصہ ہے اور عورتوں کے لئے ان کی کمائی کا حصہ ہے (اور جبکہ ہر ایک اپنی خدمت کا معاوضہ لے رہا ہے تو ایک کو دوسرے پر رشک بے معنی ہے) اور بجائے رشک کے اللہ تعالیٰ سے (براہ راست) اس کے فضل کی درخواست کیا کرو بے شک اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے (اس لئے تمہاری درخواست لاعلمی کی وجہ سے ضائع نہ ہوگی۔

میراث کی حیثیت

اور (منجملہ تعدی حدود اللہ کے ایک میراث نہ دینا ہے اس لئے حکم دیا جاتا ہے کہ) ہم نے ہر اس مال کے لئے جس کو ماں باپ اور

دوسرے رشتہ داروں اوران لوگوں نے چھوڑا ہے جن سے تمہاری (یوں) قسماقسمی ہوئی ہے (کہ ہم زندگی میں ایک دوسرے کی طرف سے دیت ادا کریں گے اور مرنے کے بعد بصورت نہ ہونے دوسرے ورثہ کے ایک دوسرے کے وارث ہوں گے) وارث قرار دیئے ہیں (جن کی تفصیل مع تشریح حصص اپنے مقام پر درج ہے) پس تم ان کو ان کا حصہ دیا کرو۔ اور گو یہ مضمون یوصیکم اللہ کے تحت میں گذر چکا ہے لیکن چونکہ وہاں ان لوگوں کا ذکر نہیں ہے جو بایں معنی معاہدہ کی رو سے ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں اس لئے اس کو یہاں دہرایا گیا ہے تاکہ مضمون سابق کی تاکید کے ساتھ افادۂ جدید بھی ہو جائے اور ان لوگوں کی توریث کی ترتیب وشرائط اپنے محل میں مذکور ہیں تم کو اس سے بھی مطلع کیا جاتا ہے کہ) اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مطلع ہیں (پس اگر تم اس کی تعمیل نہ کرو گے تو حق تعالیٰ کو اس عدم تعمیل کی اطلاع ہوگی اور وہ اس پر تم سے مواخذہ کرے گا اور اگر تعمیل کرو گے تب بھی اسے علم ہوگا اور تمہیں اس کی جزا دے گا۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِىْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِى الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝

ترجمہ: مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی ہے اور اس سبب سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں سو جو عورتیں نیک ہیں اطاعت کرتی ہیں مرد کی عدم موجودگی میں بحفاظت الٰہی نگہداشت کرتی ہیں اور جو عورتیں ایسی ہوں کہ تم کو ان کی بد دماغی کا احتمال ہو تو ان کو زبانی نصیحت کرو اور ان کو ان کے لیٹنے کی جگہوں میں تنہا چھوڑ دو اور ان کو مارو پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنا شروع کر دیں تو ان پر بہانہ مت ڈھونڈو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے رفعت اور عظمت والے ہیں اور اگر تم اوپر والوں کو ان دونوں میاں بیوی میں کشاکش کا اندیشہ ہو تو تم لوگ ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو عورت کے خاندان سے بھیجو اگر ان دونوں کو اصلاح منظور ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان میاں بی بی میں اتفاق فرما دیں گے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے علم اور بڑے خبر والے ہیں۔

زن وشوئی کی اجتماعی زندگی میں مرد کا درجہ اور اس کی وجہ

تفسیر: منجملہ تعدی حدود اللہ کے ایک معاملات زن وشوئی میں تعدی ہے اس لئے کہا جاتا ہے کہ) مرد (دو درجہ سے) عورتوں پر حاکم ہیں (ایک) اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو (یعنی مردوں کو) دوسرے پر (یعنی عورتوں پر) فوقیت عطا کی ہے اور (دوسرے) اس وجہ سے کہ انہوں نے ان پر اپنے مال صرف کئے ہیں (یعنی مہر دیا ہے) پس جو نیک بیبیاں ہیں وہ (مردوں کی اس برتری کا لحاظ رکھ کر ان کے سامنے ان کی) اطاعت گزار اور ان کے پیچھے اس وجہ سے (ان کے حقوق کی) حفاظت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو محفوظ کیا ہے (سو ایسی عورتوں کے متعلق تو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں)۔

نافرمان عورتوں کے سلسلہ میں ہدایت!

اور جو (عورتیں) ایسی ہیں جن کی نافرمانی کا (آثار وقرائن سے تم کو خطرہ ہو (ان کے متعلق یہ حکم ہے کہ اول) ان کو نصیحت کرو (اگر مان لیں فبھا) اور اگر نہ مانیں) تو انہیں ان کی خواب گاہوں میں چھوڑ دو (اور ان سے اختلاط زن وشوئی ترک کر دو اس پر اگر مان جائیں تو خیر) اور (اگر نہ مانیں تو) انہیں مناسب انداز سے) مارو پس اگر وہ تمہارا کہنا مان جائیں تو ان کے خلاف (ایذاء کی) کوئی راہ نہ ڈھونڈو (کیونکہ) اللہ تعالیٰ سب سے بالاتر اور بڑا ہے (اور اس لئے جس طرح عورتوں کے بے اعتدالی پر تم عورتوں کو سزا دیتے ہو تمہاری بے اعتدالی پر وہ تم کو سزا دے گا۔

زن وشوئی کی باہمی مخالفت کا ایک کامیاب حل

اور (اگر وہ نہ مانیں اور) تم کو اندیشہ ہو ان کو باہمی مخالفت کا تو ایک ثالث مرد کے لوگوں میں کا اور ایک ثالث عورت کے لوگوں میں کا (بنا کے مخالفت کی تحقیق کے لئے) بھیجو (تا کہ معلوم کریں کہ قصور کس کا ہے اور قصور معلوم کر کے قصوروار کو فہمائش کریں) اگر ان کو اصلاح منظور ہوگی (اور نیک نیتی سے معاملہ کو طے کرنا چاہیں گے) تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان موافقت پیدا کر دیں گے (اور وہ دونوں کسی ایسے امر پر متفق ہو جائیں گے۔ جس سے اس نزاع کا خاتمہ ہو جاوے خواہ یوں کہ وہ سمجھا بجھا کر میل کرا دیں یا یوں کہ ان میں تفریق کرا دیں کیونکہ) حق تعالیٰ علم والے اور باخبر ہیں (اور اس لئے ارادہ اصلاح پر بھی مطلع ہیں اور صورت موافقت سے بھی واقف ہیں۔)

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى
وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ
وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ﴿۳۶﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ
وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا
لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾ وَمَاذَا
عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ
عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ
اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾

ترجمہ: اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اختیار کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو اور والدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرو اور اہل قرابت کے ساتھ بھی اور یتیموں کے ساتھ بھی اور غریب غرباء کے ساتھ بھی اور پاس والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور

دور والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور ہم مجلس کے ساتھ بھی اور راہ گیر کے ساتھ بھی اور ان کے ساتھ بھی جو تمہارے مالکانہ قبضہ میں ہیں بے شک اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں سے محبت نہیں رکھتے جو اپنے کو بڑا سمجھتے ہوں شیخی کی باتیں کرتے ہوں جو کہ بخل کرتے ہوں اور دوسرے لوگوں کو بھی بخل کی تعلیم کرتے ہوں اور وہ اس چیز کو پوشیدہ رکھتے ہوں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے اور ہم نے ایسے ناسپاسوں کے لئے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے اور جو لوگ کہ اپنے مالوں کو لوگوں کے دکھانے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر اعتقاد نہیں رکھتے اور شیطان جس کا مصاحب ہو اس کا وہ برا مصاحب ہے اور ان پر کیا مصیبت نازل ہو جاوے گی اگر وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر ایمان لے آویں اور اللہ تعالیٰ نے جو ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہا کریں اور اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہ کرینگے اور اگر ایک نیکی ہوگی تو اس کو کئی گنا کر دینگے اور اپنے پاس سے اور اجر عظیم دیں گے۔

اللہ تعالیٰ اور والدین وغیرہما کے حقوق

تفسیر: اور (منجملہ تعدی حدود اللہ کے ایک تعدی حق تعالیٰ کی عبادت اور ماں باپ وغیرہ کے ساتھ برتاؤ میں ہے لہذا حکم دیا جاتا ہے کہ) تم لوگ حق تعالیٰ کی پرستش کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو (خواہ فرشتہ ہو یا انسان یا جن یا ستارہ یا کچھ اور) اور ماں باپ سے اچھا برتاؤ کرو اور دوسرے رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور غریبوں سے بھی اور رشتہ داروں سے بھی اور غیر رشتہ دار پڑوسی سے بھی (کیونکہ قطع نظر قرابت سے خود پڑوسی بھی مقتضی حسن سلوک ہے پس تم اس حسن سلوک کو رشتہ دار پڑوسیوں ہی تک محدود نہ رکھو بلکہ رشتہ داروں کے ساتھ بھی کرو اور غیروں کے ساتھ بھی) اور ہم پہلو ساتھی سے بھی (خواہ وہ رفیق سفر ہو یا ہم مجلس یا بیوی یا کوئی اور) اور مسافر سے بھی اور اپنے مملوک (لونڈی غلاموں) سے بھی (کیونکہ) اللہ تعالیٰ ان سے محبت نہیں کرتے جو مغرور اور شیخی باز ہوں (اور اس لئے دوسروں کو خاطر میں نہ لاتے ہوں)۔

بخل اور بخیل قرآن کی نظر میں

اور) جو کہ خود بھی (دوسروں کی مالی یا کسی اور قسم کی (نفع رسانی میں) دریغ کرتے ہوں اور دوسروں کو بھی (قولاً یا فعلاً) دریغ کی ترغیب دیتے ہوں اور جو کچھ مال یا علم وغیرہ) حق تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دیا ہے اس کو چھپاتے ہوں (تاکہ دوسروں کو اس سے نفع نہ پہنچ جاوے اور ہم نے ان نہ ماننے والوں کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے (پس تم ایسا نہ کرنا کہ احکام کو نہ مانو)

خرچ برائے ریاکاری

اور (حق تعالیٰ ان لوگوں سے بھی محبت نہیں کرتا) جو محض لوگوں کے دکھاوے کے لئے اپنے مال خرچ کرتے ہیں اور نہ (صحیح طور پر) خدائے تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ قیامت پر (پس تم اس طرح خرچ نہ کرنا کیونکہ جو لوگ اس طرح خرچ کرتے ہیں ان کا مصاحب شیطان ہے جو ان کو غلط مشورہ دیتا ہے) اور جس کا شیطان مصاحب ہو تو وہ (اس کا) نہایت برا مصاحب ہے (جو کہ اس کو بجز نقصان کے کوئی نفع نہیں پہنچاتا) اور (کوئی ان سے یہ بھی تو پوچھے کہ آخر) ان پر کیا بلا نازل ہو جائے گی اگر وہ خدا پر اور قیامت پر ایمان لے آئیں اور جو کچھ ان کو خدا نے دیا ہے اس کو (خلوص سے) خرچ کریں کچھ بھی نہیں (تو پھر کیا یہ حماقت نہیں ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے اور باقاعدہ

خرچ نہیں کرتے ہیں اور ضرور ہے) اور حق تعالیٰ ان کو جانتا ہے (اس لئے وہ سزا سے نہیں بچ سکتے)

ایمان وانفاق کا بدلہ

اگر یہ خیال ہو کہ شاید ہمیں ایمان اور انفاق کا بدلہ نہ ملے اور اس طرح ہمارا ایمان اور انفاق برباد ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ) حق تعالیٰ ذرہ برابر ظلم نہیں کرتے (کہ بالکل حق مار لینا تو درکنار اس میں ذرہ برابر بھی کمی کریں بلکہ ان کا فضل تو اتنا بڑھا ہوا ہے کہ) اگر ذرہ بھر نیکی ہو تو اس کو بڑھائیں گے اور اپنے پاس سے اس کا بڑا معاوضہ دیں گے (پھر کیا وجہ ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے) ۔

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾ يَوْمَئِذٍ
يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾

ترجمہ: سو اس وقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کریں گے اور آپ کو بھی ان لوگوں پر گواہی دینے کے لئے حاضر کریں گے اس روز جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور رسول کا کہنا نہ مانا ہوگا وہ اس بات کی آرزو کریں گے کہ کاش ہم زمین کے پیوند ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ سے کسی بات کا اخفاء نہ کر سکیں گے۔

قیامت کے دن عدالت میں حاضری اور بیان وشہادت

الغرض جب یہ ثابت ہو گیا کہ ان کے پاس اس کی کوئی معقول وجہ نہیں) تو (اب ہم کہتے ہیں۔ کہ) اس وقت ان پر کیسی بنے گی جب ہم ہر جماعت میں سے (اس جماعت کے خلاف یا موافق ایک گواہی دینے والے (ان کے نبی) کو حاضر عدالت کریں گے اور (اس سلسلہ میں) آپ کو ان لوگوں کے خلاف (جو کہ آپ کے زمانہ میں ہیں) گواہ ہونے کی حیثیت سے حاضر عدالت کریں گے (اور آپ ان کے خلاف شہادت دیں گے اچھا ہم بتلاتے ہیں سنو) اس روز یہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا اور رسول کی نافرمانی کی یہ چاہیں گے کہ کاش ان سے زمین ہموار کر دی جاتی (اور ان کو زمین کا پیوند کر دیا جاتا کہ یہ عذاب وہ نہ دیکھتے) اور وہ (اس روز) خدا سے کوئی بات نہ چھپا سکیں گے پس یہ بھی خیال نہیں کیا جا سکتا کہ ہم جرم سے مکر جائیں گے اور رسول کی شہادت کو مجروح کر دیں گے لہذا اس روز بذریعہ اقرار اور بذریعہ شہادت دونوں طرح ان پر جرم ثابت ہوگا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا
جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ
مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا
فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾

ترجمہ: اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاؤ کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو اور حالت جنابت میں بھی باستثناء تمہارے مسافر ہونے کی حالت کے یہاں تک کہ غسل کر لو اور اگر تم بیمار ہو یا حالت

سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص استنجے سے آیا ہو یا تم نے بیبیوں سے قربت کی ہو پھر تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک زمین سے تیمم کرلیا کرو یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑے بخشنے والے ہیں۔

حالت نشہ اور جنابت میں نماز کی ممانعت

تفسیر: اور منجملہ تعدی حدود اللہ کے ایک نشہ کی حالت میں نماز[1] پڑھنا ہے لہذا حکم دیا جاتا ہے۔ کہ) اے مسلمانو تم ایسی حالت میں نماز کے پاس بھی نہ جاؤ۔ کہ تم نشہ میں ہو تاوقتیکہ تم جان لو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ اور نہ ماسوا مسافرت (یا اس کے مثل دوسرے کسی عذر) کی حالت کے (جس میں تم پانی کے استعمال سے معذور ہو) جنابت کی حالت میں (اُس کے پاس جاؤ) تاوقتیکہ تم نہا نہ لو۔

نزول حکم تیمّم اور اس کے مواقع

اور اگر تم بیمار ہو (جس کی وجہ سے پانی کا استعمال نہیں کر سکتے) یا سفر پر ہو یا تم میں سے کوئی پاخانہ پیشاب سے (فارغ ہوکر) آیا ہو یا تم نے عورتوں سے قربت کی ہو۔ اور (ان تمام صورتوں میں) تم کو پانی نہ ملے تو (تحصیل طہارت کے لئے) پاک زمین (کے استعمال) کا قصد کرو (یہ تو نیت تیمم ہے) پھر ایک مرتبہ زمین پر ہاتھ مار کر اپنے (پورے) چہروں کا (مسح کرو) اور (دوسری مرتبہ ہاتھ مار کر کہنیوں تک) دونوں ہاتھوں کا مسح کرو (اس کا نام تیمم ہے) واقعی اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے اور بخشنے والے ہیں (کہ جو افعال اختیار یہ بوجہ مفضی الی ترک الواجب ہونے کے جرم ہونے کی حیثیت رکھتے تھے ان کو جرم ہی نہیں قرار دیا اور ترک واجب کا تدارک تیمّم سے کردیا ہے تیمم اور غسل کے مفصل احکام فقہ میں دیکھو۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ یَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَ یُرِیْدُوْنَ
اَنْ تَضِلُّوا السَّبِیْلَ ﴿۴۴﴾ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَلِیًّا ۙ٘ وَّ كَفٰى بِاللّٰهِ
نَصِیْرًا ﴿۴۵﴾ مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَ یَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا
وَ عَصَیْنَا وَ اسْمَعْ غَیْرَ مُسْمَعٍ وَّ رَاعِنَا لَیًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَ طَعْنًا فِی الدِّیْنِ ؕ وَ لَوْ
اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا وَ اسْمَعْ وَ انْظُرْنَا لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ وَ اَقْوَمَ ۙ وَ لٰكِنْ
لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۴۶﴾

ترجمہ: کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک بڑا حصہ ملا ہے وہ لوگ گمراہی کو اختیار کر رہے ہیں اور یوں چاہتے ہیں کہ تم راہ سے بے راہ ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کافی رفیق ہیں اور اللہ تعالیٰ کافی حامی ہیں یہ لوگ یہودیوں میں سے ہیں کلام کو اس کے مواقع سے دوسری طرف پھیر دیتے ہیں اور یہ کلمات کہتے ہیں سمعنا وعصینا اور اسمع غیر مسمع اور راعنا اس طور پر کہ اپنی زبانوں کو پھیر کر اور دین میں طعنہ زنی کی نیت سے اور اگر یہ لوگ یہ کلمات کہتے سمعنا واطعنا واسمع اور انظرنا تو یہ بات ان کے لئے بہتر ہوتی اور موقع کی بات تھی مگر ان کو خدا

[1] لیکن چونکہ وہ واقعہ جس پر یہ آیت نازل ہوئی ممانعت سے پہلے کا ہے۔ اس لئے وہ تعدی میں داخل نہیں ۱۲۔

تعالیٰ نے ان کے کفر کے سبب اپنی رحمت سے دور پھینک دیا اب وہ ایمان نہ لائیں گے ہاں مگر تھوڑے سے آدمی۔

اہل کتاب کی زیادتیاں

تفسیر: یہاں تک ان تعدیوں کی تفصیل تھی جن کا تعلق مسلمانوں سے تھا' اب اس تعدی کی تفصیل کرتے ہیں جس کا تعلق اہل کتاب سے ہے اور فرماتے ہیں۔ کہ اے مخاطب) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب اللہ کا (ایک معقول) حصہ دیا گیا ہے کہ ان کی کیسی عجیب حالت ہے یہ لوگ خود گمراہی خریدتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ (ان کی طرح) تم بھی گمراہ ہو جاؤ اور (گو یہ بات فی نفسہ خطرہ کی ہے مگر تم کو کوئی اندیشہ نہ ہونا چاہئے کیونکہ) اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو جانتا ہے (اور ان سے تمہاری حفاظت کرتا ہے) اور خدا (تمہارا) کافی سرپرست اور کافی مددگار ہے (غرض یہ تو ان کی عام حالت ہے اور) اور یہود میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کلمات کو ان کے صحیح موقع سے پھیرتے ہیں (اور ان کو بے موقع استعمال کرتے ہیں) اور (بجائے سمعنا واطعنا کے) اطعمنا و عصینا اور (بجائے واسمع کے واسمع غیر مسمع اور (بجائے انظرنا کے) راعنا زبانیں بگاڑ کر اور دین میں طعن کے طور پر کہتے ہیں اور اگر وہ (بجائے سمعنا وعصینا کے) سمعنا واطعنا اور (بجائے واسمع غیر سمع کے واسمع) اور بجائے راعنا کے) انظرنا کہتے تو یہ ان کیلئے بہتر اور (موقع کے لحاظ سے) بہت درست ہوتا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے کفر (عنادی) کے سبب سے ملعون (ومردود) کر دیا ہے اس لئے وہ ایمان نہیں لاتے بجز تھوڑے لوگوں کے (جو کفر عنادی) نہیں رکھتے اور اس لئے مردود و ملعون نہیں ہوئے۔

چند ضروری باتیں: اس جگہ چند باتیں سمجھ لینی چاہئیں۔ اول یہ ہے کہ یحرفون الکلم عن مواضعه کے جو معنی ہم نے بیان کئے ہیں وہ غالباً سیاق سے زیادہ مناسب ہیں اور تحریف کتاب اللہ یعنی تورات کے مراد ہونے پر کوئی خاص قرینہ نہیں بجز اس کے کہ وہ ایسا کرتے تھے جیسا کہ دوسری نصوص سے ثابت ہے دوسرے یہ کہ "سمعنا وعصینا" کے معنی ہیں ہم نے سن لیا اور مانا نہیں اور اس میں اقرب یہ احتمال ہے "سَمِعْنَا" صاف طور پر کہتے ہوں اور "عَصَیْنَا" چپکے سے اور یہ احتمال بعید ہے کہ وہ سمعنا کے ساتھ عصینا بھی صاف کہتے ہوں کیونکہ اس میں ان کے نفاق کے کھل جانے کا بہت قریب احتمال تھا اور ان کی تاویل کہ ہم نے آپ کے مخالف کی بات نہیں مانی بعید تھی بالخصوص جبکہ لہجہ بھی خراب تھا تیسرے یہ کہ اسمع غیر مسمع کے معنی ہیں سن تجھے سننا نصیب نہ ہو اور غیر مسمع میں بھی وہی احتمال قریب ہے اور "لیا بالسنتھم" سے مراد یہ ہے کہ وہ برے لہجہ سے ان کلمات کو ادا کرتے تھے اسی بناء پر ولتعرفنهم فی لحن القول فرمایا گیا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ
وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ
فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ
يَّشَاۗءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝

ترجمہ: اے وہ لوگو! جو کتاب دیئے گئے ہو تم اس کتاب پر ایمان لاؤ جس کو ہم نے نازل فرمایا ہے ایسی حالت پر کہ وہ سچ بتلاتی ہے اس کتاب کو جو تمہارے پاس ہے اس سے پہلے پہلے کہ ہم چہروں کو بالکل مٹا ڈالیں اور ان کو ان کی الٹی جانب کی طرح بنا دیں یا ان پر ہم ایسی لعنت کریں جیسی لعنت ان ہفتوں والوں پر کی تھی اور اللہ تعالیٰ کا حکم پورا ہی ہو کر رہتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جائے اور اس کے سوا اور بہت سے گناہ ہیں۔ جس کے لئے منظور ہوگا وہ گناہ بخش دیں گے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے وہ بڑے جرم کا مرتکب ہوا کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے کو مقدس بتلاتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں مقدس بتلا دیں اور ان پر تاکہ برابر بھی ظلم نہ ہوگا دیکھ تو یہ لوگ اللہ پر کیسی جھوٹی تہمت لگاتے ہیں اور یہ بات صریح مجرم ہونے کے لئے کافی ہے۔

اہل کتاب کو ایمان کی دعوت

تفسیر: ان تنبیہات کے بعد ہم پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ یہود کے مسلمانوں کے ساتھ معاندانہ برتاؤ کو بیان کر کے ان کو فہمائش کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ) اے وہ لوگوں جن کو کتاب دی گئی ہے تم (عناد سے باز آؤ اور اس (کتاب) پر ایمان لاؤ جس کو ہم نے اس حالت میں نازل کیا ہے کہ وہ اس (کتاب) کی تصدیق کرتی ہے جو تمہارے پاس ہے قبل اس کے کہ ہم چہروں (کے نشانات آنکھ ناک منہ) کو مٹا دیں اور اس طرح ان کو ان کی پشتوں (کی حالت پر کر دیں یا ہم انہیں یوں ملعون (اور بندر) بنا دیں جیسا کہ ہم نے اصحاب سبت (ہفتہ کے دن کی بے حرمتی کرنے والوں) کو ملعون (اور بندر) بنایا تھا (کیونکہ گو ان امور کا وقوع ضروری نہیں مگر ممکن تو ہے پس اگر تم ایمان نہ لائے اور اس کی سزا میں یہ امور واقع ہو گئے تو اس وقت تم کیا کرو گے اور (ایسا کرنا اس کو کچھ مشکل نہیں کیونکہ) خدا کا کام (جس کو وہ کرنا چاہتا ہے گویا کہ) کیا ہی ہوا ہے (کیونکہ اس کے ہونے میں کچھ بھی زحمت نہیں بلکہ صرف چاہنے کی دیر ہے اور چاہنے کے بعد ہوا رکھا ہے انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول کن فیکون۔

کفر و شرک کی جرائم میں حیثیت

اور تم کو یہ بھی خیال نہ ہونا چاہئے کہ کفر و شرک بھی دوسرے گناہوں کی طرح ایک گناہ ہیں پس جس طرح مسلمان گناہ کرتے ہیں اور ان کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں یوں ہی ہمارا گناہ بھی معاف ہو سکتا ہے کیونکہ) خدا (کا قانون ہے کہ وہ) اس کو (بلا توبہ) معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ (کسی کو) شریک کیا جاوے (جیسا کہ تم لوگ عزیر یا عیسیٰ کو اور مشرکین بتوں وغیرہ کو اس کا شریک بناتے ہیں اور جبکہ شرک کو بھی معاف نہیں کیا جاتا جس میں خدا کو مان کر دوسرے کو بھی اس کے ساتھ مانا جاتا ہے تو اگر سرے سے خدا ہی کو نہ مانا جاوے جیسا کہ دہریہ وغیرہ کرتے ہیں تو وہ بالا ولیٰ معاف نہ ہوگا) اور جو گناہ اس سے کمتر ہیں (اور وہ وہ ہیں جو ایمان کی حالت میں ہوں) ان کو (بلا توبہ بھی) معاف کر دے گا) مگر سب کے لئے نہیں بلکہ) جس کے لئے (معاف کرنا) چاہے گا (اس کے لئے معاف کرے گا اور اگر معاف نہ کرنا چاہے گا تو حسب قوانین مقررہ سزا دے گا) اور حقیقت یہ ہے) جو کوئی خدا (کو مان کر اس) کے ساتھ (کسی کو شریک (بھی) کرے (چہ جائے کہ خدا کو ہی نہ مانے) اس نے (اپنی طرف سے) ایک بڑے گناہ کی بات گھڑ لی (جو محض بے اصل ہے جس کا کوئی منشا نہیں اور ایسا جرم اس قابل نہیں ہے کہ اسے معاف کیا جائے۔

اہل کتاب کی تقدس کی حیثیت

یہاں تک اہل کتاب کے ضلال واضلال اور تعنت وعناد اور اس کے متعلقات کو بیان فرما کر اب ان کے دعوے تقدس کا رد فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے نبی) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو (باوجود شرک وکفر جیسے ناپاک جرائم کے ارتکاب کے) اپنا تزکیہ کرتے (اور اپنے کو بے گناہ ٹھہراتے) ہیں (دیکھو تو ان کی یہ حالت کس قدر عجیب ہے کیونکہ ان کو خود اپنے منہ سے اپنے کو گناہ سے پاک صاف کرنے کا کوئی حق نہیں) بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو پاک صاف کرنا چاہے گا اس کو پاک صاف کرے گا (اور جس کو اس کے گناہ گار ہونے کی وجہ سے پاک صاف نہ کرنا چاہے گا اس کو پاک صاف نہ کرے گا) اور (اس معاملہ میں) لوگوں پر ذرا بھی ظلم نہ کیا جاوے گا (کہ کوئی واقعی طور پر مجرم نہ ہو اس کو خواہ مخواہ مجرم قرار دے دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ پر افترا

اب تم دیکھو کہ یہ لوگ (اپنے تزکیہ نفس میں) خدا پر کس طرح جھوٹ تراشتے ہیں (چنانچہ جن چیزوں کو خدا نے جرم قرار دیا ہے ان کی نسبت دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ امور خدا کے نزدیک جرم نہیں ہیں اور اسی بناء پر اپنا تزکیہ کرتے ہیں) اور (ان کے مجرم ہونے کے لئے یہ (بھی) کافی کھلا ہوا گناہ ہے (یہاں تک جو قبائح بیان کئے گئے ہیں ان میں واقعات سے قطع نظر کر کے فی نفسہ غلط فہمی کا بھی احتمال ہوسکتا ہے۔

اہل کتاب کی کھلی ہوئی شرارت

اب حق تعالیٰ ان کی وہ شرارت بیان فرماتے ہیں جس میں عداوت کے سوا اور کوئی احتمال ہی نہیں اور فرماتے ہیں اے نبی)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَاۗءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝ۭ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ۝ۙ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰي مَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰھُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝ فَمِنْھُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْھُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۭ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۭ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ بَدَّلْنٰھُمْ جُلُوْدًا غَيْرَھَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

ترجمہ: کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک حصہ ملا ہے وہ بت اور شیطان کو مانتے ہیں اور وہ لوگ کفار کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ لوگ بہ نسبت ان مسلمانوں کے زیادہ راہ راست پر ہیں یہ لوگ وہ ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے ملعون بنا دیا ہے اور خدا تعالیٰ جس کو ملعون بنا دے اس کا کوئی حامی نہ پاؤ گے ہاں کیا ان کے پاس کوئی حصہ ہے سلطنت کا سو ایسی حالت میں تو اور لوگوں کو ذرا سی چیز بھی نہ دیتے یا دوسرے آدمیوں سے ان چیزوں پر جلتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو

اپنے فضل سے عطاء فرمائی ہیں سو ہم نے حضرت ابراہیمؑ کے خاندان کو کتاب بھی دی ہے اور علم بھی دیا ہے اور ہم نے ان کو بڑی بھاری سلطنت بھی دی ہے سو ان میں سے بعضے تو اس پر ایمان لائے اور بعضے ایسے تھے کہ اس سے روگرداں ہی رہے اور دوزخ آتشِ سوزاں کافی ہے بلاشک جو لوگ ہماری آیات کے منکر ہوئے ہم ان کو عنقریب ایک سخت آگ میں داخل کریں گے۔ جب ایک دفعہ ان کی کھال جل چکے گی تو ہم اس پہلی کھال کی جگہ فوراً دوسری کھال پیدا کر دیں گے تاکہ عذاب ہی بھگتتے رہیں بلاشک اللہ تعالیٰ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔

مسلمانوں کی مخالفت میں غلو

تفسیر: حالانکہ یہ امر ان کے مسلمات کے خلاف ہے کیونکہ جس پر وہ ایمان رکھتے ہیں اس میں توحید کی تعلیم اور بت پرستی کی مذمت ہے اور وہ انہیں تسلیم بھی ہے چنانچہ وہ خود بت پرست نہیں ہیں اس سے زیادہ عناد اور مخالفت کی کون سی دلیل ہوسکتی ہے اور اگر کوئی ان لوگوں کے قول کی کوئی تاویل کرے تو اس کے جواب میں کہا جاوے گا کہ قطع نظر اس سے کہ یہ تاویل صحیح ہے یا غلط تم یہ بتلاؤ کہ تم زیادہ جانتے ہو یا خدا جبکہ یہ مسلم ہے کہ خدا زیادہ جانتا ہے تو اگر ان کی مراد وہ ہوتی جو تم کہتے ہو تو ان پر یہ اعتراض نہ کیا جاتا خیر تم کو حیرت ہوگی کہ یہ ایسا کیوں کرتے ہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ) یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے (ان کے برے اعمال کی بدولت) اپنی رحمت سے دور کر دیا (اس کا یہ اثر ہے کہ وہ اس قدر گمراہی میں مبتلا ہیں) اور (یہ ایک واقعہ ہے کہ) جس کو خدا اپنی رحمت سے دور کر دے تو (اے مخاطب) تو اس کا کوئی مددگار نہ پائے گا (جو اس کو عذاب سے بچالے بنابریں ان لوگوں کو بھی سزا ہوگی اور اس سے ان کو کوئی نہ بچا سکے گا۔

اہل کتاب کی مخالفت کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے

اب حق تعالیٰ ان کی مخالفت و معاندت کا جواب دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ آخر یہ لوگ اس قدر عداوت کیوں رکھتے ہیں) کیا یہ (خدائی) سلطنت کے کسی حصہ کے مالک ہیں کہ اس حالت میں وہ اور لوگوں کو کچھ نہ دیں (جبکہ ایسا نہیں اور سلطنت بتمامہ خدا کی ہے اور اس بناء پر وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے تو اس میں ان کا کیا اجارہ ہے) یا وہ اس (دولت) پر لوگوں سے حسد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو دی ہے؟ سو (یہ بھی بے معنی ہے (کیونکہ) ہم نے آل ابراہیم کو کتاب بھی دی اور حکمت بھی دی اور بڑی عظیم الشان سلطنت بھی اس پر کچھ لوگ ان میں سے اس (کتاب و حکمت) پر ایمان لائے اور کچھ لوگوں نے اس سے اعراض کیا (جیسے یہ حاسد ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کفار کو ان نعمتوں سے محروم کر دیا گیا اور مومنین کو ان سے متمتع کیا پس جبکہ خود انہوں نے اپنے ہاتھوں ان نعمتوں کو دھکے دیئے اب حسد بے معنی ہے) اور (ان حاسدوں کے لئے) بھڑکتی دوزخ کافی ہے (وہ خوب ان کو ان کی شرارتوں کی سزا دے گی۔

عذاب الٰہی اور اس کی صورت

کیونکہ) جو لوگ ہماری آیتوں کا انکار کرتے ہیں (خواہ یہ لوگ حاسدین ہوں یا ان کے سوا اور لوگ) ہم عنقریب انہیں آگ میں جھونکیں گے (اور ان کو ہمیشہ رہتی آگ میں رکھیں گے جس کی صورت یہ ہوگی کہ) جب کبھی بھی ان کی کھالیں گل جائیں گی ہم بجائے ان

---

[1] قد فسر المفسرون هذه الاية بتفسيرات مختلفة وما قررنا به احسن والصق وذلك من فضل الله يوتيه من يشآء ۱۲۔

کے ان کو دوسری کھالیں دیدیں گے تاکہ وہ خوب عذاب (کا مزہ) چکھیں (یہ واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر غالب اور حکمت والا ہے (اس لئے وہ ایسا کر بھی سکتا ہے اور ایسا کرنا بے جا بھی نہیں ہے)۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَھْلِھَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ہم ان کو عنقریب ایسے باغوں میں داخل کریں گے کہ ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ان کے واسطے ان میں پاک صاف بیبیاں ہوں گی اور ہم ان کو نہایت گنجان سایہ میں داخل کریں گے بے شک تم کو اللہ تعالیٰ اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اہل حقوق کو ان کے حقوق پہنچا دیا کرو اور یہ کہ جب لوگوں کا تصفیہ کیا کرو تو عدل سے تصفیہ کیا کرو بے شک اللہ تعالیٰ جس بات کی تم کو نصیحت کرتے ہیں وہ بات بہت اچھی ہے بلا شک اللہ تعالیٰ خوب سنتے ہیں اور خوب دیکھتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو اور تم میں جو لوگ اہل حکومت ہیں ان کا بھی پھر اگر کسی امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور رسول کے حوالہ کر دیا کرو اگر تم اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ امور سب بہتر ہیں اور ان کا انجام خوشتر ہے۔

انعام الٰہی: تفسیر: اور (برخلاف ان کے) جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کو ہم ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی (اور عارضی طور پر نہیں بلکہ) یوں کہ وہ ان میں ہمیشہ کو رہیں گے اور ان کے لئے ان میں پاک صاف بیویاں ہوں گی اور ان کو ہم گھنے سایہ میں داخل کریں گے۔

جنت میں سایہ اور اس کا جواب: اس جگہ یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ جنت میں آفتاب ہو تو ہوگا نہیں پھر سایہ کیسے ہوگا اس سوال کا جواب یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی نعمتوں کو دنیوی نعمتوں کے مشابہ بنایا گیا ہے مگر ان کے تکون کی صورت وہ نہیں رکھی گئی جو دنیا میں ہے بلکہ ان کا تکون محض اپنی قدرت سے وابستہ رکھا ہے چنانچہ دنیا میں دودھ آدمی اور جانوروں کے خون سے بنتا ہے لیکن جنت کا دودھ اس شکل سے نہیں بنا اسی طرح دنیا کا شہد مکھیوں سے پیدا ہوتا ہے مگر جنت کا شہد مکھیوں سے پیدا نہیں ہوتا پس اسی طرح اگر دنیا میں سایہ کا وجود احتجاب شمس سے ہوتا ہو اور جنت میں اس کیفیت کا وجود محض حق تعالیٰ کی قدرت سے ہو تو کچھ بعید نہیں اور کسی شے کے وجود کو خواہ وہ جسم ہو یا کیفیت وغیرہ کسی خاص سبب میں منحصر مان لینا غلطی ہے واللہ اعلم بحقائق الاشیا و اقدر علیہا

امانت اور انصاف میں ظلم و خیانت

یہاں تک اہل کتاب کی تعدیوں کو بیان کرنے کے بعد اب دوسری تعدیوں کا ذکر فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ منجملہ تعدی حدود اللہ کے ایک تعدی اداء امانت میں کوتاہی اور فیصلہ میں بے انصافی ہے لہذا کہا جاتا ہے کہ) حق تعالیٰ تم لوگوں کو حکم دیتے ہیں کہ تم امانتوں کو ان کے حوالہ کر دیا کرو جن کی وہ ہی (خواہ وہ امانتیں دنیا سے متعلق ہوں جیسے خانہ کعبہ کی کنجی جو حضرت علیؓ نے خادم بیت اللہ سے لے لی ہے یا دین سے جیسے احکام خداوندی جن کا علم اہل علم کو اس غرض سے دیا گیا ہے کہ وہ ان کو ناواقفوں تک پہنچا دیں) اور جب تم کوئی فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو اور دوست دشمن میں امتیاز کرو اور اس بناء پر وہ کنجی جو حضرت علیؓ نے خادم بیت اللہ سے لی ہے اس کا فیصلہ اس خادم کے حق میں کرو اور یہ خیال نہ کرو کہ علیؓ مسلمان ہیں اور خادم بیت اللہ مذکور کافر لہذا مسلمان کی طرفداری کرنی چاہئے حق تعالیٰ تم کو نہایت عمدہ نصیحت کرتے ہیں (جس سے تم دنیا میں نیک کام اور آخرت میں مستحق اجر ہو گے دیکھو اس میں کوتاہی نہ ہونے پاوے کیونکہ) اللہ تعالیٰ سننے اور دیکھنے والے ہیں (اور اس لئے وہ تمہارے اقوال کو سنتے اور افعال کو دیکھتے ہیں اگر تم نے ذرا بھی لغزش کی تو تم کو سزا دینگے۔

انصاف میں کسی کی رعایت درست نہیں: اس جگہ چونکہ یہ بھی احتمال ہے کہ اگر منصفانہ فیصلہ کسی کے خلاف ہو۔ تو وہ اس کو ناگوار ہو اور وہ اس کے ماننے سے سرتابی کرے جیسا کہ کنجی کے واقعہ میں منصفانہ فیصلہ حضرت علیؓ کے خلاف ہے اس لئے کہا جاتا ہے کہ) اے مسلمانو! (خواہ علیؓ ہوں یا کوئی اور) تم (اولاً) اللہ کی اطاعت کرو اور (اس کے حکم سے) رسول کی اطاعت کرو اور ان ارباب[1] حکومت کی بھی جو تم میں سے ہوں اور ان کے کسی فیصلہ کو اپنی خواہش کے خلاف سمجھ کر اس کے ماننے سے انکار نہ کرو۔

اختلاف کے وقت کتاب وسنت کی طرف رجوع

اب اگر تم لوگوں میں (یعنی رعایا و حکام میں یا رعایا میں آپس میں کسی بات پر نزاع ہو تو (چونکہ ارباب حکومت خواہ کوئی ہوں معصوم نہیں ہیں اور اس لئے یہ ضرور نہیں کہ وہی حق پر ہوں اور اسی طرح تم بھی معصوم نہیں ہو لہذا تم اس معاملہ کو خدا اور رسول کی طرف لوٹاؤ (اور کتاب[2] وسنت سے اسکا فیصلہ کرو) اگر تم خدا پر ایمان رکھتے ہو (کیونکہ اس ایمان کا مقتضیٰ یہی ہے) یہ (امر تمہارے حق میں) بہتر ہے اور اس کا نتیجہ تمہارے لئے) اچھا ہے۔

شان نزول اور کعبہ کی کنجی کا واقعہ! (اس جگہ چند باتیں سمجھ جائیں اول یہ کہ کنجی کا واقعہ جو کہ ان اللہ مرکم الخ کا شان نزول ہے اور جس کی طرف ہم نے تفسیر کے ضمن میں اشارہ کیا ہے اس کا یہ قصہ ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں داخل ہونا چاہا عثمان بن طلحہ جن کے پاس کنجی رہتی تھی انہوں نے کنجی دینے سے انکار کیا حضرت علیؓ نے ان سے کنجی زبردستی لے لی اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں ان کی کنجی واپس کرنے کا حکم کیا گیا جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کنجی ان کے حوالہ کر دی اس واقعہ سے ان پر اثر ہوا اور وہ مسلمان ہو گئے۔

انبیاء کے سوا کوئی معصوم نہیں

دوم یہ کہ تفسیر مذکور سے ولاۃ امور کا معصوم ہونا لازم نہیں ہے جیسا کہ شیعوں کا خیال ہے سوم یہ کہ تقریر وجہ ربط اور تفسیر آیت اطیعوا اللہ الخ

---

[1] حکومت سے مراد عام خواہ صوری ہو جیسے بادشاہ وغیرہ کی رعایا پر یا معنوی جیسے اہل علم کی عوام پر اس لئے یہ آیت مقلدین کے لئے حجت ہے جو کہ تقلید کو واجب کہتے ہیں ۱۲ منہ

[2] اور چونکہ کتاب وسنت کا یہ فیصلہ ہے کہ نہ جاننے والوں کو جاننے والوں کی بات ماننی چاہئے اس لئے فرعی مسائل میں مقلدین کو مجتہدین کیساتھ منازعت کا حق نہیں اگر وہ ایسا کریں تو کتاب وسنت انہیں مجتہدین کے اتباع پر مجبور کرے گی اور مقلدین کو بحکم کتاب وسنت ملزم ہونا پڑے گا پس اس میں غیر مقلدین کے لئے کوئی حجت نہیں فافہم ۱۲ منہ

سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ معصوم نہ تھے اور شیعوں کا یہ دعویٰ کہ وہ معصوم تھے صحیح نہیں ہے چہارم یہ کہ (دوا الامانات الی اھلھا کا خطاب حکام کے ساتھ مخصوص نہیں جن کے کلام سے ایسا مفہوم ہوتا ہے وہ یا موول ہے یا نامقبول اس کے بعد ہم پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے اوپر منصفانہ فیصلہ کا حکم دیا تھا اور اس کے بعد مسلمانوں کو اس کے ماننے کا حکم دیا تھا اب ان لوگوں کی حالت بیان فرماتے ہیں جو دعویٰ ایمان کر کے صحیح فیصلہ کے ماننے سے گریز کرتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا ۢ بَلِيْغًا ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝

ترجمہ: کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی گئی اور اس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئی اپنے مقدمے شیطان کے پاس لے جانا چاہتے ہیں حالانکہ ان کو یہ حکم ہوا ہے کہ اس کو نہ مانیں اور شیطان ان کو بہکا کر بہت دور لے جانا چاہتا ہے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے اور رسول کی طرف تو آپ منافقین کی یہ حالت دیکھیں گے کہ آپ سے پہلو تہی کرتے ہیں پھر کیسی جان کو بنتی ہے جب ان پر کوئی مصیبت پڑتی ہے ان کی اس حرکت کی بدولت جو کچھ وہ پہلے کر چکے تھے پھر آپ کے پاس آتے ہیں خدا کی قسمیں کھاتے ہوئے کہ ہمارا اور کچھ مقصود نہ تھا سوا اس کے کہ کوئی بھلائی نکل آوے اور باہم موافقت ہو جاوے یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے سو آپ ان سے تغافل کر جایا کیجئے اور ان کو نصیحت فرماتے رہیے اور ان سے خاص ان کی ذات کے متعلق کافی مضمون کہہ دیجئے اور ہم نے تمام پیغمبروں کو خاص اسی واسطے مبعوث فرمایا ہے کہ بحکم خداوندی ان کی اطاعت کی جاوے اور اگر جس وقت اپنا نقصان کر بیٹھے تھے اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے اور رسول بھی اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو قبول کرنے والا اور رحمت کرنے والا پاتے۔

صحیح فیصلہ ماننے سے گریز!

تفسیر: فرماتے ہیں کہ اے[1] نبی) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعوی کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی گئی اور ان کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئیں کہ وہ کیسا عجیب کام کرتے ہیں چنانچہ ادھر تو یہ دعوی ہے کہ ہم مومن ہیں اور ادھر وہ چاہتے ہیں کہ (آپ کو چھوڑ کر) شیطان کے پاس مقدمہ لے جائیں (اور اس سے فیصلہ کرائیں) حالانکہ (دو باتیں اس سے مانع ہیں اول یہ کہ انہیں حکم کیا گیا ہے کہ وہ اسے نہ مانیں اور (دوسری بات یہ کہ) شیطان چاہتا ہے کہ انہیں راہ راست سے بھٹکا کر بہت دور پہنچا دے۔

کتاب اللہ اور رسول اللہ سے اعراض

اور جبکہ ان سے کہا جاتا ہے کہ اس کتاب کی طرف جس کو خدا نے نازل کیا ہے اور رسول کی طرف آؤ (اور ان سے فیصلہ چاہو اور شیطان کی طرف نہ جاؤ) تو آپ ان منافقین کو دیکھتے ہیں کہ وہ آپ سے رکتے ہیں (اور آپ کی طرف نہیں آنا چاہتے) سو (اس وقت تو یہ لوگ اعراض کرتے ہیں لیکن) اس وقت ان پر کیسی بری بنے گی جب (یہ اس کا نتیجہ بد دیکھیں گے اور) ان کو اس کی بدولت کوئی مصیبت پہنچے گی (کچھ نہ پوچھو جو اس وقت ان کی حالت ہوگی خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا اب اصل مضمون سنو غرض وہ تم سے رکتے ہیں اور بلانے پر بھی تمہاری طرف نہیں آئے) اس کے بعد وہ تمہارے پاس قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں کہ ہمارا مقصود تو (مقدمہ کو دوسروں کے پاس لے جانے سے) صرف نیکی کرنا اور (مدعی مدعا علیہ کے درمیان موافقت پیدا کرنا تھا۔ (کیونکہ آپ کے یہاں صحیح فیصلہ ہوتا اور اس میں احتمال تھا کہ دوسرا فریق اس کو پسند نہ کرے اور دوسری جگہ یہ احتمال تھا کہ وہاں کچھ مدعی کو دبا کر اور کچھ مدعا علیہ کو دبا کر ایک ایسا معتدل فیصلہ ہو جائے گا جس پر دونوں فریق راضی ہو جائیں اس کے سوا ہمارا کچھ مقصود نہ تھا) یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کی باتیں اللہ تعالیٰ جانتے ہیں (اور اس لئے وہ جانتے ہیں کہ یہ محض بناوٹ ہے اور حقیقت یہی ہے کہ ان کو سرے سے آپ کا فیصلہ تسلیم نہیں اور وہ شیطانی فیصلہ کو آپ کے فیصلہ سے بہتر جانتے ہیں۔

نصیحت اور سمجھانے کا حکم

خیر آپ ان سے تغافل برتنے اور انہیں نصیحت فرمایئے اور ان کے باب میں ان سے کافی مضمون بیان کیجئے (تاکہ وہ ان طریقوں کو چھوڑیں اور اگر نہ چھوڑیں تو ان پر حجت اللہ تمام ہو اور وہ پوری سزا کے مستحق ہوں)

اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر محض اس لئے کہ بحکم خدا اس کی اطاعت کی جاوے (پس اسی اصول پر تم کو بھی اسی غرض سے بھیجا گیا ہے اور اس بناء پر ان منافقین کا فرض تھا کہ وہ تمہاری اطاعت کرتے) اور اگر (انہوں نے ایسا نہیں کیا تھا اور بجائے اطاعت کے مخالفت کی تھی تو اس پر اصرار نہ کرتے بلکہ بجائے اصرار کے) یہ ہوتا کہ جب انہوں نے (مخالفت کر کے) اپنے اوپر ظلم کیا تھا تو وہ تمہارے پاس آتے اور خدا سے معافی چاہتے اور رسول (یعنی تم) بھی ان کے لئے معافی چاہتے تو (خدا ایسا نہ تھا کہ انہیں معاف نہ کرتا بلکہ) وہ ضرور خدا کو متوجہ ہونے والا رحمت والا پاتے (لیکن جب وہ ایسا کرنا نہیں چاہتے تو اس کا کیا علاج۔

---

[1] اس آیت کے سیاق کے قرینہ سے ہم نے یہاں بھی مخاطب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا ہے اور دوسری جگہ بھی ۱۲ منہ

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝٦٥ وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ اقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ أَوِ اخْرُجُوا مِنْ دِيَارِكُمْ مَا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ مِنْهُمْ ۖ وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ وَأَشَدَّ تَثْبِيتًا ۝٦٦ وَإِذًا لَآتَيْنَاهُمْ مِنْ لَدُنَّا أَجْرًا عَظِيمًا ۝٦٧ وَلَهَدَيْنَاهُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ۝٦٨

ترجمہ: پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کرادیں پھر اس آپ کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پاویں۔ اور پورے طور پر تسلیم کرلیں اور ہم اگر لوگوں پر یہ بات فرض کردیتے کہ تم خودکشی کیا کرو یا اپنے وطن سے بے وطن ہو جایا کرو تو بجز معدودے چند لوگوں کے اس حکم کو کوئی بھی بجا نہ لاتا اور اگر یہ لوگ جو کچھ ان کو نصیحت کی جاتی ہے اس پر عمل کیا کرتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا اور ایمان کو زیادہ پختہ کرنے والا ہوتا اور اس حالت میں ہم ان کو خاص اپنے پاس سے اجرِ عظیم عنایت فرماتے اور ہم ان کو سیدھا راستہ بتلا دیتے۔

مومن ہونے کی شرط اور فیصلہ رسول پر

تفسیر: پس (جب کہ ان کی حالت یہ ہے کہ جو مذکور ہوئی تو گو وہ زبان سے دعویٰ کریں کہ ہم مومن ہیں لیکن (آپ[1] کے رب کی قسم وہ مومن نہ ہوں گے تا آنکہ وہ آپ کو اپنے آپس میں نزاع میں حکم بناویں (اور آپ اس کا فیصلہ کریں پھر وہ اپنے اندر اس فیصلہ سے جو آپ نے کیا ہے (منکرانہ) تنگی نہ پاویں اور اسے (اعتقاداً) پورے طور پر تسلیم کرلیں (پس جب یہ انکاری تنگی باقی نہ رہے گی اور اعتقادی تسلیم متحقق ہوجاوے گی (ایمان متحقق ہوجاوے گا) اور (یہ حق تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ کفر سے توبہ کے قبول ہونے کے لئے انکار و تسلیم اعتقادی پر اکتفاء کیا اور کوئی سخت شرط نہیں لگائی کیونکہ اگر ہم کوئی سخت شرط لگاتے مثلاً) اگر ہم ان پر لازم کردیتے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو مارو (جیسا کہ بنی اسرائیل کے لئے کیا تھا) یا (شرط کرتے کہ) تم جلا وطن ہوجاؤ تو وہ ایسا نہ کرتے بجز تھوڑے سے لوگوں کے (جن میں داعی ایمان بہت ہی قوی ہوتا)

نصیحت پر عمل اور اس کا اجر: اور اگر وہ لوگ وہ سب کام کرتے جن کی ان کو نصیحت کی جاوے (خواہ آسان ہوں یا شاق، ناگوار ہوں یا گوارا) تو یہ ان کے لئے بہتر اور ان کو ایمان پر بہت جمانے والا ہوتا (کیونکہ طاعات سے ایمان و اعتقاد کو قوت حاصل ہوتی ہے) اور اس وقت (جبکہ وہ ایسا کرتے) ہم ان کو بڑا معاوضہ دیتے۔ اور ان کو سیدھی راہ پر چلاتے اور (ان کو جنت میں انبیاء و صدیقین و شہداء و صلحاء کی معیت حاصل ہوتی۔

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَأُولٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ

---

[1] اشارة الى ان كلمه لا لليست بزائده كما هو المشهور بل هو النفي امر مبهم بفسره مابعده فافهم ۲ !

وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ
مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾

ترجمہ: اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں یہ فضل ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اور اللہ تعالیٰ کافی جاننے والے ہیں۔

اطاعت خدا اور رسول کا ثمرہ

تفسیر: کیونکہ ہمارا قانون ہے کہ) جو کوئی خدا رسول کی اطاعت کرے وہ (جنت میں) انبیاء و صدیقین و شہداء و صلحاء کے ساتھ ہوگا (گو تفاوت اعمال سے درجات متفاوت ہوں پس معیت سے مراد معیت فی الجنۃ ہے نہ کہ معیت فی الدرجات اور اس معیت فی الجنۃ کی وجہ سے عارضی طور پر معیت فی الدرجہ کی حاصل ہوگی کہ نیچے کے درجہ کے لوگ اوپر والوں سے ملاقات کے لئے ان کے درجہ میں چلے جائیں اور جس درجہ کی رفاقت بھی ہو بہر حال اچھی اور قابل تحصیل ہے کیونکہ) یہ لوگ اچھے رفیق ہیں یہ خدا کا انعام ہے (جو ان مطعین پر کیا جاتا ہے) اور اللہ کافی جاننے والا ہے (جو جانتا ہے کہ کون اس انعام کا اہل ہے اور کون نہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿۷۱﴾ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ
لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ
شَهِيْدًا ﴿۷۲﴾ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْ ۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ
مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۳﴾ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ
يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ
فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۷۴﴾ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ
مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ
الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی تو احتیاط رکھو پھر متفرق طور پر یا مجتمع طور پر نکلو اور تمہارے مجمع میں بعض بعض شخص ایسا ہے جو ہٹتا ہے پھر اگر تم کو کوئی حادثہ پہنچ گیا تو کہتا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑا فضل کیا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ حاضر نہیں ہوا اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو جاتا ہے تو ایسے طور پر کہ گویا تم میں اور اس میں کوئی تعلق ہی نہیں کہتا ہے

ہائے کیا خوب ہوتا کہ میں بھی ان لوگوں کا شریک حال ہوتا تو مجھ کو بھی بڑی کامیابی ہوتی تو ہاں اس شخص کو چاہئے کہ اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑے جو آخرت کے بدلے دنیوی زندگی کو اختیار کئے ہوئے ہیں اور جو شخص اللہ کی راہ میں لڑے گا پھر خواہ جان سے مارا جاوے یا غالب آ جاوے ہم اس کو اجر عظیم دیں گے اور تمہارے پاس کیا عذر ہے کہ تم جہاد نہ کرو اللہ کی راہ میں اور کمزوروں کی خاطر سے جن میں کچھ مرد ہیں اور کچھ عورتیں ہیں اور کچھ بچے ہیں جو دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو اس بستی سے باہر نکال جس کے رہنے والے سخت ظالم ہیں اور ہمارے لئے غیب سے کسی دوست کو کھڑا کیجئے اور ہمارے لئے غیب سے کسی حامی کو بھیجئے۔

جہاد کے سلسلہ میں کوتاہی اور ہدایت ربانی!

تفسیر: اور منجملہ تعدی حدود اللہ کے ایک تعدی جہاد میں کوتاہی ہے اس لئے کہا جاتا ہے کہ) اے مسلمانو! اپنے بچاؤ کا پہلو اختیار کرو۔ (اور کفار جو تمہارے مٹانے کی فکر میں ہیں ان کی سرکوبی کرو ورنہ یہ تمہیں کچل ڈالیں گے) پس (جبکہ ان کی سرکوبی ضروری ہوئی تو) تم (کو اختیار ہے کہ ان کی سرکوبی کے لئے حسب ضرورت) متفرق جماعتوں کی شکل میں یا مجتمع ہو کر (لشکر کی صورت میں) چلو (غرض جانا ضروری ہے جس شکل سے بھی ہو)

منافقین کا رویہ جہاد کے سلسلہ میں

اور (یہ ہم تم کو بتائے دیتے ہیں کہ) تم میں کوئی کوئی ایسا بھی ضرور ہے (جہاد سے) بیٹھ رہے گا (اور اس میں شرکت نہ کرے گا) پھر اگر تم کو مصیبت پہنچے گی تو کہے گا کہ خدا نے مجھ پر بڑا کرم کیا کہ میں ان کے ساتھ (لڑائی میں) موجود نہ تھا اور اگر تمہیں حق تعالیٰ کا فضل پہنچے تو (یوں خود غرض بن کر کہ) گویا تمہارے اور اس کے درمیان کوئی دوستی نہ تھی یوں کہے گا کہ اے کاش میں بھی ان کے ساتھ ہوتا اور (اس طرح) بڑی کامیابی حاصل کرتا۔ (پس ایسے لوگوں سے ہوشیار رہنا اور ان کا اتباع نہ کرنا)

جہاد کی ترغیب: بس (جبکہ ان خود غرض دنیا طلب لوگوں کی موافقت سے بچنا ضروری ہوا تو) جو لوگ طالب دنیا نہیں ہیں اور دنیاوی زندگی کو آخرت کے عوض بیچتے ہیں ان کو چاہئے کہ خدا کی راہ میں جنگ کریں (اور پیچھے نہ ہٹیں) اور (یہ بھی ہم بتلائے دیتے ہیں کہ) جو شخص خدا کی راہ میں جنگ کرے گا پھر خواہ وہ مارا جائے یا غالب ہو (ہر صورت میں) ہم عنقریب اسے بڑا معاوضہ دیں گے اور (تم کو یہ بھی تو سوچنا چاہئے کہ) آخر تمہارے لئے کونسی وجہ ہے کہ تم خدا کی راہ (میں اور خدا کا بول بالا کرنے کے لئے) اور ان کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کو کفار کے پنجے سے نجات دلانے کے باب) میں (کفار سے) جنگ نہ کرو۔

کمزوروں کی دعا! جو (اُن کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے اور اس لئے وہ صرف خدا سے) کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں (کسی طرح) اس بستی سے نکال جس کے رہنے والے ظالم (اور بدکار) ہیں (جن کے ساتھ ہمارا نباہ نہیں ہو سکتا) اور ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی سرپرست بنا (جو ہماری خبر لے) اور ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی مددگار بنا (جو ہماری مدد کرے) اور ہمیں ان ظالموں کے پنجہ سے چھڑا دے جبکہ کوئی وجہ نہیں تو پھر لڑنا ضروری ہے)

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ
فَقَاتِلُوْۤا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ ۚ اِنَّ كَیْدَ الشَّیْطٰنِ كَانَ ضَعِیْفًا ۝

ترجمہ: جولوگ پکے ایماندار ہیں وہ تو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ اور جولوگ کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں تو تم شیطان کے ساتھیوں سے جہاد کرو واقع میں شیطانی تدبیر لچر ہوتی ہے۔

شیوہ مسلمانی: **تفسیر**: جولوگ مسلمان ہوتے ہیں (ان کا قاعدہ ہے کہ) وہ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں اور جولوگ کافر ہوتے ہیں وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں پس (جبکہ یہ واقعات مسلم ہیں تو چونکہ تم مسلمان ہو اس لئے تمہارا فرض ہے کہ (تم شیطان کے مددگاروں سے لڑو (کیونکہ یہ جنگ خدا کی راہ میں ہے جو کہ مسلمانوں کا فرض ہے اور تم کو چاہیے کہ کفار سے مرعوب نہ ہو کیونکہ) یہ یقینی بات ہے کہ شیطان کا مکر کمزور ہے (جو ہرگز حق سبحانہ پر غالب نہیں آسکتا)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ قِیْلَ لَهُمْ كُفُّوْۤا اَیْدِیَكُمْ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ
عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْیَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْیَةً ۚ
وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَیْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍ ؕ قُلْ مَتَاعُ
الدُّنْیَا قَلِیْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۚ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا ۝ اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا
یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ
عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ
فَمَالِ هٰۤؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ حَدِیْثًا ۝

ترجمہ: کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ ان کو یہ کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو تھامے رہو اور نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو پھر جب ان پر جہاد کرنا فرض کر دیا گیا تو قصہ کیا ہوا کہ ان میں سے بعض بعض آدمی لوگوں سے ایسا ڈرنے لگے جیسا اللہ سے ڈرتا ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ ڈرنا اور یوں کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار (آپ نے ہم پر جہاد کیوں فرض فرما دیا ہم کو اور تھوڑی مدت مہلت دے دی ہوتی آپ فرما دیجئے کہ دنیا کا نفع محض چندروزہ ہے اور آخرت ہر طرح سے بہتر ہے اس شخص کے لئے جو اللہ کی مخالفت سے بچے اور تم پر تا گہ برابر بھی ظلم نہ کیا جاوے گا تم چاہے کہیں بھی ہو وہاں ہی تم کو موت آجاوے گی اگر چہ تم قلعی چونے کے قلعوں ہی میں ہو اور اگر ان کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ منجانب اللہ ہوگئی اور اگر ان کو کوئی بری حالت پیش آتی تو کہتے ہیں کہ یہ آپ کے سبب سے ہے آپ فرما دیجئے کہ سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے تو ان لوگوں کو کیا ہوا بات سمجھنے کے پاس کو بھی نہیں نکلتے۔

جہاد سے پہلے جہاد کی تمنا اور وقت پر اسکا خوف وہراس

تفسیر : یہاں تک صراحۃ ترغیب جہاد تھی اب دوسرے عنوان سے ترغیب دیتے ہیں اور ان کو ملامت وغیرہ کرتے ہیں جو طبعی کمزوری کی بناء پر جہاد سے جان چراتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے نبی) تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا؟ جن سے (اس وجہ سے کہ وہ خوشامدانہ یا دنیاوی لالچ سے یا مسلمانوں کو اپنے ایمان کا یقین دلانے کے لئے بے وقت جنگ کرنا چاہتے تھے) کہا گیا تھا کہ (ابھی اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو (اور لڑائی بھڑائی مت کرو ابھی وقت نہیں ہے) اور (فی الحال) صرف نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو (کہ اب فرضیت جہاد کے وقت ان کی کیا حالت ہے اچھا سنو یہ لوگ پہلے تو جنگ کے خواہاں تھے) پس جبکہ (ان کی خواہش کے موافق) ان پر جنگ فرض کردی گئی تو ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ایک گروہ ان میں آدمیوں سے یوں ڈرتا ہے جیسے خدا سے ڈرتے ہیں یا اس سے بھی زیادہ اور کہتا ہے کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے ابھی سے ہم پر جنگ کیوں لازم کردی کسی قریبی مدت تک اسے کیوں نہ موخر کردیا آپ فرمادیجئے کہ (اے اللہ کے بندو! یہ باتیں کیوں کرتے ہو) سامان دنیا (جس کی وجہ سے تم ایسی باتیں کرتے ہو) بہت کم (اور محض بے حقیقت) ہے اور آخرت متقین کے لئے بہتر ہے (پس تم متقین بنو اور آخرت کو حاصل کرو) اور یہ تم کو اطمینان دلایا جاتا ہے کہ بصورت متقی ہو جانے کے) تم پر ذرا بھی ظلم نہ کیا جاوے گا (کہ تھوڑا سا بھی تمہارا معاوضہ مار لیا جاوے۔

موت اٹل ہے کوئی طاقت اس سے بچا نہیں سکتی

تم ایسی باتیں موت کے خوف سے کرتے ہو لیکن یہ یاد رکھو کہ تم کسی حال میں موت سے بچ نہیں سکتے اور (جہاں کہیں بھی ہو گے موت تمہارے پاس پہنچ گی اگرچہ تم قلعی چونہ کے مضبوط قلعوں میں ہو (الغرض یہ تو ان کا معاملہ نفس شرکت کے متعلق تھا کہ وہ اس میں شرکت سے ڈرتے تھے اور یہ حکم ان پر گراں تھا)۔

منافقین کا طرز عمل جہاد کے سلسلہ میں

اور اگر جہاد میں جبراً قہراً شریک بھی ہوئے تو اس وقت ان کی یہ حالت ہے کہ) اگر ان کو کوئی بھلائی پہنچ گئی (اور انہیں فتح ہو گئی اور مال غنیمت مل گیا) تو کہتے ہیں کہ یہ خدا کی جانب سے ہے اور اگر کوئی برائی پہنچ گئی تو کہتے ہیں کہ یہ آپ کی بدولت (اور آپ کی نحوست ہے آپ ان سے فرما دیجئے کہ (یہ تقسیم صحیح نہیں بلکہ) ہر چیز (خواہ) برائی ہو یا بھلائی) خدا کی طرف سے ہے (اور نحوست کا خیال باطل ہے لان الطیرۃ شرک پس (جب کہ واقعہ یہ ہے تو) ان لوگوں کو کیا ہوا کہ بات سمجھنے کو تیار نہیں ہوتے (اور ذرا بھی فہم سے کام نہیں لیتے ورنہ اگر وہ سمجھنا چاہیں تو بات کچھ مشکل نہیں اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ ہر چیز میں مؤثر اللہ ہے پھر نحوست کو موثر قرار دینا کیا معنی۔

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۖ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۚ وَاَرْسَلْنٰكَ
لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى
فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۖ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ

مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ ۖ وَاللَّهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ ۖ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ﴿٨١﴾

ترجمہ: اے انسان! تجھ کو جو کوئی خوشحالی پیش آتی ہے وہ محض اللہ کی جانب سے ہے اور جو کوئی بد حالی پیش آوے وہ تیرے ہی سبب سے ہے اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف پیغمبر! بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہیں جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جو شخص روگردانی کرے سو ہم نے آپ کو ان کا نگران کر کے نہیں بھیجا اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا کام اطاعت کرنا ہے پھر جب آپ کے پاس سے باہر جاتے ہیں تو شب کے وقت مشورے کرتے ہے ان میں کی ایک جماعت برخلاف اس کے جو کچھ زبان سے کہہ چکے تھے اور اللہ تعالیٰ لکھتے جاتے ہیں جو کچھ وہ راتوں کو مشورے کیا کرتے ہیں سو آپ ان کی طرف التفات نہ کیجئے اور اللہ تعالیٰ کے حوالہ کیجئے اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہیں۔

نیکی اللہ کی جانب سے اور برائی اپنی طرف سے

تفسیر: اب اے نبی ہم تم کو بتلاتے ہیں کہ) جو نیکی تمہیں پہنچے وہ حق تعالیٰ کی جانب سے (اور اس کے فضل سے) ہے اور جو برائی تمہیں پہنچے وہ خود تمہاری طرف سے (اور تمہاری کسی غلطی کا نتیجہ ہے جس کو خدا نے اس پر مرتب کیا ہے اور جب تمہاری یہ حالت ہے تو دوسروں کی بالا ولیٰ ہو گی اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ ان لوگوں کا اس مصیبت کو آپ کی طرف نسبت کرنا غلط ہے اور وہ خود ان کی بداعمالیوں کا نتیجہ ہے) اور (چونکہ یہ لوگ اس کو آپ کی نحوست بتلاتے ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ آپ خدا کے رسول نہیں ہیں اس لئے کہا جاتا ہے کہ) ہم نے آپ کو لوگوں کے لئے رسول کی حیثیت سے بھیجا ہے اور خدا (اس امر کا) کافی گواہ ہے (لہذا ان کا انکار بالکل غلط ہے)

شان نزول: الم تر الی الذین قیل لھم الخ کے شان نزول کے متعلق اختلاف روایات ہیں بعض کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہ کے باب میں نازل ہوئیں بعض نے ناموں کی تصریح نہیں کی اور کہا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں نازل ہوئیں اور بعض نے کہا کہ یہود کے باب میں نازل ہوئیں۔ مگر سیاق قرآن اور اسلوب بیان پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ عبدالرحمٰن بن عوف اور دیگر مخلصین کے باب میں نازل ہوئیں اور نہ یہود کے باب میں بلکہ وہ منافقین کے باب میں نازل ہوئیں واللہ اعلم۔

اطاعت رسول خدا کی اطاعت ہے

اس کے بعد ہم پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے وما ارسلنک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق فرمائی تھی اب اس کا حکم بیان فرماتے ہیں کہ) جو شخص اس رسول کی اطاعت کرے گا تو (چونکہ اس نے اطاعت بحکم خدا کی اس لئے) اس نے خدا کی اطاعت کی اور جو کوئی روگردانی کرے تو (خود اس کا ضرر ہے اور اے رسول آپ کا اس میں کوئی نقصان نہیں کیونکہ) ہم نے آپ کو ان پر نگراں (اور ان کے افعال کا ذمہ دار) بنا کر نہیں بھیجا۔

منافقین کی دورخی پالیسی کی مذمت!

خیر یہ مضمون تو استطرادی تھا اب ہم پھر مضمون سابق کی طرف لوٹتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بعض حالات تو ان منافقین کے وہ ہیں جو

پیشتر مذکور ہوئے) اور ایک حالت ان کی یہ ہے کہ) وہ کہتے ہیں کہ ہمارا کام اطاعت ہے اور ہم اطاعت شعار ہیں) پھر جب وہ تمہارے پاس سے نکلتے ہیں تو ان میں کی ایک جماعت رات کے اپنے قول کے خلاف مشورہ کرتی (اور مخالفانہ کارروائیوں کے لئے تجویزیں تیار کرتی) ہے اور (گو وہ جماعت سمجھتی ہے کہ ہماری کارروائیوں کی کسی کو اطلاع نہیں مگر) حق تعالیٰ ان تمام تجاویز کو لکھ رہے ہیں (جو وہ رات کے وقت کرتے ہیں (اور قیامت میں ان کو ان کے سامنے پیش کر کے ان کو شرارتوں کی سزا دیجاوے گی۔

منافقین سے اعراض کا حکم

پس آپ ان سے اعراض فرمایئے اور سزا ہی کا خیال نہ کیجئے اور (نہ کچھ اندیشہ کیجئے بلکہ خدا پر بھروسہ رکھئے اور (ان کے معاملہ کو اس کے سپرد کر دیجئے کیونکہ) اللہ کافی کارساز ہے۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝
وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي
الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ
لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ
الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ۝
مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ
كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ۝

ترجمہ: تو کیا پھر قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بکثرت تفاوت پاتے اور جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہنچتی ہے خواہ امن ہو یا خوف تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ اس کو رسول کے اور جو ان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں ان کے اوپر حوالہ رکھتے تو اس کو وہ حضرات تو پہچان ہی لیتے جو ان میں اس کی تحقیق کر لیا کرتے اور اگر تم لوگوں پر خدا کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو تم سب کے سب شیطان کے پیرو ہو جاتے بجز تھوڑے سے آدمیوں کے پس آپ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتال کیجئے آپ کو بجز آپ کے ذاتی فعل کے کوئی حکم نہیں اور مسلمانوں کو ترغیب دیدیجئے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ کافروں کے زور جنگ کو روک دینگے اور اللہ تعالیٰ زور جنگ میں زیادہ شدید ہیں اور سخت سزا دیتے ہیں جو شخص اچھی سفارش کرے اسکو اس وجہ سے حصہ ملے گا اور جو شخص بری سفارش کرے اسکی وجہ سے حصہ ملیگا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والے ہیں۔

کتاب اللہ کے منجانب اللہ ہونیکی پہچان

تفسیر: (جبکہ یہ اس قسم کی مخالفانہ کارروائیاں کرتے ہیں تو کیا یہ قرآن کو بغور نہیں دیکھتے حالانکہ اگر یہ خدا کے سوا کسی اور کی طرف

سے ہوتا تو وہ ضرور اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے (کیونکہ......اس صورت میں نہ اس کا کوئی بنانے والا سہو ونسیان سے بری ہوتا اور نہ قصور علم سے نہ اختلاف خواہش نفسانی سے اور ایسی حالت میں عادتاً محال ہے کہ ایک جھوٹا مدعی نبوت اتنے عرصہ تک اس جھوٹ کو اس طرح بنا ہے کہ کوئی بات اس کے کلام میں ایسی نہ ہو جو اس کے دعوی کے مکذب ہو بلکہ تم کو اس کے کلام میں ایسی بہت سی باتیں ملیں گی چنانچہ اب تک جتنے جھوٹے مدعی نبوت ہوئے وہ ایسے ہی ہوئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا غلط دعویٰ نبوت

مثال کے لئے ہمارے زمانہ کا جھوٹا مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی موجود ہے اس کے دوسرے بیانات سے قطع نظر کر کے خود اس کے دعویٰ ہی پر نظر کی جاوے تو اس میں بھی اس قدر اختلاف ہے کہ وہ ہی اس کی تکذیب کے لئے کافی ہے اس تقریر سے یہ شبہ دفع ہو گیا کہ آدمیوں کی بہت سی ایسی تصانیف ہیں کہ ان میں اختلاف نہیں پس اس دلیل کی بنا پر لازم ہے کہ وہ بھی خدا کی جانب سے ہوں ورنہ یہ دلیل غلط ہوگی کیونکہ اس دلیل کا تعلق اس شخص سے ہے جو خدا کی طرف اپنی باتوں کو منسوب کرتا ہے نہ کہ ہر شخص سے اور مدعی نبوت اور مصنفین میں جو فرق ہے وہ مخفی نہیں پس مصنفین کی حالت سے استدلال صحیح نہیں ہاں اگر کسی جھوٹے مدعی نبوت کو نظیر میں پیش کیا جاوے تو ایک حد تک صحیح ہو سکتا ہے لیکن ان شاء اللہ ایک بھی ایسا نہ ملے گا جس کا کلام مدون ہو (اور خود اس کے کلام میں اس کی تکذیب کی بہت سی وجوہ نہ ہوں اور محض احتمال عقلی تردید کے لئے کافی نہیں ورنہ احتمالات عقلیہ سے تو قطعیات مسلمہ بھی باطل ہو سکتے ہیں۔ فافهم ولا تعجل بالرد (حتى تصل الى حقيقة الامر)

امن وخوف کے سلسلہ میں شرارت

اور (ایک حالت ان کی یہ ہے کہ) جب ان کے پاس کوئی بات امن یا خوف کی آتی ہے تو وہ (نافرمانی سے شرارت سے اسے شائع کر دیتے ہیں اور (یہ ان کی سخت بیہودگی ہے کیونکہ) اگر وہ اسے (بجائے شائع کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اور ان لوگوں تک پہنچا دیتے جو اس کے سمجھنے کے اہل ہیں تو (اس میں یہ فائدہ تھا کہ) ان میں سے ان لوگوں کو جو اس خبر سے صحیح نتائج اخذ کرتے اس کا علم ہو جاتا (جو کہ ایک فائدہ بخش بات ہوتی کیونکہ وہ اس سے نتائج مفیدہ اخذ کرتے کہ اس خبر کی اصلیت کیا ہے اور اگر یہ صحیح ہے تو ہمارا اس میں کیا فائدہ ہے اور کیا نقصان ہے اور اگر اس میں نقصان ہے تو ہم اس سے کیونکر بچ سکتے ہیں یا اس کی کیونکر تلافی کر سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ اور عوام میں مشہور کرنے سے بجز احتمال ضرر کے کوئی فائدہ نہ ہوا الغرض ان واقعات سے ثابت ہوا کہ یہ لوگ شیطان کے پیرو ہیں) اور (یہ خدا کا انعام اور رحمت ہے کہ تم اس سے بچے ہوئے ہو کیونکہ) اگر خدا کا (وہ) فضل اور اس کی (وہ) رحمت تم پر نہ ہوتی (جواب ہے) تو تم بھی (ان کی طرح) شیطان کے پیرو ہوتے بجز تھوڑے سے آدمیوں کے (جو کہ اس رحمت وفضل عام کے نہ ہونیکی صورت میں بھی اپنی خاص قابلیت کے سبب فضل نہ رحمت خاصہ کا مورد ہو کر شیطان کی پیروی سے محفوظ رہتے۔

دین کی اشاعت کے لئے آنحضرت کو جہاد کا حکم

پس (جبکہ یہ لوگ شرکت جہاد سے گریز کرتے ہیں جیسا کہ ابھی ان کی حالت بیان کی گئی تو اے نبی) آپ خود خدا کی راہ میں جنگ

کیجئے (اور دوسروں کے نہ شریک ہونے کا آپ کوئی اثر نہیں کیونکہ) آپ کو صرف آپ کی ذات کا مکلف بنایا جاتا ہے (دوسروں کا مکلف نہیں بنایا جاتا) اور (دوسروں سے جس قدر تعلق ہے (وہ صرف تبلیغ اور تحریص کا ہے اس لئے) مسلمانوں کو (صرف جنگ پر) برانگیختہ کیجئے (اب انہیں اختیار ہے کہ وہ شریک ہوں یا نہ ہوں۔

تنہاء جہاد نبوی کا فائدہ!

اب یہ سوال ہوسکتا ہے کہ میری تنہاء جنگ سے کیا نتیجہ برآمد ہوسکتا ہے اور میں تنہاء کیا کرسکتا ہوں سو اس کے دو جواب ہیں ایک یہ کہ) کیا بعید ہے کہ حق تعالیٰ کفار کی جنگ کو روک دے (اور وہ مقابلہ ہی پر نہ آئیں اس صورت میں وہی فائدہ ہے جو جنگ سے ہوتا ہے یعنی مرعوبی کفار و مغلوبی اس پر یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ یہ تو بغیر اس کے بھی ممکن ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کا حکم کیا جاوے اس کا جواب یہ ہے کہ اس حکم سے اس امر کا امتحان مقصود ہے کہ وہ ہمت تو نہیں ہارتے دوسرے اس طرح مسلمانوں پر زبردست بار پڑے گا کہ وہ ہرگز گوارا نہ کریں گے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہاء لڑیں اور وہ بیٹھے دیکھیں) اور (دوسرا جواب یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی جنگ بڑی زبردست ہے اور اس کی سزا نہایت سخت ہے (پس اگر کفار مقابلہ پر آئے تو خدا تمہاری مدد کرے گا اور وہ خدا پر غالب نہیں آسکتے اس لئے لامحالہ شکست کھائیں گے اور سزایاب ہوں گے۔

ترغیب جہاد اور اس کا فائدہ: آپ کو تحریص مومنین کا حکم دیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے آپ کے اجر میں اضافہ ہوگا کیونکہ ہمارا قانون ہے کہ) جو کوئی کسی قسم کی عمدہ سفارش کرے (مثلاً شرکت جہاد کی ترغیب دے) اس کو اس میں سے حصہ ملے گا اور جو کوئی بری سفارش کرے (مثلاً لوگوں کو شرکت جہاد سے روکے) اس کو اس میں سے حصہ ملے گا (پس چونکہ یہ تحریص عمدہ سفارش ہے اس لئے اس کا اجر آپ کو ملنا ضروری ہے اور یہ حصہ دینا خدا کے لئے کچھ مشکل نہیں کیونکہ) اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے (اور اس لئے وہ عمدہ سفارش پر جزاء اور بری سفارش پر سزا دے سکتا ہے)

وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا ﴿٨٦﴾
اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۗ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا ﴿٨٧﴾

ترجمہ: اور جب تم کو کوئی (مشروع طور پر) سلام کرے اور تو تم اس سلام سے اچھے الفاظ میں سلام کر دیا ویسے ہی الفاظ کہہ دو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر حساب لیں گے اللہ تعالیٰ ایسے ہیں کہ ان کے سوا کوئی معبود ہونے کے قابل نہیں وہ ضرور تم سب کو جمع کریں گے قیامت کے دن اس میں کوئی شبہ نہیں اور خدا تعالیٰ سے زیادہ کس کی بات سچی ہوگی۔

سلام کا بہتر جواب دیا جائے

تفسیر: اور (منجملہ تعدی حدود اللہ تعالیٰ کے ایک تعدی جوابِ سلام میں ہے اس لئے کہا جاتا ہے کہ) جب تم کو سلام کیا جاوے تو تم (جواب میں) اس سے بہتر سلام کر دیا (کم از کم) اسی کو لوٹا دو (دیکھو اس میں کوتاہی نہ کرنا کیونکہ) اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والے ہیں (اس میں چونکہ دو دعوی ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کو ایسا کرنے پر قدرت ہے اور دوسرا یہ کہ ایسا ہوگا لہذا دعویٰ اول کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اللہ کو ضرور اس پر قدرت ہے کیونکہ) اللہ کی یہ شان ہے کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں پس جبکہ وہ متفرد بالالوہیت ہیں تو لوازم تفرد

الوہیت جیسے قدرت تامہ ونفاذ حکم اس کے لئے ثابت ہوں گے اور دعویٰ ثانی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وقوع محاسبہ فی نفسہ ایک امر ممکن ہے اور جس ممکن کی کوئی سچا خبر دے وہ واقع ہے اور خدا نے اس کے وقوع کی خبر دی ہے۔

قیامت میں محاسبہ: چنانچہ وہ فرماتا ہے کہ وہ تم کو قیامت میں بغرض محاسبہ ضرور جمع کرے گا اس میں کوئی خلجان (اور شبہ کی بات) نہیں اور (ظاہر ہے کہ) خدا سے زیادہ کون سچا ہوگا (لہذا وقوع محاسبہ ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی سچا نہیں: اور یہ بات کہ ظاہر ہے کہ خدا سے زیادہ کوئی سچا نہیں ہوسکتا اس کی وجہ یہ ہے کہ جھوٹ کا منشاء یا خوف ہے یا لالچ یا حماقت یا جہل یا عجز کامل یا قاصر کیونکہ اگر کوئی جھوٹ بولتا ہے تو دانستہ بولتا ہے یا نادانستہ پھر جو دانستہ بولتا ہے تو یا اس میں فائدہ مدنظر ہوتا ہے یا نہیں دوسری صورت حماقت ہے اور اگر پہلی صورت ہے تو اس سے یا کوئی اپنی غرض متعلق ہوتی ہے یا دوسرے کی اگر اپنی غرض متعلق ہوتی ہے تو وہ یا جلب منفعت ہوتی ہے یا دفع مضرت اور اگر دوسرے کی غرض متعلق ہوتی ہے تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اس غرض کو دوسرے طریق سے حاصل نہیں کرسکتا یہ تو عجز کامل ہے اور یا دوسرے طریق سے حاصل کرنے میں کوئی اور خرابی ہوتی ہے یہ عجز ناقص لہذا اس کا منشاء عجز ہوا اور حق تعالیٰ ان تمام باتوں سے منزہ ہے اس لئے وہ کذب سے بھی منزہ نہیں پس! ثابت ہوا کہ خدا سب سے زیادہ سچا ہے۔

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ
اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا
فَتَكُوْنُوْنَ سَوَاۗءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا
فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۠ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ اِلَّا
الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَاۗءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ
اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ
اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝
سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ۭ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ
اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ
حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝

ترجمہ: پھر تم کو کیا ہوا کہ ان منافقوں کے باب میں تم دو گروہ ہوگئے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو الٹا پھیر دیا ان کے عمل کے سبب کیا تم لوگ اس کا ارادہ رکھتے ہو ایسے لوگوں کو ہدایت کرو جن کو اللہ نے گمراہی میں ڈال رکھا ہے اور جس شخص کو

اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈالدیں اس کے لئے کوئی سبیل نہ پاؤ گے وہ اس تمنا میں ہیں کہ جیسے وہ کافر ہیں تم بھی کافر بن جاؤ جس میں تم اور وہ سب ایک طرح کے ہو جاؤ سو ان میں سے کسی کو دوست مت بنانا جب تک کہ وہ اللہ کی راہ میں ہجرت نہ کریں اور اگر وہ اعراض کریں تو ان کو پکڑو اور قتل کرو جس جگہ ان کو پاؤ اور نہ ان میں سے کسی کو دوست بناؤ اور نہ مددگار بناؤ مگر جو لوگ ایسے ہیں جو کہ ایسے لوگوں سے جا ملتے ہیں کہ تمہارے اور ان کے درمیان عہد ہے یا خود تمہارے پاس اس حالت سے آویں کہ ان کا دل تمہارے ساتھ اور نیز اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے منقبض ہو اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کو تم پر مسلط کر دیتا پھر وہ تم سے لڑنے لگتے پھر اگر وہ تم سے کنارہ کش رہیں یعنی تم سے نہ لڑیں اور تم سے سلامت روی رکھیں تو اللہ تعالیٰ نے تم کو ان پر کوئی زور نہیں دی بعضے ایسے بھی تم کو ضرور ملیں گے کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ تم سے بھی بے خطر ہو کر رہیں اور اپنی قوم سے بھی بے خطر ہو کر رہیں جب کبھی ان کو شرارت کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے تو وہ اس میں جا گرتے ہیں سو یہ لوگ اگر تم سے کنارہ کش نہ ہوں اور نہ تم سے سلامت روی رکھیں نہ اپنے ہاتھوں کو روکیں تو تم ان کو پکڑو اور قتل کرو جہاں کہیں ان کو پاؤ اور ہم نے تم کو ان پر صاف حجت دی ہے۔

منافقین کے کفر میں اتحاد رائے کی ضرورت

تفسیر: اور منجملہ تعدی حدود اللہ کے ایک تعدی منافقین کے باب میں اختلاف ہے پس (کہا جاتا ہے کہ) تمہیں کیا ہوا[1] کہ تم منافقین کے باب میں دو گروہ ہو گئے ہو (کہ ایک انہیں مسلمان کہتا ہے اور دوسرا کافر) حالانکہ (وہ کافر ہیں اور) خدا نے ان کے کرتوتوں کی بدولت ان کو مردود کر رکھا ہے کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ان لوگوں کو ہدایت کرو جن کو (ان کے سوء اختیار کے سبب) خدا نے گمراہ کیا ہے (یہ تمہاری سخت غلطی ہے) اور (ہم ہر شخص کو سنائے دیتے ہیں تاکہ کوئی اور ایسی غلطی نہ کرے اور کہے دیتے ہیں کہ) جس شخص کو خدا گمراہ کرے (اے مخاطب کائنا من کان) تو اس (کی ہدایت) کے لئے کوئی راہ نہ پاوے گا۔

منافقین کی تمنا: (اس جملہ معترضہ کے بعد ہم مضمون سابق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ کیا مسلمان ہوتے) وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ جیسے وہ کافر ہیں تم بھی ویسے ہی کافر ہو جاؤ اور (اس طرح) تم اور وہ دونوں یکساں ہو جاؤ لہٰذا تم ان کو دوست نہ بنانا تا آنکہ وہ خدا کی راہ میں (گھر بار عزیز و اقارب غرض تمام موانع و مزاحمت ایمان کو) چھوڑ دیں (اور اس طرح وہ مخلص مومن بن جائیں۔

حزبی کافروں کے قتل وقید کا حکم

اب اگر وہ (اس سے) اعراض کریں (اور اگر کفر پر جمے رہیں) تو تم کو اجازت ہے کہ انہیں جہاں پاؤ قید کر دو اور قتل کر دو اور تم کو چاہئے نہ ان میں سے کسی کو یار بناؤ نہ مددگار (یہ حکم قید وقتل ان سب کے لئے ہے) باستثنان لوگوں کے جو ان لوگوں سے جا ملیں جن کے اور تمہارے درمیان معاہدہ ہے یا وہ ایسی حالت میں تمہارے پاس آئیں کہ ان کے سینے اس سے تنگ ہوں کہ وہ (اپنے لوگوں کے ساتھ ہو کر) تم سے لڑیں یا (تمہارے ساتھ ہو کر اپنی قوم سے لڑیں (اور تمہارے پاس آکر جنگ سے الگ رہنے کا معاہدہ کریں اے مسلمانو تم کو کفار کی جنگ سے دل تنگی اور عاجزانہ مصالحت کی درخواست سے معذور نہ ہونا چاہئے اور بلکہ خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے ان کو تم سے مغلوب کیا) اور اگر خدا

[1] اس آیت کے شان نزول میں مجھے کسی روایت پر اطمینان نہیں ہوا اس لئے میں نے کوئی تعیین نہیں کی دوسری تفاسیر میں دیکھ لا جاوے جس پر اطمینان ہو جاوے ۱۲ منہ

چاہتا تو (بجائے تم کو ان پر غلبہ دینے کے) ان کو تم پر غلبہ دیتا اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ (بجائے امن طلب کرنے کے) تم سے جنگ کرتے۔

صلح کی درخواست کے بعد پھر زیادتی نہ کی جائے

(خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا اب اصل مضمون سنو) پس اگر (حسب مضمون سابق) وہ تمہارے حلیفوں کے حلیف بن کر یا براہ راست تم سے مصالحت کر کے) تم سے الگ رہیں اور تم سے جنگ نہ کریں اور تمہارے سامنے صلح پیش کریں تو اس صورت میں حق تعالیٰ نے تمہارے لئے ان پر (زیادتی کی) کوئی راہ نہیں تجویز کی (اس لئے تم کو ان پر کوئی (زیادتی نہ کرنی چاہیے)۔

بدعہد اور صلح شکنی والے کے ساتھ سلوک

ان کے علاوہ) تم دوسرے ایسے لوگوں کو جو تم سے بھی بے خطر رہنا چاہتے ہیں۔ اور اپنی قوم سے بھی بے خطر رہنا چاہتے ہیں اس قماش کا پاؤ گے کہ جب ان کو شرارت کی طرف لوٹایا جاتا ہے تو اس میں پھنس جاتے ہیں اور (اپنی آشتی کی روش کو چھوڑ کر فساد پر آمادہ ہو جاتے ہیں) سو (ان کا یہ حکم ہے کہ) اگر یہ لوگ (اپنی مصالحانہ روش پر قائم رہ کر) تم سے الگ نہ رہیں اور تمہارے سامنے مصالحت پیش نہ کریں اور اپنے ہاتھوں کو نہ روکیں (بلکہ تم سے جنگ کریں) تو (چونکہ اُنھوں نے بدعہدی کی اس لئے) تم کو اجازت ہے کہ جہاں پاؤ انہیں گرفتار کرو اور قتل کرو اور یہ وہ لوگ ہیں جن (کے قید و قتل) پر خدا نے تمہارے لئے کھلی حجت بنائی ہے (اور تم کو ان کے قید و قتل کرنے میں برسرِ حق قرار دیا ہے کیونکہ بدعہدی و امن شکنی کے مرتکب وہ خود ہیں)۔

کھلے منافقین کا حکم: ان آیات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو منافق معلوم الکفر والنفاق ہوں ان کا حکم کفار مجاہدین کا ہے اور جن شرائط کے ساتھ کفار مجاہدین کا قید و قتل جائز ہے۔ انہیں کے ساتھ ان کا قید و قتال بھی جائز ہے لیکن اگر کسی مصلحت سے اُن کو قتل نہ کیا جاوے تو یہ بھی جائز ہے اور جن منافقین معلوم النفاق کو قتل نہیں کیا گیا وہ محض مصلحت کی بناء پر تھا چنانچہ جس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ آپ ان شریروں کو قتل کیوں نہیں کر دیتے تو آپ نے فرمایا کہ لوگ کہیں گے کہ محمدؐ اپنے ساتھیوں کو مارتے ہیں۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۚ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿٩٢﴾ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿٩٣﴾

ترجمہ: اور کسی مومن کی شان نہیں کہ وہ کسی مومن کو (ابتداءً) قتل کرے لیکن غلطی سے اور جو شخص کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دے تو اس پر ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے اور خون بہا ہے جو اس کے خاندان والوں کو حوالے کر دی

جائے، مگر یہ کہ وہ لوگ معاف کر دیں، اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو جو تمہارے مخالف ہیں اور وہ شخص خود مومن ہے تو ایک غلام یا لونڈی مسلمان کا آزاد کرنا، اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہو تو خون بہا ہے جو اس کے خاندان والوں کو حوالہ کر دی جائے، اور ایک غلام یا لونڈی مسلمان کا آزاد کرنا، پھر جس شخص کو نہ ملے تو متواتر دو ماہ کے روزے ہیں بطریق توبہ کے جو اللہ کی طرف سے مقرر ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کر ڈالے تو اسکی سزا جہنم ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہنا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ناک ہونگے اور اسکو اپنی رحمت سے دور کر دیں گے اور اسکے لئے بڑی سزا کا سامان کریں گے۔

قتل مومن قصداً جائز نہیں

تفسیر: الغرض یہ تو قتل کفار کے متعلق حکم تھا۔ اور (قتل مومن کا یہ حکم ہے) مسلمان کو زیبا نہیں کہ وہ (اپنی طرف سے بلا اجازت یا بلا ایجاب خداوندی) کسی مسلمان کو (کسی طرح قتل کرے بجز غلطی سے قتل کرنے کے کہ مقصود قتل نہ ہو بلکہ اتفاق سے قتل واقع ہو جاوے جیسے ہرن پر نشانہ لگایا لیکن آدمی کے لگ گیا)۔

قتل خطا کی سزا: اور (قتل خطا بھی بالکل معاف نہیں بلکہ اس کا حکم یہ ہے کہ) جو شخص کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دے۔ تو اُس پر ایک مومن غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا اور وہ دیت جو اس (مقتول کے) ورثہ کو دیجائے۔ لازم ہے بجز اس صورت کے کہ وہ لوگ (دیت) معاف کر دیں اب اگر وہ (مقتول خطاء) ان کفار میں کا ہو جن کے اور تمہارے درمیان معاہدہ ہے۔ تو (اس صورت میں) دیت بھی واجب ہے جو کہ اس کے لوگوں کو دیجائے گی اور مومن غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا بھی پھر جس شخص کو (غلام لونڈی) میسر نہ ہو اُس کو دو مہینے کے پے در پے روزے رکھنے ہوں گے بحیثیت خدا کی جانب سے مقرر کی ہوئی توبہ ہونے کے (پس جبکہ وہ غلام یا لونڈی آزاد کرے گا یا دو مہینے کے روزے رکھ لے گا تو یہ اسکے لئے توبہ ہو جاوے گی) اور (تم کو چاہیے کہ ان احکام میں نہ عملی مداخلت کرو نہ عقلی بلکہ ان کو تسلیم کرو کیونکہ) اللہ تعالیٰ جاننے والے حکمت والے ہیں (اور انھوں نے اپنے علم وحکمت کی بنا پر یہ احکام مقرر کئے ہیں)

مسلمان کے قتل عمد کا حکم: اور جو شخص (قصداً اور) جان بوجھ کر کسی مسلمان کو قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے یوں کہ وہ اس میں ہمیشہ رہے اور اس پر خدا کا غضب ہوگا اور وہ اسے رحمت سے دور کر دے گا۔ اور اس نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

مومن کے قتل عمد کی تفصیل اور اس کا حکم

ان احکام کی پوری تفصیل فقہ میں دیکھو اس جگہ یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ قتل عمد کی جو سزا بیان کی گئی اس کا کیا مطلب ہے سو سمجھنا چاہیے کہ اشیاء کا ایک اثر انفرادی ہے اور دوسرا اثر ترکیبی پھر ترکیب کبھی ایسی اشیاء کے ساتھ ہوتی ہے جو اس کے اثر کو قوت پہنچاتی ہیں اور کبھی ایسے اجزاء کے ساتھ جو اس کے اثر کو باطل یا مضمحل کرتی ہیں مثلاً سم الفار کا انفرادی اثر یہ ہے کہ وہ قاتل ہے لیکن اگر اس کے ساتھ دوسرے سمی اجزاء بھی مل جائیں جو کہ اس کے اثر کو قوت پہنچانیوالے ہوں تو اس کا اثر بڑھ جاوے گا اور اگر اس کے ساتھ ایسے اجزاء مل جائیں جن میں تریاقیت ہو تو اس کا اثر کمزور یا باطل ہو جاوے گا جب یہ معلوم ہو چکا تو اب سمجھو کہ قتل انفرادی کا اثر یہ ہے کہ وہ موجب خلود فی النار ہے لیکن اگر اس کے

ساتھ ایمان شامل ہو جاوے تو اس کا یہ اثر خلود فی النار نہ رہے گا بلکہ وہ محدود سزا کی صورت میں تبدیل ہو جاوے گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس میں جس قدر حق اللہ ہے وہ بالکل معاف ہو جاوے اور جس قدر حق العبد ہے اس پر سزا ہو یا حقدار کو رضامند کر کے معاف کرا دیا جاوے چنانچہ حکومت کے قانون میں قتل کی سزا پھانسی ہے لیکن کبھی قاتل کی وفاداری کی صورت میں وہ سزا مبدل بہ قید ہو جاتی ہے اور کبھی قاتل کو معاف کر دیا جاتا ہے پس اس جگہ جو سزائے قتل بیان کی گئی ہے وہ اس کا اقتضائے ذاتی ہے اور سورۂ فرقان میں جو سزا بیان کی گئی ہے وہ ایسی صورت میں ہے جبکہ اس کے ساتھ شرک بھی شامل ہو جو اس کے اثر کو قوت پہنچانے والا ہے اور اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وغیرہ میں ایمان کا اثر بتلایا گیا ہے کہ ایمان کا اثر ہر جرم کے اثر میں تخفیف کر کے مومن کو مآل کار جنت میں داخل کر دیتا ہے پس کل نصوص منطبق ہو گئیں اور مسلمانوں کا اجماع کہ قاتل مخلد فی النار نہ ہوگا خلاف نص نہ رہا۔ واللہ اعلم اس کے بعد ہم پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے اوپر قتل مومن کی ممانعت فرمائی تھی اب فرماتے ہیں کہ اس ممانعت کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ آدمی زبان سے اسلام کا اقرار کرے مگر بشرطیکہ اس کے دوسرے اقوال و افعال اس اقرار کی تکذیب نہ کرتے ہوں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ
لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ
قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿٩٤﴾ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ
فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَي الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ
الْحُسْنٰي ۭ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَي الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٩٥﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً
وَّرَحْمَةً ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٩٦﴾

ترجمہ: اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں سفر کیا کرو تو ہر کام کو تحقیق کر کے کیا کرو اور ایسے شخص کو جو کہ تمہارے سامنے اطاعت ظاہر کرے دنیوی زندگی کے سامان کی خواہش میں یوں مت کہہ دیا کرو کہ تو مسلمان نہیں کیونکہ خدا کے پاس بہت غنیمت کے مال ہیں پہلے تم بھی ایسے ہی تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا سو غور کرو بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر گیری رکھتے ہیں برابر نہیں وہ مسلمان جو بلا کسی عذر کے گھر میں بیٹھے رہیں اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا درجہ بہت زیادہ بنایا ہے جو اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں بہ نسبت گھر میں بیٹھنے والوں کے اور سب سے اللہ تعالیٰ نے اچھے گھر کا وعدہ کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بمقابلہ گھر میں بیٹھنے والوں کے بڑا اجر عظیم دیا ہے یعنی بہت سے درجے جو خدا کی طرف سے ملیں گے اور مغفرت اور رحمت اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے بڑے رحمت والے ہیں۔

قتل سے پہلے غور وفکر کی ضرورت

تفسیر: چنانچہ فرماتے ہیں کہ) اے مسلمانو! جب تم خدا کی راہ میں (جہاد کے لئے) جا رہے ہو (اور کسی کو قتل کرنا چاہو) تو پہلے خوب سوچ سمجھ لیا کرو (کہ اس کا قتل جائز بھی ہے یا نہیں)

اسلام ظاہر کرنیوالوں کے اسلام کا انکار نہ کیا جائے

اور جو کوئی تمہیں سلام کرے (جو کہ اس کے اسلام کی علامت ہے) تو تم سامان دنیا کے طالب ہو کر (جواب میں) یہ نہ کہا کرو کہ تو مومن نہیں ہے (بلکہ جان بچانے کے لئے ایسا کہتا ہے جیسا کہ تم نے اس شخص کے باب میں کیا تھا جو کہ بکریاں لئے جا رہا تھا اور جس نے تمہیں سلام کیا تھا جس پر تم نے یہ الزام لگا کر کہ یہ جان بچانے کے لئے ایسا کہتا ہے اسے قتل کر دیا تھا اور اس کی بکریاں لے گئے تھے) کیونکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت سی غنیمتیں ہیں (جو تم کو جائز طور سے دیجائیں گی) پہلے تم بھی ایسے ہی تھے (کہ اس مقتول کی طرح تمہارے اسلام کا علم بھی تمہارے دعویٰ ہی سے ہو سکتا ہے) اس کے بعد حق تعالیٰ نے تم پر احسان کیا (کہ تم کو ایسے افعال کی توفیق دی جس سے اس دعویٰ کا دل سے ہونا معلوم ہوا) پس تم غور کر لیا کرو (اور یکایک کسی مسلمان کو متہم کر کے قتل نہ کر دیا کرو یہ واضح رہے کہ) جو کچھ تم کرتے ہو حق تعالیٰ اس سے باخبر ہیں (پس اگر تم اس حکم کی تعمیل میں کوتاہی کرو گے تو مستحق سزا کے ہو گے غرض یہ تنبیہ ترک احتیاط پر تھی ورنہ جہاد فی نفسہ اچھی چیز ہے اسے نہ چھوڑنا چاہیے۔

مجاہدین اور غیر مجاہدین خدا کی نظر میں

کیونکہ) جو لوگ کسی تکلیف میں مبتلا نہیں (جیسے اندھے یا لنگڑے یا اپاہج یا بیمار وغیرہ) اور وہ بوجہ فرض عین نہ ہونے کے) جہاد کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور جو لوگ خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرتے ہیں دونوں خدا کے نزدیک رتبہ میں برابر نہیں (کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو اپنی جان و مال سے جہاد کرتے ہیں ان لوگوں پر جو بیٹھے ہوئے ہیں مرتبہ کے لحاظ سے فضیلت دی ہے اور (یہ نہیں کہ بیٹھے ہوئے بالکل محروم رہیں کیونکہ ان دونوں میں سے) ہر ایک سے اللہ تعالیٰ نے (ان کے ایمان اور دوسرے اعمال صالحہ پر) عمدہ معاوضہ کا وعدہ کیا ہے اور اس کے ساتھ جہاد کرنے والوں کو بیٹھے ہوؤں پر بڑے معاوضے یعنی اپنی جانب سے مراتب عالیہ اور مغفرت اور رحمت کے لحاظ سے فوقیت دی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے رحم کرنے والے ہیں اس لئے مجاہدین و غیر مجاہدین کو علیٰ حسب مراتب دولت رحمت و مغفرت سے سرفراز فرمایا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِى الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۙ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ۙ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۞ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِى الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ

يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾

ترجمہ: بیشک جب ایسے لوگوں کی جان فرشتے قبض کرتے ہیں جنہوں نے اپنے کو گنہگار کر رکھا تھا تو وہ ان سے کہتے ہیں کہ تم کس کام میں تھے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم سرزمین میں محض مغلوب تھے وہ کہتے ہیں کیا خداتعالیٰ کی زمین وسیع نہ تھی؟ تم کو ترک وطن کر کے اس میں چلا جانا چاہیے تھا سو ان لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے اور جانے کے لئے وہ بری جگہ ہے لیکن جو مرد اور عورتیں اور بچے قادر نہ ہوں کہ نہ کوئی تدبیر کر سکتے ہیں اور نہ راستہ سے واقف ہیں سو اُن کے لئے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیں اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے اور بڑے مغفرت کرنے والے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرے گا تو اسکو روئے زمین پر جانے کی بہت جگہ ملے گی اور بہت گنجائش اور جو شخص اپنے گھر سے اس نیت سے نکل کھڑا ہو کہ اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کروں گا پھر اس کو موت آ پکڑے تب بھی اس کا ثواب ثابت ہو گیا اللہ تعالیٰ کے ذمہ اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنے والے ہیں بڑے رحمت والے ہیں۔

مہاجرین کی مدد خدا کی طرف سے

تفسیر: الغرض اس بیان سے معلوم ہوا۔ کہ جس جگہ رہنے میں دین کا ضرر ہو اس جگہ کو چھوڑ دینا ضرور ہے۔ جس کو ہجرت کہتے ہیں) اور (گو گھر بار چھوڑنا دشوار معلوم ہوتا ہو اور آدمی سوچتا ہے کہ کہاں جاؤں لیکن پریشان نہ ہونا چاہیے کیونکہ) جو شخص خدا کی راہ میں گھر بار چھوڑے گا اُس کو زمین میں بہت سے ٹھکانے اور بڑی گنجائش ملے گی پس اگر کوئی گھر بار چھوڑ کر نکلا اور کسی ٹھکانے پر پہنچ گیا فہو المراد) اور (اگر کسی ٹھکانے پر نہ پہنچ سکا اور راستہ ہی میں مر گیا تو بھی کچھ حرج نہیں کیونکہ یہ قانون ہے کہ) جو کوئی گھر بار چھوڑ کر اپنے گھر سے نکلے اور خدا اور رسول کی طرف چلے پھر (راہ میں اُسے موت آ جاوے تو اس کا معاوضہ حق تعالیٰ کے ذمہ ثابت ہو گیا (کہ بحکم الهجرۃ تهدم ما قبلها اس کے پہلے گناہ معاف ہو جائیں گے) اور (حقیقت یہ ہے کہ) خدا بخشنے والا اور رحمت والا ہے (چنانچہ ہجرت مکمل بھی نہیں ہوئی اور گناہ بخش دے)

ترغیب ہجرت: چونکہ اس جگہ فضیلت جہاد بیان فرمائی گئی ہے اور ہجرت مقدمہ ہے جہاد کا اس لئے اب ایک تمہید کے ساتھ ہجرت کی ترغیب دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ) جن لوگوں کو فرشتوں نے ایسی حالت میں مارا کہ وہ (بذریعہ کفر و شرک اور دیگر معاصی کے) اپنے اوپر ظلم کرتے تھے ان سے انھوں نے (دھمکا کر) کہا کہ تم کس کام میں مصروف تھے (اور کیا کیا کرتے تھے) انھوں نے اس کے جواب میں بجائے ان کاموں کے بیان کرنے کے ان کی وجہ بیان کی اور) کہا ہم اس سرزمین میں کمزور تھے (اور لوگوں کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے اس لئے مجبوراً جو وہ کرتے تھے وہ ہم کرتے تھے اس کے جواب میں) انھوں نے کہا کہ (اگر تمہارا یہ کہنا صحیح ہے کہ ہم دباؤ کی وجہ سے گناہ کرتے تھے تو وہاں رہنا کیا ضرور تھا) کیا خدا کی زمین فراخ نہ تھی کہ تم اس میں کسی اور جگہ جہاں تم آزادی کے ساتھ نیک کام کر سکتے) چلے جاتے (اس کا جواب اُن کے پاس کچھ نہ تھا) لہذا ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بُری جائے بازگشت ہے۔

جو لوگ ہجرت پر قادر نہ ہوسکیں: بجز ان مردوں اور عورتوں اور بچوں کے جو (فی الحقیقت) کمزور ہوں کہ (نہ وہ کہیں جانے کی) تدبیر کر سکتے ہوں اور نہ (کسی ایسی جگہ کا) راستہ انہیں معلوم ہو (غرض کہ وہ فی الحقیقت مجبور اور معذور ہوں اور اس لئے با دل خواستہ بظاہر کفار کے ساتھ اعمال میں بقدر ضرورت موافقت کرتے ہوں) سو یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے متعلق امید ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف کر دیگا اور (یہ امید بیجا نہیں کیونکہ) اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے اور بہت بخشنے والے ہیں (وہ تو ان جرائم کو بھی صاف کر دیتے ہیں جو کہ قصداً کئے جائیں پھر وہ انہیں کیوں نہ معاف کریں گے، جو مجبوری سے کئے گئے بچوں کا ذکر مستضعفین کے بیان میں استطراداً ہے اور مقصود مرد اور عورتیں ہیں جو کہ مکلف ہیں اور ہمارے بیان سے معلوم ہو گیا کہ یہ معافی ترک ہجرت کی نہیں کیونکہ وہ لوگ ہجرت کے مکلف ہی نہیں بلکہ معافی ان گناہوں کی ہے جو بحالت اضطرار ان سے سرزد ہوئے اور چونکہ حالت اضطرار تکلیف کے منافی نہیں اور اس بناء پر ان کے افعال پر سزا کی گنجائش تھی اس لئے معافی کے ساتھ عسیٰ استعمال کیا گیا۔

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۱﴾ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۣ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَاۗىِٕكُمْ ۠ وَلْتَاْتِ طَاۗىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۰۲﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَاۗءِ الْقَوْمِ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾

ترجمہ: اور جب تم زمین میں سفر کرو سو تم کو اس میں کوئی گناہ نہ ہوگا کہ تم نماز کو کم کر دو اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تم کو کافر لوگ پریشان کریں گے بلا شبہ کافر لوگ تمہارے صریح دشمن ہیں اور جب آپ ان میں تشریف رکھتے ہوں پھر آپ ان کو نماز پڑھانا چاہیں تو یوں چاہیے کہ ان میں سے ایک گروہ تو آپ کے ساتھ کھڑے ہو جائیں اور کچھ لوگ ہتھیار لے لیں پھر جب یہ لوگ سجدہ کر چکیں تو یہ لوگ تمہارے پیچھے ہو جاویں اور دوسرا گروہ جنہوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی آ جاوے اور آپ

کے ساتھ نماز پڑھ لیں اور یہ لوگ بھی اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار لے لیں کافر لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اگر تم اپنے ہتھیاروں اور سامانوں سے غافل ہو جاؤ تو تم پر یکبارگی حملہ کر بیٹھیں! اور اگر تم کو بارش کی وجہ سے تکلیف ہو یا تم بیمار ہو تو تم کو اس میں کچھ گناہ نہیں کہ ہتھیار اتار رکھو اور اپنا بچاؤ لے لو بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے سزا اہانت امیز مہیا کر رکھی ہے پھر جب تم اس نماز کو ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگ جاؤ کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے بھی پھر جب تم مطمئن ہو جاؤ تو نماز کو باقاعدہ موافق پڑھنے لگو یقیناً نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور وقت کے ساتھ محدود ہے اور ہمت مت ہارو اس مخالف قوم کے تعاقب کرنے میں اگر تم الم رسیدہ ہو تو وہ بھی تو الم رسیدہ ہیں جیسے تم الم رسیدہ ہو اور تم اللہ تعالیٰ سے ایسی ایسی چیزوں کی امید رکھتے ہو کہ وہ لوگ امید نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں بڑے حکمت والے ہیں۔

قصر صلوٰۃ کی اجازت اسلام میں

تفسیر: اور (چونکہ ہجرت و جہاد میں سفر کرنا پڑتا ہے اس لئے اب سفر کا حکم بیان کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ) جب تم (کسی مقصد کے لئے) زمین میں چلو (مگر اس شرط سے کہ منزل مقصود تین دن کے راستہ پر ہو تو (ایسی حالت میں) اس میں کوئی گناہ نہیں کہ تم (چار رکعت والی فرض) نماز سے (نصف) کم کردو (اور صرف دو رکعت پڑھو۔ بلکہ ایسا نہ کرنے میں گناہ ہے کیونکہ یہ قصر واجب ہے پس تم بے کھٹکے نماز کم کر دیا کرو) اگر تم کو اندیشہ ہو کہ کفار تمہیں تکلیف پہنچا دیں گے (کیونکہ) کافر مسلمانوں کے کھلے دشمن ہیں (اور اس لئے ان سے تکلیف کا پہنچنا کچھ بعید نہیں ہے لیکن یہ خوف فتنہ تشریع قصر کا منشاء ہے اور مبنی نہیں ہے لہذا خوف نہ ہونے کی حالت میں بھی یہی حکم ہے)

صلوٰۃ خوف اور اس میں سہولت

اور (جس طرح ہم نے خوف کفار کی وجہ سے کمیت صلوٰۃ میں تخفیف کہ ہے یوں ہی ہم اس کی کیفیت ادا میں بھی سہولت پیدا کرتے اور کہتے ہیں کہ) جس وقت (اے نبیؐ) آپ مسلمانوں میں موجود ہوں اور انہیں نماز پڑھائیں (تو تعلیم صلوٰۃ خوف کی انہیں یوں نماز پڑھایئے تاکہ آپ کی عدم موجودگی میں بھی وہ اسی قاعدے سے نماز پڑھیں۔

ترکیب نماز خوف: کہ ان سے فرمایئے کہ جس وقت اکٹھے نماز پڑھنے میں خطرہ ہو تو وہ دو گروہ ہو جائیں پھر) ان میں سے ایک جماعت آپ کے ساتھ (نماز پڑھنے) کھڑی ہو اور ان کو (مزید احتیاط کے لئے) مناسب ہے کہ وہ اپنے ہتھیار لئے رہیں (اور ہتھیار لئے ہوئے نماز پڑھیں) پھر جبکہ یہ لوگ (پہلی رکعت کا) سجدہ کر چکیں تو ان کو چاہئے کہ وہ (حفاظت کے لئے) تمہارے پیچھے ہو جائیں اور (ان کی جگہ وہ دوسرا گروہ آئے جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی (اور آپ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے) اور ان کو بھی مناسب ہے کہ وہ اپنے بچاؤ کا پہلو اختیار کریں اور اپنے ہتھیار لئے رہیں (اور جب آپ اپنی نماز پوری کر چکیں تو یہ دونوں گروہ اسی قاعدے سے اپنی ایک ایک رکعت جو باقی تھی الگ الگ پوری کر لیں ہم نے اس قاعدے سے نماز پڑھنے کا اس لئے حکم دیا ہے کہ) کافر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کاش تم اپنے ہتھیاروں اور سامان سے (کسی طرح) غافل ہو جاؤ اور وہ تم پر دفعۃً حملہ کر دیں (اور جبکہ تم دو جماعتوں میں منقسم ہو کر اور ہتھیار لئے ہوئے نماز پڑھو گے تو ان کی یہ خواہش پوری نہ ہوگی)

صلوٰۃ خوف اور ہتھیار: اور چونکہ ہتھیار رکھنے کا حکم محض مزید احتیاط کے لئے ہے اس لئے) اگر تمہیں بارش (وغیرہ) کی وجہ سے (ہتھیار رکھنے میں) تکلیف (لاحق) ہو یا تم بیمار ہو (اور اس وجہ سے تم ہتھیار نہ اٹھا سکو) تو اس کا بھی مضائقہ نہیں کہ تم ہتھیار رکھ دو اور بچاؤ کا پہلو اس صورت میں بھی رکھنا ضرور ہے (گو معمول تمہارے لئے موجب رحمت ہیں لیکن یہ سن کر تم کو تسلی ہوگی کہ) اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے (جن کی وجہ سے تم کو اس قدر پریشانی ہے کہ تم اطمینان کے ساتھ نماز بھی نہیں پڑھ سکتے خیر) جب تم (ان پابندیوں کے ساتھ) نماز ادا کر چکو تو (پھر کوئی پابندی نہیں) تم کھڑے کھڑے بیٹھے بیٹھے اور کروٹوں کے بل لیٹے لیٹے غرض جس طرح تم مناسب سمجھو اس طرح خدا کی یاد کرو۔

نماز کی اہمیت اسلام میں: (الغرض یہ حکم تو حالت خوف سے متعلق تھا) پھر جب تم مطمئن ہو (اور تمہیں کفار وغیرہ کی طرف سے کوئی خطرہ نہ ہو) تو نماز کو باقاعدہ ادا کرو (کیونکہ) نماز مسلمانوں کے ذمہ ایک موقت فریضہ ہے (جس کا ادا کرنا حسب قدرت ہر حالت میں ضروری ہے اور (چونکہ کفار کا آزاد چھوڑ دیا جانا اس قدر خطرناک ہے کہ تم ان کی وجہ سے فرائض بھی بروقت تمام ادا کر سکتے ہو۔ اور اگر ایک وقت ان سے اس کا خطرہ نہ ہو تو دوسرے وقت میں اس کا اندیشہ ہے۔

دشمنوں کا تعاقب: اس لئے) تم کو چاہئے کہ ان لوگوں کے تعاقب میں سستی نہ کرو (یہ ضرور ہے کہ اس سے تمہیں تکلیف ہوگی لیکن تم سمجھو کہ) اگر تمہیں تکلیف ہوتی ہے تو جیسی تمہیں تکلیف ہوتی ہے انہیں بھی تکلیف ہوتی ہے) پھر جب وہ ہمت نہیں ہارتے تو تم کیوں ہمت ہارو) اور خاص کر ایسی حالت میں کہ) تم کو اللہ تعالیٰ سے ان انعامات کی (بھی) امید ہے جن کی ان کو نہیں ہے (مثلاً دنیا میں غلبہ اور آخرت میں جزا) اور (اگر کہیں بظاہر اس کے خلاف ہو مثلاً کفار کو غلبہ ہو جائے تو یہ سمجھو کہ) اللہ تعالیٰ جاننے والا اور حکمت والا ہے (اس لئے اس میں کوئی مصلحت ہوتی ہے مثلاً تم کو تنبیہ یا کفار کو ہمت دلا کر تمہارے مقابلہ پر لانا اور پھر کامل شکست دینا وغیرہ وغیرہ۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ۙ﴿۱۰۵﴾ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۶﴾ۚ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ﴿۱۰۷﴾ۚ ۙ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿۱۰۸﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۱۰۹﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ کے پاس یہ نوشتہ بھیجا ہے واقع کے موافق تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس کے موافق

فیصلہ کریں جو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلا دیا ہے اور آپ ان خائنوں کی طرفداری کی بات نہ کیجئے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار فرمائیے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنے والے اور بڑے رحمت والے ہیں اور آپ ان لوگوں کی طرف سے کوئی جوابدہی کی بات نہ کیجئے جو کہ اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو نہیں چاہتے جو بڑا خیانت کرنیوالا گناہ کرنیوالا ہو جن لوگوں کی یہ کیفیت ہے کہ آدمیوں سے تو چھپاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے نہیں شرماتے حالانکہ وہ اس وقت ان کے پاس ہے جب کہ وہ خلافِ مرضی الٰہی گفتگو کے متعلق تدبیریں کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان (سب) کے اعمال کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہیں ہاں تم ایسے ہو کہ تم نے (دنیوی زندگی میں تو ان کی طرف سے جواب دہی کی باتیں کرلیں سو خدا تعالیٰ کے روبرو قیامت کے روز ان کی طرف سے کون جواب دہی کرے گا؟ یا وہ کون شخص ہوگا جو ان کا کام بنانے والا ہوگا اور جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان کا ضرر کرے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا پائے گا۔

عدل اور انصاف کا معاملہ

تفسیر: لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم جاؤ بے جا ہر طرح کفار کو نقصان پہنچانا بلکہ جو کارروائی کرو قانون کی حد میں رہ کر کرو چنانچہ) اے[1] نبی واقعی ہم نے تم پر صحیح کتاب نازل کی ہے تا کہ تم لوگوں کے درمیان (خواہ وہ مسلمان ہوں یا کافر) اس کے موافق جو تم کو حق تعالیٰ نے سوجھایا ہے صحیح فیصلہ کرو اور (اس بناء پر) تم کو خیانت کرنے والوں کا (گو وہ مسلمان ہوں) وکیل نہ ہونا چاہئے اور (جو وکالت تھوڑی بہت بوجہ اصل واقعہ معلوم نہ ہونے کے آپ کر چکے ہیں اس سے) خدا سے معافی مانگئے اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا رحمت والا ہے (وہ ضرور معاف کردے گا)۔

خائن و گنہگار کی حمایت نہ کی جائے

اور آئندہ کبھی ایسے لوگوں کی طرف سے نہ جھگڑنا جو (گناہ کر کے) خود اپنے نفسوں سے خیانت کرتے ہیں.......... کیونکہ حق تعالیٰ خیانت پیشہ گنہگار کو پسند نہیں کرتے (لہذا آپ یہی نہ کیجئے) یہ (خیانت کرنے والے) لوگوں سے (اصل واقعہ کو) چھپا سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپا سکتے اور وہ (اس وقت بھی) ان کے ساتھ ہوتا ہے جبکہ وہ رات کے وقت ایسی بات کا مشورہ کرتے ہیں جس کو وہ پسند نہیں کرتا (یعنی یہ اپنے اوپر سے الزام دفع کرنے کے لئے یہ کہنا چاہئے وہ کہنا چاہئے) اور (صرف اسی وقت نہیں بلکہ) وہ جو کچھ بھی کرتے ہیں اور ان سب کا احاطہ کئے ہوئے ہے (ہم نے مانا کہ) تم وہ لوگ ہو کہ تم لوگوں کو ان خیانت کرنے والوں کی طرف سے دنیاوی زندگی میں جھگڑا کرلیا) اور ان کو الزام خیانت سے بری کرا دیا سو (تم یہ بتلاؤ کہ) قیامت میں ان کی طرف سے خدا سے کون بحث کرے گا یا (اس روز) ان کا کون وکیل ہوگا) جو بحث کے علاوہ دوسرے طریق سے ان کا کام بنا دے کوئی نہیں تو اس ناپائیدار وکالت سے کیا فائدہ)

توبہ اور اس کا فائدہ: اور (اگر تم نے نادانی سے ایسا کیا ہے تو اس سے توبہ کرنی چاہئے اور یہ کہنا چاہیئے کہ اب تو ہم گناہ کر چکے اب کیا ہوسکتا ہے کیونکہ) جو کوئی (دوسروں کی) تکلیف کا کام کرے یا صرف اپنے ہی اوپر ظلم کرے اور (ایسا کام کرے جس سے خود اسی کا ضرر ہو) اس کے بعد حق تعالیٰ سے معافی چاہے تو اللہ تعالیٰ کو بڑا متوجہ ہونے والا اور رحمت والا پائے گا۔

---

[1] اس کا منشا یقیناً کوئی امر شروع ہے جس کی تعیین معلوم نہیں کیونکہ نبی معصوم سے دانستہ غیر مشروع کا صدور ممتنع ہے ۱۲

وَمَنْ يَكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْۗـــــَٔةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْۗـــــًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۲﴾

ترجمہ: اور جو شخص کچھ گناہ کا کام کرتا ہے تو وہ فقط اپنی ذات پر اس کا اثر پہنچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑے حکمت والے ہیں اور جو شخص کوئی چھوٹا گناہ کرے یا بڑا گناہ پھر اس کی تہمت کسی بے گناہ پر لگا دے سو اس نے تو بڑا بھاری بہتان اور صریح گناہ اپنے اوپر لادا۔

گناہ کا بدلہ صرف گنہگار کے حصہ میں

تفسیر: اور (یہ بھی واضح رہے کہ) جو کوئی کسی قسم کا گناہ کمائے گا وہ اس کو خود اپنے ہی اوپر کمائے گا (اور اس کا خمیازہ خود اسی کو بھگتنا پڑے گا دوسرا اس کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا اور اس لئے تم خیانت پیشہ لوگوں کی حمایت کر کے یہ نہیں کہہ سکتے[1] کہ ہم نے تمہارے نفع کے لئے کیا تھا اس لئے اس کی سزا بھی تم ہی بھگتو) اور حق تعالیٰ جاننے والا اور حکمت والا ہے (اس لئے اس نے اپنے علم و حکمت کی بناء پر یہ قانون مقرر کیا ہے۔

بہتان: اور (یہ بھی واضح رہے کہ) جو کوئی معمولی قصور یا بڑا گناہ کر کے کسی بے قصور[2] پر ڈالے گا اس نے ایک بہتان اور کھلا ہوا گناہ اپنے اوپر اٹھایا (لہذا آئندہ ایسی حرکت نہ کرنی چاہئے)۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْھُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۭ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾

ترجمہ: اور اگر آپ پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو ان لوگوں میں سے ایک گروہ نے تو آپ کو غلطی ہی میں ڈال دینے کا ارادہ کر لیا تھا اور غلطی میں نہیں ڈال سکتے لیکن اپنی جانوں کو اور آپ کو ذرہ برابر ضرر نہیں پہنچا سکتے اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور علم کی باتیں نازل فرمائیں اور آپ کو وہ وہ باتیں بتلائی ہیں جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے۔

دشمنوں کی طرف سے آنحضرت کو غلط راہ پر ڈالنے کی سعی

تفسیر: اور اے نبی اگر تم پر خدا کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (جس نے تمہیں بچا لیا) تو (تم ضرور غلط راہ پر ہو لیتے کیونکہ ان میں سے ایک جماعت نے تو ارادہ کر ہی لیا تھا کہ تم کو غلط راستہ پر لے چلیں (صرف تمہارے مغالطہ کھانے کی دیر تھی اور اگر خدا تم کو نہ بچاتا تو تمہارا حسن ظن کی بناء پر مغالطہ میں پڑ جانا کچھ بھی بعید نہ تھا لیکن چونکہ خدا تمہارا محافظ ہے اس لئے وہ تم کو گمراہ نہیں کر سکتے) اور (وہ ان کارروائیوں سے) اپنے ہی کو گمراہ کر رہے ہیں اور تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے (کیونکہ خدا تمہارا حامی و مددگار ہے) اور اس نے تم پر

---

[1] مجھے اس کی تحقیق نہیں کہ یہاں روئے سخن کن لوگوں کی جانب ہے اور نہ میرے نزدیک اس تحقیق کی ضرورت ہے اور اس باب میں جو روایات مروی ہیں مجھے ان سے کوئی امر متیقن نہیں ہوا ۱۲ منہ [2] مضمون حاشیہ بالا یہاں بھی معروض ہے جو اس قول پر لکھا گیا ہے حمایت کر کے یہ نہیں کہہ سکتے۔

کتاب اور علم صحیح نازل کیا ہے اور تمہیں وہ باتیں بتائی ہیں جو تم نہیں جانتے تھے اور حق تعالیٰ کا فضل تم پر بہت بڑا ہے (پھران باتوں کے ہوتے ہوئے وہ تمہیں کس طرح نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١١٤﴾ وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴿١١٥﴾

ترجمہ: عام لوگوں کی اکثر سرگوشیوں میں خیر نہیں ہوتی ہاں مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ خیرات کی یا اور کسی نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کر دینے کی ترغیب دیتے ہیں اور جو شخص یہ کام کرے گا حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے واسطے سو ہم اس کو عنقریب اجر عظیم عطا فرماویں گے اور جو شخص رسول کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کو امر حق ظاہر ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ ہولیا تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے جانے کی۔

مشورے کے قبول میں احتیاط کی ضرورت

تفسیر: یہاں یہ بھی امر جان لینا چاہئے کہ عام طور پر) لوگوں کے بہت سے مشوروں میں کوئی بہتری نہیں ہوتی (کیونکہ وہ سراسر دنیاوی اغراض اور منافع پر مبنی ہوتے ہیں جیسا کہ ابھی تمہیں خیانت پیشہ لوگوں کے طرف داروں کی حالت معلوم ہو چکی ہے پس تم کو مشوروں میں احتیاط سے کام لینا چاہئے) ہاں جو کوئی (کسی کو) خیرات کی یا (کسی کے ساتھ) سلوک کی یا لوگوں کے درمیان مصالحت کی ترغیب دے (اس کے ان مشوروں میں ضرور بہتری ہے پس نہ ایسی ترغیب میں پس و پیش ہونی چاہئے نہ اس کے قبول کرنے میں)۔

نیک مشورہ کی اہمیت

اور جو کوئی طلب رضائے حق تعالیٰ کے لئے ایسا کرے گا ہم اسے بڑا معاوضہ دیں گے اور برخلاف اس کے جو کوئی بعد اس کے کہ اس کو صحیح راستہ معلوم ہو چکا ہے رسول کی مخالفت کرے گا اور (اس طرح) مسلمانوں کی راہ کے خلاف کوئی اور راہ اختیار کرے گا ہم اسے جو وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور (اس کے نتیجہ میں) اسے جہنم میں جھونکیں گے اور وہ بہت بڑی جائے بازگشت ہے (خدا بچائے)

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿١١٦﴾ إِن يَدْعُونَ مِن دُونِهِ إِلَّا إِنَاثًا وَإِن يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَّرِيدًا ﴿١١٧﴾ لَّعَنَهُ اللَّهُ ۘ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴿١١٨﴾ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ ۚ

وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۝ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۚ
وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا
مَحِيْصًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۝ لَيْسَ
بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جاوے اور اس کے سوا اور جتنے گناہ ہیں جس کے لئے منظور ہوگا وہ گناہ بخش دیں گے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا یہ لوگ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف چند زنانی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں اور صرف شیطان کی عبادت کرتے ہیں جو کہ حکم سے باہر ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور ڈال رکھا ہے اور جس نے یوں کہا تھا کہ میں ضرور تیرے بندوں سے اپنا مقرر حصہ اطاعت کا لوں گا اور میں ان کو گمراہ کردوں گا اور میں ان کو ہوسیں دلاؤں گا اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ چار پاؤں کے کانوں کو تراشا کریں گے اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے اور جو شخص خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بنادے گا وہ صریح نقصان میں واقع ہوگا شیطان ان لوگوں سے وعدے کیا کرتا ہے اور ان کو ہوسیں دلاتا ہے اور شیطان ان سے صرف جھوٹے وعدہ کرتا ہے ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور اس سے کہیں بچنے کی جگہ نہ پاویں گے اور جو لوگ ۔ ایمان لے آئے اور اچھے کام کئے ہم ان کو عنقریب ایسے باغوں میں داخل کریں گے کہ ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے خدا تعالیٰ نے اس کا وعدہ فرمایا ہے اور سچا وعدہ فرمایا ہے اور خدا تعالیٰ سے زیادہ کس کا کہنا صحیح ہوگا نہ تمہاری تمناؤں سے کام چلتا ہے اور نہ اہل کتاب کی تمناؤں سے جو شخص کوئی برا کام کرے گا وہ اس کے عوض میں سزا دیا جائے گا اور اس شخص کو خدا کے سوا نہ کوئی یار ملے گا نہ مددگار ملے گا۔

شرک نا قابل عفو جرم ہے

تفسیر: اب ایک بڑی مخالفت کو بیان فرماتے ہیں جو کہ شرک ہے اور فرماتے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ اس کو (بھی بلا توبہ) معاف نہ کریں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک بنایا جاوے (پس کفر کو بالاولی معاف نہ کریں گے) اور اس سے کمتر گناہوں کو جس کے لئے چاہیں گے (بلا توبہ بھی معاف کردیں گے اور جو خدا کے ساتھ شریک کرے حقیقت یہ ہے کہ وہ صحیح راستہ سے بہت دور ہٹ گیا اور اس لئے وہ اس قابل ہے کہ اس کو معاف نہ کیا جاوے جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے اور سیدھے راستہ پر آئے۔

مشرکین کا مذہب: ان کی گمراہی کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوگا کہ) وہ (بظاہر) خدا کے سوا (کسی ایسے کو نہیں پکارتے جو بادی النظر بھی قابل پرستش ہو مثلاً خدا کے مثل دوسرا خدا کیوں کہ وہ بصورت موجود ہونے کے قابل پرستش ہو سکتا ہے یہ امر آخر ہے کہ ایسا خدا کوئی اور ہے ہی نہیں بلکہ وہ صرف[1] دیویوں کو پکارتے ہیں جو مردوں کی نسبت بھی کمزور ہیں اور اس لئے ان کی برابر بھی استحقاق پرستش نہیں رکھتیں) اور (فی الحقیقت) وہ کسی کو نہیں پکارتے بجز شیطان کے جو سرکش ہے جس کو خدا نے (اس کی سرکشی کی بدولت) ملعون (و مردود) کیا ہے (اور ظاہر ہے کہ ایسا شخص کسی طرح خدا کا شریک اور قابل پرستش نہیں ہو سکتا)۔

شیطان کی شیطنت کا اعلان

اور (اس کے ساتھ ہی اس نے مخلوق کی گمراہی کا بیڑا اٹھایا ہے اور اس لئے بھی وہ قابل پرستش نہیں ہو سکتا۔

مومنین کو بدلہ خدا کی طرف سے

اور (برخلاف ان کے) جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کو ہم عنقریب ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی (اور عارضی طور پر نہیں بلکہ) یوں کہ وہ ان میں ہمیشہ کو رہیں گے خدا نے ان سے اس کا وعدہ کیا ہے اور صحیح وعدہ کیا ہے اور (ایسا سچا وعدہ کیا ہے کہ اس سے زیادہ سچا وعدہ ممکن نہیں کیونکہ) خدا سے زیادہ بات کا سچا کون ہوگا (جس کا وعدہ خدا سے بھی زیادہ سچا ہوا اور جبکہ کوئی نہیں تو ضرور یہ ایسا وعدہ ہے کہ اس سے زیادہ سچا ممکن نہیں اور چونکہ یہ وعدہ مبنی ہے ایمان و عمل صالح پر اس لئے معلوم ہوا کہ) نہ موجب نجات تمہاری محض دل خوش کن توقعات ہیں اور نہ اہل کتاب کی محض دل خوش کن توقعات ہیں۔

برے کام کا بدلہ اللہ کی طرف سے

(بلکہ) جو کوئی بھی برا کام کرے گا اس کو (حسب قانون[1] مقرر) اس کی جزاء دی جائے گی اور وہ خدا کے سوا کوئی نہ یار پائے گا اور نہ مددگار (خواہ تم ہو یا اہل کتاب)

شیطان کا پروگرام

چنانچہ) اس نے خدا سے کہا تھا کہ میں آپ کے بندوں سے (اطاعت) کا ایک الگ حصہ[2] لوں گا (اور آپ کی اطاعت کے ساتھ اپنی اطاعت بھی کراؤں گا) اور (اس طرح) ان کو گمراہ کروں گا اور (طرح طرح کی) لایعنی ہوسوں میں مبتلا کروں گا اور میں انہیں حکم دوں گا اور وہ (میرے حکم سے بتوں وغیرہ کے نام پر) جانوروں کے کان کاٹیں گے اور میں انہیں حکم دوں گا اور وہ میرے حکم سے خدا کی پیدا کی ہوئی شے کو بدلیں گے (خواہ وہ پیدا کی ہوئی شے حسی ہو یا معنوی پس اس میں تغیر دین و تغیر فطرت الٰہیہ و تغیر ہیات جیسے داڑھی منڈانا اور گودنا وغیرہ منہیات شرعیہ سب آ گئے اور ختنہ وغیرہ بامر شرع یا باجازت شروع ہیں وہ خارج ہو گئے) اور (ہم کہے دیتے ہیں کہ) جو شخص خدا کو چھوڑ کر شیطان کو سرپرست بنائے گا تو وہ کھلے گھاٹے میں رہا (کیونکہ اس کا مقصود ہی لوگوں کو اپنا مطیع بنانے سے ان کو خسارہ میں رکھنا ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

---

[1] چونکہ مجھے اس کی تصریح نہیں ملی کہ ان کے معبود مردانہ صورت میں بھی ہوتے تھے اس لئے میں نے تاویل نہیں کی اور بصورت ثبوت اس کو قصر غیر حقیقی کہنا زیادہ قریب ہوگا اور میں نے جو تفسیر کی ہے وہ قصر حقیقی و غیر حقیقی دونوں پر منطبق ہو سکتی ہے ۱۲ [2] اشارۃ الی انا تو رمفروضا معنی مقطوعا ۱۲ منہ

شیطان کی طرف سے غلط امیدیں

چنانچہ) وہ ان سے وعدہ بھی کرتا ہے اور ان کو (بڑی بڑی) امیدیں بھی دلاتا ہے (مگر یہ سب کچھ نمائشی ہے) اور حقیقت یہ ہے کہ شیطان ان سے اور کسی غرض سے وعدہ نہیں کرتا بجز ان کو دھوکہ دینے کے (اب سنو کہ وہ خسران مبین کیا ہے سو وہ یہ ہے کہ) یہ لوگ وہ ہیں کہ ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ اس سے بچنے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ
وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ
مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۗ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ
وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾

ترجمہ: اور جو شخص کوئی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو سو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا اور ایسے شخص سے زیادہ اچھا کس کا دین ہوگا جو کہ اپنا رخ اللہ کی طرف جھکا دے اور وہ مخلص بھی ہو اور وہ ملت ابراہیم کا اتباع کرے جس میں کجی کا نام نہیں اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو اپنا خالص دوست بنایا تھا اور اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو احاطہ فرمائے ہوئے ہیں۔

نیک کام کا بدلہ خدا کی طرف سے

تفسیر: اور (برخلاف اس کے) جو کوئی نیک کاموں سے کوئی نیک کام کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت بحالیکہ وہ مومن ہو تو یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے (خواہ ابتداء یا اعمال کی سزا بھگت کر) اور ان پر ذرہ برابر ظلم نہ کیا جاوے گا (کہ ان کی کسی نیکی کا معاوضہ بالکل نہ دیا جاوے یا کم دیا جاوے یہ گفتگو تو صرف دل خوش کن توقعات سے متعلق تھی جس میں تنبیہ تھی مسلمانوں کو تو وہ خالی توقعات پر قناعت نہ کریں بلکہ اعمال کا خیال رکھیں۔

بہترین دین مسلمانوں کا دین ہے

اب اہل کتاب کے اس خیال کی تردید فرماتے ہیں کہ ان کا دین مسلمانوں کے دین سے اچھا ہے چنانچہ فرماتے ہیں) اور (اہل کتاب کا یہ خیال کہ ان کا دین مسلمانوں کے دین سے اچھا ہے جو کہ مبنی ہے ان کے مسلمانوں کے مقابلہ میں نجات کی لایعنی توقعات کا محض غلط ہے کیونکہ) اس سے اچھا کس کا دین ہو سکتا ہے جس نے اپنا رخ حق تعالیٰ کے حوالہ کر دیا (اور صرف خدا کا مطیع بن گیا ہو) اور کسی دنیاوی غرض سے نہیں بلکہ) ایسی حالت میں کہ وہ نکوکار ہو اور مذہب ابراہیم کی پیروی کرے جس حالت میں کہ وہ (ابراہیم) سیدھے (مسلمان ہیں (جن میں کج روی کا نام تک نہیں) اور (خاص کر ایسی حالت میں کہ) خدا نے ابراہیم کو اپنا خالص دوست بنایا ہے (الغرض اس میں اتنی خوبیاں موجود ہیں کہ وہ شرک و کفر و نفاق نافرمانی سے بالکل مبرا ہے اور جس سے اس کا تعلق ہے وہ بھی انہیں صفات کے ساتھ موصوف ہے

---

[1] وہ قانون یہ ہے کہ جرم یا خود کفر ہو یا مجتمع مع الکفر ہو یا مجتمع مع الایمان ہو لیکن نہ اس سے توبہ کی گئی ہو اور نہ وہ محض فضل یا کسی اور سبب سے معاف ہوا ہو اور نہ معاف کرنا منظور ہو ۱۲ منہ

اور اس کے ساتھ وہ شرف خلعت سے بھی سرفراز ہے پھر اس کے مذہب سے کوئی ایسا مذہب جس میں یہ باتیں نہیں ہیں کیونکر اچھا ہو سکتا ہے ہرگز نہیں پس اہل کتاب وغیرہ کا دعویٰ کہ ہمارا مذہب مسلمانوں کے مذہب سے اچھا ہے کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔

ساری کائنات خدا کی ہے: اور (حقیقت یہ ہے کہ) خدا ہی کی ہیں وہ سب چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور اس میں اس کا کوئی شریک نہیں اس لئے قابل پرستش صرف وہ ہی ہے اور اللہ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے (اس لئے مشرکین اور ان کے اعمال سب اس کے احاطہ قدرت وعلم میں ہیں پس وہ ایسے لوگوں کو ضرور سزا دے گا۔

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى
النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ
مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ
عَلِيْمًا ۝۱۲۷ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ
يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۭ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۭ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ۭ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا
فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝۱۲۸

ترجمہ: اور لوگ آپ سے عورتوں کے باب میں حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں حکم دیتے ہیں اور وہ آیات بھی جو کہ قرآن کے اندر تم کو پڑھ کر سنائی جایا کرتی ہیں جو کہ ان یتیم عورتوں کے باب میں ہیں جن کو جو ان کا حق مقرر ہے نہیں دیتے اور ان کے ساتھ نکاح کرنے سے نفرت کرتے ہو اور کمزور بچوں کے باب میں اور اس باب میں کہ یتیموں کی کارگذاری انصاف کے ساتھ کرو اور جو نیک کام کرو گے سو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتے ہیں اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر سے غالب احتمال بدماغی یا بے پروائی کا ہو سو دونوں کو اس امر میں کوئی گناہ نہیں کہ دونوں باہم ایک خاص طور پر صلح کرلیں اور یہ صلح بہتر ہے اور نفوس کو حرص کے ساتھ اقتران ہوتا ہے اور اگر تم اچھا برتاؤ رکھو اور احتیاط رکھو تو بلاشبہ حق تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں۔

رابط آیات: **تفسیر** : یہاں تک شرک واعمال شرکیہ کے متعلق گفتگو تھی اور ضمن میں اہل کتاب کا بھی ذکر آ گیا تھا کیونکہ وہ بھی بعض وجوہ سے مشرک ہیں اب بعض ان اعمال کا ذکر کرتے ہیں جو شرک تو نہیں مگر رسوم اہل شرک سے تھے اور قرب العہد بجاہلیت ہونے کی وجہ سے فی الجملہ مسلمانوں میں بھی موجود تھے چنانچہ فرماتے ہیں)

عورتوں کے ساتھ ظلم اور زیادتی

اور لوگ تم سے عورتوں کے باب میں حکم دریافت کرتے ہیں (اور مقصود یہ ہے کہ شاید کچھ تخفیف ہو جائے) آپ فرما دیجئے کہ (مجھ

سے کیوں پوچھتے ہو) خدا تم کو خود ان کے باب میں حکم بتلا رہا ہے اور وہ آیتیں (تم کو ان کا حکم بتلا رہی ہیں) جو تمہارے سامنے قرآن میں پہلے سے ان یتیم عورتوں کے باب میں پڑھی جاتی ہیں جن (سے تم خوبصورت ہونے کی صورت میں شادی کر لیتے ہو مگر ان) کے تم خدا کی طرف سے مقرر شدہ حقوق (مہر) نہیں دیتے اور جن سے تم (بحالت بدصورتی) شادی کرنے سے اعراض کرتے ہو اور کمزور بچوں کے باب میں اور اس باب میں کہ تم یتیموں کے لئے انصاف کا اہتمام کرو (پس تم ان آیات کو بغور پڑھ کر ان سے احکام معلوم کرو اور ان پر عمل کرو) اور (صرف اسی قدر پر اکتفاء ضروری نہیں بلکہ اسکے علاوہ جو نیک کام ان کے باب میں تم کر سکتے ہو وہ بھی کرو کیونکہ) تم جو نیک کام کرو گے (وہ رائیگاں نہ ہوگا بلکہ اس کا تم کو بدلہ ملے گا کیونکہ) حق تعالیٰ اس کو جانتے ہیں۔

میاں بیوی کا اختلاف اور مصالحت کی سعی

(الغرض جو حکم پہلے مذکور ہو چکے ہیں ان کے اعادہ کی تو ضرورت نہیں ہاں جو حکم پیشتر مذکور نہیں ہوئے ان کو بتلایا جاتا ہے) اور (کہا جاتا ہے کہ) اگر کوئی عورت ایسی ہو کہ اس کو اپنے خاوند سے بدماغی یا بے رخی کا خطرہ ہو تو ان دونوں پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ آپس کے تعلقات کو کسی قسم کی مصالحت سے درست کر لیں (مثلاً مرد اپنی غلطی کا اقرار کر کے اپنی غلطی سے رجوع کرے یا عورت دب جاوے اور اپنے خاوند کی مرضی کے تابع کر دے)

صلح اور ایثار: اور جس صورت سے بھی ہو) صلح بہتر ہے اور (ہم یہ بھی کہے دیتے ہیں کہ) نفوس بخل سے جدا نہیں ہوتے (اس لئے تمہارے نفس ایثار کو مشکل گوارا کریں گے اور صلح میں دقت ہوگی) اور اگر تم (باوجود اس کے بھی ایثار سے کام لو اور بیوی سے) اچھا برتاؤ کرو اور (اس کو نقصان یا تکلیف پہنچانے سے) بچو تو (یہ تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ) حق تعالیٰ تمہارے سب کاموں سے باخبر ہے (اور اس لئے تمہاری یہ نیکی ضائع نہیں ہو سکتی بلکہ تمہیں اس کا بدلہ ملے گا)۔

عورتوں کے ساتھ انصاف کی جدوجہد

اور (ہم بھی بتلائے دیتے ہیں کہ) تم عورتوں میں بہم وجوہ برابری نہیں کر سکتے گو تم کتنا ہی چاہو سو (اگر بالکل برابری نہ کر سکو تو) تم بالکل پھر بھی نہ جاؤ کہ اسے ایسی حالت میں کر چھوڑ و جیسے ادھر میں لٹکی ہو (کہ نہ وہ خاوند والیوں کی طرح کھاتی پہنتی اور چین رتی ہو اور نہ بے شوہروں کی طرح آزاد و مختار ہو) اور اگر تم (اپنی حالت) درست رکھو گے اور (عورت کو تکلیف پہنچانے سے) بچو گے تو (اللہ تعالیٰ تمہاری گزشتہ کوتاہیوں کو معاف کر دے گا اور ان پر مواخذہ نہ کرے گا کیونکہ) اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بڑا رحمت والا ہے۔

میاں بیوی میں مصالحت نہ ہو سکے تو علیحدگی اختیار کر لیں

(یہ گفتگو تو مصالحت سے متعلق تھی) اور اگر وہ (مصالحت پر رضامند نہ ہوں اور (ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو اس کا بھی مضائقہ نہیں) خدا اپنی وسعت سے ہر ایک کو دوسرے سے بے نیاز کر دے گا (چنانچہ مرد کو کوئی اور بیوی دیدے گا اور عورت کو کوئی اور خاوند دیدے گا یا اس کے گذارے کا کوئی اور انتظام کر دے گا) اور اللہ تعالیٰ صاحب وسعت ہیں (اس لئے وہ ایسا کر سکتے ہیں اور) حکیم ہیں (اس لئے ایسا قانون مقرر فرمایا)

وَلَنْ تَسْتَطِيعُوٓا اَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا

كَالْمُعَلَّقَةِ وَاِنْ تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ وَاِنْ يَتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ

كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝

ترجمہ: اور تم سے یہ تو کبھی نہ ہو سکے گا کہ سب بیبیوں میں برابری رکھو گو تمہارا کتنا ہی جی چاہے تو تم بالکل تو ایک ہی طرف نہ ڈھل جاؤ۔ جس سے اس کو ایسا کر دو جیسے کوئی ادھر میں لٹکی ہو اور اگر اصلاح کر لو اور احتیاط رکھو تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے بڑے رحمت والے ہیں اور اگر دونوں میاں بیوی جدا ہو جاویں تو اللہ تعالیٰ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے احتیاج کرے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے وسعت والے اور بڑے حکمت والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں اور واقعی ہم نے ان لوگوں کو بھی حکم دیا تھا جن کو تم سے پہلے کتاب ملی تھی اور تم کو بھی کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اگر تم ناسپاسی کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کسی کے حاجت مند نہیں خود اپنی ذات میں محمود ہیں اور اللہ ہی کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہیں اگر ان کو منظور ہو تو اے لوگو! تم سب کو فنا کر دیں اور دوسروں کو موجود کر دیں اور اللہ تعالیٰ اس پر پوری قدرت رکھتے ہیں جو شخص دنیا کا معاوضہ چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ کے پاس تو دنیا و آخرت دونوں کا معاوضہ ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں۔

آسمان و زمین اور تمام کائنات پر خدا کا قبضہ و تصرف

تفسیر: اور (ہم یہ بھی بتلائے دیتے ہیں کہ) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کچھ اللہ ہی کا ہے (پس تم کو کسی چیز میں کسی قسم کا تصرف بلا اس کے اجازت کے نہ کرنا چاہئے خواہ تمہاری بیویاں ہوں یا خود تمہاری ذات اور تمہارے افعال اور (اسی بناء پر) ہم نے ان لوگوں کو جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی اور خود تم کو بھی ہدایت کی ہے کہ (اپنے تمام افعال میں) خدا سے ڈرو (اور کوئی کام بلا اجازت خداوندی نہ کرو اب اگر تم اسے مان لو تو تمہارا فائدہ ہے (اور اگر اسے نہ مانو تو خدا کا کچھ نقصان نہیں کیونکہ ہم بتلا چکے ہیں کہ) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے (اور اس کو ان پر ہر طرح قابو و اختیار ہے پھر کوئی چیز اسے کیسے نقصان پہنچا سکتی ہے) اور (اس کے علاوہ) اللہ تعالیٰ (اپنی ذات میں ہر چیز سے) بے نیاز (اور ہر حیثیت سے کامل ہونے کی وجہ سے) علی الاطلاق مستحق حمد ہیں (پھر کسی کے انکار اطاعت سے ایسے کامل و بے نیاز ذات کا کیا نقصان ہے) اور (ہم بتلائے دیتے ہیں کہ) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے (اس لئے کسی کو زمین و آسمان میں مالکانہ تصرف کا کوئی حق نہیں اور نہ

کوئی حق تعالیٰ کے منشاء کے خلاف کسی کا کوئی کام بنا سکتا ہے) اور (اس لئے خدا کافی کارساز (اور اپنی کارسازی میں ہر قسم کے شریک وسہیم اور مداخلت ومعین سے مستغنی) ہے (پس تم اس کو اپنا کارساز سمجھو اور کسی کو کارساز نہ سمجھو اور اسی کی اطاعت کرو اور کسی کی نہ کرو۔

خدا دوسری مخلوق انسان کی لا سکتا ہے

اور اس کی قدر کرو کہ وہ تم سے یہ خدمت لینا چاہتا ہے کیونکہ) اگر وہ چاہے تو تم کو لے جا کر (تمہاری جگہ) دوسرے لوگ لا سکتا ہے اور اسے اس پر پوری قدرت ہے (پس یہ اس کا احسان ہے کہ وہ ایسا نہیں کرتا۔

صرف دنیا طلبی نہ ہو: اور (ہم یہ بھی بتلا دینا چاہتے ہیں کہ حق تعالیٰ کی اطاعت میں صرف منافع دنیوی ہی مدنظر نہ ہونے چاہئیں جیسے کہ منافقین فقط جان و مال وآبرو کی حفاظت کے لئے بقدر ضرورت اطاعت کرتے ہیں کیونکہ) جو شخص اطاعت سے (صرف) دنیا کا معاوضہ چاہتا ہے تو یہ اس کی سراسر حماقت ہے کیونکہ) اللہ کے پاس دنیا وآخرت (دونوں) کا معاوضہ ہے (پھر خلوص سے اطاعت کر کے وہ دونوں معاوضے کیوں نہیں حاصل کرتا) اور اللہ سننے والا اور دیکھنے والا بھی ہے (اس لئے یہ احتمال نہیں کہ تمہارے افعال کا اجر نہ ملے اور یہ بھی ضرور ہے کہ تم اپنی اطاعت میں خلوص کا لحاظ رکھو اور یہ مضمون تو استطرادی تھا اب ہم پھر اصل مضمون کی طرف عود کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ ۚ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَنْ تَعْدِلُوا ۚ وَإِنْ تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا ۝ بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝

ترجمہ: اے ایمان والو! انصاف پر خوب قائم رہنے والے اللہ کے لئے گواہی دینے والے رہو اگر چہ اپنی ہی ذات پر ہو یا کہ والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے مقابلہ میں ہو وہ شخص اگر امیر ہے تو اور غریب ہے تو دونوں کے ساتھ اللہ کو زیادہ تعلق ہے سو تم خواہش نفس کا اتباع مت کرنا کبھی تم حق سے ہٹ جاؤ اور اگر تم کج بیانی کرو گے یا پہلو تہی کرو گے تو بلاشبہ اللہ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں اے ایمان والو! تم اعتقاد رکھو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ اور اس کتاب کے ساتھ جو اس نے اپنے رسول پر نازل فرمائی اور ان کتابوں کے ساتھ جو کہ پہلے نازل ہو چکی ہیں۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا انکار کرے اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور روز قیامت کا تو وہ شخص گمراہی میں بڑی دور جا پڑا بلاشبہ جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہوئے اور پھر کافر

ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشیں گے اور نہ ان کو (منزل مقصود یعنی بہشت کا راستہ) دکھلائیں گے منافقین کو خوشخبری سنا دیجئے اس امر کی کہ ان کے واسطے بڑی دردناک سزا ہے۔

ہر حال میں عدل اور انصاف پر قائم رہنے کا حکم خواہ کسی کے بھی خلاف ہو

تفسیر: اے مسلمانو! تم (عورتوں کے معاملہ میں بھی اور دوسرے معاملات میں بھی انصاف پر مضبوطی سے قائم رہنے والے اور خدا کے لئے گواہی دینے والے بنو اگرچہ وہ گواہی خود اپنے اوپر ہو یا ماں باپ پر یا دوسرے رشتہ داروں پر (اور اس میں کسی کے نفع نقصان کا خیال نہ کرو بلکہ جو سچ سچ ہے وہ کہو کیونکہ) خواہ وہ مشہود علیہ) غنی ہو یا فقیر (تمہیں اس کے لئے مصالح کی رعایت کا کوئی حق نہیں کیونکہ) حق تعالیٰ تمہاری نسبت ان کا زیادہ حقدار ہے (اور اس لئے وہ ان کے مصالح کی رعایت کا تمہاری بہ نسبت زیادہ مستحق ہے پس جب وہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم بلا رو رعایت صاف صاف کہہ دو تو معلوم ہوا کہ ان کی مصلحت اس میں ہے۔

عدل وانصاف میں نفسیاتی خواہشات کی پیروی جرم ہے

پس تم (اس طریق سے) ہٹ کر خواہش نفسانی کی پیروی نہ کرو اور اگر تم (باوجود اس فہمائش کے بھی اپنا بیان بدلو گے یا (صحیح واقعہ کے بیان سے) اعراض کرو گے تو (تم کو سزا دی جائے گی کیونکہ) جو کچھ تم کرتے ہو خدا کو اس کی خبر ہے (اور جبکہ انصاف پر قائم رہنا اور اور خدا کے لئے سچی گواہی دینا لازم ہے تو ایمان پر قائم رہنا ضروری ہے جیسا ابھی آتا ہے اس لئے کہا جاتا ہے۔

اللہ، رسول اور کتاب وغیرہ پر ایمان کی تائید

کہ (اے مسلمانوں تم کو خدا پر اور اس کے رسول پر اور اس کی کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل کی گئیں ہیں سب پر ایمان رکھو (کیونکہ یہ مقتضاء ہے انصاف اور شہادت دینے کا اور (یہ یاد رکھو کہ جو کوئی خدا اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور قیامت (ان سب کا یا ان میں سے کسی ایک) کا انکار کرے (خواہ کلاً جزاً) تو وہ سیدھے راستہ سے بہت دور ہٹ گیا (یہ بیان تو مومنین مخلصین وکفار مجاہدین سے تعلق رکھتا تھا۔

منافقین اسلام کی نظر میں: اب ان لوگوں کی حالت سنو جو جامع بین الکفر والایمان یعنی منافقین ہیں سو ان کی حالت یہ ہے کہ) جو لوگ (اول زبانی) ایمان لائے پھر (اس زبانی ایمان کے خلاف قول یا فعل صادر کر کے) کافر ہو گئے اسکے بعد پھر (دعویٰ ایمان کر کے مظاہر) مومن ہوئے پھر (اس دعوے کے خلاف قول یا فعل صادر کر کے) کافر ہو گئے اُس کے بعد پھر (غرض وہ بار بار دعوی ایمان کرتے ہیں اور اس کی مخالفت کر کے کافر ہوتے ہیں پھر (یہ نہیں کہ اس بار بار کے کفر کے بعد بھی توبہ کر لیتے ہیں اور سچے دل سے ایمان لے آتے بلکہ) کفر میں برابر ترقی کر رہے (سو ان کا حکم یہ ہے کہ) اللہ ایسا نہیں ہے کہ انہیں معاف کر دے اور نہ ایسا ہے کہ انہیں راہ (ایمان) پر لے آئے (کیونکہ یہ معاند ہیں اور اپنے عناد کی وجہ سے ایمان نہیں لانا چاہتے پھر خدا کو کیا ضرورت پڑی کہ وہ مجبور کرے اور ہدایت کو خواہ مخواہ ان کے گلے مڑھے لہذا) آپ ان منافقین کو خوشخبری سنا دیجئے کہ انہیں تکلیف دہ عذاب ہوگا۔

اِلَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ﴿۱۳۹﴾ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَیْكُمْ فِی الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ یُكْفَرُ بِهَا

وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِىْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِىْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَا ﴿١٤٠﴾ اِۨلَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴿١٤١﴾

ترجمہ: جن کی یہ حالت ہے کہ کافروں کو دوست بناتے ہیں مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا ان کے پاس معزز رہنا چاہتے ہیں سو اعزاز تو سارا خدا کے قبضہ میں ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے پاس یہ فرمان بھیج چکا ہے کہ جب احکام الٰہی کے ساتھ استہزاء اور کفر ہوتا ہوا سنو تو ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو جب تک کہ وہ کوئی اور بات شروع نہ کر دیں کہ اس حالت میں تم بھی ان ہی جیسے ہو جاؤ گے یقیناً اللہ تعالیٰ منافقوں کو اور کافروں کو سب کو دوزخ میں جمع کر دیں گے وہ ایسے ہیں کہ تم پر افتاد پڑنے کے منتظر رہتے ہیں پھر اگر تمہاری فتح منجانب اللہ ہوگئی تو باتیں بناتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے اور اگر کافروں کو کچھ حصہ مل گیا تو باتیں بناتے ہیں کہ کیا ہم تم پر غالب نہ آنے لگے تھے اور کیا ہم نے تم کو مسلمانوں سے بچا نہیں لیا سو اللہ تعالیٰ تمہارا اور ان کا قیامت میں (عملی) فیصلہ فرمائیں گے اور (اس فیصلہ میں) ہرگز اللہ تعالیٰ کافروں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں غالب نہ فرماویں گے۔

منافقین کا منشاء نفاق سے

تفسیر: یہ وہ لوگ ہیں جو باوجود دعوی ایمان کے) مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں (جو ایک نہایت ناشائستہ اور ان کے دعوی ایمان کے سراسر خلاف بات ہے) آیا وہ (اس تدبیر سے) ان کے نزدیک عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں سو (اگر ایسا ہے جیسا کہ واقعہ ہے تو یہ ان کی سخت غلطی ہے کیونکہ) عزت کل اللہ کی ملکیت ہے (وہ جس کو چاہتے ہیں اسے دیتے ہیں اور جسے نہیں چاہتے اسے نہیں دیتے پھر کیا ضرورت ہے کہ ان کا یہ مقصد اس تدبیر سے حاصل ہی ہو جاوے اور جب یہ ضرور نہیں تو اس کے لئے کفر اختیار کرنا سراسر بے معنی ہے خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔

منافقین و کفار کی صحبت بد سے اجتناب کے لئے حکم خداوندی

اب اصل مقصود سنو غرض یہ لوگ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی کرتے ہیں) حالانکہ حق تعالیٰ نے تم پر (جس میں اپنے دعوی ایمان کی وجہ سے یہ لوگ بھی داخل ہیں جو کفار سے دوستی کرتے ہیں اپنی) کتاب میں یہ حکم نازل کیا ہے کہ جب تم آیات خداوندی کو اس حالت میں سنو کہ ان کا انکار کیا جاتا اور ان کے ساتھ تمسخر کیا جاتا ہے تو تم ان کے پاس نہ بیٹھو تاوقتیکہ وہ کسی اور بات میں نہ لگ جاویں (کیونکہ) اس حالت میں (اگر تم ان کے پاس بیٹھے تو) تم بھی انہی جیسے ہو گے (اور جبکہ یہاں تک ممانعت ہے تو ان کا کفار سے دوستی کرنا اور ان کی کفریات میں شرکت کرنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے خیر کچھ مضائقہ نہیں ان کو ان کے ساتھ دوستی کرنے دو) حق تعالیٰ ان منافقوں کو اور (ان کے دوست) کافروں کو سب کو دوزخ میں اکٹھا کرے گا۔

منافقین کا انتظار: یہ لوگ وہ ہیں جو تمہارے متعلق (ایک خاص حالت کے) منتظر رہتے ہیں (کہ دیکھیں انہیں فتح ہوئی یا شکست) پھر اگر خدا کی جانب سے تمہیں فتح ہو تو کہتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے (جب تھے تو ہمیں کیوں نہ حصہ دیا جائے) اور اگر (اتفاق سے) کافروں کو (غلبہ کا کچھ حصہ مل گیا تو (ان سے) کہتے ہیں کہ کیا ہم تم پر قابو یافتہ نہ تھے اور کیا ہم نے تمہیں مسلمانوں سے نہیں بچایا (جب یہ واقعات مسلم ہیں تو تم ہمیں کیوں نہ حصہ دو) سو اللہ تعالیٰ مسلمانوں اور ان کے منافقوں کے درمیان قیامت میں فیصلہ کریں گے اور (اس فیصلہ میں) کافروں کے لئے مسلمانوں کے مقابلہ میں غلبہ کی کوئی راہ نہ رکھیں گے (بلکہ فیصلہ سراسر مسلمانوں کے موافق اور کفار کے خلاف کریں گے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۗ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝

ترجمہ: بلاشبہ منافق لوگ چالبازی کرتے ہیں اللہ سے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس چال کی سزا ان کو دینے والے ہیں اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں صرف آدمیوں کو دکھلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی نہیں کرتے مگر بہت ہی مختصر معلق ہو رہے ہیں دونوں کے درمیان میں نہ ادھر نہ ادھر اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈال دیں ایسے شخص کے لئے کوئی سبیل نہ پاؤ گے اے ایمان والو! تم مومنین کو چھوڑ کر کافروں کو دوست مت بناؤ کیا تم یوں چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی حجت صریح قائم کرلو۔

منافقین کی خدا سے فریب دہی

تفسیر: واضح ہو کہ) منافق لوگ اللہ سے فریب دہی کر رہے ہیں اور خدا[1] فریب بازی میں انہیں مات کرنے والا ہے (کیونکہ ان کے فریب کا حاصل یہ ہے کہ وہ دوستی کے پردے میں دشمنی کرتے ہیں اور حق تعالیٰ کا ان کے جواب میں یہ فریب ہے کہ وہ ان کو فوراً سزا نہیں دیتا جس سے ان کو اور جرأت ہوتی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم کامیاب ہو رہے ہیں لیکن اس جنگ میں غلبہ حق تعالیٰ ہی کو ہوگا یوں بھی کہ وہ اپنی چالوں میں ناکام ہوں گے اور یوں بھی کہ حق تعالیٰ انہیں ان کی سزا دیں گے۔

منافقین اور نماز: غرض ایک تو ان کی شرارت تھی) اور (دوسری شرارت ان کی یہ ہے کہ) جب نماز کو اٹھتے ہیں تو سستی سے اٹھتے ہیں (جس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں عبادت منظور نہیں بلکہ) صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں (کہ ہم لوگ نماز میں موجود ہیں تاکہ مسلمانوں کو اعتراض کا موقع نہ ملے اور انہیں ان کی جانب سے شبہ نہ ہو) اور (اسی وجہ سے یہ لوگ نماز میں) اللہ کا ذکر بھی کم کرتے ہیں (کیونکہ دلچسپی تو ہے نہیں

[1] اشارة الیٰ ان قوله تعالیٰ یخادعون الله وهو خادعهم من قبیل خادعته فخدعته فخدعنی ای غلبنی فی الخداء فتدبرا هذا محاتفرت به ولم یستفی الیه احد فیما روی والله اعلم ۱۲

صرف ضابطہ کی کارروائی کرنی ہے پس ضابطہ پورا کیا اور لمبے بنے غرض وہ ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ) وہ (ایمان وکفر کے درمیان) ڈانواں ڈول ہیں نہ ادھر ہی ہیں (کہ مسلمانوں کے ساتھ جی لگا کر نماز پڑھیں) اور نہ ادھر ہی ہیں (کہ کافروں کی طرح نماز سے واسطہ ہی نہ رکھیں)

خدا جس کو گمراہ کرتا ہے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا

اور (حقیقت یہ ہے کہ) جس کو (اس کے عناد وسرکشی کی وجہ سے خدا گمراہ کرے اس کے لئے تم (ہدایت کی) کوئی راہ نہ پاؤ گے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿۱۴۵﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۴۶﴾ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾

ترجمہ: بلاشبہ منافقین دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جائیں گے اور تو ہرگز ان کا کوئی مددگار نہ پاوے گا لیکن جو لوگ توبہ کریں اور اصلاح کرلیں اور اللہ تعالیٰ پر وثوق رکھیں اور اپنے دین کو خالص اللہ ہی کے لئے کیا کریں تو یہ لوگ مومنین کے ساتھ ہوں گے اور مومنین کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرماویں گے (اور اے منافقو! اللہ تعالیٰ تم کو سزا دے کر کیا کریں گے اگر تم سپاس گزاری کرو اور ایمان لے آؤ اور اللہ تعالیٰ بڑے قدر کرنے والے خوب جاننے والے ہیں۔

مسلمانوں کو کفار ومنافقین کی دوستی سے اجتناب کی ہدایت

تفسیر: (ہاں) اے مسلمانو! (جب تمہیں منافقین کا کفر معلوم ہوگیا تو اب تم سے کہا جاتا ہے کہ) تم کافروں کو (جن میں منافقین بھی داخل ہیں) مسلمانوں کو چھوڑ کر دوست نہ بناؤ کیا تم (ایسا کر کے) اپنے اوپر خدا کی کھلی حجت قائم کرتے ہو (جس کا تمہارے پاس کوئی جواب نہ ہو ایسا ہرگز مناسب نہیں)۔

منافقین کا ٹھکانہ: منافقین (جن کو تم مسلمان سمجھ کر دوستی کرتے ہو) دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقے میں ہوں گے (کیونکہ یہ کفار مجاہرین سے بھی بدتر ہیں) اور تم ان کے لئے کوئی مددگار نہ پاؤ گے ہاں جنہوں نے توبہ کرلی اور اپنی حالت درست کرلی اور خدا کو پکڑ لیا اور اپنے دین کو خدا کے لئے خالص کرلیا سو یہ لوگ بے شک مسلمانوں کے ساتھ (اور ان میں شمار) ہیں ان کے ساتھ مسلمانوں کو (وہی معاملہ کرنا چاہئے جو وہ آپس میں کرتے ہیں) اللہ تعالیٰ عنقریب مومنین کو اجر عظیم دے گا (جن میں یہ لوگ بھی داخل ہیں)۔

عذاب گناہ پر ہوتا ہے: اور الذین تابوا الخ سے معلوم ہوگیا کہ عذاب اسی وقت تک ہے جب تک کوئی گناہ پر مصر ہے ورنہ) اگر تم شکر کرو! اور ایمان لے آؤ تو پھر خدا کو تمہارے عذاب سے کیا سروکار ہے (اور وہ تمہیں کیوں عذاب دے گا اور اگر ایسی حالت میں بھی وہ تمہیں عذاب دے تو اس کے دو منشاء ہو سکتے ہیں یا طاعت کی ناقدری یا اس سے ناواقفیت سو یہاں دونوں باتیں نہیں کیونکہ حق تعالیٰ (نیکی کے) قدردان (بھی ہیں اور) جاننے والے ہیں۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۝ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بری بات زبان پر لانے کو پسند نہیں کرتے بجز مظلوم کے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتے ہیں خوب جانتے ہیں اگر نیک کام علانیہ کرو یا اسکو خفیہ کرو یا کسی برائی کو معاف کر دو تو اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے ہیں پوری قدرت والے ہیں جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور ان کے رسولوں کے ساتھ اور یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے اور اس کے رسولوں کے درمیان میں فرق رکھیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعضوں پر تو ایمان لائے ہیں اور بعضوں کے منکر ہیں اور یوں چاہتے ہیں کہ بین بین ایک راہ تجویز کریں ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہم نے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے سب رسولوں پر بھی اور ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ ضرور ان کے ثواب دیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے ہیں بڑے رحمت والے ہیں۔

کسی کو بری بات کہنی خدا کو پسند نہیں

تفسیر: پھر سزا کی کونسی وجہ ہے حق تعالیٰ خود تو کسی کو بلاوجہ تو کیا سزا دیتے وہ تو اس کو بھی پسند نہیں کرتے کہ کوئی دوسرا بھی کسی کو ناحق بری بات کہے بجز ان لوگوں کے جو اس برا کہنے کی کوئی معقول وجہ رکھتے ہوں اور ان کی نسبت بھی عفو کو زیادہ پسند کرتے ہیں بشرطیکہ عفو میں مفسدہ نہ ہوں۔

مظلوم کے لئے ظالم کو برا کہنا جائز ہے

چنانچہ فرماتے ہیں کہ) حق تعالیٰ (کسی کے لئے اپنی ذاتی غرض سے کسی کی نسبت) بری بات کہنے کو پسند نہیں کرتے بجز اس کے جس پر ظلم کیا گیا ہو (اور اس لئے وہ اس ظالم کو برا کہنے کی معقول وجہ رکھتا ہو سو ایسے شخص کو اجازت ہے کہ وہ انتقام کی حد کے اندر ظالم کو برا کہے لہٰذا ہر شخص کو چاہئے کہ وہ ناحق کسی کو برا نہ کہے (یہ بھی واضح رہے کہ حق تعالیٰ سننے والے اور جاننے والے ہیں (اس لئے اگر کوئی کسی کو ناحق برا کہے گا تو وہ اسے سزا دیں گے۔

معاف کر دینا بہتر ہے

اور گو انتقال لینے کی اجازت دی گئی ہے مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ) اگر تم ظاہر کر کے یا چھپا کر کوئی اچھا کام کرو (مثلاً ظلم کرنے والے کے ساتھ سلوک کرو) یا (کم از کم) اس کو معاف کر دو تو (یہ نہایت اچھا ہے کیونکہ) حق تعالیٰ نہایت صاحب قدرت ہونے کی حالت میں بہت

معاف کرنے والے ہیں اور اس لئے جس بات کو وہ اپنے لئے پسند کرتے ہیں اس کو تمہارے لئے بھی پسند کرتے ہیں الغرض جبکہ ان کا دوسروں کے متعلق یہ طرز عمل ہے کہ وہ کسی کی نسبت ناحق بری بات کہنے کو بھی پسند نہیں کرتے اور گو انتقام کی اجازت دیتے ہیں مگر اس کے ساتھ ہی معافی کی ترغیب بھی دیتے ہیں اور خود اپنے متعلق ان کا طرز عمل یہ ہے کہ وہ باوجود صاحب قدرت ہونے کے معاف کرنے والے ہیں تو ان کی نسبت کیونکر احتمال ہوسکتا ہے کہ وہ شکر گزاری اور ایمان لے آنے کے باوجود بھی سزا دینگے پس لایحب اللہ الجہر جس طرح ایک مستقل حکم کا افادہ کرتا ہے یوں ہی ما یفعل اللہ بعذابکم کی تائید بھی کرتا ہے الغرض منافقین کے مطابق گفتگو ختم ہوئی اب اہل کتاب کے متعلق گفتگو فرماتے ہیں۔

اہل کتاب اور ان کے عقائد کی خامی!

اور (فرماتے ہیں کہ) جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ (خدا پر ایمان لاکر اس کے رسولوں کا انکار کریں اور اس طرح) خدا اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم کچھ رسولوں کو مانتے ہیں اور کچھ کو نہیں مانتے اور اس طرح وہ چاہتے ہیں کہ کفر و ایمان کے درمیان ایک راہ بنا دیں (جو کہ نہ خالص ایمان ہو نہ سراسر کفر) یہ لوگ بلاشبہ کافر ہیں (اور ان کا وہ ایمان جو وہ خدا اور اس کے بعض رسولوں پر رکھتے ہیں قابل اعتبار نہیں) اور ہم نے ان کافروں کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے اور (برخلاف ان کے) جو لوگ خدا پر ایمان لائے اور اس کے تمام رسولوں پر بھی اور انہوں نے ان میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کی وہ ان کو ضرور ان کے معاوضہ دے گا اور (ان کے پہلے گناہ معاف کرے گا کیونکہ) اللہ بڑا بخشنے والا رحمت والا ہے)

يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾

ترجمہ: آپ سے اہل کتاب یہ درخواست کرتے ہیں کہ آپ ان کے پاس ایک خاص نوشتہ آسمان سے منگوا دیں سو انہوں نے موسیٰؑ سے اس سے بھی بڑی بات کی درخواست کی تھی اور یوں کہا تھا کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کو کھلم کھلا دکھلا دو پس ان کی اس گستاخی کے سبب ان پر کڑک بجلی آ پڑی پھر انہوں نے گوسالہ کو تجویز کیا تھا بعد اس کے بہت سے دلائل ان کو پہنچ چکے تھے پھر ہم نے اس سے درگذر کر دیا تھا اور موسیٰؑ کو ہم نے بڑا رعب دیا تھا۔

اہل کتاب کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ!

تفسیر: خیر یہ مضمون تو استطرادی تھا اب ہم پھر اہل کتاب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے رسول) اہل کتاب تم سے درخواست کرتے ہیں کہ تم (اپنی نبوت کی تصدیق کے لئے) ان پر آسمانوں سے کوئی نوشتہ اتارو سو (گویہ انتہاء درجہ کی ہٹ دھرمی ہے کیونکہ وہ دعوی کے ثبوت کے لئے منکر کو کسی خاص طریقہ کی تعین کا کوئی حق نہیں ہاں مطلق دلیل کے مطالبہ کا حق ہے سو بجائے ایک دلیل کے بہت سے دلائل موجود ہیں لیکن تم اسی کو غنیمت سمجھو کہ انہوں نے اتنے اکتفاء کیا ورنہ ان کے جہل و عناد کا مقتضے تو یہ تھا کہ اس کا مطالبہ اس سے کہیں بڑھ کر ہوتا کیونکہ) انہوں نے موسیٰ سے تو (جو خاص ان کے نبی تھے) اس سے کہیں بڑھ کر مطالبہ کیا تھا اور کہا

تھا کہ ہمیں خدا کو کھلم کھلا دکھلا دو جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی اس بیجا بات پر ان پر بجلی گری (پس جبکہ خود اپنے نبی کے ساتھ ان کا یہ برتاو تھا تو اگر تمہارے ساتھ یہ برتاؤ کیا جائے تو کیا شکایات ہے)

اہل کتاب کا شرک اور بچھڑے کی پوجا

پھر (ہٹ دھرمی اور جہل کا اسی پر خاتمہ نہیں ہوجاتا بلکہ اس سے بڑھ کر جہل و ہٹ دھرمی یہ کہ) انہوں نے پرستش کے لئے بچھڑا بنالیا (اور اس کی پوجا شروع کردی وہ بھی نادانی سے نہیں بلکہ) بعد اس کے کہ ان کے پاس کھلے کھلے دلائل (توحید و رسالت کے) آچکے تھے سو ہر چند کہ اس دانستہ سرکشی کا مقتضی یہ تھا کہ ان کو سخت سزا دی جائے مگر) ہم نے اس سے درگذر کی (اور کوئی سزا نہیں دی بلکہ محض امتحان خلوص کے بعد ان کا قصور معاف کردیا۔

یہود کی سرکشی

اس کرم کا مقتضی یہ تھا کہ وہ سرکشی چھوڑ دیتے مگر اس پر بھی وہ باز نہ آئے اور (صرف نرمی و سختی ہی نہیں بلکہ) ہم نے موسیٰ کو کھلی ہوئی دلیل بھی دی تھی مگر وہ بھی ان کے لئے کافی نہیں ہوئی خلاصہ یہ کہ طبیعتیں تین قسم کی ہیں ایک وہ جو خوف سے اطاعت قبول کرتی ہے دوسری وہ جو احسان کے سامنے سر جھکا دیتی ہیں تیسری وہ جو دلیل کے آگے سر خم کردیتی ہیں سو ہم نے تینوں طریقے ان کے ساتھ برتے مگر یہ کسی طرح سرکشی سے باز نہ آئے لیکن چونکہ بہ نسبت دوسرے طریقوں کے سختی کے طریق سے کسی قدر دبتے تھے اس لئے سختی سے ان کے مقابلے میں اکثر کام لینا پڑا۔

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ
لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا
بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

ترجمہ :اور ہم نے ان لوگوں سے قول وقرار لینے کے واسطے کوہ طور کو اٹھا کر ان کے اوپر معلق کردیا تھا اور ہم نے ان کو یہ حکم دیا تھا کہ دروازہ میں عاجزی سے داخل ہونا اور ہم نے ان کو یہ حکم دیا تھا کہ یوم ہفتہ کے بارے میں تجاوز مت کرنا اور ہم نے ان سے قول وقرار نہایت شدید لئے سو ہم نے سزا میں مبتلا کیا ان کی عہد شکنی کی وجہ سے اور ان کے کفر کی وجہ سے احکام الٰہیہ کے ساتھ اور ان کے قتل کرنے کی وجہ سے انبیاء کو ناحق اور ان کے اس مقولہ کی وجہ سے کہ ہمارے قلوب محفوظ ہیں بلکہ ان کے کفر کے سبب ان کے قلوب پر اللہ تعالیٰ نے بند لگا دیا ہے سو ان میں ایمان نہیں مگر قدرے قلیل۔

اہل کتاب (یہود) سے عہد و میثاق کا طریقہ

تفسیر :اور (اس لئے ایک موقع پر) ہم نے ان سے عہد لینے کے لئے ان کے سروں پر کوہ طور لا کھڑا کیا اور (ایک اور موقع پر) ہم نے (ان کے غرور توڑنے کے لئے ان سے کہا کہ (اس) دروازہ میں (جو تم کو معلوم ہے عاجزانہ داخل ہو اور ایک موقع پر ہم نے ان سے کہا کہ (خبردار) ہفتہ کے دن میں (مچھلیوں کا شکار کرکے ہمارے حکم سے) تجاوز نہ کرنا اور (اس کا) ہم نے ان سے سخت عہد لیا (مگر

سب بے سود ہوا اور وہ کسی طرح سیدھے نہ ہوئے اور برابر سرکشیاں کرتے رہے) پس ان کے عہد و پیمان کو توڑنے اور آیات خداوندی کا انکار کرنے اور انبیاء کو ناحق قتل کرنے اور ان کے اس کہنے کے سبب سے کہ ہمارے دل محفوظ ہیں (اور اس لئے کسی مخالف کی بات ان میں موثر نہیں ہوسکتی مگر یہ غلط ہے اور ان کے دل محفوظ نہیں ہیں) بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے (عنادی) کفر کے سبب ان کے دلوں پر مہر کردی ہے اس لئے وہ عام طور پر ایمان نہیں لاتے ہاں[1] تھوڑے سے لوگ (جو ایسے نہیں ہیں وہ ضرور ایمان لاتے ہیں)۔

وَّبِكُفۡرِهِمۡ وَقَوۡلِهِمۡ عَلٰى مَرۡيَمَ بُهۡتَانًا عَظِيۡمًا ۙ‏ ﴿۱۵۶﴾ وَّقَوۡلِهِمۡ اِنَّا قَتَلۡنَا الۡمَسِيۡحَ عِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ رَسُوۡلَ اللّٰهِ‌ ۚ وَمَا قَتَلُوۡهُ وَمَا صَلَبُوۡهُ

ترجمہ: اور ان کے کفر کی وجہ سے اور حضرت مریم علیہا السلام پر ان کے بڑا بھاری بہتان دھرنے کی وجہ سے اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو جو کہ رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے قتل کردیا حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا۔

اہل کتاب کی بہتان طرازیاں

تفسیر: الغرض امور مذکورہ بالا کی وجہ سے) اور ان کے کفر اور ان کے مریمؑ پر ایک بڑا بہتان (تہمت زنا) لگانے اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریمؑ خدا کے رسول کو (سولی دے کر) مار ڈالا حالانکہ (ان کا یہ قول علاوہ جرأت علی اللہ ہونے کے جھوٹ بھی ہے کیونکہ) نہ انہوں[2] نے ان کو مار ڈالا (جیسا کہ ان کا اور نصاریٰ کا دعویٰ ہے) اور نہ انہیں سولی دی (جیسا کہ ان کا اور نصاریٰ کا اور ان کی تقلید میں غلام احمد قادیانی اور اس کے گروہ کا دعویٰ ہے۔

وَلٰـكِنۡ شُبِّهَ لَهُمۡ‌ ؕ وَاِنَّ الَّذِيۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ لَفِىۡ شَكٍّ مِّنۡهُ‌ ؕ مَا لَهُمۡ بِهٖ مِنۡ عِلۡمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ‌ ۚ وَمَا قَتَلُوۡهُ يَقِيۡنًا ۢ ۙ‏ ﴿۱۵۷﴾ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيۡهِ‌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيۡزًا حَكِيۡمًا‏ ﴿۱۵۸﴾ وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ‌ ۚ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكُوۡنُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا ۚ‏ ﴿۱۵۹﴾

[1] فیہ اشارۃ الی ان الاستثناء منقطع ۱۲ منہ [2] قولہ وما قتلوہ وما صلبوہ جاننا چاہئے کہ یہودی و نصاریٰ اس پر متفق تھے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ کو سولی دے کر مار ڈالا بعد کو ان میں اختلاف ہوگیا کہ وہ مرنے کے بعد زندہ ہوئے یا نہیں سو یہود کا قول ہے وہ زندہ نہیں ہوئے اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہوئے اور آسمان پر گئے اب چودھویں صدی میں ہندوستان میں ایک نیا فرقہ پیدا ہوا جس کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی ہے اس نے یہ دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ قتل تو نہیں کئے گئے ہاں وہ سولی ضرور دیئے گئے جب وہ بے ہوش ہوگئے تو یہود نے ان کو مردہ سمجھ کر قبر میں دفن کردیا جب قبر میں ان کو ہوش آیا تو وہ قبر سے خفیہ طور پر نکل کر چلے گئے اور اپنی موت سے انتقال کیا گو یہود و نصاریٰ کا رد وماقتلوہ سے ہوچکا تھا مگر علام الغیوب نے اس کے ساتھ وماصلبوہ بھی بڑھا دیا جس سے یہود و نصاریٰ کا بھی بالمبالغہ رد ہوگیا یعنی قتل تو درکنار ان کو سولی بھی نہیں دی گئی جس کے وہ مدعی ہیں اور جس کو سولی دی گئی وہ ان کا شبیہ تھا۔ نہ کہ وہ خود اور اس مقلد یہود و نصاریٰ فرقہ قادیانی کا بھی رد ہوگیا پس چونکہ یہ خبر ہے عالم الغیب والشہادہ کی اسلئے اس پر ایمان لانا واجب اور یہود و نصاریٰ اور قادیانیوں کو جھوٹا سمجھنا لازم ہے ۱۲ منہ

ترجمہ: لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا بلکہ ان کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست حکمت والے ہیں اور کوئی شخص اہل کتاب سے نہیں رہتا مگر وہ عیسیٰ کی اپنے مرنے سے پہلے ضرور تصدیق کر لیتا ہے اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سولی کا واقعہ اور اسکی حقیقت

تفسیر: بلکہ ان کو (یعنی عیسیٰؑ کو) ان کے لئے مشتبہ[1] کر دیا گیا (یعنی کسی اور کو ان کا ہم شکل بنا دیا گیا اور اس ہم شکل کو انہوں نے سولی دی اور قتل کیا) اور جو لوگ اس میں اختلاف کرتے ہیں (جیسے یہود و نصاریٰ اور قادیانی یہ لوگ اس کے متعلق شبہ میں مبتلا ہیں اور ان کے پاس بجز گمان (باطل) کی پیروی کے کوئی (ذریعہ) علم نہیں اور (واقعہ در حقیقت یہ ہے کہ) یہ امر یقینی ہے کہ انہوں نے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو[2] (زندہ فرشتوں کے ذریعہ سے) اپنی طرف اٹھا لیا (اور وہ آسمان پر اب تک زندہ ہیں) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پورے قابو یافتہ (ہیں اس لئے وہ حضرت عیسیٰ کو بجسد عنصری آسمان پر لے جانے اور وہاں اتنی مدت تک زندہ رکھنے پر قادر ہیں اور قادیانی اور نیچری جھوٹے ہیں جو خواہ مخواہ ایسی باتوں پر نکتہ چینیاں کرتے اور احکام الٰہیہ کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں اور وہ صاحب حکمت (بھی) ہیں (اس لئے انہوں نے بمقتضائے حکمت یہ طریق حفاظت اختیار کیا گو دوسرے طریقوں سے بھی ان کی حفاظت کر سکتے تھے اب رہی یہ بات کہ اس میں حکمت کیا ہے سو اس کا بتلانا ضروری نہیں۔ فائدہ: ممکن ہے کہ اس میں ایک حکمت ابتلاء و امتحان بھی ہو کہ کون ہماری خبر کو مانتا ہے اور کون سائنس اور خواہشات کے دام میں پھنس کر اس کا انکار کرتا ہے الغرض وہ ابھی زندہ ہیں اور قیامت کے قریب زمین پر آئیں

---

[1] تحقیق هزه الترجمة ان التشبيه قد يتعدى الى المفعول الثانى بنفسه وقد يتعدى اليه بواسطة البآء فيقال شبهته ايا وشبهتابه كما فى القاموس اذا عرفت هذا فاعلم ان قوله شبه مسندهھنا الى المفعول الثانى كما فى اعطىٰ ورهم فعيسىٰ شبه بمعنى انه جعل شىء اخر شبيها به لا بمعنى انه جعل شبيهاً بشىء اخر خسط ما قال المفسرون انه لا يمكن ارجاع الضمير الىٰ عيسىٰ لانه مشبه به وليس مشبها وارتكبو الذلک توجيهات بعيدة مخالفة للسياق واما التشبيه بمعنى التلبيس كما فى بيان القران فهو متعد بعلى لا باللام فى القاموس شبه عليه الامر تشبيها لبّس عليهمع انه مخالف للسياق فانالسياق يقتضے رجوع الضمير الىٰ عيسىٰ كما لا يخفى والذين صرفوا الكلام عنه اضطرارا اليه لانه اشكل عليهم الامر فى ارجاع الضمير فاذا اندفع الاشكال بماقرر نافلا حاجة الىٰ صرف الكلام عن الظاهر هذا هو الكلام فى معنى شبه واما انه من شبه و كيف شبه فامر محهول يجزنا الله به ولا رسوله والمرويات فى هذا الباب لا يصلح للاعتماد والله اعلم ۱۲ منه

[2] بل رفعہ اللہ الیہ کے متعلق قادیانی کہتے ہیں کہ یہاں تقرب رتبی مراد ہے نہ کہ رفع جسمانی اور معنی یہ ہیں کہ خدا نے انہیں اپنا مقرب بنا لیا اور یہ معنی نہیں کہ ان کو اپنی طرف اٹھا لیا اور وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ رفع جسمانی متعدی بالی ہوتا ہے تو تقرب رتبی مراد ہوتا ہے نہ کہ رفع جسمانی اور اس مدعی پر وہ بہت سے آئمہ لغت کی تصریحات پیش کرتے ہیں مگر یہ سراسر ان کی جہالت یا فریب ہے کوئی امام لغت اس کا قائل نہیں ہے کہ جب رفع متعدی بالی ہوتا ہے تو اس کے معنی رفع جسمانی کے نہیں ہوتے بلکہ رفع روحانی یا بالفظ دیگر رفع منزلت کے ہوتے ہیں بلکہ سب اس پر متفق ہیں کہ وہاں رفع جسمانی مراد ہوتا ہے اور وہ جن تصریحات کو اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں وہ سب ہماری تائید میں ہیں مثال کے لئے عرض کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی تائید میں قاموس کا یہ قول پیش کیا ہے سرر مرفوعه اى بعضها على بعض اور مقربة لهم ومنه رفعته الىٰ السلطان اور انہوں نے اس کے معنی یہ سمجھے ہیں کہ میں نے اسے بادشاہ کا مقرب بنا دیا حالانکہ اس کے معنی یہ نہیں ہیں بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں اسے بادشاہ کے پاس لے گیا میں نے اسے حاضر عدالت خسروی کیا وغیرہ چنانچہ سرر مرفوعہ جس کے معنی صاحب قاموس نے مقربة لهم بیان کئے ہیں اس کے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ تخت بہشتیوں کے مقرب ہوں گے بلکہ یہ معنی ہیں کہ وہ تخت بہشتیوں کے بیٹھنے کے لئے ان کے حضور میں لائے گئے ہوں گے پس صاحب قاموس کا یہ کلام مسلمانوں کے مدعی کا مثبت ہے نہ کہ قادیانیوں کے دعوی کا اسی پر دوسری تصریحات کو قیاس کر لو ان لوگوں نے اس قسم کے مغالطوں سے لاکھوں مسلمانوں کا ایمان تباہ کر دیا اور ان کو نصوص قرآنیہ کا منکر بنا دیا ہے مسلمانوں کو دھوکہ نہ کھانا چاہئے ۱۲ منہ

گے)اور (اس زمانہ کا) کوئی اہل کتاب نہ ہوگا جو ان پر ایمان نہ لائے بلکہ ان کے انتقال سے پہلے یا اپنے مرنے سے پہلے ضرور ان پر ایمان لائے گا اور وہ قیامت میں ان پر (اس ایمان کے) گواہ ہوں گے۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿۱۶۰﴾ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶۱﴾ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِى الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾

ترجمہ: سو یہود کے ان ہی بڑے بڑے جرائم کے سبب ہم نے بہت سی پاکیزہ چیزیں جو ان کے لئے حلال تھیں ان پر حرام کر دیں اور بسبب اس کے کہ وہ بہت سے آدمیوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے مانع بن جاتے تھے اور بسبب اس کے کہ وہ سود لیا کرتے تھے حالانکہ ان کو اس سے ممانعت کی گئی تھی اور بسبب اس کے کہ وہ لوگوں کے مال ناحق طریقہ سے کھا جاتے تھے اور ہم نے ان لوگوں کے لئے جو ان میں سے کافر ہیں دردناک سزا کا سامان کر رکھا ہے لیکن ان (یہود) میں جو لوگ علم (دین) میں پختہ ہیں اور جو (ان میں) ایمان لے آنے والے ہیں کہ اس (کتاب) پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ کے پاس بھیجی گئی اور اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں) جو آپ سے پہلے بھیجی گئی تھی اور جو (ان میں) نماز کی پابندی کرنے والے ہیں اور جو (ان میں) زکوٰۃ دینے والے ہیں اور جو (ان میں) اللہ تعالیٰ پر روز قیامت کے دن پر اعتقاد رکھنے والے ہیں (سو) ایسے لوگوں کو ہم ضرور (آخرت میں) ثواب عظیم عطا فرمائیں گے۔

یہود کا ظلم عظیم اور اس کا انجام

تفسیر: (خلاصہ[1] یہ کہ) یہود کے ظلم عظیم کی وجہ سے (جس کی کسی قدر تفصیل پیشتر گزر چکی ہے اور کچھ آئندہ آتی ہے) ہم نے ان پر وہ (بعض) حلال اشیاء حرام کر دی جو انکے لئے حلال کی گئی تھیں اور (خاص کر) ان کے بہت سے لوگوں کے مالوں کو ناجائز طور پر کھانے کی وجہ سے (یہ تو وہ سزا تھی جس میں اچھے لوگ بھی ضمناً داخل ہو گئے تھے کیونکہ قانون عام ہوتا ہے) اور (آخرت میں) ہم نے ان میں سے خاص کافروں کے لئے تکلیف دہ عذاب تیار کر رکھا ہے۔

یہود میں ایمان لانے والے

الغرض عام حالت تو اہل کتاب کی وہی ہے جو ابھی مذکور ہوئی) ہاں ان میں جو لوگ علم میں پختہ مومن ہیں کہ اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں جو تمہاری طرف نازل کی گئی اور ان پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئیں اور جو کہ نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا اور آخرت

---

۱ ھ هذا لفاء للفذلكة كما اقبلها من التفصيل وهذا اوجه مما قال المفسرون فى هذا المقام فافهم.

۲ ھ اشارة الىٰ ان الوجوه المذكورة داخلة فى الظلم ولافراد بالذكر للاهتمام ۱۲ منه

پر ایمان رکھتے ہیں (ان کی حالت وہ نہیں ہے بلکہ) یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم عنقریب بڑا معاوضہ دیں گے۔

آنحضرت کی نبوت پر حیرت کیوجہ

(خیر یہ مضمون استطرادی تھا۔ اب ہم اصل مضمون کی طرف عود کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آخر یہ لوگ آپ کی رسالت کو اسقدر عجیب اور بعید کیوں سمجھتے ہیں اور ایسی عجیب درخواستیں کیوں کرتے ہیں جنکو یہ لوگ نبی تسلیم کرتے ہیں۔ وہ کونسا آسمان سے نوشتہ لائے تھے اور جب انکی نبوت کا ثبوت نوشتہ آسمانی پر موقوف نہیں تھا تو آپ کی نبوت کا ثبوت اس پر کیوں موقوف ہے۔)

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ
وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ
وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿١٦٣﴾ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ
نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۭ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴿١٦٤﴾ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ
لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿١٦٥﴾

ترجمہ: ہم نے آپ کے پاس وحی بھیجی ہے جیسے نوحؑ کے پاس بھیجی تھی اور ان کے بعد اور پیغمبروں کے پاس اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ اور عیسیٰؑ اور ایوبؑ اور یونسؑ اور ہارونؑ اور سلیمانؑ کے پاس وحی بھیجی تھی اور ہم نے داؤدؑ کو زبور دی تھی اور ایسے پیغمبروں کو صاحب وحی بنایا جن کا حال اس کے قبل ہم آپ سے بیان کر چکے ہیں اور ایسے پیغمبروں کو جن کا حال ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا اور موسیٰؑ سے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر کلام فرمایا ان سب کو خوشخبری دینے والے اور خوف سنانے والے پیغمبر بنا کر اس لئے بھیجا تا کہ لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے سامنے ان پیغمبروں کے بعد کوئی عذر باقی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ پورے زور والے ہیں بڑی حکمت والے ہیں۔

آنحضرتؐ کی نبوت کوئی نئی چیز نہیں ہے!

تفسیر : ہم نے آپ پر یوں ہی تو وحی بھیجی ہے جیسے نوحؑ اور انکے بعد نبیوں پر بھیجی تھی (جن کی نبوت ان کو بھی تسلیم ہے) اور (اس اجمال کی قدرے تفسیر یہ ہے کہ) ہم نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور انکی اولاد اور عیسیٰؑ اور ایوبؑ اور یونسؑ اور ہارونؑ اور سلیمانؑ پر وحی بھیجی اور داؤدؑ کو زبور) دی۔ (گو ان میں سے بعض کی نبوت یہود کو تسلیم نہیں جیسے عیسیٰؑ اور سلیمانؑ مگر یہ انکا مکابرہ ہے کیونکہ جس دلیل سے دوسرے انبیاء کی نبوت ثابت ہے (اسی دلیل سے انکی بھی ثابت ہے اس لئے گویا ان کی نبوت بھی انکو مسلم ہے پس ان کے اس جگہ ذکر کرنے میں ان کے رد کی طرف اجمالی اشارہ ہو گیا۔

تمام انبیاء کرام کا قرآن میں ذکر نہیں ہے

اور (ہم اس جگہ تمام رسولوں کا جن کی طرف وحی کی گئی نام بنام ذکر نہیں کرتے بلکہ اجمالاً ہم) ان تمام رسولوں کو (ذکر کرتے ہیں) جن

کو (علاوہ ان مذکورین کے) اب تک ہم نے تمہارے سامنے بیان کیا ہے اور جن کو اب تک تمہارے سامنے بیان نہیں کیا (اور کہتے ہیں کہ ہم نے ان کی طرف بھی وحی کی تھی) اور (عام وحی سے بڑھ کر)

حضرت موسیٰ کی نبوت کی تصدیق اور آنحضرتؐ کی نبوت کا انکار!

موسیٰ سے خاص طور پر خدا نے گفتگو کی تھی (تو کیا ان کی نبوت کی تصدیق کے لئے کوئی آسمان سے نوشتہ آیا تھا نہیں تو پھر تمہاری نبوت کے لئے نوشتہ کی کیا ضرورت ہے اگر کہا جاوے کہ موسیٰ علیہ السلام کی طرف لکھی ہوئی تورات آئی تھی وہ نوشتہ تھا اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بھی موسیٰ کا ایک دعویٰ تھا کہ یہ خدا کا نوشتہ ہے ایسا ہی تمہارا قرآن کی نسبت دعویٰ ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے اور جس طرح اس کا نوشتہ ہونا دلیل سے ثابت تھا یوں ہی قرآن کا کلام اللہ ہونا دلیل سے ثابت ہے پھر دونوں میں کیا فرق ہے اور جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے اس دعویٰ کی تصدیق کے لئے یہ نوشتہ خدا کا ہے کوئی نوشتہ بلا توسط موسیٰ علیہ السلام کے نہیں آیا تھا یوں ہی یہاں بھی ایسا نوشتہ نہیں ہے پھر ان کے دعویٰ کی تو تصدیق کی جائے اور تمہارے دعویٰ کو رد کیا جاوے اس کی کیا وجہ ہے پس ثابت ہوا کہ ان کی آپ سے اس قسم کی درخواستیں سراسر لایعنی اور مبنی برعناد ہیں ہم نے رسولوں کو مختار کل اور لوگوں کی معاندانہ درخواستوں کو پورا کرنے والے بنا کر نہیں بھیجا۔

ارسال رسل کی وجہ

(بلکہ) ہم نے رسولوں کو خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجا ہے تا کہ رسولوں (کی آمد) کے بعد لوگوں کی اللہ پر حجت نہ رہے (کہ ہم کو آپ کی مرضیات و نامرضیات معلوم ہی نہ تھیں ہم اطاعت کیسے کرتے) اور اللہ ہر چیز پر قابو یافتہ (اور) صاحب حکمت ہے (اس لئے نہ ارسال رسل قابل انکار ہے اور نہ وہ طریق جو اس کے لئے وہ اختیار کرے قابل اعتراض ہے مثلاً نوشتہ آسمان سے نازل نہ کرنا یا دوسری معاندانہ درخواستوں کو پورا نہ کرنا لہٰذا وہ اس خاص طریق سے جس کے یہ معاند طالب ہیں گواہی نہیں دینا چاہتا)۔

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۝ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

ترجمہ: لیکن اللہ تعالیٰ بذریعہ اس کتاب کے جس کو آپ کے پاس بھیجا ہے اور بھیجا بھی اپنے علمی کمال کے ساتھ شہادت دے رہے ہیں اور فرشتے تصدیق کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی کی شہادت کافی ہے جو لوگ منکر ہیں اور خدائی دین سے مانع ہوتے ہیں بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑے ہیں بلاشبہ جو لوگ منکر ہیں اور دوسروں کا بھی نقصان کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ

ان کو کبھی نہ بخشیں گے اور نہ ان کو سوائے جہنم کی راہ کے اور کوئی راہ دکھلا دیں گے اس طرح پر کہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہا کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ سزا معمولی بات ہے اے تمام لوگو! تمہارے پاس یہ رسول سچی بات لے کر تمہارے پروردگار کی طرف سے تشریف لائے ہیں سو تم یقین رکھو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا اور اگر تم منکر رہے تو اللہ تعالیٰ کی ملک ہے یہ سب جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ پوری اطلاع رکھتے ہیں کامل حکمت والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی آپ کی نبوت پر شہادت

تفسیر: ہاں خدا اس (کتاب) کے ذریعہ سے جس کو اس نے نازل کیا ہے (تمہاری رسالت کی) گواہی دیتا ہے کیونکہ اس نے اس کو (سہواً یا خطاً نازل نہیں کیا بلکہ) اپنے علم سے (دانستہ) نازل کیا پس جبکہ قرآن کا کلام الٰہی ہونا اس کے معجز ہونے سے ثابت ہے اور سہو و نسیان اور غلطی کا احتمال مرتفع ہے تو اب خدا کی گواہی میں کیا شبہ ہے اور جب کہ کوئی شبہ نہیں تو دوسرے خاص طریق سے گواہی کی کیا ضرورت ہے)۔

آنحضرتؐ کی نبوت پر فرشتوں کی گواہی

اور (تمہاری نبوت پر صرف خدا ہی گواہی نہیں دیتا بلکہ) فرشتے بھی (اس کی) گواہی دیتے ہیں اور (یہ محض تائید کے لئے ہے ورنہ) خدا کافی گواہ ہے (اور اس کی گواہی کے ہوتے ہوئے کسی گواہ کی ضرورت نہیں اب رہی یہ بات کہ خدا کی گواہی تو قرآن سے ثابت ہے فرشتوں کی گواہی کا کیا ثبوت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کی یہ شہادت کہ فرشتے گواہ ہیں یہ بھی ان کی گواہی کا ثبوت ہے اور خدا کافی گواہ ہے اس کی گواہی کے بعد کسی اور گواہی کی ضرورت نہیں یہاں تک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت اور اہل کتاب کی درخواست کی لغویت ظاہر ہو چکی۔

خدا کی راہ روکنے والوں کا انجام

اب فرماتے ہیں کہ) جو لوگ (اس حقیقت ثابتہ کے) خود منکر ہیں اور (لایعنی شبہات کے ذریعہ سے دوسروں کو) خدا کی راہ سے روکتے ہیں وہ راہ راست سے بہت دور ہٹے ہوئے ہیں (نیز) جو لوگ منکر اور (اس انکار میں) ظالم ہیں (کہ ناحق اور ضد سے انکار کرتے ہیں) خدا ایسا نہیں ہے کہ انہیں معاف کر دے اور نہ ایسا ہے کہ ان کو کسی دوسرے راستے پر چلائے بجز راہ جہنم کے (اور یوں بھی نہیں کہ اس میں داخل ہو کر پھر نکل آئیں بلکہ) یوں کہ وہ اس میں ہمیشہ کو رہیں اور یہ بات خدا کے لئے (کچھ مشکل نہیں بلکہ) بہت آسان ہے (لہٰذا اس کو ایک عاجز کی دھمکی سمجھ کر نظر انداز نہ کرنا چاہئے)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایمان کیلئے تلقین!

اے لوگو (ہم محض تمہاری خیر خواہی سے کہتے ہیں کہ) تمہارے رب کی جانب سے یہ رسول تمہارے پاس سچی باتیں لے کر آیا ہے کہ تم اس کو مانو ایسی حالت میں کہ یہ ماننا تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم (اب بھی انکار کرو تو واضح ہو کہ) خدا کا کوئی ضرر نہیں کیونکہ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب خدا ہی کا ہے (اور ظاہر ہے کہ ایسے عظیم الشان شہنشاہ اور مالک سمٰوٰت والارض کو تم سے ناچیز اور بے حقیقت لوگوں کے کفر سے کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا بلکہ خود تمہارا ضرر ہے کہ تم ما فی السمٰوٰت والارض میں داخل ہونے کے سبب اس کی مُلک اور مِلک میں داخل ہو اور وہ تم پر پوری قدرت او استحقاق رکھتا ہے اس لئے وہ تمہیں اس نافرمانی کی سزا دے سکتا ہے اور (یہ بھی واضح رہے) کہ (اللہ تعالیٰ بڑے) جاننے والے (ہیں اس لئے ان کو تمہاری اس نافرمانی کی اطلاع بھی ہے اور) حکمت والے ہیں (اس لئے

فوراً سزا نہ دینے سے ناواقفیت کا دھوکہ نہ ہونا چاہیے پس وہ تمہیں اس کی سزا دینگے لہٰذا تمہیں کفر سے باز آنا چاہیے۔

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۡ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ڵ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ۭ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

ترجمہ: اے اہل کتاب تم اپنے دین میں حد سے مت نکلو اور خدا تعالیٰ کی شان میں غلط بات مت کہو مسیح عیسیٰ ابن مریم تو اور کچھ بھی نہیں البتہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کے ایک کلمہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مریم تک پہنچایا تھا اور اللہ کی طرف سے ایک جان ہیں سو اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لاؤ اور یوں مت کہو کہ تین ہیں۔ باز آ جاؤ تمہارے لئے بہتر ہوگا معبود حقیقی تو ایک ہی معبود ہے وہ صاحب اولاد ہونے سے منزہ ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجودات ہیں سب اس کی ملک ہیں اور اللہ تعالیٰ کارساز ہونے میں کافی ہیں۔

اہل کتاب نصاریٰ کو ہدایت اور غلو سے ممانعت

تفسیر: اس عام خطاب کے بعد پھر اہل کتاب کو خطاب فرماتے ہیں اور گو عنوان عام ہے مگر مضمون سے نصاریٰ متعین ہیں اور فرماتے ہیں کہ) اے اہل کتاب (نصاریٰ) تم اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو اور بجز سچی بات کے کوئی جھوٹی بات خدا کے ذمہ نہ لگاؤ (خدا نے ہرگز نہیں کہا کہ مسیح خدا یا خدا کا بیٹا ہے بلکہ) بات صرف اتنی ہے کہ مسیح عیسیٰ بن مریم خدا کے رسول اور اس کی ایک بات ہے جو کہ اس نے مریم سے کہی تھی (یعنی ان کا مریم سے پیدا کرنا ایسا ہی آسان اور سہل تھا جیسا کہ ان سے کوئی بات کہنا) اور وہ خدا کی جانب سے ایک روح تھے (جیسے اور ارواح بشریہ) پس نہ تم ان کو خدا مانو اور نہ خدا کا بیٹا بلکہ) خدا اور اس کے رسولوں پر (خدا کے حکم کے موافق) ایمان لاؤ اور یہ نہ کہو کہ (خدا) تین ہیں تم (اس سے باز آنا) تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ اللہ صرف معبود واحد ہے (نہ وہ مرکب ہے اجزاء ثلثہ سے اور نہ اس کے دو شریک ہیں) وہ منزہ ہے اس سے کہ اس کے لئے کوئی بیٹا ہو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے (اور کسی کی اس میں شرکت نہیں ہے) اور (نہ اسے ضرورت ہے شریک کی کیونکہ) اللہ کافی کارساز ہے (اور اپنے کسی کام میں غیر کا محتاج نہیں کہ شریک کی ضرورت ہو تم لوگ مدعی ست گواہ چست کے مصداق ہو کہ تم مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا بناتے ہو۔

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰۗىِٕكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۭ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ڏ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا ﴿١٧٤﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ
آمَنُوا بِاللَّهِ وَاعْتَصَمُوا بِهِ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَيَهْدِيهِمْ
إِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ﴿١٧٥﴾ يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ ۚ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ
لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَا إِن لَّمْ يَكُن لَّهَا وَلَدٌ ۚ
فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ ۚ وَإِن كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ
مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ۗ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَن تَضِلُّوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٧٦﴾

ترجمہ: مسیح ہرگز خدا کے بندے بننے سے عار نہیں کریں گے اور نہ مقرب فرشتے اور جو شخص خدا تعالیٰ کی بندگی سے عار کرے گا اور تکبر کرے گا تو خدا تعالیٰ ضرور سب لوگوں کو اپنے پاس جمع کرینگے پھر جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور انہوں نے اچھے کام کئے ہوں گے تو ان کو ان کا پورا ثواب دیں گے اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ دیں گے اور جن لوگوں نے عار کیا ہوگا اور تکبر کیا ہوگا تو ان کو سخت دردناک سزا دیں گے اور وہ لوگ کسی غیر اللہ کو اپنا یار اور مددگار نہ پاویں گے اے لوگو! یقیناً تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک دلیل آ چکی ہے۔ اور ہم نے تمہارے پاس ایک صاف نور بھیجا ہے سو جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور انہوں نے اللہ کو مضبوط پکڑا سو ایسوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں داخل کریں گے اور اپنے فضل میں اور اپنے تک ان کو سیدھا راستہ بتلا دیں گے۔ لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ تم کو کلالہ کے باب میں حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی شخص مر جاوے جس کے اولاد نہ ہو (اور نہ ماں باپ) اور اس کے ایک (عینی یا علاتی) بہن ہو تو اس کو اس کے تمام ترکہ کا نصف ملے گا اور وہ شخص اس اپنی بہن کا وارث ہوگا (اگر وہ بہن مر جاوے اور) اس کے اولاد نہ ہو (اور والدین بھی نہ ہوں) اور اگر بہنیں دو ہوں (یا زیادہ) تو ان کو اس کے کل ترکہ میں سے دو تہائی ملیں گے اور اگر چند وارث بھائی بہن ہوں مرد اور عورت تو ایک مرد کو دو عورتوں کے حصہ کے برابر اللہ تعالیٰ تم سے (دین کی باتیں) اس لئے بیان کرتے ہیں کہ تم گمراہی میں نہ پڑو اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں۔

ملائکہ اور حضرت مسیح کو بندہ خدا ہونے میں عار نہیں

تفسیر: (اور) خود مسیح کو اس سے عار نہیں ہو سکتی کہ وہ خدا کے بندے ہوں اور نہ ملائکہ مقربین کو عار ہو سکتی ہے (بلکہ وہ فخر کے ساتھ عبدیت کو تسلیم کئے ہوئے ہیں پھر تم مدعی سست گواہ چست کا مصداق کیوں بنتے ہو الغرض ان لوگوں کو بندگی سے عار نہیں) اور جس کسی کو اس کی بندگی سے عار ہو تو (وہ عار کرے) وہ ان سب عار کرنے اور نہ کرنے والوں) کو اپنے پاس (قیامت میں) جمع کرے گا پھر جو لوگ (ایسے ہیں کہ انہوں نے بندگی سے عار نہیں کی بلکہ وہ حسب الحکم) ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو ان کے اعمال کا پورا بدلہ دے گا اور اپنے فضل سے (معاوضہ سے زائد بھی دے گا اور جن لوگوں نے بندگی سے عار کی اور تکبر کیا ان کو تکلیف دہ عذاب دے گا اور یہ لوگ

اپنے لئے خدا کے سوا نہ کوئی یار پاویں گے اور نہ کوئی مددگار۔

دعوت ایمان: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے دلیل آچکی ہے اور ہم نے تم پر واضح روشنی نازل کردی ہے (جس نے باطل کی تاریکی کو فنا کردیا ہے لہٰذا اب تمہارے لئے حق کو قبول نہ کرنے میں کوئی عذر نہیں رہا)

مومنوں کو بدلہ: پس جو لوگ (چشم حق بین سے کام لے کر) خدا پر ایمان لے آئے اور اس کو مضبوط پکڑ لیا سو (یہ لوگ تو مقبول ہیں اور) اللہ ان کو اپنی رحمت میں شامل کرے گا اور اپنے تک (پہنچنے کے) سیدھے راستہ پر چلائے گا (اور جو لوگ اندھے بن جائیں ان کے ساتھ اس کے خلاف برتاؤ کیا جائے گا۔

کلالہ اور اس کے احکام: ارشادی مضامین کے سلسلہ کو یہاں تک پہنچا کر آخر میں پھر بیان احکام کی طرف عود فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ (اے رسول) لوگ تم سے فتویٰ دریافت کرتے ہیں آپ فرمادیجئے کہ (بہت بہتر ہے) حق تم کو کلالہ کے باب میں فتویٰ دیتے ہیں (جو یہ ہے) اگر کوئی شخص ایسا مرے جس کے کوئی اولاد (بیٹا یا بیٹی) (پوتا یا پوتی) نہ ہو (اور نہ ماں باپ ہوں) اور اس کے ایک (عینی یا علاتی) بہن ہو تو اس (بہن) کو اس (مال) کا آدھا ملے گا جو اس نے چھوڑا ہے اور (اگر یہ شخص جس کا اوپر ذکر ہوا زندہ ہو اور بہن مذکور مرجاوے) تو یہ اس (کے کل مال) کا وارث ہوگا بشرطیکہ اس (بہن) کے اولاد نہ ہو (یہ تو ایک بہن کا بیان تھا) اب اگر (شخص مذکور میت کے دو (مذکورہ بالا بہنیں) ہوں تو ان کو اس (مال) میں سے جو اس نے چھوڑا ہے دو تہائی ملے گا اور اگر شخص مذکور میت کے بھائی بہن (یعنی) مذکر مونث (مخلوط) ہوں تو بشرطیکہ سب عینی یا سب علاتی ہوں) مذکور کو دو موثنوں کے حصے کے برابر ملے گا اور (اور اگر عینی و علاتی مخلوط ہوں تو ان کا حکم دوسرا ہے جو کتب فرائض میں مذکور ہے) اللہ تعالیٰ یہ تمہارے لئے اس لئے بیان کرتا ہے کہ مبادیٰ تم غلطی کرو (اور کسی کو اس کے حق سے زائد دے دو اور کسی کو کم یا بالکل نہ دو) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے (اور کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں اس لئے وہاں یہ احتمال نہیں ہوسکتا کہ ممکن ہے کہ خود بیان میں غلطی ہو پس اس غلطی کی تلافی کیسے ہوسکتی ہے۔

سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوْعًا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّى الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ۝۱ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْىَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَاۤ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۲

ترجمہ: اے ایمان والو عہدوں کو پورا کرو تمہارے لئے تمام چوپائے جو مشابہ انعام (یعنی اونٹ، بکری، گائے کے ہوں حلال کئے گئے ہیں مگر جن کا ذکر آگے آتا ہے لیکن شکار کو حلال مت سمجھنا جس حالت میں کہ تم احرام میں ہو بیشک

اللہ تعالیٰ جو چاہیں حکم کریں اے ایمان والو بے حرمتی نہ کرو خدا تعالیٰ کی نشانیوں کی اور نہ حرمت والے مہینہ کی اور نہ حرم میں قربانی ہونے والے جانور کی اور نہ ان جانوروں کی جن کے گلے میں پٹے پڑے ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو کہ بیت الحرام کے قصد سے جا رہے ہوں اپنے رب کے فضل اور رضامندی کے طالب ہوں اور جس وقت تم احرام سے باہر آ جاؤ تو شکار کیا کرو اور ایسا نہ ہو کہ تم کو کسی قوم سے جو اسی سبب سے بغض ہے کہ انہوں نے تم کو مسجد حرام سے روک دیا تھا وہ تمہارے لئے اس کا باعث ہو جائے کہ تم حد سے نکل جاؤ اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔

عہدوں کا وفا! اے مسلمانو

تفسیر: تم اپنے (جائز) عہدوں کو پورا کیا کرو (خواہ وہ عہد اللہ سے ہوں جیسے عہد طاعت جو ضمن ایمان میں ہے یا مخلوق سے جیسے معاملات باہمی میں ہوتا ہے اور جبکہ ایفاء عہد واجب ہوا تو اب تم کو وہ باتیں بتلائی جاتی ہیں جن کی پابندی تم پر اس عہد کی رو سے لازم ہے۔

حلال جانور: چنانچہ کہا جاتا ہے کہ اونٹ گائے، بکری[1] کی قسم کے) تمام چوپائے باستثناء ان جانوروں کے جو آئندہ (آیت حرمت علیکم میں) تم سے بیان کئے جائیں گے تمہارے لئے حلال کر دیئے گئے ہیں لہٰذا تم ان کو کھا سکتے ہو)۔

حالت احرام میں شکار

مگر یوں نہیں (کہ ہر حالت میں تم ان کو کھا سکو بلکہ) یوں کہ جس حالت میں تم محرم ہو اس حالت میں تم شکار کو حلال نہ سمجھو (کیونکہ یہ جو جانور از قسم شکار ہیں اس حالت میں نہ ان کا شکار کرنا حلال ہے اور نہ وہ جانور جو شکار کیا جائے اور گدھے وغیرہ کی حرمت جو احادیث میں مذکور ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ وہ بتلاتی ہیں کہ وہ بکری وغیرہ کی قسم سے نہیں ہیں نہ یہ کہ وہ ان کو ان میں داخل مان کر ان کا استثناء کرتی ہیں واللہ اعلم۔ الغرض تمہارے لئے یہ قانون ہے اور تم اس کا اتباع کرو اور اس میں چوں و چرا مت کرو کیونکہ) اللہ تعالیٰ (مختار مطلق ہیں اور) جو چاہتے ہیں حکم کرتے ہیں (اور ان سے یہ کسی کو پوچھنے کا حق نہیں کہ یہ کیوں کیا اور وہ کیوں کیا یہ دوسری بحث ہے کہ وہ جو حکم کرتے ہیں اس میں حکم و مصالح کی رعایت ہوتی ہے لیکن یہ خود ان کا کام ہے نہ کہ تمہارا اور تمہارا کام صرف اطاعت ہے)۔

محترم چیزوں کا احترام

الغرض جس طرح اوپر احرام کی حالت میں شکار سے تعرض کی ممانعت کی گئی ہے یوں ہی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ) اے مسلمانو! تم خدا کی نشانیوں (جیسے مساجد حرم کعبہ وغیرہ کے متعلق افعال ممنوعہ) کو (اعتقاداً یا عملاً) حلال نہ جانو اور نہ محترم مہینوں (ذوالقعدہ ذوالحجہ، محرم و رجب کے متعلق افعال ممنوعہ) کو اور نہ اس جانور (کے متعلق افعال ممنوعہ) کو جو حرم میں قربانی کے لئے لے جایا جاوے اور نہ (ان کے ان) ہاروں (کے متعلق افعال ممنوعہ) کو (جو ان کے گلے میں بغرض حفاظت ڈالے جاتے ہیں) اور (نہ ان لوگوں کے متعلق افعال ممنوعہ) کو جو خانہ کعبہ کا اس حالت میں قصد کرتے ہیں کہ وہ حق تعالیٰ سے فضل اور رضامندی کے طالب ہیں اور (احرام کی حالت میں شکار سے بھی تعرض نہ کرو

---

[1] الاحسن ان یقال ان انطباء وغیرہ داخلة فی الانعام تعبیا او هو مستعارلها. واما اضافة المشبه الی المشبه به فقیر معهود فی الکلام علی ان الاعلام من افراد المجنسه بها فلتیامل ولا یغتر بقول الفراء والکلبی. ۱۲. منه

جیسا کہ اوپر اشارہ کیا گیا ہے) ہاں جب احرام سے نکل جاؤ اس وقت (شوق سے) شکار کرو (کوئی روک ٹوک نہیں۔ بشرطیکہ حرم سے باہر ہو۔

عداوت کی وجہ سے زیادتی درست نہیں

اور یہ بھی نہ ہونا چاہئے کہ تم کو ایک قوم کی اس[1] لئے عداوت کہ انہوں نے تم کو مسجد حرام سے روکا تھا اس پر برانگیختہ کرے کہ (ان پر) زیادتی کرو (بلکہ تم کو ہر شخص کے معاملہ میں خواہ اس سے تم کو مذہبی عداوت ہو یا نفسانی انصاف سے کام لینا چاہئے اور جو کام کرنا چاہو اس کے متعلق پہلے شریعت سے فتویٰ حاصل کرنا چاہئے پھر اس کام کو کرنا چاہئے یہ تو دشمنوں کے متعلق دستور العمل تھا)۔

حمایت وتعان کا دینی اصول

اور (دوستوں کے متعلق یہ برتاؤ ہونا چاہئے کہ جا و بے جا ان کی حمایت نہ کرو بلکہ) نیکی اور پرہیز گاری (کی بات) پر آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور تعدی پر مدد نہ کرو اور (ہر کام میں) خدا سے ڈرتے رہو (کیونکہ) حق تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے (لہٰذا اگر تم مخالفت کرو گے تو سخت سزا دے گا۔)

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۳﴾ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿۴﴾

ترجمہ: تم پر حرام کئے گئے ہیں مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جو جانور کہ غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو اور جو گلا گھٹنے سے مر جائے اور جو کسی ضرب سے مر جائے اور جو اونچے سے گر کر مر جائے اور جو کسی ٹکر سے مر جائے اور جس کو کوئی درندہ کھانے لگے لیکن جس کو ذبح کر ڈالو اور جو جانور پرستش گاہوں پر ذبح کیا جائے اور یہ کہ تقسیم کرو بذریعہ قرعہ کے تیروں کے یہ سب گناہ ہیں آج کے دن ناامید ہو گئے کافر لوگ تمہارے دین سے سو ان سے مت ڈرنا اور مجھ سے ڈرتے رہنا آج کے دن

---

[1] یہ خدا کا کلام ہے اس سے غیر مسلم اقوام سبق لیں اور دیکھیں کہ کس مذہب میں اپنے دشمنوں کے ساتھ اس قدر انصاف کیساتھ برتاؤ کا حکم ہے اور وہ مسلمان بھی سبق جو کفار کی نفسانی عداوت کو بھی میں ایمان سمجھتے ہیں اور ان پر ناحق زیادتی کو بھی روا رکھتے ہیں۔

تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تام کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لئے پسند کر لیا پس جو شخص شدت کی بھوک میں بیتاب ہو جاوے، بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے ہیں رحمت والے ہیں لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا کیا جانوران کے لئے حلال کئے گئے ہیں آپ فرما دیجئے کہ تمہارے لئے کل حلال جانور حلال کئے گئے ہیں اور جن شکاری جانوروں کو تم تعلیم دو اور تم ان کو چھوڑو بھی اور ان کو اس طریقہ سے تعلیم دو جو تم کو اللہ تعالیٰ نے تعلیم دیا ہے تو ایسے شکاری جانور جس شکار کو تمہارے لئے پکڑیں اس کو کھاؤ اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام بھی لیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو بے شک اللہ تعالیٰ جلد ہی حساب لینے والے ہیں۔

حرام جانور اور اس کی تفصیل

تفسیر: افعال مذکورہ کے علاوہ تم پر دوسری اشیاء بھی حرام کی گئیں ہیں جن کے ضمن میں تم کو ان جانوروں کی تفصیل بھی معلوم ہو جائے گی جن کا اوپر ما یتلی علیکم میں اجمالاً ذکر کیا گیا تھا چنانچہ) تم پر ہر وہ جانور حرام کیا گیا ہے جو اپنی موت سے مر جاوے (اور خواہ چرندہ ہو یا پرندہ) اور (بہنے والا) خون اور سور کا گوشت (پوست وغیرہ) اور غیر اللہ کے نامزد کیا ہوا جانور اور گلا گھٹا ہوا جانور اور چوٹ کھایا ہوا جانور اور اوپر سے نیچے گرا ہوا جانور اور سینگ سے مارا ہوا جانور اور درندہ کا کھایا ہوا جانور الغرض وہ کل جانور جو علاوہ اس طریق کے جو جانور کے حلال کرنے کے لئے شریعت میں مقرر ہے کسی دوسرے طریق سے مرے ہوں (حرام ہیں) باستثناء ان جانوروں کے جن کو (صدمات مذکورہ میں سے کوئی صدمہ پہنچا ہو اور وہ ابھی زندہ ہوں اور ان کو) تم نے باقاعدہ حلال کر لیا ہو اور وہ جانور (بھی حرام ہیں) جن کو (معبود اباطلہ کے) تھانوں پر ذبح کیا گیا ہو اور یہ بھی حرام ہے) کہ تم اشیاء کو تیروں[1] کے ذریعہ سے تقسیم کرو (کیونکہ) یہ سب گناہ کی (باتیں) ہیں (پس تم ان سے بچو) آج کفار تمہارے دین سے ناامید ہو گئے (اور انہوں نے سمجھ لیا کہ ہم اس دین کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور ان کی ہمتیں پست ہو گئیں) پس تم (ان احکام پر عمل کرنے میں) ایسے مت ڈرو۔

اتمام نعمت اور دین اسلام کے مکمل ہونے کا اعلان

اور (ان پر عمل کے چھوڑنے میں) مجھ سے ڈرو (کیونکہ) آج میں (قوت کے لحاظ سے بھی) تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر چکا ہوں اور (اس طرح) میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ہے اور میں نے تمہارے لئے بحیثیت دین کے اسلام کو پسند کیا ہے (لہذا تم کو کفار سے ڈرنے کی ضرورت نہیں اور میرے احکام کی تعمیل لازم ہے۔

جان بچانے کے لئے حرام چیزوں کا استعمال

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا استطرادا مذکور ہو گیا اب ہم پھر مضمون سابق کی طرف عود کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ) اب جو کوئی سخت بھوک (کی حالت) میں (جان بچانے کے لئے اشیاء محرمہ مذکورہ بالا میں سے کسی شے کے کھانے کے لئے) مجبور ہو بحالیکہ وہ کسی گناہ کی طرف

---

[1] یہ تقسیم جاہلیت میں مروج تھی کہ انہوں نے چند تیر اس کام کے لئے مقرر کر رکھے تھے اور اس میں سے کسی کے لئے کچھ حصہ اور کسی کے لئے کچھ اور کسی کے لئے کچھ بھی نہیں مقرر کر رکھا تھا پس جس کے نام پر جو تیر نکلتا اس کو اسی قدر حصہ دیدیتے تھے جو اس کے لئے مقرر تھا اور اگر اس کے کوئی حصہ نہ ہوتا تو اسے محروم کر دیتے تھے۔ ۱۲ منہ

مال ہونے والا نہیں ہے (بلکہ فقط جان کی حفاظت مقصود ہے) تو (اس کو ان چیزوں میں سے بقدر سدرمق کھالینا جائز ہے اور اس کا یہ کھالینا معاف ہے اس پر کوئی مواخذہ نہیں (کیونکہ) اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے اور مہربان ہیں۔

موت کے وقت اشیاء محرمہ کا استعمال ضروری ہے

(اس لئے انہوں نے صرف یہی نہیں کیا۔ کہ اس کو جرم رکھ کر مواخذہ چھوڑ دیا ہو بلکہ اس کو ایسی حالت میں جرم نہیں رکھا اس بناء پر اگر ایسی حالت میں کوئی ان کے کھانے سے احتراز کرے اور مر جاوے تو اس پر مواخذہ ہوگا نہ کہ کھانے پر۔

حلال اشیاء جن کا کھانا درست ہے

یہاں تک محرمات کے متعلق گفتگو تھی اب ان اشیاء کا بیان فرمانا چاہتے ہیں جو حلال ہیں اور فرماتے ہیں کہ) لوگ تم سے دریافت کرتے ہیں کہ ان کے لئے حلال کیا کیا چیزیں ہیں آپ فرما دیجئے کہ جملہ پاکیزہ چیزیں (جو وقتاً فوقتاً تم کو بتلائی گئی ہیں وہ سب) تمہارے لئے حلال کی گئیں ہیں۔

سدھائے ہوئے شکاری جانور کا شکار

اور (ان کے علاوہ) جو شکاری جانور (کتا باز شکرا وغیرہ) ایسے ہوں کہ تم نے ان کو شکار پر چھوڑ کر سدھایا ہو کہ تم ان کو شکار کا وہ طریقہ سکھلاتے ہو جس کو خدا نے تم کو سکھلایا ہے تو (ان کا شکار بھی تمہارے لئے حلال ہے پس) تم اس شکار کو جس کو انہوں نے تمہاری خاطر روک رکھا ہے اور خود[1] اس میں سے نہیں کھایا) کھاؤ اور یہ ضرور ہے کہ (اس جانور کو شکار پر چھوڑتے وقت) اس پر اللہ کا نام لے لو (اور اللہ کا نام لے کر اس کو اس پر چھوڑو) اور خدا سے ڈرو کہ بے قاعدہ شکار کئے ہوئے جانور کو بھی کھالو) کیونکہ اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے (اس وقت تم کیا جواب دو گے؟ فائدہ: اس جگہ شکاری جانور کے حلال ہونے کے متعلق چند باتیں بتلائی ہیں اول یہ کہ شکاری جانور کو شکار کئے باقاعدہ سدھایا جائے دوسرے یہ کہ اس کو جانور پر چھوڑ کر امتحان کیا جائے کہ وہ سیکھ گیا یا نہیں اور چونکہ یہ تعلیم ہی کے مرتبہ میں ہے اس لئے طالبین کو تعلمونہن مما علمکم اللہ کے ساتھ مقید کیا ہے تیسرے اس قاعدہ کی طرف جس کا ذکر تعلمونہن مما علمکم اللہ میں تھا ما اسکن علیکم سے اشارہ کیا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ اس کو اس کی تعلیم دی جائے کہ وہ شکار کو تمہاری خاطر پکڑے نہ کہ اپنی غرض سے اور اس کی شناخت کتے میں یہ ہے کہ جب وہ شکار کو پکڑے تو خود نہ کھاوے اور باز وغیرہ میں یہ کہ جب تم اس کو شکار پر چھوڑو اور اس کے بعد تم اسے بلاؤ تو لوٹ آوے چوتھی بات یہ کہ جب شکاری جانور کو شکار پر چھوڑا جائے تو بسم اللہ کہہ کر چھوڑا جاوے پانچویں بات یہ کہ جب وہ جانور شکار کو پکڑے تو تمہارے لئے روک رکھے اور خود نہ کھالے ان شرائط کے ساتھ وہ شکار اگر مر گیا ہو تو حلال ہے اور اگر زندہ ملا اور ذبح کے لئے وقت ملا تو بلا ذبح کے حلال نہ ہوگا شکاری جانور کا امتحان جانور پر چھوڑ کر کم از کم تین مرتبہ کیا جاوے اگر وہ تینوں مرتبہ کامیاب ہو تو سمجھا جائے گا کہ اب وہ اس کام کے لئے باقاعدہ سدھا لیا گیا اور اس کا شکار شرائط مذکورہ کے ساتھ حلال ہوگا۔

---

[1] ہمارے آئمہ حنفیہ نے اس مقام پر ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مذہب کے موافق باز وغیرہ میں عدم اکل کو شرط نہیں کیا اور ان کی تعلیم کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ وہ شکار پر چھوڑنے کے بعد بلانے سے لوٹ آئیں مگر میں نے تفسیر میں مسلک اظہر و احوط کو اختیار کیا ہے فلیتنبہ۔

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۭ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۠ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۡ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

ترجمہ: آج تمہارے لئے حلال چیزیں حلال رکھی گئیں اور جو لوگ کتاب دیئے گئے ہیں ان کا ذبیحہ تم کو حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کو حلال ہے اور پارسا عورتیں بھی جو مسلمان ہوں اور پارسا عورتیں ان لوگوں میں سے بھی جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں جب کہ تم ان کو ان کا معاوضہ دیدو اس طرح سے کہ تم بیوی بناؤ نہ تو علانیہ بدکاری کرو اور نہ خفیہ آشنائی کرو اور جو شخص ایمان کے ساتھ کفر کرے گا تو اس شخص کا عمل غارت جائے گا اور وہ شخص آخرت میں بالکل زیاں کار ہوگا۔

اہل کتاب کا ذبیحہ اور اس کا حکم

تفسیر: اس کے بعد ہم پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس آیت میں شکاری جانور کے شکار کو حلال کر کے حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔کہ) آج تمہارے لئے (دوسری) پاکیزہ چیزیں (یعنی شکاری جانوروں کے شکار) حلال کر دی گئیں اور (ان کے ساتھ تم کو یہ بھی اطلاع دی جاتی ہے۔کہ) جن لوگوں کو (تم سے پہلے کتاب) دی گئی ہے (یعنی یہود و نصاریٰ) ان کا کھانا (جس میں ذبیحہ بھی داخل ہے) تمہارے لئے حلال ہے (مگر بشرطیکہ وہ ان چیزوں میں سے نہ ہو جو تم پر خاص طور پر حرام کی گئیں ہیں جیسے لحم خنزیر یا میتہ وغیرہ) اور تمہارا کھانا (ذبیحہ وغیرہ) ان کے لئے حلال ہے (لہذا تم انہیں اپنا کھانا کھلا سکتے ہیں۔

کتابیہ سے شادی کا جواز: اور وہ مومن عورتیں بھی جو نکاح میں لائی گئی ہوں اور ان لوگوں میں کی وہ عورتیں بھی جو نکاح میں لائی گئی ہوں (تمہارے لئے حلال ہیں) جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے (یعنی یہود و نصاریٰ لیکن ہر حالت میں نہیں بلکہ اس وقت) جب کہ تم ان کو معاوضہ دو (خواہ لزوماً یا التزاماً اور معاوضہ بھی یوں نہیں جیسے خرچی دی جاتی ہے بلکہ) یوں کہ تم ان سے شادی کرنے والے ہو نہ کہ پانی نکالنے اور شہوات رانی کرنے والے (جیسا کہ بازاری عورتوں کے ساتھ کیا جاتا ہے) اور نہ ان سے آشنائی کرنے والے (جیسا کہ خانگیوں کے ساتھ کیا جاتا ہے، غرض تم کو ان سے صرف شادی کی اجازت ہے نہ رنڈی بازی کی اور نہ خانگی بازی کی اور اس کے معاوضہ میں تم پر مہر لازم ہے بہتر تو یہ ہے کہ تم اپنی طرف سے متعین کر دو۔ ورنہ شریعت اپنی طرف سے لازم کرے گی اور تم کو خواہی نخواہی قبول کرنا ہوگا یہی مطلب ہے لزوماً والتزاماً کا جو اوپر مذکور ہوا ہے یہ احکام خداوندی ہیں جن پر ایمان لازم ہے) اور جو کوئی ان ایمان کی باتوں سے (یا ان کی مثل دوسری باتوں سے) انکار کرے اس کا سب کیا کرایا اکارت ہوا اور وہ آخرت میں گھاٹے میں ہونے والوں میں سے ہوگا۔

ضروری ہدایت: اس جگہ یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اہل کتاب سے وہ لوگ مراد ہیں جو کہ مذہباً اہل کتاب ہیں نہ کہ صرف قومیت کے لحاظ سے، خواہ وہ عقیدہ دہریہ ہوں یا کچھ اور اس زمانہ میں اکثر لوگ ایسے ہی ہیں لہٰذا نکاح وغیرہ کے لئے اس کی تحقیق کر لینی چاہئے کہ

عورت کے خیالات جیسے ہیں دوسرے اس نکاح تحلیل طعام سے مقصود تنگی کا دفع کرنا ہے نہ کہ اس کی ترغیب دینا پس خواہ مخواہ مسلمان عورتوں کو چھوڑ کر اہل کتاب کی طرف رغبت کرنا نہ چاہئے تیسرے یہ انعام مسلمانوں پر ہے کہ ان کے لئے تکثیر محللات کر کے تنگی کو دفع کر دیا اور مسلمانوں کا تمام احکام پر عمل کرنا ایک لازمی امر ہے پس ان دونوں باتوں کے ملانے سے یہ نتیجہ نکلا کہ مناکحت وغیرہ کو مسلمانوں کے لئے اس صورت سے مباح کیا گیا ہے کہ اس سے کسی دوسرے اسلامی حکم پر زد نہ پڑے اور مطلب یہ ہے کہ تم احکام اسلامیہ کے پابند ہو کر اہل کتاب کا ذبیحہ کھا سکتے ہو اور اہل کتاب عورتوں سے شادی کر سکتے ہو۔

موجودہ دور میں اہل کتاب سے راہ ورسم اور شادی وغیرہ

پس اگر ایسا کرنے سے دوسرے احکام پر عمل چھوٹتا ہو تو اس صورت میں ایسا کرنے کی اجازت نہ ہو گی گو اس سے خود وہ شیء مثلاً کھانا یا عورت حرام نہ ہو پس اس زمانہ میں جو اہل کتاب کے ساتھ مناکحت یا ان کے ساتھ مواکلت رائج ہے اس کا منشاء چونکہ عموماً انس بالکفر اور ایمان کی بے وقعتی اور احکام اسلام سے لاپروائی بلکہ ان کی تحقیر ہے اس لئے یہ مواکلت ومناکحت اس آیت کی رو سے مباح نہ ہو گی گو منکوحہ اور ماکول خود حرام نہ ہو قطع نظر اس سے خود یہ آیت حل طعام پر دلالت کرتی ہے نہ کہ حل مواکلت پر کیونکہ طعام اہل کتاب اور شئی ہے اور مواکلت دوسری شئے لہٰذا حل مواکلت پر اس سے استدلال صحیح نہیں اور اس کا حکم دوسرے دلائل سے معلوم ہو گا اس استطرادی مضمون کے بعد ہم پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ادھر نکاح کا ذکر تھا جو کہ طہارت روحانی یعنی عفت اور نجاست جسمانی یعنی جنابت کا ذریعہ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ۭ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

ترجمہ: اے ایمان والو جب تم نماز کو اٹھنے لگو تو اپنے چہروں کو دھوؤ اور اپنے ہاتھوں کو بھی کہنیوں سمیت اور اپنے سروں پر ہاتھ پھیرو اور دھوؤ اپنے پیروں کو بھی ٹخنوں سمیت اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو سارا بدن پاک کرو اور اگر تم بیمار ہو یا حالت سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص استنجے سے آیا ہو یا تم نے بیبیوں سے قربت کی ہو پھر تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک زمین سے تیمم کر لیا کرو یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر ہاتھ پھیر لیا کرو اس زمین پر سے اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں کہ تم

پر کوئی تنگی ڈالیں لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تم کو پاک صاف رکھے اور یہ کہ تم پر اپنا انعام تام فرمادے تا کہ تم شکر ادا کرو اور تم لوگ اللہ تعالیٰ کے انعام کو جو تم پر ہوا ہے یاد کرو اور اس کے اس عہد کو بھی جس کا تم سے معاہدہ کیا ہے۔ جب کہ تم نے کہا تھا کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ دلوں تک کی باتوں کی پوری خبر رکھتے ہیں۔

طہارت جسمانی

تفسیر: اب طہارت جسمانی کا بیان فرماتے ہیں اور اس کو وضو سے شروع کرتے ہیں جو حدث اصغر کو دور کرنے والا ہے۔

نماز کے لئے وضو! اور فرماتے ہیں کہ اے مسلمانو

(طہارت روحانی کے ساتھ تم کو طہارت جسمانی کی بھی ضرورت ہے لہذا تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ) جب تم نماز کے لئے اٹھو تو (نماز سے قبل) اپنے پورے چہرے اور کہنیوں تک ہاتھ دھولو (بایں معنی کہ کہنیاں بھی دھونے میں آجائیں) اور اپنے سروں پر (بھیگا) ہاتھ پھیر لو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک (دھولو یہ باتیں فرض ہیں اور دوسرے امور جو وضو کے متعلق احادیث سے ثابت ہیں وہ سنت یا مستحب ہیں۔

غسل جنابت: الغرض یہ حکم تو اس وقت ہے۔ جب کہ وضو ٹوٹا ہوا ہو) اور اگر تم جنبی ہو (اور تمہیں نہانے کی حاجت ہو) تو (سارا بدن دھوؤ اور اس طرح پورے پاک ہو جاؤ۔

مجبوری کے وقت تیمّم: اور اگر تم بیمار ہو (اور پانی کا استعمال مضر ہو اور اس حالت میں وضو یا غسل کی ضرورت ہو) یا کوئی تم میں سے پاخانہ پیشاب سے فارغ ہو کر آوے (اور اس لئے اسے وضو کی ضرورت ہو) یا تم نے بیویوں سے صحبت کی ہو (اور اس لئے تم کو نہانے کی ضرورت ہو) اور (باوجود اس کے) تمہیں (وضو یا غسل کے لئے پانی نہ ملے (الحاصل جب کہ تم کو وضو یا غسل کی ضرورت ہو اور پانی موجود نہ ہو یا باوجود اس کے موجود ہونے کے تم اسے استعمال نہ کر سکتے ہو خواہ اس لئے کہ اس کا استعمال مضر ہے یا اس لئے کہ تم کو اس کے استعمال پر قدرت نہیں ہے) تو تم پاک مٹی کا قصد کرو پھر (اس پر دونوں ہاتھ مار کر) ہاتھوں کو اپنے چہروں پر پھیرو اور (دوسری دفعہ دونوں ہاتھ مار کر (اپنے ہاتھوں پر (کہنیوں تک) پھیرو (اس کو شریعت میں تیمّم کہتے ہیں۔

دین میں تنگی نہیں: حق تعالیٰ کو ان پابندیوں کے عائد کرنے سے) یہ منظور نہیں وہ تم پر کچھ بھی تنگی کرے بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک کردے (اس لئے وہ تم کو وضو اور غسل کا حکم دیتا ہے) اور (اس کے ساتھ ہی) یہ (بھی چاہتا ہے) کہ اس کے طریق میں سہولتیں پیدا کر کے تم کو غیر ضروری تنگی سے بچادے اور (اس طرح) تم پر اپنی نعمت پوری کردے امید ہے کہ تم (ہمارے ان انعامات) کی قدر کرو گے۔

انعامات الٰہی کی قدر: (الغرض تم کو ان پابندیوں سے دل تنگ نہ ہونا چاہئے اور خدا کی اس نعمت کو جو تم پر ہے اور اس کے عہد کو جس کا اس نے تم کو اس وقت پابند کیا ہے جب کہ تم نے (ایمان کے ضمن میں احکام کے سننے اور ماننے کا اقرار کیا تھا۔ اور گویا کہ یوں کہا تھا کہ) ہم نے سن لیا اور مان لیا یاد رکھنا چاہئے اور (اس کی خلاف ورزی کرنے میں) خدا سے ڈرتے رہنا چاہئے (کیونکہ) حق تعالیٰ دلوں تک کی باتیں جانتا ہے (اس لئے تمہارے افعال اس پر مخفی نہیں رہ سکتے اور اس لئے وہ بصورت عملی یا اعتقادی خلاف ورزی کی تم کو سزا دے گا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۚ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۹﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کے لئے پوری پابندی کرنے والے انصاف کے ساتھ شہادت ادا کرنے والے رہو اور خاص لوگوں کی عداوت تمہارے لئے اس کا باعث نہ ہو جائے کہ تم عدل نہ کرو عدل کیا کرو کہ وہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری اطلاع ہے اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں سے جو ایمان لے آئے اور انہوں نے اچھے کام کئے وعدہ کیا ہے کہ ان کے لئے مغفرت اور ثواب عظیم ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہمارے احکام کو جھوٹا بتلایا ایسے لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کے انعام کو یاد کرو جو تم پر ہوا ہے جب کہ ایک قوم اس فکر میں تھی کہ تم پر دست درازی کریں سو اللہ تعالیٰ نے ان کا قابو تم پر نہ چلنے دیا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اہل ایمان کو حق تعالیٰ ہی پر اعتماد رکھنا چاہئے۔

عدل اور انصاف کی تاکید

تفسیر: (نیز) اے مسلمانو! تم کو خدا کے لئے فوراً کھڑے ہو جانے والے (اور جو وہ حکم دے اس پر عمل کرنے کے لئے فوراً تیار ہو جانے والے اور بالخصوص انصاف کی گواہی دینے والے ہونا چاہئے اور یہ نہ ہونا چاہیئے کہ تم کو کسی قوم کی (دینی یا نفسانی) عداوت اس پر آمادہ کر دے کہ تم انصاف نہ کرو (اور ان کے مقابلہ میں ہر جا و بے جابات کو روا رکھو بلکہ) تم کو (ہر دوست و دشمن کے ساتھ) انصاف کرنا چاہیئے (جس کا معیار یہ ہے کہ کسی کے معاملہ میں خدا اور سول کے احکام کی خلاف ورزی نہ کرو بلکہ جو کام کرنا چاہو شریعت کے حکم سے کرو کیونکہ) یہ ہی بات پرہیزگاری سے قریب تر ہے (اس کے خلاف اس سے دور واضح ہو کہ) تم جو کچھ کرتے ہو حق تعالیٰ اس سے بخوبی واقف ہیں (اگر تم نے اس میں کوتاہی کی تو تم کو سزا دی جائے گی اور اگر اس کی تعمیل کی تو مستحق انعام ہو گے پس تم اس کو مانو اور اس پر عمل کرو کیونکہ) جو لوگ ایمان لائے اور (ایمان لاکر) اچھے کام کئے حق تعالیٰ کا ان سے وعدہ ہے کہ ان کے لئے مغفرت ہوگی اور ان کو بڑا معاوضہ ملے گا اور (برخلاف اس کے) جن لوگوں نے ایمان سے انکار کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ لوگ دوزخی ہوں گے (قطع نظر اس وعدہ وعید سے)

اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں: اے مسلمانو! تم حق تعالیٰ کے اس انعام کو یاد کرو جو کہ تم پر اس وقت ہوا تھا جب کہ ایک جماعت (کفار) نے

[1] اشارة الی انہ خبر ثانی ۱۲

تمہاری طرف (اس غرض سے) ہاتھ بڑھانے کا ارادہ کیا تھا (کہ تم کو مٹا دیں) تو اس نے ان کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا تھا (اور وہ تم پر قابو نہ پا سکے تھے اور اس نعمت کو یاد کر کے تم سوچو کہ ایسے منعم کی مخالفت کہاں تک معقول ہے) اور (یہ سوچ کر) خدا سے ڈرو اور اس کی مخالفت نہ کرو) اور خدا کے اس قدرت کاملہ اور عجیب تصرف کو دیکھتے ہوئے) مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ خدا ہی پر بھروسہ رکھیں۔

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ⑫

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا اور ہم نے ان میں سے بارہ سردار مقرر کئے اور اللہ تعالیٰ نے یوں فرما دیا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز کی پابندی رکھو گے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو گے اور میرے سب رسولوں پر ایمان لاتے رہو گے اور ان کی مدد کرتے رہو گے اور اللہ تعالیٰ کو اچھے طور پر قرض دیتے رہو گے تو میں ضرور تمہارے گناہ تم سے دور کر دوں گا اور ضرور تم کو ایسے باغوں میں داخل کر دوں گا جن کے نیچے کو نہریں جاری ہوں گی اور جو شخص اس کے بعد بھی کفر کرے گا تو وہ بے شک راہ راست سے دور جا پڑا۔

بنی اسرائیل کے واقعات

تفسیر: اور (تم کو پہلی امتوں سے بھی سبق لینا چاہیے کہ انہوں نے بدعہدی کی تو اس کا کیا نتیجہ ہوا۔ اب ہم ان کے بعض واقعات بیان کرتے ہیں غور سے سنو) اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا اور ان میں (تعداد قبائل کے موافق) بارہ سردار مقرر کئے (تاکہ وہ اپنے ماتحتوں پر ایفاء عہد کی تاکید رکھیں) اور حق تعالیٰ نے ان سے کہہ دیا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں (اور اس لئے جو کچھ تم کرو گے اس کا مجھے علم ہوگا) اب اگر تم ٹھیک ٹھیک نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور میرے رسولوں پر ایمان لاتے ان کی مدد کرتے اور حق تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر کے اس کے معاوضہ کے مستحق ہوتے رہے (اور اس طرح گویا کہ) حق تعالیٰ کو اچھا قرض دیتے رہے تو میں (تمہاری ان نیکیوں کے ذریعہ سے) تم سے تمہارے گناہوں کو دور کروں گا اور تمہیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی (اور اگر کوئی ان باتوں کے خلاف کرے گا تو اس کے ساتھ معاملہ بھی اس کے خلاف کیا جائے گا) پس جو کوئی تم میں سے ان (ہدایت و وعدہ وعید) کے بعد بھی کفر کرے اور احکام مذکورہ کی خلاف ورزی کرے تو وہ صحیح راستہ سے بھٹک گیا (اور غلط راستہ پر ہو لیا۔ الغرض ہم نے بنی اسرائیل کو خوب نشیب و فراز سمجھا دیئے۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰي خَاۗىِٕنَةٍ مِّنْهُمْ

اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۴﴾

ترجمہ: تو صرف ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا اور ہم نے ان کے قلوب کو سخت کر دیا وہ لوگ کلام کو اس کے مواقع سے بدلتے ہیں اور وہ لوگ جو کچھ ان کو نصیحت کی گئی تھی اس میں سے ایک بڑا حصہ فوت کر بیٹھے اور آپ کو آئے دن کسی نہ کسی نئی خیانت کی اطلاع ہوتی رہتی جو ان سے صادر ہوتی ہے بجز ان میں کے معدودے چند شخصوں کے سو آپ ان کو معاف کر دیجئے اور ان سے درگذر کیجئے بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوش معاملہ لوگوں سے محبت کرتا ہے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں ہم نے ان سے بھی ان کا عہد لیا تھا سو وہ بھی جو کچھ ان کو نصیحت کی گئی تھی اس میں سے اپنا ایک بڑا حصہ فوت کر بیٹھے تو ہم نے ان میں باہم قیامت تک کے لئے بغض وعداوت ڈال دی اور ان کو اللہ تعالیٰ ان کا کیا ہوا جتلا دیں گے۔

عہد شکنی کا انجام

تفسیر: مگر اس پر انہوں نے عہد شکنی کی) پس ان کی عہد شکنی کے سبب ہم نے انہیں اپنی رحمت سے دور کر دیا اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا (جو کہ ان کے اعمال کا لازمی نتیجہ تھا) اب (ان کی یہ حالت ہے کہ) وہ باتوں کو ان کے موقعوں سے پھیرتے ہیں (اور کبھی تحریف لفظی کرتے ہیں اور کبھی تحریف معنوی) اور جن باتوں کی ان کو نصیحت کی گئی تھی ان کا ایک معقول حصہ بھول گئے ہیں (اے نبی) اور تم برابر ان کی ایک نئی خیانت پر مطلع ہوتے رہتے ہو (جو وہ آپ کی مخالفت میں کرتے رہتے ہیں یہ نتیجہ ہے کہ ان کی بدعہدی کا) مگر ان میں سے تھوڑے سے لوگ (ایسے ہیں کہ انہوں نے جو عہد خدا سے کیا تھا اس کو پورا کرتے ہیں اور اسی کی بناء پر تم پر ایمان لاتے ہیں) سو آپ ان کی شرارت کو معاف کیجئے اور درگذر کیجئے (کیونکہ یہ اچھا کام ہے اور) حق تعالیٰ اچھے کام کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

نصاریٰ کی بدعہدی: (یہ تو یہود کی بدعہدی کا بیان تھا اب نصاریٰ کی بدعہدی سنو) اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں ان سے بھی ہم نے عہد لیا سو وہ بھی ان باتوں کا جن کی ان کو نصیحت کی گئی تھی ایک معتدبہ حصہ بھول گئے پس ہم نے ان کو یہ سزا دی کہ قیامت تک ان میں آپس میں دشمنی اور بغض ڈال دیا (پس جب تک ان میں نصرانیت رہے گی اس وقت تک ان میں بغض ونفاق لازم ہے لیکن اگر وہ نصرانیت ہی خیر باد کہہ دیں اور ملحد اور دہریہ بن جائیں یا باہمی نفاق کے ساتھ دنیوی مصالح کی بناء پر دوسری قوموں کے مقابلہ میں متفق ہو جائیں تو وہ اور بات ہے۔ غرض یہ تو دنیوی سزا تھی) اور عنقریب ان کو اللہ تعالیٰ (قیامت میں عملاً) بتلا دیں گے کہ وہ کیا کرتے تھے (آیا جو کچھ کرتے ہیں۔ وہ اچھا تھا یا برا یہ نصاریٰ کی بدعہدی کی حالت تھی۔

مسلمانوں کو تنبیہ: پس اے مسلمانو! تم ان سے سبق لو اور بدعہدی نہ کرو۔ ورنہ تمہارا بھی وہی انجام ہوگا جو ان کا ہوا چنانچہ آج کل مشاہدہ ہو رہا ہے کہ مسلمانوں نے دین کو چھوڑ دیا حق تعالیٰ نے ان سے اپنے انعامات واپس لے لئے اور ان میں عداوت ڈال دی اللّٰھم ارحمنا اغفر لنا وتب علینا یہاں تک مسلمانوں کی عبرت کے لئے اہل کتاب کی بدعہدی اور اس کے نتائج بیان فرمائے تھے۔

يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ قَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلُنَا يُبَيِّنُ لَـكُمۡ كَثِيۡرًا مِّمَّا كُنۡتُمۡ تُخۡفُوۡنَ مِنَ الۡكِتٰبِ وَيَعۡفُوۡا عَنۡ كَثِيۡرٍ ؕ قَدۡ جَآءَكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ نُوۡرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيۡنٌ ۙ‏ ﴿۱۵﴾ يَّهۡدِىۡ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ بِاِذۡنِهٖ وَيَهۡدِيۡهِمۡ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ‏ ﴿۱۶﴾ لَـقَدۡ كَفَرَ الَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡمَسِيۡحُ ابۡنُ مَرۡيَمَ ؕ قُلۡ فَمَنۡ يَّمۡلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيۡـئًا اِنۡ اَرَادَ اَنۡ يُّهۡلِكَ الۡمَسِيۡحَ ابۡنَ مَرۡيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنۡ فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا ؕ وَلِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا ؕ يَخۡلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ‏ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے یہ رسول آئے ہیں کتاب میں سے جن امور کا تم اخفا کرتے ہو ان میں سے بہت سی باتوں کو تمہارے سامنے صاف صاف کھول دیتے ہیں اور بہت سے امور کو واگذاشت کردیتے ہیں تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روشن چیز آئی ہے اور ایک کتاب واضح کہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کو جو رضائے حق کے طالب ہوں سلامتی کی راہیں بتلاتے ہیں اور ان کو اپنی توفیق سے تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لے آتے ہیں اور ان کو راہ راست پر قائم رکھتے ہیں بلاشبہ وہ لوگ کافر ہیں جو یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عین مسیح ابن مریم ہے آپ یوں پوچھئے کہ اگر ایسا ہے تو یہ بتلاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ حضرت مسیح ابن مریم کو اور ان کی والدہ کو اور جتنے زمین میں ہیں ان سب کو ہلاک کرنا چاہیں تو کوئی شخص ایسا ہے جو خدا سے ان کو ذرا بھی بچا سکے اور اللہ ہی کے لئے خاص ہے حکومت آسمانوں پر اور زمین پر اور جتنی چیزیں ان دونوں کے درمیان ہیں ان پر اور وہ جس چیز کو چاہیں پیدا کر دیں اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے۔

اہل کتاب سے ارشاد خداوندی

تفسیر: (اب اہل کتاب کے ارشاد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں) اے اہل کتاب (جانے دو جہالت کو) تمہارے پاس ہمارا رسول یوں آیا ہے (اور یہ ان کی رسالت کا ایک ثبوت بھی ہے) کہ وہ تم سے کتاب اللہ کی ان بہت سی باتوں کو ظاہر کرتا ہے جن کو اب تک تم چھپاتے تھے (حالانکہ ان کے پاس بجز وحی کے ان کے جاننے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے لہذا یہ اس کی رسالت کی دلیل ہے) اور بہت سی باتوں سے (اپنی سیر چشمی اور کریم النفسی سے) درگذر بھی کرتا ہے (اور یہ اس کی رسالت کی دوسری دلیل ہے کیونکہ اگر اس نے نفسانی خواہش سے دعویٰ رسالت کیا ہوتا تو اس میں نہ یہ سیر چشمی ہوسکتی تھی اور نہ کریم النفسی کیونکہ ایسا شخص تو اپنا اثر بڑھانے کے واسطے ناجائز ذرائع بھی استعمال کرتا ہے پھر وہ معقول ذریعوں کو کیسے نظر انداز کرسکتا ہے اور اپنے مخالفین کی خیانتوں اور بے ایمانیوں پر کیونکر پردہ ڈال سکتا ہے۔

روشن کتاب کی آمد: (الغرض) تمہارے پاس خدا کی جانب سے ایک روشنی (جو کہ تاریکی جہل کو دور کرنے والی ہے) اور ایک روشن کتاب آ چکی ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے پیرو ہیں سلامتی کی راہیں دکھلاتا اور (باطن کی) تاریکیوں سے نکال کر (حق کی) روشنی کی طرف لاتا۔ اور ان کو سیدھی راہ دکھاتا ہے (پس تم اس رسول کو مانو اور اس کتاب کو قبول کرو اور اس روشنی سے فائدہ اٹھاؤ اور ان کے ثمرات محمودہ سے محروم رہ کر خسران ابدی میں مبتلا نہ ہو ورنہ پچھتاؤ گے۔

نصاریٰ کا کفر: یہ مضمون ارشادی بیچ میں استطراداً آ گیا تھا آگے پھر نصاریٰ کی حالت بیان فرماتے ہیں جو ایک بری صورت ہے ان کی بدعبدی کی اور فرماتے ہیں کہ) وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ خدا مسیح بن مریم ہی تو ہے آپ ان سے فرمایئے کہ اگر خدا مسیح بن مریم کو اور (نہ صرف مسیح بن مریم کو بلکہ ان کے ساتھ) ان کی ماں کو (بھی جس نے ان کو جنا ہے) اور نہ صرف ان کی ماں کو بلکہ) تمام روئے زمین کے آدمیوں کو بالکل نیست و نابود کرنا چاہے تو ایسا کون ہے جس کا خدا کی کسی بات پر قابو ہو (اور وہ اس قابو کے ذریعہ سے اس کو ایسا کرنے سے مانع ہو جاوے جب کہ کوئی نہیں اور حق تعالیٰ اپنے ارادہ کے نافذ کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے تو ایک عاجز اور کمزور مخلوق کو جو اپنے سے فنا کو بھی نہیں دفع کر سکتے اس کو تم خدا کیسے مانتے ہو۔ غرض یہ خیال محض غلط ہے) اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت صرف خدا کے لئے ہے (اور اس میں اس کا کوئی شریک نہیں نہ مسیح اور نہ کوئی اور) وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے (اسی بناء پر اس نے عیسیٰ کو بے باپ کے پیدا کیا نادانوں نے ان کے بے باپ کے پیدا ہونے سے ان کو خدا اور خدا کا بیٹا سمجھ لیا) اور واقعہ یہ ہے کہ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے اس کے لئے بے باپ کے پیدا کرنا بھی ایسا ہی ہے جیسا باپ سے پیدا کرنا بس جس طرح باپ سے پیدا ہونے والے خدا نہیں ہو سکتے یوں ہی بے باپ کے پیدا ہونے سے بھی کوئی خدا نہیں ہو سکتا۔

چند ضروری باتیں بسلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

اس جگہ چند باتوں پر تنبیہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے اول یہ کہ حق تعالیٰ نے اس جگہ الوہیت مسیح کا ابطال فرمایا ہے اور یہ نہیں فرمایا کہ مسیح مر گئے اس لئے وہ خدا نہیں ہو سکتے بلکہ اپنی قدرت علی الاہلاک سے استدلال فرمایا ہے اب اگر مسیح کو زندہ مانا جاوے تو یہ قدرت پھر خدا کے لئے باقی رہے گی اور اس نے ان کے اب تک زندہ ہونے سے الوہیت مسیح ثابت نہیں ہو سکتی دوسرے جبکہ خدا نے ان کی الوہیت کا ابطال ان کی موت سے نہیں فرمایا بلکہ ان کے ہلاک کرنے پر قدرت سے استدلال فرمایا ہے تو یا تو یہ کہا جائے گا کہ یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔ یا یہ کہا جائے گا۔ کہ یہ استدلال غلط ہے پہلی صورت میں ثابت ہوگا۔ کہ بطلان الوہیت مسیح۔ ان کی موت پر موقوف نہیں۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ دعویٰ کہ مسیح کو زندہ ماننے سے ان کی الوہیت ثابت ہوتی ہے۔ اور مسلمانوں کے عقیدہ سے عیسائیوں کو قوت پہنچتی ہے اور نصرانیت کا حق ثابت ہوتا ہے' سراسر جھوٹ اور اس کی جہالت کی بڑی بھاری دلیل ہے اور اگر یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔ تو ماننا پڑے گا کہ خدا عیسائیوں کے مناظرہ میں ہار گیا اور الوہیت مسیح کو باطل نہ کر سکا اور اس حالت میں مرزا نہ مجدد ہوگا نہ نبی بلکہ وہ نعوذ باللہ خدا سے بھی بڑھ کر ہوگا جو صرف مسلمانوں ہی کی نہیں بلکہ خدا کی بھی غلطیاں نکالنے کے لئے ظاہر ہوا ہے اب مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے لئے ایک راہ تجویز کر لیں یا مرزا کو جھوٹا مانیں یا خدا سے بڑھ کر خدا اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے۔

دوم یہ کہ حق تعالیٰ نے اپنے رسول کو تعلیم دی ہے کہ تم عیسائیوں کے مقابلہ میں یہ دلیل پیش کرو کہ اگر خدا عیسیٰ کو اور اس کی ماں کو اور تمام زمین کے لوگوں کو جن میں جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں فنا کرنا چاہے۔ تو اسے کون ایسا کرنے سے روک سکتا ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا۔ کہ جس وقت لوگوں کا غلو یہاں تک پہنچ جاوے کہ وہ پیروں اور پیغمبروں کو ان کے مرتبہ سے بڑھا کر الوہیت کے مرتبہ تک یا اس سے بھی بڑھ کر پہنچا دیں تو ایسے جاہلوں کے جہل کے ظاہر کرنے کے لئے ایسا عنوان اختیار کرنا جس سے حق تعالیٰ کی عظمت وجلالت اور اس بزرگ کا اس کے مقابلہ میں ہیچ ہونا ظاہر ہو درست ہے اور اس میں ان بزرگوں کی کوئی تنقیص وتوہین نہیں ورنہ ماننا پڑے گا کہ خود حق تعالیٰ نے یہ عنوان اختیار کر کے حضرت عیسیٰ اور ان کی ماں اور خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی۔ اور اس توہین کی دوسروں کو تعلیم دی۔ نعوذ باللہ منہ۔ ان ضمنی تنبیہات کے بعد ہم پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

اہل کتاب سے ارشاد خداوندی

تفسیر: (اب اہل کتاب کے ارشاد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں) اے اہل کتاب (جانے دو جہالت کو) تمہارے پاس ہمارا رسول یوں آیا ہے (اور یہ ان کی رسالت کا ایک ثبوت بھی ہے) کہ وہ تم سے کتاب اللہ کی ان بہت سی باتوں کو ظاہر کرتا ہے جن کو اب تک تم چھپاتے تھے (حالانکہ ان کے پاس بجز وحی کے ان کے جاننے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے لہذا یہ اس کی رسالت کی دلیل ہے) اور بہت سی باتوں سے (اپنی سیر چشمی اور کریم النفسی سے) درگذر بھی کرتا ہے (اور یہ اس کی رسالت کی دوسری دلیل ہے کیونکہ اگر اس نے نفسانی خواہش سے دعویٰ رسالت کیا ہوتا تو اس میں نہ یہ سیر چشمی ہو سکتی تھی اور نہ کریم النفسی کیونکہ ایسا شخص تو اپنا اثر بڑھانے کے واسطے ناجائز ذرائع بھی استعمال کرتا ہے پھر وہ معقول ذریعوں کو کیسے نظر انداز کر سکتا ہے اور اپنے مخالفین کی خیانتوں اور بے ایمانیوں پر کیونکر پردہ ڈال سکتا ہے۔

روشن کتاب کی آمد: (الغرض) تمہارے پاس خدا کی جانب سے ایک روشنی (جو کہ تاریکی جہل کو دور کرنے والی ہے) اور ایک روشن کتاب آ چکی ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے پیرو ہیں سلامتی کی راہیں دکھلاتا اور (باطن کی) تاریکیوں سے نکال کر (حق کی) روشنی کی طرف لاتا۔ اور ان کو سیدھی راہ دکھاتا ہے (پس تم اس رسول کو مانو اور اس کتاب کو قبول کرو اور اس روشنی سے فائدہ اٹھاؤ اور ان کے ثمرات محمودہ سے محروم رہ کر خسران ابدی میں مبتلا نہ ہو ورنہ پچھتاؤ گے۔

نصاریٰ کا کفر: یہ مضمون ارشادی بیچ میں استطراداً آ گیا تھا آگے پھر نصاریٰ کی حالت بیان فرماتے ہیں جو ایک بری صورت ہے ان کی بدعہدی کی اور فرماتے ہیں کہ) وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ خدا مسیح بن مریم ہی تو ہے آپ ان سے فرمایئے کہ اگر خدا مسیح بن مریم کو اور (نہ صرف مسیح بن مریم کو بلکہ ان کے ساتھ) ان کی ماں کو (بھی جس نے ان کو جنا ہے) اور نہ صرف ان کی ماں کو بلکہ) تمام روئے زمین کے آدمیوں کو بالکل نیست و نابود کرنا چاہے تو ایسا کون ہے جس کا خدا کی کسی بات پر قابو ہو (اور وہ اس قابو کے ذریعہ سے اس کو ایسا کرنے سے مانع ہو جاوے جب کہ کوئی نہیں اور حق تعالیٰ اپنے ارادہ کے نافذ کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے تو ایک عاجز اور کمزور مخلوق کو جو اپنے سے فنا کو بھی نہیں دفع کر سکتے اس کو تم خدا کیسے مانتے ہو۔ غرض یہ خیال محض غلط ہے) اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت صرف خدا کے لئے ہے (اور اس میں اس کا کوئی شریک نہیں نہ مسیح اور نہ کوئی اور) وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے (اسی بناء پر اس نے عیسیٰ کو

بے باپ کے پیدا کیا نادانوں نے ان کے بے باپ کے پیدا ہونے سے ان کو خدا اور خدا کا بیٹا سمجھ لیا) اور واقعہ یہ ہے کہ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے اس کے لئے بے باپ کے پیدا کرنا بھی ایسا ہی ہے جیسا باپ سے پیدا کرنا بس جس طرح باپ سے پیدا ہونے والے خدا نہیں ہوسکتے یوں ہی بے باپ کے پیدا ہونے سے بھی کوئی خدا نہیں ہوسکتا۔

چند ضروری باتیں بسلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

اس جگہ چند باتوں پر تنبیہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے اول یہ کہ حق تعالیٰ نے اس جگہ الوہیت مسیح کا ابطال فرمایا ہے اور یہ نہیں فرمایا کہ مسیح مر گئے اس لئے وہ خدا نہیں ہوسکتے بلکہ اپنی قدرت علی الاہلاک سے استدلال فرمایا ہے اب اگر مسیح کو زندہ مانا جاوے تو یہ قدرت پھر خدا کے لئے باقی رہے گی اور اس نے ان کے اب تک زندہ ہونے سے الوہیت مسیح ثابت نہیں ہوسکتی دوسرے جبکہ خدا نے ان کی الوہیت کا ابطال ان کی موت سے نہیں فرمایا بلکہ ان کے ہلاک کرنے پر قدرت سے استدلال فرمایا ہے تو یا تو یہ کہا جائے گا کہ یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔ یا یہ کہا جائے گا۔ کہ یہ استدلال غلط ہے پہلی صورت میں ثابت ہوگا۔ کہ بطلان الوہیت مسیح۔ ان کی موت پر موقوف نہیں۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ دعویٰ کہ مسیح کو زندہ ماننے سے ان کی الوہیت ثابت ہوتی ہے۔ اور مسلمانوں کے عقیدہ سے عیسائیوں کو قوت پہنچتی ہے اور نصرانیت کا حق ثابت ہوتا ہے' سراسر جھوٹ اور اس کی جہالت کی بڑی بھاری دلیل ہے اور اگر یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔ تو ماننا پڑے گا کہ خدا عیسائیوں کے مناظرہ میں ہار گیا اور الوہیت مسیح کو باطل نہ کرسکا اور اس حالت میں مرزا نہ مجدد ہوگا نہ نبی بلکہ وہ نعوذ باللہ خدا سے بھی بڑھ کر ہوگا جو صرف مسلمانوں ہی کی نہیں بلکہ خدا کی بھی غلطیاں نکالنے کے لئے ظاہر ہوا ہے اب مسلمانوں کو چاہئیے کہ وہ اپنے لئے ایک راہ تجویز کرلیں یا مرزا کو جھوٹا مانیں یا خدا سے بڑھ کر خدا اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے۔

دوم یہ کہ حق تعالیٰ نے اپنے رسول کو تعلیم دی ہے کہ تم عیسائیوں کے مقابلہ میں یہ دلیل پیش کرو کہ اگر خدا عیسیٰ کو اور اس کی ماں کو اور تمام زمین کے لوگوں کو جن میں جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں فنا کرنا چاہے۔ تو اسے کون ایسا کرنے سے روک سکتا ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا۔ کہ جس وقت لوگوں کا غلو یہاں تک پہنچ جاوے کہ وہ پیروں اور پیغمبروں کو ان کے مرتبہ سے بڑھا کر الوہیت کے مرتبہ تک یا اس سے بھی بڑھ کر پہنچا دیں تو ایسے جاہلوں کے جہل کے ظاہر کرنے کے لئے ایسا عنوان اختیار کرنا جس سے حق تعالیٰ کی عظمت و جلالت اور اس بزرگ کا اس کے مقابلہ میں ہیچ ہونا ظاہر ہو درست ہے اور اس میں ان بزرگوں کی کوئی تنقیص و توہین نہیں ورنہ ماننا پڑے گا کہ خود حق تعالیٰ نے یہ عنوان اختیار کر کے حضرت عیسیٰ اور ان کی ماں اور خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی۔ اور اس توہین کی دوسروں کو تعلیم دی۔ نعوذ باللہ منہ۔ ان ضمنی تنبیہات کے بعد ہم پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۫ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۞ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ۫ فَقَدْ

جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

ترجمہ: اور یہود اور نصاریٰ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں آپ یہ پوچھئے کہ اچھا تو پھر تم کو تمہارے گناہوں کے عوض عذاب کیوں دیں گے بلکہ تم بھی منجملہ اور مخلوقات کے ایک معمولی آدمی، واللہ تعالیٰ جس کو چاہیں گے بخشیں گے اور جس کو چاہیں گے سزا دیں گے اور اللہ ہی کی ہے سب حکومت آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے ان میں بھی اور اللہ ہی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے یہ رسول آپہنچے جو کہ تم کو صاف صاف بتلاتے ہیں ایسے وقت میں کہ رسولوں کا سلسلہ موقوف تھا تا کہ تم یوں نہ کہنے لگو کہ ہمارے پاس کوئی بشیر اور نذیر نہیں آیا سو تمہارے پاس بشیر اور نذیر آچکے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔

اہل کتاب کی بے ہودگیاں اور غلط دعوے

تفسیر: اور کہتے ہیں کہ یہاں تک حق تعالیٰ یہود و نصاریٰ کی علیحدہ علیحدہ بے ہودگیاں بیان فرما کر اب ان کی مشترکہ بیہودگی بیان فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ تو ان کی علیحدہ علیحدہ بے ہودگیاں تھی) اور (مشترکہ بے ہودگی ان کی یہ ہے کہ یہود و نصاری نے کہا کہ ہم خدا کی اولاد کی (مانند) اور اس کے محبوب ہیں (اگر یہ ہی دعوی ہمارے زمانہ میں غلام احمد قادیانی نے کیا اور کہا کہ خدا نے مجھے اپنا بیٹا کہا ہے) آپ ان سے فرما دیجئے کہ (اگر یہ سچ ہے تو پھر وہ تمہارے گناہوں کے سبب تم کو سزا کیوں دیتا ہے (جس کا تم انکار نہیں کر سکتے پس ثابت ہوا کہ یہ دعوی غلط ہے اور تم خدا کے بیٹے اور محبوب نہیں ہو) بلکہ تم بھی منجملہ ان آدمیوں کے جن کو اس نے پیدا کیا ہے ایک آدمی ہو (اور تمہارے متعلق بھی اس کا وہی معاملہ ہے جو دوسروں کے ساتھ ہے کہ) وہ جس کو چاہتا ہے بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے اور منشاء اس آزادنہ تصرف کا یہ ہے کہ) آسمانوں کی اور زمین کی اور جو ان کے درمیان ہو ان سب کی بادشاہی خاص اللہ ہی کو حاصل ہے (اور اس میں اس کا کوئی شریک نہیں، نہ تمزیر جیسا کہ یہود کا خیال ہے اور نہ مسیح جیسا کہ عیسائیوں کا خیال ہے اور نہ بت اور ملائکہ جیسا کہ مشرکین کا خیال ہے اور نہ کوئی پیر یا پیغمبر جیسا کہ آج کل پیر پرستوں کا اعتقاد ہے اور اس لئے وہ تصرف میں مختار مطلق ہے) اور (واضح رہے کہ اس کی واپسی اسی کی طرف ہوگی اور وہاں اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہوگی اس لئے جھوٹے دعوؤں اور غلط عقیدوں سے باز آنا چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور اس پر ایمان

اے اہل کتاب ایک عرصہ تک رسولوں کے سلسلہ منقطع رہنے کے بعد اب ہمارا رسول تمہارے پاس ایسی حالت میں آیا ہے کہ وہ تم سے (سچی سچی باتیں) بیان کرتا ہے (اور آیا اس لئے ہے) کہ مبادا تم یہ کہو کہ نہ ہمارے پاس نیک کاموں پر کوئی خوشخبری دینے والا آیا اور نہ برے کاموں پر کوئی عذاب سے ڈرانے والا آتو (ہم نیک کام کیونکر کرتے اور برے کام کیونکر چھوڑتے) سو (خواہ یہ عذر صحیح ہو یا غلط مگر اب یہ عذر بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ اب تمہارے پاس خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا آچکا ہے اور (یہ امر کچھ مستبعد نہیں کہ وہ غیر اہل کتاب میں سے کسی کو نبی بنا کر بھیجے کیونکہ) خدا کو ہر چیز پر قدرت ہے پس تم اس بحث کو چھوڑ دو کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہے اور صرف یہ دیکھو کہ وہ رسول بھی ہیں یا نہیں اور یہ بات بحمد اللہ دلائل سے ثابت ہے کہ وہ رسول ہیں لہٰذا ان کو مانو اور ان کا اتباع کرو خیر یہ مضمون تو ارشادی تھا اب ہم پھر قبائح اہل کتاب کے بیان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ وَّ اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۰﴾ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۱﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖۗ وَ اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ۬ وَ عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَاۤ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَ اَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾

ترجمہ: اور وہ وقت بھی ذکر کے قابل ہے جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کے انعام کو جو کہ تم پر ہوا ہے یاد کرو کہ جبکہ اللہ تعالیٰ نے تم میں بہت سے پیغمبر بنائے اور تم کو صاحب ملک بنایا اور تم کو وہ چیزیں دیں جو دنیا جہان والوں میں سے کسی کو نہیں دیں اے میری قوم اس متبرک ملک میں داخل ہو کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے حصہ میں لکھ دیا ہے اور پیچھے واپس مت چلو کہ پھر بالکل خسارے میں پڑ جاؤ گے کہنے لگے اے موسیٰ وہاں تو بڑے بڑے زبردست آدمی ہیں اور ہم تو وہاں ہرگز قدم نہ رکھیں گے جب تک کہ وہ وہاں سے نہ نکل جائیں ہاں اگر وہ وہاں سے کہیں اور چلے جائیں تو ہم بے شک جانے کو تیار ہیں ان دو شخصوں نے جو کہ ڈرنے والوں میں سے تھے جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا تھا کہا کہ تم ان پر دروازہ تک تو چلو سو جس وقت تم دروازہ میں قدم رکھو گے اسی وقت غالب آجاؤ گے اور اللہ پر نظر رکھو اگر تم ایمان رکھتے ہو کہنے لگے کہ اے موسیٰ ہم تو ہرگز کبھی بھی وہاں قدم نہ رکھیں گے جب تک وہ لوگ وہاں موجود ہیں تو آپ اور آپ کے اللہ میاں چلے جایئے اور دونوں لڑ بھڑ لیجئے ہم تو یہاں سے سرکتے نہیں۔ موسیٰ دعا کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار میں اپنی جان اور اپنے بھائی پر البتہ اختیار رکھتا ہوں سو آپ ہم دونوں کے اور اس بے حکم قوم کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے ارشاد ہوا تو یہ ملک ان کے ہاتھ چالیس برس تک نہ لگے گا یوں ہی زمین میں سر مارتے پھرتے رہیں گے سو آپ اس بے حکم قوم پر غم نہ کیجئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فہمائش اپنی قوم کو!

تفسیر :اور کہتے ہیں کہ ایک عہد شکنی خاص یہود کی یہ ہے۔ کہ) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم تم خدا کے اس انعام کو یاد کرو۔ جو کہ تم پر اس وقت ہوا۔ جب کہ اس نے تم میں انبیاء بنائے اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تمہیں وہ (خاص خاص) نعمتیں دیں جو اب تک جہان بھر میں (بحیثیت مجموعی) کسی کو نہیں دیں (اور ان نعمتوں کو یاد کر کے خیال کرو۔ کہ ایسے منعم کی اطاعت کہاں تک ضروری اس کی مخالفت کہاں تک ناجائز ہے اس تمہید کے بعد اب میں تم سے کہتا ہوں کہ) میری قوم اس پاک سرزمین میں داخل ہو۔ جس کو حق تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھدیا ہے (اور تم لوگ اس میں کسی نہ کسی وقت ضرور داخل ہو گے۔ لیکن اس شرط سے کہ تم لوگ جہاد کرو۔ پس اس میں فتح کی پیشین گوئی بھی تھی) اور پیچھے نہ ہٹو کہ اس کے نتیجہ میں تم گھاٹے میں رہنے والوں میں سے ہو جاؤ (کہ دین بھی جائے اور دنیا بھی)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قوم کی طرف سے جواب

اس وقت لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ اس (سرزمین) میں بڑے زبردست لوگ (رہتے) ہیں اور ہم اس میں ہرگز نہ داخل ہوں گے تاوقتیکہ وہ وہاں سے نہ نکل جائیں پس اگر وہ وہاں سے نکل جائیں۔ تو ہم داخل ہونے کو تیار ہیں۔

قوم موسیٰ کے دو افراد کی حق گوئی

ان خوفزدہ لوگوں میں سے دو شخصوں نے جن پر خدا نے انعام کیا اور (استقامت فی الدین عطا کی) یہ بھی کہا کہ (تم ان کے نکلنے کا انتظار نہ کرو، بلکہ) دروازہ میں گھس کر ان کے پاس پہنچو۔ کیونکہ (اگر جنگ ہوئی تو) غلبہ تمہیں کو ہوگا (کیونکہ یہ سرزمین تمہارے حصہ میں آچکی ہے۔) اور خدا پر بھروسہ کرو۔ اگر تم (درحقیقت) مومن ہو (کیونکہ ایمان کا مقتضا یہی ہے)۔

قوم موسیٰ کا اصرار اور گستاخانہ جواب

اس کے جواب میں بھی) انہوں نے (یہ ہی) کہا کہ اے موسیٰ جب تک وہ اس میں ہیں اس وقت تک ہم اس میں ہرگز نہ داخل ہوں گے لہٰذا تم اور تمہارا خدا دونوں جاؤ اور ان سے لڑو۔ ہم یہیں بیٹھے ہیں (جب تم انہیں وہاں سے نکال دو گے ہم تمہارے ساتھ چلیں گے اور اس میں داخل ہوں گے)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیزاری اور جدائی کی درخواست

یہ بے ہودہ جواب سن کر موسیٰ علیہ السلام نے) کہا اے اللہ میرا قابو صرف اپنے اوپر اور اپنے بھائی (ہارون) پر ہے (اور ان لوگوں پر میرا کوئی بس نہیں) لہٰذا آپ ہمارے اور اس نافرمان جماعت کے درمیان امتیاز فرمائیے (اور ہم کو ان کے وبال میں گرفتار نہ کیجئے)۔

حق تعالیٰ کی طرف سے قوم کو سزا

(حق تعالیٰ نے) فرمایا (جب یہ لوگ سرکشی کرتے ہیں) تو یہ سرزمین ان پر چالیس برس تک حرام کر دی گئی۔ اب (یہ ایک عرصہ تک جس کی معیاد نہیں بتلائی گئی) آوارہ پھیریں گے۔ پس تم ان نافرمان لوگوں (کی حالت) پر غم نہ کرنا (یہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ کبھی ان کی

خستہ حالی پر رحم کر کے ہم سے ان کی سفارش کرو ایسا نہ کرنا بلکہ ان کو ان کی بداعمالی کی سزا بھگتنے دینا الغرض اس واقعہ سے یہود کی بدعہدی اور اس کا انجام معلوم ہو گیا جس سے ان کے دعویٰ نحن ابناء اللہ واحباءہ کی تکذیب اور فلم یعذبکم بذنوبکم کی تائید ہو گئی۔

نسب بلا اطاعت خداوندی نافع نہیں! اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ انبیاء کی اولاد ہو یا ان کے ساتھ خلق اور ان کی طرف انتساب بلا اطاعت خداوندی موجب محبوبیت ومقبولیت نہیں۔ اور جب انبیاء کی اولاد ہونا یا ان کی طرف انتساب موجب محبوبیت ومقبولیت نہیں۔ تو کسی بزرگ کی اولاد یا اس کے سلسلہ میں ہونا بلا اعمال صالحہ وعقائد صحیحہ بالا ولیٰ موجب مقبولیت نہ ہوگا۔ اب حق تعالیٰ مزید تائید کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا قصہ بیان فرماتے ہیں جن میں ایک مقبول اور دوسرا مردود تھا۔ حالانکہ دونوں نبی کے بیٹے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقبولیت کا مدار عمل ہے نہ کہ نسب وانتساب۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَیَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِیْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِیَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنِّیْۤ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِی الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِیْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِیَ سَوْءَةَ اَخِیْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِی الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿۳۲﴾

ترجمہ: اور آپ ان اہل کتاب کو آدمؑ کے دو بیٹوں کا قصہ صحیح طور پر پڑھ کر سنایئے جبکہ دونوں نے ایک ایک نیاز پیش کی اور ان میں سے ایک کی تو مقبول ہو گئی اور دوسرے کی مقبول نہ ہوئی وہ دوسرا کہنے لگا کہ میں تجھ کو ضرور قتل کروں گا اس ایک نے جواب دیا کہ خدا تعالیٰ متقیوں ہی کا عمل قبول کرتے ہیں اگر تو مجھ پر میرے قتل کرنے کے لئے دست درازی کرے گا تب بھی میں تجھ پر تیرے قتل کرنے کے لئے ہرگز دست درازی کرنے والا نہیں میں تو خدائے پروردگار عالم سے ڈرتا ہوں میں یوں چاہتا ہوں کہ تو میرے گناہ اور اپنے گناہ سب اپنے سر رکھ لے پھر تو دوزخیوں میں شامل ہو جاوے اور یہی سزا

ہوتی ہے ظلم کرنے والوں کی۔ سو اس کے جی نے اس کو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کر دیا پھر اس کو قتل ہی کر ڈالا جس سے بڑے نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو گیا پھر اللہ نے ایک کوا بھیجا کہ وہ زمین کو کھودتا تھا تا کہ وہ اس کو تعلیم کر دے کہ اپنے بھائی کی لاش کو کس طریقہ سے چھپا دے کہنے لگا افسوس میری حالت پر کیا میں اس سے بھی گیا گذرا کہ اس کوے ہی کے برابر ہوتا اور اپنے بھائی کی لاش کو چھپا دیتا سو بڑا شرمندہ ہوا اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ لکھ دیا کہ جو شخص کسی شخص کو بلا معاوضہ دوسرے شخص کے یا بدوں کسی فساد کے جو زمین میں اس سے پھیلا ہو قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور جو شخص کسی شخص کو بچا لیوے تو گویا اس نے تمام آدمیوں کو بچا لیا اور بنی اسرائیل کے پاس ہمارے بہت سے پیغمبر بھی دلائل واضح لے کر آئے پھر اس کے بعد بھی بہتیرے ان میں سے دنیا میں زیادتی کرنے والے ہی رہے۔

حضرت آدم کے دو بیٹوں کا واقعہ

تفسیر: (چنانچہ فرماتے ہیں) اور ان کو آدمؑ کے دو بیٹوں کا قصہ صحیح صحیح پڑھ کر سنائیے (تا کہ ان کا جہل دور ہو اور وہ سمجھیں۔ کہ نسب وانتساب بلا عمل بیکار ہے۔ وہ قصہ یہ ہے کہ) جب ان دونوں نے (حق تعالیٰ کی جناب میں اپنی اپنی نذر پیش کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک کی نذر بوجہ خلوص کے) قبول ہوئی اور دوسرے کی (بوجہ عدم خلوص کے قبول نہ ہوئی)۔

ایک بھائی کی طرف سے قتل کی دھمکی

تو اس نے (جس کی نذر قبول نہ ہوئی تھی۔ دوسرے پر حسد کیا اور) کہا کہ میں تجھے مار ڈالوں گا۔

دوسرے بھائی کا جواب

اس نے (جواب میں) کہا کہ (مجھ پر ناحق غصہ ہے میرا کیا قصور) خدا کا قانون ہے کہ وہ) متقین ہی کی نذر قبول کرتا ہے (بایں معنی کہ جو اس عمل میں متقی ہو اور اس عمل سے اس کو رضا حق مقصود ہو خواہ دوسرے اعمال اس کے خراب ہوں اس کی نذر قبول ہوتی ہے اور یہ مطلب نہیں کہ جو متقی نہیں اس کا کوئی عمل مقبول نہیں فافہم۔ لیکن) اگر (باوجود اس کے بھی) تو میری طرف اپنا ہاتھ بڑھائے تا کہ تو مجھے مار ڈالے تو تجھے اختیار ہے) میں (اس دھمکی کی بناء پر) تیری طرف ہاتھ بڑھانے والا نہیں ہوں تا کہ تجھے قتل کروں (کیونکہ) میں خدائے رب العلمین سے ڈرتا ہوں (اور تو محض اس دھمکی سے مستحق قتل نہیں ہو گیا تا کہ میں تیرے قتل کے درپے ہوں اور نہ اس وقت تک اور کوئی موجب قتل موجود ہے جس کی بناء پر میں تجھے قتل کروں اس لئے اگر اسی وقت سے میں تیرے قتل کے درپے ہو جاؤں تو یہ گناہ ہے جب تو قتل کرے گا اس وقت جیسا ہو گا دیکھا جائے گا ایک تو یہ وجہ ہے میرے تیرے قتل کا ارادہ نہ کرنے کی، دوسری وجہ یہ ہے کہ) میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ (اگر تو مجھے ناحق اور ظلماً قتل کر دے جس پر میں رضامند ہوں تو اپنے اس فعل اختیاری کے لازمی نتیجہ کے طور پر) تو میرے گناہ بھی اور اپنے گناہ بھی دونوں لے جاوے اور دوزخیوں میں سے ہو جاوے (حاصل اس کا یہ کہ آدمؑ کے مظلوم بیٹے نے اپنے بھائی سے کہا کہ تو مجھے قتل کرنا چاہے تو تجھے اختیار ہے مگر میں تجھے قتل نہ کروں گا اولاً اس لئے کہ جیسے میں مستحق قتل نہیں ہوں ابھی تو بھی مستحق قتل نہیں ہے۔ کیونکہ ابھی تو نے صرف دھمکی دی ہے اور اس کا ارتکاب نہیں کیا جس سے تیرا قتل مدافعت کے طور پر مباح ہو جاوے۔ دوسرے میرا اس میں یہ فائدہ ہے کہ اگر تو مجھے ناحق قتل کر دے گا تو تیرے گناہ تو تجھ پر ہیں ہی میرے

گناہ بھی تیرے سر ہو جائیں گے اور اس طرح تو دوزخی ہو جائے گا اور مقصود اس تقریر سے اس کو اس خیال سے روکنا تھا تاکہ وہ قتل ناحق کے اپنے لئے مضر اور اپنے محسود کے لئے نافع ہونے کے خیال سے یا اپنے بھائی کے غیر معاندانہ طرز سے متاثر ہو کر اس سے باز آ جاوے اس تقریر پر بحمد اللہ کوئی اشکال نہیں اور نہ اس سے یہ اشکال ہوتا ہے کہ اس وقت کی شریعت کا حکم مدافعت کے باب میں ہماری شریعت کے خلاف تھا فقط اب حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس لڑکے نے جو اس کو بر تقدیر قتل ناحق دوزخیوں میں سے ہونے کی دھمکی دی۔ یہ ٹھیک ہے) اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔

دنیا میں پہلا انسانی قتل

(اس جملہ معترضہ کے بعد پھر قصہ کی تکمیل فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ گفتگو تو ہو چکی) اس کے بعد اس کے نفس نے اس کے لئے اس کے بھائی کے قتل کو آسان کر دیا (اور وہ اس پر آمادہ ہو گیا) اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے (موقع پا کر) اسے قتل کر دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ٹوٹا پانے والوں میں سے ہو گیا (کیونکہ اس سے اسے آخرت کا نقصان ہوا) اب (قتل کے بعد اسے یہ فکر ہوئی کہ اب اس لاش کو کیا کروں۔تو) حق تعالیٰ نے ایسی حالت میں ایک کوا بھیجا کہ وہ (اپنے پنجوں وغیرہ سے اس غرض سے) زمین کھودتا تھا۔ تاکہ وہ اس کو دکھلا دے کہ وہ کوا کیونکر اپنے بھائی کی لاش کو چھپاتا ہے (تاکہ اس سے اس کو اپنے بھائی کے دفن کرنے کا طریقہ معلوم ہو جاوے پس جب کوے نے اپنے بھائی دوسرے کوے کی لاش کو دفن کیا تو اس کو طریقہ معلوم ہوا۔ اب) اس نے کہا کہ ہائے رے میری تباہی کیا میں اس سے بھی گیا گزرا کہ اس کوے جیسا ہو جاؤں اور (اس کی طرح) اپنے بھائی کی لاش چھپا دوں۔

خلاصہ یہ کہ وہ اس سے شرمندہ ہوا۔ (قصہ تو سن چکے۔ اب سنو کہ جس طرح اس سے نسب کا غیر مفید ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح اس سے خون ناحق کا مذموم ہونا بھی معلوم ہوتا ہے)

بنی اسرائیل کو قتل وخوں ریزی کی ممانعت! (چونکہ خون ناحق بہت بری بات تھی جیسا کہ بیان مذکورہ بالا سے تمہیں معلوم ہو چکا ہے) اس وجہ سے ہم نے (اس کے انسداد کے لئے خاص اہتمام کے ساتھ) بنی اسرائیل پر یہ حکم لکھ دیا کہ جو شخص کسی شخص کو بلا معاوضہ دوسرے شخص کے (جس کو اس نے قتل کیا ہو) یا بلا فساد فی الارض کے (جس میں کفر اور بغاوت اور ڈکیتی وغیرہ داخل ہیں) قتل کرے اس نے گویا کہ تمام لوگوں کو قتل کیا (کیونکہ اس نے اس طریق کی تائید کی جو تمام لوگوں کی جانوں کو خطرے میں ڈالتا ہے) اور جس نے اسے (ترک قتل سے) زندہ رکھا۔ اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ رکھا۔ (کیونکہ اس نے اس طریق کی تائید کی جو تمام لوگوں کی جانوں کو خطرہ سے بچانے والا ہے اور صرف یہی نہیں کیا۔ بلکہ) ان کے پاس ہمارے بہت سے رسول (رسالت کے) دلائل واضحہ لے کر آئے (جنہوں نے) اس قتل ناحق کی برائی بتلائی) تاہم اب بھی بہت سے ان میں (خونریزی[1]) میں زیادتی کرنے والے ہیں (جو دھڑلے سے خوں ریزی ناحق کے مرتکب ہوتے ہیں چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے خلاف ان کا تلوار اٹھانا اس کی بین دلیل ہے۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ

---

[1] فی القاموس سرف لقب مسلم بن عقبۃ امر وصاحب رفعۃ العرۃ لانہ اسرف فیہا ۱۲

لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٣٣﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ ۖ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٣٤﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣٥﴾

ترجمہ: جولوگ اللہ سے اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے کاٹ دیئے جائیں۔ یا زمین پر سے نکال دیئے جائیں یہ کہ ان کے لئے دنیا میں سخت رسوائی ہے اور ان کو آخرت میں عذاب عظیم ہوگا ہاں مگر جولوگ قبل اس کے کہ تم ان کو گرفتار کرو توبہ کرلیں۔ تو جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ بخش دیں گے مہربانی فرما دینگے اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ کا قرب ڈھونڈو اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا کرو امید ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے۔

ڈکیتی کی سزا اسلام میں

تفسیر: اور چونکہ خوں ریزی اور فساد فی الارض کی ایک صورت ڈکیتی بھی ہے اس لئے اس مناسبت سے آگے ڈکیتی کا حکم بیان فرماتے ہیں کہ) جولوگ (عہد اطاعت یا مصالحت کے بعد آبادی[1] سے دور) خدا اور رسول سے جنگ کرتے (اور جولوگ ان کی رعایا ہیں خواہ مسلمان ہوں یا ذمی ان کی جان یا مال کو نقصان پہنچاتے یا راستہ کو پرخطر کرتے) اور (اس طرح) زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ ان کو (گرفتار کر کے) قتل کیا جاوے (اگر ان سب نے یا ان میں سے کسی ایک نے کسی کو صرف قتل کیا ہو) یا سولی دے کر مارا جاوے (اگر انہوں نے یا اوران سے کسی ایک نے قتل بھی کیا ہو اور مال بھی لیا ہو اس صورت میں صرف پہلے سزا بھی دی جاسکتی ہے اور ان دونوں کے ساتھ الگ الگ تیسری سزا کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے) یا صرف ایک طرف کا ہاتھ (یعنی دایاں) اور دوسری طرف کا پاؤں (یعنی بایاں) کاٹا جاوے (اگر انہوں نے یا ان میں سے کسی ایک نے صرف مال لیا ہو) یا ان کو زمین سے دور کیا جاوے (یعنی ان کو قید کر کے زمین پر چلنے پھرنے سے روک دیا جاوے۔ اگر صرف راستہ کو پرخطر کر دیا ہو اور قتل وغارت کا ارتکاب نہ کیا ہو۔

ڈکیتی کی سزا آخرت میں: یہ (سزا تو ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے) اور اصلی سزا ابھی باقی ہے وہ یہ کہ) آخرت میں ان کو بڑا عذاب ہوگا۔ (الغرض یہ سزا ان تمام اشخاص کو دیجائے گی جو افعال مذکورہ کا ارتکاب کریں) بجز ان لوگوں کے (جو) اس سے پہلے توبہ کرلیں کہ تم ان پر قابو پاؤ (کیونکہ ان کا یہ سرکاری جرم معاف ہے اب تم جان لو کہ فی الحقیقت اللہ بہت بڑا معاف کرنے والا اور بہت رحم والا ہے کیونکہ اس نے ایسے شدید جرم کو بھی معاف کر دیا ہے ہاں اب ان سے حق العباد کا مطالبہ کیا جائے گا اور قصاص اور مال وغیرہ ان کے شرائط خاصہ کے ساتھ وصول کیا جاوے گا۔

مسلمانوں کو عبرت و بصیرت کا سبق

یہاں تک اہل کتاب کے حالات بیان فرما کر اب مسلمانوں کو متنبہ فرماتے ہیں جو کہ مقصود ہے ان واقعات کے نقل کرنے سے اور

---

[1] قیدبہ لان قطع الطریق لا یکون فی المصر او قریۃ وانما یکون فیہ التعزیر والقصاص کما فی کتب الفقہ ۱۲ اشرف علی

فرماتے ہیں کہ) اے مسلمانو تم کو چاہیے کہ خدا سے ڈرتے رہو اور اس تک پہنچنے کا ذریعہ ڈھونڈتے رہو (اور اہل کتاب کی طرح نقض عہد اور ناحق خوں ریزی وغیرہ کا ارتکاب کر کے خدا سے دوری مول نہ لو) اور خدا کی راہ میں جہاد کرتے رہو (تاکہ فساد فی الارض دور ہو اور امن وعافیت کا دور دورہ ہو) امید ہے کہ تم (ان احکام کی تعمیل کر کے) بنو گے۔ (اور ان کو چھوڑ کر خسارہ میں نہ پڑو گے)۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ
عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٣٦﴾ يُرِيدُونَ أَن يَخْرُجُوا مِنَ
النَّارِ وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنْهَا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٣٧﴾ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا
أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٣٨﴾ فَمَن تَابَ مِن بَعْدِ
ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣٩﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَيَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٤٠﴾

ترجمہ: یقیناً جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس تمام دنیا بھر کی چیزیں ہوں اور ان چیزوں کے ساتھ اتنی چیزیں اور بھی ہوں تاکہ وہ اس کو دے کر روز قیامت کے عذاب سے چھوٹ جاویں جب بھی وہ چیزیں ان سے ہرگز قبول نہ کی جاویں گی اور ان کو دردناک عذاب ہوگا اس بات کی خواہش کریں گے کہ دوزخ سے نکل آویں اور وہ اس سے کبھی نہ نکلیں گے اور ان کو عذاب دائمی ہوگا اور جو مرد چوری کرے اور جو عورت چوری کرے سو ان دونوں کے (داہنے) ہاتھ (گٹے پر سے) کاٹ ڈالو ان کے کردار کے عوض میں بطور سزا کے اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ بڑے قوت والے ہیں (جو سزا چاہیں مقرر فرمائیں) بڑے حکمت والے ہیں (کہ مناسب ہی سزا مقرر (فرماتے ہیں) پھر جو شخص توبہ کرلے اپنی اس زیادتی کے بعد اور اعمال کی درستی رکھے تو بے شک اللہ تعالیٰ اس پر توجہ فرمائیں گے بے شک خدا تعالیٰ بڑے مغفرت والے ہیں (کہ اس کا گناہ معاف کر دیا) بڑی رحمت والے ہیں (کہ آئندہ بھی مزید عنایت کی)۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہی کے لئے ثابت ہے حکومت سب آسمانوں کی اور زمین کی وہ جس کو چاہیں سزا دیں اور جس کو چاہے معاف کر دیں اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے۔

کفار و مشرکین کا انجام

تفسیر: (اب ہم تم کو کفار کا نتیجہ سناتے ہیں تاکہ تمہیں عبرت ہو اچھا سنو) جو لوگ کافر رہے (اور انہیں ایمان نصیب نہ ہوا۔ ان کی یہ حالت ہوگی کہ) اگر دنیا بھر کی چیزیں اور اتنی ہی اس کے ساتھ اور بھی ان کے پاس ہوں (اور وہ ان کو) اس غرض سے (دینا چاہیں) کہ ان کے ذریعہ سے ان کی جان قیامت کے عذاب سے بچ جائے تو وہ چیزیں ان سے نہ لی جائیں گی اور ان کو سخت تکلیف دہ عذاب ہوگا۔ اور وہ چاہیں گے کہ کسی صورت سے دوزخ سے نکل جائیں حالانکہ وہ اس سے کسی طرح نہ نکل سکیں گے اور ان کے لئے پائیدار عذاب ہوگا (جو کبھی زائل نہ ہوگا۔ پس تم کفر سے بچو اور احکام مذکورہ پر کاربند رہو)

چور کی سزا اسلام میں: (اور) جو مرد چور اور (اسی طرح) جو عورت چور ہو تو (ان کے متعلق تم کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ) ان کے کئے کی سزا میں بحیثیت عقوبت خداوندی کے ان کے (دائیں) ہاتھ (گٹے پر سے) کاٹ ڈالو۔ اور (یہ حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ) خدا غالب ہے (ہر شے پر اس لئے وہ جو حکم چاہے دے سکتا ہے اور) حکیم (بھی) ہے (اس لئے اس حکم میں مصلحت کا بھی لحاظ رکھتا ہے پس چونکہ اس حکم میں مصلحت بھی تھی اور ایسا حکم دینے سے کوئی مانع بھی نہ تھا اس لئے یہ حکم دیا گیا ہے)

آخرت کی سزا سے بچنے کے لئے توبہ ضروری ہے

(الغرض یہ دنیاوی سزا تو ٹل نہیں سکتی بحث سزائے آخرت میں ہے کہ وہ بھی ٹل سکتی ہے یا نہیں) سو (اس کا یہ حکم ہے کہ جو کوئی اپنے ظلم کے بعد توبہ کر لے اور اپنی حالت درست کر لے تو اللہ تعالیٰ اس پر (رحمت کے ساتھ توجہ فرمائیں (اور اس کا گناہ معاف فرمادیں گے کیونکہ) حق تعالیٰ بہت بڑے بخشنے والے اور رحمت والے ہیں۔

ڈکیتی اور چوری کی سزا اور اس سلسلہ میں ایک شبہ کا جواب

(اگر مضامین مذکور بالا سے کسی کو یہ اشکال ہو کہ یہ کیا بات ہے۔ کہ سرقہ کبریٰ یعنی ڈکیتی میں ڈاکوؤں کی گرفتاری سے پہلے توبہ کرنے سے حد ساقط ہو جاتی ہے اور سرقہ صغریٰ یعنی چوری میں قبل از گرفتاری توبہ کرنے سے حد ساقط نہیں ہوتی تو اس کا مختصر اور عام فہم جواب یہ ہے کہ اے معترض) کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ آسمانوں اور زمین کی سلطنت اس کے لئے مخصوص ہے (اور اس میں اس کا کوئی شریک نہیں اس لئے وہ آزادانہ طور پر اپنے شاہی اختیار سے) جس کو چاہتا ہے سزا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے معاف کرتا ہے (جب تو جانتا ہے اور اس کا انکار نہیں کر سکتا تو پھر شبہ کیسا الغرض یہ شبہ ساقط ہے) اور (واقعہ یہ ہے کہ) خدا ہر چیز پر قادر ہے)

حکمت کی حقیقت: (اور جو لوگ محض افعال کو خلاف حکمت وغیرہ بتا کر اس کی قدرت کو محدود کرنا چاہتے ہیں یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ اول تو حکمت خاصہ علت موجبہ نہیں جو خدا کو اس کے خلاف سے مجبور کر دے بلکہ صرف مقتضی ہے یہ اقتضاء اختیار مطلق کا معارض نہیں ہو سکتا۔ دوسرے خود یہ آزادانہ تصرف بھی حکمت سے خالی نہیں۔ کیونکہ اس میں اثبات ہے اپنے حاکم مطلق متصرف علی الاطلاق ہونے کا پس کسی خاص حکمت کی رعایت ضروری نہ ہوئی اور ثابت ہوا کہ حکمت تابع ہے فعل حق سبحانہ کے یعنی وہ جو کچھ اپنے اختیار مطلق سے کرے وہی حکمت ہے اور اس کا فعل حکمت کا پابند نہیں کہ مفوت اختیار مطلق ہے اس تقریر سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ یعذب کو یغفر پر کیوں مقدم کیا ۔کیونکہ منشاء اشکال تعذیب سارق مع مغفرت قاطع الطریق تھا اس لئے جواب میں اسی کو مہتم بالشان قرار دیکر اس کو مقدم کیا گیا واللہ اعلم باسرار کلامہ و علمہ اتم و احکم وما اوتیتم من العلم الاقلیلا.

يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا

بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ

لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ ۭ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا

فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ۭ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔـا ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ۭ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ښ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۴۱

ترجمہ: اے رسول جو لوگ کفر میں دوڑ دوڑ گرتے ہیں آپ کو مغموم نہ کریں خواہ وہ ان لوگوں میں سے ہوں جو اپنے منہ سے تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور ان کے دل یقین نہیں لائے اور خواہ وہ ان لوگوں میں سے ہوں جو کہ یہودی ہیں یہ لوگ غلط باتوں کے سننے کے عادی ہیں آپ کی باتیں دوسری قوم کی خاطر کان دھر دھر سنتے ہیں جس قوم کے یہ حالات ہیں کہ وہ آپ کے پاس نہیں آئے کلام کو بعد اس کے کہ وہ اپنے موقع پر ہوتا ہے بدلتے رہتے ہیں کہتے ہیں کہ اگر تم کو یہ حکم ملے تب تو اس کو قبول کر لینا اور اگر تم کو یہ حکم نہ ملے تو احتیاط رکھنا اور جس کا خراب ہونا خدا ہی کو منظور ہو تو اس کے لئے اللہ سے تیرا کچھ زور نہیں چل سکتا یہ لوگ ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو ان کے دلوں کا پاک کرنا منظور نہیں ہوا ان لوگوں کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے سزائے عظیم ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی

تفسیر: (الغرض یہاں تک خطاب عام طور پر تھا۔ اب خاص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرماتے ہیں جس سے پھر احوال اہل کتاب کی طرف انتقال کریں گے اور فرماتے ہیں کہ) اے رسول وہ لوگ جو کہ دھڑا دھڑ کفر میں گرتے ہیں۔ ان لوگوں میں سے بھی جو اپنے مونہوں سے کہتے ہیں کہ) ہم ایمان لے آئے اور ان کے دل تصدیق نہیں کرتے اور یہود میں سے بھی (اپنے افعال سے) آپ کے لئے موجب حزن (وملال نہ ہونے چاہئیں (اور آپ کو اس کا ذرا رنج نہ ہونا چاہئے کہ یہ کیوں کفر میں مبتلا ہو کر اپنے کو تباہ کر رہے ہیں۔ یہ تو تمہید تھی۔ اب ہم اصل مطلب بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ جو آپ سے واقعہ معلومہ[1] میں استفسار کرتے ہیں) جھوٹ کو (بسماع قبول) سننے کے عادی (اور سچ سے شدت سے احتراز کرنے والے) ہیں (ان کو آپ سے مسئلہ پوچھ کر اس کو ماننا مقصود نہیں ہے بلکہ) وہ دوسروں کی باتوں کے ماننے والے ہیں جو کہ آپ کے پاس نہیں آئے جن کی یہ حالت ہے کہ باتوں کے اپنے مواقع پر ہونے کے بعد ان کو ان کے موقع سے پھیرتے ہیں (اور احکام الٰہی میں لفظی یا معنوی جیسا موقع دیکھتے ہیں تحریف کرتے ہیں) جو کہ (ان کو بھیجتے وقت ان سے یہ کہتے ہیں کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں سے) تم کو (یہ حکم) دیا جاوے (جو ہم نے تجویز کیا ہے) تب تو اسے لے لینا اور قبول کر لینا) اور اگر تم کو (وہاں سے) وہ (حکم) نہ دیا جاوے تو اس سے احتراز کرنا۔ (واقعہ یہ ہے کہ پس ان کے مغالطہ میں نہ آیئے۔ اور چونکہ یہ واقعہ ایسا تھا جس کو سن کر بمقتضائے شفقت آپ کو ان کی ان ناشائستہ حرکتوں پر ملال ہوتا اس لئے آپ سے اول کہہ دیا گیا کہ آپ کو کچھ رنج نہ کریں)۔

جن کی گمراہی مقدر ہو چکی ہے اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں

اور (اگر آپ رنج بھی کریں تو آپ کے رنج سے کیا ہوتا ہے۔ کیونکہ) جس کو (اس کے سرکشی وعناد کے نتیجہ میں) خدا گمراہ رکھنا چاہے

[1] مجھے روایات سے اصل واقعہ کی تحقیق نہیں ہوئی۔ اور نہ میرے نزدیک ایسے معاملات میں کاوش کی ضرورت ہے ۱۲

اس کے لئے آپ کا خدا پر کچھ زور نہیں چلتا (کہ آپ ایسے مجبور کر کے اس کے ذاتی ارادہ کے خلاف کوئی کام کرالیں تو پھر رنج فضول ہے ہم آپ کو بتلاتے ہیں کہ) یہ وہ لوگ ہیں کہ (ان کی شرارتوں کے اثر سے) حق تعالیٰ نے ان کے دلوں کو پاک کرنا نہیں چاہا۔ اور ان کو دنیا میں رسوائی ہوگی اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب (ملے شدہ) ہے (پس آپ کا رنج کچھ فائدہ بخش نہیں ہو سکتا) یہ لوگ (حق سے سخت متنفر اور) جھوٹ کو بڑے سننے والے اور سخت حرام خور ہیں۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾

ترجمہ: یہ لوگ غلط باتوں کے سننے کے عادی ہیں بڑے حرام کے کھانے والے ہیں تو اگر یہ لوگ آپ کے پاس آویں تو خواہ آپ ان میں فیصلہ کر دیجئے یا ان کو ٹال دیجئے اور اگر آپ ان کو ٹال ہی دیں تو ان کی مجال نہیں کہ آپ کو ذرا بھی ضرر پہنچا سکیں اور اگر آپ فیصلہ کریں تو ان میں عدل کے موافق فیصلہ کیجئے بے شک اللہ تعالیٰ عدل کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔ اور وہ آپ سے کیسے فیصلہ کراتے ہیں حالانکہ ان کے پاس توراۃ ہے جس میں اللہ کا حکم ہے پھر اس کے بعد پھر جاتے ہیں اور یہ لوگ ہرگز اعتقاد والے نہیں ہم نے توریت نازل فرمائی تھی جس میں ہدایت تھی اور وضوح تھا۔ انبیاء جو کہ اللہ تعالیٰ کے مطیع تھے اس کے موافق یہود کو حکم دیا کرتے تھے اور اہل اللہ اور علماء بھی بوجہ اس کے کہ ان کو اس کتاب اللہ کی نگہداشت کا حکم دیا تھا اور وہ اس کے اقراری ہو گئے تھے سو تم بھی لوگوں سے اندیشہ مت کرو اور مجھ سے ڈرو اور میرے احکام کے بدلہ میں متاع قلیل مت لو اور جو شخص خدا تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے سو ایسے لوگ بالکل کافر ہیں۔

سرکشوں کے فیصلہ کی آپ پر ذمہ داری نہیں

تفسیر: اب اگر یہ آپ کے پاس (مقدمہ لے کر) آئیں۔ تو آپ (کو اختیار ہے کہ) آپ ان کے درمیان فیصلہ فرما دیں یا ان سے اعراض کریں کہ (ہم کچھ نہیں جانتے جو تمہارا جی چاہے کرو) اور اگر آپ ان سے اعراض کریں تو (یہ اچھا ہے کیونکہ) وہ آپ کو کوئی ضرر نہیں

پہنچا سکتے (پھر ان کے جھگڑے میں پڑنا اور اپنی تکذیب کرانا بے سود ہے) اور اگر آپ فیصلہ کریں تو پھر ان میں انصاف سے فیصلہ فرمایئے (اور بالکل رورعایت یا اندیشہ نہ کیجئے کیونکہ) اللہ تعالیٰ منصفوں کو پسند کرتے ہیں اور (ان سے یہ بھی تو کوئی پوچھے کہ) جس حالت میں کہ ان کے پاس تورات ایسی حالت میں موجود ہے کہ اس میں خدا کا حکم موجود ہے۔ وہ آپ کو (اس مقدمہ معلومہ میں) حکم کیسے بناتے ہیں پھر (اگر بنایا بھی سہی تو) اس (حکم بنانے) کے بعد اس لئے پھرتے[1] کیسے ہیں (یعنی اول تو ایسی حالت میں ان کو تمہیں حکم بتانا ہی بے معنی ہے۔ کیونکہ تورات کو وہ خدا کی کتاب مانتے ہیں۔ اور آپ کو خدا کا رسول نہیں مانتے یہ تو صریح خدا کے فیصلہ پر دوسرے کے فیصلہ کو ترجیح دینا ہے۔ اور یہ صریح بے ایمانی ہے۔ اور اس سے بھی قطع نظر کی جاوے تو جس کے فیصلہ کو خود انہوں نے بخوشی قبول کیا ہے اس کو بھی نہ ماننا یہ صریح ہٹ دھرمی اور نفس پرستی ہے۔ الغرض وہ سراسر نفس پرست ومتبع ہوا ہیں) اور (واقعہ یہ ہے کہ) وہ کسی کو ماننے والے نہیں (نہ خدا کو نہ حکم کو یہاں تک منافقین اور یہود کی عیاری وغیرہ کا بیان فرما کر ایک عجیب ترتیب کے ساتھ قرآن کا حق ہونا اور اس پر عمل کا واجب ہونا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر عمل کی تاکید اور منافقین ویہود کے دھوکے سے بچنے کی ہدایت فرماتے ہیں اور بیچ بیچ میں یہود ونصاریٰ پر الزام بھی قائم کرتے جاتے ہیں۔

یہود کا حال زار: (چنانچہ فرماتے ہیں کہ) یہ واقعہ مسلم ہے کہ) ہم نے ایسی حالت میں تورات نازل کی کہ اس میں ہدایت اور روشنی ہے انبیاء جو کہ خدا تعالیٰ کے مطیع تھے اور اللہ والے اور علماء اس وجہ سے کہ ان کو اس کی نگہداشت کا حکم دیا گیا تھا اور وہ اس کے اقراری تھے یہود کے لئے اس کے ذریعہ سے فیصلہ کرتے ہیں (اور جبکہ یہ واقعہ مسلم ہے) تو (اے یہود) تم کو لوگوں سے نہ ڈرنا چاہئے اور مجھ سے ڈرنا چاہئے اور میری آیات کے عوض تھوڑی قیمت نہ لینی چاہئے (مگر تم ایسا نہیں کرتے بلکہ خدا کے نازل کئے ہوئے حکم کے خلاف حکم کرتے ہو چنانچہ واقعہ زیر بحث اس کی بین دلیل ہے) اور جو لوگ ما انزل اللہ کے موافق حکم نہ کریں (بلکہ غیر حکم الٰہی کو حکم الٰہی بتلا کر فیصلہ کریں جیسا کہ تم کرتے ہو) تو وہ لوگ ضرور کافر ہیں (پس تم اپنے مسلمات سے بھی کافر ٹھہرے۔ ایک واقعہ تو یہ تھا)

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَآ أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنفَ بِالْأَنفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ ۚ فَمَن تَصَدَّقَ بِهِۦ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُۥ ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الظَّٰلِمُونَ ﴿٤٥﴾ وَقَفَّيْنَا عَلَىٰٓ ءَاثَٰرِهِم بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَىٰةِ ۖ وَءَاتَيْنَٰهُ الْإِنجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَىٰةِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٤٦﴾ وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنجِيلِ بِمَآ أَنزَلَ اللَّهُ فِيهِ ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْفَٰسِقُونَ ﴿٤٧﴾

[1] اشارة الی ان ثم یتولون معطوف علی موله یحکمونک وھذا ھو الاقرب ۱۲

ترجمہ: اور ہم نے ان پر اس توراۃ میں یہ بات فرض کی تھی کہ جان بدلے جان کے اور آنکھ بدلے آنکھ کے اور ناک بدلے ناک کے اور کان بدلے کان کے اور دانت بدلے دانت کے اور خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے پھر جو شخص اس کو معاف کردے تو وہ اس کے لئے کفارہ ہو جائے گا اور جو شخص خدا تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے سو ایسے لوگ بالکل ستم ڈھا رہے ہیں۔ اور ہم نے ان کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم کو اس حالت میں بھیجا کہ وہ اپنے سے قبل کی کتاب یعنی توریت کی تصدیق فرماتے تھے اور ہم نے ان کو انجیل دی جس میں ہدایت تھی اور وضوح تھا اور وہ اپنے سے قبل کی کتاب یعنی توریت کی تصدیق کرتی تھی اور وہ سراسر ہدایت اور نصیحت تھی خدا سے ڈرنے والوں کے لئے اور انجیل والوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اس میں نازل فرمایا ہے اس کے موافق حکم کیا کریں اور جو شخص خدا تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے تو ایسے لوگ بالکل بے حکمی کرنے والے ہیں۔

تفسیر: **قصاص میں مساوات**: اور دوسرا واقعہ یہ ہے کہ) ہم نے ان پر لکھ دیا تھا کہ جان کا بدلہ جان ہے اور آنکھ کا بدلہ آنکھ اور ناک کا بدلہ ناک اور کان کا بدلہ کان اور دانت کا بدلہ دانت اور زخموں کا بھی بدلہ ہے (بشرطیکہ مماثلت ممکن ہو) پھر جو اسے (یعنی اپنے حق کو) خیرات کردے (اور خدا کے واسطے معاف کردے تو وہ (معافی) اس کے لئے کفارہ ہے (جس سے حق تعالیٰ اس کو اپنی حق تلفی معاف کردے گا مگر انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا اور اپنی طرف سے احکام تراش کر خدا کی طرف منسوب کر دیئے) اور ظاہر ہے کہ) جو کوئی خدا کے نازل کردہ حکم کے موافق فیصلہ نہ کریں وہ لوگ بالکل ظالم ہیں (لہٰذا اس سے ان کا ظالم ہونا ثابت ہوگیا)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل

(خیر یہ مضامین ضمنی تھے اب ہم پھر اصل مضمون بیان کرتے ہیں الغرض پہلے ہم نے توریت نازل کی جس پر توریت کے ماننے والے انبیاء وغیرہ عمل کرتے رہے) اور (یہ بھی مسلم ہے کہ) ان کے (گذر جانے کے) بعد ہم نے ان کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم کو ایسے طور پر لائے کہ وہ اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرنیوالے تھے اور ہم نے ان کو ایسی حالت میں انجیل دی کہ اس میں ہدایت اور روشنی تھی اور وہ اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتی اور خدا سے ڈرنے والوں کے لئے سراپا ہدایت اور نصیحت تھی اور (گو یہود اس کو تسلیم نہیں کرتے مگر نصاریٰ اس کو مانتے ہیں لہٰذا ان) انجیل کے ماننے والوں کو چاہئے کہ وہ اس کے موافق فیصلہ کریں جو اس (انجیل) میں خدا نے نازل کیا (مگر وہ بھی ایسا نہیں کرتے چنانچہ وہ آپ کی تصدیق نہیں کرتے جس کا ان کو انجیل میں حکم ہے) اور (ظاہر ہے کہ) جو خدا کی نازل کردہ کتاب سے فیصلہ نہ کریں وہ بالکل نافرمان ہیں (پس اس سے نصاریٰ کا نافرمان ہونا بھی ان کے مسلمات سے ثابت ہوا)۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا
عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ
جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ

فِیْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ

ترجمہ: اور ہم نے یہ کتاب آپ کے پاس بھیجی ہے جو خود بھی صدق کے ساتھ موصوف ہے اور اس سے پہلے جو کتابیں ہیں ان کی بھی تصدیق کرتی ہے اور ان کتابوں کی محافظ ہے تو ان کے باہمی معاملات میں اسی بھیجی ہوئی کتاب کے موافق فیصلہ فرمایا کیجئے اور یہ جو سچی کتاب آپ کو ملی ہے اس سے دور ہوکر ان کی خواہشوں پر عمل درآمد نہ کیجئے تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے خاص شریعت اور خاص طریقت تجویز کی تھی اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو تم سب کو ایک ہی امت کر دیتے لیکن ایسا نہیں کیا تا کہ جو دین تم کو دیا ہے اس میں تم سب کا امتحان فرماویں تو مفید باتوں کی طرف دوڑو تم سب کو خدا ہی کے پاس جانا ہے پھر وہ تم سب کو جتلا دے گا جس میں تم اختلاف کرتے تھے۔

آسمانی کتابوں میں قرآن

تفسیر: الغرض ہم اس سے پیشتر دو بڑی کتابیں نازل کر چکے ہیں جن پر پہلے انبیاء عمل کرتے تھے اور ان واقعات کی تصدیق کرنے والے اب بھی موجود ہیں) اور (اب اسی عادت سابقہ کے موافق) ہم نے آپ کی طرف ایسی حالت میں کتاب نازل کی ہے کہ وہ خود بھی سچی ہے۔ اور اپنے سے پہلے کی کتابوں کی تصدیق کرنے والی اور اُن کی (سچائی کی) محافظ بھی ہے (اور اس لئے کہ وہ ان کے مضامین کی تصدیق کرتی ہے دوسرے اس لئے کہ ان میں اس کی پیشین گوئی ہے اگر یہ کتاب نہ آتی تو ان کا جھوٹا ہونا لازم آتا) پس (جس طرح انبیاء سابقین کا طرز عمل ما انزل اللّٰه کے ذریعہ سے فیصلہ کرتا رہا ہے یوں ہی) آپ (بھی) اس (کتاب) سے ان کے درمیان فیصلہ کیجئے اور جو حق آپ کے پاس آچکا ہے اس سے گذر کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے)۔

ہر امت کے لئے ایک شاہراہ عمل

ہم نے ہر امت کے لئے ایک سیدھی سڑک اور ایک شاہراہ (عمل) بنایا ہے (جس پر چل کر وہ خدا تک پہنچ سکتے ہیں' اس لئے آپ کے لئے یہ شاہ راہ بنائی ہے (جس پر چلنے کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے پس آپ دوسرے راستوں کو چھوڑ کر اسی پر چلئے) اور اگر خدا چاہتا تو تم سب کو ایک ہی جماعت بنا تا (جو ایک ہی راستہ پر چلتے) مگر (اس نے ایسا نہیں کیا) تا کہ ان احکام میں جو اس نے تم کو دیئے ہیں تمہارا امتحان کرے (کہ کون رسمی حیثیت سے قانون الٰہی کا اتباع کرتا ہے اور کون اسکو خدا کا قانون سمجھ کر اس کو مانتا ہے۔ کیونکہ جب ایک قانون کے بجائے دوسرا قانون آئے گا تو لوگ بحیثیت قانون الٰہی کے اس کو مانتے تھے وہ بے تکلف اس کو مان لیں گے اور جو دوسری حیثیت سے اس کو مانتے تھے وہ اسے رد کر دیں گے اور اس طرح امتحان ہو جائے گا) پس (چونکہ اس نئے دین میں تمہارا امتحان ہے اس لئے رسوم کو چھوڑو (اور) ایک دوسرے پر سبقت کر کے نیکیوں کو حاصل کرو (جو کہ اس دین میں منحصر ہیں)۔

دنیا سے رخصت ہونا ہے

(تم یہ نہ سمجھو کہ ہم دنیا ہی میں رہیں گے اس لئے ہم جو چاہیں کریں ہم سے کوئی پوچھنے والا نہیں کیونکہ ایک روز) تم سب کی واپسی حق

تعالیٰ ہی کی طرف ہوگی پھر وہ تمہیں ان باتوں کو بتلائے گا جن میں تم اختلاف کرتے تھے (کہ وہ حق تھیں۔ یا باطل اور وہ بتلانا صرف قولی نہ ہوگا بلکہ عملی ہوگا کہ تم کو سزا دی جائے گی جس سے تم کو ان کا حق ہونا معلوم ہو جاوے گا۔

وَاَنِ احۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعۡ اَهۡوَآءَهُمۡ وَاحۡذَرۡهُمۡ اَنۡ يَّفۡتِنُوۡكَ
عَنۡۢ بَعۡضِ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ اِلَيۡكَ‌ؕ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاعۡلَمۡ اَنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ اَنۡ يُّصِيۡبَهُمۡ
بِبَعۡضِ ذُنُوۡبِهِمۡ‌ؕ وَاِنَّ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوۡنَ ﴿۴۹﴾ اَفَحُكۡمَ الۡجَـٰهِلِيَّةِ يَبۡغُوۡنَ‌ؕ وَمَنۡ
اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكۡمًا لِّقَوۡمٍ يُّوۡقِنُوۡنَ ﴿۵۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الۡيَهُوۡدَ وَالنَّصٰرٰۤى
اَوۡلِيَآءَ‌ ‌ۘ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ‌ؕ وَمَنۡ يَّتَوَلَّهُمۡ مِّنۡكُمۡ فَاِنَّهٗ مِنۡهُمۡ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى
الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۵۱﴾ فَتَرَى الَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوۡنَ فِيۡهِمۡ يَقُوۡلُوۡنَ نَخۡشٰٓى اَنۡ
تُصِيۡبَنَا دَآئِرَةٌ‌ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنۡ يَّاۡتِىَ بِالۡفَتۡحِ اَوۡ اَمۡرٍ مِّنۡ عِنۡدِهٖ فَيُصۡبِحُوۡا عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوۡا
فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ نٰدِمِيۡنَ ﴿۵۲﴾ وَيَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَهٰٓؤُلَۤاءِ الَّذِيۡنَ اَقۡسَمُوۡا بِاللّٰهِ جَهۡدَ
اَيۡمَانِهِمۡ‌ ۙ اِنَّهُمۡ لَمَعَكُمۡ‌ؕ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ فَاَصۡبَحُوۡا خٰسِرِيۡنَ ﴿۵۳﴾

ترجمہ: اور ہم (مکرر) حکم دیتے ہیں کہ آپ ان کے باہمی معاملات میں اس بھیجی ہوئی کتاب کے موافق فیصلہ فرمایا کیجئے اور ان کی خواہشوں پر عمل درآمد نہ کیجئے اور ان سے یعنی ان کی اس بات سے احتیاط رکھئے کہ وہ آپ کو خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کسی حکم سے بچلا دیں پھر اگر یہ لوگ اعراض کریں تو یہ یقین کر لیجئے کہ بس خدا ہی کو منظور ہے کہ ان کے بعضے جرموں پر ان کو سزا دیں اور زیادہ آدمی تو بے حکم ہی ہوتے ہیں یہ لوگ پھر کیا زمانہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں اور فیصلہ کرنے میں اللہ سے کون اچھا ہوگا یقین رکھنے والوں کے نزدیک اے ایمان والو تم یہود و نصاریٰ کو دوست مت بنانا وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے گا بے شک وہ ان ہی میں سے ہوگا یقیناً اللہ تعالیٰ سمجھ نہیں دیتے ان لوگوں کو جو اپنا نقصان کر رہے ہیں اسی لئے تم ایسے لوگوں کو جن کے دل میں مرض ہے دیکھتے ہو کہ دوڑ دوڑ کر ان میں گھستے ہیں کہتے ہیں کہ ہم کو اندیشہ ہے کہ ہم پر کوئی حادثہ نہ پڑ جاوے۔ سو قریب امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کامل فتح کا ظہور فرما دے یا کسی اور بات کا خاص اپنی طرف سے پھر وہ اپنے پوشیدہ دلی خیالات پر نادم ہوں گے۔
اور مسلمان لوگ کہیں گے ارے کیا یہ وہی لوگ ہیں کہ بڑے مبالغہ سے اللہ کی قسمیں کھایا کرتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں ان لوگوں کی ساری کارروائیاں غارت گئیں جس سے یہ ناکام رہے۔

بذریعہ کتاب اللہ فیصلہ کا حکم

تفسیر: اور (اے رسول آپ سے مکرر کہا جاتا ہے) کہ آپ ان کے درمیان اس (کتاب) کے ذریعہ سے فیصلہ کیجئے کہ جو خدا نے نازل کی ہے اور ان کی خواہشات کی پیروی) نہ کیجئے اور ان سے ہوشیار رہیے مبادا وہ آپ کو اس (کتاب) کے جس کو اللہ نے آپ کی طرف نازل کیا ہے کسی حصہ سے پھیر کر آپ کو غلطی میں ڈالدیں۔ اب اگر وہ اس سے روگردانی کریں۔ تو سمجھ لو کہ حق تعالیٰ کو منظور ہے کہ وہ ان کو ان کے بعض گناہوں کے سبب تکلیف پہنچادے (کیونکہ درگذر کی بھی حد ہوتی ہے جب یہ کسی طرح نہیں مانتے تو انہیں اس کا مزہ چکھنا ضروری ہے) اور (صرف یہ ہی نہیں بلکہ) ان لوگوں (یعنی یہود) میں سے بہت سے نافرمان ہیں (اور اس لئے یہ سب مستحق سزا ہیں۔ غور تو کرو جب یہ لوگ خدا کے حکم کو نہیں مانتے) تو کیا یہ لوگ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں (بھلا یہ کس قدر جہالت اور سرکشی ہے) اور (بھلا) اہل ایقان کے لئے خدا سے بہتر اور عمدہ فیصلہ کس کا ہوسکتا ہے (جس کے فیصلہ کی طرف خدا کو چھوڑ کر رجوع کیا جاوے کسی کا نہیں تو ثابت ہوا کہ درحقیقت یہ خدا ہی پر یقین نہیں رکھتے چونکہ مذکورہ بالا واقعات سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہود و نصاریٰ عموماً اور یہود خاص طور پر ہرگز اس قابل نہیں کہ مسلمان ان سے دوستی کریں اس لئے آگے مسلمانوں کو ان کی دوستی سے منع فرماتے ہیں۔

یہود و نصاریٰ سے دوستی کی ممانعت

اور کہتے ہیں کہ (اے مسلمانو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ تمہاری دوستی کے لائق نہیں ہیں بلکہ) وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں (کیونکہ ان میں باہم مناسبت کفر ہے اور تمہیں ان سے کوئی مناسبت نہیں اور (یہ واضح رہے کہ) جو کوئی تم میں سے ان سے دوستی کرے گا وہ بھی انہیں میں سے ہے (کیونکہ وہ ظالم ہے) اور حق تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا پس وہ اس سوالات پر قائم رہتے ہوئے مہتدی نہیں ہوسکتے اور جب مہتدی نہ ہوئے تو ان میں سے ہوئے)۔

منافقین کا حال: سو چونکہ خدا ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا اسی لئے) تم ان لوگوں کو جن کے دلوں میں روگ ہے (یعنی منافقین کو) دیکھتے ہو۔ کہ وہ دوڑ دوڑ کر ان میں گھستے ہیں (جس کی وجہ یہی ہے کہ وہ ظالم ہیں کہ باوجود ممانعت کے بھی اس پر مصر ہیں۔ اور اس لئے حق تعالیٰ ان کو ہدایت نہیں کرتا) وہ (اپنے دل میں) کہتے کہ بھلا ہم ان سے موالات کیسے چھوڑ دیں ہمیں اندیشہ ہے کہ ہم پر کوئی مصیبت پڑے (اور اس وقت ہمیں ان کی دوستی کے چھوڑنے پر پچھتانا پڑے) سو کچھ بعید نہیں کہ (برخلاف ان کے اندیشہ کے) حق تعالیٰ (خلاف توقع) اپنی جانب سے (کفار کے مقابلہ میں مسلمانوں کی) فتح یا (اسی قسم کی) کوئی اور بات لے آوے اور یہ اس خیال پر جس کو وہ اپنے دل میں لئے ہوئے ہیں پشیمان ہوں (کہ ہم نے برا کیا جو یہ سمجھا کہ یہ کسی وقت ہمارے کام آدیں گے یہ تو اپنے اوپر سے بھی مصیبت کو دفع نہ کرسکے پس ایک طرف تو خود ان کو ندامت ہوگی) اور دوسری طرف) مسلمان (انہیں شرمائیں گے) اور (کہیں گے (کہ کیوں جی؟) کیا یہ وہی لوگ ہیں جو بڑے زوروں سے خدا کی قسمیں کھاتے تھے کہ وہ ضرور تمہارے ساتھ ہیں (اور اس میں ذرا شبہ نہیں۔ اور جو اس کے خلاف سمجھتے ہیں اور ان کی محض بدگمانی یا غلط فہمی ہے پس وہ اس وقت عجیب بے چارگی کے عالم میں ہوں گے۔ الغرض) ان کا سب کیا کرایا اکارت ہوا اور اب وہ سراسر ٹوٹے والوں میں سے ہوں گے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِۦ فَسَوْفَ يَأْتِى ٱللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُۥٓ أَذِلَّةٍ عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى ٱلْكَٰفِرِينَ يُجَٰهِدُونَ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذَٰلِكَ فَضْلُ ٱللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَآءُ وَٱللَّهُ وَٰسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٥٤﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جاوے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو پیدا کر دے گا جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی مہربان ہوں گے وہ مسلمانوں پر تیز ہوں گے کافروں پر جہاد کرتے ہوں گے اللہ کی راہ میں اور وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہیں عطا فرمائیں۔ اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں بڑے علم والے ہیں۔

دین سے پھرنے والوں کو تنبیہ

تفسیر: (اس استطرادی مضمون کو ختم کر کے پھر اصلی مضمون کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ) اے مسلمانو! تم موالات کفار کی ممانعت سن چکے ہو۔ اب) جو کوئی تم میں سے (ان سے حقیقی موالات کر کے یا کسی دوسرے طریق سے اپنے دین سے پھر جائے گا تو (اسے واضح رہے کہ اس کے ایسا کرنے سے دین کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا کیونکہ) عنقریب حق تعالیٰ اپنے دین کی مدد کے لئے ایسے لوگوں کو لائے گا جن سے وہ محبت کرتا ہے اور جو اس سے محبت کرتے ہیں جو کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں دبنے والے کافروں کے مقابلہ میں غالب ہوں گے جو کہ خدا کی راہ میں (بے دھڑک) جہاد کریں گے اور کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔ (یہ دولت) حق تعالیٰ کا فضل ہے وہ اسے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے صاحب وسعت ہیں (جن کے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں) بڑے صاحب علم ہے۔ (جن سے کوئی چیز مخفی نہیں لہذا وہ جانتے ہیں کہ کون اہل ہے اور کون نااہل۔ اور جو اہل ہوتا ہے اس پر اس کی حالت کے مناسب انعام فرماتے ہیں یہ گفتگو جزائے افعال اختیاریہ میں اور محض تسبب کے مرتبہ میں ہے نہ کہ مطلقاً اور بطور شرط کے کیونکہ خود اہلیت اور قابلیت بھی اس کا فضل ہے وہ کون سے اہلیت سابقہ کا نتیجہ ہے قال العارف الرومیؒ

چارۂ آں دل عطائے بندیست	دادِ اُو را قابلیت شرط نیست
بلکہ شرط قابلیت دادِ وست	دادِ لُب و قابلیت ہست پوست
اینکہ موسیٰ را عصا ثعبان شود	ہم چو خورشید ے کفش رخشاں شود
صد ہزاراں معجزات انبیاء	کاں نہ گنجد در ضمیر و عقل ما نیست
از اسباب تعریف خداست	بنجبار ا قابلیت از کجاست
قابلی گر شرط فعل حق بدی	ہیچ معدومے بہستی نامدے
ہستی بنہادو اسباب و طرق	طالباں را زیریں ازراق متق
بیشتر احوال برسنت رود	گاہ قدرت خارق سنت شود

بے سبب گو عز بما موصول نیست — قدرت از عزل سبب معزول نیست
اے گرفتار سبب بیروں مپر — لیک عزل آں مسبب ظن مبر (انتہی)

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ﴿٥٥﴾ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ﴿٥٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٥٧﴾ وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٥٨﴾

ترجمہ: تمہارے دوست تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور ایمان دار لوگ ہیں جو کہ اس حالت سے نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں کہ ان میں خشوع ہوتا ہے اور جو شخص اللہ سے دوستی رکھے گا اور اس کے رسول سے اور ایماندار لوگوں سے سو اللہ کا گروہ بلاشک غالب ہے اے ایمان والو جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے جو ایسے ہیں کہ انہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے۔ ان کو اور دوسرے کفار کو دوست مت بناؤ۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اگر تم ایمان دار ہو اور جب تم نماز کے لئے اعلان کرتے ہو تو وہ لوگ اس کے ساتھ ہنسی اور کھیل کرتے ہیں۔ یہ اس سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ بالکل عقل نہیں رکھتے۔

مسلمانوں کی دوستی کن لوگوں سے ہونی چاہئے!

تفسیر: اب ہم پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہی کہ حق تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ تم ان کافروں کو دوست نہ بناؤ یہ تمہاری دوستی کے لائق نہیں ہیں۔ اب فرماتے ہیں کہ) تمہارے دوست (اور دوستی کے قابل) اللہ اور اس کا رسول اور وہ مسلمان ہیں: (جن کا کام یہ ہے کہ) وہ نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں وہ حق تعالیٰ کے سامنے پست ہیں اس لئے ان کے تمام احکام کو قبول کرتے ہیں اور حتی الامکان ان پر عمل کرتے ہیں پس تم ان کو دوست بناؤ نہ کہ ان ضدی سرکشوں کو) اور (یہ ہم بتلائے دیتے ہیں کہ جو اللہ و رسول اور مسلمانوں سے دوستی کرے تو (اسے یہ خیال نہ ہونا چاہئے کہ ممکن ہے کہ ہم پر کوئی مصیبت پڑے اور ہمیں کفار کی اعانت کی ضرورت ہو کیونکہ ہم کہہ دیتے ہیں کہ خدا کی جماعت ہی غالب ہوگی (اور نہ ان میں سے کسی کو ان کی اعانت کی ضرورت ہوگی اور نہ ان میں اس کی اعانت کی اہلیت ہے۔

دین کی مضحکہ خیزی کرنے والوں سے اجتناب

ہم پھر مزید تاکید کے لئے کہتے ہیں کہ) اے مسلمانو! دیکھو تم ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جنہوں نے تمہارے دین کو مذاق اور کھیل بنا رکھا ہے۔ یعنی اہل کتاب اور دوسرے کافروں کو۔ اور خدا سے ڈرو اگر تم درحقیقت مؤمن ہو (کیونکہ ایمان کا مقتضا ہی یہ ہے کہ خدا سے ڈرا جاوے اور اس کے کسی حکم کی مخالفت نہ کی جاوے اور دشمنان دین کو دوست نہ بنایا جاوے)

اذان کے ساتھ مذاق

(انہوں نے عام طور پر بھی تمہارے دین کو مذاق اور کھیل بنا رکھا ہے اور (خاص طور پر بھی چنانچہ) جب تم (اذان کے ذریعہ سے لوگوں کو) نماز کے لئے بلاتے ہو تو یہ اس کو مذاق اور کھیل بناتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ وہ بے سمجھ لوگ ہیں (اور دین کی حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ اور نہیں جانتے کہ قانون شاہی کی توہین اور بادشاہ کی توہین ہے۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٥٩﴾ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿٦٠﴾ وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ﴿٦١﴾

ترجمہ: آپ کہیے کہ اے اہل کتاب تم ہم میں کونسی بات معیوب پاتے ہو بجز اس کے کہ ہم ایمان لائے ہیں اللہ پر۔ اور اس پر جو ہمارے پاس بھیجی گئی ہے اور اس پر جو پہلے بھیجی جا چکی ہے۔ باوجود اس کے کہ تم میں اکثر لوگ ایمان سے خارج ہیں۔ آپ کہئے کہ کیا میں تم کو ایسا طریقہ بتلاؤں جو اس سے بھی خدا کے یہاں پاداش ملنے میں زیادہ برا ہو وہ ان اشخاص کا طریقہ ہے جن کو خدا تعالیٰ نے رحمت سے دور کر دیا ہو اور ان پر غضب فرمایا ہو۔ اور ان کو بندر اور سور بنا دیا ہو اور انہوں نے شیطان کی پرستش کی ہو ایسے اشخاص مکان کے اعتبار سے بھی بہت برے ہیں اور راہ راست سے بھی بہت دور ہیں اور جب یہ لوگ تم لوگوں کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے حالانکہ وہ کفر ہی کو لے کر آئے تھے اور کفر ہی کو لے کر چلے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ تو خوب جانتے ہیں جس کو یہ پوشیدہ رکھتے ہیں۔

مذاق کرنے والوں کو جواب

تفسیر: (اے رسول) آپ (ان بے سمجھ مذاق کرنے والوں سے) کہئے کہ (تم جو ہم پر ہنستے ہو۔ اور ہمارا مذاق اڑاتے ہو تو) کیا تم کسی بات کو برا جانتے ہو بجز اس کے (ہمارا[1] طرز عمل تمہارے خلاف ہے کہ) ہم خدا پر بھی ایمان لے آئے اور اس پر بھی جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور اس پر بھی جو تمہاری طرف نازل کیا گیا۔ اور تم میں بہت لوگ نافرمان ہیں (اور وہ خدا پر ایمان نہیں رکھتے ہیں اور نہ وہ اس پر جو ہماری طرف نازل کیا گیا۔ اور نہ اس پر جو تمہاری طرف نازل کیا گیا۔ جب اس کے سوا تم اور کوئی ہماری برائی نہیں دیکھتے تو اب تم خود (سوچ لو کہ تمسخر کے قابل ہمارا فعل ہے یا تمہارا)۔

---

[1] اشارۃ الی ان قولہ ان امنا باللہ معطوف علیہ وان اکثرکم فاسقون معطوف۔ والمجموع مستثنیٰ ۱۲

خدا کی نظر میں برا: (نیز) آپ ان سے یہ بھی کہئے کہ (تم ہمارے طرز عمل پر اس لئے ہنستے ہو کہ وہ تمہارے نزدیک پاداش کے لحاظ سے برا ہے۔ اچھا) تم کہو تو میں خدا کے نزدیک پاداش کے لحاظ سے اس[1] سے بھی برا (طرز عمل) تم کو بتا دوں (اچھا سنو یہ ایک واقعہ ہے جس کا تم انکار نہیں کر سکتے کہ) جن کو خدا نے ملعون کیا اور جن پر اس کا قہر نازل ہوا۔ اور جن میں سے اس نے بندر اور سور بنائے اور جنہوں نے شیطان پرستی کی وہ لوگ حیثیت میں بدترین (خلق اللہ) اور سیدھے راستہ سے سب سے زیادہ گمراہ ہیں (اور اس لئے ان کا طرز ہمارے طرز عمل سے کہیں برا ہے اب تم سوچ لو کہ وہ جن کی یہ حالت ہے۔ تم ہو یا ہم اور بتاؤ کہ تمہارا طریق برا ہے یا ہمارا۔ الغرض ان کی یہ حالت ہے کہ وہ دین کے ساتھ استہزا بھی کرتے ہیں) اور (جب تمہارے پاس آتے ہیں تو یہ بھی کہتے ہیں کہ ایمان لے آئے حالانکہ (یہ سراسر جھوٹ ہے کیونکہ) وہ کفر ہی لے کر آئے تھے اور کفر ہی لئے ہوئے چلے گئے (تو پھر وہ ایمان کس وقت میں لائے) اور اللہ ان باتوں کو خوب جانتا ہے جن کو وہ چھپاتے ہیں (اس لئے انہیں اس دھوکہ میں نہ رہنا چاہئے کہ ہماری شرارتوں کی کسی کو خبر نہیں ہے۔ غرض دین کے متعلق تمسخر اور اس کے ساتھ منافقانہ برتاؤ دو برائیاں تو ان کی سن چکے)

وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۲﴾ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۴﴾

ترجمہ: اور آپ ان میں بہت آدمی ایسے دیکھتے ہیں جو دوڑ دوڑ کر گناہ اور ظلم اور حرام کھانے پر گرتے ہیں۔ واقعی ان کے یہ کام برے ہیں ان کو مشائخ اور علماء گناہ کی بات کہنے سے اور حرام مال کھانے سے کیوں نہیں منع کرتے واقعی ان کی یہ عادت بری ہے اور یہود نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے انہیں کے ہاتھ بند ہیں اور اپنے اس کہنے سے یہ رحمت سے دور کر دیئے گئے بلکہ ان کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں جس طرح چاہتے ہیں خرچ کرتے ہیں اور جو مضمون آپ کے پاس آپ کے پروردگار کی طرف سے بھیجا جاتا ہے وہ ان میں سے بہتوں کی سرکشی اور کفر کی ترقی کا سبب ہو جاتا ہے اور ہم نے ان میں باہم قیامت تک عداوت اور بغض ڈال دیا۔ جب کبھی لڑائی کی آگ بڑھا کانا چاہتے ہیں تو حق تعالیٰ اس کو فرو کر دیتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتے۔

اہل کتاب کا ایک بڑا عیب، گناہ اور حرام خوری

تفسیر: اور (تیسرا عیب ان کا یہ ہے کہ) تم ان میں سے بہت سوں کو دیکھو گے کہ دوڑ دوڑ کر گناہ میں اور (خاص کر) حرام خوری

[1] ہذا العنوان بنی علی ارخاء العنان لتبکیت الخصم کما اشرنا الیہ بقولنا وہ تمہارے نزدیک الخ

میں گرتے ہیں بہت برا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں ان کے اللہ والے اور عالم ان کو گناہ کی بات بولنے (یا کرنے) اور (بالخصوص) حرام خوری سے کیوں نہیں منع کرتے (جبکہ یہ ان کا فرض تھا بہت برا ہے جو وہ کرتے ہیں)

یہود کا خدا پر اتہام: اور (چوتھی برائی ان کی یہ ہے کہ یہود نے کہا کہ خدا (نہایت بخیل ہے گویا کہ اس کا ہاتھ گردن سے بندھا ہوا ہے بندھ جائیں ان کے ہاتھ اور ملعون ہوں یہ اپنے اس قول کی بدولت (اس کا ہاتھ کیوں بستہ ہوتا) اس کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں کہ وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے (اور بخل یا کوئی اور مانع نہیں ہے) ان لوگوں کی یہاں تک نوبت اس بات نے پہنچائی ہے کہ خدا نے آپ پر کتاب نازل کی (کیونکہ ان لوگوں نے اس کی مخالفت کی اس مخالفت کے سبب ان کو مختلف طریقوں سے تنبیہات کی گئیں اور ان میں سے ایک طریق یہ بھی تھا کہ ان کو غلطی میں بتلا کیا گیا اس سے انہوں نے یہ کفریہ کلمہ کہا) اور (ابھی کیا ہے) ابھی تو وہ کتاب جو آپ کے رب کی جانب سے آپ پر نازل کی گئی ہے ان کے حد سے بڑھ جانے اور کفر کو اور ترقی دے گی (اور یہ کھلم کھلا مقابلہ و مقاتلہ کریں گے اور طرح طرح سے خدا کے دین کو ضرر پہنچانے کی کوشش کریں گے۔

اہل کتاب میں باہم عداوت: (مگر آپ اطمینان رکھیں ہم نے پہلے ہی اس کا بندوبست کر دیا ہے) اور ہم نے ان میں آپس میں قیامت تک دشمنی اور بغض[1] ڈال دیئے ہیں۔ (چنانچہ) جب وہ (آپ کے خلاف) آتش جنگ مشتعل کریں گے۔ خدا اس کو ٹھنڈا کر دے گا (مگر یہ پھر بھی باز نہ آئیں گے) اور زمین میں فساد کی کوشش کرتے رہیں گے اور اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (لہذا وہ انہیں اس کی سزا دے گا یہ خدا کی ناخوشی اور ان کے ساتھ دشمنی سب ان کے کفر کے سبب ہے)

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٦﴾

ترجمہ: اور اگر یہ اہل کتاب ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ضرور ان کی تمام برائیاں معاف کر دیتے اور ضرور ان کو چین کے باغوں میں داخل کرتے اور اگر یہ لوگ توریت کی اور انجیل کی اور جو کتاب ان کے پروردگار کی طرف سے ان کے پاس بھیجی گئی اس کی پوری پابندی کرتے تو یہ لوگ اوپر سے اور نیچے سے خوب فراغت سے کھاتے ان میں ایک جماعت راہ راست پر چلنے والی ہے اور زیادہ ان میں ایسے ہی ہیں کہ ان کے کردار بہت برے ہیں۔

[1] اس جگہ یہ سمجھ لینا چاہئے کہ یہ عداوت مذہبی حیثیت سے ہے اب اگر کسی وقت ان میں مذہب نہ رہے یا باوجود عداوت مذہبی کے کسی عارضی مصلحت کے لئے متفق ہو جاویں تو وہ اس آیت کے منافی نہیں دوسری بات یہ سمجھ لینی چاہئے کہ اس مضمون کو اس جگہ بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی دشمنی کی طرف سے اطمینان دلانا مقصود ہے جیسا کہ ہماری تفسیر سے ظاہر ہے پس اگر یہ حکم مخصوص ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تب تو کوئی اشکال ہی نہیں اگر ان کے ساتھ مخصوص نہیں ہے تو پھر مطلب یہ ہے کہ جب تک مسلمان دین کی نصرت اور حق تعالیٰ کی اطاعت پر قائم رہیں گے اس وقت تک چونکہ وہ نصرت الٰہی کے مستحق ہیں اس لئے حق تعالیٰ ان کی اس عداوت سے ان کو فائدہ پہنچاوے گا اور جب وہ مسلمانوں کے خلاف آتش جنگ بھڑکائیں گے خدا اس کو بجھا دے گا لیکن اگر خود مسلمان ہی دین سے کنارہ کش ہو جاویں اور صرف برائے نام مسلمان رہ جائیں اور اس بناء پر ان کی نصرت چھوڑ دی جائے اور یہ لوگ ان کے خلاف مجتمع ہو جاویں تو اس سے قرآن پر کوئی اشکال نہیں۔ گو اب تک مسلمانوں کی مذہب سے بے گانگی کے باوجود (بھی تمام یہود و نصاریٰ کا جملہ مسلمانوں کے مقابلہ میں کامیابی کے ساتھ اجتماع نہیں دیکھا گیا اور نہ ان شاء اللہ آئندہ امید ہے ۱۲

اہل کتاب اور مسئلہ ایمان: **تفسیر:** اور اگر یہ اہل کتاب ایمان لے آئے اور خدا سے ڈرتے رہے تو پھر ہم ان کی برائیاں دور کر دیتے اور ان کو عیش کے باغوں میں داخل کرتے (جہاں یہ چین کرتے) اور اگر یہ توریت وانجیل پر اور دوسری ان باتوں پر جو ان کے رب کی طرف سے ان کی طرف نازل کی گئیں ہیں پورا عمل کرتے (جس میں جناب[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا بھی داخل ہے) تو وہ اپنے اوپر سے بھی کھاتے اور پاؤں کے نیچے سے بھی (یعنی ان کو کثرت سے رزق دیا جاتا۔ اور آج ان کی یہ نوبت نہ ہوتی۔ کہ خدا پر بخل کا الزام لگادیں یہ نوبت تو صرف ان کے کفر کی وجہ سے آئی ہے۔

اہل کتاب میں سب کافر نہیں: اور اہل کتاب کا کفر جو اس کلام سے مفہوم ہوتا ہے یہ حکم اکثری ہے کلی نہیں کیونکہ) ان (اہل کتاب) میں ایک معتدل جماعت بھی ہے جو توریت وانجیل پر صحیح عمل کرتی ہے (چنانچہ اس لئے توریت وانجیل کی ہدایت کی بناء پر قرآن پر عمل اختیار کیا ہے) اور بہت سے ان میں ایسے ہیں (جن کی نسبت یہ کہنا صحیح ہے) کہ بہت برا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں بس ہمارا روئے سخن انہیں کی طرف ہے جو کہ برے ہیں اور ہم تمام اہل کتاب کی نسبت ایسا نہیں کہتے۔ یہاں تک جو مضامین بیان کئے گئے۔ ان میں چونکہ اہل کتاب کی مذمت تھی اور مذمت بھی سخت الفاظ میں اس لئے ان مضامین کی اشاعت میں طبعی طور پر ایک جھجک اور خوف کا احتمال ہوسکتا ہے اس لئے حق تعالیٰ سختی کے ساتھ تبلیغ کا حکم دیتے ہیں اور اس کے ساتھ حفاظت کا بھی اطمینان دلاتے ہیں تا کہ یہ باتیں طبعی خوف اور جھجک پر غالب آکر ان کو مضمحل کردیں اور خوف طبعی انبیاء سے مستبعد نہیں۔

انبیا کا طبعی خوف: چنانچہ جب موسیٰ علیہ السلام فرعون کو تبلیغ کے لئے حکم کیا تو ان کو وہی خوف طبعی دامن گیر ہوا۔ اور انہوں نے حق تعالیٰ سے صاف لفظوں میں اس کا اظہار کیا اور کہا کہ اے اللہ ہمیں اس سے خطرہ ہے کہ کہیں وہ ہم پر زیادتی نہ کرے مگر چونکہ وہ معصوم ہوتے ہیں اس لئے حق تعالیٰ مناسب تدابیر سے ان کو اس پر عمل کرنے سے محفوظ رکھتا ہے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کو اطمینان دلایا کہ ڈرو نہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں)۔

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٧﴾

ترجمہ: اے رسولؐ جو کچھ آپ کے رب کی جانب سے آپ پر نازل کیا گیا ہے آپ سب پہنچا دیجئے اور اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کا ایک پیغام بھی نہیں پہنچایا۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا یقیناً اللہ تعالیٰ ان کافر لوگوں کو راہ نہ دیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ تبلیغی احکام

تفسیر: اور یہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا جاتا ہے کہ) اے رسول جو کچھ تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس کو حرف بحرف) پہنچا دو اور اگر تم ایسا نہ کرو گے تو (سمجھا جاوے گا کہ) تم نے بالکل خدا کا پیغام نہیں پہنچایا (اور اس طرح جو کچھ تم اب تک کر چکے ہو وہ بھی کالعدم ہو جاوے گا)

منجانب اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت: اور تم تبلیغ میں ذرا) اندیشہ نہ کرنا کیونکہ) اللہ تعالیٰ (ذمہ کرتے ہیں کہ وہ تم کو

---

[1] اس قید کے بعد یہ نہیں ہوسکتا کہ کتب متقدمہ کے فروغ بھی اس میں داخل ہو گئے کیونکہ جب وہ کتابیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی ہدایت کرتی تو وہ یہ بھی کہتی ہیں کہ اب ہمارے فروغ پر عمل مت کرو بلکہ ان کی ہدایت کے موافق عمل کرو پس اس وقت ان پر پورا عمل کرنا یہی ہے کہ ان کی فروغ پر عمل نہ کیا جاوے۔

لوگوں سے محفوظ رکھیں گے (اور اس لئے وہ تم کو کوئی معتد بہ ضرر نہ پہنچا سکیں گے گو ضرر سے بچانے کی ایک دوسری صورت بھی تھی وہ یہ کہ ان کو ہدایت ہو جاتی اور وہ ایمان لے آتے۔ مگر اس کو اس لئے اختیار نہیں کیا کہ) حق تعالیٰ ان لوگوں کو جو کہ کفر پر مصر ہیں ہدایت نہیں کرتے۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَیْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

ترجمہ: آپ کہئے کہ اہل کتاب تم کسی راہ پر بھی نہیں جب تک کہ توریت کی اور انجیل کی اور جو کتاب تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بھیجی گئی ہے اس کی بھی پوری پابندی نہ کرو گے اور ضرور جو مضمون آپ کے پاس آپ کے رب کی طرف سے بھیجا جاتا ہے وہ ان میں سے بہتوں کی سرکشی اور کفر کی ترقی کا سبب بن جاتا ہے۔ تو آپ ان کافر لوگوں پر غم نہ کیا کیجئے یہ تحقیقی بات ہے کہ مسلمان اور یہودی اور فرقہ صابئین اور نصاریٰ جو شخص یقین رکھتا ہو اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر اور کارگذاری اچھی کرے ایسوں پر نہ کسی طرح کا اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔

اہل کتاب کا مذہب خدا کی نظر میں

تفسیر: (الغرض) آپ (ان لوگوں سے صاف صاف) کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب (تمہارا مذہب بالکل ہیچ ہے اور اس لئے تم ایسے طریق پر نہیں ہو جس کو کوئی چیز کہا جاوے لہذا کہا جاتا ہے کہ) تم اس وقت تک کسی چیز پر نہیں ہو جب تک کہ تم توریت اور انجیل اور احکام پر پورا عمل نہ کرو جو دوسرے انبیاء کے ذریعہ تمہاری طرف نازل کئے گئے ہیں (اور اس کی صورت اس وقت یہی ہے کہ تم اس رسول کو مانو اور اس کی وحی کا اتباع کرو۔ کیونکہ وہ سب اس پر متفق ہیں کہ اس وقت وہ قابل عمل نہیں ہیں بلکہ اس وقت قابل عمل اس رسول کی وحی ہے۔ الغرض تم یہ پیغام صاف صاف ان کو پہنچا دو) اور (یہ ہم کہہ دیتے ہیں کہ) جو وحی (ان کے باب میں) تمہاری طرف نازل کی گئی ہے (وہ بجائے ان کو راہ راست پر لانے کے) ان کی سرکشی اور کفر بڑھائے گی (جس سے وہ مستحق سزا ہوں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کہ اہل کتاب پر رنج نہ کریں!

اور اس سے بمقتضائے شفقت آپ کو ملال ہونے کا احتمال ہے) پس تم ان کافر لوگوں (کی تباہی) پر بالکل رنج نہ کرنا (کیونکہ رنج غیر اختیاری تکلیف پر ہوتا ہے اور جو مصیبت کوئی از خود خریدے اس پر کیا رنج۔ ابتلا رنجیست کو رحم آورد احمقی رنجیت کو رحم آورد۔ ہاں جو لوگ مسلمان ہیں وہ سب اور جو لوگ یہودی ہیں اور جو لوگ صابئین ہیں اور جو نصاریٰ ہیں ان میں سے صرف وہ لوگ جو (مسلمان ہو گئے ہوں اور اس طرح) خدا پر اور قیامت پر ایمان رکھتے ہوں اور اچھے کام کرتے ہوں۔ سو یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہونگے۔ خیر یہ مضمون استطرادی تھا۔ اب ہم پھر مضمون سابق کی طرف عود کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کی یہ وحی سے

وحشت اور اس کے مقابلہ میں ان کی سرکشی نئی نہیں ہے۔ بلکہ وہ پہلے سے اس کے خوگر ہیں۔

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ۭ كُلَّمَا جَاۗءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ۝ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

ترجمہ: ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ہم نے ان کے پاس بہت سے پیغمبر بھیجے جب کبھی ان کے پاس کوئی پیغمبر ایسا حکم لایا جس کو ان کا جی نہ چاہتا تھا سو بعضوں کو جھوٹا بتلایا اور بعضوں کو قتل ہی کر ڈالتے تھے۔ اور یہی گمان کیا کہ کچھ سزا نہ ہوگی اس سے اور بھی اندھے اور بہرے بن گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر توجہ فرمائی پھر بھی اندھے اور بہرے بنے رہے یعنی ان میں کے بہتیرے اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو خوب دیکھنے والے ہیں۔ بے شک وہ لوگ کافر ہو چکے ہیں جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ عین مسیح ابن مریم ہے حالانکہ مسیح نے خود فرمایا تھا کہ اے بنی اسرائیل تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے بے شک جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک قرار دے گا سو اس پر اللہ تعالیٰ جنت کو حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ بلاشبہ وہ لوگ بھی کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تین میں کا ایک ہے حالانکہ بجز ایک معبود کے اور کوئی معبود نہیں اور اگر یہ لوگ اپنے (ان) اقوال سے باز نہ آئے تو جو لوگ ان میں کافر رہیں گے یقیناً ان پر دردناک عذاب واقع ہوگا کیا پھر بھی خدا تعالیٰ کے سامنے توبہ نہیں کرتے اور اس سے معافی نہیں چاہتے حالانکہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والے بڑی رحمت فرمانے والے ہیں۔

بنی اسرائیل کی سرکشی اور وحی سے انکار

تفسیر: (چنانچہ) ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور (اس کی یاددہانی کے لئے مختلف اوقات میں) بہت سے رسول بھیجے مگر انہوں نے ایک کی بھی نہیں مانی نہیں چنانچہ) جب کوئی رسول ان کے پاس ایسا پیغام لے کر آیا جس کو ان کا جی نہیں چاہتا تھا تو (انہوں نے کسی کی بھی نہ مانی بلکہ ان میں سے کچھ کی تو صرف تکذیب کی اور کسی کو مار بھی ڈالتے ہیں اور انہوں نے یہ سمجھا تھا کہ ان کو (ان کی سرکشیوں

پر) کوئی سزا نہ ہوگی اس لئے وہ اندھے اور بہرے بن گئے تھے (مگر ان کو سزا دی گئی جس سے ان کی آنکھیں اور کان کھلے اس لئے حق تعالیٰ نے ان پر رحمت کے ساتھ توجہ کی (اس کے بعد) پھر اندھے اور بہرے بن گئے (مگر سب نہیں بلکہ) ان میں سے بہت سے (الغرض اب تک ان کی یہی روش چلی آتی ہے اور اب وہ پھر اندھے اور بہرے بنے ہوئے ہیں (اور ہم یہ بتلائے دیتے ہیں کہ اگر وہ اندھے اور بہرے بن گئے ہیں تو بن جائیں خدا تو دانا بینا ہے) اور جو کچھ وہ کرتے ہیں خدا اس کو دیکھ رہا ہے۔

نصاریٰ کا غلط عقیدہ: (یہاں تک یہود کی حالت بیان کر کے اب نصاریٰ کی حالت بیان فرماتے ہیں کہ) جن لوگوں نے یہ کہا تھا کہ خدا مسیح بن مریم ہی ہے انہوں نے کفر کیا اور مسیح بن مریم نے (ان کو اس کی تعلیم نہ دی تھی بلکہ انہوں نے صاف) کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل خدا کی پرستش کرو جو کہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے (کیونکہ) جو کوئی خدا کے ساتھ کسی کو شریک کرے خدا نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے اور اس کا ٹھکانا ہمیشہ کے لئے) دوزخ ہے اور ایسے ظالموں کے کوئی معاون و مددگار نہیں (جو ان کو دوزخ سے بچا سکیں)۔

تثلیث کا عقیدہ کفر ہے: (نیز) انہوں نے بھی کفر کیا جنہوں نے کہا کہ خدا تین میں کا تیسرا ہے (اور وہ تین چیزیں باپ بیٹا روح القدس ہیں اور کا نام خدا ہے) اور (واقعہ یہ ہے کہ) کوئی معبود نہیں بجز معبود واحد کے (جس کا عیسیٰ بن مریم نے اقرار کیا ہے جیسا کہ اوپر گذرا) اور اگر یہ لوگ ان کفریات سے جو وہ کہتے ہیں باز نہ آئے تو ان میں سے جن لوگوں نے کفر پر اصرار کیا ان پر سخت تکلیف دہ عذاب واقع ہوگا (جب واقعات یہ ہیں) تو کیا یہ لوگ خدا سے توبہ نہ کریں اور اس سے معافی نہ چاہ لیں حالانکہ خدا بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (جو کہ ان کے تمام جرموں کو بخشنے اور ان پر رحمت کرنے پر تیار ہے اگر یہ ایسا کر لیں تو کیا ان کا کچھ بگڑ جائے گا۔ پس ان کو چاہئے کہ وہ توبہ کر لیں اور معافی چاہ لیں۔

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ أَنَّى يُؤْفَكُونَ ۝٧٥

ترجمہ: مسیح ابن مریمؑ کچھ بھی نہیں صرف ایک پیغمبر ہیں جن سے پہلے (اور بھی) پیغمبر گذر چکے ہیں اور ان کی والدہ ایک ولی بی بی ہیں دونوں کھانا کھایا کرتے تھے دیکھئے تو ہم کیونکر دلائل ان سے بیان کر رہے ہیں پھر دیکھئے وہ الٹے کدھر جا رہے ہیں ان سے بیان کر رہے ہیں۔

حضرت مسیحؑ کی حیثیت

تفسیر: مسیح بن مریم صرف رسول ہیں (نہ خدا ہیں نہ خدا کے بیٹے۔ کیونکہ) ان سے پہلے اور بہت سے رسول ہو چکے ہیں (جن میں سے کسی کی نسبت یہ لوگ خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کا اعتقاد نہیں رکھتے تو پھر عیسیٰ کیسے خدا یا خدا کا بیٹے ہو جاوینگے) اور ان کی ماں صدیقہ ہیں (جو کہ خدا کی باتوں کی پورے طور پر تصدیق کرتی ہیں) اس لئے وہ بھی نہ خدا ہیں نہ خدا کی بیوی یا بیٹی پس جب کہ عیسیٰ کی ذاتی حالت یہ ہے کہ وہ ایک رسول تھے جیسے اور رسول اور ان کی ماں کی یہ حالت تھی کہ وہ بھی خدا کی نیک بندی تھیں تو پھر عیسیٰ میں خدائی یا ابنیت کہاں سے آئی۔ ان کے علاوہ ایک موٹی بات یہ ہے کہ) وہ دونوں (ماں بیٹے) کھانا کھاتے تھے (اور خدا یا بالفرض جو اس کی صفات پر ہو۔ کھانے پینے سے منزہ ہے تو پھر عیسیٰ خدا کیونکر ہو گئے) آپ ہم کو دیکھئے کہ ہم ان کے لئے کیونکر دلائل بیان کرتے ہیں اس کے بعد ذرا ان کو دیکھئے کہ ان کی الٹی سمجھ انہیں کہاں لئے جا رہی ہے۔

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِىْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِىْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝

ترجمہ: آپ فرمائیے کیا خدا کے سوا ایسے کی عبادت کرتے ہو جو کہ تم کو نہ کوئی ضرر پہنچانے کا اختیار رکھتا ہو اور نہ نفع پہنچانے کا حالانکہ اللہ تعالیٰ سب سنتے ہیں سب جانتے ہیں آپ فرمائیے کہ اے اہل کتاب تم اپنے دین میں ناحق کا غلو مت کرو اور ان لوگوں کے خیالات پر مت چلو جو پہلے (خود بھی) غلطی میں پڑ چکے ہیں اور بہتوں کو غلطی میں ڈال چکے ہیں اور وہ لوگ راہ راست سے دور ہو گئے تھے بنی اسرائیل میں جو لوگ کافر تھے ان پر لعنت کی گئی تھی داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے یہ (لعنت) اس سبب سے ہوئی کہ انہوں نے حکم کی مخالفت کی اور حد سے نکل گئے۔

اہل کتاب کی ہدایت کا حکم

تفسیر: آپ ان ناواقفوں سے کہئے کہ کیا تم خدا کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہو جو نہ تمہارے لئے نقصان پہنچانے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ نفع پہنچانے کا حالانکہ صرف خدا ہی ہے جو کہ سمیع مطلق و علیم مطلق ہے (جو کہ ہر بات کو سنتا اور ہر شے کو جانتا ہے پس جبکہ وہ تمہاری ہر بات کو سنتے اور ہر حالت کو جانتے بھی نہیں تو ان کی عبادت کے کیا معنیٰ ذرا سوچو تو سہی کہ یہ کس قدر نادانی کی بات ہے کہ سننے اور جاننے والے نافع اور ضار خدا کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی پرستش کی جاتی ہے جو نہ نفع پہنچا سکتی ہے نہ نقصان، اور نہ وہ اپنے پرستاروں کی درخواست کو سنتے ہیں اور نہ ان کی حالت کو جانتے ہیں اور جبکہ ان کے اعتقاد کا بطلان پورے طور سے ظاہر ہو چکا)۔

بے جا غلو اور خواہشات کی مذمت: آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب تم اپنے دین میں بے جا غلو مت کرو اور ان لوگوں کی خواہشات کا اتباع مت کرو جو تم سے پہلے گمراہ ہوئے اور بہت سوں کو گمراہ کیا اور (اس طرح) سیدھے راستہ سے بھٹک گئے (کیونکہ اس کا انجام اچھا نہیں ہے) اس ضمنی مضمون کو ختم کر کے پھر اہل کتاب کے بعض حالات کو بیان فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ۔

بنی اسرائیل پر لعنت: بنی اسرائیل میں وہ لوگ جو کافر ہو گئے تھے ان پر (خدا کی جانب سے) داؤد کی زبانی اور عیسیٰ ابن مریم کی زبانی لعنت کی گئی اس وجہ سے کہ انہوں نے حق تعالیٰ کی نافرمانی کی اور ان کی عادت تھی کہ وہ حد سے بڑھ جاتے تھے (چنانچہ ایک بری عادت ان کی یہ تھی کہ) وہ آپس میں ایک دوسرے کو کسی ایسی بات سے نہ روکتے تھے[1] جس کو وہ کرتے تھے (جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کی نافرمانی ان کے نزدیک کوئی چیز ہی نہ تھی کیونکہ قاعدہ ہے کہ جو شخص گناہ کو گناہ اور برا سمجھتا ہے وہ اگر اپنی شامت نفس سے خود اس سے احتراز نہیں کرتا تو کم سے کم دوسرے سے ضرور کہتا ہے کہ بھائی یہ برا کام ہے گو میں اس بلا میں مبتلا ہوں مگر تم ایسا نہ کرو مگر ان میں یہ

---

[1] قال النيسا بوری للتناهي معنيان احدهما عليه الجمهور انه تفاعل من النهي اى لاينهى بعضهم بعضا والثاني الانتهاء ملخصا

بات بھی نہ تھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کو برا ہی نہ سمجھتے تھے پس نہایت برا کام تھا جو وہ کرتے تھے۔

كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۱﴾ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۸۲﴾

ترجمہ: جو برا کام انہوں نے کر رکھا تھا اس سے ایک دوسرے کو منع نہ کرتے تھے واقعی ان کا فعل (بیشک) برا تھا آپ ان میں بہت آدمی دیکھیں گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں جو کام انہوں نے آگے کے لئے کیا ہے وہ بے شک برا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر ناخوش ہوا اور یہ لوگ عذاب میں دائم رہیں گے اور اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے اور پیغمبر پر اور اس کتاب پر جو ان کے پاس بھیجی گئی تھی تو ان کو کبھی دوست نہ بناتے لیکن ان میں زیادہ لوگ ایمان سے خارج ہی ہیں تمام آدمیوں سے زیادہ مسلمانوں سے عداوت رکھنے والے آپ ان یہود اور ان مشرکین کو پاویں گے اور ان میں لوگوں مسلمانوں کے ساتھ دوستی رکھنے کے قریب تر ان کو پائیے گا جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں یہ اس سبب سے ہے کہ ان میں بہت سے علم دوست عالم ہیں اور بہت سے تارک دنیا درویش ہیں اور اس سبب سے ہے کہ یہ لوگ متکبر نہیں ہیں۔

کفر سے انس و محبت

تفسیر: (یہ تو ان بزرگوں کی حالت تھی) اور اس زمانہ میں بھی تم ان میں سے بہت سے لوگوں کو اس روش پر دیکھو گے چنانچہ) ان کو دیکھو گے کہ کفار سے دوستی رکھتے ہیں (جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نظر میں کفر کوئی نفرت کی چیز نہیں) نہایت برا کام ہے وہ جو ان کے نفسوں نے ان کے لئے آگے بھیجا (کیونکہ اس کے سبب سے) خدا ان پر ناخوش ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے اور اگر وہ درحقیقت خدا پر اور نبی پر اور اس کتاب پر جو اس پر نازل کی گئی ایمان رکھتے ہوتے جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے تو وہ ان کو دوست بناتے مگر ان میں بہت سے لوگ نافرمان ہیں اور دعوی محض زبانی ہے)۔

مسلمانوں سے یہود و مشرکین کی دشمنی

اور اس موالات کفار کا اصلی سبب مسلمانوں کی دشمنی ہے چنانچہ آپ مسلمانوں کے سخت ترین دشمن یہود اور مشرکین کو پائیں گے جن میں باہم دوستی ہے اور ان کی بہ نسبت دوستی کے لحاظ سے قریب تر ان لوگوں کو پائیں گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں یہ اس لئے کہ ان میں اہل علم اور تارک الدنیا لوگ ہیں اور اس لئے بھی کہ یہ لوگ متکبر نہیں ہیں۔

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا
مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿۸۳﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا
جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَنْ يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ﴿۸۴﴾ فَأَثَابَهُمُ
اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَٰلِكَ جَزَاءُ
الْمُحْسِنِينَ ﴿۸۵﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿۸۶﴾

ترجمہ: اور جب وہ اس کو سنتے ہیں جو کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا گیا ہے تو آپ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہتی ہوئی دیکھتے ہیں اس سبب سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا یوں کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم مسلمان ہو گئے تو ہم کو بھی ان لوگوں کے ساتھ لکھ لیجئے جو تصدیق کرتے ہیں اور ہمارے پاس کونسا عذر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور جو حق ہم کو پہنچا ہے اس پر ایمان نہ لاویں اور اس بات کی امید رکھیں کہ ہمارا رب ہم کو نیک لوگوں کی معیت میں داخل کردے گا سوان کو اللہ تعالیٰ ان کے قول کی پاداش میں ایسے باغ دیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی یہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے اور نیکوکاروں کی یہی پاداش ہے اور جو لوگ کافر رہے اور ہماری آیات کو جھوٹا کہتے رہے وہ لوگ دوزخ والے ہیں۔

تفسیر: **بعض نصاریٰ کا حال**: اور جب وہ اس کتاب کو سنتے ہیں جو رسول کی طرف نازل کی گئی ہے تو تم اس کو حق کی وجہ سے جس کو انہوں نے پہچانا ہے ان کی آنکھوں کو ایسی حالت میں آنسوؤں سے بہتے دیکھتے ہو کہ وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے آپ ہم کو بھی ان کے ساتھ لکھ لیجئے جو (اس کتاب کے حق ہونے پر) گواہ ہیں۔ اور کیا وجہ ہے کہ ہم خدا پر اور اس حق پر جو ہمارے پاس آیا ہے ایمان نہ لائیں جس حالت میں کہ ہم اس کے خواہاں ہیں کہ ہم کو ہمارا رب نیک لوگوں کے ساتھ شامل کردے پس (جب کہ انہوں نے یہ کہا تو) حق تعالیٰ نے اس بات کے عوض میں جو انہوں نے کہی ان کو وہ باغ جن کے نیچے جاری ہیں (یوں) دیئے (کہ وہ) ان میں ہمیشہ کو رہیں گے اور نیکوں کا معاوضہ بھی یہی ہے اور (برخلاف اس کے جو لوگ کفر پر مصر رہے اور ہماری آیتوں کو جھٹلاتے رہے وہ لوگ دوزخی ہیں۔

تنبیہات: ف: اس جگہ پر چند تنبیہات مناسب ہیں اول یہ کہ ان آیات میں یہود اور مشرکین کو مسلمانوں کا شدید ترین دشمن اور نصاریٰ کو ان کی بہ نسبت مسلمانوں کی دوستی سے قریب فرمایا گیا ہے پس اگر یہ حالت اس زمانہ کے لوگوں کی ہو اور مابعد کے لوگ مسکوت عنہم ہوں تب تو کوئی کلام نہیں لیکن اگر اس کو ان کے ساتھ مخصوص نہ مانا جاوے تب یا تو یہ ماننا پڑے گا کہ جو لوگ اس زمانہ کی یہودیت و نصرانیت پر باقی ہوں وہ ان میں داخل ہو سکتے ہیں اور جو اس نمونہ کے نہ ہوں وہ ان سے خارج ہیں یا یوں کہا جاوے گا کہ یہ حکم یہود میں من حیث الیہودیۃ اور مشرکین من حیث الاشراک اور نصاریٰ من حیث نصرانیۃ کا ہے پس کسی کو اگر امر عارض کی وجہ سے اس میں تخلف ہو جاوے تو وہ اس کے منافی نہیں مثلاً مشرکین کے عرصہ تک رعایا بن کر رہنے سے اور گونہ مسلمانوں کے اثر سے متاثر ہو جانے سے اگر ان کی عداوت میں کمی آجاوے یا عیسائیوں کے ساتھ مدتوں جنگ و جدل رہنے سے ان کی عداوت میں زیادتی ہو جاوے تو یہ اس کے منافی نہیں پھر اس میں افراد کا افراد سے مقابلہ نہیں بلکہ قوم کا قوم سے مقابلہ ہے پس قوم نصاریٰ قوم مشرکین و یہود سے اقرب الی المودۃ ہے گو نصاریٰ کے بعض

افراد دوسری قوموں کے بعض افراد کی بہ نسبت عداوت میں کم ہو جاویں پس اب کوئی اشکال نہیں والحمدلله على ذلک دوم یہ کہ لا یستکبرون میں مطلق تکبر کی نفی نہیں کیونکہ مطلق تکبر سے تو مسلمان بھی خالی نہیں کفار تو درکنار بلکہ خاص تکبر کی نفی ہے یعنی اطاعت حق سبحانہ سے عار اور خدا کے مقابلہ میں بڑا بننا جیسا یہود میں تھا۔ سوم یہ کہ واذا سمعوا لا یستکبرون پر معطوف ہے اور وہ بھی اسباب قرب مودۃ میں داخل ہے اور مطلب یہ ہے کہ نصاریٰ میں حق سے متاثر ہونے کا مادہ یہود اور مشرکین کی بہ نسبت زیادہ ہے چنانچہ ان میں ایسے لوگ جو قرآن سے اس درجہ متاثر ہوئے ان کی بہ نسبت زیادہ ہیں اس لئے ان میں عداوت بھی ان سے کم ہے

چہارم: یہ کہ نصاریٰ میں علماء اور عباد کا وجود نصاریٰ کی قرب مودۃ کا سبب اس لئے تھا کہ گو یہ لوگ اپنی غلطی یا رسم پرستی یا دنیاوی اغراض کی وجہ سے اسلام کو قبول نہ کرتے تھے مگر مذہبی لوگ تھے اس لئے حق کو پہچانتے تھے اور اس کے ساتھ خواہ مخواہ کی عداوت نہ کرتے تھے اور چونکہ ان کا اثر عوام پر تھا اس لئے ان میں بھی تعصب کا رنگ غالب نہ تھا۔

ان تنبیہات کے بعد ہم پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں' اور کہتے ہیں کہ یہاں تک اہل کتاب کے متعلق ضمنی گفتگو ختم کر کے آگے سلسلۂ احکام شروع کرتے ہیں اور ان میں بعض مشرکانہ رسموں کی بھی اصلاح فرماتے ہیں۔)

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں تمہارے واسطے حلال کی ہیں ان میں لذیذ چیزوں کو حرام مت کرو اور حدود سے آگے مت نکلو بے شک اللہ تعالیٰ حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتے اور خدا تعالیٰ نے جو چیزیں تم کو دی ہیں ان میں سے حلال مرغوب چیزیں کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو اللہ تعالیٰ تم سے مواخذہ نہیں فرماتے تمہاری قسموں میں لغو قسم پر لیکن تم سے مواخذہ اس پر فرماتے ہیں کہ تم قسموں کو مستحکم کر دو۔ سو اس کا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا دینا اوسط درجہ کا جو اپنے گھر والوں کو کھانے کو دیا کرتے ہو یا ان کو کپڑا دینا یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا اور جس کو مقدور نہ ہو تو تین دن کے روزے ہیں یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب کہ تم قسم کھالو اور اپنی قسموں کا خیال رکھا کرو اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے اپنے احکام بیان فرماتے ہیں تاکہ تم شکر کرو۔

مسلمانوں کو حد سے بڑھنے اور حلال کو حرام کرنے کی ممانعت

تفسیر: (اور فرماتے ہیں کہ) اے مسلمانو! تم ان پاکیزہ چیزوں کو جن کو خدا نے تمہارے لئے حلال کیا ہے حرام مت کرو اور

(اس طرح) حد سے نہ بڑھو (کیونکہ حق تعالیٰ حد سے بڑھ جانے والوں کو پسند نہیں کرتے اور جن چیزوں کو خدا نے تمہیں حلال اور پاکیزہ ہونے کی حالت میں دیا ہے ان میں سے کھاؤ (اوران کو حرام سمجھ کران سے احتراز مت کرو اوراس خدا سے ڈرو جس کو تم مانتے ہو۔

قسموں پر مواخذہ: (اور چونکہ تحریم حلال کی ایک صورت یمین بھی ہے گو یہ اس تحریم میں داخل نہیں ہے جس کی اوپر ممانعت کی گئی ہے کیونکہ وہ تحریم بندوں کی جانب سے ہے اور یہ تحریم حق تعالیٰ کی طرف سے گو اس کا سبب بندہ کی جانب سے ہو دوسرے وہ تحریم ذات ہے اور یہ تحریم فعل اس لئے اس کا یہی حکم بیان کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ حق تعالیٰ تمہاری فضول قسموں پر تو مواخذہ نہ کرے گا (جو کہ بطور عرف، عادت کے کھائی جاتی ہیں ہاں ان قسموں پر ضرور مواخذہ کرے گا جو تم نے (کسی کام سے باز رہنے یا اس کے کرنے کے لئے منعقد کی ہیں۔

کفارۂ قسم: پس (جبکہ تم اس غرض سے قسم منعقد کرلو اور پھر اس کے خلاف کرلو تو) اس کا کفارہ ان کھانوں میں سے جو کہ تم اپنے گھر والوں کو کھلایا کرتے ہو جو کھانا اوسط درجہ کا ہو (تو بہت اعلیٰ ہو نہ بہت ادنیٰ) اس میں سے دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر) کھانا کھلانا (یا صدقہ فطر کے حساب سے ان کو کھانا دینا) ہے یا ان کو اس قدر) کپڑا دینا (جو کہ اکثر حصہ بدن کو ڈھانک سکے) یا ایک غلام آزاد کرنا (خواہ مومن ہو یا کافر) اور (جو کوئی ان میں سے کسی بات کا مقدور نہ رکھتا ہو تو صرف تین دن کے پے در پے روزے رکھنا۔ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جبکہ تم قسم کھا چکو (اور پھر اس کو توڑ دو خواہ ضرورت سے توڑو یا بلاضرورت) اور اس کے ساتھ تم کو یہ بھی قسم دیا جاتا ہے کہ) اپنی قسموں کی حفاظت کرو (اور بلاضرورت نہ توڑو اگر ضرورت ہو تو اس کی تلافی کفارہ سے کرو۔ دیکھو) حق تعالیٰ یوں اپنے احکام تمہارے لئے بیان کرتے ہیں۔ امید ہے کہ تم قدر کرو گے (اوران پر عمل کرو گے)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝

ترجمہ: اے ایمان والو بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں سو ان سے بالکل الگ رہو تا کہ تم کو فلاح ہو شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کے ذریعہ سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کردے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے سو اب بھی باز آؤ گے۔

تفسیر: **شراب جواء اور بت:** اے مسلمانو! (ہم تم کو یہ بھی بتلاتے ہیں کہ) شراب اور جواء اور بت اور تقسیم کے تیر سب قابل نفرت چیز اور شیطانی کام کے قبیل سے ہیں۔ پس تم ان سے بچو (اور کبھی ان کا استعمال نہ کرو) امید ہے کہ تم (اس ہدایت پر عمل کر کے) کامیاب بنو گے (دیکھو) شراب اور جوے میں شیطان کا مدعا یہ ہے کہ وہ تمہارے درمیان دشمنی اور بغض ڈال دے (کیونکہ شراب میں عقل باقی نہیں رہتی۔ اس لئے اس حالت میں بہت آسانی سے ایسے افعال صادر ہو سکتے ہیں جو موجب عداوت ہوں اور جوے میں نقصان مال ہوتا ہے جس کا مفضی الی العداوۃ ہونا ظاہر ہے۔ اور مقصود یہ ہے کہ افعال فی نفسہ غرض شیطان کے لئے معین ہیں لیکن اگر شیطان کسی دوسری غرض سے ان کو عداوت کا ذریعہ نہ بنائے تو اور بات ہے۔ بس یہ شبہ نہیں ہو سکتا کہ شرابیوں اور جواریوں میں باہم عداوت نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ غالباً ایک دوسرے سے میل رکھتے ہیں کیونکہ اس میل سے بھی شیطان کا مدعا حاصل ہوتا ہے، اس لئے یہ میل بھی شیطانی ہے لیکن جس وقت وہ اس میں فائدہ نہیں دیکھتا تو جو تا

چلوا دیتا ہے۔ الغرض شیطان ان سے کبھی موانست کا کام لیتا ہے تاکہ گناہ میں ترقی ہو۔ اور کبھی مخالفت و عداوت کا۔ اور صحابہ میں چونکہ پھوٹ ڈالنا شیطان کے لئے ایک اہم مقصود تھا۔ اس لئے یہاں اس کی تخصیص کی گئی۔ واللہ اعلم) اور تم کو خدا کی یاد اور (بالخصوص نماز) سے روک دے۔ تو (اب بتلاؤ کہ) کیا تم ان کاموں سے باز آؤ گے۔ (یا شیطان کی مراد پوری کر کے اس کو خوش کرو گے عقل کا مقتضا تو یہی ہے کہ ان سے باز آؤ)

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۞ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۞ؑ

ترجمہ: اور تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو اور رسول کی اطاعت کرتے رہو اور احتیاط رکھو اور اگر اعراض کرو گے تو یہ جان رکھو ہمارے رسول کے ذمہ صرف صاف صاف پہنچا دینا تھا ایسے لوگوں پر جو کہ ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو وہ کھاتے پیتے ہوں جب کہ وہ لوگ پرہیز رکھتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں اور خوب نیک عمل کرتے ہوں اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں سے محبت رکھتے ہیں۔

تفسیر: اطاعت خدا و رسول: اور تم سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ) تم خدا کی اطاعت کرو۔ اور (اس کے سلسلے میں) رسول کی بھی اطاعت کرو اور چوکنے رہو (مبادا شیطان تم کو اس راہ سے ہٹا دے یہ ہمارے احکام ہیں جن کا ماننا تمہارے لئے ضروری ہے) اب اگر تم اُن سے پیٹھ پھیر دو تو یہ جان لو کہ (اس میں خود تمہارا نقصان ہے رسول کا کوئی ضرر نہیں کیونکہ) ہمارے رسول کے ذمہ صرف احکام کا صاف صاف پہنچا دینا ہے (نہ کہ تم کو مجبور کرنا جب وہ اپنا فرض ادا کر چکے تو ذمہ داری تم پر عائد ہوگی۔)

منہیات شرعیہ سے بچنا: (اور اب خود تم ذمہ دار ہو تم شراب وغیرہ کی مذمت اور ان سے احتراز کا حکم سن کر یہ خیال ہوا کہ جو لوگ مسلمان شراب پیتے تھے اور اب وہ زندہ نہیں ہیں ان کا کیا حشر ہوگا آیا وہ خطاکار سمجھے جائیں گے یا نہیں۔ سو اس کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ ہمارا قانون ہے کہ) جو لوگ[1] متصف بالایمان ہوں اور اچھے کام کرتے ہوں ان پر کسی ایسی شے میں جس کو وہ کھائیں پیئں (خواہ وہ کچھ بھی ہو) کوئی گناہ نہیں۔ جبکہ وہ منہیات شرعیہ سے بچتے اور متصف بالایمان ہوں اور نیک کام کرتے ہوں (تم اس شرط کو نظر انداز نہ کرنا) پھر (یہ شرط ہے کہ) وہ منہیات شرعیہ سے بچتے ہوں اور اپنے ہر کام میں خدا کو پیش نظر رکھتے ہوں (پس جب کہ ان شرائط کے

---

[1] اعلم انه تعالى نفى اولا كل جناح عن الذين امنوا وعملوا الصلحت فى كل ماتنا ولوه واشار فى الرصف العنوانى اى قول الذين امنوا وعملوا الصلحت الى شرط وهو الاتقاء لانه اصول الايمان والاعمال الصالحة فانها لا يحصلان بدونه ثم صرح به بقوله اذا ما اتقوا ثم اتبعه بما هو مقوله وهو الايمان فقال وامنوا ثم اردف قوله وامنوا بما هو مكمل الايمان وهو العمل الصالح فقال وعملوا الصلحت فصار المعنى ليس عليهم جناح اصلافى اى شىء تناولوه بشرط ان يكونوا موصوفين بكمال التقوىٰ ومحترزين عن كل ما نهى الله عنه ثم اراد تاكيد هذا الاشتراط فقال ثم اتقوا وامنوا وراد ان يقول واحسنوا لكن رجع قبله الى تاكيد قوله اتقوا ثانيا للتنبيه على كونه اصلا فى الباب وشدة الاعتناء به فقال ثم اتقوا ثم رجع الى تكميل الكلام السابق وقال واحسنوا معطوف على قوله وامنوا وقوله ثم اتقوا اعتراض بين المعطوف والمعطوف عليه والتكرار فى الكلام مرتين لا ثلاث مرات الا فى قوله اتقوا فانه اتى به ثالثا على وجه الاعتراض من المعرض المذكور وتغيير قوله وعملوا الصالحات فى التاكيد الى قوله واحسنوا للتنبيه على ان المراد بالعمل الصالح ما ينتهى الى مرتبة الاحسان او للتفنن فى الكلام فقط ووجه الاشتراط ان السلب الكلى للجناح فى اى شىء تناولوه لا يتصور بدون الاتقاء الكامل المكمل بالايمان المكمل بالاحسان اذ من لا يتصف بذلك لا يتقى عن كل ما نهى الله عن اكله وشربه فياكل ويشرب بعض ما نهى الله عنه فى بعض الاحيان لا محالة فلا يسلم فى ماكولاته ومشروباته عن الجناح مطلقا وهذا لا يقتضى ان يكون فى كل ما ياكلى او يشرب غير المتقى الكامل جناح حتى يرى ان الكفار ياكلون المباحات وليس فيها عليهم جناح فتدبر فيه حق التدبر حتى ينجلى لك حقيقة الامر والله اعلم باسرار كلامه وما اوتينا من العلم الا قليلا ١٢

ساتھ کھانے پینے میں کوئی گناہ نہیں اور وہ لوگ جو مر گئے وہ ایسے ہی تھے تو پھر ان پر کیوں گناہ ہوگا اور (ایسے لوگوں پر گناہ نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ نیک کار ہیں اور) خدا نیک کاروں کو پسند کرتا ہے۔ (اور چونکہ اشخاص زیر بحث بھی محسن ہیں۔ اس لئے حق تعالیٰ ان کو بھی پسند کرتا ہے اور اس لئے ان پر کوئی گناہ نہیں! الحاصل اشخاص مذکورین میں شرط انتقاء اثم بھی موجود ہے اور اس کا منشاء بھی اس لئے وہ گناہ سے بری ہیں لوگوں کے شبہ کا ایک قانون کی شکل میں جواب دیکر دوسرے احکام بیان فرماتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ
لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۴﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ
النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ
ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ۭ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ۭ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ۭ
وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ قدرے شکار سے تمہارا امتحان کرے گا جن تک تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچ سکیں گے تاکہ اللہ تعالیٰ معلوم کرلے کہ کون شخص اس سے بن دیکھے ڈرتا ہے سو جو شخص اس کے بعد حد سے نکلے گا اس کے واسطے دردناک سزا ہے اے ایمان والو وحشی شکار کو قتل مت کرو جب کہ تم حالت احرام میں ہو اور جو شخص تم میں اس کو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس پر پاداش واجب ہوگی جو کہ مساوی ہوگی اس جانور کے جس کو اس نے قتل کیا ہے جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کردیں۔ خواہ وہ پاداش خاص چوپایوں سے ہو بشرطیکہ نیاز کے طور پر کعبہ تک پہنچائی جائے اور خواہ کفارہ مسکینوں کو دیدیا جائے اور خواہ اس کے برابر روزے رکھ لئے جاویں تاکہ اپنے کئے کی شامت کا مزہ چکھے اللہ نے گذشتہ کو معاف کردیا۔ اور جو شخص پھر ایسی حرکت کرے گا تو اللہ تعالیٰ انتقام لیں گے اور اللہ تعالیٰ زبردست ہیں انتقام لے سکتے ہیں۔

حالت احرام میں شکار اور اطاعت خداوندی

تفسیر: (اور فرماتے ہیں کہ) اے مسلمانو! (تم کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ) اللہ تعالیٰ تم کو بعض ایسے شکاروں کے ذریعہ سے آزمائے گا جن تک تمہارے ہاتھوں اور تیروں کی رسائی ہوگی۔ (اور تم بآسانی ان کا شکار کرسکو گے) تاکہ (عملی طور پر) حق تعالیٰ کو معلوم ہوجاوے کہ اس سے بن دیکھے کون ڈرتا ہے۔ پس (تم کو اس امتحان میں پورا اترنا چاہیے۔ اور قانون مقرر کی حد سے تجاوز نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ) جو شخص اس (تنبیہ) کے بعد (بھی) حد (مقرر) سے آگے بڑھے گا۔ اس کے لئے سخت تکلیف دہ عذاب (مقرر) ہے (اس تنبیہ) کے بعد وہ قانون بتلایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ) اے مسلمانو! تم ایسے حالت میں شکار کو قتل نہ کرو تم احرام باندھے ہو۔ (باستثناء ان شکاروں کے جو دوسرے دلائل سے مستثنیٰ ہیں جیسے دریائی جانور یا چیل کوا چوہا وغیرہ جن کی تفصیل فقہ میں ہے)

حالت احرام میں شکار کا تاوان: اور جو دانستہ[1] کوئی ایسا فعل کرے جو موجب قتل صید ہوجاوے (خواہ اس کو قتل صید بھی مقصود ہو یا قتل صید مقصود

---

[1] وبهذا الفسر دخل قتل الصيد خطاء في الآية وكذا الدلالة عليه والامر بالاصطياد ايضا ۱۲ [2] اعلم ان قوله تعالى او كفارة معطوف على (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نہ ہو) تو اس پر اس کا تاوان لازم ہے (جو کہ یہ ہے) بھیڑ بکری اونٹ گائے بھینس کی قسم میں سے وہ جانور جو قیمت میں اس جانور کے برابر ہو جس کو
اس نے قتل کیا ہے۔ جس کو تم میں سے دو معتبر آدمی تجویز کریں (جو دینی حیثیت سے بھی قابل اعتبار ہوں۔ اور قیمتوں کی تشخیص میں بھی بھروسہ کے قابل
ہوں) بدیں صورت کہ وہ بشکل ہدی (حرم میں ذبح ہونے کے لئے کعبہ پہنچے یا جرمانہ لازم ہے (جو یہ ہے کہ اس کی قیمت کا تخمینہ لگا کر اتنی قیمت کا)
کھانا (صدقہ فطر کے قاعدہ سے) محتاجوں کو دینا۔ یا ان (فقیروں) کی تعداد کے برابر روزے رکھنا (اور یہ تاوان یا جرمانہ اس لئے لازم ہے) تاکہ
اپنے کام کے برے نتیجہ کا مزہ چکھے۔ (اور سمجھے کہ تعمد قتل صید یا ترک تثبت[1] واحتیاط کا نتیجہ یہ ہوتا ہے اور آئندہ احتیاط کرے (اب تک جو کچھ ہو چکا
اس کو خدا نے معاف فرما دیا اور آئندہ جو ایسا کرے اس سے حق تعالیٰ (تاوان یا جرمانہ لازم کر کے) انتقام لے گا اور اللہ ہر چیز پر زبردست اور انتقام لینے
والا ہے (پس نہ وہاں انتقام قدرت کا شبہ ہو سکتا ہے اور نہ عدم انتقام کا یقین ہو سکتا ہے کیونکہ وہ جس طرح معاف کرتا ہے یونہی انتقام بھی لیتا ہے)۔

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۖ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ
حُرُمًا ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٩٦﴾ جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ
وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ۚ ذَٰلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي
الْأَرْضِ وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٩٧﴾ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ وَأَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ
رَّحِيمٌ ﴿٩٨﴾ مَّا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿٩٩﴾ قُل لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ
وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٠٠﴾

ترجمہ: تمہارے لئے دریا کا شکار پکڑنا اور اس کا کھانا حلال کیا گیا ہے تمہارے انتفاع کے واسطے اور مسافروں کے
واسطے اور خشکی کا شکار پکڑنا تمہارے لئے حرام کیا گیا ہے جب تک تم حالت احرام میں ہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے
پاس جمع کئے جاؤ گے اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو جو کہ ادب کا مکان ہے لوگوں کے قائم رہنے کا سبب قرار دے دیا اور عزت
والے مہینہ کو بھی اور حرم میں قربانی ہونے والے جانور کو بھی اور ان جانوروں کو بھی جن کے گلے میں پٹے ہوں یہ اس
لئے تاکہ تم اس بات کا یقین کر لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں اور زمین کے اندر کی چیزوں کا علم رکھتے ہیں اور بے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) قوله جزاء لا على قوله مثل ما قتل والالكان قوله كفارة حشوا فى البين لانه كان حق الكلام على هذا التقدير فجزاء مثل ما قتل الخ اوطعام مساكين او عدل ذلك صياما
واذا كان الامر كذلك فتسمية المثل جزاء وتسمية الطعام او الصيام كفارة مع ان كليهما كفارة لانه جزاء للفعل اشارة الى ان الطعام او الصيام كفارة عرضة لانه لم يراع فيه صورة المقتول
اصلا بخلاف المثل فانه اشبه بجزاء المحل لانه ادعى فيه صورة المقتول وهو كونه حيوانا ذاقمة خاصة وبهذا تبين ان النزاع بين الحنفية والشافعية ليس فى ان المراد با المثل المثل الصورى
او المعنوى كما هو المشهور فى كتب اصحابنا لان كلهم متفقون على ان المراد هو المثل الصورى بل النزاع فى ان معيار المماثلة الصورية ماهو فقال الشافعية ان معياره الاشتراك فى
الحيوانية مع الاشتراك فى بعض الاوصاف وقال الحنفية مريارة كالاشتراك الحيوانية مع التماثل فى القيمة لان هذا الجزاء اشبه بجزاء المحل وفيه لا يلاحظ الى طول العنق او كيفية
الشرب وغيره من الاوصاف التى لا حظها الشافعية بل المقصود الاهم فيه هو المالية ومع ذلك فى ما اوجوه جزاء اختلاف كثير والاشتراك قليل الاترى الى ان النعامة والبدنة ليس فيهما
الا الاشتراك فى طول العنق والاختلاف بينهما من وجوه كثيرة ككون النعامة طائر ابخلاف البدنة وكونها ذات الرجلين بخلاف البدنة وكونها. ذات منقار بخلاف البدانة وكذا بين الشاة
والحمام ليس الاشتراك الا فى كيفية الشرب والاختلاف من وجوه كثيرة. فكيف يلاحظ هذا الاشتراك القليل ويهد وهذا الاختلاف الكثير فتبين ان التشابه فى بعض الاوصاف غير
معتبر والمعتبر هو التماثل فى القيمة فان قلت هذا هو التماثل المعنوى فكيف انكرتها. اقول كلا لانه فى المثل الصورى ايضا لا يلقى هذا الاشتراك والاتفكيف تقولون ان احد الفرسين ليس
مثلا للآخر مع اشتراكهما فى الاوصاف الصورية فان قلت هذا الاجل الاوصاف الاخر قلت ان كانت تلك الاوصاف مقصودة نؤثرنى اختلاف المالية والافلا اعتداء بها فان قلت كونها
مؤثرة فى اختلاف المالية لا يستقر ام علم اعتداد لها بنفسها قلنا نعم لكن مقصودنا ان المالية مقصودة فى المثل الصورى وليس مقصودنا ان غيرها ليس بمقصود فاعتبارها فى المثل الصورى
لا يخرجه عن كونه مثلا صوريا فتدبر فيه حق التدبر ۱۲ [1] فيه اشارة الى ان الجزاء فى قتل الخطاء ليس بجزاء للمحل بل هو جزاء للفعل الاترى ان الكفارة فى قتل الانسان ايضا واجبة وهو
ليس الا جزاء الفعل كما لا يخفى [2] معانی اس جگہ ترک مواخذہ ہے۔ جس کا منشاء یہ ہے کہ اب تک ان کے پاس ممانعت کا حکم نہیں آیا تھا واللہ اعلم ۔۱۲

شک اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو خوب جانتے ہیں۔ تم یقین جان لو کہ اللہ تعالیٰ سزا بھی سخت دینے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت اور رحمت والے بھی ہیں۔ رسول کے ذمہ تو صرف پہنچانا ہے اور اللہ تعالیٰ سب جانتے ہیں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ پوشیدہ رکھتے ہو آپ فرما دیجئے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں گو تجھ کو ناپاک کی کثرت تعجب میں ڈالتی ہو تو خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو اے عقلمندو تاکہ تم کامیاب ہو۔

حالت احرام میں جائز شکار!

تفسیر: تمہارے لئے دریا (یعنی پانی) کا شکار (من حیث الاصطیاد) اور اس کی خوراک (یعنی مچھلی من حیث الاکل) تم کو اور مسافروں کو نفع پہنچانے کی غرض سے حلال کر دیئے گئے ہیں اور تم پر خشکی کا شکار (من حیث الاصطیاد) حرام کر دیا گیا ہے جب تک کہ تم احرام باندھے ہوئے ہو (پس تم خشکی میں شکار نہ کرنا) اور اس خدا سے ڈرنا جس کی طرف لے جا کر تم کو جمع کیا جاوے گا (جہاں تم کو اپنے افعال کی جواب دہی کرنی ہوگی۔

افعال حج اور مقامات حج کی حرمت: اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو جو کہ ایک محترم گھر ہے۔ اور محترم مہینہ کو اور قربانی کے جانور کو جو حرم میں ذبح کے لئے لے جایا جاوے اور (ان کے) گلے کے ہاروں کو (جو کہ ان کے گلے میں اسی غرض سے ڈالے جاتے ہیں کہ ان سے ان کا (قربانی ہونا معلوم ہو جاوے ان سب کو) لوگوں کی بقاء کا ذریعہ بنایا ہے (کیونکہ کعبہ کو عزت دیکر اس کی وجہ سے حرم مقرر کی جس میں قتل و قتال ممنوع ہوا۔ اس کا حج و عمرہ فرض کر کے وہاں قربانی کا حکم دیا۔ اور حکم دیا کہ قربانی کے جانوروں سے حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں سے کوئی تعرض نہ کیا جاوے شہر حرام میں قتل و قتال کو ممنوع قرار دیا۔ ان باتوں سے ہزاروں لاکھوں خون ریزیاں بند ہو گئیں پس امور مذکورہ کا لوگوں کے لئے سبب بقاء ہونا۔ ظاہر ہے) یہ اس لے کہ تم جان لو کہ خدا (جس کے معمولی حکموں میں ایسی عظیم الشان حکمتیں ہیں) ان تمام چیزوں کو جانتا ہے جو کہ آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ اور (نہ صرف آسمانوں اور زمین کی چیزوں کو بلکہ) ہر چیز کو جانتا ہے (کیونکہ جب تم اس علم کے منشاء پر غور کرو گے تو اس کو تمام اشیاء میں مشترک پاؤ گے اور اس سے تم کو اس کی تصدیق ہو جاوے گی کہ واقعی خدا ہر چیز کو جانتا ہے۔ الغرض یہ ایک حکمت تھی ان احکام کی اور مقصود اس جگہ یہ ہے کہ تم خانہ کعبہ کو محترم سمجھو۔ اور اس کے زائروں اور وہاں کے رہنے والوں و نیز وہاں کے قربانی کے جانوروں اور ان ہاروں سے کوئی تعرض نہ کرو جو ان کے گلے میں پڑے ہوئے ہوں اور شہر حرام کی حرمت[1] کا لحاظ رکھو) تم کو یہ بھی واضح ہو کہ حق تعالیٰ سخت عذاب دینے والے ہیں اور یہ بھی (معلوم ہو) کہ وہ بڑے معاف کرنے والے اور رحم کرنے والے ہیں (اور اس بنا پر تم کو اس کے احکام کی خلاف ورزی پر جرأت نہ ہونی چاہئے اور جو مخالفت اب تک ہو چکی ہے۔ یا آئندہ اتفاقاً ہو جاوے تو اس سے توبہ کرنی چاہیے اور آئندہ کو عہد کرنا چاہیے کہ پھر ایسا نہ کرینگے)

رسول کی ذمہ داری: ہمارے رسولؐ کے ذمہ صرف حکم پہنچا دینا ہے (سو وہ اپنا کام کر چکے اب ماننا اور نہ ماننا تمہارا کام ہے) اور (دوسری بات یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں کو جانتے ہیں جن کو تم ظاہر کرتے ہو اور ان کو بھی جن کو تم چھپاتے ہو (اس لئے تم کو کوئی کام حق تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہ کرنا چاہیے۔

---

[1] یہ حرمت اب منسوخ ہے ۱۲

ایک شبہ کا ازالہ: اس جگہ اگر کسی کو یہ شبہ پیدا ہو کہ جن باتوں کی ہم کو تعلیم دی جا رہی ہے ایسی باتیں دنیا میں بہت کم ہیں اور ان کے ماننے والوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے اور اس کے خلاف کی کثرت ہے اور عام طور پر ایسے لوگ ہیں جو کہ ان خیالات کو پسند نہیں کرتے تو) آپ (ایسے شخص سے کہہ دیجئے کہ پاکیزہ اور غیر پاکیزہ برابر نہیں ہیں۔ اگر چہ (غیر پاکیزہ بہت ہوں اور تیری غلطی سے اس) غیر پاکیزہ کی کثرت تجھے بھلی معلوم ہو۔ پس اے اربابِ عقول (جبکہ عمدگی کا مدار قلت و کثرت پر نہیں بلکہ ذاتی خوبی پر ہے تو تمہیں قلت و کثرت پر نظر نہ کرنی چاہئیے بلکہ ان کی ذاتی خوبی پر نظر کرنی چاہیئے اور اس لئے) خدا سے ڈرنا چاہیئے۔ (کیونکہ خدا سے ڈرنا اچھی بات ہے اور اس کے مقابلہ میں جرأت بری بات ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ
يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ
ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا
حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ
تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ
لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! ایسی فضول باتیں مت پوچھو کہ اگر تم سے ظاہر کر دی جاویں تو تمہاری ناگواری کا سبب ہو اور اگر تم زمانہ نزول قرآن میں ان باتوں کو پوچھو تو تم سے ظاہر کر دی جاویں۔ سوالات گذشتہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیئے اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے ہیں بڑے حلم والے ہیں۔ ایسی باتیں تم سے پہلے اور لوگوں نے بھی پوچھی تھیں پھر ان باتوں کا حق نہ بجا لائے اللہ تعالیٰ نے نہ بحیرہ کو مشروع کیا ہے اور نہ سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو اور نہ حامی کو لیکن جو لوگ کافر ہیں وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتے ہیں اور اکثر کافر عقل نہیں رکھتے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان کی طرف اور رسول کی طرف رجوع کرو تو کہتے ہیں کہ ہم کو وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو دیکھا ہے۔ کیا اگر چہ ان کے بڑے نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت رکھتے ہوں۔

زیادہ سوال کرنا اور کریدنا! اے مسلمانو

تفسیر: (ایک حکم تم کو یہ بھی دیا جاتا ہے کہ) تم ایسی باتیں نہ پوچھا کرو کہ اگر تمہارے لئے ان کو ظاہر کر دیا جاوے تو تمہیں ناگوار ہو۔ اور (یہ ضرور ہے کہ) اگر تم اس زمانہ میں جبکہ قرآن نازل ہو رہا ہے اور وحی کا سلسلہ جاری ہے) سوال کرو گے تو تم سے ان کو ظاہر کیا ہی جاوے گا (پس وہ تمہاری خواہش کے خلاف ہوگا اس لئے تمہیں ناگوار ہوگا خیر) اب تو خدا نے معاف کیا (مگر آئندہ احتیاط رہے اور (واقعی اللہ بڑے معاف کرنے والے اور حلم والے ہیں (کہ بہت سے قصوروں پر تو مواخذہ ہی نہیں کرتے۔ اور سزا میں بھی جلدی نہیں کرتے دیکھو) تم سے پہلے بھی لوگوں نے ایسی باتیں پوچھی تھیں۔ پس جبکہ ان کو جواب دیا گیا تو انہوں نے ان کو قبول نہ کیا۔ اور) وہ ان کے منکر ہو گئے (مبادا تمہاری بھی یہی حالت ہو۔ اس لئے تم اس سلسلہ کو بند کرو اور جو حکم آ جاوے اس پر عمل کر لو۔ اور جو نہ آئے اسے پوچھو نہیں۔

شانِ نزول: وہ سوالات جن کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے یہ تھے۔ کسی نے اپنے نسب کے متعلق سوال کیا کہ میرا باپ کون ہے کسی نے پوچھا کہ میری اونٹنی گم ہوگئی کہاں ہے کسی نے فرضیت حج کا حکم نازل ہونے پر سوال کیا کہ صرف ایک سال کے لئے یہ حکم ہے یا ہر سال کے لئے بعض لوگ محض استہزاء کے طور پر سوال کرتے تھے پس چونکہ ان تمام سوالوں کے جواب میں ناگواری کا اندیشہ تھا۔ اس لئے سوالات کی ممانعت کر دی گئی)۔

بحیرہ' سائبہ' وغیرہ مخصوص جانور

(تم کو یہ بھی بتلایا جاتا ہے کہ خدا نے نہ کوئی بحیرہ[1] بنایا نہ سائبہ نہ وصیلہ نہ حامی بلکہ کفار لوگ خدا پر جھوٹ تراشتے ہیں اور بہت سے ان میں بے سمجھ ہیں (جو کہ تراشنے والوں کی تقلید میں خدا کی طرف ان باتوں کو منسوب کرتے ہیں۔

دعوت حق کا جواب اور باپ داد کی اندھی تقلید

اور جب کہ ان سے کہا جاتا ہے کہ اس کتاب کی طرف جس کو خدا نے نازل کیا ہے اور رسول کی طرف آؤ جو وہ بتلائیں ان کو مانو تو کہتے ہیں کہ (ہمیں ان کی کوئی ضرورت نہیں جس (طریق) پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے وہ ہمیں کافی (بھلا کوئی ان نادانوں سے پوچھے کہ) کیا تمہارے باپ دادا کا طریق تمہیں ہر حالت میں کافی ہے اگرچہ تمہارے باپ دادا نہ کچھ جانتے ہوں اور نہ صحیح راستہ پر چلتے ہوں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی فکر کرو جب تم راہ پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے تو اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں اللہ ہی کے

[1] بحیرہ اس جانور کو کہتے تھے۔ جس کا دودھ بتوں کے نامزد کر دیتے تھے اور اپنے کام میں نہ لاتے تھے اور سائبہ وہ جانور جس کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور اس سے کوئی کام نہ لیتے تھے اور وصیلہ وہ مادہ تھی جس کو پہلی اور دوسری مرتبہ بچہ جننے کے سبب بتوں کے نامزد کر دیتے تھے۔ اور حامی وہ نر جانور تھا جس کو اک خاص تعداد سے جوان کے یہاں مقرر تھی جفتی کر چکنے کے سبب بتوں کے نامزد کر دیتے تھے۔ سب رسوم شرک تھیں جن کو مشرکین خدا کا قانون کہتے تھے جیسا کہ پیر پرست آج کل شیخ سدو کے بکرے اور چڑھاوے کے مرغ وغیرہ کی نسبت دعویٰ کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا یہ سب جھوٹ ہے ہمارا حکم نہیں ہے۔

پاس تم سب کو جانا ہے پھر وہ تم سب کو جتلا دیں گے جو جو تم سب کیا کرتے تھے اے ایمان والو! تمہارے آپس میں دو شخصوں کا وصی ہونا مناسب ہے جب کہ تم میں سے کسی کو موت آنے لگے جب وصیت کرنے کا وقت ہو وہ دو شخص ایسے ہوں کہ دیندار ہوں اور تم میں سے ہوں یا غیر قوم کے دو شخص ہوں اگر تم کہیں سفر میں گئے ہو پھر تم پر واقعہ موت کا پڑ جاوے اگر تم کو شبہ ہو تو ان دونوں کو بعد نماز روک لو پھر دونوں خدا کی قسم کھاویں کہ ہم اس قسم کے عوض کوئی نفع نہیں لینا چاہتے اگر چہ کوئی قرابت دار بھی ہوتا اور اللہ کی بات کو ہم پوشیدہ نہ کریں گے ہم اس حالت میں سخت گناہ گار ہوں گے۔ پھر اگر اس کی اطلاع ہو کہ وہ دونوں وصی کسی گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں تو ان لوگوں میں سے جن کے مقابلہ میں گناہ کا ارتکاب ہوا تھا اور دو شخص جو سب میں قریب تر ہیں جہاں وہ دونوں کھڑے ہوئے تھے اور یہ دونوں کھڑے ہوں پھر دونوں خدا کی قسمیں کھاویں کہ بالیقین ہماری یہ قسم ان دونوں کی اس قسم سے زیادہ راست ہے) اور ہم نے ذرا تجاوز نہیں کیا ہم اس حالت میں سخت ظالم ہوں گے یہ قریب ذریعہ ہے اس امر کا کہ وہ لوگ واقعہ کو ٹھیک طور پر ظاہر کر دیں۔ یا اس بات سے ڈر جائیں کہ ان سے قسمیں لینے کے بعد قسمیں متوجہ کی جائیں گی۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سنو اور اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہ کریں گے۔

مسلمانوں کو تنبیہ! (خیر) اے مسلمانو

تفسیر: (اگر وہ نہیں سمجھتے نہ سمجھیں) تم اپنے کو سنبھالو (ان کی فکر نہ کرو۔ کیونکہ) جب تم ہدایت پر ہو گے تو جو کوئی (اپنی ضد[1] سے) گمراہ ہو اس کی گمراہی تمہیں کچھ نقصان نہ پہنچائے گی۔ دیکھو تم سب کو خدا کے پاس جانا ہے اور وہاں وہ جو کچھ تم کرتے تھے سب تم کو بتلا دے گا (پس تم اس کی مخالفت نہ کرنا۔ مبادا تم کو ندامت اٹھانی پڑے)

وصیت کے وقت نصاب شہادت

اے مسلمانو! (تم کو یہ بھی بتلایا جاتا ہے کہ) جب تم میں سے کسی کو موت آئے (اور وہ مرنے لگے اور اس وقت کوئی وصیت کرنا چاہے تو) وصیت کے وقت تمہارے آپس کی شہادت (کا نصاب) تم میں سے دو معتبر شخص ہیں۔ یا اگر تم (اپنے گھر پر نہ ہو اور) بحالت سفر کسی اور جگہ ہو اور ایسی حالت میں تمہیں موت کا واقعہ پیش آ جاوے (اور اس وجہ سے تم میں سے دو آدمی نہ مل سکیں) تو دو اور دوسری قوم کے سہی (پس تم ان دونوں کو وصیت کر کے ان کو اپنی وصیت پر گواہ بنا لیا کرو۔ مگر یہ حکم ارشادی ہے لازم نہیں ہے کہ کوئی ایسا نہ کرے تو گنہگار رہو)

---

[1] اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ اس حکم کا تعلق معاندین سے ہے نہ کہ مترشدین سے۔ یہ آیات ایک عام قانون کی شکل میں ایک خاص واقعہ کے متعلق نازل ہوئیں تھیں۔ اور واقعہ یہ ہے کہ بنی سہم کا ایک شخص تمیم داری اور عدی بن بداء (بقیہ صفحہ ۵۰۶ پر) (بقیہ صفحہ ۴۸۰) کے ساتھ ایک سفر میں تھا اور تمیم و عدی اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے۔ اتفاق سے وہ بیمار ہو گیا۔ جب اسے اپنی زندگی کی امید نہ رہی تو اس نے تمیم داری اور عدی کو اپنا مال سپرد کیا۔ اور کہا کہ میرا یہ مال میرے وارثوں کو پہنچا دینا اس مال میں ایک چاندی کا پیالہ تھا جس پر سونے کا کام تھا ان لوگوں نے اور مال تو پہنچا دیا مگر وہ پیالہ رکھ لیا۔ اس کے وارثوں کو کسی ذریعہ سے اس پیالہ کا علم تھا انہوں نے کہا کہ وہ پیالہ کہاں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں پیالہ کی خبر نہیں ہمیں تو یہی مال دیا تھا سو ہم نے تمہیں دیدیا۔ سو یہ مقدمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پیش ہوا۔ تب یہ آیتیں نازل ہوئیں اور اس بناء پر چونکہ مدعین کے پاس گواہ نہ تھے۔ اس لئے تمیم اور عدی سے جو کہ اس مقدمہ میں مدعیٰ علیہ تھے قسمیں لی گئیں اور قصہ ختم ہو گیا کچھ دنوں بعد کہیں سے وہ پیالہ پکڑا گیا جس کے پاس سے پیالہ ملا اس سے دریافت کیا گیا کہ یہ تیرے پاس کہاں سے آیا۔ اس نے کہا کہ میں نے تمیم اور عدی سے لیا ہے۔ اب دوبارہ یہ مقدمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہاں گیا اس وقت وہ مدعی ہوئے کہ ہم نے اس کو مالک سے خرید لیا تھا لیکن چونکہ ان کے پاس گواہ نہ تھے اس لئے اب ان کے بجائے ورثہ سے قسمیں لی گئیں اور پیالہ ورثہ کو دلایا گیا اور قصہ ختم ہوا ۱۲۔

شبہ خیانت پر قسم

اب اگر ان دو شخصوں پر جو کہ وصی بھی ہیں اور میت کے وصیت کے گواہ بھی) تم کو کسی خیانت کا شبہ ہو۔ تو (اس کے متعلق یہ قانون ہے کہ) تم ان کو نماز کے بعد روک لو اور وہ دونوں خدا کی قسم کھائیں کہ (ہم اس خیانت کے جس کا ہم پر الزام لگایا گیا ہے مرتکب نہیں ہوئے اور) ہم (اپنی) اس (قسم) سے تھوڑی مالیت نہیں خریدیں گے (کہ تھوڑے سے مال کے لئے جھوٹی قسم کھالیں) اگر چہ کوئی ہمارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو اور نہ ہم خدا کی شہادت کو چھپائیں گے) جس کے اظہار کا اس نے ہمیں حکم دیا ہے) اگر ہم ایسا کریں تو بلاشبہ ہم گنہگاروں میں سے ہوں گے (جب وہ قسم کھالیں تو وہ اس وقت تو بری ہو گئے)

گناہ کے علم پر میت کے وارث کا حلف

اب اگر (بعد کو) معلوم ہو کہ واقعی وہ گناہ کے مستحق ہو رہے ہیں (اور جس بناء پر ان کو مستحق گناہ قرار دیا جاتا ہے وہ اس کا انکار کریں) تو اب ان لوگوں میں جن کے مقابلہ میں یہ استحقاق ہوا ہے دو ایسے شخص جو میت سے قریب تر ہوں ان کے بجائے کھڑے ہوں اور وہ قسم کھائیں کہ ہمارا بیان ان کے بیان سے زیادہ قابل قبول ہے اور ہم نے (جھوٹ بیان کر کے) حد سے تجاوز نہیں کیا ہے۔ اگر ہم نے ایسا کیا ہو تو بلاشبہ ظالموں میں سے ہیں (جب وہ ایسا کر دیں تو ان کے موافق فیصلہ کر دیا جاوے) اور یہ طریق اس سے اقرب ہے کہ وہ (اوصیاء) صحیح شہادت دیں یا وہ (اولیاء) اس سے ڈریں کہ ان قسموں کے بعد ان پر قسمیں عائد ہوں گی (اور اس وجہ سے وہ غلط الزام نہ لگائیں۔ خیر یہ تو محض ضابطہ کی کارروائی ہے) اور (اصلی بات یہ ہے) کہ تم سب کو خدا سے ڈرنا چاہیئے۔ اور (اس کے احکام کو بگوش قبول) سننا چاہیئے۔ (ایسی حالت میں نہ کوئی خیانت کرے گا۔ نہ قسموں کی ضرورت ہوگی۔ نہ کوئی جھوٹا الزام لگائے گا) اور (یہ بھی انہیں کے لئے مفید ہے جو اطاعت پر آمادہ ہیں ورنہ جو لوگ خدا کا حکم ماننا ہی نہیں چاہتے ان کے لئے یہ بھی مفید نہیں کیونکہ) اللہ (ایسے) نافرمانوں کو ہدایت نہیں کرتا (جو نافرمانی پر مصر ہوں)۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۗ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۗ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا ۢ بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾ وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

ترجمہ: جس روز اللہ تمام پیغمبروں کو (مع ان کی امتوں کے) جمع کریں گے پھر ارشاد فرمائیں گے کہ تم کو (ان امتوں

کی طرف سے کیا جواب ملا تھا وہ عرض کریں گے کہ ظاہری جواب تو ہم کو معلوم ہے لیکن ان کے دل کی ہم کو کچھ خبر نہیں (اس کو آپ ہی جانتے ہیں کیونکہ) آپ بیشک پوشیدہ باتوں کے پورے جاننے والے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ اے عیسیٰ ابن مریم میرا انعام یاد کرو جو تم پر اور تمہاری والدہ پر ہوا ہے جب کہ میں نے تم کو روح القدس سے تائید دی تم آدمیوں سے کلام کرتے تھے گود میں بھی اور بڑی عمر میں بھی اور جب کہ میں نے تم کو کتابیں اور سمجھ کی باتیں اور توریت اور انجیل تعلیم کیں اور جب کہ تم گارے سے ایک شکل بناتے تھے جیسے پرندہ کی شکل ہوتی ہے میرے حکم سے پھر تم اس کے اندر پھونک مار دیتے تھے جس سے وہ پرندہ بن جاتا تھا میرے حکم سے اور تم اچھا کر دیتے تھے مادر زاد اندھے کو اور برص کے بیمار کو میرے حکم سے۔ اور جبکہ تم مردوں کو نکال کر کھڑا کر لیتے تھے میرے حکم سے۔ اور جب کہ میں نے بنی اسرائیل کو تم سے (یعنی تمہارے قتل واہلاک سے) باز رکھا جب تم ان کے پاس دلیلیں لے کر آئے تھے پھر ان میں جو کافر تھے انہوں نے کہا تھا کہ یہ بجز کھلے جادو کے اور کچھ بھی نہیں۔ اور جب کہ میں نے حواریین کو حکم دیا کہ تم مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور آپ شاہد رہئے کہ ہم پورے فرمانبردار ہیں۔

قیامت کے دن ذمہ داری مجرمین پر

تفسیر: (دیکھو) جس روز (قیامت میں) اللہ تعالیٰ رسولوں کو جمع کرے گا اور کہے گا (بتلاؤ کہ تم کو تمہاری ہدایات پر تمہاری امتوں کی جانب سے کیا جواب دیا گیا۔ آیا انہوں نے ان کو قبول اور ان پر عمل کیا یا نہیں) تو وہ صاف کہہ دیں گے کہ ہمیں کچھ خبر نہیں[1] آپ انکی حالت سے بخوبی واقف ہیں کیونکہ آپ ہی جملہ مغیبات کو جانتے ہیں (اور یہ کہہ کر الگ ہو جائیں گے اور ساری بات تمہارے سر آپڑ یگی۔ دیکھو اب ہم ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جس سے تم کو معلوم ہوگا کہ رسول کس طرح صاف الگ ہو جائیں گے اور ساری ذمہ داری مجرمین پر عائد کر دیں گے۔ غور سے سنو)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوالات اور آپ کا جواب

جس وقت حق تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے عیسیٰ بن مریم تم اول میرے اس انعام کو یاد کرو جو میں نے تم پر اور تمہاری ماں پر اس وقت کیا جبکہ میں نے روح[2] القدس کے ذریعہ سے تمہاری یوں مدد کی کہ تم لوگوں سے (اپنی اور اپنی ماں کی صفائی کے لئے) گہوارہ میں بھی باتیں کرتے تھے۔ اور (عمر[3] پا کر) ادھیڑ پن میں بھی اور جبکہ میں نے تم کو آسمانی کتابیں اور عقل کی باتیں اور (بالخصوص) توریت اور انجیل سکھلائی اور جب کہ تم مٹی سے پرندوں کی شکل کی مورتیں بناتے اور ان میں پھونک مارتے تھے اور وہ خدا کے حکم سے (نہ کہ تمہاری قدرت سے تاکہ عیسائیوں کو یا مرزا غلام احمد قادیانی کو تمہاری خدائی کا شبہ نہ ہو) سچ مچ پرندہ ہو جاتی تھیں اور تم میرے حکم سے (نہ کہ اپنی

---

[1] اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء اپنی لاعلمی ظاہر کریں گے اور دوسری نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء اپنی امتوں کے خلاف شہادتیں دیں گے ان میں بجہ تطبیق میرے خیال میں یوں آتی ہے کہ اول عدالت کی ہیبت سے واقعات ان کے ذہن سے عارضی طور پر غائب ہو جاویں گے پھر جب رفتہ رفتہ اس خوف میں کمی ہوگی تب وہ واقعات جو ان کو معلوم ہیں بیان کریں گے یا یوں کہا جاوے کہ یہ جواب ان لوگوں سے متعلق ہے جو ان کے معاصر نہ تھے اور قرینہ اس پر یہ ہے کہ یہ تمہید ہے حضرت عیسیٰ کے سوال وجواب کے بیان کے لئے اور ان سوال وجواب کا تعلق انہیں لوگوں سے ہے جو ان کے زمانہ میں نہ تھے اور جن نصوص میں شہادت کا ذکر ہے وہ معاصرین کے مقابلہ میں ہے پہلی توجیہ منقول حسن مجاہد سے مروی ہے اور دوسری ابن جریج سے کما ظہر لی بعد المراجعۃ الی ابن جریر ۱۲ [2] والمراد بابروح القدس هو الذی ارید فی دعاء رسول الله صلی الله علیه وسلم بحسان اللّٰهم اید بروح القدس لانه کان لعینا علی الکلام ۱۲ [3] اشارة الی انه انعام اخر وهو ابقاء ه الی زمان الکهولة ۱۲

قدرت سے) مادرزاد اندھوں اور مریضان برص کو اچھا کرتے تھے۔ اور جب کہ تم مردوں کو میرے حکم سے (نہ کہ اپنی قدرت سے تا کہ احمقوں کو تمہاری خدائی کا شبہ نہ ہو ان کی قبروں سے) نکالتے تھے (اور جب کہ میں نے اس وقت تم سے بنی اسرائیل کو روکا تھا جبکہ تم اپنی رسالت کے اثبات کے لئے ان کے پاس (معجزات مذکورہ بالا جیسے) روشن دلائل لائے تھے۔ اور اس پر انہوں نے کہا تھا کہ یہ تو نرا کھلا ہوا جادو ہے (اور وہ تم کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ اور جبکہ (تمہارے توسط) سے حواریین کی طرف وحی بھیجی کہ تم میرے اس رسولؑ پر ایمان لاؤ۔ تو انہوں نے (اسے قبول کیا اور) کہا کہ ہم ایمان لے آئے۔ اور آپ گواہ رہیں کہ ہم حق تعالیٰ کے فرماں بردار ہیں۔

ایک واقعہ: اس مضمون کو یہیں ناتمام چھوڑ کر درمیان میں حواریین کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں اس کے بعد اصل مضمون کو پورا کریں گے۔

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً
مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ
قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ
اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ
وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ
فَاِنِّيْۤ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّاۤ اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

ترجمہ: وہ وقت قابل یاد ہے جب کہ حواریین نے عرض کیا کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا آپ کے رب ایسا کر سکتے ہیں کہ ہم پر آسمان سے کچھ کھانا نازل فرمائیں آپ نے فرمایا کہ خدا سے ڈرو اگر تم ایمان دار ہو وہ بولے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دلوں کو پورا اطمینان ہو جائے۔ اور ہمارا یہ یقین اور بڑھ جائے کہ آپ نے ہم سے سچ بولا ہے اور ہم گواہی دینے والوں میں سے ہو جائیں۔ عیسیٰ ابن مریم نے دعا کی کہ اے اللہ اے ہمارے پروردگار ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرمایئے کہ وہ ہمارے لئے یعنی ہم میں جو اول ہیں اور جو بعد ہیں سب کے لئے ایک خوشی کی بات ہو جائے اور آپ کی طرف سے ایک نشان ہو جاوے اور آپ ہم کو عطا فرمایئے اور آپ سب عطا کرنے والوں سے اچھے ہیں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں وہ کھانا تم لوگوں پر نازل کرنے والا ہوں پھر جو شخص تم میں سے اس کے بعد ناحق شناسی کرے گا تو میں اس کو ایسی سزا دوں گا کہ وہ سزا دنیا جہان والوں میں سے کسی کو نہ دوں گا۔

حواریوں کی طرف سے درخواست

تفسیر: (وہ واقعہ یہ ہے) جس وقت حواریوں نے یہ کہا کہ اے عیسیٰ بن مریم کیا تمہارا رب ایسا کر سکتا ہے کہ آسمان سے ہمارے اوپر تیار کھانا اتارے۔ تو اس وقت حضرت عیسیٰ نے یہ کہا کہ خدا سے ڈرو اور ایسی لایعنی فرمائشیں نہ کرو) اگر تم درحقیقت مومن ہو (کیونکہ ایمان کے بعد امتحان بے معنیٰ ہے۔ اس کے جواب میں) انہوں نے کہا کہ (ہمارا یہ سوال امتحانا نہیں (بلکہ) ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل

وزی کی طرف سے مطمئن ہو جائیں اور (ہم "پراگندہ روزی پراگندہ دل" کے مصداق نہ ہیں) اور (اس کیساتھ) ہم کو اس کا مزید یقین بھی ہو جائے کہ آپ نے ہم سے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے اور (اب تک جو نزول مائدہ کے امکان کا ہمیں علم ہے۔ اب بعد مشاہدہ کے) ہم اس پر گواہ بن جاویں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدا سے دعا!

(ان اغراض صحیحہ کے معلوم ہونے کے بعد) عیسیٰ بن مریم نے کہا اے اللہ اے ہمارے رب آپ ہم پر آسمان سے تیار کھانا آتاریئے۔ جو کہ ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لئے خوشی کا موجب ہو اور آپ کی طرف سے آپ کی (کمال قدرت اور میری رسالت کی ایک دلیل ہو اور آپ ہمیں رزق دیجئے اور آپ بہتر رزق دینے والے ہیں (اس لئے آپ سے اس کا منظور کر لینا کچھ بعید نہیں) اس کے جواب میں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اچھا میں اس کو تم پر اتار دوں گا بس (تم کو چاہیئے کہ اس کے اترنے کے بعد اس کا حق ادا کرو۔ یعنی جو اغراض تم نے بیان کی ہیں ان کو پورا کرو۔ کیونکہ) جو شخص اس کے نزول کے بعد ناقدری کرے گا (اور اس کے مقتضیٰ پر عمل نہ کرے گا) اس کو میں ایسی سزا دوں گا کہ جہاں بھر میں کسی کو نہ دوں گا یہاں تک اس قصہ کو پہنچا کر پھر اصل قصہ کی طرف عود فرماتے ہیں۔

وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلٰهَيْنِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۖ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ۚ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ۚ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴿١١٦﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿١١٧﴾ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١١٨﴾

ترجمہ: اور وہ وقت قابل ذکر ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرمادیں گے کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی علاوہ خدا کے معبود قرار دے لو تو عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے (توبہ توبہ) میں تو آپ کو (شریک سے) منزہ سمجھتا ہوں مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہیں اگر میں نے کہا ہوگا تو آپ کو اس کا علم ہوگا آپ تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتے ہیں اور میں آپ کے علم میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا تمام غیبوں کے جاننے والے آپ ہیں میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی جو آپ نے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے میں ان پر مطلع رہا جب تک ان میں رہا پھر جب آپ نے مجھ کو اٹھا لیا تو آپ ان پر مطلع رہے اور آپ ہر چیز کی پوری خبر رکھتے ہیں۔ اگر آپ ان کو سزا دیں گے تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرمادیں تو آپ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔

انعامات کی یاددہانی کے بعد سوال

تفسیر: اور فرماتے ہیں کہ جس وقت حق تعالیٰ حضرت عیسیٰ سے وہ کہے گا جو تم اوپر سن چکے ہو۔ اور جس وقت (اس تمہید کے بعد) حق تعالیٰ ان سے یہ کہے گا کہ اے عیسیٰ (تم ہمارے انعامات مذکورہ کو پیش نظر رکھ کر یہ بتاؤ کہ) کیا (باوجود ہمارے انعامات کے تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کو چھوڑ کر مجھے اور میری ماں کو معبود بناؤ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جواب

اس وقت وہ کہیں گے کہ آپ پاک ہیں (اس سے کہ آپ کا کوئی شریک ہو) مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے حق نہیں (یہ تو واقعہ ہے لیکن) اگر (بالفرض) میں نے کہا ہو تو آپ اس کو ضرور جانتے ہیں۔ کیونکہ آپ تو میرے دل کی بات بھی جانتے ہیں (پھر میرے کہے ہوئے کو کیوں نہ جانتے) اور میں آپ کے جی کی بات نہیں جانتا (جب تک آپ ظاہر نہ فرمائیں کیونکہ) صرف آپ ہی علام الغیوب ہیں (پھر ایسی حالت میں میں مدعی الوہیت کیسے ہوسکتا ہوں۔ الغرض میں نے ان سے ایسا ہرگز نہیں کہا) میں نے تو صرف وہ ہی بات کہی تھی جسکا آپ نے مجھے حکم دیا تھا یعنی یہ کہ تم خدا کی پرستش کرو جو کہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی اور جب تک میں ان میں رہا اس وقت تک میں ان کی حالت دیکھتا رہا (لیکن اس وقت تک کسی نے ایسے کفریہ عقیدہ کو ظاہر نہ کیا تھا تاکہ میں اس کی اصلاح کرتا پھر جبکہ آپ نے مجھے (آسمان پر بلا کر) بالکل اپنے قبضہ میں لے لیا تو (میری نگرانی ختم ہوگئی اور اس وقت) صرف آپ ان کے نگراں تھے۔ اور (چونکہ میرے لفظ ان پر سے اختصاص کا ایہام ہوتا ہے اس لئے میں صاف لفظوں میں کہتا ہوں کہ صرف ان پر ہی نہیں بلکہ) آپ ہر چیز پر مطلع ہیں (یہ تو واقعہ تھا۔ اب) اگر آپ انہیں سزا دیں۔ تو (آپ کو حق ہے۔ کیونکہ) وہ آپ کے بندے ہیں۔ اور اگر آپ انہیں معاف کریں۔ تو (آپ کو اس پر قابو بھی ہے کیونکہ) آپ ہر چیز پر پورا قابو رکھنے والے (ہیں۔ اور کچھ بے جا بھی نہ ہوگا کیونکہ) آپ حکمت والے ہیں۔

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۭ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۭ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماویں گے کہ یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے ان کا سچا ہونا ان کے کام آوے گا ان کو باغ ملیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور خوش اور یہ اللہ تعالیٰ سے راضی اور خوش ہیں یہ بڑی بھاری کامیابی ہے اللہ ہی کی ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور ان چیزوں کی جو ان میں موجود ہیں اور وہ ہر شے پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔

حق تعالیٰ کا ارشاد: تفسیر: (اب حق تعالیٰ فرماویں گے کہ یہ وہ دن ہے جس میں سچوں کی سچائی انہیں نفع پہنچائے گی اور جھوٹوں کا جھوٹ انہیں نقصان پہنچائے گا چنانچہ) ان کے لئے وہ باغات جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی یوں ہوں گے کہ وہ ان میں ہمیشہ کو رہیں گے (اور جھوٹوں کے لئے دوزخ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ کیونکہ) خدا ان سے خوش ہے۔ وہ خدا سے خوش ہیں (برخلاف

ہمیشہ رہیں گے وہ خدا سے خوش نہ خدا ان سے خوش) پس بڑی کامیابی یہی ہے (جو کہ ان لوگوں جو حاصل ہوئی آسمانوں اور زمین میں اور جو چیزیں ان کے درمیان میں ہے سب کی بادشاہت اللہ ہی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (پس صاحب سلطنت ہونے کی وجہ سے اسے یہ حق ہے کہ وہ جس کو چاہے یہ کامیابی عطا فرمائے اور صاحب قدرت ہونے کی وجہ سے اسے اس کا اختیار ہے لہٰذا اس نے استحقاق و تحسین کی بناء پر یہ کامیابی سچوں کو عطا فرمائی پس نہ اس میں شک کی گنجائش ہے نہ اعتراض کی واللہ اعلم۔

چند تنبیہات: اس جگہ چند تنبیہات ہیں اول یہ کہ یوم یجمع اللہ الرسل منصوب بناپر ظرفیۃ ہے نہ کہ بناپر مفعولیۃ اور متضمن ہے یعنی شرط کو جس کی جزا قالو الاعلم لنا ہے اور اذقال اللہ یعیسےٰ ابن مریم الخ بیان ہے قالو الاعلم لنا کا ایک مثال کے طور پر پس وہ قیامت کا واقعہ ہے اور اذقال اللہ یعسیٰ ابن مریم اذ کر نعمتی الخ معطوف علیہ ہے اور اذقال اللہ یعسیٰ ابن مریم ائنت قلت اس پر معطوف اور سبحنک ان دونوں کی جزاء اور اذقال الحواریون معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان جملہ معترضہ ہے اور اس کلام میں جو حضرت عیسیٰ سے متعلق ہے مقصود بالخطاب حضرت حق کا سوال ائنت قلت ہے اور اذ کر نعمتی اس سوال کی تمہید اور حاصل یہ ہے کہ اول تم ان انعامات کو یاد کرو اور ان کو پیش نظر رکھ کر اس سوال کا جواب دو کہ کیا باوجود ہمارے ان انعامات کے بھی جو کہ ہر طرح تمہاری اور تمہاری ماں کی عبدیت کو ظاہر کرنے والے اور مقتضی شکر ہیں تم نے اپنی اور اپنی ماں کی الوہیت کا دعویٰ کیا اور لوگوں کو اس کی تعلیم دی ہم تو نہیں کہتے کہ ایسی حالت میں تم نے اتنی بڑی غلطی کی ہے ہاں تمہاری امت اس کی مدعی ہے لہٰذا اس وقت تم بھی موجود ہو اور تمہاری امت بھی اب جو واقعہ ہے اس کو صحیح صحیح بیان کرو اس پر وہ صاف انکار کر دیں گے اور کہہ دیں گے کہ نہ میں نے ان سے کہا اور نہ میرے سامنے انہوں نے ایسا کیا۔ اس لئے میں ہر طرح بری ہوں آپ کے سامنے انہوں نے ایسا کہا آپ جانیں اور وہ جانیں چاہے سزا دیں چاہے معاف کریں۔

قادیانی اور نیچیری کی بے عقلی: دوم یہ کہ ان انعامات میں جن کو حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو یاد دلایا ہے ان کے خلق طیر اور ابراء اکمہ وابرص اور احیاء موتی کا بھی ذکر کیا ہے مگر ہر جگہ باذنی کی قید بڑھا کر اس شبہ کو دفع کر دیا ہے کہ ان میں خدائی طاقت تھی اور وہ کام کر سکتے تھے جو خدا کر سکتا ہے جیسے جانوروں کو پیدا کرنا مردوں کو زندہ کرنا کیونکہ حق تعالیٰ نے صاف صاف بتلا دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ کا کام صرف صورت بنانا اور ان میں پھونک مارنا وغیرہ تھے اور حق تعالیٰ کا کام ان میں جان ڈالنا اور صحت پیدا کرنا تھا پس اس سے کسی طرح ان کی خدائی کا دھوکہ بھی نہیں ہو سکتا چہ جائے کہ ان کی خدائی کا ثبوت مرزا غلام احمد قادیانی نے سرسید کی تقلید میں ان (معجزات) کا انکار کیا اور اس پر اضافہ یہ کیا کہ ایسا عقیدہ شرک اور عیسائیوں کی طرح عیسیٰ کو خدا ماننا ہے پس اس نے صراحۃً خدا کے کلام کا انکار کیا اور خدا کو عیسائیت کی تعلیم دینے والا اور مسلمانوں کو مشرک اور عیسائی بتایا اور اسلام کو باطل ٹھہرایا اس لئے خود کافر ہو گیا مسلمانوں کو متنبہ رہنا چاہئے اور قادیانیوں کے دھوکوں سے بچنا چاہئے اور خوب سمجھ لینا چاہئے کہ نہ ان معجزات سے حضرت عیسیٰ کی خدائی ثابت ہوتی ہے اور نہ مسلمانوں کا عقیدہ شرک ہے بلکہ وہ خدا کی خبر پر ایمان ہے جو کہ مسلمانوں کا فرض ہے۔

قادیانیوں کا غلط استدلال: سوم یہ کہ حق تعالیٰ کے قول کففت بنی اسرائیل میں غلام احمد قادیانی کے اس خیال کی پوری تردید ہے کہ یہود نے اس کو سولی دی اور جب وہ ان کی نظر میں مردہ ہو گئے تب انہوں نے ان کو قبر میں دفن کر دیا مگر چونکہ وہ مرے نہ تھے اور صرف

بے ہوش ہو گئے تھے اس لئے قبر میں سے زندہ نکل آئے اور دوسری جگہ جا کر اپنی موت سے مرے کیونکہ اگر اس کو تسلیم کرلیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ خدا نے ان کی حفاظت نہیں کی کیونکہ جس قدر یہود کے امکان میں تھا وہ سب کچھ کر گذرے چنانچہ ان کو سولی بھی دیدی اپنے خیال میں ان کو مار بھی ڈالا قبر میں بھی دفن کر دیا جان کا جسم سے جدا کرنا ان کے امکان میں ہی نہ تھا تو خدا نے بنی اسرائیل کو کس کام سے روک دیا جس کا احسان خدا ان پر جتاتا ہے ہاں اگر وہ یوں کہتا کہ یہود کے سولی دیدینے اور قبر میں دفن کر دینے پر بھی ہم نے تم کو زندہ رکھا تو دوسری بات تھی مگر وہ نہیں کہتا بلکہ وہ یہ کہتا ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روک دیا الغرض مرزائیوں کا یہ خیال تھوڑی ترمیم کے ساتھ عیسائیوں اور یہودیوں سے ماخوذ ہے اور وہ ترمیم بھی اس مصلحت سے کی گئی ہے کہ خدا نے صریح طور پر یہودیوں اور عیسائیوں کے عقیدہ کی تردید کی ہے اور وما قتلوہ وما صلبوہ صاف فرمایا ہے جس میں اس کو کامل تحریف کی گنجائش نہ ملی اس لئے تھوڑی تحریف آیت میں کی اور تھوڑی ترمیم یہود و نصاریٰ کے عقیدہ میں اور ایک بین بین عقیدہ نکال لیا۔

قادیانی کا وفات عیسیٰ علیہ السلام پر غلط استدلال

چہارم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم سے مرزا نے وفات عیسیٰ علیہ السلام پر استدلال کیا ہے لیکن یہ استدلال محض غلط ہے توفی کے معنی لغت میں کسی شئی کو پورا پورا لے لینا اور اس کے پورے پر قبضہ کر لینا ہیں چنانچہ لغت کی تمام کتابوں میں اس کی تصریح ہے اور اسی بناء پر موت دینے پر توفی کا اطلاق ہوتا ہے کہ اس میں اس کے کل پر حق تعالیٰ کا قبضہ ہو جاتا ہے اور اس کا اپنے اوپر بالکل قابو نہیں رہتا اور نیند پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے کیونکہ سونے میں بھی آدمی پورے طور پر حق تعالیٰ کے قبضہ میں ہوتا ہے اور اسی بناء پر آسمان پر اٹھا لینے پر بھی اُس کا اطلاق کیا گیا ہے کیونکہ اب وہ پورے طور پر حق تعالیٰ کے قبضہ میں ہو گئے اور وہ اس جہان کے متعلق اپنے اختیار سے کچھ نہیں کر سکتے پس یہ اطلاق لغت کے بالکل مطابق ہے اور اس کے خلاف نہیں ہے جیسا کہ قادیانی سمجھتے ہیں لیکن اگر تھوڑی دیر کے لئے اس کو تسلیم کر لیا جائے کہ لغت میں اس کے معنی صرف موت کے ہیں تو ہم کہیں گے کہ اس جگہ آسمان پر اٹھانے کو موت سے تشبیہ دیکر بطور استعارہ کے توفیتنی کہا گیا ہے اس میں کیا قباحت ہے آخر قادیانی تمام قرآن کو محض بلاوجہ استعارہ قرار دیتے ہیں تو اگر ہم احادیث صریحہ اور اجماع امت کی بناء پر صرف ایک جگہ استعارہ مراد لے لیں تو قادیانیوں کو اس کی تردید کا کیا حق ہے اگر کہا جاوے کہ آسمان پر اٹھانے کے لئے توفی کا استعارہ کہیں نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ عیسیٰ بن مریم کا استعارہ بھی قرآن و حدیث میں غلام احمد قادیانی کے لئے کہیں نہیں ہے وہاں آپ استعارہ کیوں مراد لیتے ہیں حالانکہ توفی کے استعارہ کی دوسری جگہ نہ پائے جانے کی وجہ یہ ہے کہ رفع الی السماء اس خاص طریقہ پر کسی اور کے لئے ثابت نہیں اس لئے یہ استعارہ بھی کہیں نہیں اور حضرت عیسیٰ کی اول تو کوئی خصوصیت غلام احمد میں تھی نہیں اور اگر کوئی عام صفت ہو تو اول تو وہ وجہ استعارہ نہیں ہو سکتی پھر وہ ایسی صفت ہے جو اوروں میں بھی پائی جاتی ہے اور باوجود اس کے بھی کسی کو استعارہ عیسیٰ بن مریم نہیں کہا گیا حضرت عیسیٰ کی خصوصیات جو کہ وجہ استعارہ ہو سکتی ہے یہ ہیں نفخ جبرئیل ماں کے پیٹ سے بے باپ کے پیدا ہونا لاعلاج مریضوں کو خدا کے حکم سے اچھا کرنا خدا کے حکم سے مردوں کو زندہ کرنا اور مورتوں کو پرندہ بنانا انہی اوصاف سے وہ مشہور ہیں اور یہ بھی ان کی خصوصیات سے ہیں۔ اور یہی معنی بن سکتے ہیں استعارہ کا اور مرزا میں ان میں سے کوئی صفت بھی نہیں پھر مرزا کے لئے عیسیٰ بن مریم کا

استعارہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے مرزا خدا بخش نے فصل مصطفٰی میں جو جو استعارہ کے لکھے ہیں اگر ان کو صحیح مان لیا جاوے تو پھر ہر چوڑا چمار اور ہر چوڑا کو اور ہر کافر مسیح بن مریم ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے خدا بچاوے جہل اور کفر سے۔

پنجم: یہ کہ حضرت عیسیٰ کے اس واقعہ سے نصاریٰ کو تنبیہ مقصود ہے اور حواریین کے واقعہ میں ان کو نہایت زبردست دھمکی اس لئے قصہ کے ضمن میں بجملہ معترضہ کے طور پر اس کو ذکر کر دینا مناسب ہوا تا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ تمہارے بزرگوں کے ساتھ ہمارا یہ معاملہ تھا تو تمہاری کیا حقیقت ہے اور تم کس بات پر بھولے ہوئے ہو اور چونکہ اوپر سے انعام کا ذکر آرہا ہے اور اس میں حضرت عیسیٰ پر قبولیت دعا کا انعام ہے اور ان کی امت پر یہ کہ ان سے انزال مائدہ کا ایک دھمکی کے ساتھ وعدہ کیا گیا جس کا قبول کرنا اور نہ کرنا ان کے اختیار میں تھا پھر اس میں حواریین کے ایمان کی کیفیت کا جو بیان ہے اس لئے وہ بھی اور بھی چسپاں ہو گیا۔

ششم: یہ کہ قرآن سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ان سے ایک دھمکی کے ساتھ انزال مائدہ کا وعدہ کیا گیا مگر کسی قابل اطمینان طریق سے یہ ثابت نہیں کہ وہ اتارا گیا یا نہیں اور اتارا گیا تو پھر بند کیوں ہوا کیوں کہ اس باب میں یا خدا کی خبر قابل اعتبار ہے یا حدیث صحیح مرفوع اور دوسروں کی روایت میں از قبیل اسرائیلیات ہونے کا قوی احتمال ہے لہذا میں ان پر اعتماد نہیں کرتا۔

ہفتم: یہ کہ اس صورت کے ابتداء اور انتہاء میں ایک خاص ربط ہے وہ یہ کہ اول میں ایفاء عہد کا حکم کیا تھا اور آخر میں ان کے لئے خوش خبری ہے جو اپنے اس عہد میں جو انہوں نے خدا سے کیا تھا سچے ثابت ہوں واللہ اعلم۔

سُوْرَۃُ الْاَنْعَامِ مَکِّیَّۃٌ ۞ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞ مِائَۃٌ وَّ خَمْسٌ وَّ سِتُّوْنَ اٰیَۃً
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۞ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ
ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۞ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ
مَا تَكْسِبُوْنَ ۞ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۞ فَقَدْ
كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۞

ترجمہ: (سورہ انعام مکی ہے اور اس میں کل ۱۶۵ آیتیں ہیں) تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے لائق ہیں جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور تاریکیوں کو اور نور کو بنایا پھر بھی کافر لوگ اپنے رب کے برابر قرار دیتے ہیں وہ ایسا ہے جس نے تم کو مٹی سے بنایا پھر ایک وقت متعین کیا اور دوسرا متعین وقت خاص اللہ ہی کے نزدیک ہے پھر بھی تم شک رکھتے ہو اور وہی ہے معبود برحق آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی وہ تمہارے پورے پوشیدہ احوال کو بھی اور تمہارے ظاہر احوال کو بھی جانتے ہیں اور تم جو کچھ عمل کرتے ہو اس کو جانتے ہیں اور ان کے پاس کوئی نشانی بھی ان کے رب کی

---

[1] روی الترمذی فیہ حدیثا مرفوعا وصححہ موقوفا علیٰ عمارا قال لا نعلم للحدیث المرفوع اصلا ۱۲

نشانیوں میں سے نہیں آتی مگر وہ اس سے اعراض ہی کیا کرتے ہیں سوانہوں نے اس سچی کتاب کو بھی جھوٹا بتلایا جبکہ وہ ان کے پاس پہنچی سوجلدی ہی ان کو خبرمل جاوے گی اس چیز کی جس کے ساتھ یہ لوگ استہزاء کیا کرتے تھے۔

تفسیر: قابل پرستش ذات جس نے انسانوں کو پیدا کیا! حمد مخصوص ہے اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے آسمانوں کو اور زمین (اور جملہ جواہر کو بذات خود اور بلاشرکت غیر) پیدا کیا اور تاریکیوں کو اور روشنی کو اور جملہ اعراض کو) بنایا (اور اس لئے سب کا معبود وہی ہے اور اس کے سوا کوئی قابل پرستش نہیں یہ تو واقعہ ہے مگر) کافر لوگ پھر بھی (دوسروں کو) اپنے رب کی برابر کرتے ہیں (اور ان کی پرستش کرتے) ہیں (کس قدر عجیب بات ہے) وہ وہی تو۔ ے جس نے (اول) تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر (تمہاری حیات کے لئے) ایک معیاد مقرر کی (جس پر اس کا خاتمہ ہوجاتا ہے اور تم مرجاتے ہو جس کا علم تم کو مشاہدہ سے حاصل ہے اور (اس کے علاوہ) ایک اور معین معیاد) جس پر تمہارے زمانہ موت کا خاتمہ ہوکر تمہارے لئے دوبارہ حیات حاصل ہوگی) اس کے پاس (اور اس کے علم میں) ہے (جس کا تم کو علم نہیں۔ یہ ایک واقعہ ہے جس کا مقتضے یہ ہے کہ تم لوگ اس کو مانو مگر) تم پھر بھی (اس کے باب میں) شک کرتے ہو (اور اس پر جیسا چاہیئے یقین نہیں کرتے یہ تمہاری غلطی ہے) اور واقعہ یہ ہے کہ) وہ ہی معبود ہے آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی (اور اس کا کوئی شریک نہیں پس تم اس پر یقین لاؤ اور جس طرح اسے ماننا چاہئے اس طرح مانو کیونکہ) وہ تمہارا باطن اور تمہارا ظاہر سب جانتا ہے اور جو کچھ کماتے ہو اس کو بھی جانتا ہے (پس تم اس کی مخالفت نہ کرو ورنہ وہ تمہیں سزادے گا۔

دلائل خداوندی کا انکار

دیکھو ہم ان کو کس کس طرح سمجھاتے ہیں مگر یہ ایمان نہیں لاتے) اور ان کے پاس ان کے رب کے دلائل میں سے کوئی دلیل نہیں آتی جس سے یہ لوگ منہ نہ موڑتے ہوں (بلکہ جو دلیل آتی ہے اس سے ضرور بے رخی کرتے ہیں) پس ان لوگوں نے سچ کو جھٹلایا جبکہ وہ ان کے پاس آیا (اور اس کے ساتھ استہزاء اور (تمسخر کیا) سوعنقریب اس (حق) کی خبریں جس کے ساتھ یہ تمسخر کرتے تھے ان کے سامنے آجائیں گے (اور وہ ان کو آنکھوں سے دیکھ لیں گے جبکہ ان کو اس استہزا کی سزادی جائے گی یہ لوگ استہزاء کے نتائج کے بدسے بے فکر ہوکر استہزاء میں مصروف ہیں۔

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا
السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ
وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝٦ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِىْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ
لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٧ وَقَالُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا
مَلَكًا لَّقُضِىَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝٨ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ
مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝٩ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ۝

ترجمہ: کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم ان سے پہلے کتنی جماعتوں کو ہلاک کر چکے ہیں جن کو ہم نے دنیا میں ایسی قوت دی تھی کہ تم کو وہ قوت نہیں دی اور ہم نے ان پر خوب بارشیں برسائیں اور ہم نے ان کے نیچے سے نہریں جاری کیں پھر ہم نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کر ڈالا اور ان کے بعد دوسری جماعتوں کو پیدا کر دیا اور اگر ہم کاغذ پر لکھا ہوا کوئی نوشتہ آپ پر نازل فرماتے پھر اس کو یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے تب بھی یہ کافر لوگ یہی کہتے کہ یہ کچھ بھی نہیں مگر صریح جادو ہے اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا اور اگر ہم کوئی فرشتہ بھیج دیتے تو سارا قصہ ہی ختم ہو جاتا پھر ان کو ذرا مہلت نہ دی جاتی اور اگر ہم اس کو فرشتہ تجویز کرتے تو ہم اس کو آدمی ہی بناتے اور ہمارے اس فعل سے پھر ان پر وہی اشکال ہوتا جو اب اشکال کر رہے ہیں اور واقعی آپ سے پہلے جو پیغمبر ہوئے ہیں ان کے ساتھ بھی تمسخر کیا گیا ہے۔ پھر جن لوگوں نے ان سے تمسخر کیا تھا ان کو اس عذاب نے آگھیرا جس کا تمسخر اڑاتے تھے۔

پہلی قوموں کی ہلاکت سے سبق

تفسیر: کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم (ایسی ہی باتوں کے سبب) ان سے پہلے کتنی ایسی جماعتوں کو ہلاک کر چکے ہیں جن کو ہم نے زمین میں وہ قوت دی تھی جو تم کو نہیں دی اور جن پر (اول) ہم نے دھواں دھار مینہ برسائے اور ان کے نیچے نہریں بہائیں (جس سے وہ متکبر اور سرکش ہوئے) پھر (جبکہ انہوں نے گناہوں میں پوری ترقی کر لی۔ لو) ہم نے ان کے گناہوں کی بدولت ان کو ہلاک کر دیا اور (ان کی جگہ نئی جماعت پیدا کی جبکہ یہ واقعات ان کے سامنے ہیں تو پھر ان کو کس بات پر گھمنڈ ہے اور وہ کس بات پر بھولے ہوئے ہیں گو یہ باتیں ان کے راست پر لانے کے لئے کافی ہیں مگر وہ اپنی ہٹ دھرمی سے ان کو بھی نہ مانیں گے)

کفار کی ہٹ دھرمی کی انتہاء

اور (ان کی ہٹ دھرمی یہاں تک بڑھی ہوئی ہے کہ) اگر ہم کاغذ میں لکھا ہوا نوشتہ بھی آپ پر نازل کرتے (جس میں ان کو جعل کا بھی شبہ نہ ہوتا) اور وہ اس کو اپنے ہاتھوں سے بھی چھو لیتے (جس سے نظر کی غلطی کا احتمال بھی جاتا رہتا) تب بھی یہ کافر لوگ یہی کہتے کہ یہ تو سراسر کھلا ہوا جادو ہی ہے (اور اس میں نوشتہ خداوندی ہونے کا احتمال بھی نہیں) اور (ایک ہٹ دھرمی ان کی یہ ہے کہ) وہ کہتے ہیں کہ اس (نبی) پر فرشتہ کیوں نہ اتارا گیا (جو ہمارے سامنے اس کو خدا کا پیغام پہنچاتا جس سے ہم کو اس کی رسالت کی تصدیق ہو جاتی) حالانکہ اگر ہم فرشتہ اتارتے تو (یہ اس کو بھی نہ مانتے جس کے نتیجہ میں ہلاک کر دیئے جاتے اور) قصہ ہی ختم ہو جاتا (اب ہم[1] بھی ایسا کر سکتے ہیں مگر) پھر انہیں مہلت نہ دی جائے گی۔

فرشتہ کے رسول نہ ہونے کی وجہ

اور (ایک ہٹ دھرمی ان کی یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ خود فرشتہ رسول کیوں نہ ہوا لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ) اگر ہم اس کو فرشتہ بناتے تب بھی ہم اس کو مرد (صورت) ہی بناتے (کیونکہ نہ فرشتوں کو ان کی اصلی صورت میں دیکھنے کی ان میں قوت ہے اور نہ عدم مجانست کے سبب یہ ان سے مستفید

[1] اشارة الى الحذف فى الكلام بقرينة قوله ينظرون ومثل هذا الحذف لرعاية الايجاز كثير فى القرآن ۱۲

ہو سکتے تھے) پھر بھی ہم ان پر اس (حقیقت) کو مشتبہ کر دیتے جس کو اب وہ مشتبہ کر رہے ہیں (اور اس میں بھی وہ ہی شبہات کرتے جواب کر رہے ہیں کہ یہ تو فرشتہ کدھر سے ہے تو تو ہمیں جیسا آدمی ہے اور اگر وہ کوئی علامات و نشانات اپنے فرشتہ ہونے کے دکھلاتا تو کہہ دیتے کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے تو فرشتہ بنانا بھی بے نتیجہ تھا الغرض یہ سراسر ہٹ دھرم ہیں اور ان کے انکار کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے جس کا لحاظ کیا جاوے اور آپ ان کے استہزا کی کوئی پرواہ نہ کیجئے کیونکہ وہ اس کا خمیازہ بھگتیں گے چنانچہ اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں) اور تم سے پہلے بہت سے رسولوں کے ساتھ تمسخر کیا گیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو اس (عذاب نے) آ گھیرا جس کا وہ تمسخر کرتے تھے (اور رسولوں کا اس سے کچھ ضرر نہ ہوا)

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿١١﴾ قُل لِّمَن مَّا فِي السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ ۖ قُل لِّلَّهِ ۚ كَتَبَ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۚ لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ
الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٢﴾ وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ
الْعَلِيمُ ﴿١٣﴾ قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۗ
قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ ۖ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٤﴾ قُلْ إِنِّي
أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥﴾ مَّن يُصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ ۚ
وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ ﴿١٦﴾ وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِن يَمْسَسْكَ
بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٧﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ﴿١٨﴾

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ ذرا زمین میں چلو پھرو پھر دیکھ لو کہ تکذیب کرنے والوں کا کیا انجام ہوا آپ کہیے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجود ہے یہ سب کس کی ملک ہے آپ کہہ دیجئے کہ سب اللہ ہی کی ملک ہے اللہ تعالیٰ کا مہربانی فرمانا اپنے اوپر لازم فرما لیا ہے تم کو خدا تعالیٰ قیامت کے روز جمع کریں گے اس میں کوئی شک نہیں جن لوگوں نے اپنے کو ضائع کر دیا ہے سو وہ ایمان نہ لاویں گے اور اللہ ہی کی ملک ہے سب جو کچھ رات میں اور دن میں رہتے ہیں اور وہی ہیں بڑا سننے والا بڑا جاننے والا آپ کہیے کہ کیا اللہ کے سوا جو کہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے ہیں اور جو کہ کھانے کو دیتے ہیں اور ان کو کھانے کو کوئی نہیں دیتا کسی کو معبود قرار دوں آپ فرما دیجئے کہ مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے میں اسلام قبول کروں اور تم مشرکین میں سے ہرگز نہ ہونا آپ کہہ دیجئے کہ میں اگر اپنے رب کا کہنا نہ مانوں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں جس شخص سے اس روز وہ عذاب ہٹا دیا جاوے گا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے بڑا رحم کیا اور یہ صریح کامیابی ہے اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچا دیں تو اس کا دور کرنے والا سوا اللہ تعالیٰ کے اور کوئی

نہیں اور اگر تجھ کو کوئی نفع پہنچادیں تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں اور وہی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے اوپر غالب ہیں برتر ہیں اور وہی بڑی حکمت والے ہیں اور پوری خبر رکھنے والے ہیں۔

وہ کافر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تمسخر کرتے ہیں

تفسیر : آپ (ان تمسخر کرنے والوں سے) کہہ دیجئے کہ تم (تمسخر کرتے ہو اور اس کے انجام بد سے نہیں ڈرتے ذرا) زمین میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ رسولوں کے جھٹلانیوالوں کا کیسا (برا) انجام ہوا (یہ لوگ یہ دوسروں کو خدا کے برابر بتاتے ہیں) آپ (ان سے) فرمایئے کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے یہ کس کی ہیں (ان کا خالق اور مالک کون ہے اگر اس کے جواب کو اپنے لئے مضر سمجھ کر وہ لوگ جواب میں تامل کریں تو) آپ (ہی اس کے جواب میں) کہیں کہ اللہ کی ہیں (پس حجت تمام ہوئی کیونکہ جب تمام اشیاء کا خالق اور مالک خدا ٹھہرا جس میں ان کے معبودان باطلہ بھی داخل ہیں تو ان کی خدا کے ساتھ ہمسری باطل ہوئی جس کے وہ مدعی تھے اب سوال یہ ہوسکتا ہے کہ پھر ان سرکشوں کو سزا کیوں نہیں دی جاتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ) اس نے اپنے اوپر رحمت نازل کرلی ہے (اور اس لئے ان کو فی الحال سزا نہیں دیتا مگر اس سے بالکل مطمئن نہ ہونا چاہئے کیونکہ) وہ تم سب کو اکٹھا کر کے قیامت کے دن کی طرف بلائے گا (جہاں تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس اور ان پر جزا و سزا ہوگی) اس میں کوئی خلجان (اور شک وشبہ کی بات) نہیں (پس تمہیں اس میں شک نہ ہونا چاہئے یہ ایک ایسی بات ہے جس کو خوش قسمت لوگ مالیں گے۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے اپنے کو کھودیا سو وہ نہ مانیں گے اور (حقیقت یہ ہے کہ) جو کچھ رات اور دن میں ساکن (اور اس کے احاطہ میں داخل) ہے سب اسی کا ہے اور صرف وہی سمیع مطلق اور علیم مطلق ہے (جو کہ ہر بات کو سنتا اور ہر چیز کو جانتا ہے لہٰذا اس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں)۔

دعوت شرک کا جواب: آپ (ان نادانوں سے جو آپ کو شرک کی دعوت دیتے ہیں خواہ صراحۃً یا اپنے مذہب کی حقانیت کے مدعی ہوکر دلالۃً) یوں کہئے کہ (ارے نادانو) کیا میں خدا کے سوا کسی اور کو متولی کار بنالوں جو کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے حالانکہ وہ سب کو کھانا دیتا ہے (اور اس وجہ سے وہ سب کا محتاج الیہ ہے) اور اسے کوئی کھانا نہیں دیتا (کیونکہ وہ کھانے سے منزہ ہے اور اس لئے وہ کسی کا محتاج نہیں) آپ کہہ دیجئے کہ (مجھ سے ایسا نہیں ہوسکتا کیونکہ) مجھے (اس محتاج الیہ اور غیر محتاج اور خالق الارض وسما کی جانب سے) حکم دیا گیا ہے کہ میں پہلا وہ شخص ہوں جس نے خدا کے سامنے گردن جھکائی ہے اور خبردار آپ ہرگز ہرگز مشرکین میں سے نہ ہونا (بلکہ ان کی ایسی درخواست پر) آپ (صاف) کہہ دیجئے کہ اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو مجھے ڈر ہے ایک بڑے دن کے عذاب کا (جس میں مجھ سے میرے اعمال کی باز پرس ہوگی وہ عذاب اس قدر سخت ہوگا کہ) جس سے اس روز وہ عذاب ہٹالیا جاوے تو (سمجھو کہ) اس نے اس پر رحم کیا اور یہی کھلی کامیابی ہے۔

تکلیف و آرام الٰہی کو کوئی ٹال نہیں سکتا

اور (اے رسول تم کو یہ واضح رہے کہ اگر خدا تمہیں کوئی معمولی[1] سی تکلیف بھی پہنچادے تو پھر اس کو کوئی دور کرنے والا نہیں بجز اسی کے اور اگر وہ تمہیں کوئی بڑی[2] سے بڑی بہتری پہنچاوے تو وہ (پہنچا سکتا ہے کیونکہ) وہ ہر چیز پر قادر ہے (اور کوئی اس کو اس سے روک نہیں سکتا

---

[1] اشار الی ان التنوین فی ضر للتقلیل بقرینتہ قولہ تعالیٰ فلا کاشف وفی خیر للتفخیم بقرینۃ قولہ تعالیٰ علی کل شئی قدیر ۱۲ مولانا اشرف علی۔

[2] اشار الی التنوین فی ضر للتقلیل بقرنیۃ قولہ تعالیٰ فلا کاشف وفی خیر للتفخیم بقرنیۃ قولہ تعالیٰ علی کل شئی قدیر ۱۲ مولانا اشرف علی۔

اور جبکہ نفع اور ضرر دونوں اسی کے اختیار میں ہیں تو پھر اسی کی اطاعت ہونی چاہیئے اور کسی کی بات نہ مانی چاہئے اور یہ بھی واضح ہو کہ) وہی غالب ہے اپنے بندوں پر اور (اس کے تمام بندے اسی کے اختیار میں مغلوب ہیں) اور وہی صاحب حکمت اور واقف کار ہے (اور یہ باتیں بھی اسی کو متقضی ہیں کہ صرف اسی کی اطاعت کی جاوے۔

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً ۚ قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ۚ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰی ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝

ترجمہ: آپ کہیئے کہ سب سے بڑھ کر چیز گواہی دینے کے لئے کون ہے آپ کہیئے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ گواہ ہے اور میرے پاس یہ قرآن بطور وحی کے بھیجا گیا ہے تا کہ میں اس قرآن کے ذریعہ سے تم کو اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے ان سب کو ڈراؤں کیا تم سچ مچ یہی گواہی دو گے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ اور معبود بھی ہیں آپ کہہ دیجئے کہ میں تو گواہی نہیں دیتا آپ فرما دیجئے کہ بس وہ تو ایک ہی معبود ہے اور بے شک میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ لوگ رسول کو پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں جن لوگوں نے اپنے کو ضائع کر لیا سو وہ ایمان نہ لاویں گے۔

خدا کی گواہی کا مرتبہ

تفسیر: یہ تنبیہات کر کے آپ کو حکم دیا جاتا ہے کہ) آپ (ان مشرکین سے جو کہ آپ کو مفتری کہتے ہیں) یہ کہیئے کہ اچھا یہ بتلاؤ کہ کس کی گواہی مرتبہ میں سب سے بڑی (اور اس لئے سب سے زیادہ قابل قبول ہے) سو ظاہر ہے کہ خدا سے زیادہ کسی کی بھی نہیں اب آپ کہیئے کہ بس فیصلہ ہوا) میرے اور تمہارے درمیان خدا گواہ ہے (کہ میں اپنے دعوی میں سچا ہوں) اور فی الحقیقت یہ قرآن میری طرف خدا کی جانب سے وحی کیا گیا ہے تا کہ میں اس کے ذریعہ سے تم کو بھی ڈراؤں اور ان کو بھی جن کو یہ قرآن پہنچے (خواہ وہ عربی ہوں یا عجمی اور اس زمانہ میں ہوں یا قیامت تک کسی اور زمانہ میں انسان ہوں یا جن اور میں نے اسے نہیں بنایا اور یہی خدا کی شہادت بھی ہے اور اس کا ثبوت کہ یہ خدا کی وحی ہے یہ ہے کہ اگر تم اس کو میرا بنایا ہوا سمجھتے ہو تو ایسا تم بھی بنا لاؤ بس فیصلہ ہے اچھا تم یہ بتلاؤ کہ) کیا واقعی تم یقین کے طور پر کہتے ہو کہ خدا کے ساتھ اور بھی معبود ہیں (اس کا جواب) ہٹ دھرمی سے وہ یہی دینگے کہ ہاں ہم کو یقین ہے اور ہم یقین سے ایسا کہتے ہیں) آپ (اس کے جواب میں) کہہ دیجئے کہ میں یہ گواہی نہیں دیتا (کیونکہ علم ویقین کے لئے دلیل قطعی کی ضرورت ہے اور یہاں بجز کورانہ تقلید کے دلیل ظنی بھی نہیں تو یقین کیسے حاصل ہو سکتا ہے اور اس پر شہادت کیسے دی جا سکتی ہے پس جبکہ تعدد الٰہیہ پر کوئی شہادت نہیں اور اس کے خلاف پر دلائل موجود ہیں۔

خدا کی وحدانیت: تو آپ کہہ دیجئے کہ بات صرف یہی ہے کہ خدا معبود واحد ہے میں ان چیزوں سے بری ہوں جن کو تم خدا کا شریک بتاتے ہو (اس مضمون کو اگر مشرکین نہ جانیں مگر) جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو یوں ہی جانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو جانتے ہیں کیونکہ ان کتابوں میں توحید بھری پڑی ہے اور گو انہوں نے اس میں مضامین شرکیہ ملا دیئے مگر وہ یہی جانتے ہیں کہ یہ خدائی باتیں نہیں ہیں بلکہ بناتی ہوئی ہیں یہ باتیں ایسی ہیں کہ جن کو سن کر ہر طالب حق کو ایمان لے آنا چاہئے مگر) جنہوں نے اپنے کو کھو رکھا ہے سو وہ (ان پر بھی) ایمان نہ لائیں گے (لہذا یہ لوگ بڑے ہی ظالم ہیں کیونکہ یہ لوگ خدا پر افتراء کرتے اور دانستہ خدا کی آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْۤا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ﴿۲۳﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْــَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾

ترجمہ: اور اس سے زیادہ اور کون بے انصاف ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بہتان باندھے یا اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھوٹا بتلادے ایسے بے انصافوں کو رستگاری نہ ہوگی اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جس روز ہم ان تمام خلائق کو جمع کریں گے پھر ہم مشرکین سے کہیں گے کہ (بتلاؤ) تمہارے وہ شرکاء جن کے معبود ہونے کا تم دعویٰ کرتے تھے کہاں گئے پھر ان کے شرک کا انجام اس کے سوا اور کچھ بھی نہ ہوگا کہ وہ یوں کہیں گے کہ قسم اللہ کی اپنے پروردگار کی ہم مشرک نہ تھے ذرا دیکھو تو کس طرح جھوٹ بولا اپنی جانوں پر اور جن چیزوں کو وہ جھوٹ موٹ تراشا کرتے تھے۔ وہ سب غائب ہوگئیں اور ان میں بعضے ایسے ہیں کہ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں اور ہم نے ان کے دلوں پر حجاب ڈال رکھے ہیں اس سے کہ وہ اس کو سمجھیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ دے رکھی ہے اور اگر وہ لوگ تمام دلائل کو دیکھ لیں ان پر بھی ایمان نہ لاویں یہاں تک کہ جب یہ لوگ آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ سے خواہ مخواہ جھگڑتے ہیں یہ لوگ جو کافر ہیں یوں کہتے ہیں کہ یہ تو کچھ بھی نہیں صرف بے سند باتیں ہیں جو پہلوں سے چلی آرہی ہیں اور یہ لوگ اس سے اوروں کو بھی روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور رہتے ہیں اور یہ لوگ اپنے ہی کو تباہ کر رہے ہیں اور کچھ خبر نہیں رکھتے۔

خدا پر افتراء: **تفسیر**: اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو خدا پر بہتان باندھے یا (خواہ مخواہ) خدا کی آیات کو جھٹلائے (پس یہ لوگ

کامیابی سے محروم ہیں کیونکہ) جو سراسر ظالم (اور ظلم پر کمربستہ) ہوں وہ کامیاب نہیں ہوتے (یہ صرف دنیا ہی میں ایسی باتیں کرتے ہیں)

قیامت میں سوال جواب کافروں سے

اور جس روز ہم ان سب کو (قیامت میں اکٹھا کریں گے (اور بعد اکٹھا کرنے کے) پھر ان سے پوچھیں گے کہ (کیوں جی) تمہارے وہ شرکاء کہاں ہیں جن کو تم (خدا کے شرکاء) کہا کرتے تھے (ذرا ہم بھی تو دیکھیں اس وقت یہ کسی کو بھی نہ بتلاسکیں گے[1]) پھر جبکہ ان کو اس کا کوئی جواب نہ بن آئے گا۔ تو ناچار) ان کا جواب صرف یہ ہوگا کہ وہ کہیں گے کہ اپنے پروردگار خدا کی قسم ہم تو (آپ کیلئے) شریک بنانے والے نہ تھے۔ (بھلا!) دیکھو تو سہی انہوں نے اپنی نسبت کیساتھ (سفید) جھوٹ بولا اور اب کیسے وہ جھوٹی باتیں ان سے غائب ہوگئیں جو یہ بنایا کرتے تھے۔

بعض کفار کا حال: (الغرض یہ تو ان کی عام حالت تھی اور ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں (جن کی حالت عام حالت سے ممتاز ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ آپ کی طرف کان لگاتے (اور آپ کا قرآن وغیرہ سنتے) ہیں اور ہم نے (ان کے عناد کے سبب) ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں کہ وہ اسے نہ سمجھیں[2] اور ان کے کانوں میں ڈاٹیں لگادی ہیں (کہ وہ ایسے سماع قبول نہ سنیں غرض کہ نہ وہ اس کو سمجھتے ہیں اور نہ جس طرح سننا چاہیئے اس طرح سنتے ہیں) اور (ان کے عناد کی یہ حالت ہے کہ) اگر وہ (آپ کے سچائی کی) ہر ایک نشانی (آنکھ سے) دیکھ لیں تب بھی اس کو نہ مانیں حتیٰ کہ جب وہ آپ سے مناظرہ کرنے آتے ہیں تو یہ کافر (نری ہٹ دھرمی سے) کہتے ہیں کہ یہ تو محض پہلے لوگوں کے افسانہ ہیں (ان باتوں میں کیا رکھا ہے اور یہ خدا کی بیان کی ہوئی باتیں نہیں ہوسکتیں) اور وہ (دوسروں کو بھی) اس سے باز رکھتے ہیں اور خود بھی اس سے دور رہتے ہیں (یہ حالت ہے ان کے عناد کی) اور وہ (ان معاندانہ باتوں سے صرف اپنے آپ کو تباہ کررہے ہیں اور انہیں اس کا احساس نہیں) مگر یہ تمام عناد ان کا دنیا ہی میں ہے اور (آخرت میں وہ اپنی ان حرکتوں پر پچھتائیں گے)۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ۖ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ وَقَالُوْٓا اِنْ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۭ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝

ترجمہ: اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جبکہ یہ دوزخ کے پاس کھڑے کئے جائیں تو کہیں گے ہائے کیا اچھی بات ہو کہ ہم پھر واپس بھیج دیئے جاویں اور اگر ایسا ہوجاوے تو ہم اپنے رب کی آیات کو جھوٹا نہ بتاویں اور ہم ایمان والوں سے ہوجاویں بلکہ جس چیز کو اس کے قبل دبایا کرتے تھے وہ ان کے سامنے آگئی ہے اور اگر یہ لوگ پھر واپس بھی بھیج دیئے جائیں تب بھی یہ وہی کام کریں جس سے ان کو منع کیا گیا تھا اور یقیناً یہ بالکل جھوٹے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جینا اور کہیں

[1] اشارۃ الی ان العامل بہنا مقدر ۱۲ [2] ترجمت بالحاصل ۱۲

نہیں صرف یہی فی الحال کا جینا ہے اور ہم زندہ نہ کئے جاویں گے اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جبکہ یہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کئے جاویں گے اور اللہ تعالیٰ فرمادے گا کہ کیا یہ امر واقعی نہیں ہے وہ کہیں گے بے شک قسم اپنے رب کی اللہ تعالیٰ فرمادے گا تو اب اپنے کفر کے عوض عذاب چکھو۔

دخول جہنم کے وقت کافروں کا خیال

تفسیر : کاش تم ان کو اس وقت دیکھو جب کہ ان کو دوزخ میں داخل کرنا تو درکنار صرف اس) کے پاس کھڑا کیا جائے گا اور وہ: (صرف اتنے ہی پر) یہ کہتے ہوں گے کہ اے کاش ہم کو پھر (دنیا میں) واپس کیا جائے اور (وہاں جا کر پھر) ہم اپنے پروردگار کے احکام کو نہ جھٹلائیں اور ہم مومنین میں سے ہوں (اس وقت جو کچھ ان کی حالت ہوگی وہ صرف دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے اور اس میں داخل ہونے کے بعد جو کچھ حالت ہوگی اس کا تو ذکر ہی کیا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس وقت ان کو اپنی غلطی کا علم ہوگا کیونکہ علم تو اب بھی ہے) بلکہ اس وقت ان کو ان کی وہ بات ظاہر ہوگی جس کو وہ پیشتر چھپاتے تھے (یعنی اپنی غلطی پر ہونے کا علم) اور (ان کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ ہم واپسی کے بعد ایمان لے آتے بلکہ) اگر ان کو لوٹایا جاتا تو پھر وہی کرتے جس سے ان کو منع کیا گیا تھا (کیونکہ واپسی کی صورت میں ان کے ذہن سے مشاہدہ کو دھویا جاتا ورنہ مقصد امتحان فوت ہوتا اور اس کے غائب ہونے کے بعد پھر ان کی وہی حالت عود کر آتی اور اگر کچھ یاد بھی رہتا تو اس میں وہ تاویل کرتے اور کہتے کہ دوزخ وغیرہ کچھ بھی نہیں بلکہ وہ ایک خواب وخیال تھا یا کوئی زبردست جادو تھا جس سے ہم کو غیر واقعی چیزیں واقعی نظر آتی تھیں اور (حقیقت یہ ہے کہ وہ (اس قول میں بھی) جھوٹے ہیں (کہ ہم واپس کئے جاتے تو ایمان لے آتے) وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ زندگی ہماری صرف دنیاوی زندگی ہے اور ہم (قبروں سے) نہ اٹھائے جائیں گے (مگر یہ بھی صرف یہیں ہے اور (قیامت میں یہ باتیں نہ ہوں گی)۔

کافر عدالت ربانی میں : کاش تم ان کو اس وقت دیکھو جب کہ وہ اپنے رب کے سامنے (مجرمانہ حیثیت سے) کھڑے ہوں گے (اس وقت ان کی عجیب حالت ہوگی اور یہ اس وقت اپنے اس انکار پر سخت نادم ہوں گے چنانچہ) حق تعالیٰ ان سے فرمائیں گے کہ (کیوں جی) کیا یہ امر واقعی نہیں ہے (کیا یہ بھی کوئی جادو ہے اس کے جواب میں) وہ کہیں گے کہ ہاں قسم ہمارے پروردگار کی (بے شک یہ امر واقعی ہے اور ہمارا انکار غلط تھا اس کے جواب میں) حق تعالیٰ فرمائیں گے کہ اچھا اب اپنے انکار کی بدولت عذاب کا مزہ چکھو۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰي مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰي ظُهُوْرِهِمْ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰي مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓي اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَاۗءَكَ مِنْ نَّبَاِي الْمُرْسَلِيْنَ ۝

ترجمہ: بے شک خسارے میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے اللہ سے ملنے کی تکذیب کی یہاں تک کہ جب وہ معین وقت ان پر دفعۃً آ پہنچے گا کہنے لگیں گے کہ ہائے افسوس ہماری کوتاہی پر جو اس کے بارے میں ہوئی اور حالت ان کی یہ ہوگی کہ وہ اپنے بار اپنی کمر پر لادے ہوں گے خوب سن لو کہ بری ہوگی وہ چیز جس کو لادینگے اور دنیاوی زندگانی تو کچھ بھی نہیں بجز لعب ولہو کے اور پچھلا گھر متقیوں کے لئے بہتر ہے کیا تم سوچتے سمجھتے نہیں ہو ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ کو ان کے اقوال مغموم کرتے ہیں سو یہ لوگ آپ کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور بہت سے پیغمبر جو آپ سے پہلے ہوئے ہیں ان کی بھی تکذیب کی جا چکی ہے سو انہوں نے اس پر صبر ہی کیا کہ ان کی تکذیب کی گئی اور ان کو ایذائیں پہنچائی گئیں یہاں تک کہ ہماری امداد ان کو پہنچی اور اللہ کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں اور آپ کے پاس بعض پیغمبروں کے بعض قصص پہنچ چکے ہیں۔

کافر و مشرک گھاٹے میں: **تفسیر**: (الغرض) یقیناً گھاٹے میں رہے وہ لوگ جنہوں نے حق تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے کو جھٹلایا (اور گو اس[1] وقت ان کو اس کا احساس نہیں مگر ایک وقت ان کو احساس ہوگا) یہاں تک کہ جب قیامت اچانک ان کے پاس آ پہنچے گی تو وہ (اس نقصان کو محسوس کر کے بہت حسرت و افسوس کریں گے اور) کہیں گے کہ ہائے اے افسوس ہماری اس کوتاہی پر جو ہم نے اس (قیامت) کے باب میں کی اور وہ اپنے گناہوں کے بوجھ اپنی پیٹھوں پر لادے ہوں گے ارے برا ہے وہ بوجھ جو وہ اٹھاویں گے (یہ لوگ دنیاوی زندگی کو ہی مقصود بالذت سمجھے ہوئے ہیں)

دنیاوی زندگی کی حقیقت: اور (حقیقت یہ ہے کہ) دنیاوی زندگی محض لہو ولعب (کی طرح) ہے (اور جس طرح لہو ولعب سے مقصود طبیعت کا انبساط و انشراح ہوتا ہے جو کہ ایک درجہ میں خود بھی مطلوب ہے اور دوسرے مقاصد کا ذریعہ بھی ہے یوں ہی حیات دنیاوی خود مقصود نہیں بلکہ وہ مقاصد آخرت کا ذریعہ ہے جو کہ خود بھی مقصود ہے اور دوسرے مقاصد کا ذریعہ بھی نیز جس طرح لہو ولعب چونکہ مقصود بالذات نہیں ہوتے اور اس لئے ان کا زمانہ بھی بہت کم ہوتا ہے یوں ہی حیات دنیا بھی چونکہ مقصود بالذات نہیں اس لئے اس کا زمانہ بھی ایسا ہی قلیل ہے اس لئے یہ مقصود بنانے کے قابل نہیں) اور جو لوگ (خدا سے) ڈرتے ہیں ان کے لئے پچھلا گھر بہتر ہے (کیونکہ وہ مقصود ہے اور اس کے چین و آرام دائم اور باقی رہنے والے ہین جب واقعہ یہ ہے) تو کیا تم لوگ بالکل ہی نہیں سمجھتے (کہ اس بہتر گھر کو چھوڑ کر اس عارضی گھر پر قناعت کرتے ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دلدہی

یہاں تک کفار کو خطاب فرما کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کے اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) اس میں شک نہیں کہ جو باتیں یہ لوگ کہتے ہیں ان سے آپ کو صدمہ ہوتا ہے سو (آپ رنج نہ کیجئے کیونکہ) یہ لوگ آپ کو نہیں جھٹلاتے (کیونکہ آپ کا جھٹلانا تو یہ تھا کہ آپ اپنی طرف سے کوئی بات کہتے۔ اور وہ اس کی تکذیب کرتے آپ تو ہمارے احکام پہنچاتے ہیں۔ تو یہ آپ کی تکذیب

---

[1] اشرۃ الی ان حتی لیست لغایۃ للتکذیب کما ظن للکفر ان بل ہی بغایۃ لمحذوف مفہوم من المقام وہو لا یشعرون ونحوہ واللہ اعلم ۱۲

نہیں) ہاں یہ ظالم خدا کی آیات کا انکار ضرور کرتے ہیں (سو وہ ان سے خود سمجھ لے گا آپ کیوں رنج کریں) اور اگر کسی درجہ میں آپ کی بھی تکذیب ہے تو یہ تکذیب کوئی نئی بات نہیں) آپ سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کی تکذیب کی گئی ہے جس پر انہوں نے ان کی تکذیب اور ایذا پر اس وقت تک صبر کیا جب تک کہ ان کے پاس ہماری امداد آئی (اور وہ غالب اور ان کی تکذیب اور ایذا دینے والے مغلوب ہوئے بس آپ بھی اس وقت تک صبر کیجئے آپ کو ضرور غلبہ ہوگا کیونکہ خدا کہہ چکا ہے) اور کوئی نہیں جو خدا کی باتیں بدل دے اور آپ کے پاس کچھ خبریں رسولوں کی بھی آچکی ہیں (جن سے یہ استبعاد دور ہو جاتا ہے کہ اتنے دشمنوں پر ہم تھوڑے سے آدمیوں کو غلبہ کیسے ہوگا)۔

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؕ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

ترجمہ: اور اگر آپ کو ان کا اعراض گراں گذرتا ہے تو اگر آپ کو یہ قدرت ہے کہ زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی ڈھونڈلو پھر کوئی معجزہ لے آؤ تو کرو اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو ان سب کو راہ پر جمع کر دیتا سو آپ نادانوں میں سے نہ ہو جائے وہی لوگ قبول کرتے ہیں کو سنتے ہیں اور مردوں کو اللہ تعالیٰ زندہ کر کے اٹھاوینگے پھر سب اللہ ہی کی طرف لائے جاویں گے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ان پر کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل کیا گیا ان کے رب کی طرف سے آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کو بے شک پوری قدرت ہے اس پر کہ وہ معجزہ نازل فرماویں لیکن ان میں اکثر بے خبر ہیں۔

کافروں کی ہدایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں نہیں

تفسیر: اور اگر (اب بھی) آپ پر ان کی (آیات خداوندی سے) منہ موڑنا گراں ہو (اور آپ یہ بھی چاہیں کہ کسی طرح یہ ان کو قبول ہی کرلیں) تو اگر آپ زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی تلاش کر سکیں اور (اس سرنگ کے ذریعہ سے زمین میں سے یا اس سیڑھی کے ذریعہ سے آسمان سے) کوئی (اپنی صدق کی) نشانی لا سکیں (جس کو یہ لوگ قبول کرلیں تو آپ لے آیئے ہمارے علم میں تو کوئی ایسی نشانی نہیں ہے جس پر یہ ضروری ایمان لے آویں) کیونکہ ہم کہہ چکے ہیں کہ ان کے عناد کی یہ حالت ہے کہ وان یروا کل ایۃ لا یومنوا اور اگر خدا چاہتا تو ان کو (مجبور کر کے) ہدایت پر مجتمع کر دیتا (مگر یہ اسے منظور نہیں خلاصہ یہ کہ جبر خدا نہیں چاہتا اور اختیار سے وہ حق کو قبول نہیں کر سکتے) تو آپ ان کے ایمان کی فکر میں پڑ کے) نادانوں میں سے نہ ہو جئے (کیونکہ نہ ہو سکنے والی باتوں کے پیچھے پڑنا نادانی ہے تم سمجھو تو سہی کہ) بات کو وہ ہی تو مانتے ہیں جو سنتے ہیں (یہ تو مردہ ہیں پھر یہ کیسے سنیں پھر تم ان کے نہ سننے پر رنج یا ان کے سنانے کی فکر کیوں کرتے ہو اور یہ لوگ جواب (حکماً) مردے ہیں (ایک روز حقیقتاً مردے ہونگے اور) خدا ان کو قیامت میں (زندہ) کر کے اٹھائے گا اس کے بعد وہ اس کی طرف لوٹائے جائیں گے (اس وقت وہ ان سے سمجھ لے گا)

کافروں کا مطالبہ

اور وہ (براہ عناد) یہ کہتے ہیں کہ (اگر یہ حقیقی رسول تھا۔ تو) اس پر (اس کی رسالت کی) کوئی نشانی (جس کو نشانی کہا جا سکے) کیونکہ نہ نازل ہوئی (اور جو نشانیاں وہ پیش کرتا ہے وہ نشانیاں ہی نہیں) آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ کوئی (ایسی) نشانی نازل کرے (جو فظلت اعناقھم لھا خاضعین کا مصداق ہو مگر بہت لوگ نادان ہیں (کہ وہ ایسی نشانیوں کی فرمائشیں کرتے ہیں کیونکہ مجبور کرنے والی نشانیاں تو فوت امتحان ہونے کی وجہ سے بے سود ہیں اور مجبور نہ کرنے والی نشانیوں کو وہ نشانیاں نہ مانیں گے اور اس کو جادو کہہ کر اڑا دیں گے لہذا وہ بھی بے سود ہیں بس فرمائش لایعنی ہوئی جو کہ عین نادانی ہے علاوہ ازیں فرمائشی نشانات کے ظہور کے بعد عادت اللہ جاری ہے کہ وہ منکروں کو تباہ کر دیتا ہے اور یہ معلوم ہے کہ یہ فرمائشی نشانیوں کو بھی نہ مانیں گے جس کا نتیجہ ہلاکت ہوگا پس اس لحاظ سے وہ اپنی تباہی کے طالب ہیں اور یہ بھی نادانی ہے خیر یہ ان کی نادانی ہے کہ وہ آپ کی رسالت پر شبہ کرتے ہیں اور آپ کی خبر بعث کو جھٹلاتے ہیں۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّآ أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ ۚ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ۗ مَنْ يَّشَإِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ۗ وَمَنْ يَّشَأْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۹﴾ قُلْ أَرَءَيْتَكُمْ إِنْ أَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۰﴾ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ إِلَيْهِ إِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾

ترجمہ: اور جتنے قسم کے جاندار زمین پر چلنے والے ہیں اور جتنے قسم کے پرند جانور ہیں کہ اپنے دونوں بازوؤں سے اڑتے ہیں ان میں کوئی قسم ایسی نہیں جو کہ تمہاری ہی طرح کے گروہ نہ ہوں ہم نے دفتر (لوح محفوظ) میں کوئی چیز نہیں چھوڑی (سب کو لکھ لیا ہے) پھر سب اپنے پروردگار کے پاس جمع کئے جاویں گے اور جو لوگ ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں تو وہ بہرے اور گونگے ہو رہے ہیں طرح طرح کی ظلمتوں میں ہیں اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں بے راہ کر دیں اور وہ جس کو چاہیں سیدھی راہ پر لگا دیں آپ کہئے کہ اپنا حال تو بتلاؤ کہ اگر تم پر خدا کا کوئی عذاب آپڑے یا تم پر قیامت ہی آپہنچے تو کیا خدا کے سوا کسی اور کو پکارو گے اگر تم سچے ہو بلکہ اسی کو پکارنے لگو پھر جس کے لئے تم پکارو اگر وہ چاہے تو اس کو ہٹا بھی دے اور جن جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو ان سب کو بھول جاؤ۔

دوبارہ زندگی

تفسیر: اور حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ ضرور زندہ کئے جاؤ گے) اور زمین میں جو کوئی چلنے والا ہے اور جو کوئی پرندہ اپنے بازوؤں سے اڑتا ہے وہ سب تمہیں جیسے گروہ ہیں (یعنی تمہاری طرح ان کا زندہ ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ) ہم نے لکھنے میں کوئی چیز نہیں چھوڑی (اور ہر چیز ہمارے یہاں قلمبند ہے اس لئے ان کا زندہ کرنا کچھ مشکل نہیں پس وہ سب دوبارہ زندہ کئے جائیں گے پھر (بعد زندہ ہونے

کے) وہ سب اپنے رب کی طرف اکٹھا کر کے لے جائے جائیں گے (یہ بات بالکل تنبیہ ہے) اور جن لوگوں نے ہماری باتوں کو جھٹلایا وہ بہرے گونگے (مختلف قسم کی) تاریکیوں میں (گرفتار) ہیں۔

ہدایت اور گمراہی کا مالک

(اور یہ کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ ہدایت اور گمراہی حق تعالیٰ کے قبضہ میں ہے اور اس لئے) خدا جس کو چاہتا ہے اس کے اختیار سو کی سبب) گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سیدھے راستہ پر (قائم) کرتا ہے (پس اسی سبب سے اس نے ان کو ان کے سو اختیار کی بناء پر گمراہ کیا ہے اور وہ ناحق سچی باتوں کو جھٹلاتے ہیں چونکہ یہ لوگ ان باتوں کی تکذیب اپنے باطل مذہب شرک کی بناء پر کرتے ہیں اس لئے) آپ (ان لوگوں سے جو خدا کا شریک بناتے ہیں) یوں کہئے (اچھا تم بتلاؤ) اگر تم پر خدا کا عذاب آ جاوے یا قیامت آ جاوے تو کیا اس وقت تم خدا کے سوا کسی اور کو پکارو گے۔ اگر تم (دعویٰ شرکاء میں) سچے ہو (تو تم کو ایسا ہی کرنا چاہئیے مگر ہم جانتے ہیں کہ تم ایسا نہ کرو گے کیونکہ اس وقت اگر تم پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو تم خدا کے سوا کسی اور کو مدد کے لئے نہیں بلاتے ہو) بلکہ اسی کو بلاتے ہو اور وہ اگر چاہتا ہے تو اس (تکلیف) کو جس کی طرف تم اس کو بلاتے ہو دور بھی کر دیتا ہے اور جن کو تم شریک بناتے ہو ان کو بھول جاتے ہو (پس جبکہ اس وقت تم خدا کے سوا کسی اور کو مدد کے لئے نہیں بلا سکتے یہ تو تمہاری سراسر نادانی ہے کہ اس کی مخالفت کر کے اس سے لڑائی مول لیتے اور اس کے ساتھ ایسوں کو شریک کرتے ہو جو تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۭ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰي قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۷﴾

ترجمہ: اور ہم نے اور امتوں کی طرف بھی جو کہ آپ سے پہلے ہو چکی ہیں پیغمبر بھیجے تھے سو ہم نے ان کو تنگ دستی اور بیماری سے پکڑا تا کہ وہ ڈھیلے پڑ جائیں اور سو جب ان کو ہماری سزا پہنچی تھی وہ ڈھیلے کیوں نہ پڑے لیکن ان کے قلوب تو سخت رہے اور شیطان ان کے اعمال کو ان کے خیال میں آراستہ کر کے دکھلاتا رہا پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جن کی ان کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کشادہ کر دیئے یہاں تک کہ جب ان چیزوں

پر جوان کو ملی تھیں وہ خوب اترا گئے ہم نے ان کو دفعتہً پکڑ لیا پھر وہ بالکل حیرت زدہ رہ گئے پھر ظالم لوگوں کی جڑ کٹ گئی اور اللہ کا شکر ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے آپ کہئے کہ یہ بتلاؤ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری شنوائی اور بینائی بالکل لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر کر دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود ہے کہ یہ تم کو پھر دیدے آپ دیکھئے تو ہم کس طرح دلائل کو مختلف پہلوؤں سے پیش کر رہے ہیں پھر بھی یہ اعراض کرتے ہیں آپ کہئے کہ یہ بتلاؤ اگر تم پر اللہ کا عذاب آپڑے خواہ بے خبری میں یا خبرداری میں تو کیا بجز ظالم لوگوں کے اور بھی کوئی ہلاک کیا جاوے گا۔

اگلی امتوں پر عذاب الٰہی

تفسیر: اور (عذاب آنا جس کی طرف بطور شرط کے اشارہ کیا گیا ہے کوئی قابل انکار بات نہیں کیونکہ اس کے نظائر گذر چکے ہیں چنانچہ) تم سے پہلے ہم نے متعدد (جماعتوں کی طرف رسول بھیجے (مگر انہوں نے ان کی تکذیب کی) اس کے بعد ہم نے ان پر تنگ دستی اور بیماری کے ذریعہ سے اس خیال سے گرفت کی۔ کہ وہ عاجزی کریں اب بھی اگر وہ عاجزی کر لیتے تو ہم درگذر کر جاتے) سو جس وقت انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تھا اسی وقت کیوں نہ عاجز بن گئے (کہ معاملہ یہیں تک ختم ہو جاتا ہے مگر (وہ ایسا کیوں کرتے) ان کے دل تو سخت ہو چکے تھے اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کی نظر میں مستحسن کر رکھا تھا پس (جبکہ انہوں نے عاجزانہ روش اختیار نہ کی اور جن باتوں کی ان کو نصیحت کی گئی تھی (ان کو بالکل بھلا دیا تو (ہم نے تنبیہ کے طریق کو چھوڑ کر دوسرا طریق اختیار کیا جو ان کی خواہش کے بھی موافق تھا۔ اور ہمارے مقصد کے بھی۔ وہ یہ کہ) ہم نے ان پر ہر شے کے دروازے کھول دیئے (اور خوب نعمتیں دیں یہاں تک کہ جب وہ ان پر اترا گئے اور جرائم میں حد سے گذر گئے) تو ہم نے اچانک ان پر گرفت کی اب وہ متحیر ہیں (کہ ہیں یہ کیا ہو گیا) پس ان ظالم لوگوں کی جڑ کاٹ دی گئی (اور ان کو نیست و نابود کر دیا گیا) اور قابل تعریف ہیں حق تعالیٰ جو پروردگار عالم ہیں (کہ انہوں نے ان مفسدین فی الارض کو فنا کر کے دنیا کو ان کے شر سے بچا لیا جو کہ مقتضیٰ تھا تربیت کا)

کافروں کو اس طرح سمجھایا جائے

آپ ان سے یہ بھی کہئے کہ (اچھا اس کو بھی جانے دو) تم یہ بتلاؤ کہ اگر خدا تمہاری قوت سماعت اور تمہاری نظریں، سلب کر لے اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے کہ تم کچھ بھی نہ سمجھ سکو (جس کے نظائر مشاہد ہیں) تو وہ خدا کے سوا کونسا ایسا معبود ہے جو ان چیزوں کو تمہارے پاس (واپس) لائے گا (تم کوئی ایسا معبود نہیں بتا سکتے تو پھر کیا غیر اللہ کو خدا کا شریک بتانا حماقت نہیں ہے دیکھو تو ہم کس طرح عنوان بدل بدل کر (اور نا قابل انکار واقعات سے استدلال کر کے ان کے سمجھانے کے لئے) دلائل بیان کرتے ہیں (مگر) وہ اس پر بھی برابر اعراض کر رہے ہیں (اچھا) آپ (ان سے) یوں کہئے کہ (ظالمو تم برابر اعراض کئے جا رہے ہو اور کسی طرح حق کو نہیں سنتے تو) تم یہ بتلاؤ کہ اگر (بے خبری کی حالت میں) اچانک یا (ہوشیاری کی حالت میں علی الاعلان تمہارے پاس خدا کا عذاب آ جاوے (جس کا تم مذکورہ بالا واقعات کی بناء پر انکار نہیں کر سکتے) تو (اس وقت) کیا ظالموں کے سوا کوئی اور ہلاک ہوگا (جبکہ ویسا نہیں ہے بلکہ صرف ظالم ہلاک ہوں گے تو تم اس ظلم صریح پر کیوں کمربستہ ہو اور کیوں نہیں اس سے باز آ جاتے اب بھی اگر وہ باز نہ آئیں تو وہ جانیں ہمارا کام بجز منوانا نہیں ہے)۔

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۵۰﴾

ترجمہ: اور ہم پیغمبروں کو صرف اس واسطے بھیجا کرتے ہیں کہ وہ بشارت دیں اور ڈرا دیں پھر جو شخص ایمان لے آوے اور درستی کر لے سو ان لوگوں پر کوئی اندیشہ نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلا دیں ان کو عذاب لگتا ہے بوجہ اس کے کہ وہ دائرہ سے نکلتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ میں تمام غیبوں کو جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف جو کچھ میرے پاس وحی آتی ہے اس کا اتباع کر لیتا ہوں آپ کہئے کہ اندھا اور بینا کہیں برابر ہو سکتا ہے سو کیا تم غور نہیں کرتے۔

انبیاء کرام اور رسولان گرامی کا طریقہ کار!

تفسیر: اور ہم رسولوں کو صرف ایسی حالت میں بھیجتے ہیں کہ وہ اچھے لوگوں کو خوشخبری دینے والے اور بروں کو ڈرانے والے ہوتے ہیں (نہ یوں کہ وہ کسی کو مجبور کریں) اب جو کوئی ان کی باتوں پر ایمان لے آئے اور اپنی حالت درست کر لے تو نہ اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھٹلائیں تو ان کو ان کی نافرمانی کی بدولت عذاب لگے گا آپ (ان سے اپنی رسالت کی حقیقت بھی صاف صاف بیان کر دیجئے جس سے ان لایعنی اعتراضات واستفسارات ومطالبات کا خاتمہ ہو جائے جو یہ وقتاً فوقتاً کرتے ہیں مثلاً یہ کہ قیامت کب ہوگی یا یہ کہ تم تو ہم ہی جیسے آدمی ہو پھر تم رسول کیسے ہو یا اگر آپ رسول ہیں تو فلاں معجزہ دکھلایئے وغیرہ وغیرہ تاکہ ان موانع تصدیق کا ارتفاع ہو جاوے اور حجت تمام ہو جاوے اور (کہہ دیجئے کہ نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں (اور میں ان میں حسب منشاء تصرف کر سکتا ہوں کہ جو کچھ تم درخواست کرو میں اسے پورا کروں) اور نہ میں غیب داں ہوں (کہ جملہ مغیبات سے واقف ہونے کے سبب جو تم سوال کرو اس کا جواب دے سکوں) اور نہ میں فرشتہ ہوں (کہ مجھ پر یہ اعتراضات کئے جائیں کہ یہ کیسے رسول ہیں کہ کھانا بھی کھاتے ہیں اور بازاروں میں بھی پھرتے ہیں اور نہ تمہاری فرمائشوں کا پورا کرنا میرے ذمہ ہے کیونکہ) میں (اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے) صرف انہی باتوں کی پیروی کروں گا جو میری طرف وحی کی جائیں (نہ کہ میں مرسل الیہم کی درخواست کو بھی منظور کروں یہ ہے میری رسالت کی حقیقت اب تمہیں اختیار ہے خواہ مانو یا نہ مانو اب ایک بات باقی رہ گئی ہے وہ یہ کہ اس حالت میں جیسے تم ہو ویسے ہی ہم ہیں نہ تم خدا کے خزانوں کے مالک ہو نہ ہم' نہ تم غیب داں ہو نہ ہم نہ تم فرشتہ ہو نہ ہم پھر ہم میں اور تم میں فرق کیا ہے گو اس کا جواب ضمناً ان اتبع الا مایوحی الی میں ہو چکا ہے مگر) آپ (اس کا مستقل طور پر بھی جواب دیجئے اور ان سے) کہئے کہ کیا نابینا اور بینا برابر ہیں کیا تم اتنا بھی نہیں سوچتے اور کہتے ہو کہ ہم میں اور تم میں کیا فرق ہے اور جیسے ہم ہیں ویسے ہی تم ہو بس مجھ میں اور تم میں فرق یہ ہے کہ مجھ کو خدا نے آنکھیں دی ہیں اور میں حقائق کو علیٰ ما ہی علیہ دیکھتا

ہوں اور دوسروں کو بتلاتا ہوں اور تم اندھے ہو کہ تم نہ خود دیکھ سکتے ہو اور نہ دوسروں کو دکھا سکتے ہو الغرض آپ یہ پیغام پہنچا دیجئے۔

وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْۤا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا
شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ
وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ
فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ
مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ
سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ
ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ
سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾

ترجمہ: اور ایسے لوگوں کو ڈرایئے جو اس بات کا اندیشہ رکھتے ہیں کہ اپنے رب کے پاس ایسی حالت سے جمع کئے جائیں گے کہ جتنے غیر اللہ ہیں نہ ان کا کوئی مددگار ہوگا اور نہ کوئی شفیع ہوگا اس امید پر کہ وہ ڈر جائیں اور ان لوگوں کو نہ نکالئے جو صبح و شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں جس سے خاص اس کی رضامندی کا قصد رکھتے ہیں ان کا حساب ذرا بھی آپ کے متعلق نہیں اور آپ کا حساب ذرا بھی ان کے متعلق نہیں کہ آپ ان کو نکال دیں ورنہ آپ نامناسب کام کرنے والوں میں ہو جائیں گے اور اسی طور پر ہم نے ایک کو دوسروں کے ذریعے سے آزمائش میں ڈال رکھا ہے تاکہ یہ لوگ کہا کریں کہ کیا یہ لوگ ہیں جو ہم سب میں سے اللہ تعالیٰ نے ان پر زیادہ فضل کیا ہے کیا یہ بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ حق شناسوں کو خوب جانتا ہے اور یہ لوگ جب آپ کے پاس آویں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو یوں کہہ دیجئے کہ تم پر سلامتی ہے تمہارے رب نے مہربانی فرمانا اپنے ذمہ مقرر کر لیا ہے کہ جو شخص تم میں سے کوئی برا کام کر بیٹھے جہالت سے پھر وہ اس کے بعد توبہ کر لے اور اصلاح رکھے تو اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ بڑے مغفرت کرنے والے ہیں بڑی رحمت والے ہیں اور اسی طرح ہم آیات کی تفصیل کرتے رہتے ہیں اور تاکہ مجرمین کا طریقہ ظاہر ہو جاوے۔

تبلیغ دین کا حکم!

تفسیر: اور (گو جو لوگ خدا سے نہیں ڈرتے وہ اس سے نہ ڈریں گے مگر) آپ اس کے ذریعہ سے ان لوگوں کو ڈرایئے جن کو اس بات کا ڈر ہے کہ وہ ایسی حالت میں خدا کے پاس لے جا کر جمع کئے جائیں کہ نہ ان کا کوئی یار مددگار ہو (جو ان کو قوت سے بچا لے) اور نہ

کوئی سفارشی ہو جو کہ سن کر چھڑا لے) امید ہے کہ یہ لوگ (اس کو سن کر خدا کی نافرمانی سے بچیں گے۔

کافروں کے کہنے سے کمزور مسلمانوں کو دور نہ رکھیں؟ اور کافر لوگ جو آپ سے کہتے ہیں کہ ہم اس شرط سے آپ کی باتیں سننے پر تیار ہیں کہ یہ کم حیثیت لوگ جو آپ کے ساتھ ہیں ہمارے ساتھ جلسہ میں شریک نہ ہوں کیونکہ اس میں ہماری توہین ہے تو آپ سے کہا جاتا ہے کہ آپ ہرگز اس کو منظور نہ کریں اور) آپ ان لوگوں کو جو صبح وشام خدا کو یوں پکارتے ہیں کہ اس سے ان کا مقصود خدا کا رخ (اور اس کی اپنی طرف توجہ) ہے (نہ کہ منافقین کی طرح دنیاوی اغراض اپنے پاس سے نہ ہٹائیں (کیونکہ) آپ پر ان کے حساب کی کوئی ذمہ داری نہیں اور علی ہذا ان پر آپ کے حساب کی کوئی ذمہ داری نہیں (اور جبکہ ہر شخص اپنے فعل کا خود ذمہ دار ہے۔ تو پھر آپ کو ان تدبیروں کی کیا ضرورت ہے پس آپ ہرگز ان کو نہ نکالئے) کہ آپ ان کو (مجلس سے) نکال کر ظالموں میں سے ہو جائیں (کیونکہ اگر اب طرد ہو تو نہی کے بعد ہوگا اور اس لئے معصیت ہوگا اور معصیت کا ظلم ہونا ظاہر ہے۔

مسلمانوں کا احترام ہر حال میں اس کی وجہ

اور اس نہ نکالنے میں مصلحت یہ ہے کہ) اس طرح (یعنی غریب مسلمانوں کو توفیق اسلام دیکر) ہم نے ان میں بعض کا بعض سے امتحان کیا ہے تا کہ انجام[1] اس کا یہ ہو کہ وہ (اپنی شرارت سے) یوں کہیں کہ کیا یہ ہی (ذلیل[2]) لوگ ہیں جن پر حق تعالیٰ نے ہم میں سے (انتخاب کر کے) انعام کیا ہے (اور کیا اس کے انعام کے لئے یہ ہی لوگ رہ گئے تھے اور ہم میں جو معزز لوگ تھے وہ اس قابل نہ تھے اور اس سے ان کی معاندانہ روش ظاہر ہو جاوے اب حق تعالیٰ ان کے اس بے ہودہ اعتراض کا جواب دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ) کیا خدا قدر دانوں کو نہیں جانتا (جو یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ان پر انعام کیوں کیا ہم پر کیوں نہ کیا۔

انعام خداوندی: اور حاصل جواب یہ ہے کہ انعام کا مدار دنیاوی جاہ وحشم پر نہیں بلکہ قدر دانی پر ہے پس اس نے ان کو قدر دان پایا اس لئے انعام کیا تم کو قدر دان نہ پایا تم پر نہیں کیا خیر یہ جواب تو بطور جملہ معترضہ کے تھا اصل مقصود یہ ہے کہ ان کو نہ نکالنے میں علاوہ دوسری مصلحتوں کے ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ یہ لوگ دوسروں کے لئے ذریعہ امتحان ہیں اور ان کے مجلس سے دور کرنے میں یہ مصلحت فوت ہوتی ہے الغرض یہ حکم تو کفار سے متعلق تھا جو کہ یہ درخواست لے کر آئے تھے کہ آپ ان ذلیل لوگوں کو نکال دیجئے تب ہم آپ کی بات سن سکتے ہیں اور حاصل حکم یہ تھا کہ اس درخواست کو منظور کرنے کی کوئی ضرورت نہیں آپ ہرگز ایسا نہ کیجئے۔

معذرت کا حکم: اب ان کے متعلق ایک قانون کی صورت میں حکم دیا جاتا ہے جو اپنے گناہوں کی معذرت لے کر آئے ہیں) اور کہا جاتا ہے کہ جب وہ لوگ تمہارے پاس آئیں جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں (اور اپنے گناہوں کے متعلق معذرت کریں) تو آپ (ان کو تسلی دیجئے اور) فرمایئے کہ تم پر سلامتی ہے (اور کوئی خطرہ کی بات نہیں کیونکہ) حق تعالیٰ نے اپنے اوپر رحمت لازم کر لی ہے یعنی یہ کہ جو کوئی تم میں سے نادانی سے کوئی گناہ کرے پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور (اپنی حالت) درست کر لے (اور اگر نادانی سے پھر ایسا ہی گناہ ہو جاوے تو پھر یہی کر لے وھکذا) تو (حق تعالیٰ اسے معاف فرما دیں گے اور ان پر رحم کریں گے کیونکہ) یہ بات کہ وہ بڑے بخشنے

---

[1] اشارۃ الی ان قولہ فتطرد فتکون من الظالمین مجموعہ جواب لقولہ لا نظر ولیس قولہ فتطرد جوابا للنفی وقولہ فتکون جوابا للنہی کما توہم المفسر ون قول ہذا التفسیر لا یفید المعتزلۃ ولا ینصر اہل السنۃ لانہ لیس فیہ تعرض عن مسئلۃ الخلق ولا عن مسئلۃ ارادۃ القبائح لا نفیا ولا اثباتا ۱۲۔ [2] اشارۃ الی ان الاشارۃ للتحقیر ۱۲۔

والے اور بڑے رحمت والے ہیں ایک واقعی بات ہے (یہ تفصیل اور توضیح ہے احوال مؤمنین و کفار کی) اور ہم یوں وضاحت کے ساتھ آیات بیان کرتے ہیں (جن کا نمونہ تم ابھی دیکھ چکے ہو) اور اس لئے بیان کرتے ہیں تا کہ جرائم پیشہ لوگوں کا طریق خوب معلوم ہو جاوے (اور لوگ اس کو جان کر اس سے احتراز کریں۔

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَاۗءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّىْ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ۭ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ۝ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ مجھ کو اس سے ممانعت کی گئی ہے کہ ان کی عبادت کروں جن کی تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے خیالات کا اتباع نہ کروں گا کیونکہ اس حالت میں تو میں بے راہ ہو جاؤں گا اور راہ پر چلنے والوں میں نہ رہوں گا آپ کہہ دیجئے کہ میرے پاس تو ایک دلیل ہے میرے رب کی طرف سے اور تم اس کی تکذیب کرتے ہو جس چیز کا تم تقاضا کر رہے ہو وہ میرے پاس نہیں حکم کسی کا نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے اللہ تعالیٰ واقعی بات کو بتلا دیتا ہے اور سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا وہی ہے آپ کہہ دیجئے کہ اگر میرے پاس وہ چیز ہوتی جس کا تم تقاضا کر رہے ہو تو میرا اور تمہارا باہمی قصہ فیصل ہو چکا ہوتا اور ظالموں کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور اللہ ہی کے پاس ہیں خزانے تمام مخفی اشیاء کے ان کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے۔ جو کچھ خشکی میں ہیں اور جو کچھ دریاؤں میں ہیں اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور خشک چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہیں اور وہ ایسا ہے کہ رات میں تمہاری روح کو ایک گونہ قبض کر دیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اس کو جانتا ہے پھر تم کو جگا اٹھاتا ہے تا کہ میعاد معین تمام کر دی جاوے پھر اسی کی طرف تم کو جانا ہے پھر تم کو بتلا دے گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔

بت پرستی کی دعوت اور اس کا جواب

تفسیر : (لوگ آپ کو بت پرستی کی دعوت دیتے ہیں) آپ کہہ دیجئے کہ مجھ کو منع کیا گیا ہے کہ میں ان کو پکاروں جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو۔ آپ یہ بھی کہہ دیجئے کہ میں تمہاری خواہشات نفسانی کی پیروی نہ کروں گا (کیونکہ اگر میں ان کی پیروی کروں) تب تو یقیناً میں گمراہ ہو جاؤں گا اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے نہ رہوں گا آپ یہ بھی کہہ دیجئے کہ میں یقیناً ایک ایسے طریق پر ہوں جو کہ بت خانہ ہے اور میرے رب کی جانب سے ہے اور تم اس کو جھٹلاتے ہو (اور کہتے ہو کہ جو تم کہتے ہو اگر وہ سچ ہے تو ان کے نہ ماننے پر جو دھمکیاں تم دیتے ہو ان کا ظہور کیوں نہیں ہوتا وغیرہ اس کا جواب یہ ہے کہ) ہم جن چیزوں کی تم جلدی مچاتے ہو وہ میرے قبضہ میں نہیں (کیونکہ) ہر حکم کا اختیار صرف خدا ہی کو ہے۔ (اب رہا یہ سوال کہ پھر خدا کیوں نہیں کرتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بات تمہی جو کہتا ہے ٹھیک ہی کہتا ہے۔ اور فیصلہ بھی جو کرتا ہے۔ وہ ٹھیک ہی کرتا۔ (کیونکہ) وہ سب فیصلہ کرنے والوں میں بہتر فیصلہ کرنے والا ہے (اور جبکہ اس کا قول بھی ٹھیک اور فعل بھی ٹھیک تو یہ ماننا ضروری ہے کہ عذاب وغیرہ کی خبریں جو اس نے دی ہیں وہ صحیح ہیں اور تاخیر کسی حکمت پر مبنی ہے اس لئے تاخیر سے کذب خبر پر استدلال نہیں ہو سکتا) آپ کہہ دیجئے کہ (ہاں) اگر وہ چیزیں جن کی تم جلدی مچاتے ہو میرے قبضہ میں ہوتیں تو (چونکہ میں عالم الغیب نہیں ہوں اور تمام حکم و مصالح پر مجھے احاطہ نہیں ہے اس لئے میں تمہاری جلدی پر مچانے پر کبھی کا ان کو لے آیا ہوتا۔ اور اب تک) میرے اور تمہارے درمیان کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔

اللہ تعالیٰ عالم الغیوب ہے اور ذرہ ذرہ کا علم رکھتا ہے

الغرض یہ ان کی محض معاندانہ حجتیں ہیں) اور اللہ ان ظالموں کی حالت سے بخوبی واقف ہے (کیونکہ وہ کامل العلم ہیں اور (ان کے کمال علم کی یہ حالت ہے کہ) غیب سے جملہ خزانہ اسی کے قبضہ میں ہیں ان کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ تمام ان چیزوں کو جانتا ہے۔ جو کہ خشکی اور تری میں ہیں اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر ایسی حالت میں۔ کہ وہ اس کو جانتا ہے اور نہ زمین[1] کی توبرتو تاریکیوں میں کوئی دانہ ہے اور نہ کوئی تر چیز کہیں ہے اور نہ کوئی خشک چیز کہیں ہے مگر اس حالت میں کہ وہ کتاب مبین (لوح محفوظ) میں (درج) ہے (جس میں حق تعالیٰ نے اپنے معلومات درج فرمائے ہیں پس وہ حق تعالیٰ کے علم میں بالا ولیٰ ہے۔

دن رات میں بندوں پر اس کی حکومت

اور وہ وہ ہے جو کہ رات میں تم کو اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے اور جو کہ ان تمام کاموں کو جانتا ہے جو تم نے دن میں کئے ہیں (اس لئے گو دن میں تم اس حیثیت سے اس کے قبضہ میں نہیں ہوتے جس حیثیت سے رات میں سونے کی حالت میں ہوتے ہو مگر اس کے علم و قدرت سے غائب بھی نہیں ہوتے الغرض وہ وہ ہے جو رات کو تمہیں سلا کر اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے) اس کے بعد (جب دن ہوتا ہے تو پھر) تم کو (دنیا کی طرف) بھیج دیتا ہے (اور یہی طریق جاری رکھتا ہے) تاکہ وہ میعاد جو کہ (جو تمہارے دنیا میں رہنے کے لئے) مقرر کی گئی ہے (اس طرح) پوری کر دی جاوے (اور جب وہ میعاد آ جاتی ہے تو اس وقت تم کو موت دیتا ہے) اس کے بعد پھر (قیامت میں

---

[1] اشارۃ الی ان قولہ متہ مبتداء محذوف الخبر حذف عنہ عن بابتاء اثر و الجملۃ معطوفۃ علی ماقبلہ وکذا رطب یابس جمعتان محذوفۃ الاخبار ۱۲۔

زندہ ہو کر) اسی طرف تمہاری واپسی ہوگی اور اس کے بعد وہ تم کو وہ تمام باتیں بتلائے گا جو تم کیا کرتے تھے۔

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿۶۱﴾ ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ۭ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۣ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿۶۲﴾ قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَىِٕنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۳﴾ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓي اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۭ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۶۶﴾ ۭ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۡ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۷﴾

ترجمہ: اور وہی اپنے بندوں کے اوپر غالب ہیں برتر ہیں اور تم پر نگہداشت رکھنے والے بھیجتے ہیں یہاں تک کہ جب تم میں کسی کو موت آ پہنچتی ہے اس کی روح ہمارے بھیجے ہوئے قبض کر لیتے ہیں اور وہ ذرا کوتاہی نہیں کرتے پھر سب اپنے مالک حقیقی کے پاس لائے جائیں گے خوب سن لو کہ فیصلہ اللہ ہی کا ہوگا اور وہ بہت جلد حساب لے لے گا آپ کہئے کہ وہ کون ہے جو تم کو خشکی اور دریا کی ظلمات سے اس حالت میں نجات دیدیتا ہے کہ تم اس کو پکارتے ہو تذلل ظاہر کر کے اور چپکے چپکے کہ اگر آپ ہم کو ان سے نجات دیدیں تو ہم ضرور حق شناسی پر قائم رہنے والوں سے ہو جاویں آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تم کو ان سے نجات دیتا ہے اور ہر غم سے تم پھر بھی شرک کرنے لگتے ہو آپ کہیے کہ اس پر بھی وہی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے یا تمہارے پاؤں تلے سے یا کہ تم کو گروہ گروہ کر کے سب کو بھڑا دے اور تمہارے ایک کو دوسرے کی لڑائی چکھا دے آپ دیکھئے تو سہی ہم کس طرح دلائل مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں شاید وہ سمجھ جاویں اور آپ کی قوم اس کی تکذیب کرتی ہے حالانکہ وہ یقینی ہے آپ کہہ دیجئے کہ میں تم پر تعینات نہیں کیا گیا ہوں ہر خبر کے وقوع کا ایک وقت ہے اور جلدی ہی تم کو معلوم ہو جاوے گا۔

اللہ تعالیٰ سب پر غالب اور سب کا محافظ ہے!

تفسیر: اور وہ ہے جو کہ تمام بندوں پر غالب ہے (اور اس کے تمام بندے اس کے حکم اس کے اختیار اس کی قدرت کے تحت میں مقہور ہیں) اور وہ تم پر (تمہارے افعال کی) نگرانی کرنے والے (فرشتے) چھوڑتا ہے (جو کہ برابر تمہاری نگرانی کرتے رہتے

ہیں اس لئے تم تمام عمر اس کے قبضہ میں اور زیر نگرانی رہتے ہو) یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آتی ہے تو (اس وقت بھی وہ ہمارے ہی قبضہ میں ہوتا ہے کیونکہ) اس کو ہمارے فرستادہ اپنے قبضہ میں لے لیتے ہیں (جس کے معنی موت ہیں) اور وہ (فرستادہ اس قدر ہمارے قبضہ میں ہوتے ہیں کہ ہمارے حکم کی تعمیل میں) ذرا کوتاہی نہیں کرتے (اور اس لئے جو کوئی مرتا ہے تو اس وقت بھی وہ ہمارے ہی قبضہ میں ہوتا ہے) اس کے بعد وہ (سب مردہ) حق تعالیٰ کی طرف لوٹائے جائیں گے جو کہ ان کا واقعی مولا ہے (نہ کہ ان کے معبودان باطلہ کی طرح فرضی واختراعی پس ان واقعات سے ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ علیم مطلق، قدیر مطلق اپنے بندوں پر پورا قابو اور کامل اختیار رکھنے والے ہیں لہذا) خوب سن لو کہ حکم صرف خدا ہی کے قبضہ میں ہے اور وہ جلد حساب لینے والا ہے (پس تم خواہ مخواہ کی حجتیں نہ نکالو۔ اور محاسبہ سے ڈرو جو ایسا کرے گا اس کو سخت سزا دی جاوے گی۔

ہر خطرہ سے بچانے والا اور مصیبت میں کام آنے والا اللہ ہے

خیر یہ تہدیدی مضمون تو استطرادی تھا) آپ ان سے یہ بھی کہئے کہ اچھا یہ بتاؤ کہ خشکی اور تری کی تاریکیوں (اور سختیوں) سے اس حالت میں تم کو کون نجات دیتا ہے جس حالت میں کہ تم گڑگڑا کر بھی اور چپکے چپکے بھی اس کو (بچانے کے لئے) یہ کہہ کر پکارتے ہو کہ اگر آپ نے اب کے ہمیں اس (مصیبت) سے بچالیا تو ہم ضرور ضرور شکر گذار ہوں گے (اور آپ کی نافرمانی نہ کریں گے (یہ لوگ اگر جواب نہ دیں تو) آپ فرمائیے کہ اللہ ہی تو تمہیں اس سے اور (صرف اس سے نہیں بلکہ) ہر تکلیف سے نجات دیتا ہے (کوئی دیوتا اور دیوی تو نہیں نجات دیتی پھر بھی تم (ان کو) اس کے شریک بناتے ہو۔ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ وہ ہی خدا (جو تم کو مصائب سے نجات دیتا ہے جس کا تم انکار نہیں کر سکتے)۔

ہر عذاب پر اللہ کو قدرت حاصل ہے

اس پر بھی قادر ہے کہ (یا) تم پر (جس طرح چاہے) عذاب بھیجے خواہ تمہارے اوپر سے (کہ آسمان سے بجلی گرے یا کوئی اور بلا آئے) خواہ تمہارے پاؤں کے نیچے سے (کہ زمین تمہیں نگل جاوے یا زمین پھٹ کر طوفان آجاوے یا اور کوئی صورت پیش آوے۔) یا تم کو مختلف جماعتوں کی صورت میں آپس میں بھڑا دے اور (اس طرح) ایک کو دوسرے کی جنگ کا مزہ چکھادے (پھر عذاب کے آنے میں استبعاد کی کونسی بات اور انکار کی کونسی وجہ ہے) دیکھو ہم کس طرح عنوان بدل بدل کر دلائل بیان کرتے ہیں بدیں توقع کہ یہ سمجھ جائیں (مگر یہ ایسے بے سمجھ ہیں کہ کسی طرح نہیں سمجھتے) اور (تم سے کہا جاتا ہے کہ) تمہاری قوم (مشرکین مکہ اس (عذاب کو جھٹلاتے ہیں حالانکہ وہ بالکل ٹھیک ہے) چنانچہ ابھی دلائل سے ثابت ہو چکا ہے لہذا) آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ (میرا کام پیغام پہنچادینا تھا سو میں کر چکا) میں تم پر تعینات نہیں ہوں (کہ جس طرح بھی ہو تم سے منواؤں۔ لہذا تم جانو تمہارا کام جانے جیسا کرو گے ویسا بھرو گے تمہارے انکار کا منشاء یہ ہے کہ اگر یہ سچ ہے تو عذاب آتا کیوں نہیں مگر یہ تمہاری جہالت ہے) ہر خبر کے لئے ایک محل ہے (جس پر وہ واقع ہوتی ہے اس سے پہلے اس کی وقوع کی خواہش بے معنی ہے مثلاً اگر کوئی کہے کہ تم مرو گے اور تم دو ایک دن کے بعد کہو کہ میں تو نہیں مرا اس لئے یہ جھوٹ ہے تو یہ جہالت ہے الغرض یہ عذر تمہارا محض نادانی ہے) اور عنقریب تمہیں (اس کی سچائی) معلوم ہو جاوے گی۔

وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِم مِّن شَيْءٍ وَلَٰكِن ذِكْرَىٰ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝ وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۚ وَذَكِّرْ بِهِ أَن تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ لَيْسَ لَهَا مِن دُونِ اللَّهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ وَإِن تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أُبْسِلُوا بِمَا كَسَبُوا ۖ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۝

ترجمہ: اور جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیات میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان لوگوں سے کنارہ کش ہو جا یہاں تک کہ وہ کوئی اور بات میں لگ جاویں اور اگر تجھ کو شیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھو اور جو لوگ احتیاط رکھتے ہیں ان پر ان کی باز پرس کا کوئی اثر نہ پہنچے گا لیکن ان کے ذمہ نصیحت کر دینا ہے شاید وہ بھی احتیاط کرنے لگیں اور ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کش رہ جنہوں نے اپنے دین کو لہو و لعب بنا رکھا ہے اور دنیوی زندگی نے ان کو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے اور اس قرآن کے ذریعہ سے نصیحت بھی کرتا رہ تاکہ کوئی شخص اپنی کردار کے سبب اس طرح نہ پھنس جاوے کہ کوئی غیر اللہ اس کا نہ مددگار ہو اور نہ سفارشی ہو اور یہ کیفیت ہو کہ اگر دنیا بھر کا معاوضہ بھی دے ڈالے تب بھی اس سے نہ لیا جائے یہ ایسے ہی ہیں کہ اپنے کردار کے سبب پھنس گئے ان کے لئے نہایت تیز کھولتا ہوا پانی پینے کے لئے ہوگا اور دردناک سزا ہوگی اپنے کفر کے سبب۔

گستاخوں کی مجلس سے علیحدگی کا حکم

تفسیر: اور (آپ سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ) جب آپ ان لوگوں کو جو ہماری آیتوں کے متعلق واہی تباہی باتیں کرتے ہیں (اس کام میں مشغول دیکھیں) تو آپ ان سے کنارہ کشی کیجئے تاآنکہ وہ کسی اور بات میں لگ جائیں اور اگر شیطان کسی وقت تمہیں بھلا دے (اور ممانعت کا خیال نہ رہے) تو (زمان نسیان کے بیٹھنے کا تو مضائقہ نہیں مگر) یاد آنے کے بعد ان ظالم لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو (یہ تو بلا ضرورت ان لوگوں کی مجلس میں شریک ہونے کا بیان تھا) اور (اگر بضرورت ان کی مجلس میں شرکت کا اتفاق ہو اور اسی میں اس قسم کی باتیں ہونے لگیں تو) ان لوگوں پر خدا سے ڈرتے ہیں (اور ان باتوں کو برا جانتے ہیں) ان کے افعال کا کوئی مواخذہ نہیں ہاں ان کے ذمہ (بشرط قدرت) نصیحت کر دینا ہے ممکن ہے کہ وہ لوگ خدا سے ڈر جائیں (اور ان باتوں سے باز آئیں) اور آپ ان لوگوں کو بھی چھوڑ دیجئے (اور ان سے تعلقات نہ رکھئے) جنہوں نے اپنا دین لہو و لعب (اور لغویات) کو بنا رکھا ہے اور وہ لہو و لعب پر اس قدر جمے ہوئے ہیں جیسے دین پر قائم ہونا چاہئے) اور ان کو دنیاوی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے اور ان کو اس (قرآن) کے ساتھ نصیحت کرتے رہے مبادا کوئی شخص

اپنے کئے کے بدلے میں یوں پھنس جاوے کہ نہ خدا کے سوا اس کا کوئی یار و مددگار ہو اور نہ کوئی سفارت اور اگر وہ ہر ایک معاوضہ پیش کرے تو وہ بھی اس سے منظور نہ کیا جاوے (کیونکہ) یہ لوگ جو اپنے اعمال کے بدلے میں پھنسے ہیں سخت تکلیف میں ہوں گے (کیونکہ) ان کے لئے ان کے کفر کے سبب پینے کی چیز تیز گرم پانی اور سخت تکلیف دہ عذاب ہوگا۔

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۖ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۗ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۗ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ۚ وَهُوَ الَّذِىْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۖ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۚ قَوْلُهُ الْحَقُّ ۚ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۷۳﴾

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ کیا ہم اللہ کے سوا ایسی چیز کی عبادت کریں کہ وہ نہ ہم کو نفع پہنچاوے اور نہ وہ ہم کو نقصان پہنچا وے اور کیا الٹے پھر جاویں بعد اس کے (ہم کو خدا تعالیٰ نے ہدایت کردی ہے جیسے کوئی شخص ہو کہ اس کو شیطانوں نے کہیں جنگل میں بے راہ کردیا ہو اور وہ بھٹکتا پھرتا ہو اس کے کچھ ساتھی بھی تھے کہ وہ اس کو ٹھیک راستہ کی طرف بلا رہے ہیں کہ ہمارے پاس آ آپ کہہ دیجئے کہ یقینی بات ہے کہ راہ راست وہ خاص اللہ ہی کی راہ ہے اور ہم کو یہ حکم ہوا ہے کہ ہم پورے مطیع ہو جاویں پروردگار عالم کے اور یہ کہ نماز کی پابندی کرو اور اس سے ڈرو۔ اور وہی ہے جس کے پاس تم سب جمع کئے جاؤ گے اور وہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو باقاعدہ پیدا کیا اور جس وقت اللہ تعالیٰ اتنا کہہ دے گا کہ (حشر) تو ہو جا بس وہ ہو پڑے گا اس کا کہنا با اثر ہے اور جبکہ صور میں پھونک ماری جاوے گی ساری حکومت خاص اسی کی ہوگی وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کو اور ظاہر چیزوں کا اور وہی ہے بڑی حکمت والا پوری خبر رکھنے والا۔

غیر اللہ کی پرستش عقل کے خلاف ہے

تفسیر: آپ (ان سے) کہئے کہ (تم جو ہمیں غیر اللہ کی پرستش کی دعوت دیتے ہو تو کیا یہ عقل کا تقاضا ہے کہ) ہم خدا کے سوا ایسی چیزوں کو پکاریں جو کہ نہ ہمیں نفع پہنچا سکتی ہوں نہ نقصان اور (کیا جبکہ ہمیں خدا صحیح راستہ پر چلا رہا ہے اس کو چھوڑ کر) ہم الٹے پاؤں لوٹیں جیسے وہ شخص جس کو شیاطین زمین میں ایسی حالت میں لئے جا رہے ہوں کہ وہ حیران ہو (اور نہ جانتا ہو کہ وہ اسے کہاں لے جا رہے ہیں اور اس کا انجام کیا ہوگا) اور اس کے کچھ ساتھی ہوں جو اس کو صحیح راستہ کی طرف بلاتے ہوں کہ ارے ہمارے پاس آ (کدھر جا رہا ہے اور وہ ان کی آواز پر کان نہ دھرتا ہو) آپ کہہ دیجئے کہ (ایسی حالت میں ہم تمہاری بات نہیں مان سکتے کیونکہ) خدا کی رہنمائی ہی رہنمائی ہے (اور اس کے سوا سب گمراہی) ہم کو یہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ ہم رب العالمین کی اطاعت کریں۔

نماز اور خوفِ خدا: اور یہ کہ تم ٹھیک طور پر نماز پڑھو اور اس (خدا) سے ڈرو (اور کوئی کام اس کے خلاف نہ کرو) اور وہ وہی ہے جس کی طرف لاکر تم کو اکٹھا کیا جائے گا (جہاں تم سے تمہارے افعال کی باز پرس ہوگی) اور وہ وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بجا طور پر پیدا کیا اور (اس روز پھر پیدا کرے گا) جس روز وہ کہے گا کہ ہو جا اور وہ شے ہو جاوے گی اس کا یہ کہنا بالکل صحیح ہے (جس میں ذرا شبہ کی گنجائش نہیں)

قیامت کا دن: اور جس روز صور پھونکا جائے گا (جس میں یہ قول کن ہوگا) اس روز خدا ہی کی حکومت ہوگی (اور کسی کی ظاہری بھی حکومت نہ ہوگی اور وہ عالم الغیب والشہادۃ بھی ہے (پس جبکہ وہ اپنے کمال علم کی وجہ سے ہر چیز کو جانتا بھی ہے اور کمال سلطنت کی وجہ سے ان پر پوری قدرت بھی رکھتا ہے تو اس کے قول میں شک و انکار کی کیا گنجائش ہے پس یہ مسلم ہے کہ وہ ان کو دوبارہ پیدا کرے گا) اور وہ صاحب حکمت اور ہر چیز سے باخبر بھی ہے۔

خدا کی اطاعت اور اس کا ڈر عقل کی روشنی میں

(پس ان واقعات کے ہوتے ہوئے ہم کو کب گنجائش ہے کہ ہم اس سے نہ ڈریں اور اسکی اطاعت نہ کریں اور دوسروں کو اس کا شریک بنائیں کیونکہ اول تو وہ ہمارا خالق ہے اس جہت سے بھی ہم پر اطاعت واجب ہے دوسرے اس نے ہم کو اپنی اطاعت کا حکم بھی کیا ہے تیسرے اس نے ہمیں نافرمانی سے بچنے کی بھی ہدایت کی ہے چوتھے ہم کو اس کے پاس جانا ہے جو کہ دلیل سے ثابت ہے اور وہاں ہمارے اعمال کی باز پرس ہوگی پانچویں وہ[1] ہمارے اعمال سے واقف بھی ہیں اس لئے ہمارا جرم اس پر مخفی بھی نہیں رہ سکتا اور چھٹے وہ حکیم بھی ہے اس لئے اگر ہمارے فعل پر فوراً سزا نہ ہو تو ہم اس سے دھوکہ نہیں کھا سکتے ساتویں جن کی عبادت کی طرف ہم کو دعوت دی جاتی ہے وہ اس قابل بھی نہیں کہ ہم کو کوئی نفع یا نقصان پہنچا سکیں آٹھویں ہم صحیح راستہ پر بھی ہیں پس اتنی موانع کی موجودگی میں ہم کو غیر اللہ کی پرستش کی کب گنجائش ہو سکتی ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۴﴾
وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿۷۵﴾

ترجمہ: اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے فرمایا کہ کیا تو بتوں کو معبود قرار دیتا ہے بے شک میں تجھ کو اور تیری ساری قوم کو صریح غلطی میں دیکھتا ہوں اور ہم نے ایسے ہی طور پر ابراہیمؑ کو آسمان اور زمین کی مخلوقات دکھائیں تا کہ وہ عارف ہو جائیں اور تا کہ کامل یقین کرنے والوں سے ہو جاویں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شرک سے نفرت

تفسیر: مشرکین کے مقابلہ میں احتجاجات کے سلسلہ کو یہاں تک پہنچا کر اب دوسرا طریق احتجاج اختیار فرماتے ہیں وہ یہ کہ تمہارے دادا ابراہیم کو جن کی پیروی کے تم مدعی ہو شرک سے نفرت تھی اور انہوں نے اس کے استیصال میں کوشش کی اور فرماتے ہیں) اور جس وقت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ کیا آپ بتوں کو معبود بناتے ہیں (بڑی بے جا بات ہے اور) میں آپ کو اور

---

[1] فیہ اشارۃ الی ان عامل یوم یقول محذوف بقرینۃ قولہ فیکون الذی ہو سبب عن القول و معطوف علی یقول من قبل الذی طیر فیغضب زید الذباب۔

[2] وبہذا تبین وجہ اتیان الخبیر بعد قولہ عالم الغیب والشہادۃ لان قولہ عالم الغیب والشہادۃ من تتمۃ الدلیل علی قولہ الحق وہذا من مقتضیات الاسلام ومنافع اشتہ ۱۲

آپ کی قوم کو کھلی ہوئی غلطی میں (مبتلا) دیکھ رہا ہوں (تو اس وقت وہ ایک درجہ کا ایقان کا طے کر چکے) اور ہم ابراہیم کو یوں آسمانوں اور زمین کی مخلوقات دکھلا رہے ہیں (جس کا کچھ نمونہ یعنی محاجہ آزر تمہارے پیش نظر ہے اور کچھ یعنی کواکب کی حالت سے استدلال الٰہی آتا ہے) اور (اس لئے دکھلا رہے ہیں) تا کہ وہ پورے اہل یقین میں سے ہو جائیں (خیر یہ واقعہ تو ہو چکا)

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴿۷۶﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ
بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ﴿۷۷﴾ فَلَمَّا
رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۸﴾
اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَحَآجَّهٗ
قَوْمُهٗ ۚ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ۭ

ترجمہ: پھر جب رات کی تاریکی ان پر چھا گئی تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا آپ نے فرمایا کہ یہ میرا رب ہے سو جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں غروب ہو جانے والوں سے محبت نہیں رکھتا پھر جب چاند کو دیکھا چمکتا ہوا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے سو جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر مجھ کو میرا رب ہدایت نہ کرتا رہے تو میں گمراہ لوگوں میں شامل ہو جاؤں پھر جب آفتاب کو دیکھا چمکتا ہوا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے یہ تو سب سے بڑا ہے سو جب وہ غروب ہو گیا آپ نے فرمایا اے قوم! بے شک میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں میں اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں اور ان سے ان کی قوم نے حجت کرنا شروع کی آپ نے فرمایا کہ کیا تم اللہ کے معاملہ میں مجھ سے حجت کرتے ہو حالانکہ اس نے مجھ کو طریقہ بتلا دیا ہے۔

مخلوقات خالق نہیں ہو سکتے، عقل کا فیصلہ

تفسیر: اب وہ دوسرے درجات ایقان طے کرتے ہیں چنانچہ) اس کے بعد جبکہ ان پر رات کی تاریکی چھائی۔ تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا (جو کہ موجودہ ستاروں میں سب سے بڑا تھا تو ان کو اس بنا پر ابھی تک وہ صاحب وحی نہ ہوئے تھے اور ان کو حق تعالیٰ کے خصائص جلیہ کا تو اپنی عقل سے علم ہو چکا تھا مگر اوصاف خفیہ کا علم نہ تھا ادھر ستاروں کی حالت کی بھی پوری واقفیت نہ تھی کہ وہ بھی بتوں کی طرح جماد ہیں اس لئے ان کو اس کی ظاہری آب و تاب اور شان و شوکت سے اس کے مصداق ربؔ[1] ہونے کا دھوکہ ہوا اور) انہوں نے کہا کہ یہ میرا (وہ) رب (معلوم ہوتا) ہے (جس کا نقشہ میرے ذہن میں ہے کہ وہ تمام مخلوقات کا خالق اور ان میں متصرف اور سب سے بڑھ کر اور اعلیٰ ہے) پھر جبکہ وہ غروب ہوا تو کہا (استغفر اللہ مجھے بڑا دھوکہ ہوا) میں غروب ہونے والوں کو محبوب بھی نہیں بناتا (معبود تو

---

[1] قبل نزول وحی بلکہ بچپن میں جیسا کہ بعض مفسرین (وہو الشاہ عبدالقادرؒ ۱۲) نے لکھا ہے کہ وہ زمانہ ان کے لڑکپن کا تھا باوجود علم اجمالی صانع کے جو کہ ضروری ہے تفاصیل کا تدریجانہ استدلالاً حاصل ہونا منافی استعداد نبوت کے نہیں گو عطاء نبوت کے بعد تفاصیل کا حصول بھی ضروری ہے یہ وقت حضرت ابراہیم پر صانع کی تلاش و تعین میں انہی تدریج و استدلال کا ہے اور یہ ہذا ربی کہنا جزماً نہیں بلکہ بطور احتمال کے ہے جیسے کوئی کسی بوٹی کی تلاش میں ہو جس کے ضروری خواص (بقیہ حاشیہ ۳۶۰)

درکنار۔ کیونکہ معبود کے لئے بقاء لازم ہے یوں ہی محبوب بھی ایسی چیز ہونی چاہئے۔ جو باقی رہے) پھر جبکہ چاند نکلا دیکھا (تو خیال ہوا۔ کہ وہ تو نہیں تھا۔ یہ ہوگا۔ اس لئے) کہا کہ یہ میرا (وہ) رب (معلوم ہوتا) ہے (جس کا نقشہ میرے ذہن میں ہے) پس جب وہ بھی غروب ہوگیا۔ تو (پہلے سے زیادہ اپنی غلطی پر افسوس ہوا اور) کہا کہ (اپنی عقل کی رسائی تو معلوم ہوگئی۔ اب تو خدا ہی بیڑا پار کرے۔ تو خیریت ہے۔ ورنہ) اگر میرا رب مجھے (اپنی معرفت کی طرف) رہنمائی نہ کرے گا۔ تو ضرور میں راہ گم کردہ لوگوں میں سے ہو جاؤں گا۔ پھر جبکہ آفتاب کو نکلا دیکھا۔ تو کہا کہ (پہلے دو خیال تو غلط ثابت ہوئے۔ مگر) یہ میرا (وہ) رب (معلوم ہوتا ہے) جس کی مجھے تلاش ہے۔ کیونکہ) یہ سب سے بڑا ہے پر جبکہ وہ بھی غروب ہوگیا۔ تو (اب محسوسات کی خدائی کے بطلان کا بالکل یقین ہوگیا۔

مخلوقات سے خالق کی طرف

اور اب انہوں نے (اپنی قوم کے سامنے ایک موقعہ پر) صاف کہہ دیا کہ اے میری قوم میں بری ہوں ان تمام چیزوں سے جن کو تم خدا کا شریک بتاتے ہو میں نے تو اپنا رخ ایسی حالت میں اس کی طرف پھیر دیا جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا۔ کہ میں بالکل اسی طرف مائل ہوں اور (میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ) میں شریک بنانے والوں میں سے نہیں ہوں (انہوں نے تو یہ کہا) اور ان کی قوم نے ان کی حجت شروع کردی (اس کے جواب میں) انہوں نے کہا۔ کہ کیا تم خدا کے باب میں مجھ سے حجت کرتے ہو۔ حالانکہ اس نے مجھ سیدھا رستہ بتلا دیا ہے۔

وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا ۗ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۗ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ۗ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝

ترجمہ: اور میں ان چیزوں سے جن کو تم اللہ کے ساتھ شریک بناتے ہو نہیں ڈرتا ہاں لیکن اگر میرا پروردگار ہی کوئی امر چاہے میرا پروردگار ہر چیز کو اپنے علم میں گھیرے ہوئے ہے کیا تم پھر خیال نہیں کرتے اور میں ان چیزوں سے کیسے ڈروں جن کو تم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵۹) تو معلوم ہوں مگر صورت معلوم نہ ہو وہ ایک بوٹی کو دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ وہ یہی ہو اس کے بعد وہ خاصیتوں کا امتحان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ امتحان سے ثابت ہوا کہ وہ یہ نہیں پھر دوسری تیسری کے ساتھ یہی معاملہ کرتا ہے یہاں تک کہ مطلوب تک پہنچ جاتا ہے اسی طرح ابراہیم علیہ السلام نے دوران تحقیق میں ایک ایک کو احتمالاً ہذا ربی کہا اور اس میں خواص و کمالات صانع کے نہ دیکھ کر سب کی نفی کردی اور آخر میں یہ طے کیا کہ وہ وہ ہے کہ ان سب علویات (سموات) و سفلیات (ارضی) کو جن میں کواکب و اصنام بھی آگئے پیدا کیا ہے اور اس کا ادراک عقل سے ہوتا ہے۔ جو اس سے نہیں ہوتا۔ چنانچہ انی وجہت الخ کا یہی حاصل ہے اب آگے جس محاجہ کا ذکر ہے خواہ وہ اسی وقت ہوا ہو خواہ بعد نبوت کیونکہ اتصال فی الوقوع کی کوئی دلیل قرآن مجید میں نہیں ہے اسی طرح اس کے قبل جو محاجہ در باب اصنام کے مذکور ہے خواہ وہ بھی بچپن ہی میں ہوا ہو تو فلما جن میں فاء تعقیب وقوعی کے لئے ہو سکے گی اور خواہ بعد نبوت ہوا ہو تو فاء صرف تعقیب ذکری کے لئے ہو جاوے گی۔ اور تفاسیر میں اس ہذا ربی کی اور بھی توجیہات کی گئی ہیں مگر میں نے یہ تفسیر ظاہر الفاظ قرآن سے الصق اوفق ہونے کے سبب اختیار کی پھر مولانا شاہ عبدالقادرؒ کی تفسیر میں اس کی تصریح پائی گئی صرف اجمال و تفصیل کا فرق ہے وللہ الحمد علی ہذا التوافق اس تفسیر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے صدور شرک کا شبہ نہیں ہوسکتا۔ اور جبکہ اس صورت میں صدور شرک کا شبہ نہیں۔ تو کلام الٰہی کی تفسیر کی ضرورت نہیں جو اس کے الفاظ پر چسپاں نہ ہو ۱۲

نے شریک بنایا ہے حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک ٹھہرایا ہے۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی سو ان دو جماعتوں میں سے امن کا زیادہ مستحق کون ہے۔ اگر تم خبر رکھتے ہو جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شریک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے ایسوں ہی کے لئے امن ہے اور وہ ہی راہ پر چل رہے ہیں۔

لائق خوف

تفسیر : اور (تم مجھے اپنے معبودوں سے ڈراتے ہو) میں ان میں جن کو تم (خدا کے) شریک بناتے ہو بالکل نہیں ڈرتا (کیونکہ وہ مجھے کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے) ہاں خدا کوئی بات چاہے (تو وہ کرسکتا ہے اس لئے اس سے ضرور ڈرتا ہوں نیز) میرا خدا ہر چیز کو علم میں لئے ہوئے (برخلاف تمہارے معبودوں کے کہ ان کو بھی خبر نہیں) پس (جبکہ حالت یہ ہے کہ میرا خدا قادر بھی ہے اور علیم بھی ہے اور تمہارے معبودوں میں یہ دونوں صفتیں نہیں تو) کیا تم (اتنا بھی) خیال نہیں کرتے اور میں ان چیزوں سے کیسے ڈرسکتا ہوں جن کو تم نے شریک بنا رکھا ہے جبکہ تم کو اس کا ڈر نہیں کہ تم نے خدا کے ساتھ ایسی چیزوں کو (عبادت میں) شریک کیا جن کے متعلق اس نے تم پر کوئی دلیل نہیں اتاری (حاصل یہ کہ تمہارے معبود ڈرنے کی چیز نہیں اور تمہارا شریک کیا جن کے متعلق اس نے تم پر کوئی دلیل نہیں اتاری (حاصل یہ کہ تمہارے معبود ڈرنے کی چیز نہیں اور تمہارا شرک ڈرنے کی چیز ہے پس جب تم ڈرنے کی چیز سے نہیں ڈرتے تو میں نہ ڈرنے کی چیزوں سے کیسے ڈروں) پس (جبکہ یہ بات ثابت ہوگئی کہ تمہارے معبود ڈرنے کی چیز نہیں اور تمہارا شرک ڈرنے کی چیز ہے تو اب بتلاؤ کہ) ہم دونوں فریقوں میں سے کونسا فریق بے خوفی کا زیادہ حقدار ہے (اب حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ تو کیا جواب دیتے ہم بتلاتے ہیں) جو لوگ ایمان لے آئے اور اپنے ایمان میں ظلم (شرک) کی آمیزش نہیں کی (جیسے ابراہیم علیہ السلام بے خوفی انہی کا حق ہے اور وہ (اس بے خوفی میں) صحیح رستہ پر ہیں (کیونکہ بت وغیرہ میں ڈرنے کی چیز نہیں پس ان سے ڈرنا حماقت ہے اور شرک ڈرنے کی چیز ہے اس سے نہ ڈرنا جہل ہے۔

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ۝

ترجمہ: اور یہ ہماری حجت تھی وہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو ان کی قوم کے مقابلہ میں دی تھی۔ ہم جس کو چاہتے ہیں مرتبوں میں بڑھا دیتے ہیں۔ بیشک آپ کا رب بڑا حکمت والا بڑا علم والا ہے اور ہم نے ان کو (ایک بیٹا) اسحاق علیہ السلام دیا اور (ایک پوتا) یعقوب علیہ السلام دیا ہر ایک کو (طریق حق کی) ہم نے ہدایت کی اور (ابراہیم علیہ السلام سے) پہلے زمانہ میں ہم نے نوح علیہ السلام کو ہدایت کی اور ان (ابراہیم علیہ السلام) کی اولاد میں سے داؤد علیہ السلام کو اور سلیمان علیہ السلام کو اور ایوب علیہ السلام کو اور یوسف علیہ السلام کو اور موسیٰ علیہ السلام کو اور ہارون علیہ السلام کو (طریق حق کی ہدایت کی) اور اسی طرح ہم نیک کام کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں اور نیز زکریا علیہ السلام کو اور یحیٰی علیہ السلام کو اور عیسیٰ علیہ السلام کو اور الیاس علیہ السلام کو (اور یہ) سب (حضرات) پورے شائستہ لوگوں میں تھے اور نیز (ہم نے طریق حق کی ہدایت کی) اسماعیل علیہ السلام کو اور یسع علیہ السلام کو اور یونس علیہ السلام کو اور لوط علیہ السلام کو اور (ان میں سے) ہر ایک کو (ان زمانوں کے) تمام جہانون والوں پر (نبوت سے) ہم نے فضیلت دی اور نیز ان کے کچھ باپ دادوں کو اور کچھ اولاد کو اور کچھ بھائیوں کو (طریق حق کی ہم نے ہدایت کی) اور ہم نے ان (سب) کو مقبول بنایا اور ہم نے ان کو راہ راست کی ہدایت کی۔ اللہ کی ہدایت وہ یہی دین ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کو ہدایت کرتا ہے۔ اور اگر فرضاً یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کیا کرتے تھے ان سے سب اکارت ہو جاتے اور یہ ایسے تھے کہ ہم نے ان کو کتاب (آسمانی) اور حکمت (کے علوم) اور نبوت عطا کی تھی سو اگر یہ لوگ نبوت کا انکار کریں تو ہم نے اس کے لئے ایسے بہت لوگ مقرر کر دیئے ہیں جو اس کے منکر نہیں ہیں۔

حجت ابراہیمؑ قوم کے مقابلہ میں

تفسیر: اور یہ (حجت جو ابراہیمؑ نے اپنی قوم کے مقابلہ میں پیش کی جس کو تم ابھی سن چکے ہو) ہماری حجت تھی جو کہ ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے مقابلہ میں عطا کی تھی (جو کہ دنیا میں ان کے مناظرہ میں غالب ہونے کی وجہ سے اور آخرت میں ان کے راہ راست پر ہونے کے سبب ان کی سرفرازی کا باعث ہوئی رہا یہ سوال کہ یہ سرفرازی ان کی قوم کو کیوں عطا ہوئی تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم مالک و مختار ہیں اس لئے) ہم جس کو چاہتے ہیں مراتب کے لحاظ سے بلند کرتے ہیں (اس سے یہ شبہ نہ ہو کہ حق تعالیٰ کے کام محض بے تکے ہوتے ہیں کیونکہ) یہ یقینی بات ہے کہ تمہارا رب صاحب حکمت اور بڑے علم والا ہے (اس لئے ان کا کوئی کام جاہلانہ اور سفیہانہ نہیں ہوتا بلکہ ان کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے اور وہ ناشی از علم ہوتا ہے۔

دوسرے انبیاء کرام کی ہدایت

الغرض ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو ہدایت کی جس کا بیان تم سن چکے ہو) اور ہم نے انہیں اسحٰق علیہ السلام (بیٹا) اور یعقوب علیہ السلام (پوتا) عطا کئے ہم نے (ان میں سے بھی) ہر ایک کو ہدایت کی اور ہم (ان تینوں سے) پہلے نوحؑ کو ہدایت کر چکے تھے (جو کہ ان کے اجداد میں تھے) اور ان کی اولاد میں داؤدؑ اور سلیمانؑ اور ایوبؑ اور یوسفؑ اور موسیٰؑ اور ہارونؑ کو (ہدایت کی کیونکہ یہ لوگ نیک کار تھے) اور ہم نیک کاروں کو اسی قسم کی جزا دیتے ہیں (کہ ان کو ہدایت کرتے ہیں) اور (ان کی اولاد میں سے) زکریاؑ اور یحیٰیؑ

اور عیسیٰؑ اور الیاسؑ کو (ہدایت کی کیونکہ) یہ تمام اشخاص ہی اس قابل تھے (کیونکہ وہ بھی نیک تھے) اور ان کی اولاد میں سے) اسمٰعیلؑ اور یسعؑ اور یونسؑ اور لوطؑ[1] کو (بھی ہدایت کی کیونکہ وہ بھی نیک تھے اور اس لئے اس کے اہل تھے) اور ہدایت کے علاوہ ان تمام (مذکورہ اشخاص) کو (نبوت عطاء کر کے تمام جہان پر فضیلت دی (جو نبوت میں ان کے شریک نہیں ہیں' کیونکہ یہ متبوع ہیں اور دوسرے تابع) اور (ان کے علاوہ) ان کے بعد آباواجداد اور ان کی اولاد اور بھائی بندوں کو (بھی ہدایت دی) اور ہم نے ان (مذکورہ بالا اشخاص) کو مقبول بنایا اور سیدھے راستہ کی طرف ان کی رہبری کی یہ ہے خدا کی ہدایت (جو کہ ان لوگوں کو حاصل ہوئی) وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کے ذریعہ سے ہدایت یافتہ بناتا ہے (الغرض یہ تمام مناقب و کمالات اس کو اسی لئے حاصل ہوئے کہ وہ موحد تھے) اور اگر وہ کسی کو خدا کا شریک بناتے تو (بجائے اس کے کہ یہ کمالات ان کو دیئے جائیں ان کے تمام اعمال ضبط ہو جاتے اور) جو کچھ وہ کیا کرتے تھے سب غارت ہو جاتا (لیکن وہ کوئی نادان نہ تھے جو ایسا کرتے بلکہ وہ عارف تھے اور خدا کو پہچانتے تھے پس ان سے یہ کیسے ممکن تھا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم کو واضح ہو کہ) یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے کتاب اور حکم اور نبوت (یہ سب چیزیں) عطا کی ہیں (اور یہ ایک حقیقت ہے جو بالکل صحیح ہے) اب اگر یہ لوگ (یعنی تمہاری قوم اور بعض یہود) ان (چیزوں یعنی کتاب وحکم ونبوت) کو نہ مانیں (جبکہ ان کا دعویٰ ہے کہ آدمی رسول نہیں ہو سکتا اور جیسا کہ بعض یہود بعض انبیاء کی نبوت کے منکر ہیں) تو (ان کے نہ ماننے سے کیا ہوتا ہے کیونکہ) ہم نے ان چیزوں کو ایسے لوگوں[2] کے حوالہ کیا ہے جو ان کے منکر نہیں (یعنی جب خود وہ لوگ جن کو وہ چیزیں دی گئی ہیں ان کو تسلیم کرتے ہیں تو ان کا انکار لغو ہے هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ
اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ۟

ترجمہ: یہ حضرات ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے (صبر کی) ہدایت کی تھی سو آپ بھی انہی کے طریق پر چلئے۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس (تبلیغ قرآن) پر کوئی معاوضہ نہیں چاہتا یہ (قرآن) تو صرف تمام جہان والوں کے واسطے ایک نصیحت ہے۔

تفسیر :**ہدایت کی پیروی**: خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا ہمیں کہنا یہ ہے کہ) یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے ہدایت کی ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان لوگوں کی (اس) ہدایت کی (جس پر وہ تھے یعنی صرف حق تعالیٰ کو ماننا اور اسی کی اطاعت کرنا اور شرک سے اجتناب اور نفرت) پیروی کیجئے (بایں[3] معنی کہ جو کام وہ کرتے تھے وہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیجئے یعنی جس طرح وہ شرک سے نفرت رکھتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رکھیئے اور جس طرح وہ لوگوں کو نصیحت کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کیجئے اور یہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان سے) کہہ دیجئے کہ (مجھے جھوٹ بول کر تم سے کچھ لینا نہیں ہے اور میں تم سے اس پر کچھ معاوضہ نہیں مانگتا

---

[1] لوط حضرت ابراہیم کے بھتیجے تھے ان کو نسبا اولاد میں شامل کر لیا گیا ۱۲۔ [2] تفسیر قوم بالانبیاء المذکورین مروی عن قتادة ورجحه ابن جرير واخترته لاتساق الكلام ۱۲ [3] اشارة الى ان ليس الاقتداء ههنا بمعنى التقليد بل بمعنى الموافقة وهذه الموافقة فى الاصول والفروع لانهم كانوا متفقين فى الاصول مختلفين فى الفروع وحال رسول الله صلى الله عليه وسلم كذلك معهم لانه متفق معهم فى الاصول ومخالف لهم فى الفروع فحصل الموافقة فى الاصول والفروع ۱۲۔

(کہ اس کے لئے مجھے جھوٹ کی ضرورت ہو حقیقت یہ ہی ہے کہ) یہ صرف نصیحت ہے جہاں بھر کے لئے (اور ہرگز جھوٹ نہیں ہے)

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ اِذْ قَالُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِیْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنْتُمْ وَلَاۤ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ

ترجمہ: اور ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی جیسی قدر جاننا واجب تھی ویسی قدر نہ پہچانی جبکہ یوں کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی چیز بھی نازل نہیں کی آپ کہیے کہ وہ کتاب کس نے نازل کی ہے جس کو موسیٰ علیہ السلام لائے تھے جس کی یہ کیفیت ہے کہ وہ نور ہے اور لوگوں کے لئے وہ ہدایت ہے جس کو تم نے متفرق اوراق میں رکھ چھوڑا ہے جن کو ظاہر کر دیتے ہو اور بہت سی باتوں کو چھپاتے ہو اور تم کو بہت سی ایسی باتیں تعلیم کی گئیں جن کو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارے بڑے آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے پھر ان کو ان کے مشغلہ میں بیہودگی کے ساتھ لگا رہنے دیجئے اور یہ بھی ایسی ہی کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے جو بڑی برکت والی ہے اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور تاکہ آپ مکہ والوں کو اور اس کے آس پاس والوں کو ڈرائیں اور جو لوگ آخرت کا یقین رکھتے ہیں ایسے لوگ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور وہ اپنی نماز پر مداومت رکھتے ہیں اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ تہمت لگائے یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی اور جو شخص کہ یوں کہے کہ جیسا کلام اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اسی طرح کا میں بھی لاتا ہوں۔

اہل کتاب اور مشرکین کا نبوت سے انکار

تفسیر: اور ان لوگوں نے خدا کی ایسی قدر نہیں کی جیسی ان کو کرنی چاہئے تھی جبکہ انہوں نے (بے دھڑک) یہ کہہ دیا کہ خدا نے کسی آدمی پر کوئی چیز نازل نہیں کی (کیونکہ یہ مشرکین لوگ تو بشریت کو منافی نبوت خیال کرتے ہیں اور اس لئے وہ کسی کی نبوت بھی نہیں مانتے اور بعض یہود محض تمہاری ضد میں اس کے مدعی ہیں اور وجہ اس ناقدری کی ظاہر ہے کہ ان کا فرض تھا کہ خدا کو سچا مانیں لیکن جب وہ کہتا ہے کہ رسول بشر ہی ہوتے ہیں اور ہم نے آدمیوں کو ہی رسول بنایا ہے چنانچہ فلاں کو بنایا فلاں کو بنایا تو پھر اس کا انکار کرنا ضرور خدا کو

جھوٹا ماننا ہے' اور اس کا ناقدری ہونا ظاہر ہے اس سے مشرکین اور ان بعض اہل کتاب کو جو پرائے شگون کے لئے اپنی ناک کٹاتے تھے تردید ہوگئی اب دوسرے عنوان سے انکار فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان مشرکین اور اہل کتاب سے) کہہ دیجئے کہ (یہ واقعہ کہ موسیٰؑ پر کتاب نازل کی گئی صحیح اور ثابت ہے چنانچہ اہل کتاب تو اس کو تسلیم بھی کرتے ہیں اور مشرکین گو اس کا انکار کرتے ہیں مگر وہ دلیل سے ملزم ہیں چنانچہ دلیل پہلے گزر چکی ہے کہ وہ لوگ جن کو یہ کتابیں دی گئی ہیں یعنی موسیٰ وغیرہ وہ اس کو تسلیم کرتے ہیں پھر تمہارا نہ ماننا کیا قابل اعتبار ہے اور جبکہ یہ واقعہ دونوں فریق کے حق میں ثابت ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہیے کہ اچھا یہ بتلاؤ کہ) وہ کتاب جو موسیٰؑ ایسی حالت میں لائے تھے کہ وہ لوگوں کے لئے سراسر روشنی اور سراپا ہدایت تھی جس کو تم لوگ (اپنی خواہش نفسانی کے لئے) متفرق کاغذات بناتے ہو جن کو تم ظاہر بھی کرتے ہو اور بہت سا حصہ (اپنے مقاصد کے خلاف ہونے کی وجہ سے) چھپاتے بھی ہو اور (جس میں) تمہیں ان باتوں کی تعلیم دی گئی ہے جن کو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارے آباؤ اجداد کہ کس نے نازل کی (خیر یہ تو کیا جواب دیتے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ہی) فرما دیجئے کہ اللہ ہی نے تو (نازل کی ہے پھر تم کیسے کہتے ہو کہ خدا نے کسی آدمی پر کوئی چیز نازل نہیں کی' الغرض آپ یہ کہہ دیجئے) پھر ان کو ان کی لغویات میں مصروف چھوڑ دیجئے۔

فائدہ: اس جگہ یہ سمجھ[1] لینا چاہئے کہ وماقدروا اللہ حق قدرہ صرف بعض معاندین یہود ہی کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اس میں مشرکین کا بھی رد ہے جن کا یہ خاص عقیدہ تھا اور اس کے ساتھ ان معاندین یہود کو بھی شامل کر لیا ہے جنہوں نے عقیدۃً نہیں بلکہ صرف قولاً ان کے ساتھ موافقت کی تھی اور ماقدروا اللہ میں مشرکین کی تغلیب تھی جن سے پہلے گفتگو ہوتی آرہی ہے اور تجعلونہ قراطیس میں اہل کتاب کی تغلیب ہے کیونکہ یہ حجت ان پر الزام اور ان کے مقابلہ میں اظہر ہے پس سیاق کلام بھی محفوظ رہا اور وہ روایات بھی محفوظ ہیں جن میں یہ مضمون تھا کہ یہ آیت ان یہود کے رد میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے محض عناد سے دعویٰ کیا تھا کہ خدا نے کسی آدمی پر کوئی کتاب نازل نہیں کی اور تجعلونہ قراطیس کی بھی مخالفت نہ رہی والحمد للہ علیٰ ذلک۔

کتاب اللہ کا نزول

اب ہم تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ گویہ لوگ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا نے کوئی چیز کسی پر نازل نہیں فرمائی مگر جیسا کہ ظاہر ہو چکا ہے یہ انکار ان کا غلط ہے) اور (حقیقت یہ ہے کہ) یہ وہ کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے اور بابرکت اور اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ہم نے اس کو اس لئے نازل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ (والوں) اور اس کے گرداگرد (تمام روئے زمین کے لوگوں) کو اس سے ڈرائیں! در جو لوگ (دل سے) آخرت کو مانتے ہیں اور اس لئے ان کو ڈر ہے۔ کہ اگر وہ اس کا انکار کریں گے تو مستحق سزا ہوں گے) وہ لوگ اس کو مانتے بھی ہیں اور وہ اپنی نماز کی نگہداشت بھی کرتے ہیں (جو کہ دلیل ہے ان کے اعتقاد کی پس اگر دوسرے لوگ نہ مانیں تو یہ ان کی ہٹ دھرمی ہے) اور اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو خدا پر جھوٹ تراشے (جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ خدا نے کسی آدمی پر کوئی چیز نازل نہیں کی یا جیسا کہ ہمارے زمانہ

---

[1] قول وبهذا التقرير اندفع ما اشكل على ابن جرير حتى كانه انكر قراة تجعلونه و تخفون بالتاء و قال الا صوب بالياء وارتكب فى علمتم تاويلا بعيد ايشوش الكلام و يخرجه عن الاتساق ووقع آخر اليما هرب عنه اولا فليتدبر.

میں مرزا غلام احمد قادیانی نے خدا پر ہزاروں جھوٹ تراشے) یا وہ کہے کہ میری طرف وحی کی گئی حالانکہ اس کی طرف کوئی وحی نہیں کی گئی (جیسا کہ اس زمانہ میں مسیلمہ کذاب وغیرہ نے اور اس زمانہ میں مرزا غلام احمد قادیانی نے ایسا کیا) اور اس شخص سے زیادہ بھی (کون ظالم ہوگا) جو کہے کہ جیسا کلام خدا نے نازل کیا میں بھی بنادوں گا (جیسا کہ اس وقت میں مسیلمہ کذاب اور بعض کاتبین وحی نے مرتد ہو کر ایسا کہا اور اس زمانہ میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے کلام کے معجز ہونے کا دعویٰ کیا الغرض یہ بڑے ظالم اور سخت کافر ہیں)

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ۭ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝

ترجمہ: اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جبکہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے ہاں اپنی جانیں نکالو آج تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی اس سبب سے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذمہ جھوٹی باتیں بکتے تھے اور تم اللہ کی آیات سے تکبر کرتے تھے اور تم ہمارے پاس تنہا تنہا آ گئے جس طرح ہم نے اول بار تم کو پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تم کو دیا تھا اس کو اپنے پیچھے ہی چھوڑ آئے اور ہم تو تمہارے ہمراہ تمہارے ان شفاعت کرنے والوں کو نہیں دیکھتے جن کی نسبت تم دعویٰ رکھتے تھے کہ وہ تمہارے معاملہ میں شریک ہیں واقعی تمہارے آپس میں تو قطع تعلق ہو گیا اور وہ تمہارا دعویٰ تم سب سے گیا گزرا ہوا۔

ظالم و کافر موت کے نرغے میں

تفسیر: اور کاش تم ان کو اس وقت دیکھو جبکہ یہ ظالم لوگ جان کنی کی تکلیف میں ہوں گے اور فرشتے ان کی طرف اپنے ہاتھ بڑھائے ہوں گے کہ نکالو اپنی جانوں کو (کہاں لئے بیٹھے ہو) آج تم کو اس بات کا معاوضہ کہ تم حق تعالیٰ پر ناحق بہتان لگاتے تھے اور اس کی آیات کے ماننے سے تکبر کرتے تھے ذلت کا عذاب دیا جائے گا (اس وقت جو کچھ بے کسی اور بے چارگی اور ذلت و ندامت اندوہ و غم کے لحاظ سے جو ان کی حالت ہوگی وہ (دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے یہ تو موت کے وقت ان کی کیفیت ہوگی) اور (جس وقت یہ حق تعالیٰ کے روبرو پیش ہوں گے (اس وقت ان سے کہا جاوے گا کہ) تم لوگ ہمارے پاس اسی طرح تنہا آئے ہو جس طرح ہم نے پہلی مرتبہ تم کو پیدا کیا تھا اور جو چیزیں (نعمتیں) ہم نے تم کو دی تھیں (جن پر تم کو گھمنڈ تھا) ان کو اپنے پیچھے چھوڑ آئے (کسی نے بھی تمہارا ساتھ نہ دیا) اور ہم تمہارے ان سفارشیوں کو بھی نہیں دیکھتے جن کی نسبت تمہارا دعویٰ تھا کہ وہ تمہارے اندر خدا کے شریک ہیں (اور جس طرح تم خدا کے بندے ہو یوں ہی ان کے بھی اور جس طرح خدا تم سے اپنی عبادت کرانے کا حق رکھتا ہے یوں ہی وہ بھی رکھتے ہیں) اب تمہارے درمیان بالکل انقطاع ہو گیا اور تم سے وہ سب باتیں غائب ہو گئیں جو تم غلط طور پر کہا کرتے تھے (اس وقت بھی یہ سخت پریشان اور پشیمان ہوں گے۔

إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَىٰ ۖ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ﴿٩٥﴾ فَالِقُ الْإِصْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿٩٦﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٩٧﴾ وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَفْقَهُونَ ﴿٩٨﴾

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ پھاڑنے والا ہے دانہ کو اور گٹھلیوں کو وہ جاندار (چیز) کو بے جان (چیز) سے نکال لاتا ہے (جیسے نطفہ سے آدمی پیدا ہوتا ہے) اور وہ بے جان (چیز) کو جاندار (چیز) سے نکالنے والا ہے (جیسے آدمی کے بدن سے نطفہ ظاہر ہوتا ہے) اللہ ہی ہے (جس کی ایسی قدرت ہے) تو تم کہاں الٹے چلے جارہے ہو وہ (اللہ تعالیٰ) صبح کا نکالنے والا ہے اور اس نے رات کو راحت کی چیز بنایا ہے اور سورج اور چاند (کی رفتار) کو حساب سے رکھا ہے یہ ٹھہرائی ہوئی بات ہے ایسی ذات کی جو کہ قادر ہے بڑے علم والا ہے اور وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے تمہارے (فائدہ کے) لئے ستاروں کو پیدا کیا تاکہ تم ان کے ذریعہ سے اندھیروں میں خشکی میں اور دریا میں بھی راستہ معلوم کرسکو بیشک ہم نے (یہ) دلائل خوب کھول کھول کر بیان کردیئے ہیں ان لوگوں کے لئے جو خبر رکھتے ہیں اور وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے تم (سب) کو (اصل میں) ایک شخص سے پیدا کیا پھر ایک جگہ زیادہ رہنے کی ہے اور ایک جگہ چندے رہنے کی بیشک ہم نے دلائل بھی (توحید و انعام کے) خوب کھول کھول کر بیان کردیئے ان لوگوں کے لئے جو سمجھ بوجھ رکھتے ہیں۔

قدرت خداوندی

تفسیر: اے نادان مشرکو) اللہ تعالیٰ دانے اور گٹھلی کو پھاڑ (کر ان سے پودے اگانے) والے ہیں وہ زندہ کو مردہ سے نکالتے ہیں) جیسے انڈوں سے بچے) اور مردہ کو زندہ سے نکالنے والے ہیں (جیسے مرغی سے انڈے یہ صفات تمہارے معبودوں میں کہاں ہیں) پس کہاں لے جائے جارہے ہو (اور تمہاری اوندھی سمجھ تمہیں کدھر لے جارہی ہے) وہ (ظلمت شب کو) چیرنے والا اور اس کو چیر کر اس میں سے صبح کا (نکالنے والا) ہے اور اس نے رات کو آرام (کی چیز) اور آفتاب اور ماہتاب کو حساب (کی چیز) بنایا ہے) یہ تجویز ہے اس قابو یافتہ بڑے جاننے والے کی (جس میں کوئی نقص نہیں ہے یہ باتیں تمہارے معبودوں میں کہاں ہیں) اور وہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے ستارے بنائے تاکہ تم خشکی اور تری کی تاریکیوں میں (ان کی روشنی اور سمت سے) راستہ معلوم کرو (تمہارے معبودوں نے ایسا کونسا کام کیا ہے) ہم نے جاننے والوں کے لئے (توحید کے) دلائل تفصیل سے بیان کردیئے) پس جواب بھی نہ سمجھے وہ سراسر جاہل ہے) اور وہ وہ ہے جس نے تم کو صرف ایک شخص[2] سے پیدا کیا پھر تمہارے لئے ایک مستقر[1] ہے اور ایک مستودع (مستقر دنیا ہے جہاں وہ رہتے اور مستودع قبر ہے جس کے وہ آخرکار عارضی طور حوالہ کردیئے

---

[1] تفسیر المستقر والمستودع بالرحم والصلب یا باہ لفظ آلفاء لان الاستیداع فی الصلب والاستقرار فی الرحم یکونان قبل الخلق لا بعدہ وایضا کان المناسب ح تقدیم الاستیداع علی الاستقرار کما لا یخفی ۱۲۔ [2] قد اشرنا الی ان فی لفظتہ الاستیداع اشارۃ الی البعث۔

جاتے ہیں پس حاصل یہ ہوا کہ تم کو پیدا کر کے ایک وقت تک دنیا میں رکھتا ہے اور اس کے بعد تم کو مار دیتا ہے (ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین) اور تم برائے چندے قبروں میں رہتے ہو اور تم کو قیامت میں دوبارہ زندہ کرے گا سو یہ باتیں تمہارے معبود میں کہاں ہیں) ہم ان لوگوں کے لئے تفصیل کے ساتھ دلائل بیان کر چکے جو سمجھ رکھتے ہیں (لیکن اگر اب بھی کوئی نہ سمجھے تو وہ سراسر بے سمجھ ہے)۔

وَهُوَ الَّذِیٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِیَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَیَنْعِهٖ ۭ اِنَّ فِیْ ذٰلِكُمْ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾

ترجمہ: اور وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے آسمان (کی طرف) سے پانی برسایا۔ پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے ہر قسم کے نباتات کو نکالا (۸) پھر ہم نے اس سے (۹) سبز شاخ نکالی کہ اس سے ہم اوپر تلے دانے چڑھے ہوئے نکالتے ہیں (۱۰) اور کھجور کے درختوں سے یعنی ان کے گپھے میں سے خوشے ہیں جو (مارے بوجھ کے) نیچے کو لٹکے جاتے ہیں اور (اسی پانی سے ہم نے) انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار (کے درخت پیدا کئے جو کہ) ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوتے ہیں (۱۱) اور (بعضے) ایک دوسرے سے ملتے جلتے نہیں ہوتے (ذرا ہر ایک کے پھل کو تو دیکھو جب وہ پھلتا ہے (پھر) اس کے پکنے کو دیکھو (۱) ان میں (بھی) دلائل (توحید کے موجود ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان (لانے کی فکر) رکھتی ہیں۔

پانی کا اتارنا اور اس کے فوائد

تفسیر: اور وہ وہ ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا پھر ہم نے اس سے ہر (اگنے والی) چیز کا ابتدائی حصہ نکالا پھر اس سے ایک ہری چیز نکالی جس سے ہم (کچھ عرصہ بعد) دانے نکالیں گے جو اوپر تلے ہوں گے (یہ تو غلات کی حالت ہے) اور کھجوروں سے یعنی ان کی کلی سے (بجائے غلوں کی بالیوں کے) گچھے نکلتے ہیں اور (ہم نے اس سے) انگوروں کے باغات (نکالے) اور زیتون اور انار (نکالے) ایسی حالت میں کہ وہ کچھ ملتے جلتے اور کچھ نہ ملتے جلتے ہوتے ہیں (ذرا) تم اس وقت اس کے پھل کو دیکھو جب وہ پھلتا ہے اور (اس کے بعد) اس کے پکنے کو بھی (دیکھو پھر دیکھو کہ وہ پہلے کیا تھا اور اب کیا ہو گیا اور اس سے اس کے وسعت علم اور قدرت وحکمت کا اندازہ کرو، پھر دیکھو، یہ باتیں خدا کے سوا کس میں ہیں جس کو اس کا شریک بنایا جاوے الغرض) ان (مذکورہ بالا واقعات) میں بہت سے دلائل (تفرد فی الالوہیت) ہیں (مگر) ان لوگوں کے لئے جو مانیں (اور جو نہ مانیں ان کے لئے کچھ بھی نہیں)۔

فائدہ: بہت سے دلائل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر کام ایسا ہے جس کو خدا کے سوا کوئی نہیں کر سکتا مثلاً مینہ برسانا یہ ایک ایسا کام ہے جو صرف خدا کر سکتا ہے اور کوئی نہیں، علی ہذا دانہ اگانا یہ صرف خدا کر سکتا ہے اور کوئی نہیں پھر اس کو بڑھانا یہ بھی خدا ہی کر سکتا ہے اور کوئی نہیں پھر اس میں پھل لگانا یہ بھی خدا ہی کر سکتا ہے اور کوئی نہیں پھر اس کو بڑھانا پھر اس کو پکانا یہ بھی خدا ہی کر سکتا ہے اور کوئی نہیں پس یہ

تمام دلائل توحید ہیں پھران میں سے ہر دلیل بہت سے دلائل پر مشتمل ہے مثلاً انگور کا درخت پیدا کرنا ایک دلیل ہے انار کا دوسری دلیل ہے وہکذا پھران میں سے بہت سے ہرایک میں دلائل ہیں کیونکہ دانہ کے نباتی شکل میں آنے تک نہیں معلوم اس میں کتنے تغیرات ہوتے ہیں پھر اس کے پورا بننے تک نہیں معلوم کتنے تغیرات ہوتے ہیں ہکذا اور ہر تغیر ایک مستقل دلیل توحید ہے کیونکہ اس پر سوائے خدا کے کسی کو قدرت حاصل نہیں اس لئے صرف ایک پودے میں ہزاروں اور لاکھوں دلائل ہیں اس لئے مذکورہ بالا واقعات میں کروڑوں دلائل توحید ہیں۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ
وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿١٠٠﴾

ترجمہ: اور لوگوں نے شیاطین کو اللہ کا شریک قرار دے رکھا ہے حالانکہ ان لوگوں کو خدا نے پیدا کیا ہے اور ان لوگوں نے اللہ کے حق میں بیٹے اور بیٹیاں محض بلاسند تراش رکھی ہیں وہ پاک اور برتر ہیں ان باتوں سے جن کو یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔

مشرکین کی خام عقلی

تفسیر: دلائل توحید کے بعد پھر مشرکین کے خیالات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے ایک جہالت تو یہ کی کہ غیر اللہ کو معبود بنایا) اور (دوسری جہالت یہ کی کہ انہوں نے خدا کا شریک فی التصرف) جنوں کو بنایا (جو کہ ذوی العقول ہیں سب سے ارزل مخلوق ہے جیسا کہ مجوس وغیرہ کا خیال ہے کہ وہ شیاطین کو خدا کا شریک فی التصرف مانتے ہیں) حالانکہ (وہ ان سب جاعلین ومجعولین کا خالق ہے اور) اس نے ان سب کو پیدا کیا ہے (اور اس وجہ سے نہ جنوں میں شریک ہونے کی اہلیت ہے اور نہ ان لوگوں کو ایسا کرنا زیبا تھا) اور انہوں نے محض بے جانے بوجھے (اور صرف بلا دلیل) اس کے لئے بیٹے اور بیٹیاں بھی اپنی طرف سے گھڑ لئے (چنانچہ یہود ونصاریٰ عزیر ومسیح کو بیٹے اور مشرکین عرب فرشتوں کو بیٹیاں کہتے ہیں) وہ پاک ہے اور برتر ہے ان باتوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ
وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١٠١﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿١٠٢﴾

ترجمہ: وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اللہ کے اولاد کہاں ہوسکتی ہے حالانکہ اس کے کوئی بی بی تو ہے نہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا اور وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے یہ ہے اللہ تمہارا رب اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے تو تم لوگ اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا کارساز (حقیقی) ہے۔

اللہ تعالیٰ بیوی، اولاد سب سے پاک ہے

تفسیر: وہ موجد ہے آسمانوں اور زمین (اور مافیہا) کا (اس لئے جو کچھ ان میں ہے وہ اس کی مخلوق ہونے کے سبب نہ اس کا شریک ہونے کا قابل ہے نہ بیٹا بیٹی بننے کے لائق اس کے علاوہ تم یہ بھی تو سمجھو کہ اگر خدا تذکیر وتانیث اور جننے وجنانے سے بالاتر ہو جیسا کہ واقعہ

ہے تو پھر بیٹا بیٹی کیسے اور اگر بالفرض وہ ان باتوں سے بالاتر نہ ہو جیسا کہ تمہارے اعتقاد سے ظاہر ہے تو پھر وہ عورت تو ہو نہیں سکتا ضرور مرد ہوگا اور مردوں کے اولاد بیویوں سے ہوتی ہے تو اب تم یہ سمجھو کہ) اس کے بیوی تو ہے ہی نہیں اولاد کہاں سے ہوگی (یہ مستقل حماقت ہے کہ بلا بیوی کے تم نے اولاد مان لی الغرض وہ آسمانوں کا اور زمین کا موجد اور اولاد سے منزہ ہے) اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے (اور ان میں سے کوئی صفت بھی کسی کے لئے ثابت نہیں تو پھر اور کوئی شریک کیونکر ہو سکتا ہے الغرض) وہ (عالی شان) خدا (جس کی یہ صفات ہیں جو ابھی تم کو معلوم ہوئیں) تمہارا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم اس کی پرستش کرو اور (یاد رکھو کہ) وہ ہر چیز پر مسلط ہے (اور تمام چیزیں اس کے قبضہ اور اختیار میں ہیں پس اگر تم اس کی مخالفت کرو گے تو وہ تمہیں سزا دے گا۔

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ۝ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

ترجمہ: اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی اور وہ سب نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے اور وہ ہی بڑا باریک بیں باخبر ہے اب بلاشبہ تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے حق بینی کے ذرائع پہنچ چکے ہیں سو جو شخص دیکھ لے گا وہ اپنا فائدہ کرے گا اور جو شخص اندھا رہے گا وہ اپنا نقصان کرے گا اور میں تمہارا نگران نہیں ہوں اور ہم اس طور پر دلائل کو مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں تاکہ آپ سب کو پہنچا دیں اور تاکہ یہ یوں کہیں کہ آپ نے کسی سے پڑھ لیا ہے اور تاکہ ہم اس کو دانشمندوں کے لئے خوب ظاہر کر دیں۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھتا ہے

تفسیر: تم کو اس کے نظر نہ آنے سے اس کا شبہ نہ ہونا چاہئے کہ وہ غائب ہے اور اسے ہمارے افعال کی کیا خبر ہوگی کیونکہ) نظریں[1] اس کو نہیں دیکھتیں اور وہ نظروں تک کا علم رکھتا ہے اور وہ مخفیات کا بڑا جاننے والا اور نہایت باخبر ہے (دیکھو) تمہارے پاس بصیرت کی باتیں (جن سے تم صحیح واقفیت حاصل کر سکتے ہو) آچکی ہیں اب جو (ان سے بینائی حاصل کر کے) بینا بنے تو اپنے لئے اور جو (باوجود ان کے بھی) اندھا رہے تو اپنے لئے[2] اور میں تمہارا نگران نہیں ہوں (کہ تمہارے افعال کی نگہداشت کروں اور کوئی کام خلاف نہ کرنے دوں بلکہ تم خود اپنے افعال کے ذمہ دار ہو) اور ہم یوں عنوان بدل بدل کر دلائل بیان کرتے ہیں (جس کا نمونہ تم ابھی دیکھ چکے ہو) اور اس لئے بیان کرتے ہیں تاکہ یہ (معاندین اپنے عناد سے) یوں کہیں کہ تم تو (یہ باتیں کسی سے) پڑھ آئے ہو اور تاکہ ہم ان کو ان لوگوں کے لئے بیان کر دیں جو ناواقف (اور انجان) ہیں (اور صرف جہالت سے وہ کفر میں مبتلا ہیں اور عناد مقصود نہیں ہے الغرض ان آیات کی تصریف میں دو فائدہ ہیں ایک معاندین کے کمال عناد کا ظہور جو کہ ان پر حجت ہوگا اور دوسرا ناواقفوں کی اصلاح۔

---

[1] بہذا التفسیر یبطل تمسک من تمسک بہ لنفی الرؤیۃ فی الآخرۃ فافہم ۱۲۔ [2] اتبعت فیہ محاورۃ لساننا ۱۲۔

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ۭ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝

ترجمہ: آپ خود اس طریقہ پر چلتے رہیے جس کی وحی آپ کے رب کی طرف سے آپ کے پاس آئی ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور مشرکین کی طرف خیال نہ کیجئے اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو یہ شرک نہ کرتے اور ہم نے آپ کو ان کا نگراں نہیں بنایا اور نہ آپ ان پر مختار ہیں۔

تفسیر: شرک سے اجتناب: اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مشرکین کے باب میں بہت شفقت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح یہ لوگ راہ راست پر آ جائیں لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جاتا ہے کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی پیروی کیجئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کیا گیا ہے اور شرک سے محترز رہئے (کیونکہ) خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور جو لوگ شرک کرتے ہیں ان سے رخ پھیر لیجئے (اور ان کی خرافات کی طرف التفات نہ کیجئے اور نہ اس فکر میں پڑیئے کہ کسی نہ کسی طرح یہ ہدایت قبول کر لیں کیونکہ) اگر خدا چاہتا تو یہ شرک نہ کرتے (مگر خدا کو منظور نہیں ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں ان کے پیچھے پڑتے ہیں، اب رہی یہ بات کہ خدا کو کیوں منظور نہیں سو اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر خدا ان کو مجبور کرے تو یہ اس کی حکمت امتحان کے خلاف ہے اور اختیار سے وہ ماننے والے نہیں اس لئے خدا کو ان کی ہدایت منظور نہیں) اور (قطع نظر اس سے) ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر نگراں نہیں بنایا اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر مسلط ہیں (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال ہو کہ میں ان کے جرائم کا کیا جواب دوں گا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی کیا فکر پڑی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام اتباع وحی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے کئے جائیے)

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۠ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

ترجمہ: اور دشنام مت دو ان کو جن کی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں پھر وہ براہ جہل حد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے ہم نے اسی طرح ہر طریقہ والوں کو ان کا عمل مرغوب بنا رکھا ہے پھر اپنے رب ہی کے پاس ان کو جانا ہے سو وہ ان کو جتلا دے گا جو کچھ بھی وہ کیا کرتے تھے۔

تفسیر: کسی کے معبود کو برا نہ کہنا چاہئے: اور (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت کو یہ بھی ہدایت کی جاتی ہے کہ) جن کو یہ خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہیں (گو وہ کسی رعایت کے مستحق نہیں ہیں، مگر) تم (بلا ضرورت) ان کو برا نہ کہو کہ اس کے جواب میں یہ تعدی کر کے نادانی سے خدا کو برا کہیں (اور تم اس کا سبب بنو لیکن اگر ان کی تحقیر کی کوئی معقول وجہ ہو جیسے ان کی الوہیت کا ابطال وغیرہ اور اس پر وہ خدا پر تعدی کریں تو اس کے وہ خود ذمہ دار ہیں اور تم ذمہ دار نہیں ہو۔

فائدہ: اس تفسیر سے معلوم ہو گیا کہ نہ اس حکم میں مشرکین کے ساتھ رواداری اور نہ ان کا پاس خاطر ملحوظ ہے اور نہ ان کی معبودان باطلہ کا

پاس اور لحاظ بلکہ صرف خواہ مخواہ خدا کو برا کہلانے سے احتراز کی ہدایت ہے پس اگر ہم اپنے مذہب کی پابندی میں کوئی ایسا فعل کریں جو دوسرے قوموں کی جہالت سے ان کے اشتعال کا باعث ہو اور اس پر وہ کوئی تعدی کریں تو اس کے ذمہ دار ہم نہیں ہیں بلکہ وہ خود ذمہ دار ہیں جیسا کہ ہندوستان میں گائے کی قربانی کہ ہم اس کو بحیثیت ایک شعار اسلامی ہونے کے اور انسداد گاؤ پرستی و تحریم ما احل اللہ کرتے ہیں اب اگر ہندو اس پر مشتعل ہوں تو اس کے ذمہ دار وہ خود ہیں پس جن نادانوں نے اس آیت سے گاؤکشی کے بند کرنے کے لئے استدلال کیا ہے یہ ان کی شریعت سے ناواقفیت کی دلیل ہے اس استطرادی مضمون کے بعد ہم پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم خواہ مخواہ ان کے معبودان باطلہ کو برا نہ کہو کیونکہ وہ ان کو اپنی جہالت سے معبود سمجھتے ہیں اور اپنے اس فعل کو اپنی نادانی سے اچھا سمجھتے ہیں اس لئے ان کو اشتعال ہوگا اور وہ خدا کو برا کہیں گے جو ان کی نادانی اور سراسر تعدی ہے جس طرح ہم نے ان کی نظر میں ان کے عمل کو مستحسن کر رکھا ہے) یوں ہی ہم نے ہر قوم کے عمل کو ان کی نظر میں مستحسن کر رکھا ہے (اور چونکہ یہ نتیجہ ہے ان کی عقل خداداد سے کام نہ لینے کا اس لئے اس کا الزام ہم پر نہیں بلکہ خود ان پر ہے وہ اس کو مستحسن سمجھ کر اس پر جمے ہوئے ہیں لیکن ایک روز انہیں مرنا ہے اور) اس کے بعد خدا ہی کی طرف واپسی ہوگی اور وہ ان کو بتا دیگا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے (پس ان کو بے فکر نہ ہونا چاہئے اور یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ہم کو ان افعال کی سزا نہ ملے گی۔

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ
عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَ اَبْصَارَهُمْ
كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

ترجمہ: اور ان (منکر) لوگوں نے قسموں میں بڑا زور لگا کر اللہ کی قسم کھائی کہ اگر ان کے (یعنی ہمارے) پاس کوئی نشانی آ جاوے تو وہ (یعنی ہم) ضرور ہی اس پر ایمان لے آویں گے آپ (جواب میں) کہہ دیجئے کہ نشانیاں سب خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں اور تم کو اس کی کیا خبر (بلکہ ہم کو خبر ہے) کہ وہ نشانیاں جس وقت آ جاویں گی یہ لوگ جب بھی ایمان نہ لاویں گے اور ہم بھی ان کے دلوں کو اور ان کی نگاہوں کو پھیر دیں گے جیسا یہ لوگ اس پر پہلی دفعہ ایمان نہیں لائے اور ہم ان کو ان کی سرکشی میں حیران رہنے دیں گے۔

مشرکین کی جھوٹی قسمیں

تفسیر: اور یہ لوگ بڑے زور اور پوری قوت کے ساتھ قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی (جسے وہ نشانی کہتے ہیں) آ گئی تو وہ ضرور ضرور ایمان لے آئیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ نشانات تو اللہ ہی کے قبضہ میں ہیں (میرے قبضہ میں نہیں ہیں اس کہنے کی اس لئے ضرورت ہے کہ یہ قسمیں سراسر جھوٹی ہیں) اور تم نہیں جانتے[1] کہ جب وہ نشانی آ جاوے گی تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے اور ہم ان کے دلوں کو اور ان کی آنکھوں کو پلٹ دیں گے (اور اس طرح حقیقت بینی اور حقیقت فہمی سے روک دینگے) چونکہ (باوجود حق کے واضح ہو جانے کے محض عناداً وہ پہلی مرتبہ ایمان نہیں لائے اور ان کو ان کی سرکشی میں سرگرداں چھوڑ دیں گے۔

---

[1] قد اشکلت هذه الآية على اهل التاويل وا ولو هابتا وبلات كلهار كيكته واهية ومنشاء ها انهم يجعلون كلمة ما استفهاميه والحق انها نافيه يعنى لا يجعلكم ذا شعور و علم انها اذا جاء ت لا يؤمنون و هذا من المواهب التى افاضها الله على وله الحمد على انعاماته ١٢ .

وَلَوْ أَنَّنَا نَزَّلْنَا إِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا

مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا إِلَّآ أَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ

نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلِتَصْغٰٓى إِلَيْهِ أَفْئِدَةُ الَّذِيْنَ

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ أَفَغَيْرَ اللّٰهِ أَبْتَغِيْ

حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ

أَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا

وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾ وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ

يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ إِنْ يَّتَّبِعُوْنَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ إِنَّ

رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۱۷﴾

ترجمہ: اور اگر ہم ان کے پاس فرشتوں کو بھیج دیتے اور ان سے مردے باتیں کرنے لگتے اور ہم تمام موجودات (غیبیہ) کو ان کے پاس ان کی آنکھوں کے روبرو کر دیتے تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے ہاں اگر خدا چاہے تو اور بات ہے لیکن ان میں زیادہ لوگ جہالت کی باتیں کرتے ہیں اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بہت سے شیطان پیدا کئے تھے کچھ آدمی اور کچھ جن جن میں سے بعضے دوسرے بعضوں کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے تھے تاکہ ان کو دھوکہ میں ڈال دیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ ایسے کام نہ کر سکتے سو ان لوگوں کو اور جو کچھ یہ افترا پردازی کر رہے ہیں اس کو آپ رہنے دیجئے۔ اور تاکہ اس کی طرف ان لوگوں کے قلوب مائل ہو جاویں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور تاکہ اس کو پسند کر لیں اور تاکہ مرتکب ہو جاویں ان امور کے جن کے وہ مرتکب ہوئے تھے۔ تو کیا اللہ کے سوا کسی اور فیصلہ کرنے والے کو تلاش کروں حالانکہ وہ ایسا ہے کہ اس نے ایک کتاب کامل تمہارے پاس بھیج دی ہے اس کی حالت یہ ہے کہ اس کے مضامین خوب صاف صاف بیان کئے گئے ہیں اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس بات کو یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ یہ (قرآن) آپ کے رب کی طرف سے واقعیت کے ساتھ بھیجا گیا ہے سو آپ شبہ کرنے والوں میں سے نہ ہوں۔ اور آپ کے رب کا کلام واقعیت اور اعتدال کے اعتبار سے کامل ہے اس کے کلام کا کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ خوب سن رہے ہیں خوب جان رہے ہیں اور دنیا میں زیادہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر آپ ان کا کہنا ماننے لگیں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بے راہ کر دیں وہ محض بے اصل خیالات پر چلتے ہیں اور بالکل قیاسی باتیں کرتے ہیں بالیقین آپ کا رب ان

کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بے راہ ہو جاتا ہے اور وہ ان کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کی راہ پر چلتے ہیں۔

ایمان لانے کے سلسلہ میں کافروں کا سخت رویہ

تفسیر :اور اس کے عناد کی نوبت یہاں تک پہنچی ہوئی ہے کہ اگر ہم ان کے پاس فرشتوں کو بھی بھیج دیتے اور مردے بھی ان سے باتیں کر لیتے اور ہر چیز کو ان کے مقابل (آمنے سامنے) لاکر بھی کھڑا کر دیتے تو یہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لے آویں (اور جبکہ ان کی حالت یہ ہے تو ان کو چاہئے تھا کہ کوئی فرمائش نہ کرتے) مگر ان میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو (جہالت پر کمر بستہ ہیں اور اس لئے) جہالت کی باتیں کرتے رہتے ہیں اور تمہارے رب کی یہ بات سچائی اور عدالت میں کامل ہے اور اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا بھی نہیں ہے (اس لئے وہ نہیں بدل سکتیں) وہ بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے (اس لئے وہ ان کے اقوال کو سنتا اور ان کے افعال اور خیالات کو جانتا ہے اور اس بنا پر اس نے یہ حکم لگایا ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی باتوں میں نہ آیئے اور اس کے درپے نہ ہو جیئے کہ کوئی آیت ایسی آجاوے جس سے یہ ایمان لے آئیں۔

کافروں کے مغالطہ سے اجتناب

اور جس طرح یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں مغالطہ دیتے ہیں کہ اگر کوئی نشانی آجاوے گی تو ہم ایمان لے آئیں گے یوں ہی یہ لوگ یہ مغالطہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے رہے ہیں کہ یہ کیا بات ہے کہ تمہاری ماری حلال اور خدا کی ماری حرام یعنی جس جانور کو تم ذبح کرتے ہو اس کو تو کھا لیتے ہو اور جو اپنی موت یا کسی اور طریق سے مر جاوے تو اسے نہیں کھاتے پس تم کو چاہئے کہ مذبوح کو بھی نہ کھاؤ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے دھوکے میں نہ آیئے کیونکہ) دنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا اتباع کریں تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کے راستہ سے بھٹکا دیں گے (کیونکہ) یہ لوگ محض اوہام باطلہ کے پیرو ہیں اور سراسر انکل پچو باتیں کرتے ہیں (یہ بات بالکل صحیح ہے کیونکہ) تمہارا رب ان لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کے راستہ سے بھٹکتے ہیں اور ان کو بھی جو صحیح راستہ پر ہیں پس تم (ان کے مغالطہ میں مت آؤ) اور جس (جانور) پر اللہ کا نام لیا گیا ہے اس کو کھاؤ اگر تم درحقیقت مؤمن ہو (کیونکہ ایمان کا مقتضی یہ بھی ہے کہ خدا کے احکام کی تصدیق اور ان پر عمل کیا جاوے۔

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِن كُنتُم بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا لَّيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِم بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ ﴿١١٩﴾

ترجمہ: سو جس جانور پر اللہ کا نام لیا جاوے اس میں سے کھاؤ اگر تم اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہو اور تم کو کون امر اس کا باعث ہو سکتا ہے کہ تم ایسے جانور میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان سب جانوروں کی تفصیل بتلا دی ہے جن کو تم پر حرام کیا ہے مگر وہ بھی جب تم کو سخت ضرورت پڑ جاوے تو حلال ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ بہت سے آدمی اپنے غلط خیالات پر بلا کسی سند کے گمراہ کرتے ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ حد سے نکل جانے والوں کو خوب جانتا ہے۔

مردار اور ذبیحہ میں فرق

تفسیر :اور تمہارے لئے کونسی وجہ ہے کہ تم اس شے میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے (اور اس وجہ سے وہ مردار سے ممتاز ہوگئی ہے) حالانکہ حق تعالیٰ نے ان چیزوں کو تم سے بیان کر دیا ہے جو تم پر حرام کی گئی ہیں باستثناء ان اشیاء کے جن کی طرف تم مضطر ہو (جن میں مردار بھی داخل ہے خلاصہ یہ کہ مردار میں اور مذبوح میں یہ فرق ہے کہ مذبوح پر اللہ کا نام لیا جاتا ہے جس سے وہ کھانے کے قابل ہو جاتی ہے اور مردار میں یہ بات نہیں دوسرے حق تعالیٰ نے مذبوح کو حلال کیا ہے اور مردار کو حرام اور مسلمانوں کا کام حق تعالیٰ کی اطاعت ہے لہٰذا ان کو مذبوح کو مردار پر قیاس نہ کرنا چاہئے اور ان کے اس شبہ کا جواب کہ اپنی ماری حلال اور خدا کی ماری حرام یہ ہے کہ مذبوح بھی ہماری ماری ہوئی نہیں وہ بھی خدا کی ماری ہوئی ہے کیونکہ قبض روح جو حقیقت ہے موت کی یہ اسی کا کام ہے اور ہمارا کام صرف ذبح ہے جو محض ایک سبب ہے موت کا جیسے اور اسباب ہیں مثلاً کوئیں میں گر پڑنا یا کسی اونچی جگہ سے گر پڑنا وغیرہ اور جب دونوں خدا ہی کے مارے ہوئے ہیں تو یہ کہنا غلط ہے کہ اپنی ماری حلال اور خدا کی ماری ہوئی حرام الغرض حقیقت یہ ہے کہ جو ہم نے بیان کی اور بہت سے لوگ بلا جانے بوجھے محض اپنی خواہشات سے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں (اور ان کے دل میں شکوک وشبہات ڈالتے ہیں) اور حق تعالیٰ ان حد سے بڑھ جانے والوں سے بخوبی واقف ہے (اور ان کو سزا دے گا)۔

وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ ﴿١٢٠﴾ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ۗ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ ۖ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ﴿١٢١﴾

ترجمہ :اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑو۔ بلاشبہ جو لوگ گناہ کر رہے ہیں ان کو ان کے کئے کی عنقریب سزا ملے گی۔ اور ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور یہ امر بے حکمی ہے اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کو تعلیم کر رہے ہیں تاکہ یہ تم سے (بیکار) جدال کریں اور اگر (خدانخواستہ) تم ان لوگوں کی اطاعت (عقائد وافعال میں) کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ۔

گناہوں سے اجتناب

تفسیر :اور (اے مسلمانو تم سے کہا جاتا ہے کہ ظاہری اور باطنی (خواہ وہ جوارح سے تعلق رکھتے ہوں یا قلب سے علیٰ ہذا خواہ وہ علی الاعلان ہوں یا خفیہ) ہر قسم کے گناہوں کو چھوڑ دو (کیونکہ) وہ لوگ جو گناہ کماتے ہیں ان کو ان کے ان گناہوں کی سزا دی جائے گی جن کا وہ ارتکاب کیا کرتے تھے (بشرطیکہ وہ باقی رہیں) اور اگر توبہ سے یا محض فضل سے یا کسی اور طریق سے معاف ہو چکے ہیں تو اور بات ہے) اور تم ان چیزوں میں سے کچھ نہ کھاؤ جن پر اللہ کا نام (قصداً) نہیں لیا گیا (بھول کر ایسا ہو تو مضائقہ نہیں) اور (ہم یہ بتلائے دیتے ہیں کہ) وہ ایک گناہ (کی چیز) ہے جس کے کھانے سے آدمی سخت گناہ گار ہوتا ہے پس تم ہرگز ایسا نہ کرو۔

شیطان کی طرف سے اعتراضات کا القاء

اور (یہ بھی بتلائے دیتے ہیں کہ) شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں (ایسے اعتراضات) ڈالتے ہیں تاکہ وہ تم سے مباحثہ کریں (پس تم ان سے احتیاط رکھو) اور اگر تم ان کا کہا مانو گے (اور ہمارے حکم کو قبول نہ کرو گے) تو پھر تم بھی مشرک ہو (مسلمانوں کو اس حکم سے عبرت حاصل کرنی چاہئے دیکھئے بادی النظر میں کس قدر خفیف بات ہے کہ ذبیحہ کا کھانا صرف حلال ہے فرض نہیں واجب نہیں مشرکین شبہ ڈالتے ہیں کہ یہ عجیب بات ہے کہ تمہاری ماری حلال اور خدا کی ماری حرام۔

پس یا تو دونوں کو چھوڑ دو یا دونوں کو کھاؤ' مگر حق تعالیٰ حکم دیتے ہیں کہ صرف وہ جانور کھاؤ جس پر ذبح کے وقت حقیقتاً یا حکماً اللہ کا نام لیا گیا ہے اور جس جانور پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اس کو نہ کھاؤ اگر تم مشرکین کا کہا مانو گے تو تم بھی مشرک ہو' حالانکہ نہ ان لوگوں نے خدا کا انکار کیا اور نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ کسی اور حکم شرعی کا بلکہ صرف ایک حلال شے کو حرام یا حرام شے کو حلال سمجھ لیا اس پر بھی حق تعالیٰ ان کو مشرک بتلاتے ہیں۔

مسلمانوں کا شیوہ کیا ہونا چاہئے: لیکن اس زمانہ میں اسلام کی حقیقت زبان سے یہ کہنا رہ گئی ہے کہ ہم مسلمان ہیں نہ اصول اسلام کو ماننے کی ضرورت ہے' نہ فروع کو صاحبو' کوئی شخص صرف اس کہنے سے مسلمان نہیں ہوتا کہ ہم مسلمان ہیں جب تک قرآن وحدیث اسے مسلمان نہ کہیں اور قرآن بتلاتا ہے کہ جو خدا کے کسی ایسے حکم کا انکار کرے جو قطعی طور پر ثابت ہے کافر ہے' چنانچہ ابھی تم پڑھ چکے ہو کہ مذبوح علی اسم اللہ کو حلال نہ سمجھنے اور مردار کو حرام نہ سمجھنے پر کس زور کے ساتھ مشرک کہا گیا ہے پس اگر تم درحقیقت مسلمان ہو تو تم کو چاہئے کہ ایسے مسلمان بنو جس کو قرآن وحدیث مسلمان کہیں' ورنہ صرف تمہارا منہ سے اپنے آپ کو مسلمان کہنا کچھ کارآمد نہ ہوگا خوب سمجھ لو' اس استطرادی مضمون کے بعد ہم پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ تم سے مجادلہ کرتے ہیں۔

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔ

ترجمہ: ایسا شخص جو کہ پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور ہم نے ایک ایسا نور دے دیا کہ وہ اس کو لئے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے کیا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس کی حالت یہ ہو کہ وہ تاریکیوں میں ہے ان سے نکلنے ہی نہیں پاتا اسی طرح کافروں کو ان کے اعمال مستحسن معلوم ہوا کرتے ہیں اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں وہاں کے رئیسوں ہی کو جرائم کا مرتکب بنایا تاکہ وہ لوگ وہاں شرارتیں کیا کریں اور وہ لوگ اپنے ہی ساتھ شرارت کر رہے ہیں اور ان کو ذرا خبر نہیں۔ اور جب ان کو کوئی آیت پہنچتی ہے تو یوں کہتے ہیں کہ ہم ہرگز ایمان نہ لاویں گے جب تک کہ ہم کو بھی ایسی ہی چیز نہ دی جاوے جو اللہ کے رسولوں کو دی جاتی ہے۔

تفسیر: **مومن و کافر میں تمیز**: اور اتنا نہیں سمجھتے کہ) کیا وہ شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کیا اور اس کو ایک روشنی دی جس کو لئے ہوئے وہ برابر لوگوں میں (بے تکلف چلتا پھرتا ہے' ایسا ہی ہے جیسا وہ شخص جس کی یہ حالت ہو کہ وہ تو تاریکیوں میں گھرا ہوا ہو جن سے وہ کبھی نکلنے والا نہیں (جبکہ وہ دونوں برابر نہیں بلکہ پہلا شخص دوسرے سے ہر طرح بہتر ہے) تو ثابت ہوا کہ مومن کافر سے بہتر ہے کیونکہ پہلی مثال مومن کی ہے جو کفر کی روحانی موت سے بحیات ایمانی زندہ ہوا ہے اور وہ ایمان کی روشنی میں بصیرت کے ساتھ چلتا پھرتا ہے اور دوسری مثال کافر کی ہے جو کہ جہالات کثیرہ کی تاریکیوں میں ایسا گھرا ہوا ہے کہ جب تک وہ کفر کو نہ چھوڑے ان سے نہیں نکل سکتا اور جبکہ مومن ہر طرح بہتر ہے کافر سے تو یہ کیوں مومن نہیں ہو جاتے اور کفر پر کیوں مصر ہیں اور نہ صرف اپنے کفر پر بلکہ مسلمانوں کو کافر بنانے کی فکر میں ہیں' الغرض تم نے ان کافروں کی غلط بینی کی حالت دیکھ لی کہ وہ کفر کو اسلام سے بہتر سمجھتے ہیں) یوں ہم نے کافروں کے لئے ان کے اعمال کو مستحسن بنا رکھا ہے (کہ وہ ان بد سے بدتر افعال کو بہتر سے بہتر سمجھتے ہیں۔

بڑے مجرمین: اور یوں ہم نے (بغرض امتحان) ہر بستی میں بڑے[1] بڑے جرائم پیشہ رکھ رکھے ہیں' تاکہ وہ اس میں (اپنی کج طبعی سے شرارتیں کریں (اور اس سے ان پر بھی حجت قائم ہو اور ان کے ذریعے سے دوسروں کا امتحان بھی ہو) اور (حقیقت یہ ہے کہ) وہ صرف اپنی ہی سی شرارت کرتے ہیں (ہمارا کچھ نہیں بگاڑتے' کیونکہ اس کا خمیازہ انہی کو بھگتنا ہوگا) اور (باوجود اس کے بھی جو وہ ایسا کرتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ) انہیں اس کا احساس نہیں (یہ چند واقعات تھے ان کے جہل وعناد کے) اور ایک خاص واقعہ ان کے جہل وعناد کا یہ ہے کہ) جس وقت ان کے پاس کوئی نشانی آتی ہے (جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق ہوتی ہے) تو کہتے ہیں' ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے تاوقتیکہ ہم کو بھی ایسی ہی چیز نہ دی جائے جیسی خدا کے رسولوں کو دی گئی ہے (یعنی ہم پر فرشتہ نازل ہو' یا کوئی نوشتہ آسمان سے آئے جو ان کی نبوت کی تصدیق کرے' لیکن یہ سراسر جہالت اور ہٹ دھرمی ہے کیونکہ اگر ہر شخص کے ساتھ یہ معاملہ کیا جاوے تو غرض رسالت ہی فوت ہوتی ہے اور جبکہ ہر شخص کے ساتھ یہ معاملہ نہیں کیا جاسکتا تو پھر انتخاب لازم ہے۔

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسٰلَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِى السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

ترجمہ: اس موقع کو تو خدا ہی خوب جانتا ہے جہاں وہ اپنا پیغام بھیجتا ہے عنقریب ان لوگوں کو جنھوں نے یہ جرم کیا ہے خدا کے پاس پہنچ کر ذلت پہنچے گی اور سزائے سخت ان کی شرارتوں کے مقابلہ میں۔ سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ راستہ پر ڈالنا چاہتے ہیں اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتے ہیں اور جس کو بے راہ رکھنا چاہتے ہیں اس کے سینہ کو تنگ بہت تنگ کر دیتے ہیں جیسے کوئی آسمان میں چڑھتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پر پھٹکار ڈالتا ہے۔

---

[1] فیه اشارة الی ان اکابر صفة مضافة الی موصوفها (الجعل متعدد والی مفعول واحد فافهم ۱۲.

رسالت خدا کے اختیار میں

تفسیر: (اور) اللہ خوب جانتا ہے جہاں وہ اپنی پیغمبری رکھے (اس لئے جس کو اہل دیکھتا ہے اسے منتخب کرتا ہے اور یہ لوگ اس کے اہل نہیں تو پھران کو یہ منصب کیونکر مل جاوے اور کیسے ان کو صاحب وحی وصاحب کتاب بنادیا جاوے' الغرض یہ ان کی محض بے جا ضد ہے) اور عنقریب ان لوگوں کو جنہوں نے جرم پر کمر باندھ رکھی ہے' ان کی شرارتوں کی بدولت خدا کے یہاں بڑی ذلت اور سخت عذاب پہنچے گا۔

ہدایت وگمراہی: پس ان کفار کے ایسے خلاف عقل وانصاف طرز عمل اور ان کی غلط بینی سے یہ نتیجہ نکلا کہ ہدایت وگمراہی حق تعالیٰ کے قبضہ میں ہے) جس کو اللہ چاہتا ہے کہ وہ اسے ہدایت کرے' اس کے سینہ کو اسلام کے لئے خوب کھول دیتا ہے (جس میں وہ اچھی طرح اور بے تکلف داخل ہوجاتا ہے) اور جس کو چاہتا ہے کہ وہ اسے گمراہ کرے اس کے سینہ کو نہایت درجہ تنگ (اور اس قدر تنگ) کردیتا ہے' گویا کہ وہ (سینہ[1] اس تنگی کی وجہ سے) آسمان کو چڑھا جاتا ہے (خیر یہ تو استطرادی مضمون کلام تھا۔

ایمان نہ لانے کا انجام: اب سنو کہ تم ان کفار کے ناپاک افعال کا نمونہ دیکھ چکے ہو (پس) یوں ہم پلیدی کو ان لوگوں پر مسلط کردیتے ہیں جو اصلاً ایمان لانے پر آمادہ نہیں ہوتے (جس طرح ان پر مسلط کر رکھی ہے کہ ان سے ایسے ایسے ناپاک افعال صادر ہوتے ہیں کہ کبھی وہ دوسروں کو کافر بنانے کی کوشش کرتے ہیں کبھی معاندانہ درخواستیں کرتے ہیں' الیٰ غیر ذٰلک' الغرض یہ راستہ جس پر کفار چل رہے ہیں بالکل غلط ہے)۔

وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۞ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ
عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۞

ترجمہ: اور یہی تیرے رب کا سیدھا راستہ ہے ہم نے نصیحت حاصل کرنے والوں کے واسطے ان آیتوں کو صاف صاف بیان کردیا ان لوگوں کے واسطے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے اور اللہ ان سے محبت رکھتا ہے ان کے اعمال کی وجہ سے۔

خدا کا سیدھا راستہ

تفسیر: اور یہ (راستہ جس پر تم چل رہے ہو) تمہارے رب کا (بتایا ہوا) راستہ اور بحالت استقامت[2] موجود ہے) پس

---

[1] جمل حاشیہ جلالین میں ہے وقیل یجوز ان یکون المعنی قلب الکافر یصعد الی السماء نبوا عن الاسلام و تکبرا اھ یہ میرے توجیہ کے مؤید ہے اور کانما صفت ہے حرجہ کی جو کہ مبالغہ فی الحرج کے لئے لائی گئی ہے' کیونکہ حرج کے معنی اس جگہ حقیقی تو ہیں نہیں بلکہ وہ کنایہ ہے' شدۃ اباء سے اور اس کا صعود الی السماء اس کا مقرر مؤکد ہے اور میرے ذہن میں ایک اور لطیف توجیہ آئی ہے اور درحقیقت وہی مبنیٰ ہے اس تفسیر کا اور وہ توجیہ یہ ہے کہ جب ایک چیز کا پھیلاؤ بڑھتا ہے تو ارتفاع کم ہوجاتا ہے اور جب پھیلاؤ کم ہوتا ہے تو ارتفاع بڑھ جاتا ہے' مثلاً ایک گلاس کے پانی کو اگر لوٹے میں بھر دیا جاوے تو پھیلاؤ بڑھ جاوے گا اور ارتفاع کم ہوجاوے گا اور اگر اسی پانی کو پھر گلاس میں بھر دیا جاوے تو پھیلاؤ کم ہوجاویگا اور ارتفاع بڑھ جاوے گا اور اگر اسی پانی کو گلاس سے بھی تنگ ظرف میں بھرا جاوے گا تو ارتفاع اور بڑھ جاوے گا' پس ثابت ہوا کہ جتنا پھیلاؤ کم ہوگا اتنا ہی ارتفاع بڑھے گا جب یہ امر معلوم ہوچکا تو اب سمجھو کہ حق تعالیٰ نے سینہ کو سمٹنے والی اور پھیلنے والی چیز قرار دیا ہے' اس لئے بیان بالا کی بناء پر لازم ہوا کہ جس قدر اس کا پھیلاؤ کم ہو اسی قدر اس کا ارتفاع بڑھے' اس لئے صعود فی السماء' جو غایت ارتفاع ہے مستلزم ہوا غایت انقباض کو' پس یہ کنایہ ہے غائیت انقباض سے اور تاکید ہے حرجا کی فافہم ۱۲ واللہ اعلم۔

[2] اقوال ھذا الکلام من قبیل ھذا بعلی شیخا وزید ابوک عطوفا و اضطراب النحاۃ فی امثال ھذہ التراکیب ولم یھتدوا الی الحق سبیلا والحق ان مستقیما و عطوفا مثالھما احوال عن الضمائر المستترۃ فی الاخبار المحذوفۃ و تقدیر ھذا صراط ربک مستقیما ھذا صراط ربک موجود مستقیما وتقدیر ھذا بعلی شیخا ھذا بعلی موجود شیخا و تقدیر زید ابوک عطوفا زید ابوک موجود عطوفا وقس علی ھذا ۱۲۔

آپ اسی پر رہئے اور کسی کے مغالطہ میں آکر اس سے ذرہ بھر بھی الگ نہ ہوجئے) ہم ان لوگوں کے لئے جونصیحت قبول کریں دلائل بیان کر چکے (جو ان کی حق بینی کے لئے کافی ہیں' اور جو کسی طرح بھی حق کو قبول کرنے پر آمادہ ہیں' اس کے لئے کوئی دلیل بھی کارآمد نہیں) ان لوگوں کیلئے جونصیحت کو قبول کرلیں ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے (جس میں وہ ہرقسم کی تکلیف سے محفوظ رہیں گے) اور وہ ان کے اعمال کے سبب ان کا متولی کار ہے (یہ تو مومنین کی حالت ہے)۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ۚ يَٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْإِنسِ ۖ وَقَالَ أَوْلِيَاؤُهُمْ
مِّنَ الْإِنسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَا أَجَلَنَا الَّذِي أَجَّلْتَ لَنَا ۚ قَالَ النَّارُ
مَثْوَاكُمْ خَالِدِينَ فِيهَا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۗ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿١٢٨﴾ وَكَذَٰلِكَ نُوَلِّي
بَعْضَ الظَّالِمِينَ بَعْضًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٢٩﴾

ترجمہ: اور جس روز اللہ تعالیٰ تمام خلائق کو جمع کریں گے اے جماعت جنات کی تم نے انسانوں (کے گمراہ کرنے) میں بڑا حصہ لیا جو انسان ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے تھے وہ (اقراراً) کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم میں ایک نے دوسرے سے فائدہ حاصل کیا تھا اور ہم اپنی اس معین میعاد تک آپہنچے جو آپ نے ہمارے لئے متعین فرمائی تھی (یعنی قیامت) اللہ تعالیٰ (سب کفار جن وانس سے) فرماویں گے تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے جس میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہو گے ہاں اگر خدا ہی کو منظور ہو تو دوسری بات ہے بیشک آپ کا رب بڑی حکمت والا اور بڑا علم والا ہے۔ اور اسی طرح ہم بعض کفار کو بعض کے قریب رکھیں گے ان کے اعمال کے سبب۔

تفسیر: **کافروں کی حالت**: اور (کفار کی حالت یہ ہے کہ) جس روز سب لوگوں کو اپنے پاس لاکر جمع کرے گا) پس نہ پوچھو کہ اس وقت ان کی کیا حالت ہوگی اس روز حق تعالیٰ ان سے فرمائیں گے کہ) اے جنوں کی جماعت تم نے تو بہت سے آدمی لے لئے (اور ان کو اپنا بنالیا) اور (اس کی تائید میں اپنی غلطی کا اقرار کرتے ہوئے) ان کے دوست آدمی کہیں گے کہ واقعی اے ہمارے رب ہم نے ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کیا (ہم نے ان سے گمراہی حاصل کی اور انہوں نے ہم سے فرمانبرداری) اور اب ہم اپنے اس میعاد پر پہنچ گئے جو آپ نے ہمارے لئے مقرر کی تھی حق تعالیٰ فرمائیں گے کہ اب دوزخ تمہارا یوں ٹھکانا ہے کہ تم سب اس میں ہمیشہ رہو گے باستثناء[1] اس مقدار کے جو خدا چاہے (لیکن ایسی کسی مقدار کو چاہے گا نہیں' اب حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ سزا ان کے لئے نہایت مناسب اور بالکل صحیح ہے' کیونکہ) یقیناً تمہارا رب صاحب حکمت اور بڑا جاننے والا ہے اس لئے نہ اسمیں قصور علم کے سبب زیادتی کا احتمال ہے اور نہ قصور حکمت کے سبب تم ابھی ان کافروں کے دوزخ میں ایک دوسرے کے ساتھ ہونے کا بیان سن چکے) اور (جس طرح ہم نے بیان کیا ہے)

---

[1] اس استثناء کا یہ مطلب نہیں کہ وہ کسی وقت دوزخ سے نکل آئیں گے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سزا ہماری اختیاری ہے ہم چاہیں تو محدود سزا دیں اور چاہیں تو بالکل نہ دیں اور لازم نہیں کہ ہم اس سزا دینے پر مجبور ہوں' لیکن چونکہ اس کو یہ سزا دینا منظور ہے اس لئے وہ ملتزم ہے نہ کہ لازم فافہم۔

یوں ہم ظالموں کو ان کے اعمال کے سبب ایک دوسرے کا ساتھی بنائیں گے (اس استطرادی مضمون کے بعد پھر حق تعالیٰ مضمون سابق کی طرف عود فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ان سے قیامت میں یہی کہیں گے کہ)۔

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۚ

ترجمہ: اے جماعت جنات کی اور انسان کی کیا تمہارے پاس تم ہی میں کے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم سے میرے احکام بیان کرتے تھے اور تم کو اس آج کے دن کی خبر دیا کرتے تھے وہ سب عرض کریں گے کہ ہم اپنے اوپر (جرم کا) اقرار کرتے ہیں اور ان کو دنیوی زندگانی نے بھول میں ڈال رکھا ہے اور یہ لوگ مقرر ہوں گے کہ وہ کافر تھے یہ اس وجہ سے ہے کہ آپکا رب کسی بستی والوں کو ایسی حالت میں ہلاک نہیں کرتا کہ اس بستی کے رہنے والے بے خبر ہوں اور ہر ایک کیلئے درجے ملیں گے ان کے اعمال کے سبب اور آپکا رب انکے اعمال سے بے خبر نہیں ہے اور آپ کا رب بالکل غنی ہے رحمت والا ہے۔

قیامت کے دن کافروں سے سوال

تفسیر: اے جنوں اور انسانوں کی جماعت کیا تمہارے پاس تم میں سے ایسے رسول نہ آئے تھے جو تم سے میرے احکام بیان کرتے ہوں اور تم کو تمہارے اس دن کے تمہارے آگے آنے سے ڈراتے ہوں وہ کہیں گے کہ ضرور آئے تھے اور) ہم گواہ ہیں اپنے اوپر اور (یہ عذر کریں گے کہ) ان کو دنیاوی زندگی نے دھوکا دیا[1] اور (وہ یہ اقرار کرکے) خود اپنے اوپر گواہی دیں گے کہ واقعی وہ کافر تھے (الغرض تم ان واقعات میں غور کرو اور ان سے عبرت حاصل کرو)۔

عذاب سے پہلے اتمام حجت

یہ سب وعظ و تذکیر اسی لئے ہے کہ حق تعالیٰ (کی عادت ہے کہ وہ) بستیوں کو ان کے ظلم کے سبب ایسی حالت میں تباہ نہیں کرتا کہ ان کے رہنے والے بالکل بے خبر ہوں (اور ان کو متنبہ نہ کیا گیا ہو، پس تم کو متنبہ کیا جارہا ہے تاکہ سرکشی کی صورت میں تم کو قانوناً سزا دی جاسکے اب بچنا نہ بچنا تمہارے اختیار میں ہے) اور (جیسا جیسا کوئی کرے گا) ہر ایک کو اس کے کام کے مناسب درجے ملیں گے اور آپ صلی اللہ

[1] مفسرین نے غرتھم کو حق تعالیٰ کا مقولہ قرار دیا ہے، مگر میں نے اس کو مشرکین کا مقولہ بنایا ہے اور میرے نزدیک یہی راجح معلوم ہوتا ہے کیونکہ حق تعالیٰ کا مقولہ بنانے کی صورت میں اسے قالوا شھدنا علیٰ انفسنا اور وشھدوا علیٰ انفسھم کے درمیان جملہ معترضہ ماننا پڑیگا جس کا مجھے کوئی خاص فائدہ نہیں معلوم ہوتا اور کفار کا مقولہ قرار دینے میں کلام کا اتصاق محفوظ رہتا ہے اس لئے میں نے اسی کو ترجیح دی ہے اور یہ شبہ کہ اگر یہ کفار کا مقولہ ہوتا تو بجائے غرتھم کے غرتنا ہوتا اس لئے قابل التفات نہیں کہ حکایت قول دونوں طرح صحیح ہے اور شھدنا اور غرتھم میں جو عنوان مختلف کردیا گیا اس کی وجہ تفنن ہے، واللہ اعلم۔

علیہ وسلم کا رب ان کاموں سے بھی بے خبر نہیں ہے جو یہ لوگ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف) کر رہے ہیں (اس لئے ان کو ان کے مناسب جزا دی جائے گی اور اب تک جو سزا نہیں دی گئی اس کی وجہ یہ ہے کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب بے نیاز رحمت والا ہے) پس اس کی بے نیازی جس کے سبب ان کی نافرمانی سے اس کا کوئی ضرر نہیں ہے اور اس کی رحمت یہ دو منشاء ہیں تاخیر کے)۔

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ؀
اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ؀ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ
اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ؀
وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَاۗىِٕنَا ۚ
فَمَا كَانَ لِشُرَكَاۗىِٕهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰي شُرَكَاۗىِٕهِمْ ۭ
سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ؀

ترجمہ: اگر وہ چاہے تو تم سب کو اٹھا لیوے اور تمہارے بعد جس کو چاہے تمہاری جگہ آباد کرے جیسا تم کو ایک دوسری قوم کی نسل سے پیدا کیا ہے۔ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ وہ بیشک آنے والی چیز ہے اور تم عاجز نہیں کر سکتے آپ یہ فرما دیجئے کہ اے میری قوم! تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو میں بھی عمل کر رہا ہوں۔ سو اب جلدی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ اس عالم کا انجام کار کس کے لئے نافع ہوگا۔ یہ یقینی بات ہے کہ حق تلفی کرنے والوں کو کبھی فلاح نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے جو کھیتی اور مواشی پیدا کئے ہیں ان لوگوں نے ان میں سے کچھ حصہ اللہ کا مقرر کیا اور بزعم خود کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ کا ہے اور یہ ہمارے معبودوں کا ہے پھر جو چیز ان کے معبودوں کی ہوتی ہے وہ تو اللہ کی طرف نہیں پہنچتی اور جو چیز اللہ کی ہوتی ہے وہ ان کے معبودوں کی طرف پہنچ جاتی ہے انہوں نے کیا بری تجویز نکال رکھی ہے۔

تفسیر: **قدرت خداوندی**: اور (عدم قدرت منشاء نہیں کیونکہ) اگر وہ چاہے تو آج تم سب کو فنا کر دے اور تمہارا جانشین جس کو چاہے بنا دے جیسا کہ تم کو دوسروں کی اولاد[1] پیدا کیا (اور ان کو فنا کر دیا پس اس نظیر کے آنکھوں کے سامنے موجود ہوتے ہوئے اس میں نہ انکار کی گنجائش ہے نہ استبعاد کی لیکن یہ صرف تاخیر ہے اور یہ نہیں ہے کہ اب عذاب بالکل آئے گا ہی نہیں کیونکہ) جس بات کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ ضرور آنے والی ہے اور تم خدا کو بے بس نہیں کر سکتے (کہ وہ ایسا نہ کر سکے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (یہ احکام ان کو سنا دیجئے اور جو ضدی لوگ نہ مانیں ان سے) کہہ دیجئے کہ اے لوگو تم اپنے طور پر کام کرتے رہو میں بھی (اپنے طور پر) کام کر رہا ہوں پس عنقریب تمہیں معلوم ہو جاوے گا کہ اس گھر[2] کے بعد کا گھر کس کا ہے (ہم بتلائے دیتے ہیں کہ تمہیں اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا' کیونکہ تم ظالم ہو اور) ظالم کامیاب نہیں ہوتے۔

---

[1] من بیانته الی انشاء کم حال کو نکم ذریته قوم آخرین ۱۲۔

[2] ای الدار العاقبه التی تعقب هذه الدار ' ویمکن ان یکون من قبیل اضافته الصفته الی الموصوف وهی جائزة ومع لبصرین مکابرة.

مشرکین کی بے ہودگیاں

ان مضامین میں استطرادیہ کے بعد حق تعالیٰ پھر مشرکین کی لغویات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور) فرماتے ہیں کہ بعض بے ہودگیاں
ان کی پہلے سن چکے ہو کہ وہ خواہ مخواہ۔
آیات طلب کرتے ہیں وحی وغیرہ کو ایمان کے لئے شرط کرتے ہیں' مسلمانوں کو بہکاتے ہیں' وغیرہ وغیرہ) اور (ان کے علاوہ دوسری
بے ہودگیاں وہ یہ کرتے ہیں کہ) انہوں نے اس کھیتی میں سے جس کو اللہ نے پیدا کیا ہے (اور اس وجہ سے وہ اس کل کا مالک ہے) اللہ کا
صرف ایک حصہ لگایا ہے اور محض اپنے گمان باطل سے کہا ہے کہ یہ تو اللہ کا ہے اور یہ ہمارے معبودوں کا (حالانکہ وہ کل کھیتی اللہ کی ہے اور
خود ان کی بھی نہیں چہ جائیکہ ان کے معبودوں کی) پھر (غضب یہ ہے کہ) جو حصہ ان کے معبودوں کا ہے وہ تو خدا[1] کو نہیں مل سکتا اور جو اللہ کا
ہے وہ ان کے معبودوں کو پہنچ جاتا ہے' نہایت ہی برا فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں (کیونکہ اول تو وہ تمام کھیتی اللہ کی ملک تھی' اس میں ان کے
معبووں کا کیا حق تھا جو ان کو شریک کیا جاتا ہے دوسرے جو حصہ خدا کا رکھا گیا ہے اس میں سے بھی اپنے معبودوں کو دیدینا سراسر غلطی ہے'
پھر جو اپنے معبودوں کے لئے رکھا ہے اس سے خدا کو بے تعلق کر دینا یہ تیسری غلطی ہے۔

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ ۖ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا فَعَلُوهُ ۖ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ﴿١٣٧﴾

ترجمہ: اور اسی طرح بہت سے مشرکین کے خیال میں ان کے معبودوں نے اپنی اولاد کے قتل کرنے کو مستحسن بنا رکھا
ہے تاکہ وہاں کو برباد کریں اور تاکہ ان کے طریقہ کو مخبوط کر دیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو یہ ایسا کام نہ کرتے تو
آپ ان کو اور جو کچھ یہ غلط باتیں بنا رہے ہیں یونہی رہنے دیجئے۔

قتل اولاد شیطانی کارنامہ

تفسیر: (الغرض ایک تو ان یہ بے ہودگی تھی) اور جس طرح وہ بیہودگی کرتے ہیں یونہی (ایک بے ہودگی ان کی یہ ہے کہ) ان
مشرکین میں سے بہت سوں کے لئے ان کے (شیاطین' معبودوں نے ان کی اولاد کے قتل کو مستحسن بنا رکھا ہے تاکہ وہ ان کو تباہ کر دیں اور
ان کے دین کو ان پر مخبوط کر دیں (اور اس طرح وہ اسی کو دین سمجھ جائیں' چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ اس کو مستحسن سمجھتے اور اس پر کاربند ہیں اور
لڑکیوں کو برابر مار ڈالتے ہیں) اور (اس جگہ ضمناً ہم بتلائے دیتے ہیں کہ ان کی ضد اور عناد کی وجہ سے خدا کو ہدایت کرنا منظور نہیں ورنہ یہ
خدا سے کچھ زبردست نہیں ہیں' اس لئے) اگر وہ چاہتا تو ایسا نہ کرتے' پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان کی فکر میں نہ پڑیئے اور) جو افتراء یہ کرتے
ہیں انہیں کرنے دیجئے (اس کے بعد ہم پھر اصل مضمون بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ وہ بے ہودگیاں تو کرتے ہی ہیں جو تم سن چکے۔

---

[1] مشرکین کا قاعدہ تھا کہ جب وہ خدا کے نام کی اور بتوں کے نام کی الگ الگ کوئی چیز نکالتے تھے تو اگر خدا کے نام کی چیز میں سے بتوں کے نام کی شے میں کچھ مل جاتی تو وہ اس میں رہنے دیتے اور بتوں کے نام کی چیز میں سے خدا کے نام کی چیز میں کچھ مل جاتی تو اس میں سے نکال لیتے اس بے انصافی کو حق تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے ۱۲۔

وَقَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۳۹﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْۤا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۴۰﴾

ترجمہ: اور وہ اپنے خیال (باطل) پر یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ (مخصوص) مواشی ہیں اور (مخصوص) کھیت ہیں جن کا استعمال ہر شخص کو جائز نہیں ان کو کوئی نہیں کھا سکتا سوا ان کے جن کو ہم چاہیں اور (کہتے ہیں کہ یہ مخصوص) مواشی ہیں جن پر سواری یا بار برداری حرام کر دی گئی ہے اور (مخصوص) مواشی ہیں جن پر یہ لوگ اللہ کا نام نہیں لیتے (یہ سب باتیں) محض اللہ پر افتراء باندھنے کے طور پر (کہتے ہیں) ابھی اللہ تعالیٰ ان کو ان کے افترا کی سزا دیے دیتا ہے اور وہ (یوں بھی) کہتے ہیں کہ جو چیز ان مواشی کے پیٹ میں (سے نکلتی) ہے وہ خالص ہمارے مردوں کے لئے ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے اور اگر وہ (پیٹ کا نکلا ہوا بچہ) مردہ ہے تو اس سے (متمتع ہونے کے جواز ہیں (مرد و عورت) سب برابر ہیں ابھی اللہ تعالیٰ ان کو ان کی غلط بیانی کی سزا دیے دیتا ہے بلاشبہ وہ بڑا حکمت والا بڑا علم والا ہے واقعی خرابی میں پڑ گئے وہ لوگ جنہوں نے اپنی اولاد کو محض براہ حماقت بلا کسی سند کے قتل کر ڈالا اور جو (حلال) چیزیں ان کو اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے کو دی تھیں ان کو حرام کر لیا محض اللہ پر افترا باندھنے کے طور پر بیشک یہ لوگ گمراہی میں پڑ گئے اور کبھی راہ پر چلنے والے نہیں ہوئے۔

تفسیر : مشرکین کے خرافات: اور (ایک بے ہودگی ان کی یہ ہے کہ انہوں نے اپنے گمان باطل سے کہا کہ یہ وہ جانور اور کھیتی ہیں جو ممنوع الاستعمال ہیں ان کو کوئی نہیں کھا سکتا، بجز اس کے جس کو ہم چاہیں اور کچھ جانور ہیں جن کی پیٹھیں چڑھنے اور بوجھ لادنے کے لئے حرام کر دی ہیں اب نہ ان پر بوجھ لادا جا سکتا ہے اور نہ کوئی سوار ہو سکتا ہے) اور کچھ جانور ایسے ہیں کہ جن پر) ذبح کے وقت) وہ خدا کا نام نہیں لیتے (ان احکام کو وہ خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اس طرح وہ اس پر افتراء کرتے ہیں) عنقریب وہ ان کو اس افتراء کا بدلہ دے گا اور (ایک بے ہودگی ان کی یہ ہے کہ) وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ان کے پیٹوں میں ہے وہ ہمارے مردوں کے لئے خاص ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے اور اگر وہ مردہ ہو تو وہ (مرد و عورت) سب اس میں شریک ہیں، عنقریب حق تعالیٰ ان کے اس (غلط) بیان کا بدلہ دیگا (اور اب تک جو سزا نہیں دی اس کی وجہ یہ ہے کہ) وہ صاحب حکمت اور بڑا جاننے والا ہے (اور ابھی تک اس کی حکمت اور اس کا علم اس کو مقتضی نہیں ہوا) بے شک وہ لوگ سراسر گھاٹے میں ہیں جنہوں نے خدا پر افتراء کے طور پر اپنی اولاد کو محض حماقت سے بلا جانے بوجھے مار ڈالا اور ان چیزوں کو حرام کر لیا جن اس نے ان کو بطور رزق کے دیا تھا بلاشبہ وہ ایسا کرنے سے گمراہ ہو گئے اور صحیح راستہ پر نہ رہے (الغرض یہ سب ان لوگوں کے بہتان ہیں)

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۴۱﴾

ترجمہ: اور وہی (اللہ پاک) ہے جس نے باغات پیدا کئے وہ بھی جو ٹٹیوں پر چڑھائے جاتے ہیں (جیسے انگور) اور وہ بھی جو ٹٹیوں پر نہیں چڑھائے جاتے اور کھجور کے درخت اور کھیتی جن میں کھانے کی چیزیں مختلف طور پر کی ہوتی ہیں اور زیتون اور انار جو (انار انار) باہم (زیتون زیتون باہم) ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہیں اور (کبھی ایک دوسرے کے مشابہ نہیں بھی ہوتے ان سب کی پیداوار کھاؤ جب وہ نکل آوے اور اس میں جو حق (شرع سے) واجب ہے وہ اس کے کاٹنے (توڑنے) کے دن (مسکینوں کو) دیا کرو اور حد سے مت گزرو یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو ناپسند کرتے ہیں۔

تفسیر: باغات اور پھل: اور وہ (خدا وہ ہے جس نے باغات کو پیدا کیا' ان کو بھی جو ٹٹیوں پر چڑھائے ہوئے ہیں (جیسے انگور) اور ان کو بھی جو ٹٹیوں پر چڑھائے ہوئے نہیں ہیں (جیسے دوسرے درخت) کھجوروں کو بھی اور کھیتوں کو بھی یوں کہ ان کے پھل مختلف ہیں اور زیتون کو بھی اور انار کو بھی یوں کہ وہ کچھ کچھ ملتے جلتے ہیں اور کچھ کچھ نہ ملتے جلتے (اور اس بنا پر وہ ان کا مالک ہے اور اسے ان کے متعلق ہر قسم کے کا حق ہے' وہ تم کو اجازت دیتا ہے کہ جب وہ پھلیں تو ان کے پھل کھاؤ۔

عشر: اور (تم کو حکم دیتا ہے کہ) جس روز تم انہیں کاٹو تو اس کا حق (عشر[1] دیدیا کرو' اور کسی بات میں حد (شرعی) سے نہ بڑھو (کہ دوسروں کی مملوکات ناحق کھانے لگو' یا فقراء کا حق نہ دو' الی غیر ذلک) کیونکہ حق تعالیٰ حق سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۴۲﴾ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ آٰلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ آٰلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۴﴾

ترجمہ: اور مواشی جو اونچے قد کے اور چھوٹے قد کے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تم کو دیا ہے کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم

---

[1] مراد عشر سے حق واجب ہے اگر خاص یہ آیت مدنی ہے تو خاص مقدار کی تعیین کے ساتھ اور اگر مکی ہے تو بلا تعیین مقدار خاص واللہ اعلم ۱۲۔

مت چلو بلاشک وہ تمہارا صریح دشمن ہے (اور یہ مواشی) آٹھ نر و مادہ (پیدا کئے) یعنی بھیڑ (اور دنبہ) میں دو قسم (نر و مادہ) اور بکری میں دو قسم (نر و مادہ) آپ (ان سے) کہیے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں نروں کو حرام کہا ہے یا دونوں مادہ کو یا اس (بچہ) کو جس کو دونوں مادہ (اپنے) پیٹ میں لئے ہوئے ہوں تم مجھ کو کسی دلیل سے تو بتلاؤ اگر سچے ہو اور اونٹ میں دو قسم اور گائے بھینس) میں دو قسم آپ کہیے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں نروں کو حرام کہا ہے یا دونوں مادہ کو یا اس (بچہ کو جس کو دونوں مادہ (اپنے) پیٹ میں لئے ہوئے ہوں۔ کیا تم (اس وقت) حاضر تھے جس وقت اللہ تعالیٰ نے تم کو اس (تحریم و تحلیل) کا حکم دیا تو اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر بلا دلیل جھوٹ تہمت لگائے تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو (جنت کا راستہ آخرت میں) نہ دکھلاویں گے۔

تفسیر : جانور اور چوپائے: اور اس نے مواشی میں سے بھی ہر ایک کو پیدا کیا ہے' اونچے قد کے جانور کو بھی جو بوجھ اٹھانے کے قابل ہیں اور چھوٹے قد کے جانوروں کو بھی جو زمین سے لگے ہوئے ہیں (اس لئے وہ ان کا بھی مالک ہے وہ تم کو اجازت دیتا ہے کہ) ان چیزوں میں سے جو اس نے تم کو بطور رزق کے دی ہیں' کھاؤ اور (ان کو حرام کر کے) شیطان کے قدم بہ قدم نہ چلو' کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے (اور تم کو ہلاکت کی طرف لے جا رہا ہے' الغرض اس نے آٹھ نر و مادہ پیدا کئے ہیں دو بھیڑ کی قسم سے اور دو بکری کی قسم سے (اور ان کو حلال کیا ہے' اب جو ان کی حرمت کے مدعی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان سے) کہئے کہ خدا نے دو نروں کو حرام کیا ہے' یا دو ماداؤں کو' یا ان کو جو ان ماؤں کے رحموں میں ہوں' اگر تم اس دعوے میں سچے ہو تو تم دلیل سے مجھے (ان میں سے کسی کی حرمت پر) مطلع کرو (مگر تمہارے پاس دلیل ہے ہی نہیں تو تم کیا خاک مطلع کرو گے) اور اس نے دو گائے کی قسم سے اور دو اونٹ کی قسم سے پیدا کئے (ان میں سے بھی کسی کو حرام نہیں کیا' اب جو لوگ ان کی حرمت کے مدعی ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان سے) کہئے کہ اس نے نروں کو حرام کیا ہے یا ماداؤں کو یا ان کو جو ماداؤں کے رحموں میں ہوں (کسی کو بھی نہیں تو پھر تم ان کے حرمت کے مدعی کیسے ہو) کیا تم اس وقت موجود تھے' جب خدا نے تم کو اس کی ہدایت کی (کہ یہ چیزیں حرام ہیں تم ان کو نہ کھانا جبکہ یہ بھی نہیں) تو (پھر تم ظالم نہیں بلکہ اظلم ہو' کیونکہ) اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا' جو خدا پر جھوٹ تراشے' تاکہ بے جانے بوجھے لوگوں کو گمراہ کرے' حقیقت یہ ہے کہ اللہ ان لوگوں کی رہنمائی نہیں کرتا جو ظلم پر کمربستہ ہوں (یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ ایسے واضح دلائل کے بعد بھی اپنے اباطیل کو نہیں چھوڑتے' گو وہ نہ سمجھیں۔

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۴۵﴾

ترجمہ : آپ کہہ دیجئے کہ جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ہیں ان میں تو میں کوئی حرام غذا پاتا نہیں کسی کھانے والے کے لئے جو اس کو کھاوے مگر یہ کہ وہ مردار (جانور) ہو یا یہ کہ بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو کیونکہ وہ بالکل ناپاک ہے یا جو (جانور) شرک کا ذریعہ ہو کہ غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو۔ پھر جو شخص بے تاب ہو جاوے بشرطیکہ

نہ تو طالب لذت ہو اور نہ تجاوز کرنے والا ہو (قدر ضرورت سے) تو واقعی آپ کا رب غفور رحیم ہے۔

حرمت کی اللہ تعالیٰ کی طرف غلط نسبت اور حرام چوپائے:

تفسیر: مگر) آپ (اتمام حجت کئے جایئے اور) ان سے کہئے کہ (ان چیزوں کی حرمت تم خدا کی طرف کیسے منسوب کرتے ہو) میں تو اس وحی میں جو مجھ پر کی گئی ہے (ان میں سے) کسی چیز کو بھی کھانے والے پر جو اس کو کھاوے حرام نہیں پاتا ہاں جو مردار ہو یا دم مسفوح ہو یا سور کا گوشت وغیرہ ہو وہ بیشک حرام ہے کیونکہ) یہ گندگی چیزیں ہیں (جو کھانے کے قابل نہیں) یا وہ گناہ کی چیز ہو جس کو غیر اللہ کے نامزد کیا گیا ہو (وہ بھی حرام ہے) مگر تم ان چیزوں کو حلال سمجھتے ہو اس لئے تم بالکل خدا کے احکام کو بدلتے ہو کہ جن کو اس نے حرام کیا تھا تم ان کو حلال کر رہے ہو اور جن کو اس نے حلال کیا تھا تم ان کو حرام کر رہے ہو۔

حرام چیزیں مجبوری کے عالم میں

الغرض یہ چیزیں بیشک حرام ہیں) پھر جو کوئی ان میں سے کسی چیز کے کھانے کے لئے مضطر ہو بشرطیکہ نہ (وہ ان کی حرمت اصلیہ کا انکار کر کے حق تعالیٰ کے مقابلہ میں (سرکشی کرنے والا ہو اور نہ (ضرورت سے زیادہ یا محض بلا ضرورت کھا کر) حد سے تجاوز کرنے والا تو (اس کے لئے حد اضطرار تک یہ چیزیں بھی حرام نہیں ہیں' کیونکہ (اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (کہ ان کو اس حالت میں حرام نہیں رکھا

ف: اس تقریر سے معلوم ہوا کہ یہاں جملہ محرمات کا احاطہ مقصود نہیں ہے بلکہ ان چیزوں کے متعلق گفتگو ہے جن[1] میں مسلمانوں اور مشرکین میں نزاع تھا یعنی وہ حرام تھیں اور مشرکین ان کو حلال جانتے تھے یا وہ حلال تھیں اور مشرکین ان کو حرام بتلاتے تھے اس استطرادی مضمون کے بعد ہم پھر تفسیر شروع کرتے ہیں۔

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۗ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۗ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ۗ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ۗ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿۱۴۸﴾ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

[1] فالحصر اضافی لا حقیقی ۱۲ مولانا اشرف علی۔

بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ۝

ترجمہ: اور یہود پر ہم نے تمام ناخن والے جانور حرام کردیئے تھے اور گائے اور بکری (کے اجزاء) میں سے ان دونوں کی چربیاں ان پر ہم نے حرام کردی تھیں مگر وہ جو ان کی پشت پر یا انتڑیوں میں لگی ہو (حکماً) یا جو ہڈی سے ملی ہو ان کی شرارت کے سبب ہم نے ان کو یہ سزا دی تھی اور ہم یقیناً سچے ہیں پھر اگر یہ آپ کو کاذب کہیں تو آپ فرما دیجئے کہ تمہارا رب بڑی وسیع رحمت والا ہے اور اس کا عذاب مجرم لوگوں سے نہ ٹلے گا یہ مشرک یوں کہنے کو ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم کسی چیز کو حرام کرسکتے اسی طرح جو (کافر) لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں انہوں نے بھی (رسولوں کی) تکذیب کی تھی یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھا آپ کہئے کہ کیا تمہارے پاس کوئی دلیل ہے تو اس کو ہمارے روبرو ظاہر کرو تم لوگ محض خیالی باتوں پر چلتے ہو اور تم بالکل اٹکل سے باتیں بناتے ہو آپ کہیے کہ پس پوری حجت اللہ ہی کی رہی پھر اگر وہ چاہتا تو تم سب کو راہ پر لے آتا آپ کہئے کہ اپنے گواہوں کو لاؤ جو اس بات پر (باقاعدہ) شہادت دیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان (مذکورہ) چیزوں کو حرام کردیا ہے پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو آپ اس شہادت کی سماعت نہ فرمائیے اور (اے مخاطب) ایسے لوگوں کے باطل خیالات کا اتباع مت کرنا جو ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں اور جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور وہ اپنے رب کے برابر دوسروں کو ٹھہراتے ہیں۔

تفسیر: یہود پر حرام کی ہوئی: اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ حکم تو مسلمانوں کا تھا) اور خاص یہود پر ہم نے ہر ناخن والی چیز کو حرام کردیا تھا اور گائے بکری کی قسم میں سے ہم نے ان پر ان کی چربیاں حرام کردی تھیں بجز ان چربیوں کے جن کو ان کی پیٹھیں یا آنتیں اٹھائے ہوئے ہوں یا وہ ہڈی پر چپٹی ہوں یہ ہم نے ان کو ان کی سرکشی کی سزا دی تھی (ورنہ وہ فی نفسہ قابل تحریم نہ تھیں) اور ہم یہ بالکل صحیح کہتے ہیں (جس میں کوئی شک وشبہ کی بات نہیں لیکن ان میں بھی وہ محرمات نہیں جن کی حرمت کے یہ مشرکین مدعی ہیں پھر حق تعالیٰ نے کب اور کس شریعت میں ان کو حرام کیا ہے پس ثابت ہوا کہ یہ محض افتراء ہے) اب اگر یہ تم کو جھٹلا دیں تو) تمہارا رب بہت فراخ رحمت والا ہے (اس لئے ان کو فوراً سزا نہ دے گا' لیکن کسی نہ کسی وقت وہ ضرور انہیں سزا دے گا اور اس کا عذاب جرائم پیشہ لوگوں سے لوٹایا نہیں جاوے گا (یہ لوگ دلائل سے زچ ہو کر جبر سے استدلال کریں گے اور کہیں گے کہ اگر خدا چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم کوئی چیز حرام کرتے (پس جب خدا ہی کی یہ مرضی ہے تو ہم کیا کرسکتے ہیں مگر یہ بھی ایک ہٹ دھرمی ہے' اگر درحقیقت ان کی یہ حجت صحیح ہے تو مسلمان جن کو وہ برا سمجھتے اور ان سے لڑتے مرتے ہیں ان کو کیوں وہ معذور نہیں سمجھتے) یوں ہی (بے ہودہ عذروں سے) ان سے پہلے لوگوں نے بھی تکذیب کی تھی جس کا انجام یہ ہوا تھا کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا خوب مزا چکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہئے کہ کیا تمہارے پاس (جبر پر اور اس کے عذر ہونے پر) کوئی دلیل صحیح موجود ہے کہ تم اس کو ہمارے سامنے پیش کرو (یقیناً کوئی دلیل تمہارے پاس موجود نہیں بلکہ) تم محض وہم و باطل کے پیرو ہو اور سراسر اٹکل پچو باتیں کرتے ہو' آپ یہ بھی کہہ دیجئے کہ جب تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں) تو خدا ہی کی حجت پوری رہی (اور تمہاری گمراہی ثابت ہوگئی) اب اگر خدا چاہتا تو تم سب کو راہ راست پر لے آتا (مگر اس کی عادت یہ ہے کہ وہ معاندین کو ہدایت نہیں کرتا)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان سے یہ بھی) کہئے کہ اچھا تم اپنے گواہ لاؤ جو یہ گواہی دیں کہ خدا نے ان چیزوں کو حرام کیا ہے اب اگر وہ گواہی دیدیں تو تم ان کے ساتھ گواہ نہ ہونا (کیونکہ یقیناً وہ جھوٹے ہیں) اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرنا جنھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور جو کہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور وہ اپنے رب کے برابر دوسروں کو بناتے ہیں (اور اس لئے وہ اس قابل نہیں ہیں کہ ان کی پیروی کی جاوے)

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾

ترجمہ: آپ (ان سے) کہئے کہ آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرمایا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ۔ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کیا کرو۔ اور اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل مت کیا کرو ہم ان کو اور تم کو رزق (مقدر) دیں گے اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤ خواہ وہ اعلانیہ ہوں اور خواہ پوشیدہ ہوں۔ اور جس کا خون کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اس کو قتل مت کرو ہاں مگر حق پر اس کا تم کو تاکیدی حکم ہے تاکہ تم سمجھو۔ اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو کہ مستحسن ہے یہاں تک کہ وہ اپنے سن بلوغ کو پہنچ جائے اور ناپ اور تول پوری پوری کیا کرو انصاف کے ساتھ ہم کسی شخص کو اس کے امکان سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔ اور جب تم بات کیا کرو تو انصاف سے کہا کرو گو وہ شخص قرابت دار ہی ہو اور اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا کرو اس کو پورا کیا کرو ان (سب) کا اللہ تعالیٰ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم یاد رکھو (اور عمل کرو)

تفسیر: **اللہ کی حرام کردہ اشیاء**: آپ ان سے کہئے کہ (تم تو ناحق خدا پر افتراء کرتے ہو کہ خدا نے فلاں چیز حرام کی فلاں حرام کی) آؤ میں تمہیں وہ چیزیں بتاؤں جو (سچ سچ) تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں (اچھا سنو) اس نے (تم پر شرک کو حرام کیا ہے اور تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور (اس نے تم پر حقوق والدین کو حرام کیا ہے اور تمہیں حکم دیا ہے کہ) ماں باپ کے ساتھ عمدہ برتاؤ کرو اور (تم پر قتل اولاد کو حرام کیا ہے اور تم کو حکم دیا ہے کہ) اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل نہ کرو ہم تم کو بھی رزق دیں گے اور ان کو بھی اور (تم پر بے حیائی کی باتوں کو حرام کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ) بے حیائی کی باتوں کے پاس بھی نہ پھٹکو جو کھلم کھلا ہو ان کے بھی اور خفیہ ہوں ان کے بھی اور (قتل ناحق کو بھی حرام کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ) کسی ایسے شخص کو قتل نہ کرو جس کے قتل کو خدا نے حرام کیا ہے

ہاں جائز طور پر قتل (جیسے حدود و قصاص میں) مستثنیٰ ہے ان باتوں کی اس نے تم کو ہدایت کی ہے امید ہے کہ تم سمجھو گے (اور سمجھ کر ان کے پابند رہو گے) اور (یتیموں کے مال میں ناجائز تصرف کو بھی حرام کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ) یتیم کے مال کے پاس بھی نہ پھٹکو مگر اس طریق سے جو کہ شرعاً مستحسن ہے (جیسے اس کی حفاظت کرنا اس کو یتیم کی حوائج ضروریہ میں صرف کرنا وغیرہ وغیرہ) تصرف کرنا مستثنیٰ ہے تاوقتیکہ وہ اپنی قوت (حد بلوغ) کو پہنچ جاوے (اور ناپ تول میں کمی کو بھی حرام کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ) ناپ تول کو انصاف کے ساتھ پورا کرو (اور یہ حکم اسی حد تک ہے جہاں تک تمہیں پورا کرنے کی قدرت ہو اور جو تمہاری قدرت سے خارج ہے اس میں مواخذہ نہیں ہے کیونکہ) ہم کسی کو مکلف نہیں بناتے مگر اس کی مقدور بھر) پس جو زیادتی و کمی قدرت سے خارج ہے وہ معاف ہے) اور (ناانصافی کو بھی تم پر حرام کیا ہے کہ) جب تم کوئی بات کہو تو انصاف کو ملحوظ رکھو اگرچہ تمہارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو (اور اس کی رشتہ داری کی وجہ سے بھی انصاف کو نہ چھوڑو) اور (خدا کے معاہدہ کو جو تم اس سے کر چکے ہو توڑنے کو بھی حرام کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ) خدا کے عہد کو ضرور پورا کرو یہ وہ باتیں ہیں جن کی اس نے تم کو ہدایت کی ہے امید ہے کہ تم نصیحت قبول کرو گے اور ان کو مانو گے)۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

ترجمہ: اور یہ (بھی کہہ دیجئے) کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو کہ مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم (اس راہ کے خلاف کرنے سے) احتیاط رکھو پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی جس سے اچھی طرح عمل کرنے والوں پر نعمت پوری ہو اور سب احکام کی تفصیل ہو جاوے اور رہنمائی ہو اور رحمت ہو تاکہ وہ لوگ اپنے رب کے ملنے پر یقین لاویں۔

تفسیر: **راہ ہدایت کی تلقین**: اور یہ بھی حکم دیا ہے کہ یہ میرا راستہ ہے جو کہ سیدھا ہونے کی حالت میں موجود ہے پس تم اس کا اتباع کرو اور دوسرے راستوں پر نہ جاؤ کہ وہ تمہیں لیکر اس کے سیدھے راستہ سے ادھر ادھر پھٹ جائیں گے (اور تم کو مقصود سے دور لے جا ڈالیں گے) یہ بھی اس نے تم کو ہدایت کی ہے امید ہے کہ تم (مخالفت سے) بچو گے پھر (یہ حکم کہ خدا کی راہ کی پیروی کی جائے کچھ نیا نہیں کہ اس سے وحشت ہو بلکہ پہلے بھی لوگوں کو یہ حکم دیا گیا تھا چنانچہ) ہم نے موسیٰ کے نیکو کار ہونے کی[1] بناء پر ان کو ایسی حالت میں کتاب دی تھی کہ وہ مکمل اور ہر ضروری امر کی تفصیل اور سراسر ہدایت اور رحمت تھی بدیں توقع کہ لوگ اپنے رب کے سامنے پیشی کا یقین کریں (اور اس بناء پر اس کی اطاعت کا التزام کریں پس اسی غرض سے تم کو بھی یہ ہدایت کی گئی ہے۔

---

[1] کلمة علی متعلق بآتینا والذی بمعنی ما کما فی قوله وخضتم کالذی خاضوا وضمیر احسن راجع الی موسیٰ وتماما مصدر بمعنی اسم الفاعل و حال من الکتاب ومحمول علیه مبالغة والمفسرون جعلوا التمام بمعنی الاتمام و جعلوه مفعولا له وجعلوا علی متعلقابه فلم یصیبوا ۱۲۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۭ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ۝

ترجمہ: اور یہ (قرآن) ایک کتاب ہے جس کو ہم نے بھیجا بڑی خیر و برکت والی سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو تا کہ تم پر رحمت ہو کبھی تم لوگ یوں کہنے لگتے کہ کتاب تو صرف ہم سے پہلے جو دو فرقے تھے ان پر نازل ہوئی تھی اور ہم ان کے پڑھنے پڑھانے سے محض بے خبر تھے یا یوں کہتے کہ اگر ہم پر کوئی کتاب نازل ہوتی تو ہم ان سے بھی زیادہ راہ پر ہوتے سو اب تمہارے ہاں تمہارے رب کے پاس سے ایک کتاب واضح اور رہنمائی کا ذریعہ اور رحمت آ چکی ہے سو اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو ہماری ان آیتوں کو جھوٹا بتلاوے اور اس سے روکے ہم ابھی ان لوگوں کو جو کہ ہماری آیتوں سے روکتے ہیں ان کے اس روکنے کے سبب سخت سزا دیں گے۔

تفسیر: قرآن کی پیروی: اور تم کو بتلایا جاتا ہے کہ) یہ (قرآن) وہ کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے اور (کسی کی بنائی ہوئی نہیں ہے) اور خیر و برکت والی ہے پس تم اس کا اتباع کرو (اور خواہ مخواہ کے شبہات نہ کرو) امید ہے کہ (تمہارے ایسا کرنے سے) تم پر رحم کیا جاویگا۔

نزول قرآن کی وجہ: اس کو ہم نے اس لئے بھی نازل کیا ہے کہ) مبادا تم یہ کہو کہ ہم سے پہلے دو جماعتوں (یہود و نصاریٰ) پر کتاب نازل کی گئی اور ہم ان کے علم سے بے خبر تھے (پس ہم اطاعت کیسے کر سکتے تھے لہٰذا ہم معذور ہیں) یا تم یہ کہو کہ اگر ہم پر کتاب نازل کی جاتی تو ہم ان سے زیادہ صحیح رستہ پر ہوتے سو اب (تمہارے ان دونوں عذروں کے ختم کرنے کے لئے) تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے ایک روشن حقیقت اور سراسر ہدایت اور سراپا رحمت (یعنی کتاب اللہ) آ چکی ہے (اور اب تمہارے لئے کوئی عذر نہیں ہے) پس (جو لوگ اب بھی خدا کی آیات کی تکذیب کرتے اور ان سے اعراض کرتے ہیں وہ نہایت ظالم ہیں کیونکہ) جو خدا کی آیات کی تکذیب اور ان سے اعراض کرے اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا عنقریب ہم ان لوگوں کو جو ہماری آیات سے اعراض کرتے ہیں ان کے اعراض مستمر کا بدلہ سخت ناگوار عذاب دیں گے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ۭ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ۭ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا

دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ۭ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

ترجمہ: یہ لوگ صرف اس حکم کے منتظر (معلوم ہوتے) ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آویں یا ان کے پاس آپ کا رب آوے یا آپ کے رب کی کوئی بڑی نشانی آوے جس روز آپ کے رب کی بڑی نشانی آ پہنچے گی کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو آپ فرما دیجئے کہ تم منتظر رہو ہم بھی منتظر ہیں۔ بیشک جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جدا کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں پس ان کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے پھر ان کو ان کا کیا ہوا ان کو جتلا دیں گے۔

تفسیر: ایمان میں انتظار: اس قدر دلائل کے بعد بھی جب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے تو) کیا یہ لوگ کسی اور بات کے منتظر ہیں، بجز اس کے کہ ان کے پاس فرشتے آئیں (اور انہیں یقین دلائیں) یا خود خدا ان کے پاس آئے (اور وہ ان سے کہے کہ واقعی یہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ ہماری کتاب ہے) یا کوئی اور خدا کی بڑی نشانی آوے) (جو انہیں ایمان پر مجبور کر دے، سو فرشتے اور خدا تو آئیں گے نہیں، ہاں خدا کی بعض نشانیاں آئیں گی جس کے سامنے سر جھکانے پر کفار مجبور ہوں گے لیکن) جس روز تمہارے رب کی (وہ) بعض نشانیاں[1] آئیں گی اس روز کسی ایسے شخص کا ایمان جو پہلے ایمان نہ لایا تھا، یا اس[2] نے اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کی تھی اس کو کچھ نافع نہ ہوگا (لہٰذا وہ بھی کالعدم ہوا اچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دیجئے کہ تم (انہی امور مذکورہ کے) منتظر رہو (اور ایمان نہ لاؤ) ہم بھی (وقت کے) منتظر ہیں (جب وقت آئے گا اس وقت تم سے سمجھ لیں گے، اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے ہیں کہ) جن لوگوں نے اپنے اپنے دین کو جدا جدا کر رکھا ہے (اور خدا کے دین کو چھوڑ کر الگ الگ دین لئے بیٹھے ہیں، یعنی جملہ مذاہب کے کفار) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بات میں ان سے میں سے نہیں ہیں (بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بالکل جدا ہیں اس لئے نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے اعمال کی باز پرس ہو سکتی ہے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواہ مخواہ ان سے ہمدردی کی ضرورت ہے کہ آپ اس کی خواہش کریں کہ جس طرح بھی ہو یہ مسلمان ہو جائیں) ان کا معاملہ خدا کے سپرد ہے (وہ جس حالت پر ان کو چاہے گا رکھے گا) اس کے بعد جب وہ خدا کے سامنے پیش ہوں گے تو ان کو وہ باتیں بتلا دے گا جو وہ کیا کرتے تھے (یعنی ان کو سزا دے گا۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ

[1] احادیث میں اس کی تفسیر طلوع شمس من مغربہا آئی ہے ۱۲۔ [2] یعنی اگر وہ سرے سے ایمان ہی نہ لایا تھا تو خود ایمان ہی بے کار ہوگا اور اگر وہ پہلے سے مؤمن تھا مگر اس نے کوئی نیکی نہ کی تھی تو اب وہ آئندہ نیکیوں کے حق میں کالعدم ہوگا، گو فی نفسہ کالعدم نہ ہو اور اس کی وہ نیکیاں محسوب نہ ہوں گی جو آئندہ کی جائیں گی لیکن جو نیکیاں وہ پہلے سے کرتا آرہا ہے وہ اب بھی محسوب ہوں گی کیونکہ ان کا نشان کا دیکھ لینا نہیں ہے، واللہ اعلم ۱۲۔

وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا
أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۶۳﴾ قُلْ أَغَيْرَ اللّٰهِ أَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ
كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى ۚ ثُمَّ إِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۴﴾

ترجمہ: جو شخص نیک کام کرے گا اس کو اس کے دس حصے (اقل درجہ) ملیں گے اور جو شخص برے کام کرے گا سو اس کو اس کے برابر ہی سزا ملے گی اور ان لوگوں پر ظلم نہ ہوگا آپ کہہ دیجئے کہ مجھ کو میرے رب نے ایک سیدھا راستہ بتلا دیا ہے کہ وہ ایک دین ہے مستحکم جو طریقہ ہے ابراہیم کا جس میں ذرا کجی نہیں اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔ آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو مالک ہے سارے جہان کا اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں سے پہلا ہوں آپ فرما دیجئے کہ کیا میں خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور کو رب بنانے کے لئے تلاش کروں حالانکہ وہ مالک ہے ہر چیز کا اور جو شخص بھی کوئی عمل کرتا ہے وہ اسی پر رہتا ہے اور کوئی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھاوے گا پھر تم سب کو اپنے رب کے پاس جانا ہو گا پھر وہ تم کو جتلا دیں گے جس جس چیز میں تم اختلاف کرتے تھے۔

تفسیر :**انصاف اور نیکی کا بدلہ**: لیکن اس میں انصاف کا لحاظ رکھا جاوے گا' چنانچہ) جو شخص کوئی نیکی لیکر آئے گا (اس کی نیکی کی یوں قدر کی جائے گی کہ) اس کو (کم از کم) اس کا دس گونہ بدلہ دیا جائیگا اور جو شخص کوئی برائی لیکر آئے گا اس کا اتنا ہی بدلہ دیا جاوے گا اور ان پر بالکل ظلم نہ کیا جاوے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان سے اپنی بے تعلقی کو یوں ظاہر فرما دیجئے کہ ان سے) کہہ دیجئے کہ (تم غلط راستوں پر ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت

اور (مجھے میرے رب نے سیدھا راستہ بتا دیا ہے' یعنی وہ مضبوط دین جو کہ ابراہیمؑ کا مذہب ہے جو کہ سیدھے مسلمان تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے (پھر مجھے تم سے کیا تعلق) آپ (ان سے یہ بھی) کہہ دیجئے کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہے جو کہ رب العالمین ہے (اور میں ان میں سے کسی چیز میں کسی کو شریک نہیں کر سکتا کیونکہ) اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اس کا حکم کیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا اس کے حکم کی اطاعت کرنے والا ہوں' نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان سے) کہہ دیجئے کہ کیا میں خدا کے سوا کوئی اور رب ڈھونڈوں حالانکہ وہ ہر چیز کا رب ہے (جس میں وہ اشیاء بھی داخل ہیں جن کو رب ماننے کی تم مجھے ترغیب دیتے ہو) اور یہ قانون ہے کہ جو شخص بھی کوئی کام کرتا ہے وہ اپنی ہی ذمہ داری پر کرتا ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والا' دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا (اس لئے یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ کروں میں اور بھرو تم پس مجھے معاف رکھو اور گناہوں کا بوجھ تم ہی اٹھاتے رہو) اس کے بعد تمہاری واپسی تمہارے پروردگار کی طرف ہوگی پس وہ تمہیں وہ باتیں بتادے گا جن میں تم (میرے ساتھ) اختلاف رکھتے تھے۔

وَهُوَ الَّذِىۡ جَعَلَكُمۡ خَلٰۤـئِفَ الۡاَرۡضِ وَرَفَعَ بَعۡضَكُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبۡلُوَكُمۡ فِىۡ
مَاۤ اٰتٰٮكُمۡ‌ؕ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيۡعُ الۡعِقَابِ‌ۖ وَاِنَّهٗ لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ﴿۱۶۵﴾

ترجمہ: اور وہ ایسا ہے جس نے تم کو زمین میں صاحب اختیار بنایا اور ایک کا دوسرے پر (بعض چیزوں میں) رتبہ بڑھایا تاکہ ظاہراً تم کو آزماوے ان چیزوں میں جو تم کو دی ہیں بالیقین آپ کا رب جلد سزا دینے والا (بھی) ہے اور بالیقین وہ واقعی بڑی مغفرت کرنے والا مہربانی کرنے والا (بھی) ہے۔

تفسیر : **درجات مراتب:** اور وہ خدا وہ ہے جس نے تم کو زمین میں تمہارے اسلاف کا جانشین بنایا اور مراتب کے لحاظ سے بعض میں سے بعض پر فوقیت دی (کسی کو خادم بنایا کسی کو مخدوم کسی کو حاکم کسی کو محکوم کسی کو تابع کسی کو متبوع کسی کو رذیل کسی کو شریف الی غیر ذٰلک) تاکہ وہ تمہارا ان باتوں میں امتحان کرے جو اس نے تم کو دی ہیں (پس جو تمہارے بزرگوں کو مار کر تمہیں ان کی جگہ قائم کرسکتا ہے وہ تم کو مار کر تم کو دوبارہ بھی زندہ کرسکتا ہے اور جو دنیا میں بغرض امتحان فرق مراتب پر قدرت رکھتا ہے وہ آخرت میں بطور جزا و سزا کے بھی فرق مراتب پر قدرت رکھتا ہے لہٰذا جو دھمکی اوپر دی گئی ہے اس کو بے حقیقت نہ سمجھا جاوے) یہ بات یقینی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب (نافرمانوں کو) بہت جلد سزا دینے والا ہے اور یہ صحیح ہے کہ وہ بہت بڑا بخشنے والا ہے اور بڑا رحمت والا ہے (اگر یہ نافرمان اب بھی ایمان لے آئیں تو وہ سب گناہوں کو معاف کرنے پر تیار ہے)۔ قدتم الجزو الثالث من تفسیر حل القرآن ویتلوہ الجزء الرابع انشاء اللہ تعالیٰ۔

سُوۡرَةُ الۡاَعۡرَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَانِ وَّسِتُّ اٰيَاتٍ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۔ وَّ اَرۡبَعٌ وَّ عِشۡرُوۡنَ رُكُوۡعًا
الٓمّٓصٓ‌ ۚ﴿۱﴾ كِتٰبٌ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ فَلَا يَكُنۡ فِىۡ صَدۡرِكَ حَرَجٌ مِّنۡهُ لِتُنۡذِرَ بِهٖ وَذِكۡرٰى
لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ‏ ﴿۲﴾ اِتَّبِعُوۡا مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَلَا تَتَّبِعُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِيَآءَ‌ ؕ
قَلِيۡلًا مَّا تَذَكَّرُوۡنَ‏ ﴿۳﴾

ترجمہ: (سورۃ الاعراف مکیہ ہے اور اس میں دو سو چھ ۲۰۶ آیتیں ہیں) شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔ یہ ایک کتاب ہے جو آپ کے پاس اس لئے بھیجی گئی ہے کہ آپ اس کے ذریعے سے ڈرائیں سو آپ کے دل میں اس سے بالکل تنگی نہ ہونا چاہئے اور یہ نصیحت ہے ایمان والوں کے لئے تم لوگ اس کا اتباع کرو جو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے اور خدا کو چھوڑ کر دوسرے رفیقوں کا اتباع مت کرو اور تم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ذمہ داری

تفسیر : ایک (عظیم الشان) کتاب (یعنی[1] یہ سورۃ) آپ کی طرف نازل کی جارہی ہے (جس میں آپ پر دو قسم کی ذمہ داریاں عائد کی گئی ہیں ایک خود اس پر عمل کرنے کی اور دوسری اس کو لوگوں کو پہنچانے کی اور چونکہ یہ دونوں بڑی ذمہ داریاں ہیں اس لئے ممکن ہے

---

[1] سمی ھذا الجزء کتا بالتسمیۃ للجز' باسم الکل' ۱۲ منہ

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تنگی لاحق ہو، بالخصوص جبکہ اس میں مشرکین کے معبودات باطلہ کی سخت مذمت بھی ہے) پس (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا جاتا ہے کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اس کے متعلق کوئی تنگی نہ ہونی چاہئے (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں باتوں کو فراخ حوصلگی کے ساتھ قبول کرنا چاہئے اور یہ کتاب نازل اس لئے کی گئی ہے) تا کہ آپ اس کے ذریعہ سے (لوگوں کو ان کے برے اعمال کے برے نتائج سے) ڈرائیں اور مسلمانوں کی نصیحت کے لئے (تا کہ[1] وہ کتاب ان کو نصیحت کرے۔

کتاب اللہ کی پیروی کا حکم

اس تمہید کے بعد اصل مقصود بیان کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ) تم سب (جن وانس) اس (کتاب) کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور اس کے سوا دوسرے سرپرستوں کی پیروی نہ کرو (جو کہ تم نے بنا رکھے ہیں اس قسم کے احکام بہت مرتبہ دیئے جا چکے ہیں مگر) تم بہت ہی کم نصیحت قبول کرتے ہو (ایسا نہ چاہئے کیونکہ اس کا نہایت برا نتیجہ نکلے گا چنانچہ بارہا ایسا ہو چکا ہے)

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ۝٤ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ
اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝٥ فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ
وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۝٦ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ۝٧

ترجمہ: اور بہت بستیوں کو ہم نے تباہ کر دیا اور ان پر ہمارا عذاب رات کے وقت پہنچایا ایسی حالت میں کہ وہ دوپہر کے وقت آرام میں تھے سو جس وقت ان پر ہمارا عذاب آیا اس وقت ان کے منہ سے بجز اس کے اور کوئی بات نہیں نکلتی تھی کہ واقعی ہم ظالم تھے پھر ہم ان لوگوں سے ضرور پوچھیں گے جن کے پاس پیغمبر بھیجے تھے اور ہم پیغمبروں سے ضرور پوچھیں گے پھر ہم چونکہ پوری خبر رکھتے ہیں ان کے روبرو بیان کر دیں گے اور ہم کچھ بے خبر نہ تھے۔

نافرمانی کے نتیجے میں تباہی و بربادی

تفسیر: اور کتنی ہی بستیاں ایسی ہیں جن کو (ایسی ہی حرکتوں کی وجہ سے) ہم تباہ کر چکے ہیں اور رات کے وقت (جس حالت میں کہ وہ بے خبر اور بے فکری سے سو رہے تھے) ہمارا عذاب ان کے پاس آ گیا یا (دوپہر کے وقت) ایسی حالت میں کہ وہ قیلولہ کر رہے تھے سو جس وقت ہمارا عذاب ان کے پاس آیا اس وقت (وہ اپنی سب اکڑفوں اور ساری لن ترانیاں بھول گئے تھے اور اس وقت) ان کا کوئی قول نہ تھا بجز اس کے کہ وہ یہ کہتے تھے کہ واقعی ہم ظالم تھے (اور ہم نے بڑی زیادتی کی کہ خدا کی اور اس کی رسولوں کی بات نہ مانی) پس (تم ان واقعات سے عبرت حاصل کرو اور ان باتوں کو چھوڑ دو جو تباہ کرنے والی ہیں اور کتاب منزل کا اتباع کرو کیونکہ) ہم (قیامت میں) تمام ان لوگوں سے باز پرس کریں گے جن کی طرف رسول بھیجے گئے تھے (کہ تم لوگوں نے رسولوں کی بات مانی تھی یا نہیں۔ اور نہیں تو کیوں) اور رسولوں سے بھی باز پرس کریں گے (کہ تم ان کو ہمارے پیغام پہنچائے تھے یا نہیں اور چونکہ رسول پیغام پہنچا چکے ہیں اس لئے وہ تو بری

---

[1] اشارۃ الی ان فاعل ذکری وانزل واحد لیصح حذف الام من ذکری یعنی انزل ھذا الکتاب لتنذر انت وسبلہ کرھذا الکتاب فالفاعل عام لنائب الفاعل ۱۲

ہو جائیں گے اور صرف تمہارے اوپر بات آپڑے گی) پھر ہم خود (تمام واقعات) اپنے ذاتی علم سے تمہارے سامنے بیان کریں گے (کیونکہ ہم تمام واقعات کو دیکھ رہے ہیں) اور ہم (تم سے غائب نہیں ہیں (کہ ہمیں خبر نہ ہو اس لئے تمہیں مکرنے کی بھی گنجائش نہ ہوگی۔

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٨﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ﴿٩﴾

ترجمہ: اور اس روز وزن بھی واقع ہوگا پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا سو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا سو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کرلیا بسبب اس کے کہ ہماری آیتوں کی حق تلفی کرتے تھے۔

انسان کے اعمال تولے جائیں گے

تفسیر: پھر تمہارے اعمال تولے جائیں گے) اور اس روز اعمال کا تولا جانا بالکل صحیح ہے (اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں) پھر جس کے تولے ہوئے[1] (اعمال) بھاری ہوں گے (اور نیکیوں کا پلہ جھکتا رہے گا) تو وہ تو کامیاب ہیں اور جس کے تولے ہوئے اعمال ہلکے ہوں گے (اور نیکیوں کا پلہ اٹھتا رہے گا سو[2] یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے نفسوں کا نقصان اٹھایا (اور جان بھی کھوئی) بدیں وجہ کہ وہ ہماری آیات کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کرتے اور ان کی تکذیب کرتے تھے (واضح ہو کہ من ثقلت موازینه میں جملہ مومنین داخل ہیں کیونکہ اگر وہ عاصی نہیں ہیں تب تو نیکیوں کے پلے کا جھکاؤ ظاہر ہے اور اگر عاصی ہیں تو چونکہ نیکیوں کے پلہ میں ایمان بھی ہے اور ایمان سے وزنی کوئی بھی گناہ نہیں' اس لئے پھر بھی وہ ہی پلہ جھکا رہے گا اور اس کی وجہ سے وہ عذاب ابدی سے نجات پا جاوے گا اور چونکہ کفر کے مقابلے میں کوئی نیکی وزن نہیں رکھتی اس لئے کافروں کی نیکیوں کا پلہ بالکل ہلکا ہوگا اور اس لئے وہ عذاب ابدی کی سزا پائیں گے اور چونکہ ایمان کے ساتھ معاصی کچھ نہ کچھ وزن رکھتے ہیں اور اس طرح بے وزن نہیں ہیں جیسے کفر کے ساتھ نیکیاں اس لئے گناہوں کا پلہ بھی کچھ نہ کچھ جھکے گا اور اسی نسبت سے نیکیوں کے پلہ میں خفت ہوگی پس اسی نسبت سے عصاۃ سزا کے مستحق ہوں گے اب حق تعالیٰ کو اختیار ہے کہ وہ اس پر سزا دے یا معاف کردے اس تقریر سے معلوم ہوا کہ کفار کی نیکیاں بھی میزان میں رکھی جائیں گی جیسے محتاجوں کو نفع پہنچانا' خیر خیرات وغیرہ مگر چونکہ کفر کی وجہ سے وہ بے وزن ہوں گی اس لئے ان پر کسی جزا کا استحقاق نہ ہوگا اور کفار کی نیکیوں کا میزان میں رکھا جانا ومن خفت موازینه سے مفہوم ہوتا ہے کیونکہ موازین جمع میزان کی نہیں بلکہ موزوں کی ہیں اور مراد اعمال صالحہ ہیں' فافہم۔

وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ ۗ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ ﴿١٠﴾

ترجمہ: اور بیشک ہم نے تم کو زمین پر رہنے کی جگہ دی اور ہم نے تمہارے لئے اس میں سامان زندگی پیدا کیا۔ تم لوگ بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔

تفسیر: احسانات خداوندی: اس استطرادی مضمون کے بعد ہم پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ

---

[1] اشارة الى ان الموازين جمع موزون لا ميزان ۱۲۔ [2] لقد اجزاء ابن جرير ههنا جراة عظيمة على الله حيث قال فاولئك جمع ومن فى لفظ الواحد الا ان معناه الجمع ولو جاء بواحد كان صوابا فصيحا ولا يخفى كونه جراة عظيمة على الله عفا الله عنه اولم يشعر ان التفنن فى الكلام من ابواب البلاغة ولو الخصر الفصاحة والصواب فى رعاية مقتضى الظاهر لقط الخرج كثير من كلام الله عن كونه صوابا فصيحا سبحان ربك رب العزت عما يصفون ۱۲۔

فرماتے ہیں کہ یہ واقعات مقتضی ہیں اس کو کہ تم کتاب منزل کا اتباع کرو (اور ماسوا اس کے) ہم نے (تم پر احسانات کئے ہیں' چنانچہ ہم نے) تمہیں زمین میں مضبوطی کے ساتھ جمایا (کہ تم اس میں صرف رہتے ہی نہیں بلکہ اس میں حسب منشا تصرف بھی کرتے ہو) اور ہم نے اس میں تمہارے لئے سامان زندگی پیدا کئے (جن سے تم آسانی سے اپنی زندگی کے دن پورے کرتے ہو اور یہ احسانات مقتضی ہیں شکر کو جس کی صورت یہ ہے کہ اس منعم کی مخالفت نہ کی جاوے بلکہ اطاعت کی جاوے مگر) تم لوگ بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾

ترجمہ: اور ہم نے تم کو پیدا کیا ہے پھر ہم نے ہی تمہاری صورت بنائی پھر ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو۔ سو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے وہ سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا تو جو سجدہ نہیں کرتا تجھ کو اس سے کون امر مانع ہے جبکہ میں تجھ کو حکم دے چکا کہنے لگا میں اس سے بہتر ہوں آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو آپ نے خاک سے پیدا کیا ہے۔

تفسیر: **انسانوں کی عزت افزائی**: اور (علاوہ احسانات مذکورہ کے ہم نے تم پر یہ احسانات بھی کئے کہ) ہم نے تم کو پیدا کیا (اور عدم سے وجود میں لائے) پھر تم کو صورت پہنائی (جس سے اس وجود کی تکمیل ہوئی) پھر (اس ظاہری تکمیل پر بھی اکتفا نہ کیا بلکہ کمال معنوی بھی عطا کیا وہ یہ کہ) ہم نے (تم کو یوں عزت دی کہ) فرشتوں کو کہا کہ آدم کو سجدہ کرو اس پر سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ تھا (پس اس طرح ہم نے تمہاری عزت بڑھائی اور ہمارے یہ انعامات بھی اسی کو مقتضی ہیں کہ تم شکر کرو جس کی صورت اطاعت ہے۔

واقعہ ابلیس: اب ہم اس قصہ کو پورا کرتے ہیں' تاکہ تم کو کئی مفید باتیں معلوم ہوں' اول یہ کہ حق تعالیٰ کی مخالفت کا نتیجہ کس قدر برا ہے اور دوسرے یہ کہ شیطان تمہارا قدیمی دشمن ہے اور تیسرے یہ کہ اس نے حق تعالیٰ کے سامنے تم کو گمراہ کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے اور تم ان باتوں کو معلوم کر کے اس کی مخالفت سے باز آؤ اور اپنے دشمن کا مقصد پورا نہ کرو سو واضح ہو کہ جب ابلیس نے سجدہ نہ کیا تو) حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھے کس چیز نے روک دیا کہ تو سجدہ نہ کرے[1] جبکہ میں تجھے حکم دے چکا تھا اس نے کہا کہ (مجھے یہ امر مانع ہوا کہ) آپ نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے پیدا کیا (آگ اشرف ہے مٹی سے پھر مجھے کیسے زیبا تھا کہ میں اسے سجدہ کرتا) حق تعالیٰ نے فرمایا کہ (جب تیرے تکبر کی یہ حالت ہے کہ تو صرف آدم ہی نہیں بلکہ ہم سے بھی بڑا بنتا ہے کیونکہ اگر آدم تیری نظر میں اس قابل نہ تھا تو ہمارا حکم تو تیرے لئے واجب التعمیل تھا۔

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ

---

[1] فیہ اشارۃ الی انہ کان لئلا تسجد حذف اللام عنہ قیاسا و اکتفی بذکر غایۃ المنع عن ذکر الممنوع عنہ عندبر فانہ قد تحیر فیہ الا علام ولعلی الحق لا یتجاوز عما قلنا.

لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

ترجمہ: حق تعالیٰ نے فرمایا تو آسمان سے اتر تجھ کو کوئی حق حاصل نہیں کہ تو تکبر کرے آسمان میں رہ کر سو نکل بیشک تو ذلیلوں میں شمار ہونے لگے وہ کہنے لگا کہ مجھ کو مہلت دیجئے قیامت کے دن تک۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھ کو مہلت دی گئی کہنے لگا بسبب اس کے کہ آپ نے مجھ کو گمراہ کیا ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ میں ان کے لئے آپ کی سیدھی راہ پر بیٹھوں گا پھر ان پر حملہ کروں گا ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کی داہنی جانب سے بھی اور ان کی بائیں جانب سے بھی اور آپ ان میں سے اکثروں کو احسان ماننے والا نہ پائیے گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہاں سے ذلیل وخوار ہو کر نکل جو شخص ان میں سے تیرا کہنا مانے گا میں ضرور تم سے جہنم کو بھر دوں گا۔

تفسیر :شیطان پر لعنت: تو تو اتر جا اس (آسمان جنت) سے کیونکہ تجھے کوئی حق نہیں کہ تو اس میں بڑا بنے (کیونکہ یہ جگہ مطیعین کے لئے مخصوص ہے اور نافرمانوں کا یہاں کوئی کام نہیں) بس نکل جا یہاں سے کہ تو ذلیلوں میں سے ہے)

شیطان کی درخواست اور اس کی منظوری

اس نے کہا مجھے اس دن تک مہلت دیجئے جس روز یہ لوگ اٹھائے جائیں (یعنی اس روز تک مجھے زندہ رکھئے) کہا اچھا تجھے مہلت دی جاتی ہے اب اس نے کہا کہ (جب مجھے مہلت دے دی گئی) تو بدیں وجہ کہ آپ نے مجھے گمراہ کیا ہے (اور [1] ایسا حکم دیا ہے جو میری شان کے خلاف تھا جس سے میں آپ کی مخالفت پر مجبور تھا) میں بھی ان کے لئے آپ کا سیدھا راستہ روک کر بیٹھ [2] جاؤں گا پھر میں ان کے پاس آگے سے بھی آؤں گا اور پیچھے سے بھی اور دائیں سے بھی اور بائیں سے بھی (غرض ہر طرف سے میں انہیں روکوں گا) اور (میری اس جدوجہد سے) بہت سوں کو (اپنی ہدایت) کا قدرداں نہ پائیں گے۔

حق تعالیٰ کی طرف سے پھٹکار

حق تعالیٰ نے فرمایا کہ (بس بک بک مت کر) نکل جا یہاں سے ذلیل وخوار ہو کر میں بھی جو تیرا اتباع کرے گا (اس کو بھی اور ساتھ میں تجھ کو بھی جہنم میں داخل کر کے) تم سب سے جہنم بھر دوں گا (الغرض یہ معاملہ تو شیطان کے ساتھ ہوا جس سے تم کو مخالفت اور حق تعالیٰ کے مقابلے میں تکبر کا نتیجہ معلوم ہو سکتا ہے اور یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ اس نے خدا کے سامنے تمہیں ہر طرح گمراہ کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔

وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ

---

[1] فيه تنبيه على ان تعدية القعود الى الصراط بلا واسطة لتضمنه معنى السدو المنع فتعبه له ١٢۔

[2] وليس فيه انفى الخلق الضلال والغواية حتى يذهب الوهم الى الاعتزال فتنبه له ١٢۔

سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۲﴾

ترجمہ :اور ہم نے حکم دیا کہ اے آدمؑ تم اور تمہاری بی بی جنت میں رہو پھر جس جگہ سے چاہو دونوں آدمی کھاؤ اور اس درخت کے پاس مت جاؤ کبھی ان لوگوں کے شمار میں آ جاؤ جن سے نامناسب کام ہو جایا کرتا ہے۔ پھر شیطان نے ان دونوں کے دل میں وسوسہ ڈالا تاکہ ان کا پردہ کا بدن جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھا دونوں کے روبرو بے پردہ کر دے اور کہنے لگا تمہارے رب نے تم دونوں کو اس درخت سے اور کسی سبب سے منع نہیں فرمایا مگر محض اس وجہ سے کہ تم دونوں کہیں فرشتے ہو جاؤ یا کہیں ہمیشہ زندہ رہنے والوں سے ہو جاؤ اور ان دونوں کے روبرو قسم کھائی کہ یقین جانیے میں آپ دونوں کا خیر خواہ ہوں۔ سو ان دونوں کو فریب سے نیچے لے آیا۔ پس ان دونوں نے جو درخت کو چکھا دونوں کا پردہ کا بدن ایک دوسرے کے روبرو بے پردہ ہو گیا اور دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے اور ان کے رب نے ان کو پکارا کیا میں تم دونوں کو اس درخت سے ممانعت نہ کر چکا تھا اور یہ نہ کہہ چکا تھا کہ شیطان تمہارا صریح دشمن ہے۔

حضرت آدمؑ کے ساتھ معاملہ خداوندی

تفسیر :اور (آدمؑ کے ساتھ معاملہ یہ ہوا کہ ان سے کہا گیا کہ) اے آدمؑ تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو پھر جہاں سے تمہارا جی چاہے کھاؤ (یہ کوئی روک ٹوک نہیں) اور (اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ) اس درخت کے (جو تم کو بتلایا جاتا ہے) پاس بھی نہ پھٹکنا کہ تم (ہماری مخالفت کر کے) ظالموں میں سے ہو جاؤ۔

شیطان کے بہکاوے: اب (آدمؑ و حواؑ کی یہ حالت دیکھ کر) شیطان نے ان کے (نقصان رسانی کے) لئے خیال[1] کیا یعنی اس لئے کہ وہ (ان کو ننگا کر کے) ان کی شرمگاہوں کو (جو کہ لباس سے) ڈھکی ہوئی تھیں ان کے سامنے ظاہر کر دے اور (یہ خیال کر کے اس نے اس کی یہ تدبیر کی کہ) ان سے کہا کہ تمہیں خدا نے اس درخت سے محض اس لئے روکا ہے کہ مبادا (اس کو کھا کر) تم فرشتے ہو جاؤ یا (فنا سے منزہ ہو کر) ہمیشہ رہنے والوں میں سے ہو جاؤ (کیونکہ اس کے کھانے میں یہ دونوں خاصیتیں ہیں) اور ان سے زور کے ساتھ قسم بھی کھائی کہ میں واقعی تمہارے خیر خواہوں میں سے ہوں (اب ان پر فرشتہ اور خالد ہو جانے کی خواہش اس قدر غالب ہوئی کہ اس ممانعت صریحہ کا اور شیطان کی دشمنی کا اور اس بات کا کہ یہ حق تعالیٰ کے ساتھ سوء ظن ہے کہ اس نے ہمیں اتنی بڑی منفعتوں سے محروم کرنا چاہا ان کو بالکل خیال اور ان کی طرف ان کو بالکل التفات نہ ہوا چنانچہ اسی قسم کی باتیں ہر شخص کو پیش آتی ہیں اور جب کوئی خیال کسی پر غالب ہوتا ہے تو اس

---

[1] قال النیسا بوری الوسوسة حدیث النفس و هو فعل غیر کو لولت المراة دعوع الذنب وبوصل الی المفعول با للام والی فمعنی وسوس له فعل الوسوسة لاجله و معنی وسوس الیه القاها الیه ۱۲.

وقت بہت ظاہر باتیں بھی عارضی طور پر اس کی نظر سے غائب ہو جاتی ہیں اور ان کی طرف اس کو التفات نہیں ہوتا لیکن جب وہ خیال فرو ہوتا ہے تو اب وہ سب باتیں اس کے پیش نظر ہو جاتی ہیں جو اس وقت اس کے ذہن سے غائب تھیں۔

مسئلہ عصمت: اب رہا عصمت کا سوال سو عصمت کی حقیقت لوگوں نے غلط سمجھ رکھی ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ معصوم اسے کہتے ہیں جس میں گناہ کی قابلیت ہی نہ ہو مگر یہ معنی عصمت کے بالکل غلط ہیں ورنہ انبیاء کو اطاعت میں مجبور ماننا پڑے گا اور وہ تمام وعدہ وعید بیکار ماننے پڑیں گے جو ان سے کئے جاتے ہیں اور وہ ان تمام درجات کے غیر مستحق ہوں گے جو اطاعت اختیاری پر مرتب ہوتے ہیں اور ان کو ابتلا و امتحان سے بھی بالاتر ماننا پڑے گا اور یہ سب امور بالبداہتہ باطل ہیں پس بالضرور عصمت کے ایسے معنی ہونے چاہئیں جو ان باتوں کے معارض نہ ہوں سو اس کے معنی یہ ہیں کہ باوجود اس کے کہ وہ جس طرح طاعت پر قادر ہوتے ہیں یوں ہی معصیت پر بھی قادر ہوتے ہیں مگر حق تعالیٰ ان کی معصیت سے حفاظت کا ذمہ دار ہوتا ہے اور بحفاظت حق سبحانہ معصیت سے معصوم ہوتے ہیں اب رہی یہ بات کہ یہ حفاظت کس حد تک ضروری ہے سو اس کی تفصیل یہ ہے کہ جو معصیت بقصد اور دانستہ ہو اس سے انبیاء یقیناً معصوم ہیں اور جو معصیت دانستہ نہ ہو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس میں مفسدہ سے بڑھ کر مصلحت ہو تو اس سے ان کی حفاظت نہیں کی جاتی نہ اس غرض سے کہ وہ معصیت ہے بلکہ اس جہت سے کہ وہ مبداء ہے دوسرے مصالح کا اور جس میں کوئی مصلحت نہیں ہوتی یا اس سے بڑھ کر مفسدہ ہوتا ہے اس سے بھی حفاظت کی جاتی ہے جیسا کہ اس مقام پر حضرت آدمؑ نے غلطی سے نہی کی مخالفت کی کہ ایک عارض کی وجہ سے ان کو ممانعت کی طرف التفات نہ ہوا اور معصیت مقصود نہ تھی مگر چونکہ اس میں مفسدہ سے بڑھ کر مصلحت تھی کہ وہ ذریعہ تھی ان مقاصد کا جن کے لئے ان کو پیدا کیا گیا تھا اس لئے ان کی اس سے حفاظت نہیں کی گئی ورنہ بہت ممکن تھا کہ ان کو فوراً تنبیہ ہو جاتی اور وہ اس سے رک جاتے پس ذلات انبیاء کے لئے دو باتیں ضروری ہوئیں ایک یہ کہ ان کو معصیت مقصود نہ ہو بلکہ اس کا مبنیٰ کوئی غلطی ہو دوسرے یہ کہ اس میں مفسدہ سے بڑھ کر مصلحت ہو لیکن نہ یہ ضرور ہے کہ اس منشاء غلطی کا ہمیں بھی علم ہو یا وہ ہماری سمجھ میں آ جاوے کہ واقعی یہ غلطی منشاء ہو سکتی ہے کیونکہ اس کو پور طور سے پر مبتلیٰ بہ جانتا ہے اور دوسروں کو اس کا سمجھنا نہایت مشکل ہے اور نہ یہ ضروری ہے کہ ہمیں اس کا بھی علم ہو کہ اس میں مصلحت مفسدہ سے بڑھی ہوئی ہے کیونکہ خدا ہی اپنے مصالح کو خوب جانتا ہے یہ تحقیق ہے اس مقام کی اور میں سمجھتا ہوں کہ نہ یہ اصول شرعی کے مزاحم ہے اور نہ اصول عقلی کے و مع ھذا فلا ادعی العصمة فان اصبت فمن الله وان اخطأت فمنی و من الشیطان وار جو من الله العفو اب ایک بات یہ رہ گئی کہ آدم علیہ السلام نے انسان ہونے پر فرشتہ ہونے کو کیوں ترجیح دی سو اس کا صحیح جواب تو یہ ہے کہ اس کو بھی حضرت آدمؑ ہی جانتے تھے اور ہم کو اس سے مطلع نہیں کیا گیا لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ ان کو یہ خیال ہوا ہو کہ فرشتے بہ نسبت انسانوں کے اقرب الی الطاعۃ ہیں اور انسان ان سے ابعد کیونکہ انسان سے خواہ وہ کتنا ہی بڑا ہو کسی نہ کسی طرح خدا کی نافرمانی ہو جاتی ہے اور فرشتوں میں یہ بات نہیں اس لئے وہ انسانوں سے اس بات میں اعلیٰ ہیں پس اگر درحقیقت ایسا ہی ہو تو اب معصیت کی ایک اور نفیس توجیہ ہو سکتی ہے وہ یہ کہ انہوں نے اس درخت کے کھانے میں یہ اجتہادی غلطی کی ہو کہ گو اس وقت یہ بظاہر ایک حکم کی مخالفت ہے مگر اس سے ہمیشہ کے لئے معصیت کا خاتمہ ہوتا ہے اس لئے اس میں مفسدہ سے مصلحت بہت بڑھ کر ہے اور شیطان کی دشمنی کی یہ تاویل کر لی ہو کہ یہ دشمن ہے مگر یہ ضرور نہیں کہ دشمن کی ہر بات دشمنی ہی پر مبنی ہو جبکہ خدا کی قسم کھاتا ہے تو ایسا بھی کیا ہے کہ خدا کی قسم کھا کر بھی غلط کہے گا الغرض یہ جملہ توجیہات یا اس قسم کی اور توجیہات محض احتمال ہیں اور حقیقت حال کا علم حق سبحانہ کو ہے یا خود حضرت آدمؑ جانتے تھے جن کو یہ واقعہ پیش آیا تھا اور اس قسم کی توجیہ کی تلاش جس سے حضرت آدمؑ بالکل بے قصور[1] ثابت ہوں۔

---

[1] یعنی خطائے اجتہادی سے بھی منزہ ہوں ۱۲ اشرف علی

اس کی کوشش ہے کہ حق تعالیٰ کی سزا کو ظالمانہ قرار دیا جاوے‘فلیتنبہ‘ اس استطرادی مضمون کو ختم کر کے ہم پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شیطان نے ان کو فرشتہ اور خالد ہو جانے کی چاٹ دی اور قسم کھا کر ان کو اپنی خیر خواہی کا یقین دلایا)

حضرت آدم شیطان کے بہکاوے میں اور اسکا انجام

پس (اس طرح) ان کو دھوکے سے (گڑھے میں) گرا دیا پس جس وقت انہوں نے اس درخت کو چکھا اسی وقت ان کا لباس اتر گیا اور ان کی شرمگاہیں ان کے سامنے کھل گئیں اور وہ جنت کے پتے جوڑ جوڑ کر اپنے اوپر رکھنے لگے (ادھر ان کی یہ حالت ہوئی) ادھر (دوسری طرف) حق تعالیٰ نے آواز دی کہ (کیوں؟) کیا میں نے تمہیں اس درخت سے نہ روکا تھا اور تم سے یہ نہ کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ٚ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ ﴿۲۴﴾ قَالَ فِیْهَا تَحْیَوْنَ وَفِیْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾

ترجمہ: دونوں کہنے لگے کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اور اگر آپ ہماری مغفرت نہ کریں گے اور ہم پر رحم نہ کریں گے تو واقعی ہمارا بڑا نقصان ہو جاوے گا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ نیچے ایسی حالت میں جاؤ کہ تم باہم بعضے دوسرے بعضوں کے دشمن نہ ہو گے اور تمہارے واسطے زمین میں رہنے کی جگہ ہے اور نفع حاصل کرنا ایک وقت تک فرمایا کہ تم کو وہاں ہی زندگی بسر کرنا ہے اور وہاں ہی مرنا ہے اور اسی میں سے پھر پیدا ہونا ہے۔

تفسیر: معافی کی درخواست: (اب چونکہ ان کو اپنی غلطی کا مشاہدہ سے علم ہو گیا اس لئے) انہوں نے کہا کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا (کہ بہکائے میں آ کر آپ کی مخالفت کی آپ ہمیں معاف کیجئے اور ہم پر رحم فرمائیے) اور اگر آپ ہمیں معاف نہ کریں گے اور ہم پر رحم نہ کریں گے تو ضرور ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاویں گے۔

ہبوط ارض کا حکم: (اس کے جواب میں) حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم (دونوں اور تیسرا شیطان تینوں) نیچے جاؤ (کیونکہ) تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو (اور جنت دشمنی کی جگہ نہیں ہے‘ زمین میں آپس میں داؤں پیچ چلو اور خوب کشتی لڑو) اور تمہارے لئے زمین میں ایک وقت (معین) تک رہنا اور (اس سے) فائدہ اٹھانا (طے شدہ) ہے (اس کے ساتھ یہ بھی) فرمایا کہ تم اسی میں زندہ رہو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی سے دوبارہ نکالے جاؤ گے (یہ واقعہ حضرت آدمؑ کا تھا جس سے تم کو معلوم ہو گیا کہ شیطان نے جس بات کا خدا کے سامنے بیڑا اٹھایا تھا‘ اس نے تمہارے باپ آدمؑ کو اس کا نمونہ بھی دکھا دیا اور حضرت آدم نے جو دھوکہ کھایا اس کا خمیازہ بھگتا‘ پس تم ان واقعات سے عبرت حاصل کرو اور شیطان کے مشوروں پر عمل مت کرو‘ اس استطرادی مضمون کے بعد ہم پھر تم کو اپنے انعامات یاد دلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ۔

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِیْشًا ۚ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَیْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ لَا یَفْتِنَنَّكُمُ الشَّیْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَیْكُمْ

مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ

لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا

وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَاۗءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ ۭ اَتَقُوْلُوْنَ

عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾

ترجمہ: اے اولاد آدمؑ کی ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو کہ تمہارے پردہ دار بدن کو بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور تقویٰ کا لباس یہ اس سے بڑھ کر ہے یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ یہ لوگ یاد رکھیں۔ اے اولاد آدمؑ کی شیطان تم کو کسی خرابی میں نہ ڈال دے۔ جیسا کہ اس نے تمہارے دادا دادی کو جنت سے باہر کرا دیا ایسی حالت سے کہ ان کا لباس بھی ان سے اتروا دیا تاکہ ان کو ان کا پردہ کا بدن دکھلائی دینے لگے وہ اور اس کا لشکر تم کو ایسے طور پر دیکھتا ہے کہ تم ان کو عادۃً نہیں دیکھتے ہو ہم شیطانوں کو انہیں لوگوں کا رفیق ہونے دیتے ہیں جو ایمان نہیں لاتے اور وہ لوگ جب کوئی فحش کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریق پر پایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ہم کو یہی بتلایا ہے آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ فحش بات کی تعلیم نہیں دیتا۔ کیا خدا کے ذمے ایسی بات لگاتے ہو جس کی تم سند نہیں رکھتے۔

احسانات الٰہی مختلف پہلو سے

تفسیر: اے اولاد آدم ہم نے تم پر لباس اتارا ہے (یعنی اسے تمہارے لئے پیدا کیا ہے) جو کہ تمہاری شرمگاہوں کو چھپاتا اور (تمہاری) زینت ہے اور ہمارے اس انعام کا مقتضیٰ بھی یہی ہے کہ تم شکر کرو اور اطاعت کرو یہ لباس تو کپڑوں وغیرہ کا ہے جو جسم کی شرمناک چیزوں کو چھپانے والا اور اس کی زینت ہے) اور (دوسرا لباس) تقویٰ کا لباس ہے (جو روح کی شرمناک عیوب کو چھپانے والا اور اس کے لئے موجب زینت ہے) یہ (اس سے) بہتر ہے پس جس طرح تم لباس جسم کی قدر کرتے ہو اس سے بڑھ کر تم کو لباس روح کی قدر کرنی چاہئے) یہ دلائل ہیں اللہ تعالیٰ کے (جن سے صرف اس کا معبود ہونا ثابت ہوتا ہے اور بطلان شرک ظاہر ہوتا ہے) امید ہے کہ لوگ (ان کو سمجھ کر ان سے) نصیحت حاصل کریں گے۔

انسانوں کو ہدایت خداوندی: اے بنی آدم شیطان تمہیں خرابی میں نہ ڈال دے جیسا کہ اس نے تمہارے دادا' دادی کو جنت سے یوں نکالا تھا کہ وہ ان سے ان کا لباس اس غرض سے اتارتا تھا کہ ان کو ان کی شرمگاہیں دکھلا دے (حاصل یہ کہ ان کو شرمناک طریق سے اور ننگا کر کے جنت سے نکالا تھا' پس تم اس کے دھوکے میں نہ آنا' ورنہ وہ تمہیں بھی مصیبت میں ڈال دے گا' کیونکہ) وہ اور اس کی جماعت تمہیں اس جگہ سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھتے (اس لئے تم ان سے اور ان کے مکر سے غافل ہو' مگر وہ تم اور تمہارے گمراہ کرنے سے غافل نہیں ہیں' ان حقائق واضحہ کا مقتضیٰ یہ تھا کہ لوگ سب کے سب ایمان لے آتے مگر) ہم نے شیاطین کو ان لوگوں کا متولی کار بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے' کیونکہ وہ اسی کے کہنے پر چلتے اور اسی کے مشورہ پر عمل کرتے ہیں) اور (اسی لئے) جب وہ (شیطان

کے اغواء سے) کوئی برا کام کرتے ہیں تو باغوائے شیطان) یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو اسی (کام) پر (قائم) پایا ہے اور خدا نے ہمیں اس کا حکم کیا ہے آپ (ان لوگوں سے اس غلط عذر کی تردید میں) کہہ دیجئے کہ خدا بری بات کا حکم نہیں کیا کرتا کیا تم خدا کے ذمہ وہ بات لگاتے ہو جس کو تم نہیں جانتے (بڑی بے جا بات اور نہایت سخت جرأت ہے)۔

قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ ۗ وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۬ؕ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ۟ؕ فَرِیْقًا هَدٰی وَفَرِیْقًا حَقَّ عَلَیْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ میرے رب نے حکم دیا ہے انصاف کرنے کا اور یہ کہ تم ہر سجدہ کے وقت اپنا رخ سیدھا رکھا کرو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طور پر کرو کہ اس عبادت کو خالص اللہ ہی کے واسطے رکھا کرو تم کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح شروع پیدا کیا تھا اسی طرح پھر تم دوبارہ پیدا ہو گے بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے اور بعض پر گمراہی کا ثبوت ہو چکا ہے ان لوگوں نے شیطانوں کو رفیق بنالیا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اور خیال رکھتے ہیں کہ وہ راہ پر ہیں۔

انصاف اور عبادت کا حکم

تفسیر: آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے کہ خدا نے مجھے انصاف کا حکم کیا ہے اور کہا ہے کہ ہر مسجد کے قریب اپنے رخ سیدھے (خدا کی طرف) کر لیا کرو (یعنی جب کسی مسجد میں بغرض عبادت جانا چاہو تو پہلے نیت درست کرلو) اور عین عبادت میں تو بالاولیٰ ایسا کرنا ضروری ہے اس لئے) تم (عبادت کے وقت) اس کو اس حالت میں پکارو کہ تم اس کے لئے اطاعت کو خالص کرنے والے (اور کسی دوسرے کو اس میں شریک نہ کرنے والے) ہو (کیونکہ) جس طرح اس نے تمہیں پہلے پیدا کیا ہے یوں ہی تم دوبارہ پیدا ہو گے (اور اس وقت تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس ہوگی اور تم اپنی پہلی حالت کو دیکھ کر دوبارہ زندگی کے استبعاد کو دور کر سکتے ہو اور تمہیں یہ شبہ نہ ہونا چاہئے کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ یہ اسی طرح ہو سکتا ہے جس طرح پہلے ہوا تھا۔ پس یہ احکام ہیں خدا کے نہ کہ وہ جن کو تم اس کی طرف منسوب کرتے ہو الغرض) ایک جماعت کو خدا نے ان کے دلائل کے ذریعہ سے ہدایت کی (اور وہ ہمارے احکام پر ایمان لاتے ہیں) اور ایک جماعت ایسی ہے کہ (اس کو ہدایت نہیں کی اور اس لئے) ان پر گمراہی مقرر ہو چکی ہے (کیونکہ) انہوں نے خدا کو چھوڑ کر شیاطین کو اپنا سرپرست بنالیا ہے (اور انہی کا کہنا مانتے اور انہی کی بات سنتے ہیں) اور (اس کے ساتھ ہی یہ بھی) سمجھتے ہیں کہ وہ صحیح راستہ پر ہیں (ان وجوہ سے وہ دلائل میں غور ہی نہیں کرتے کہ انہیں صحیح راستہ معلوم ہو اور اس لئے گمراہی ان پر لازم ہو گئی ہے۔

یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ۝

ترجمہ: اے اولاد آدم کی تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو اور خوب کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو۔

بیشک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے حد سے نکل جانے والوں کو۔

ستر عورت کا حکم

تفسیر: اے اولاد آدم (تمہارے یہ خیالات بھی) بے ہودہ ہیں کہ کپڑے پہن کر طواف ممنوع ہے اور فلاں فلاں شئے جو درحقیقت حلال ہیں ان کا کھانا پینا حرام ہے اور) تم کو چاہئے کہ ہر مسجد کے قریب کپڑے پہن لو (اور مسجد میں ننگے جاؤ بھی مت چہ جائیکہ وہاں ننگے طواف کرو یا ننگے نماز پڑھو) اور حلال چیزوں کو شوق سے کھاؤ پیو اور (حلال کو حرام سمجھ کر یا کسی اور طریقہ سے) حد سے نہ بڑھو (کیونکہ) حق تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾

ترجمہ: آپ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے کپڑوں کو جن کو اس نے اپنے بندوں کے واسطے بنایا ہے اور کھانے پینے کی حلال چیزوں کو کس شخص نے حرام کیا ہے آپ کہہ دیجئے کہ یہ اشیاء اس طور پر کہ قیامت کے روز بھی خالص رہیں دنیوی زندگی میں خاص اہل ایمان ہی کیلئے ہیں ہم اسی طرح تمام آیات کو سمجھداروں کے واسطے صاف صاف بیان کیا کرتے ہیں۔

خدا کے احکام میں غلط تصرف

تفسیر: آپ (ان سے) کہئے کہ (آخر) خدا کی زینت (لباس) کو جس کو اس نے اپنے بندوں کے (استعمال کے) لئے نکالا اور کھانے کی پاکیزہ چیزوں کو (جن کو اس نے ان کے کھانے کے لئے پیدا کیا ہے) کس نے حرام کر دیا (اور اسے اس کا کیا استحقاق تھا کہ وہ مخلوقات و مملوکات خداوندی میں اس کی غرض کے خلاف تصرف کرے تم اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتے، پس ثابت ہوا کہ یہ خیالات سراسر غلط ہیں، چونکہ لعبادہ کے لفظ سے شبہ ہو سکتا ہے کہ یہ نعمتیں کفار کے لئے بھی ہیں اور اس لئے وہ بھی خدا کے مقرب اور محبوب ہیں اس لئے شبہ کے دفع کے لئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان سے) کہہ دیجئے کہ یہ (نعمتیں) دنیا میں مسلمانوں کے لئے یوں ہیں کہ وہ (مقصود بالانعام ہیں اور کفار ان کے طفیل اور) آخرت میں خالص انہی کے لئے ہیں (کفار کا ان میں تطفلا بھی حصہ نہیں، پس تقرب مومنین ہی کا حصہ رہا کیونکہ دنیا میں گو یہ نعمتیں مشترکہ ہیں مگر مقصود مومنین ہی ہیں اور کفار ان کے طفیلی ہیں اور آخرت میں تو ان کے لئے ہیں ہی) یوں تفصیل کے ساتھ ہم دلائل بیان کرتے ہیں (مگر) انہی کے لئے جو جانیں (اور جو اب بھی جہل میں مبتلا رہیں ان کے لئے ان کا وجود و عدم برابر ہے)

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾

ترجمہ: آپ فرمائیے کہ البتہ میرے رب نے حرام کیا ہے تمام فحش باتوں کو ان میں جو علانیہ ہیں وہ بھی اور ان میں جو

پوشیدہ ہیں وہ بھی اور ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو اور اس بات کو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤ جس کی اللہ تعالیٰ نے کوئی سند نازل نہیں فرمائی اور اس بات کو کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ایسی بات لگا دو جس کی تم سند نہ رکھو اور ہر گروہ کے لئے ایک میعاد معین ہے سو جس وقت ان کی میعاد معین آ جاوے گی اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔

تفسیر :**اللہ کی حرام کی ہوئی چیزیں**: آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان سے) کہئے کہ (جن چیزوں کے نسبت تم دعویٰ کرتے تھے کہ خدا نے ان کو حرام کیا ہے ان کا حال تو معلوم ہو گیا اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اس نے فی الواقع کیا چیزیں حرام کی ہیں (اچھا سنو) میرے رب نے تمام بے حیائی کی باتوں کو حرام کیا ہے ان کو بھی جو ظاہر ہوں اور ان کو بھی جو خفیہ ہوں اور (دوسرے تمام) گناہوں کو (بھی حرام کیا ہے) اور (خاص کر) ناحق ظلم کرنے کو (اور اس کو کہ تم خدا کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک کرو جن کی بابت خدا نے کوئی حجت نازل نہیں کی (جس کی بناء پر ان کو خدا کا شریک قرار دیا جاوے) اور اس کو کہ تم خدا کے ذمہ وہ بات لگاؤ جس کو تم نہیں جانتے (الغرض یہ امور ہیں جن کو خدا نے حرام کیا ہے جن کو تم اس کے برعکس خدا کا حلال کردہ اور اللہ کا قانون سمجھ کر ان پر عمل درآمد کر رہے ہو)

مدت متعین تک ڈھیل: اور (اگر اس پر شبہ ہو کہ اگر درحقیقت یہ خدا کی حرام کی ہوئی چیزیں نہیں اور ہم خدا پر افتراء کرتے ہیں تو ہمیں سزا کیوں نہیں دی جاتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ) ہر گروہ کے لئے ایک میعاد متعین ہوتی ہے (اس وقت تک ان کو مہلت دی جاتی ہے) پھر جبکہ ان کا وہ وقت مقرر آنے کو ہوتا ہے تو اس سے ذرا دیر بھی پیچھے ہٹ نہیں سکتے اور (اسی طرح) اس سے آگے بھی نہیں بڑھ سکتے (پس ابھی تمہاری وہ میعاد معین نہیں آئی اس لئے ابھی تم کو سزا نہیں دی گئی اس مناظرانہ گفتگو کے بعد پھر ارشاد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

ترجمہ: اے اولاد آدمؑ کی اگر تمہارے پاس پیغمبر آویں جو تم ہی میں سے ہونگے جو میرے احکام تم سے بیان کریں گے سو جو شخص پرہیز رکھے اور درستی کرے سو ان لوگوں پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اور جو شخص ہمارے ان احکام کو جھوٹا بتلاویں گے اور ان سے تکبر کریں گے وہ لوگ دوزخ والے ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

تفسیر :**اطاعت رسول**: کہ) اے اولاد آدم[1] علیہ السلام اگر تمہارے پاس خدا کے رسولؑ آئیں ہیں جو تم سے میرے احکام بیان کرتے ہیں (جیسا کہ کچھ رسولؑ پہلے آچکے ہیں اور ایک رسول اب بھی موجود ہیں تو تم لوگوں پر ان کی اطاعت لازم ہے اور تم کو ان کی

---

[1] واضح ہو کہ قادیانی جماعت جس نے قرآن کی بیہودیانہ تحریف کا بیڑا اٹھا رکھا ہے اور جہاں تک ان سے بن پڑتا ہے تحریف قرآن میں دریغ نہیں کرتی اس جماعت نے اس آیت کے معنی میں بھی تحریف کی ہے اور اس سے اپنے اس مدعا پر استدلال کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی رسول آسکتے ہیں اور اس سے مقصد صرف یہ ہے کہ مرزا غلام احمد اپنے دعوے رسالت میں جھوٹا نہ ہو خواہ نعوذ باللہ خدا جھوٹا ہو جاوے جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صاف لفظوں میں خاتم النبیین کہا ہے خواہ (خاک بدہن مرزائیاں) جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹے ہو جاویں ۱۲ منہ

ہدایت سے اعراض کی ذرا گنجائش نہیں ہے) جو صاف لفظوں میں لا نبی بعدی فرماتے ہیں خواہ تمام مسلمان اول سے لیکر آخر تک گمراہ ہو جاویں جو اعتقاد رکھتے ہیں کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو منصب نبوت و رسالت نہیں مل سکتا' لیکن ہم نے آیت کے صحیح معنے بتلا دیئے ہیں اور بتلا دیا ہے کہ اس میں صرف انہیں رسولوں کے اتباع کا حکم ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک آچکے ہیں جن میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں اور حضرت عیسیٰؑ بھی جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے رسولؑ ہیں' اگر چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تک زندہ رہیں اور یہ مطلب نہیں کہ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول آئیں تو ان کا اتباع کرنا جیسا کہ غلام احمد کی جماعت دعویٰ کرتی ہے کیونکہ اس صورت میں اول تو یہ آیت ولکن رسول الله وخاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی اور اجماع امت کے خلاف ہو جاویں گے' دوسرے خود قرآن کے نزول کے مقصد کے بھی خلاف ہوگی کیونکہ قرآن صرف اس لئے نازل کیا گیا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا حکم کیا جاوے نہ کہ اس لئے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر انداز کر کے غلام احمد کے اتباع کا حکم کیا جاوے اور اس صورت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیت کے حکم سے خارج ہو جاویں گے اور غلام احمد کے اتباع کا حکم ہوگا اگر اس پر یہ شبہ کیا جاوے۔ کہ جب یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان سے پہلے رسولوں کے اتباع کا حکم ہے' تو وہ تو آچکے پھر شرط کیسی تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہر زبان کا قاعدہ ہے کہ مبالغہ اور تاکید کے لئے یا ملامت وغیرہ کے لئے احکام کو شرط کے عنوان سے بیان کیا جاتا ہے' مثلاً باپ کو جب کسی حکم میں زیادہ مبالغہ کرنا مقصود ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ اگر تو ہمارا بیٹا ہوگا تو ضرور ہمارا کہنا مانے گا اور مطلب یہ ہے کہ تو یقیناً ہمارا بیٹا ہے اس لئے تجھ پر اس حکم کا ماننا لازم ہے یا کہتے ہیں کہ بھلے مانس اگر میں تجھ سے کوئی بات کہوں تو سن بھی لیا کر' اس کا مطلب یہ ہے کہ میں تجھ سے بات کہتا ہوں اور تو نہیں سنتا یہ تیری بری عادت ہے' یا کہتے ہیں کہ ہمارا دوست ہوگا تو ہماری بات کو رد نہ کرے گا اور مطلب یہ ہے کہ تو ہمارا دوست ہے تجھے ہماری بات رد نہ کرنی چاہئے قرآن شریف اس قسم کے محاوروں سے بھرا پڑا ہے بس ان معنی کو چھوڑ کر خلاف نصوص قطعیہ اور خلاف اجماع مسلمین معنی کرنا صحیح تحریف قرآن اور کھلی گمراہی ہے' ہم اس مضمون کو نہایت صفائی کے ساتھ بتلا چکے ہیں اگر اب بھی کوئی نہ سمجھے تو وہ جانے من اهتدیٰ فلنفسه ومن ضل فانما یضل علیها ' وما انا علیکم بحفیظ آخر میں علیٰ سبیل التنزل یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر اس کے معنی وہی لئے جاویں جو قادیانی لیتے ہیں تب بھی اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ آئندہ رسول آئیں گے' کیونکہ آیت کا مفہوم اس وقت صرف اتنا ہوگا کہ اگر آئندہ رسول آئیں تو تم پر اتباع لازم ہے اب رہی بات یہ کہ ایسا ہوگا یا نہیں یہ بات اس آیت سے ثابت نہیں ہوتی یہ بات دوسری آیت سے معلوم ہوگی اور وہ آیت ولکن رسول الله وخاتم النبیین ہے' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ہوگا پس یہ شرط محض مبالغہ کے لئے ہوگی اور یہ معنی ہوں گے کہ تم تو آچکنے والے رسولوں ہی کے اتباع سے انکار کرتے ہو حالانکہ تمہارا تو یہ فرض ہے کہ اگر اور بھی رسول آئیں گو ایسا ہوگا نہیں تو ان کو بھی مانو جیسا کہ کہتے ہیں کہ اگر تیرا باپ تجھے یوں کہے کہ کنوئیں میں گر پڑ تو تجھے گر جانا چاہئے اور یہ مضمون محض فرضی طور پر اور صرف مبالغہ کے لئے ہوتا ہے اور یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ ایسا کہے گا پس قادیانیوں کا مدعا اب بھی ثابت نہ ہوا' ۱۲ منہ۔

اب جو خدا سے ڈرے اور اپنی حالت درست کرے' ان لوگوں پر تو نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جو لوگ ہماری باتوں کو جھٹلائیں اور ان (کے ماننے) سے تکبر کریں یہ لوگ دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ کو رہیں گے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝

ترجمہ: سواس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتوں کو جھوٹا بتلاوے ان لوگوں کے نصیب کا جو کچھ ہے وہ ان کو مل جاوے گا یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کی جان قبض کرنے آویں گے تو کہیں گے کہ وہ کہاں گئے جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے وہ کہیں گے کہ ہم سے سب غائب ہوگئے اور اپنے کافر ہونے کا اقرار کرنے لگیں گے۔

خدا پر افتراء اور اسکا انجام

تفسیر: اب (ان امور کے معلوم ہونے کے بعد اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو خدا پر جھوٹ تراشے یا اس کی باتوں کو جھٹلائے (ایسے لوگوں کی حالت یہ ہے کہ) ان لوگوں کو نوشتہ (تقدیر) میں سے (ایک وقت تک) ان کا مقرر حصہ ملے گا یہاں تک کہ جس وقت ہمارے فرستادہ (فرشتے) ان کے پاس ایسی حالت میں آئیں گے کہ وہ ان پر قبضہ کرتے (اور ان کو موت دیتے) ہوں گے تو وہ کہیں گے کہ اب کہاں ہیں وہ جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پکارا کرتے تھے (اب انہیں بلاؤ تا کہ تمہیں بچاویں) وہ کہیں گے کہ وہ تو سب ہم سے غائب ہوگئے اور وہ اپنے متعلق اقرار کریں گے کہ واقعی وہ کافر تھے۔

قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِى النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماوے گا کہ جو فرقے تم سے پہلے گزر چکے ہیں جنات میں سے بھی اور آدمیوں میں سے بھی ان کے ساتھ تم بھی دوزخ میں جاؤ جس وقت بھی کوئی (کفار کی) جماعت داخل (دوزخ) ہوگی اپنی جیسی دوسری جماعت کو لعنت کرے گی یہاں تک کہ جب اس میں سب جمع ہو جاویں گے تو پچھلے لوگ پہلے لوگوں کی نسبت کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ان لوگوں نے گمراہ کیا تھا سو ان کو دوزخ کا عذاب (ہم سے) دوگنا دیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرماویں گے کہ سب ہی کا دوگناہ ہے لیکن (ابھی) تم کو (پوری) خبر نہیں۔ وہ پہلے لوگ پچھلے لوگوں سے کہیں گے کہ پھر تم کو ہم پر کوئی فوقیت نہیں سو تم بھی اپنے کردار کے مقابلہ میں عذاب کا مزہ چکھتے رہو۔

جہنم میں داخلہ اور کافروں کا حال

تفسیر: حق تعالیٰ ان سے کہیں گے کہ تم بھی ان جماعتوں میں شامل ہو کر دوزخ میں داخل ہو جاؤ' جو تم سے پہلے جنوں اور آدمیوں کی گذر چکی ہیں (جس وقت دوزخ پر مختلف جماعتیں یکے بعد دیگرے داخل ہوں گی اس وقت یہ حالت ہوگی کہ جس وقت ایک گروہ داخل ہوگا تو وہ اپنے مثل دوسرے گروہ پر لعنت کرے گا اور جس وقت سب اس میں جمع ہو جاویں گے تو ہر پچھلا گروہ اپنے سے پہلے گروہ کی نسبت کہے گا کہ اے ہمارے پروردگار ان لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا آپ ان کو دوزخ کا دوگنا عذاب دیجئے' حق تعالیٰ فرماویں گے کہ تم سب کو دوگنا ملے گا (کیونکہ تم ان سے کس بات میں کم تھے جو ان کو تم سے زیادہ اور تم کو کم دیا جاوے' چنانچہ جیسے وہ ضال بھی تھے اور مضل بھی ایسے ہی تم بھی ضال بھی تھے اور مضل بھی) مگر تم جانتے نہیں (کہ ہم ان سے کسی بات میں کم نہ تھے' اس لئے اپنے لئے تخفیف اور دوسروں کیلئے زیادتی چاہتے ہو' الغرض یہ تو پچھلے گروہ کی پہلے گروہ کے ساتھ حالت ہوگی) اور پہلی جماعت پچھلی کی نسبت کہے گی کہ ہمیں' تم پر کوئی فوقیت نہ تھی (کہ تم ہمارے لئے اپنے سے زائد عذاب چاہتے ہو) پس جو کچھ تم کیا کرتے تھے اس کے بدلے میں عذاب کا مزہ چکھو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ
الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ۝ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ
مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝

ترجمہ: جو لوگ ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلاتے ہیں اور ان (کے ماننے) سے تکبر کرتے ہیں ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور وہ لوگ کبھی جنت میں نہ جائیں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے کے اندر سے نہ چلا جاوے اور ہم مجرم لوگوں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ ان کے لئے آتش دوزخ کا بچھونا ہوگا اور ان کے اوپر اسی کا اوڑھنا ہوگا اور ہم ایسے ظالموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔

آیات اللہ کے جھٹلانے والوں اور متکبرین کا حشر

تفسیر: (الغرض! جن لوگوں نے ہماری باتوں کو جھٹلایا اور ان (کے ماننے) سے تکبر کیا ان کے لئے آسمانوں کے دروازے نہ کھولے جائیں گے (اور ان کو آسمان سے جہنم میں پھینک دیا جاوے گا) اور وہ جنت میں داخل نہ ہوں گے تا آنکہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جاوے (اور یہ تو ناممکن ہے تو ان کا جنت میں داخل ہونا بھی ناممکن ہے) اور یوں بدلہ دیتے ہیں جرائم پیشہ لوگوں کو (جس کا نمونہ تم کو ابھی معلوم ہو چکا ہے نیز) ان کے لئے جہنم کے بستر ہوں گے اور اسی کے ان کے اوپر اوڑھنے ہوں گے اور یوں بدلہ دیتے ہیں ہم ظالموں کو (جس کا نمونہ تم ابھی سن چکے ہو)۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۡ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۗ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۗ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ہم کسی شخص کو اس کی قدرت سے زیادہ کوئی کام نہیں بتلاتے ایسے لوگ جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور جو کچھ ان کے دلوں میں غبار تھا ہم اس کو دور کردیں گے ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ لوگ کہیں گے کہ اللہ کا لاکھ لاکھ احسان ہے جس نے ہم کو اس مقام تک پہنچایا اور ہماری کبھی رسائی نہ ہوتی اگر اللہ تعالیٰ ہم کو نہ پہنچاتے واقعی ہمارے رب کے پیغمبر سچی باتیں لے کر آئے تھے اور ان سے پکار کر کہا جاوے گا کہ یہ جنت تم کو دی گئی ہے تمہارے اعمال کے بدلے۔

تفسیر: مؤمنوں کو ثمرہ ایمان: اور (برخلاف ان کے) جو لوگ ایمان لائے اور (اپنے مقدور بھر) نیک کام کئے (مقدور بھر اس لئے کہ ہماری عادت ہے کہ) ہم ہر کسی کو اس کی مقدور بھر ہی مکلف بناتے ہیں' یہ لوگ اہل جنت ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ہم ان کے سینوں سے (وہ) کینہ (جو کہ ان کے سینوں میں بمقتضائے بشریت تھا گو وہ اس سے عام طور پر کام نہ لیتے ہوں) بالکل نکال لیں گے ان کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی اور وہ کہتے ہوں گے کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے ہمیں اس مقام کی رہنمائی کی اور ہم ایسے نہ تھے کہ خود اس کی راہ پالیں اگر خدا ہمیں رہنمائی نہ کرتا' ہمارے پروردگار کے پیغمبر ہمارے پاس بالکل سچی باتیں لائے تھے (چنانچہ جو کچھ انہوں نے کہا تھا وہ سب ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں) اور ان کو آواز دی جاوے گی۔ کہ جنت ہے جس کا تم کو تمہارے اعمال کے عوض مالک بنایا گیا ہے (تم اس میں رہو اور چین کرو)۔

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۗ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ۝

ترجمہ: اور اہل جنت اہل دوزخ کو پکاریں گے کہ ہم سے جو ہمارے رب نے وعدہ فرمایا تھا ہم نے تو اس کو واقع کے مطابق پایا۔ سو تم سے جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا تم نے بھی اس کو مطابق واقع کے پایا وہ کہیں گے ہاں پھر ایک پکارنے والا دونوں کے درمیان میں پکارے گا کہ اللہ تعالیٰ کی مار ہو ان ظالموں پر جو اللہ کی راہ سے اعراض کیا کرتے تھے اور اس میں کجی تلاش کرتے رہتے تھے اور وہ لوگ آخرت کے بھی منکر تھے۔

اہل جنت کی گفتگو اہل جہنم سے

تفسیر: اور اہل جنت اہل دوزخ کو آواز دیں گے کہ ہم نے تو جو کچھ ہمارے رب نے ہم سے وعدہ کیا تھا صحیح پایا تو کیا جو کچھ تم سے تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا تم نے بھی اسے صحیح پایا' وہ کہیں گے کہ ہاں (ہم نے بھی ٹھیک پایا) اب ایک اعلان کرنے والا ان کے درمیان اعلان کرے گا کہ لعنت خدا کی ان ظالموں پر جو کہ خدا کی راہ سے روکتے اور اس کی کجی کے خواہاں۔ تھے اور وہ آخرت کے منکر تھے۔

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ ۚ وَنَادَوْا أَصْحَابَ
الْجَنَّةِ أَنْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ۚ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ ﴿٤٦﴾ وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ
تِلْقَاءَ أَصْحَابِ النَّارِ قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٤٧﴾

ترجمہ: اوران دونوں کے درمیان ایک آڑ ہوگی اوراعراف کے اوپر بہت سے آدمی ہونگے وہ لوگ ہرایک کوان کے قیافہ سے پہچانیں گے اوراہل جنت کو پکار کرکہیں گے السلام علیکم ابھی یہ اہل اعراف جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے اوراس کے امیدوار ہوں گے۔اور جب ان کی نگاہیں اہل دوزخ کی طرف جاپڑیں گی تو کہیں گے اے ہمارے رب ہم کوان ظالم لوگوں کے ساتھ شامل نہ کیجئے۔

تفسیر :اعراف: اوران کے درمیان ایک آڑ ہوگی (جوکہ حد فاصل ہے (دوزخ اور جنت کے درمیان جس کواعراف کہتے ہیں) اوراس اعراف پر کچھ لوگ ہوں گے جو ہرفریق) میں سے ان) کو (جن کووہ دنیا میں جانتے تھے) ان کے انداز سے پہچانتے ہوں گے اور یہ لوگ جنتیوں کواس طرح آواز دیں گے کہ سلامتی ہے تم پر'یہ لوگ ابھی جنت میں داخل نہ ہوئے ہوں گے اوراس کے خواہاں ہوں گے (چنانچہ یہ خواہش ان کی ایک وقت میں پوری کردی جائے گی اوروہ انجام کاراس میں داخل ہوجائیں گے) اورجس وقت ان کی نظریں اہل دوزخ کی طرف پھیردی جائیں گے تووہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب اب ہمیں ان ظالموں کے ساتھ شامل نہ کیجئے۔

وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ رِجَالًا يَعْرِفُونَهُمْ بِسِيمَاهُمْ قَالُوا مَا أَغْنَىٰ عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا
كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ ﴿٤٨﴾ أَهَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللَّهُ بِرَحْمَةٍ ۚ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ
عَلَيْكُمْ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿٤٩﴾ وَنَادَىٰ أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا
مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ ۚ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٥٠﴾ الَّذِينَ اتَّخَذُوا
دِينَهُمْ لَهْوًا وَلَعِبًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۚ

ترجمہ: اوراہل اعراف بہت سے آدمیوں کوجن کو کہ ان کے قیافہ سے پہچانیں گے پکاریں گے کہیں گے تمہاری جماعت اورتمہارااپنے کو بڑا سمجھنا تمہارے کچھ کام نہ آیا کیا یہ وہی ہیں جن کی نسبت تم قسمیں کھا کھا کرکہا کرتے تھے کہ ان پراللہ تعالیٰ رحمت نہ کرے گا۔ان کو یوں حکم ہوگیا کہ جاؤ جنت میں تم پرنہ کچھ اندیشہ ہے اورنہ تم مغموم ہوگے اور دوزخ والے جنت والوں کو پکاریں گے کہ ہمارے اوپرتھوڑا پانی ہی ڈال دو یا اورہی کچھ دے دو جواللہ تعالیٰ نے تم کو دے رکھا ہے جنت والے کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں چیزوں کی کافروں کے لئے بندش کررکھی ہے۔جنہوں نے دنیا میں اپنے دین کولہوولعب بنارکھا تھا اورجن کودنیوی زندگانی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔

اہل اعراف کی بات چیت

تفسیر: اور یہ اصحاب اعراف ان لوگوں کو جن کو وہ انداز سے پہچانتے ہیں کہیں گے کہ تمہاری جماعت اور تکبر جو تم کیا کرتے تھے تمہارے کچھ بھی کام نہ آیا (ہاں ذرا دیکھو تو) کیا یہ وہی لوگ ہیں جن کی نسبت تم کہا کرتے تھے کہ خدا ان کو اپنی رحمت کا کوئی حصہ نہ دے گا ' جاؤ جی جنت میں نہ تم پر کوئی اندیشہ کی بات ہے اور نہ تم غمگین ہو گے

(ف) انداز کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اہل اعراف نے بعض اہل جنت کو اعراف میں بلا کر اہل دوزخ میں سے ان لوگوں کو دکھلایا جن کو وہ دنیا میں جانتے تھے اور دوزخ میں ان کے انداز سے ان کو پہچانتے تھے اور ان سے کہا کہ خوب، پہچان لو یہ وہی لوگ ہیں کہ جن کی نسبت تم ایسا ایسا کہا کرتے تھے اس کے بعد ان اہل جنت سے کہا کہ اچھا ان کے سامنے جنت میں جاؤ' تا کہ ان کو خوب ندامت ہو اور یہ تاویل بہ نسبت دوسرے توجیہات کے اقرب ہے کیونکہ اس میں کوئی حذف نہیں ماننا پڑتا اور اہل جنت کے عارضی طور پر آ جانے میں بھی کوئی استبعاد عقلی یا شرعی نہیں ہے اس کے بعد ہم پھر تفسیر شروع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اہل جنت اور اہل اعراف کی اہل دوزخ سے یہ گفتگو ہو گی جو تم سن چکے ہو۔

دوزخیوں کی گفتگو جنتیوں سے: اور اہل دوزخ (کی اہل جنت سے یہ گفتگو ہو گی کہ وہ) اہل جنت کو آواز دیں گے کہ ہم پر کچھ حصہ پانی میں سے یا اس چیز میں سے جو خدا نے تم کو کھانے کو دی ہے گرا دو وہ کہیں گے کہ خدا نے ان کو کافروں پر حرام کر دیا ہے جنہوں نے اپنا دین لہو ولعب بنا رکھا تھا' اور جن کو دنیاوی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔

فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۵۳﴾

ترجمہ: سو ہم بھی آج کے روز ان کا نام نہ لیں گے جیسا انہوں نے اس دن کا نام تک نہ لیا۔ اور جیسا یہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے ان لوگوں کے پاس ایک ایسی کتاب پہنچا دی ہے جس کو ہم نے اپنے علم کامل سے بہت ہی واضح کر کے بیان کر دیا ہے ذریعہ ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لے آتے ہیں ان لوگوں کو اور کسی بات کا انتظار نہیں صرف اس کے اخیر نتیجہ کا انتظار ہے۔ جس روز اس کا اخیر نتیجہ پیش آوے گا اس روز جو لوگ اس کو پہلے سے بھولے ہوئے تھے یوں کہنے لگیں گے کہ واقعی ہمارے رب کے پیغمبر سچی سچی باتیں لانے تھے۔ سو اب کیا کوئی ہمارا سفارشی ہے کہ وہ ہماری سفارش کر دے یا کیا ہم پھر واپس بھیجے جا سکتے ہیں تا کہ ہم لوگ ان اعمال کے جن کو ہم کیا کرتے تھے برخلاف دوسرے اعمال کریں بیشک ان لوگوں نے اپنے کو خسارہ میں ڈال دیا اور یہ جو جو باتیں تراشتے تھے۔ سب گم ہو گیا۔

تفسیر :ارشاد خداوندی: (اب حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب وہ دنیاوی زندگی کے دھوکے میں تھے اور اس دن کو بالکل بھولے ہوئے تھے تو آج ہم بھی انہیں بھولتے ہیں (اور ان کی راحت وآرام کی طرف سے بالکل بے پروائی برتتے ہیں) جیسا کہ وہ اپنے اس دن کے پیش آنے کو بھولے ہوئے تھے (اور اس کیلئے انہوں نے کوئی ذخیرہ نہ کیا تھا) اور جیسا کہ وہ ہماری باتوں کا انکار کیا کرتے تھے) اور کہتے تھے کہ کیسی قیامت کیسا حساب کتاب کیسا عذاب ثواب کیسا قرآن کیسا رسول سب ڈھکوسلے اور پرانے لوگوں کے افسانے ہیں یہ لوگ ہماری آیات کا انکار کرتے ہیں) اور ہم ان کے پاس ایسی کتاب جس کو ہم نے واقفیت کے ساتھ (نہ کہ تخمینی طور پر) نہایت واضح کیا ہے ایسی حالت میں لائے ہیں کہ وہ ان لوگوں کے لئے جو اس کی تصدیق کریں سراپا ہدایت اور سراسر رحمت ہے (آخر یہ لوگ اس کو کیوں نہیں مانتے) کیا یہ (اس کی تصدیق کے لئے) کسی اور بات کے منتظر ہیں بجز اس کے نتیجہ کے (اور کیا وہ یہ چاہتے ہیں کہ جب ان باتوں کا وقوع ہو جن کی یہ کتاب خبر دیتی ہے تب ایمان لائیں لیکن ان کو واضح ہو کہ) جس روز اس کا نتیجہ برآمد ہوگا اس روز وہ لوگ جو پیشتر اس کو بھول گئے تھے یوں کہیں گے کہ واقعی ہمارے پروردگار کے رسول بالکل صحیح باتیں لائے تھے (اب ہم ان باتوں کو آنکھ سے دیکھ رہے ہیں) پس کیا کوئی ہمارا سفارشی ہے (جو ہماری سفارش کرے) کیا ہم دنیا میں واپس کئے جاسکتے ہیں کہ وہاں جا کر ہم اس کے خلاف کام کریں جو ہم پہلے کرتے تھے الغرض ان لوگوں نے اپنی جانوں کا نقصان اٹھایا (اور اپنی جانیں کھو بیٹھے) اور وہ سب چیزیں ان سے غائب ہوگئیں جو وہ تراشا کرتے تھے (اس لئے اب پچھتاتے ہیں مگر پچھتانے سے کیا ہوتا ہے ارے لوگو تم نے کیوں ناحق ارباب تراش رکھے ہیں ان میں کوئی تمہارا رب نہیں ہے۔

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٥٤﴾ ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿٥٥﴾

ترجمہ : بیشک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے سب آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا پھر عرش پر قائم ہوا۔ چھپا دیتا ہے شب سے دن کو ایسے طور پر کہ وہ شب اس دن کو جلدی سے آلیتی ہے اور سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا ایسے طور پر کہ سب اس کے حکم کے تابع ہیں۔ یاد رکھو اللہ ہی کے لئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا بڑی خوبیں کے بھرے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ جو تمام عالم کے پروردگار ہیں تم لوگ اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو تذلل ظاہر کر کے بھی اور چپکے چپکے بھی (البتہ یہ بات) واقعی (ہے۔

اللہ تعالیٰ کی حاکمیت وخالقیت کائنات پر اور انسانوں کا فریضہ

تفسیر : فی الحقیقت تمہارا رب وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا' پھر تخت پر بیٹھا (اور آسمان[1] اور زمین میں حکومت شروع کی اب وہ رات کو دن پر ڈھکتا ہے اور اس کو رات سے چھپا دیتا ہے) اس طور سے کہ (جب وہ اس کے نیچے سے نکل جاتا

[1] اشارة الی ان الاستواء ھھنا مجاز ولیس فیه انکار للاستواء الثابت بالاحادیث المجهول الکیفته ۱۲۔

ہے تو) وہ تیزی سے اس کا تعاقب کرتی ہے (اور پھر اس کو چھپا لیتی ہے اور جب پھر نکل جاتا ہے تو پھر تعاقب کرتی ہے [illegible])
سورج اور چاند ستاروں کو ایسی حالت میں (پیدا کیا) کہ وہ اس کے حکم کے تابع ہیں خوب کان کھول کر سن لو کہ پیدا کرنا اور اختیار [illegible]
کے لئے خاص ہیں (اور نہ کسی دوسرے کے لئے پیدا کرنا ثابت ہے اور نہ اس کو کوئی اختیار ہے اس لئے [illegible] رب ہے [illegible]
ارباب میں سے کوئی ربوبیت کی اہلیت نہیں رکھتا' الغرض بڑی خوبیوں کا ہے وہ اللہ جو رب ہے تمام جہان کا تم لوگ اپنے اپنے حقیقی رب کو
عاجز بن کر اور چپکے چپکے پکارو (اور دوسروں کو ارباب بنا کر حد سے تجاوز مت کرو کیونکہ) وہ حد سے بڑھ جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ
قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ناپسند کرتے ہیں جو حد سے نکل جاویں اور دنیا میں بعد اس کے کہ اس کی درستی کر دی گئی فساد مت پھیلاؤ اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرو۔ خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اور امیدوار رہتے ہوئے۔

فساد اور کفر و شرک کی ممانعت:

تفسیر: اور (جبکہ رسول کو بھیج کر اور کتاب نازل کر کے زمین کی اصلاح کی گئی ہے تو) تم (شرک و کفر کی تائید کر کے) اس کی اصلاح کے بعد زمین میں فساد نہ پھیلاؤ اور اس کو امید و بیم کے ساتھ پکارو (یعنی اس کے عذاب وغیرہ سے ڈرو بھی اور اس کے ثواب وغیرہ کی توقع بھی رکھو' کیونکہ ایمان بین الخوف والرجاء ہے ایسا کرنے سے حق تعالیٰ تم پر رحمت کرے گا' کیونکہ) خدا کی رحمت نیک کاروں سے قریب ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًاۢ بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا
سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ
الْمَوْتٰی لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَالْبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ
اِلَّا نَكِدًا ؕ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّشْكُرُوْنَ ۝

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ کی رحمت نزدیک ہے نیک کام کرنے والوں سے اور وہ (اللہ) ایسا ہے کہ اپنی باران رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ خوش کر دیتی ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ ہوائیں بھاری بادلوں کو اٹھا لیتی ہیں تو ہم اس بادل کو کسی خشک سرزمین کی طرف ہانک لے جاتے ہیں پھر اس بادل سے پانی برساتے ہیں پھر اس پانی سے ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں یونہی ہم مردوں کو نکال کھڑا کر دیں گے تاکہ تم سمجھو اور جو ستھری سرزمین ہوتی ہے اس کی پیداوار تو خدا کے حکم سے خوب نکلتی ہے اور جو خراب ہے اس کی پیداوار اور (اگر نکلی بھی تو) بہت کم نکلتی ہے اسی طرح ہم (ہمیشہ) دلائل کو طرح طرح سے بیان کرتے رہتے ہیں۔

تفسیر: بارش اور اس کے اسباب: (اور وہ وہ ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت (بارش) سے آگے ایسی حالت میں بھیجتا ہے کہ وہ (مینہ کی آمد کی) خوش خبری دینے والی ہوتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب وہ بھاری بادلوں کو اٹھا لیتے ہیں تو ہم ان کو ایک مردہ (اور خشک) سرزمین کی طرف چلاتے ہیں پھر (وہاں لے جا کر) اس سرزمین پر پانی برساتے ہیں پھر (پانی برسا کر) اس سے ہر قسم کے پھل پیدا کرتے ہیں (جب تم کو یہ معلوم ہو چکا تو اب سمجھو کہ) یوں ہی ہم مردوں کو (قبروں سے) نکالیں گے (اور ان واقعات کے پیش نظر ہونے کے بعد اس میں انکار تو درکنار استبعاد کی بھی گنجائش نہیں) امید ہے کہ تم نصیحت قبول کرو گے (اور سمجھو گے کہ جس میں یہ باتیں ہیں وہی رب ہے اور جو عاجز محض ہیں وہ رب نہیں ہو سکتے نیز سمجھو گے کہ دوبارہ پیدا ہونا جس کی اس قادر مطلق نے خبر دی ہے بالکل صحیح ہے' الغرض ہم اس پانی سے ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں) اور جو سرزمین عمدہ ہوتی ہے اس کے رب کے حکم سے اس کے نباتات خوب نکلتے ہیں اور جو سرزمین خراب ہوتی ہے اس کے نباتات تو بہت ہی کم (اور وہ بھی بدقت اور وہ بھی نکمے) نکلتے ہیں (پس اسی پر وعظ و نصیحت کو قیاس کر لو کہ جو قلوب عمدہ ہوتے ہیں ان میں اس کے آثار نہایت عمدہ اور بہت آسانی سے ظاہر ہو جاتے ہیں اور جو قلوب خراب ہوتے ہیں ان میں ان کے آثار بہت کم اور وہ بھی بدقت اور وہ بھی خراب ظاہر ہوتے ہیں) یوں ہم عنوان بدل بدل کر دلائل بیان کرتے ہیں (مگر) انہیں لوگوں کے لئے جو قدر کریں (اور جو قدر نہ کریں ان کے لئے کچھ بھی نہیں اب ہم یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ یہ باتیں نئی نہیں ہیں بلکہ پرانی ہیں اور پہلے انبیاء نے بھی اپنی امتوں کو یہی تعلیم کی ہے جس کو انہوں نے نہ مانا تو انہوں نے اس کا خمیازہ بھگتا۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۵۹ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۶۰ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶۱ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۶۲ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۶۳ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝۶۴

ترجمہ: ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا سو انہوں نے فرمایا اے میری قوم تم (صرف) اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا کوئی تمہارا معبود (ہونے کے قابل) نہیں مجھ کو تمہارے لئے ایک بڑے (سخت) دن کے عذاب کا اندیشہ ہے ان کی قوم کے آبرو دار لوگوں نے کہا کہ ہم تم کو صریح غلطی میں (مبتلا) دیکھتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم مجھ میں تو ذرا بھی غلطی نہیں لیکن میں پروردگار عالم کا رسول ہوں تم کو اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور میں خدا کی طرف سے ان امور کی خبر رکھتا ہوں جن کی تم کو خبر نہیں اور کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ

تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس ایک ایسے شخص کی معرفت جو تمہاری ہی جنس کا ہے کوئی نصیحت کی بات آ گئی۔ تاکہ وہ شخص تم کو ڈرائے اور تاکہ تم ڈر جاؤ اور تاکہ تم پر رحم کیا جاوے۔ سو وہ لوگ ان کی تکذیب ہی کرتے رہے تو ہم نے نوح کو اور جو لوگ ان کے ساتھ کشتی میں تھے بچا لیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ان کو ہم نے غرق کر دیا بیشک وہ لوگ اندھے ہو رہے تھے۔

تفسیر :نوحؑ اور قوم نوحؑ: اچھا سنو! ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف (بحیثیت رسول کے) بھیجا تو انہوں نے کہا کہ اے میری قوم تم (بت پرستی چھوڑ دو اور) اللہ کی عبادت کرو تمہارا اس کے سوا کوئی معبود نہیں (یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ بحالت موجودہ) مجھے تم پر ایک عظیم الشان دن کے عذاب کا اندیشہ ہے (اس کے جواب میں) ان کی قوم کے معزز طبقہ نے کہا کہ (یہ آپ کیسی باتیں کرتے ہیں) ہم تم کو کھلی غلطی میں مبتلا دیکھ رہے ہیں (اس پر) انہوں نے کہا کہ اے میری قوم مجھے ذرا سی غلطی لاحق نہیں اور (نہ میں[1] تم سے ایسی بات کہتا چنانچہ اب تک میں نے تم سے کوئی تعرض نہیں کیا) مگر میں رسول ہوں رب العلمین کا (اس لئے میں اس کہنے پر مجبور ہوں) میں تم کو خدا کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور میں حق تعالیٰ کے متعلق وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے پس تم خدا کے پیغمبر اپنے خیر خواہ۔ اور جاننے والے کی بات مانو۔ اور خواہ مخواہ حجت نہ کرو) اور کیا نہیں اس سے تعجب ہے کہ خدا کی نصیحت تم میں سے ایک شخص کی معرفت تمہارے پاس اس غرض سے آئی ہے کہ وہ تمہیں (تمہارے افعال کے انجام بد سے) ڈراوے اور تاکہ تم ڈرو اور اس امید پر کہ تم پر رحم کیا جاوے (مگر یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ رسول آدمی ہوتے ہیں اور اسی قوم کے ہوتے ہیں) پس انہوں نے ان کی تکذیب کی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے نوح کو اور ان کو جو ان کے ساتھ کشتی میں تھے بچا لیا اور جن لوگوں نے ہماری باتوں کو جھٹلایا تھا ان کو ڈبو دیا کیونکہ وہ اندھے لوگ تھے (اور حق کو نہ دیکھ سکتے تھے)

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۗ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝
قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝
قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ
رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ
لِيُنْذِرَكُمْ ۗ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ
بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ
وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ قَدْ
وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۗ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْۤ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ

[1] فیہ اشارۃ الی توجیہ الاستدراک ۱۲۔

وَ اٰبَآؤُکُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ﴿۷۱﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ قَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ مَا كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ﴿۷۲﴾

ترجمہ: اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا انہوں نے فرمایا اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں سو کیا تم نہیں ڈرتے ان کی قوم میں جو آبرودار لوگ کافر تھے انہوں نے کہا کہ ہم تم کو کم عقلی میں دیکھتے ہیں اور ہم بیشک تم کو جھوٹے لوگوں میں سے سمجھتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم! مجھ میں ذرا بھی کم عقلی نہیں لیکن میں پروردگار عالم کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں تم کو اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں۔ اور کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس ایک ایسے شخص کی معرفت جو تمہاری ہی جنس کا (بشر) ہے کوئی نصیحت کی بات آ گئی تا کہ وہ شخص تم کو ڈراوے اور تم یہ حالت یاد کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو قوم نوح کے بعد آباد کیا اور ڈیل ڈول میں تم کو پھیلاؤ زیادہ دیا سو خدا تعالیٰ کی (ان) نعمتوں کو یاد کرو تا کہ تم کو فلاح ہو وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا آپ ہمارے پاس اس واسطے آئے ہوں گے کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کیا کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔ ہم ان کو چھوڑ دیں اور ہم کو جس عذاب کی دھمکی دیتے ہو اس کو ہمارے پاس منگوا دو اگر تم سچے ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ بس اب تم پر خدا کی طرف سے عذاب اور غضب آیا ہی چاہتا ہے کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے باب میں جھگڑتے ہو جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے آپ ہی ٹھہرا لیا ہے ان کے معبود ہونے کی خدا تعالیٰ نے کوئی دلیل (عقلی یا نقلی) نہیں بھیجی سو تم منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں غرض (عذاب آیا اور) ہم نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچالیا اور ان لوگوں کی جڑ (تک) کاٹ دی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا اور وہ ایمان والے نہ تھے۔

قوم عادؑ اور حضرت ھودؑ

تفسیر: اور قوم عاد کی طرف ان کے (یعنی ہم قوم) آدمی ہودؑ کو بھیجا' انہوں نے کہا کہ اے میری قوم (بت پرستی چھوڑ دو اور) خدا کی پرستش کرو (کیونکہ) اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں جب واقعہ یہ ہے تو کیا تم (خدا سے) نہیں ڈرتے (کہ اس کو چھوڑ کر دوسروں کی پرستش کرتے ہو) ان کی قوم کے معزز طبقہ نے جو کافر تھا یہ کہا کہ ہم تمہیں حماقت میں مبتلا دیکھتے ہیں اور ہم تمہیں ضرور جھوٹا سمجھتے ہیں انہوں نے کہا کہ اے میری قوم مجھے حماقت لاحق نہیں اور (نہ میں تم سے ایسی بات کہتا مگر میں رسول ہوں رب العلمین کا (اس لئے اس کہنے پر مجبور ہوں) میں تم کو اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا امانت دار خیر خواہ ہوں (تم اپنے رسول اور خیر خواہ کی بات مانو اور حجت نہ کرو) اور کیا تم کو اس سے تعجب ہے کہ تمہارے رب کی نصیحت تم میں سے ایک شخص کی معرفت تمہارے پاس اس غرض سے آئی کہ وہ تمہیں (تمہارے افعال بد کے انجام بد سے) ڈراوے (سو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے پس تم تعجب نہ کرو اور میری بات مانو) اور تم اس بات کو یاد رکھو کہ اس نے قوم نوح کے بعد ہم کو ان کا جانشین بنایا اور تمہیں ڈیل ڈول میں ان سے زیادہ پھیلاؤ دیا' پس تم خدا کی ان نعمتوں کو یاد کرو امید ہے کہ تم کامیاب ہو گے' انہوں نے کہا کہ تم اس لئے ہمارے پاس آئے ہو

کہ ہم تنہا خدا کی پرستش کریں اور ان کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے باپ دادا پرستش کرتے تھے (ہم سے یہ نہیں ہوسکتا) پس اگر تم سچے ہو تو ہمارے پاس وہ عذاب) لے آؤ جس کا (بصورت نہ ماننے کے) تم ہم سے وعدہ کیا کرتے ہو انہوں نے کہا کہ خدا کا عذاب اور اس کا غضب تم پر آ چکا (اب زیادہ دیر نہیں ہے ہوشیار ہو جاؤ) کیا تم مجھ سے ان ناموں کے باب میں جھگڑتے ہو جن کو خود تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھا ہے جس کے متعلق خدا نے کوئی حجت نازل نہیں کی (کہ یہ بڑے دیوتا ہیں اور یہ چھوٹے دیوتا اور یہ دیوی وغیرہ وغیرہ) پس تم عذاب کا انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں پس ہم نے ان کو اور ان کے ساتھ والوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا اور ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جنہوں نے ہماری باتوں کو جھٹلایا تھا اور آئندہ بھی ماننے والے نہ تھے۔

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ۝

ترجمہ: اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالحؑ کو بھیجا۔ انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک واضح دلیل آ چکی ہے یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو تمہارے لئے دلیل ہے سو اس کو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرا کرے اور اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کبھی تم کو دردناک عذاب آ پکڑے اور تم یہ حالت یاد کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو عاد کے بعد آباد کیا اور تم کو زمین پر رہنے کو ٹھکانا دیا کہ نرم زمین پر محل بناتے ہو اور پہاڑوں کو تراش تراش کر ان میں گھر بناتے ہو سو خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو اور

زمین میں فساد مت پھیلاؤ ان کی قوم میں جو متکبر سردار تھے انہوں نے غریب لوگوں سے جو کہ ان میں سے ایمان لے آئے تھے پوچھا کہ کیا تم کو اس بات کا یقین ہے کہ صالح اپنے رب کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بیشک ہم تو اس پر پورا یقین رکھتے ہیں جو ان کے دے کر بھیجا گیا ہے۔ وہ متکبر لوگ کہنے لگے کہ تم جس چیز پر یقین لائے ہوئے ہو ہم تو اس کے منکر ہیں۔ غرض اس اونٹنی کو مار ڈالا اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی اور کہنے لگے کہ اے صالح جس کی آپ ہم کو دھمکی دیتے تھے اس کو منگوایئے۔ اگر آپ پیغمبر ہیں پس آ پکڑا ان کو زلزلے نے سو اپنے گھر میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے اس وقت صالح ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمانے لگے کہ اے میری قوم میں نے تو تم کو اپنے پروردگار کا حکم پہنچا دیا تھا اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم لوگ خیر خواہوں کو پسند ہی نہیں کرتے تھے۔

حضرت صالح علیہ السلام اور قوم ثمود

تفسیر: اور ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے ہم قوم صالح علیہ السلام کو بھیجا انہوں نے کہا کہ اے میری قوم تم خدا کی پرستش کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے ایک حقیقت واضحہ آ چکی ہے (جس کے انکار میں تمہارے پاس کوئی عذر نہیں ہے پس تم اس کو مانو) نیز یہ خدا کی اونٹنی ہے اور تمہارے[1] لئے ایک نشانی ہونے کی حالت میں موجود ہے پس تم اس کو خدا کی زمین میں کھانے دو اور اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ بھی نہ لگاؤ کہ تم کو سخت تکلیف دہ عذاب آ پکڑے اور تم اس بات کو یاد کرو کہ اس نے قوم عاد کے بعد تم کو ان کا جانشین بنایا اور زمین میں تم کو اس حالت میں ٹھکانہ دیا کہ تم نرم زمینوں میں محلات بناتے ہو اور پہاڑوں کو بطور مکانات کے تراشتے ہو اور خدا کی ان نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد مت پھیلاتے پھرو ان کی قوم کے بڑے لوگوں نے جنہوں نے اطاعت سے تکبر کیا' کمزوروں سے یعنی ان سے جو ان میں سے ایمان لائے تھے یہ کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ صالح اس کے رب کی طرف سے بھیجا ہوا ہے انہوں نے کہا کہ (بیشک اور) جو پیغام ان کو دے کر بھیجا گیا ہے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں اس کے جواب میں ان لوگوں نے جنہوں نے تکبر کیا یہ کہا کہ جس چیز پر تمہارا ایمان ہے ہم اسے نہیں مانتے' اب انہوں نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور (یہ جرأت کی کہ) کہا کہ اے صالح اگر تو خدا کا بھیجا ہوا ہے تو لے آ' اس عذاب کو جس کا تو ہم سے (بصورت نہ ماننے کے) وعدہ کیا کرتا ہے' اس پر ان کو شدید زلزلہ نے آ پکڑا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے پس صالح علیہ السلام ان کے پاس سے پھر آئے اور کہا کہ اے قوم میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا تھا اور تمہاری خیر خواہی' مگر کیا کیا جاوے کہ تم خیر خواہوں کو پسند ہی نہیں کرتے (لہٰذا اس کا خمیازہ بھگتو)۔

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعٰلَمِينَ ﴿٨٠﴾ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِنْ دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُسْرِفُونَ ﴿٨١﴾ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوهُمْ مِنْ قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ﴿٨٢﴾ فَأَنْجَيْنٰهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِينَ ﴿٨٣﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ﴿٨٤﴾

---

[1] شارح ای آیۃ حال من ضمیر موجودۃ المقدر ۱۲۔

ترجمہ: اور ہم نے لوطؑ کو بھیجا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایسا فحش کام کرتے ہو جس کو تم سے پہلے کسی نے دنیا جہان والوں میں سے نہیں کیا (یعنی) تم مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر۔ بلکہ تم حد (انسانیت) ہی سے گزر گئے ہو اور ان کی قوم سے کوئی جواب نہ بن پڑا بجز اس کے کہ آپس میں کہنے لگے کہ ان لوگوں کو تم اپنی بستی سے نکال دو۔ یہ لوگ بڑے پاک صاف بنتے ہیں سو ہم نے لوطؑ کو اور ان کے متعلقین کو بچالیا بجز ان کی بیوی کے کہ وہ ان ہی لوگوں میں رہی جو عذاب میں رہ گئے تھے اور ہم نے ان پر ایک نئی طرح کا مینہ برسایا (کہ وہ پتھروں کا تھا) سو دیکھ تو سہی ان مجرموں کا انجام کیسا ہوا۔

حضرت لوط علیہ السلام اور قوم لوط علیہ السلام

تفسیر: اور ہم نے لوط علیہ السلام کو بحیثیت رسول کے بھیجا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم بے حیائی کی بات کا ارتکاب کرتے ہو حالانکہ تمام جہان میں وہ (بے حیائی کی بات) تم سے پہلے کسی نے نہیں کی تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت سے آتے ہو (اور گاہے گاہے) بھی نہیں بلکہ تم اس کی نہایت کثرت کرنے والے لوگ ہو (الغرض جس وقت لوطؑ نے یہ کہا تو انہیں کوئی جواب نہ بن پڑا) اور ان کی قوم کا جواب صرف یہ تھا کہ ان لوگوں کو اپنی بستی سے نکال دو کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں جو پاک صاف بنتے ہیں (اس لئے ہم گندوں میں ان کا رہنا مناسب نہیں) پس (ان کی اس ہٹ دھرمی پر) ہم نے ان کو اور ان کے آدمیوں کو تو بچالیا بجز ان کی بیوی کے کہ وہ رہ گئی اور ہم نے ان پر پتھروں کا مینہ برسایا اب تم دیکھو کہ ان جرائم پیشہ لوگوں کا کیا (برا) انجام ہوا۔

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۗ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۖ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِىْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۷﴾

ترجمہ: اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح دلیل آ چکی ہے تو تم ناپ اور تول پوری کیا کرو اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو اور روئے زمین میں بعد اس کے کہ اس کی درستی کر

دی گئی فساد مت پھیلاؤ یہ تمہارے لئے نافع ہے اگر تم تصدیق کرو اور تم سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو اور اللہ کی راہ سے روکو اور اس میں کجی کی تلاش میں لگے رہو اور اس حالت کو یاد کرو جب کہ تم کم تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو زیادہ کر دیا اور دیکھو کہ کیسا انجام ہوا فساد کرنے والوں کا اور اگر تم میں سے بعضے اس حکم پر جس کو دے کر مجھ کو بھیجا گیا ہے ایمان لے آئے ہیں اور بعضے ایمان نہیں لائے ہیں تو ذرا ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ ہمارے درمیان میں اللہ تعالیٰ فیصلہ کئے دیتے ہیں اور وہ سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہیں۔

حضرت شعیبؑ اور اہل مدین کا واقعہ

تفسیر: اور مدین والوں کی طرف ہم نے ان کے ہم قوم شعیبؑ کو بھیجا انہوں نے کہا کہ اے میری قوم خدا کی پرستش کرو تمہارا اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے ایک حقیقت واضحہ آ چکی ہے (اور اب تم معذور نہیں ہو سکتے) پس تم ناپ تول کو پورا کرو اور لوگوں سے ان کی چیزوں کو کم نہ کرو اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم ماننے والے ہو اور ہر راستے پر یوں نہ بیٹھو کہ ان لوگوں کو دھمکیاں دو اور ان کو خدا کے راستے سے روکو جو اس پر ایمان لے آئے ہیں اور اس کی کجی کے خواہاں ہو اور اس بات کو یاد کرو کہ تم کم تھے اس نے تم کو زیادہ کر دیا اور دیکھو کہ فساد پھیلانے والوں کا کیسا برا انجام ہوا' اور اگر تم میں سے ایک جماعت ایسی ہے جو ان باتوں پر ایمان لے آئی ہے جن کو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے اور ایک جماعت ایسی ہے جو ان باتوں پر ایمان نہیں لائی تو (شور و شرابہ نہ کرو بلکہ) اس وقت تک صبر کرو کہ خدا ہمارے درمیان فیصلہ کر دے اور وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے (اس کے جواب میں) ان کی قوم کے بڑے لوگوں نے جنہوں نے اطاعت سے) تکبر کیا' یہ کہا کہ اے شعیبؑ ہم تمہیں بھی (بستی سے) نکال دیں گے اور تمہارے ساتھ ان لوگوں کو بھی جو تم پر ایمان لائے[1] یا تم ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ گے (غرض ان دو باتوں میں سے ایک بات ضرور ہونی ہے' پس یا بستی سے نکل جاؤ یا ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ) انہوں نے کہا کہ کیا ہم تمہارے مذہب میں لوٹ آویں اگر چہ ہم اس کو برا سمجھتے ہوں (یہ نہیں ہو سکتا) بے شک ہم نے خدا پر صریح جھوٹ تراشا اگر ہم تمہارے مذہب میں لوٹ آئیں بعد اس کے کہ خدا نے ہمیں اس سے نجات دی ہے (اور ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اس میں لوٹ آویں) بجز اس صورت کے کہ خدا ہی کو منظور ہو جو کہ ہمارا رب ہے (رہی تمہاری دھمکی تو اس کا جواب یہ ہے کہ) ہمارا رب ہر چیز کو اپنے علم کے احاطہ میں لئے ہوئے ہے (اس لئے وہ ہماری اور تمہاری حالت سے بھی واقف ہے بس جو اسے منظور ہے ہم اس پر راضی ہیں اور) خدا ہی پر ہمارا بھروسہ ہے اے اللہ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے اور آپ بہتر فیصلہ کرنے والے ہیں۔

---

[1] مراد اس سے متبعین شعیبؑ ہیں اور شعیبؑ کو ان میں تغلیباً داخل کر لیا گیا ہے یہ تو عام مفسرین کا جواب ہے اور میری رائے اس باب میں یہ ہے کہ چونکہ اس سے پہلے بھی شعیب نے ان کے مذہب کی برائی ظاہر نہ کی تھی اور تھے اسی قوم سے اس لئے وہ اپنے گمان میں یہی سمجھتے تھے کہ وہ ہمارے ہی مذہب میں ہیں جیسا کہ صالح علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا یا صالح قد کنت فینا مرجوا قبل ھذا اور یہ بھی اس کی دلیل ہے کہ لوگ قبل نبوت انبیاء سے کوئی تعرض نہیں کرتے اگر وہ پہلے ہی سے یہ سمجھ جائیں کہ یہ ہمارے دین سے الگ ہے تو وہ اسی وقت سے ان کے مخالف ہو جاویں پس یہ کلام ان کا اسی غلط خیال کی بناء پر ہے اور حضرت شعیبؑ کا جواب بنا بر مشاکلت اور علی سبیل التنزل یا علی سبیل التغلیب ۱۲۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۭ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ۝ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ۭ وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ۭ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۭ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۭ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۝ وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَىِٕنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ۝ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰي قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝

ترجمہ: ان کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا کہ اے شعیبؑ! ہم آپ کو اور جو آپ کے ہمراہ ایمان والے ہیں ان کو اپنی بستی سے نکال دیں گے یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آ جاؤ شعیب نے جواب دیا کہ ہم تمہارے مذہب میں آ جاویں گے تو گو ہم اس کو (بدلیل وبصیرت) مکروہ ہی سمجھتے ہوں ہم تو اللہ پر جھوٹی تہمت لگانے والے ہو جاویں اگر (خدا نہ کرے) ہم تمہارے مذہب میں آ جاویں (خصوصاً) بعد اس کے کہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس سے نجات دی: ہو اور ہم سے ممکن نہیں کہ تمہارے مذہب میں پھر آ جاویں لیکن ہاں یہ کہ اللہ ہی نے جو ہمارا مالک ہے ہمارے لئے مقدر میں کیا: ہو ہمارے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے ہم اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمارے اور ہماری (اس) قوم کے درمیان فیصلہ کر دیجئے حق کے موافق اور آپ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں اور ان کی قوم کے (ان ہی مذکور) کافر سرداروں نے کہا کہ اگر تم شعیب کی راہ پر چلنے لگو گے تو بیشک بڑا نقصان اٹھاؤ گے پس ان کو زلزلہ نے آ پکڑا سو اپنے گھر میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے جنہوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی ان کی یہ حالت ہو گئی جیسے ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے جنہوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی وہی خسارہ میں پڑ گئے اس وقت شعیبؑ ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمانے لگے کہ اے میری قوم میں نے تم کو اپنے پروردگار کے احکام پہنچا دیئے تھے۔ اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی پھر میں ان کافر لوگوں پر کیوں رنج کروں۔

تفسیر: حضرت شعیبؑ کا بقیہ قصہ

(جب ان کی دھمکی شعیب پر مؤثر نہ ہوئی تو انہوں نے دوسری تدبیر کی کہ لوگوں کو بہکانا شروع کیا) اور ان کی قوم کے کافر سرداروں

نے عوام سے کہا کہ اگر تم نے شعیبؑ کا اتباع کیا تو اس وقت تم بالکل نقصان میں ہوگے اس پر ان کو شدید زلزلہ نے آ پکڑا اور وہ اپنی سرزمین میں اوندھے پڑے رہ گئے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ
يَضَّرَّعُوْنَ ﴿۹۴﴾ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ
وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا
لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۶﴾
اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۹۷﴾ اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ
يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۸﴾ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ
الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹۹﴾

ترجمہ: اور ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی نہیں بھیجا کہ وہاں رہنے والوں کو ہم نے محتاجی اور بیماری میں نہ پکڑا ہو تا کہ وہ ڈھیلے پڑ جاویں پھر ہم نے اس بدحالی کی جگہ خوشحالی بدل دی یہاں تک کہ ان کو خوب ترقی ہوئی اور (اس وقت براہ کج فہمی) کہنے لگے کہ ہمارے آباؤ اجداد کو بھی تنگی اور راحت پیش آئی تھیں تو ہم نے ان کو دفعۃً پکڑ لیا اور ان کو خبر بھی نہ تھی اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیز کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے تو (پیغمبروں کی) تکذیب کی تو ہم نے (بھی) ان کے اعمال (بد) کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا کیا پھر بھی ان بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بے فکر ہو گئے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب شب کے وقت آ پڑے جس وقت وہ پڑے سوتے ہوں اور کیا ان (موجودہ) بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بے فکر ہو گئے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن دوپہر ہی آ پڑے جس وقت کہ وہ اپنے لایعنی قصوں میں مشغول ہوں۔ ہاں تو کیا اللہ تعالیٰ کی اس (ناگہانی) پکڑ سے بے فکر ہو گئے (سو سمجھ رکھو کہ) خدا تعالیٰ کی پکڑ سے بجز ان کے جن کی شامت ہی آ گئی ہو اور کوئی بے فکر نہیں ہوتا۔

تفسیر: الغرض جن لوگوں نے شعیبؑ کی تکذب کی (بجائے اس کے کہ وہ شعیبؑ کو نکالتے) خود ان کی یہ حالت ہوگئی کہ گویا کبھی وہ اس بستی میں رہے ہی نہ تھے نیز جن لوگوں نے شعیبؑ کی تکذیب کی (بجائے اس کے کہ ان کے قول کے موافق تبعین شعیبؑ نقصان میں رہتے) خود وہی نقصان میں رہے (خیر وہ قوم تباہ ہوئی) اب شعیبؑ ان کے پاس سے پھرے اور کہا کہ اے میری قوم میں تم کو خدا کے پیغامات پہنچا چکا تھا' اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی تھی (مگر تم نے اس کی قدر نہ کی اور خمیازہ بھگتا) اب میں کافر لوگوں کا کیسے غم کروں (ان واقعات سے تمہیں انبیاء کی تعلیم اور لوگوں کی تکذیب اور اس کے برے نتائج کا علم ہو چکا' مگر یہ سزائیں ان کو دفعۃً نہیں دی

گئیں' بلکہ بعد تنبیہات کے دی گئی تھیں' کیونکہ اس طرح سزا دینا ہماری عادت نہیں ہے)۔

ارسال نبیؑ اور اصلاح حال کی خداوندی کوشش

اور ہم نے کوئی نبی کسی بستی میں نہیں بھیجا مگر اول ہم نے ان کو محتاجی اور بیماری سے پکڑا' بدیں توقع کہ وہ اپنے تکبر کو چھوڑ دیں اور خدا کے سامنے) عاجزی کریں پھر (جبکہ وہ اس پر بھی متنبہ نہ ہوئے' تو ہم نے بجائے بدحالی کے خوشحالی بدل دی' یہاں تک کہ وہ خوب ترقی کر گئے اور کہا کہ (اجی یہ تکالیف ان مدعیان رسالت کی تکذیب کا نتیجہ نہ تھیں ورنہ اب بھی تو ہم اسی حالت پر قائم ہیں' پھر یہ ترقی کیوں ہے ایسی باتیں تو دنیا میں ہوتی ہی آئی ہیں' چنانچہ) ہمارے باپ داداؤں کو بھی محتاجی اور بیماری پہنچتی تھی (اور ان خیالات کی بناء پر وہ دنیاوی ترقی کے ساتھ معاصی میں بھی خوب ترقی کر گئے) تو ہم نے ان کو ایسی حالت میں اچانک پکڑ لیا کہ ان کو خبر اسکی بھی نہ تھی (یہ نتیجہ ہوا' ان کے الحاد اور بد دینی کا) اور اگر وہ بستیوں والے ایمان لے آتے تو ہم آسمان اور زمین کی برکتیں ان پر کھول دیتے' مگر انہوں نے) ایسا نہیں کیا' بلکہ) تکذیب کی تو ہم نے ان کے کرتوتوں کی بدولت انہیں پکڑ لیا (تم غور تو کرو' کہ وہ جو یہ شرارتیں کرتے تھے) تو کیا وہ بستیوں والے اس سے مطمئن ہو گئے تھے کہ ان پر ہمارا عذاب رات کو ایسی حالت میں آ جاوے کہ وہ سوتے ہوں یا وہ اس سے مطمئن تھے کہ ان پر دوپہر کے وقت ایسی حالت میں ہمارا عذاب آئے کہ وہ لہو ولعب میں مصروف ہوں (جب کہ ان کے پاس اس اطمینان کی کوئی وجہ نہ تھی تو یہ سراسر ان کی حماقت تھی) نیز (انہوں نے جو تکلیف کے بعد راحت واقع ہونے سے تکذیب کے جرم نہ ہونے پر استدلال کیا) تو کیا وہ مکر خداوندی سے مطمئن تھے (اور یہ نہ جانتے تھے کہ ممکن ہے کہ یہ حق تعالیٰ کی ایک تدبیر ہو جو اس نے ہمیں ہلاک کرنے کے لئے اختیار کی ہے جب کہ اس کی کوئی وجہ نہ تھی تو انہوں نے اس کو مکر خداوندی کیوں نہ سمجھا پس یہ بھی ان کی حماقت تھی' خلاصہ یہ کہ (ان کو نقصان اٹھانا تھا اس لئے وہ مطمئن ہوئے ورنہ اطمینان کی کوئی وجہ نہ تھی کیونکہ خدا کے مکر سے وہی لوگ بے خطر ہوتے ہیں جو گھاٹے میں آنے والے ہوتے ہیں۔

أَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِينَ يَرِثُونَ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ أَهْلِهَا أَنْ لَوْ نَشَاءُ أَصَبْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ ۚ
وَنَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ﴿١٠٠﴾ تِلْكَ الْقُرَىٰ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَائِهَا ۚ
وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا مِنْ قَبْلُ ۚ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ
اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الْكَافِرِينَ ﴿١٠١﴾ وَمَا وَجَدْنَا لِأَكْثَرِهِمْ مِنْ عَهْدٍ ۖ وَإِنْ وَجَدْنَا أَكْثَرَهُمْ
لَفَاسِقِينَ ﴿١٠٢﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَظَلَمُوا بِهَا ۖ فَانْظُرْ
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴿١٠٣﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ يَا فِرْعَوْنُ إِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠٤﴾
حَقِيقٌ عَلَىٰ أَنْ لَا أَقُولَ عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ فَأَرْسِلْ
مَعِيَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٠٥﴾ قَالَ إِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِآيَةٍ فَأْتِ بِهَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٠٦﴾

فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۷﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِىَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

ترجمہ: اوران گذشتہ زمین پر رہنے والوں کے بعد جولوگ (اب) زمین پر بجائے ان کے رہتے ہیں کیاان واقعات مذکورہ نے ان کو یہ بات (ہنوز) نہیں بتلائی کہ اگر ہم چاہتے توان کوان کے جرائم کے سبب ہلاک کرڈالتے اورہم ان کے دلوں پر بندلگائے ہوئے ہیں اس سے وہ سنتے بھی نہیں ان (مذکورہ) بستیوں کے کچھ کچھ قصے ہم آپ سے بیان کر رہے ہیں اوران سب کے پاس ان کے پیغمبر معجزات لے کرآئے تھے پھر جس چیز کوانہوں نے اول (دہلہ) میں (یکبار) جھوٹا کہہ دیا یہ بات نہ ہوئی کہ پھراس کو مان لیتے اللہ تعالیٰ اسی طرح کافروں کے دلوں پر بندلگادیتے ہیں اور اکثرلوگوں میں ہم نے وفائے عہدنہ دیکھااورہم نے اکثرلوگوں کو بے حکم ہی پایا پھراس کے بعدہم نے موسیٰ کواپنے دلائل دے کرفرعون کےاوراس کے امراء کے پاس بھیجاسوان لوگوں نے ان کا بالکل حق ادانہ کیاسو دیکھئے ان مفسدوں کا کیاانجام ہوااورموسیٰ نے فرعون کے پاس جاکر (بحکم الٰہی) فرمایا کہ میں رب العالمین کی طرف سے پیغمبرہوں میرے لئے یہی شایاں ہے کہ بجز سچ کے خدا کی طرف کوئی بات منسوب نہ کروں میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک بڑی دلیل بھی لایاہوں سوتو بنی اسرائیل کومیرے ساتھ بھیج دے فرعون نے کہا کہ اگرآپ کوئی معجزہ لے کرآئے ہیں تواس کواب پیش کیجئے اگرآپ سچے ہیں بس آپ نے (فوراً) اپناعصاڈال دیاسودفعۃً وہ صاف ایک اژدہابن گیااوراپناہاتھ باہرنکال لیاسووہ یکایک سب دیکھنے والوں کے لئے روبروبہت ہی چمکتاہواہوگیا۔

تفسیر: کفراوراس کاانجام

اورکیا(جب ایک جماعت ہلاک ہوچکی اوراس کی جگہ دوسری جماعت آئی تو) ان کو جو پہلے رہنے والوں کے بعدزمین کے مالک ہوئے ہیں اس بات[1] نے رہنمائی نہیں کی کہ اگرہم چاہیں تو۔

(پہلے لوگوں کی طرح) ان کوبھی ان کے گناہوں کی بدولت تکلیف پہنچاسکتے ہیں (یہ ان کی پہلوں سے زیادہ حماقت تھی کیونکہ ان کے پاس صرف دلیل تھی اوران کے پاس دلیل بھی تھی اورنظیربھی) اور (اصل بات یہ ہے کہ) ہم ایسے لوگوں کے دلوں پرمہرکردیتے ہیں پس وہ کسی بات کو (بسماع قبول) سنتے بھی نہیں (خودسمجھناتودرکنارقصہ مختصر) یہ بستیاں ہیں جن کی خبریں ہم تم سے بیان کرتے ہیں اوران کے پاس ان کے رسول صاف صاف باتیں لے کرآئے سووہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لے آئیں بدیں وجہ کہ وہ پیشتر (محض عناداً) تکذیب کرچکے تھے جس سے ان کے دلوں پرمہرکردی گئی (دیکھو) ہم یوں کفرپرمصرلوگوں کے دلوں پرمہرکردیتے ہیں (جس کانمونہ تم ابھی دیکھ چکے ہو) اور لوگوں نے مصائب کے وقت ان کے ٹل جانے پرایمان لانے کے عہدبھی کئے مگرہم نے بہتوں کے لئے کوئی عہدنہیں پایا (بلکہ مصائب کے دفع ہوجانے کے بعدوہ بدعہدثابت ہوئے) اورہم نے بہت سوں کونافرمان ہی پایا۔

---

[1] اشارة الی ان قوله تعالیٰ لو نشاء فاعل لقوله لم یهدو هوا قرب التوجیهات و اسلها ۱۲۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت

خیر یہ واقعات تو ہو چکے) پھر (ان مذکورہ بالا رسولوں) کے بعد ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا سو انہوں نے بھی ان کا حق ادا نہ کیا پھر دیکھو کہ ان فساد پھیلانے والوں کا کیسا (برا) انجام ہوا اور (تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ) موسیٰ نے کہا کہ اے فرعون میں رب العالمین کا رسول ہوں اس میں ذرا جھوٹ نہیں کیوں کہ میں اس کا حق دار ہوں کہ بجز سچ کے خدا کے ذمہ کوئی بات نہ کہوں واقعی میں تمہارے پاس ایک واضح حقیقت لے کر آیا ہوں پس تم (میری رسالت کو قبول کرو اور) بنی اسرائیل کو (جن کو تم نے ناحق غلام بنا رکھا ہے) میرے ساتھ بھیج دو کیونکہ میری رسالت کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی ہے۔

نہ یہ کہ صرف یہ ہی مقصد ہے جیسا کہ بعض دلدادگان حریت وآزادی نے ایسا سمجھا ہے پھر اس آزادی کا مقصد طلب ملک و مال و جاہ نہ تھا جیسا کہ آج کل کے عاشقان حریت کا خیال ہے بلکہ اس سے مقصود اس قوم کی دینی اصلاح تھی جو اس آزادی پر موقوف تھی پس ان بعض مقلدین یورپ کی رسالت موسیٰ کا مقصد صرف آزادی بنی اسرائیل کو ٹھیرانا اور اس آزادی کو وہ آزادی سمجھنا جو انہوں نے یورپ سے سیکھی ہے اور ان دونوں باتوں پر اس واقعہ سے استدلال کرنا سراسر تحریف کتاب اللہ ہے اعاذنا اللہ منہ اس استطرادی مضمون کے بعد ہم پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ موسیٰ نے فرعون سے گفتگو کی جو تم ابھی سن چکے ہو اس کے جواب میں فرعون نے کہا کہ اگر تم کوئی نشانی لائے ہو (جس سے یہ بات ثابت ہو کہ درحقیقت تم خدا کے بھیجے ہوئے ہو) تو اس کو پیش کرو اگر تم (اس دعویٰ میں) سچے ہو اس پر موسیٰ نے اپنی لاٹھی (زمین پر) ڈال دی دیکھتے کیا ہیں کہ (بجائے لاٹھی) کے وہ تو ایک کھلا ہوا اژدھا ہے (خیر ایک نشانی تو یہ ہوئی دوسری نشانی یہ کہ) انہوں نے (گریبان میں ہاتھ ڈال کر اس سے) اپنا ہاتھ نکالا تو دیکھتے کیا ہیں کہ وہ تو دیکھنے والوں کیلئے ایک روشن ہاتھ ہے۔

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ۝ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ
اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ۝ قَالُوْۤا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِى الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۝
يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ۝ وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْۤا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ۝
قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِىَ وَاِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ
الْمُلْقِيْنَ ۝ قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا سَحَرُوْۤا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ۝
وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۝ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ
مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ۝ وَاُلْقِىَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ۝
قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ
اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِى الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَاۤ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝

لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۝ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ۭ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ۝

ترجمہ: قوم فرعون میں جو سردار لوگ تھے انہوں نے کہا کہ واقعی یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے (ضرور) یہ (ہی) چاہتا ہے کہ تم کو تمہاری (اس) سرزمین سے باہر کردے سو تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ آپ ان کو اور ان کے بھائی (ہارون) کو چندے مہلت دیجئے اور شہروں میں چپڑاسیوں کو بھیج دیجئے کہ وہ سب ماہر جادوگروں کو آپ کے پاس لاکر حاضر کردیں (چنانچہ ایسا ہی کیا گیا) اور وہ جادوگر فرعون کے پاس حاضر ہوئے کہنے لگے اگر ہم غالب آئے تو (کیا) ہم کو کوئی بڑا صلہ ملے گا۔ فرعون نے کہا ہاں (بڑا انعام ملے گا) اور (مزید برآں) تم (ہمارے) مقرب لوگوں میں داخل ہوجاؤ گے ساحروں نے عرض کیا کہ اے موسیٰ خواہ آپ ڈالئے اور یا ہم ہی ڈالیں موسیٰ نے فرمایا کہ (پہلے) تم ہی ڈالو پس جب انہوں نے (اپنی رسیوں کو اور لاٹھیوں کو) ڈالا تو لوگوں کی نظر بندی کردی اور ان پر ہیبت غالب کر دی اور ایک طرح کا بڑا جادو کر دکھلایا اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو (وحی کے ذریعہ سے) حکم دیا کہ آپ اپنا عصا ڈال دیجئے سو عصا کا ڈالنا تھا کہ اس نے (اژدہا بن کر) ان کے سارے بنائے ہوئے کھیل کو نگلنا شروع کیا۔ پس اس وقت حق (کا حق ہونا) ظاہر ہوگیا اور انہوں نے جو کچھ بنایا ونایا تھا سب آتا جاتا رہا۔ پس وہ لوگ اس موقع پر ہار گئے اور خوب ذلیل ہوئے اور وہ جو ساحر تھے سجدہ میں گر گئے (اور پکار پکار کر) کہنے لگے کہ ہم ایمان لائے رب العالمین پر جو موسیٰ اور ہارون کا بھی رب ہے فرعون کہنے لگا کہ ہاں تم موسیٰ پر ایمان لائے ہو بدوں اس کے کہ میں تم کو اجازت دوں۔ بیشک یہ ایک کارروائی تھی جس پر تمہارا عملدرآمد ہوا ہے اس شہر میں تاکہ تم سب اس شہر سے وہاں کے رہنے والوں کو باہر نکال دو۔ سو کہ اب تم کو حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا۔ پھر تم سب کو سولی پر ٹانگ دوں گا۔ انہوں نے جواب دیا کہ (کچھ پروا نہیں) ہم مرکر اپنے مالک کے پاس ہی جاویں گے اور تو نے ہم میں کونسا عیب دیکھا ہے بجز اس کے کہ ہم اپنے رب کے احکام پر ایمان لے آئے جب وہ احکام ہمارے پاس ائے اے ہمارے رب ہمارے اوپر صبر کا فیضان فرما اور ہماری جان حالت اسلام پر نکالیے۔

حضرت موسیٰ کو فرعونیوں کا جواب

تفسیر: (اس کے جواب میں) فرعون کی قوم کے سربرآوردہ لوگوں نے (جن میں سب سے بڑا فرعون تھا اور اس قول کا اصل قائل بھی وہی تھا اور دوسرے اس کے مؤید تھے) یہ کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بڑا واقف کار جادوگر ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ تم کو

---

[1] ہذا ہو معنی ادا لفاجانیہ فی الہندیۃ ۱۲۔

تمہارے ملک سے نکال دے پس اے حاضرین دربار تم کیا رائے دیتے ہو (اور اس کا مقابلہ کیونکر کیا جاوے)۔

قوم کا مشورہ فرعون کو اور اس مشورہ پر عمل

چونکہ اس جماعت کا سرغنہ اور اصل اس رائے کا فرعون ہی تھا (اس لئے) انہوں نے (اسی ہی کو مخاطب کر کے) کہا کہ آپ ان کو اور ان کے بھائی کو مہلت دیجئے اور تمام شہروں میں (جادوگروں کو) جمع کرنے والے آدمی بھیجئے کہ وہ ہر ماہر سحر جادوگر کو تمہارے پاس لے آئیں اس رائے پر عمل کیا گیا اور ہر شہر میں آدمی بھیج دیئے گئے) اور جادوگر فرعون کے پاس آئے انہوں نے کہا کہ اگر ہم غالب رہیں تو سرکار کے) انعام ضرور لیں گے اس نے کہا بہت اچھا (تم کو انعام بھی دیا جاویگا) اور "مزید براں" تم مقربان بارگاہ میں سے بھی ہو گے (یہ گفتگو ہو چکی اور ایک خاص روز اور خاص مقام مقابلہ کے لئے طے ہو گیا) اب جب کہ مقابلہ کا وقت ہوا تو انہوں نے موسیٰ سے کہا کہ اے موسیٰ یا تو تم ڈالو یا ہم ہی ڈالیں انہوں نے کہا کہ تم ہی ڈالو پس جب انہوں نے (اپنی رسیاں اور لاٹھیاں) ڈالیں تو 'لوگوں کی نظر بندی کر دی اور ان کو خوفزدہ کر دیا اور بڑا جادو لائے اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ آپ اپنی لاٹھی ڈالئے (انہوں نے لاٹھی ڈال دی جو کہ ڈالتے ہی اژدھا بن گئی) تو دیکھتے کیا ہیں کہ وہ (اژدھا) اب سب کو نگلے جاتا ہے جن کو (وہ جادو کے زور سے) گھڑتے تھے اب امر حق ظاہر ہو گیا اور ان کے کام باطل ثابت ہوئے اس پہ وہ لوگ وہاں (یعنی میدان مقابلہ میں مغلوب ہوئے اور بالکل ذلیل ہو گئے۔

جادوگران فرعون کا ایمان اور شدائد سے مقابلہ

اور (یہ حالت دیکھ کر) تمام جادوگر سجدہ میں گر گئے اور کہا کہ ہم موسیٰ علیہ السلام اور ہارونؑ کے خدا پر ایمان لے آئے (یہ حالت دیکھ کر) فرعون نے کہا کہ کیا (تم نے مجھ سے اجازت بھی نہ لی اور) قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں تم ایمان لے آئے یقیناً یہ تمہاری شرارت تھی جو تم نے شہر میں اس غرض سے کی ہے کہ تم (شہر) سے اس کے رہنے والوں کو نکال دو (کیونکہ اس تدبیر سے تمہارا عوام پر اثر پڑے گا اور اس طریق سے تم اپنی جمعیت بڑھا کر سلطنت کا مقابلہ کرو گے اور حکومت حاصل کر کے ان لوگوں کو جو تمہارے ساتھی نہیں ہوئے جلا وطن کر دو گے) سو (اس کا نتیجہ) تمہیں معلوم ہو جاوے گا میں (اول) مخالف جانب سے تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹوں گا پھر تم سب کو سولی دوں گا انہوں نے کہا کہ ہم تو اپنے رب کے پاس جانے ہی والے ہیں (کل نہ سہی آج سہی) اور تجھے ہماری کوئی بات بری نہیں معلوم ہوتی (جس پر ہمارے لئے ایسی سزا تجویز کی جاوے) بجز اس کے کہ ہم خدا کی باتوں پہ جب کہ وہ ہمارے پاس آئیں ایمان لے آئے (اور یہ کوئی بری بات نہیں جس پر معذرت کی ضرورت ہو اور ہم معافی چاہیں' پس جو تیرا جی چاہے کر) اے اللہ (جس وقت ہمارے ساتھ یہ معاملہ ہو جس کی ہم کو دھمکی دی گئی ہے' آپ ہم پر بارش کی طرح صبر گرائیے اور ہمیں اپنا فرمانبردار ہونے کی حالت میں موت دیجئے (مبادا ہم سے مصیبت کا تحمل نہ ہو اور ہم لغزش کھائیں ایک قصہ تو یہ تھا جس سے تم کو ایک نبی کی تکذیب اور ان کے مقابلہ میں مخالفین کی ذلت اور ان کا مسلمانوں پہ بے جا ظلم اور مسلمانوں کی اس کے مقابلہ میں استقامت کے واقعات معلوم ہوئے جو مسلمانوں اور کافروں دونوں کے لئے سبق آموز ہیں۔)

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ۭ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ۝ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ڐ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۭ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝

ترجمہ: اور قوم فرعون کے سرداروں نے کہا کہ کیا آپ موسیٰ کو اور ان کی قوم کو یونہی رہنے دیں گے کہ وہ ملک میں فساد کرتے پھریں اور وہ آپ کو اور آپ کے معبودوں کو ترک کیے رہیں فرعون نے کہا کہ ہم ابھی ان لوگوں کے بیٹوں کو قتل کرنا شروع کر دیں گے اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دیں گے اور ہم کو ہر طرح کا ان پر زور ہے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا سہارا رکھو اور مستقل رہو (گھبراؤ مت) یہ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے جس کو چاہے مالک (وحاکم) بنا دیں اپنے بندوں میں سے اور اخیر کامیابی ان ہی کی ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں قوم کے لوگ کہنے لگے کہ ہم تو ہمیشہ مصیبت ہی میں رہے آپ کی تشریف آوری کے قبل بھی اور آپ کی تشریف آوری کے بعد بھی موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ بہت جلد اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کو ہلاک کر دیں گے اور بجائے ان کے تم کو اس سرزمین کا مالک بنا دیں گے پھر تمہارا طرز عمل دیکھیں گے۔

قوم فرعون کا مطالبہ اور قتل طفلاں کی اسکیم

تفسیر: اور (دوسرا واقعہ یہ ہے کہ) قوم فرعون کے سرداروں نے فرعون سے کہا کہ کیا آپ موسیٰ اور ان کی قوم کو چھوڑے رکھیں گے تاکہ وہ ملک میں فساد پھیلاتے رہیں اور تمہیں بھی چھوڑ دیں اور تمہارے معبودوں کو بھی (جو کہ آپ نے لوگوں کی پرستش کے لئے تجویز کئے ہیں اس قدر ڈھیل دینا مناسب نہیں ہے) ان سے کہا کہ (تمہاری رائے نہایت صحیح ہے) اب ہم (یہ تدبیر کریں گے کہ) ان کے بیٹوں کو قتل کریں گے جن سے اندیشہ فساد ہے اور ان کی عورتوں کو (اپنی خدمت کے لئے) زندہ رکھیں گے (اس طرح فساد کا خطرہ مٹ جاوے گا) اور ایسا کرنا ہمارے لئے کچھ مشکل نہیں کیونکہ وہ ہماری رعایا ہیں اور ہم ان پر غالب ہیں۔)

قوم کو صبر کی تلقین حضرت موسیٰ کی طرف سے

حضرت موسیٰ کو جب اس تجویز کا علم ہوا تو) انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ (دشمن کے مقابلہ میں) خدا سے مدد چاہو اور (مصائب پر) صبر کرو ملک خدا کا ہے وہ اپنے بندوں میں جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور (گو ابتداء کچھ رکاوٹیں پیدا ہوں اور مصیبتیں پیش آئیں مگر) انجام متقین ہی کے مفید ہوتا ہے انہوں نے کہا کہ ہم کو آپ کے آنے سے قبل بھی تکلیف دی گئی (چنانچہ جب آپ پیدا ہونے کو تھے اس وقت

بھی یہ ہی قصہ ہوا تھا) اور آپ کے آنے کے بعد بھی تکلیف دی گئی (پس ہم تو مصیبتوں ہی کے ہولئے) انہوں نے کہا (گھبراؤ نہیں) کچھ بعید نہیں کہ حق تعالیٰ تمہارے دشمن کو ہلاک کرے اور تمہیں اس ملک میں (اس کا جانشین بنائے' پھر دیکھئے کہ تم کیا کام کرتے ہو (آیا ان انعامات کے شکر میں اس کی اطاعت کرتے ہو یا کفران نعمت کر کے بغاوت و سرکشی کرتے ہو پس تم بددل نہ ہو اور استقلال کے ساتھ عارضی مصائب جھیلو اس واقعہ سے نبی کے مقابلہ میں کفار کی بے حد زیادتی اور مسلمانوں کا ابتلاء اور ابتلاء کے بعد آخری کامیابی کی بشارت معلوم ہوتی ہے جو کفار اور مسلمانوں دونوں کے لئے سبق آموز ہے)۔

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝ فَاِذَا
جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ
مَّعَهٗ ۗ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ
مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ
وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۫ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝
وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ
عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ
الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ
مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۗ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى
بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ۗ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا
يَعْرِشُوْنَ ۝ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ
قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۗ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۝ اِنَّ
هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ
عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُوْنَ

اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۚ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۱۴۱﴾

ترجمہ: اور ہم نے فرعون والوں کو مبتلا کیا قحط سالی میں اور پھلوں کی کم پیداواری میں تا کہ وہ (حق بات کو) سمجھ جاویں۔ سو جب ان پر خوشحالی آ جاتی تو کہتے کہ یہ تو ہمارے لئے ہونا ہی چاہئے اور اگر ان کو کوئی بدحالی پیش آتی تو موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے یاد رکھو کہ ان کی نحوست کا سبب اللہ کے علم میں ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے تھے۔ اور یوں کہتے (خواہ) کیسی ہی عجیب بات ہمارے سامنے لاؤ کہ اس کے ذریعہ سے ہم پر جادو چلاؤ جب بھی ہم تمہاری بات ہرگز نہ مانیں گے۔ پھر ہم نے ان پر طوفان بھیجا اور ٹڈیاں اور گھن کا کیڑا اور مینڈک اور خون کہ یہ سب کھلے کھلے معجزے تھے۔ سو تکبر کرتے رہے اور وہ لوگ کچھ تھے ہی جرائم پیشہ اور جب ان پر کوئی عذاب واقع ہوتا تو یوں کہتے کہ اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے رب سے اس بات کی دعا کر دیجئے جس کا اس نے آپ سے عہد کر رکھا ہے اگر آپ اس عذاب کو ہم سے ہٹا دیں تو ہم ضرور ضرور آپ کے کہنے سے ایمان لے آویں گے اور ہم بنی اسرائیل کو بھی رہا کر کے آپ کے ہمراہ کر دیں گے۔ پھر جب ان سے اس عذاب کو ایک وقت خاص تک کہ اس تک ان کو پہنچنا تھا ہم ہٹا دیتے تو وہ فوراً ہی عہد شکنی کرنے لگتے۔ پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ یعنی ان کو دریا میں غرق کر دیا اس سبب سے کہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے اور ان سے بالکل ہی بے توجہی کرتے تھے اور ہم نے ان لوگوں کو جو کہ بالکل کمزور شمار کئے جاتے تھے اس سرزمین کے پورب اور پچھم کا مالک بنا دیا جس میں ہم نے برکت رکھی ہے اور آپ کے رب کا نیک وعدہ بنی اسرائیل کے حق میں ان کے صبر کی وجہ سے پورا ہو گیا اور ہم نے فرعون کو اور اس کی قوم کے ساختہ پرداختہ کارخانوں کو اور جو کچھ وہ اونچی اونچی عمارتیں بنواتے تھے سب کو درہم برہم کر دیا اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار اتار دیا پس ان لوگوں کا ایک قوم پر گزر ہوا جو اپنے چند بتوں کو لگے بیٹھے تھے کہنے لگے اے موسیٰ ہمارے لئے بھی ایک (جسم) معبود ایسا ہی مقرر کر دیجئے جیسے ان کے یہ معبود ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ واقعی تم لوگوں میں بڑی جہالت ہے یہ لوگ جس کام میں لگے ہیں یہ (منجانب اللہ بھی) تباہ کیا جاوے گا اور (فی نفسہ بھی) ان کا یہ کام محض بے بنیاد ہے اور فرمایا کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو معبود تجویز کر دوں حالانکہ اس نے تم کو تمام جہان والوں پر فوقیت دی ہے اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے تم کو فرعون والوں (کے ظلم و ایذا) سے بچا لیا جو تم کو بڑی سخت تکلیفیں پہنچاتے تھے تمہارے بیٹوں کو (بکثرت) قتل کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو (اپنی بیگار اور خدمت کے لئے) زندہ چھوڑ دیتے تھے اور اس (واقعہ) میں تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی بھاری آزمائش تھی۔

قوم فرعون پر عذاب

تفسیر: اور (تیسرا واقعہ یہ ہے کہ) ہم نے گروہ فرعون کی (تعدیوں پر ان کے تنبیہ کے لئے ان) کو قحط سالی اور پھلوں کی کمی سے پکڑا اور بدیں توقع کہ وہ نصیحت قبول کریں اس پر (ان کا طرز (عمل) یہ ہوا کہ جب انہیں کوئی اچھی بات پیش آتی تو کہتے کہ یہ ہماری وجہ سے

ہے اور (ہم اس کے مستحق ہیں) اور اگر انہیں کوئی ناگوار بات پہنچتی تو موسیٰ اور ان کے ساتھیوں سے شگون لیتے اور کہتے کہ یہ ان کی نحوست ہے اور (اب حق تعالیٰ استطراداً اس خیال کی غلطی ظاہر فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ) خوب سن لو کہ (تمہارا یہ خیال محض غلط ہے اور (حقیقت صرف یہ ہے کہ، تمہاری ان تکالیف کا سبب خدا کے پاس ہے (یعنی اس کا ارادہ ضرر رسانی جو کہ تمہاری شرارتوں پر مبنی ہے تم موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کو ناحق سبب ٹھیراتے ہو بات یہ ہی ہے جو ہم نے کہی ہے کہ ضرر پہنچانے والا اللہ ہے) مگر بہت سے لوگ جانتے ہیں (اس لئے وہ اپنی غلطی سے کبھی اس کو کسی کی طرف منسوب کرتے ہیں کبھی کسی کی اس استطرادی مضمون کے بعد ہم اصل مضمون کی طرف عود کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب انہوں نے ہمارے تنبیہ سے یہ الٹا سبق لیا کہ اس کو موسیٰ کی نحوست سمجھی) اور یہ بھی کہا کہ جب آپؑ ہمارے پاس اس غرض سے کوئی نشانی لائیں گے کہ آپؑ اس کے ذریعہ سے ہم پر جادو کریں تو ہم پر اس کا کوئی اثر نہ ہوگا (اور) ہم آپؑ کی تصدیق کرنے والے نہیں، اس پر ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈیاں اور گھن کا کیڑا اور مینڈکیاں اور خون یہ کھلی کھلی نشانیاں بھیجیں سو اس پر بھی انہوں نے تکبر کیا اور (وجہ یہ تھی کہ) وہ جرائم پیشہ لوگ تھے۔

قوم فرعون کی درخواست اور پھر بدعہدی اور اس کا انجام

اور جس وقت ان پر عذاب آیا اس وقت تو انہوں نے یہ کہا کہ اے موسیٰؑ آپ ہمارے لئے اپنے رب سے اس قاعدے سے دعا کیجئے جو اس نے تمہیں بتلایا ہے ہم قسم کھاتے ہیں کہ اگر آپ ہم سے عذاب کو دور کر دیں گے تو ہم ضرور آپؑ کی تصدیق کریں گے اور آپؑ کے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دیں گے پھر جب کہ ہم نے ان سے عذاب کو خاص اس میعاد تک دور کر دیا جس کو وہ پہنچنے والے تھے تو دیکھتے کیا ہیں کہ وہ تو اپنے عہد کو توڑ رہے ہیں اب ہم نے ان سے انتقام لیا اور اس وجہ سے کہ وہ ہماری باتوں کو جھٹلاتے اور ان سے غافل تھے ان کو سمندر میں ڈبو دیا اور (اس طرح) ہم نے ان لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے، اس ملک کے مشارق و مغارب کا وارث بنا دیا، جن میں ہم نے (مختلف قسم کی پیداوار سے) برکت دی تھی اور خدا کی اچھی بات (یعنی اس کا وہ وعدہ جو اس نے بنی اسرائیل سے کیا تھا) بنی اسرائیل پر ان کے صبر و استقلال کی بدولت پوری ہوگئی اور ہم نے فرعون اور اس کی قوم کے ان تمام کارروائیوں کو جو وہ (مسلمانوں کے خلاف) کرتے تھے اور ان کے سارے غروٹ[1] کو خاک میں ملا دیا (اور ان واقعات سے کفار کا نبی اللہ کے ساتھ طرز عمل اور اس کا برا نتیجہ معلوم ہوتا ہے جو اس زمانہ کے کفار کے لئے موجب عبرت ہے، نیز اس سے کمزور مسلمانوں کا دین پر قائم رہنے کی بدولت ایک قاہر سلطنت پر غالب ہونا معلوم ہوتا ہے جو موجودہ کمزور مسلمانوں کے لئے امید افزا ہے۔

بنی اسرائیل کا حال: یہاں تک حضرت موسیٰؑ اور فرعون کے واقعات بیان فرما کر اب بنی اسرائیل کی حالت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ان انعامات کی کیا قدر کی اور ان کے ساتھ کیا واقعات پیش آئے اور فرماتے ہیں کہ ہم نے فرعون اور اس کی قوم کو ڈبو دیا اور ہم نے بنی اسرائیل کو (صحیح سلامت) سمندر سے گذار دیا اب وہ (سمندر سے گذرنے کے بعد) ایک ایسی قوم کے پاس پہنچے جو اپنے بتوں

---

[1] فی القاموس عرش الرجل بطرو تاویل الصنع والعرش بما اولنا هما هوالصواب دون ما اولها به المفسرون من بناء الابنية و القصور اما اولا فلان تدبير الابنية والقصور امر محتاج الى الثبوت و لم ثبت و اما ثانيا منه نه لم يجر فيما سبق ذكر بغير اغراق فرعون و قومه وهو مستلزم لتدبير افعالهم و بطرهم لا تخريب استفهم و عماراتهم ' فافهم والله اعلم.

پر جمے ہوئے ہیں (یہ واقعہ دیکھ کر) انہوں نے موسیٰ سے کہا کہ اے موسیٰ ہمارے لئے بھی کوئی معبود بنا دو جیسے ان کے معبود ہیں انہوں نے کہا کہ تم ایسے لوگ ہو کہ جہالت کی باتیں کیا کرتے ہو (ارے نادانو یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے' کیونکہ) یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کا وہ مشغلہ بس میں وہ لگے ہوئے ہیں تباہ و برباد ہے اور جو کام وہ کرتے ہیں محض باطل ہے انہوں نے یہ بھی کہا کہ کیا میں خدا کے سوا تمہیں کوئی اور معبود ڈھونڈ کر دوں حالانکہ ان سے تم کو تمام جہان پر فضیلت دی ہے اور جب[1] کہ ان سے تم کو گروہ فرعون سے ایسی حالت میں رہائی دی ہے کہ وہ تمہیں سخت تکالیف پہنچاتے تھے یعنی کہ وہ تمہارے بیٹوں کو مارتے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھ لیتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی جانب سے تمہاری بہت بڑی آزمائش تھی (اب تم بتلاؤ کہ کیا ایسے خدا کو چھوڑ کر کسی اور چیز کو معبود بنانا' زیبا ہے ایک قصہ تو بنی اسرائیل کی جہالت اور ناقدری کا سن چکے اب دوسرا قصہ سنو جو اس سے بھی بڑھ کر ہے۔)

وَ وٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً وَّ اَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّهٖۤ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةًۚ
وَ قَالَ مُوْسٰى لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَ اَصْلِحْ وَ لَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ۝
وَ لَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِیْقَاتِنَا وَ كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ
وَ لٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ
جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اَنَا اَوَّلُ
الْمُؤْمِنِیْنَ۝ قَالَ یٰمُوْسٰۤى اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَ بِكَلَامِیْ ۖؗ فَخُذْ
مَاۤ اٰتَیْتُكَ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ۝ وَ كَتَبْنَا لَهٗ فِی الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْعِظَةً
وَّ تَفْصِیْلًا لِّكُلِّ شَیْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّ اْمُرْ قَوْمَكَ یَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ؕ سَاُورِیْكُمْ
دَارَ الْفٰسِقِیْنَ۝ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَكَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ وَ اِنْ
یَّرَوْا كُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَ اِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الرُّشْدِ لَا یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا ۚ وَ اِنْ
یَّرَوْا سَبِیْلَ الْغَیِّ یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ كَانُوْا عَنْهَا
غٰفِلِیْنَ۝ وَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ لِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ؕ هَلْ یُجْزَوْنَ
اِلَّا مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۠۝

[1] اشارہ والی ان قولہ واذ انجاکم الخ معطوف علی قولہ وہو فضلکم لان فی الحال معنی الظرف فیہ وفی الظرف معنی الحال ۱۲۔

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ سے تیس شب کا وعدہ کیا اور دس شب کو ان تیس شب کا تتمہ بنایا۔ سو ان کے پروردگار کا وقت پورے چالیس شب ہو گیا اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہہ دیا تھا کہ میرے بعد ان لوگوں کا انتظام رکھنا اور اصلاح کرتے رہنا اور بدنظم لوگوں کی رائے پر عمل مت کرنا اور جب موسیٰ علیہ السلام ہمارے وقت (موعود) پر آئے اور ان کے رب نے ان سے بہت ہی (لطف وعنایت کی) باتیں کیں۔ تو عرض کیا کہ اے میرے پروردگار اپنا دیدار مجھ کو دکھلا دیجئے کہ میں آپ کو ایک نظر دیکھ لوں ارشاد ہوا کہ تم مجھ کو (دنیا میں) ہرگز نہیں دیکھ سکتے لیکن تم اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو سو اگر یہ اپنی جگہ پر برقرار رہا تو (خیر) تم بھی دیکھ سکو گے پس ان کے رب نے جو اس پر تجلی فرمائی۔ تجلی نے اس (پہاڑ) کے پرخچے اڑا دیئے اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے پھر جب افاقہ میں آئے تو عرض کیا بیشک آپ کی ذات منزہ (اور رفیع) ہے میں آپ کی جناب میں معذرت کرتا ہوں اور سب سے پہلے میں اس پر یقین کرتا ہوں ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ (یہی بہت ہے کہ) میں نے پیغمبری اور اپنی ہمکلامی سے اور لوگوں پر تم کو امتیاز دیا ہے۔ تو (اب) جو کچھ تم کو میں نے عطا کیا ہے اس کو لو اور شکر کرو اور ہم نے چند تختیوں پر ہر قسم کی (ضروری) نصیحت اور (احکام ضروریہ کے متعلق) ہر چیز کی تفصیل ان کو لکھ کر دی تو ان کو کوشش کے ساتھ (خود بھی) عمل میں لاؤ اور اپنی قوم کو (بھی) حکم کرو کہ ان کے اچھے اچھے احکام پر عمل کریں میں اب بہت جلد تم لوگوں کو ان بے حکموں کا مقام دکھلاتا ہوں میں ایسے لوگوں کو اپنے احکام سے برگشتہ ہی رکھوں گا جو دنیا میں تکبر کرتے ہیں جس کا ان کو کوئی حق حاصل نہیں اور اگر تمام نشانیاں دیکھ لیں تب بھی ان پر ایمان نہ لاویں اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھیں تو اس کو اپنا طریقہ نہ بناویں اور اگر گمراہی کا راستہ دیکھ لیں تو اس کو اپنا طریقہ بنا لیں اور یہ اس سبب سے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلایا اور ان سے غافل رہے اور یہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتوں کو اور قیامت کے پیش آنے کو جھٹلایا ان کے سب کام غارت گئے اور ان کو وہی سزا دی جاوے گی جو کچھ یہ کرتے تھے۔

حضرت موسیٰؑ کو دعوت خداوندی اور حضرت ہارونؑ کو خلافت

تفسیر: اور (وہ یہ ہے کہ) ہم نے موسیٰؑ سے بعض خاص شرائط[1] کے ساتھ اول) تیس رات کا وعدہ کیا تھا (کہ اس عرصہ میں تم کوہ طور پر آ کر عبادت کرو ہم تمہیں ایک دستور العمل دیںگے اور ان شرائط کے نہ پائے جانے کے سبب) ہم نے ان میں دس رات کا اضافہ کر دیا اب ان کے رب کا مقرر کردہ پورا وقت چالیس رات ہو گیا (یہ تو وعدہ کی تفصیل تھی جو مبنی ہے واقعات آئندہ کا اب وہ واقعات سنو اس وعدہ کی بناء پر موسیٰ نے کوہ طور پر جانا چاہا اور (چلتے وقت) اپنے بھائی ہارونؑ سے کہہ دیا کہ تم (میری واپسی تک) میری قوم میں میرے نائب رہو اور درستی کرتے رہو اور کام بگاڑنے والوں کی پیروی نہ کرنا۔

گو ہارونؑ نبی تھے اور اس لئے ان پر اس کا شبہ نہیں ہو سکتا کہ وہ قصداً کوئی بگاڑ کا کام کریں گے مگر بشر تھے غلطی ممکن تھی اس لئے تاکید

---

[1] القول علیٰ ما قرنا لا یلزم الخلف فی الوعد ولا حاجته الا لعدول عن ظاهر القرآن بناء علیٰ بعض نسخ التوراة و یمین توجیہ ما فی نسخ التوراة بان هذا العشر لم تکن مستقلته بل لتکمیل مافات فی الثلاثین ' فهی من جملته الثلاثین فهی من جملة الثلاثین حکما 'لا' تعارض بین مافی القرآن و من مافی التوراة والله اعلم.

کردی کہ ہوشیاری سے کام کرنا یہ قوم بڑی نالائق ہے ایسا نہ ہو کہ تمہیں کسی غلطی میں ڈال دے (الغرض ہارونؑ کو یہ ہدایت کر کے کوہ طور کو روانہ ہو گئے) اور جب کہ وہ ہماری مقرر کردہ جگہ (طور) پر آئے اور حق نے ان سے باتیں کیں (تو ان کو یہ خیال ہوا کہ خدا کو دیکھنا چاہیے۔

حضرت موسیٰؑ کی تمنا دیدارالٰہی اور اس سلسلہ کے حالات

اور اس بناء پر) کہ انہوں نے کہا کہ اے میرے رب تو مجھے اپنے کو دکھلا دے کہ میں (جس طرح تیری باتیں سنتا ہوں یوں ہی) تجھے دیکھ بھی لوں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ (یوں تو) تم مجھے ہرگز نہ دیکھو گے ہاں تم اس پہاڑ کی طرف دیکھو اب اگر (میری تجلی کے بعد یہ پہاڑ اپنی جگہ پر قائم رہ گیا تو ممکن ہے کہ تم مجھے دیکھ لو[1] پس جس وقت ان کے رب نے پہاڑ کی طرف ظہور فرمایا تو اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰؑ (یہ ہولناک منظر دیکھ کر) بے ہوش کر گر پڑے پھر جب ہوش آیا تو کہا اے میرے پروردگار میں نے آپ سے توبہ کی (اب ایسی درخواست نہ کرونگا) اور میں آپ پر پہلا (بن دیکھے) ایمان لانے والا ہوں (یہ توبہ کسی معصیت سے نہ تھی بلکہ ایک نامناسب فعل سے معذرت تھی نیز اس واقعہ سے مومنین کے آخرت میں حق تعالیٰ کو دیکھنے کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ اس دنیا میں لوگوں کو فنا کے لئے پیدا کیا ہے اور آخرت میں ان کو خلود کے لئے پیدا کیا جاوے گا اس لئے اس وقت ان پر فناء کا خطرہ[2] نہیں اب تنبیہات کے بعد ہم پھر تفسیر شروع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب وہ میعاد جو توریت دینے کے لئے مقرر کی گئی تھی ختم ہوئی۔

انعامات خداوندی موسیٰؑ پر اور ہدایات

تو حق تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰؑ میں نے عام لوگوں پر تم کو اپنے پیغامات اور ہم کلامی کے ذریعے سے امتیاز بخشا ہے (اور یہ انعام مقتضی ہے اطاعت کو) پس جو کتاب میں نے تم کو دی ہے اس کو لے لو اور میرے شکر گذار رہو اور ہم نے ان کے لئے ان تختیوں میں (جو ان کو دی گئیں) ان کے لئے (بطور دستور العمل کے) تمام ضروری باتیں بطور نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل کے لکھ دی تھیں (یہ ایک جملہ معترضہ تھا اب ہم اصل مضمون کو پورا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے ان سے کہا کہ ہم نے یہ کتاب تم کو دی ہے تم اسے لے لو اور ہمارے شکر گذار رہو) اور لینے کے

---

[1] هذه الترجمة مستفادة من سوف لانه مشير الىٰ البعد مع التوقع و المعنى ان الرؤية علىٰ هذا التقدير ايضا بعيد لان استقرار الجبل مع صلابته و احكام نبيه لايستلزم استقرار الانسان الضعيف البيان نعم هو محتمل فى الجملة. ۱۲

[2] بلکہ اس سے حق تعالیٰ کا قابل رؤیت ہونا اس حیثیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اتنی بات نص سے بہ صراحت ثابت ہوتی ہے کہ حق تعالیٰ نے پہاڑ کے لئے تجلی فرمائی اور حجاب جو مانع رؤیت تھا اٹھا دیا اور یہ بات کہ کتنا حجاب اٹھایا تھا سو نہ یہ آیت سے ثابت ہے اور نہ اس کی ضرورت ہے اور یہ ہی ثابت ہے کہ اس کے اثر سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اب رہی یہ بات کہ حق تعالیٰ نے پہاڑ میں وصف رویت پیدا کر دیا تھا اور اس کی یہ حالت تجلی کو دیکھ کر ہوئی یا یہ کہ پہاڑ میں صفت رؤیت پیدا نہیں کی گئی بلکہ یہ اثر اس پر یوں ہوا جیسا کہ طلوع شمس کا اثر برف کے گھل جانے پر سو یہ دونوں احتمال ممکن ہیں اور دونوں صورتوں میں ہمارا مدعا ثابت ہے چنانچہ اول اول صورت میں تو ظاہر ہے اور دوسری صورت میں اس لئے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مانع رؤیت حق تعالیٰ کی جانب میں نہ تھا بلکہ خود پہاڑ کی جانب میں تھا کہ وہ باوجود غیر مدرک ہونے کے بھی تجلی کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا پس ہمارا مدعا کہ خدا تعالیٰ قابل رؤیت ہیں آیت سے بخوبی ثابت ہے بلکہ اگر تجلی کے معنی ارادۃ التجلی کئے جائیں گو خلاف ظاہر اور بلاوجہ ہیں تب بھی ہمارا مدعا ثابت ہے کیونکہ اسلوب کلام سے یہ بات بداہۃً ثابت ہے کہ حق تعالیٰ کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ اے موسیٰؑ ہماری جانب میں تو مانع رؤیت نہیں ہے اور ہم تو مرئی ہو سکتے ہیں مگر تم میں قابلیت رؤیت کی نہیں اور اس مضمون کو ان کو مشاہدہ کرا کے سمجھایا گیا ہے پس فلما تجلی سے اس مضمون کا اظہار ہے کہ ہم قابل رؤیت ہیں اور جعلہ دکا سے اس کا پہاڑ نا قابل رویت ہے اور جب پہاڑ بھی نا قابل رؤیت ہے تو تمہارا نا قابل رؤیت ہونا بالاولیٰ ہے کہ تم اس سے بدرجہا ضعیف ہو پس ہمارا مدعا بہر حال ثابت ہے کہ اس سے حق تعالیٰ کا قابل رؤیت ہونا ثابت ہے۔

بعد اسے مضبوطی سے پکڑے رہو (ایسا نہ ہو کہ کوئی بات اس کی ہدایت کے خلاف کر بیٹھو) اور اپنی قوم سے بھی کہو کہ وہ اس کی اچھی باتیں (یعنی کرنے کے کام) اختیار کریں (اور جو نہ کرنے کے کام ہیں انہیں اختیار نہ کریں ان کو یہ بھی سنا دیا جائے کہ بصورت تمہاری نافرمانی کے) میں تمہیں نافرمانوں کا گھر (یعنی دوزخ دکھاؤں گا' نیز) میں اپنی آیات) پر ایمان لانے سے ان لوگوں کو پھیر دوں گا جو زمین میں ناحق بڑے بنتے ہیں اور (جن کی یہ حالت ہے کہ) اگر وہ ہر ایک نشانی کو بھی دیکھ لیں تو بھی (فرط عناد سے اس پر) ایمان نہ لاویں اور اگر راہ ہدایت دیکھیں تو اس کو (اپنے چلنے کے لئے) راہ نہ بنادیں اور اگر گمراہی کی راہ دیکھیں تو اسے راہ بنالیں یہ (پھرنا) اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے ہماری آیات کی (عناداً) تکذیب کی اور ان سے غافل رہے اور جو لوگ ہماری آیتوں کو اور قیامت کے پیش آنے کو جھٹلائیں گے ان کا کیا کرایا سب اکارت ہوا (اب انہیں کسی بہبودی کا متوقع نہ رہنا چاہئے' کیونکہ) ان کو اسی کا تو معاوضہ دیا جاوے گا جو وہ کرتے تھے (اور کرتے تھے برائیاں) اور اگرچہ نیکیاں بھی کیں تھیں تو وہ کفر کی وجہ سے اکارت ہوئیں تو بہتر معاوضہ کس بات کا دیا جاوے۔

الغرض توریت دینے کے وقت ہم نے موسیٰ کو اور ان کی معرفت ان کی قوم کو اس پر عمل کرنے کی پوری تاکید کر دی اور بصورت ترک عمل (دوزخ کی دھمکی اور بصورت تکذیب و تکبر دلوں پر مہر کر دینے کی دھمکی بھی سنا دی۔

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسٰى مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ
لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ
اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ
الْخٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ
مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ؕ
قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ۖ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَآءَ وَلَا
تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ۖ
وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾

ترجمہ: اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان کے بعد اپنے (مقبوضہ) زیوروں کا ایک بچھڑا (معبود) ٹھہرا لیا جو کہ ایک قالب تھا جس میں ایک آواز بھی کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ ان سے بات تک نہیں کرتا تھا اور نہ ان کو کوئی راہ بتلاتا تھا اس کو انہوں نے معبود قرار دیا تھا اور بڑا بے ڈھنگا کام کیا اور جب نادم ہوئے اور معلوم ہوا کہ واقعی وہ لوگ گمراہی میں پڑ گئے تو کہنے لگے کہ اگر ہمارا رب ہم پر رحم نہ کرے اور ہمارا (یہ) گناہ معاف نہ کرے تو ہم بالکل گئے گزرے اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف واپس آئے غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے تو فرمایا کہ تم نے میرے بعد یہ بڑی نامعقول حرکت

کی کیا اپنے رب کے حکم (آنے) سے پہلے ہی تم نے جلد بازی کر لی اور جلدی سے تختیاں ایک طرف رکھیں اور اپنے بھائی کا سر پکڑ کر اپنی طرف گھسیٹنے لگے ہارونؑ نے کہا کہ اے میرے ماں جائے (بھائی) ان لوگوں نے مجھ کو بے حقیقت سمجھا اور قریب تھا کہ مجھ کو قتل کر ڈالیں سو تم مجھ پر (سختی کر کے) دشمنوں کو مت ہنساؤ اور مجھ کو ان ظالموں کے ذیل میں مت شمار کرو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے رب میری خطا معاف فرما دے اور میرے بھائی کی بھی اور ہم دونوں کو اپنی رحمت میں داخل فرمائیے اور آپ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

قوم موسیٰ کی جدت طرازی اور بچھڑا

تفسیر: (ادھر تو یہ ہوا) اور (ادھر یہ قصہ پیش آیا کہ) موسیٰ کی قوم نے ان کے طور پر چلے آنے کے) بعد اپنے (سونے چاندی کے) زیوروں کو (گلا کر ان) سے ایک بچھڑا بنا لیا تھا جو کہ محض (بچھڑے کی شکل کا) ایک جسم تھا جس کے لئے بچھڑے کی آواز تھی (اور حقیقی بچھڑا ابھی نہ تھا کیونکہ حقیقی بچھڑا گائے کا بچہ ہوتا ہے اور اس نقلی بچھڑے کی پرستش شروع کر دی یہ ان کا نہایت نادانی کا کام تھا) کیا انہوں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ نہ وہ ان سے بات کرتا ہے نہ انہیں کوئی اچھا برا راستہ بتاتا ہے (آخر اس میں خدائی کی کونسی بات ہے جس کی بناء پر اس کی پرستش کی جاوے خیر جو کچھ بھی ہو واقعہ یہ ہے کہ) انہوں نے اسے بنایا اور یہ حرکت ان کی سراسر بے جا تھی اور جب انہیں (اپنی ناشائستہ حرکت پر) ندامت ہوئی اور انہوں نے دیکھا کہ وہ صحیح راستہ سے بچل گئے تو انہوں نے کہا کہ اگر ہمارا رب ہم پر رحم نہ کرے گا اور ہمیں معاف نہ کریگا تو ہم سراسر نقصان میں رہیں گے۔

اس واقعہ کا اثر حضرت موسیٰؑ پر

اور جس وقت موسیٰؑ (کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی اور وہ) غصہ میں بھرے ہوئے اور نہایت غمگین اپنی قوم کی طرف واپس ہوئے، تو انہوں نے اپنی قوم میں پہنچ کر ان سے کہا کہ تم نے میرے بعد نہایت نامعقول حرکت کی کیا تم نے خدا کے حکم سے پہلے ہی یہ حرکت کر لی (تمہیں اتنا تو سوچنا چاہئے تھا کہ ہم اپنے نبی کی معرفت حق تعالیٰ سے معلوم کر لیں کہ ہمیں ایسا کرنا چاہئے یا نہیں اور ہمارے نبی جو دستور العمل لینے گئے ہوئے ہیں ان کو تو آ جانے دیں) اور اسی غصہ کی حالت میں انہوں نے (اپنے ہاتھ خالی کرنے کے لئے) تختیاں ہاتھ سے چھوڑ دیں (یعنی ان کو ہاتھ سے رکھ دیا) تختیاں اور اپنے بھائی کا سر پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے (کہ میں تمہیں کس لئے چھوڑ گیا تھا تم نے ان کو کیوں نہ اس گمراہی سے بچا لیا، انہوں نے کہا کہ اے میرے ماں جائے (میں نے بالکل کوتاہی نہیں کی جہاں تک میرے امکان میں تھا میں نے انہیں سمجھا دیا مگر) انہوں نے مجھے کمزور سمجھا اور مجھے مار ڈالنے کو ہو گئے (ایسی حالت میں میرا کیا قصور ہے آپؑ جلدی نہ کیجئے) اور (میرے ساتھ اس برتاؤ سے) مجھ پر دشمنوں کو نہ ہنسائیے اور مجھے ان ظالموں کے ساتھ (جرم میں شریک نہ کیجئے) (جب موسیٰؑ نے ہارونؑ کی یہ گفتگو سنی تو انہیں تنبیہ ہوا) انہوں نے کہا کہ اے میرے رب آپ میری غلطی کو بھی معاف فرمائیے اور میرے بھائی کی غلطی کو بھی (اگر ان سے کوئی کوتاہی ہوئی ہو) اور آپ ہم دونوں کو اپنی رحمت میں داخل کر لیجئے اور آپ تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے ہیں (اس لئے ہمیں امید ہے کہ آپ ضرور ایسا کریں گے۔

چند اشکالات اور اس کے جوابات

تنبیہ اس واقعہ میں یہ بات قابل غور ہے کہ ہارونؑ نبی ہیں معصوم ہیں ادھر قصہ عجل پرستی کا ہے جس کے متعلق وہم بھی نہیں ہوسکتا کہ حضرت ہارونؑ نے امر بالمعروف میں کوئی کمی کی ہو پھر موسیٰؑ کو اپنی قوم کی جہالت اور سرکشی کا بھی پورا علم ہے اس کے باوجود ان واقعات کے بھی موسیٰؑ ان پر دست درازی کرتے ہیں اور اتنا بھی خیال نہیں ہوتا کہ کم از کم میں پہلے ان سے واقعہ کی حقیقت تو دریافت کرلوں یہ واقعہ صاف بتلاتا ہے کہ انبیاء نبی ہوکر بھی انسانی کمزوریوں سے بالاتر نہیں ہوجاتے اور بعض وقت ان پر کسی خاص کیفیت کا ایسا غلبہ ہوجاتا ہے کہ اس کی وجہ سے واضح حقائق ان کی نظر سے محجوب ہوجاتے ہیں جیسا کہ اس واقعہ میں حضرت موسیٰ پر غصہ کا اس قدر غلبہ ہوا کہ ان کی نظر سے ایسی کھلی حقیقتیں محجوب ہوگئیں یا حضرت آدمؑ پر ملکیت اور خلود کی خواہش اتنی غالب آگئی کہ ان کی نظر سے حق تعالیٰ کی تنبیہات سابقہ غائب ہوگئیں الیٰ غیر ذلک لیکن عوام میں اور انبیاء میں یہ فرق ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ عام طور پر انبیاء کی حفاظت فرماتے ہیں اور ان پر بلا کسی خاص مصلحت کے جس کو وہی جانتے ہیں اس کیفیت کو غالب نہیں ہونے دیتے اور عوام میں اس کی کوئی ذمہ داری نہیں دوسرے انبیاء پر اس قسم کا غلبہ محض فوری ہوتا ہے اور وہ فوراً متنبہ ہوجاتے ہیں اور عوام میں یہ بات لازم نہیں اس سے انبیاء اور غیر انبیاء کا فرق معلوم ہوگیا اب یہاں ایک سوال یہ ہے کہ موسیٰؑ نے جوش غضب میں حضرت ہارونؑ پر دست درازی کی جو کہ ان کی طرح نبی تھے اور حضرت آدمؑ نے غلبہ خواہش ملکیت وخلود میں درخت کا پھل کھایا مگر حضرت آدمؑ پر عتاب ہوا اور موسیٰؑ پر کوئی عتاب نہ ہوا وجہ فرق کیا ہے سو اس کا جواب یہ ہے کہ موسیٰؑ کے غصہ کا منشا صحیح تھا یعنی غضب اللہ اس لئے وہ سکر مباح کے حکم میں تھا اور حضرت آدمؑ کے واقعہ میں آمیزش تھی نفس کی اس لئے وہ سکر محرم مجتہد فیہ کے حکم میں تھا اور غیر انبیاء کا نفسانی غلبہ سکر محرم قطعی کے حکم میں ہوتا ہے' دوسرے وہاں نص ممانعت موجود تھی اور یہاں کوئی نص نہ تھی کہ ہارونؑ سے کوئی غلطی نہیں ہوئی تم انہیں کچھ نہ کہنا' رہا یہ سوال کہ موسیٰؑ کو معلوم تھا کہ ہارون نبیؑ ہیں اور نبی معصوم ہوتا ہے پس یہ علم ان کے لئے یوں ہی مانع تھا جیسے حضرت آدم کیلئے نص ولاتقربا ھذہ الشجرۃ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو مسئلہ عصمت کی تفاصیل مجتہد فیہ ہیں' دوسرے انبیاء اس کو حق تعالیٰ کا فعل جانتے ہیں نہ کہ خود نبی کی ذاتی صفت اور یہ ان کو معلوم نہ تھا کہ حق تعالیٰ نے اس واقعہ میں بھی ان کی پوری حفاظت کی یا نہیں' اسی لئے جب انہوں نے اپنے لئے معافی چاہی تو اس کے ساتھ ہی اپنے بھائی کے لئے بھی معافی چاہی تیسرے اگر وہ حضرت ہارونؑ کو معصوم جانتے تھے تو اپنے کو بھی ضرور ہی معصوم جانتے ہوں گے ان وجوہ سے مسئلہ عصمت نص صریح کے حکم میں یعنی اس کے برابر نہیں ہوسکتا' پس آدمؑ اور موسیٰؑ کے واقعہ میں فرق ظاہر ہوگیا' پس اس استطرادی مضمون کے بعد ہم پھر تفسیر شروع کرتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَكَذٰلِكَ
نَجْزِى الْمُفْتَرِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ
مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۖۚ وَفِىْ

نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ
رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ
وَاِيَّايَ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ
وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ وَاكْتُبْ لَنَا
فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ
اَشَآءُ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ
هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ
مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ
كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

ترجمہ: بیشک جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ہے ان پر بہت جلد ان کے رب کی طرف سے غضب اور ذلت اس دنیوی زندگی ہی میں پڑے گی اور ہم افترا پردازوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں اور جن لوگوں نے گناہ کے کام کئے پھر وہ ان کے بعد توبہ کر لیں اور ایمان لے آویں تو تمہارا رب اس توبہ کے بعد گناہ کا معاف کر دینے والا اور رحمت کرنے والا ہے اور جب موسیٰ علیہ السلام کا غصہ فرو ہوا تو ان تختیوں کو اٹھا لیا اور ان کے مضامین میں ان لوگوں کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے تھے ہدایت اور رحمت تھی اور موسیٰؑ نے ستر آدمی اپنی قوم میں سے ہمارے وقت معین (پر لانے) کے لئے منتخب کئے سو جب ان کو زلزلہ (وغیرہ) نے آ پکڑا تو موسیٰ علیہ السلام عرض کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار اگر آپ کو یہ منظور ہوتا تو آپ اس کے قبل ہی ان کو اور مجھ کو ہلاک کر دیتے کیا آپ ہم میں کے چند بیوقوفوں کی حرکت پر سب کو ہلاک کر دیں گے یہ واقعہ محض آپ کی طرف سے ایک امتحان ہے ایسے امتحانات سے جس کو آپ چاہیں گمراہی میں ڈال دیں اور جس کو آپ چاہیں ہدایت پر قائم رکھیں آپ ہی تو ہمارے خبر گیراں ہیں ہم پر مغفرت اور رحمت فرمایئے اور آپ سب معافی دینے والوں سے زیادہ بہتر ہیں اور ہم لوگوں کے نام دنیا میں بھی نیک حالی لکھ دیجئے اور آخرت میں بھی۔ ہم آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اپنا عذاب تو اسی پر واقع کرتا ہوں جس پر چاہتا ہوں اور

میری رحمت تمام اشیاء کو محیط ہو رہی ہے تو وہ رحمت تو ان لوگوں کے نام تو ضرور ہی لکھوں گا جو کہ خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو کہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس توریت وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں (جن کی صیت یہ بھی ہے کہ) وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لئے حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو (بدستور) ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں سو جو لوگ اس نبی (موصوف) پر ایمان لاتے ہیں ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔

تفسیر: گوسالہ بنانے والوں کا انجام

اور (کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کی دعا کو قبول فرمایا اور فرمایا کہ تم دونوں تو معذور ہو لیکن) وہ لوگ جنہوں نے گوسالہ بنایا ان کو دنیا میں ان کے رب کا غضب اور ذلت لاحق ہوگی اور ہم افتراء پردازوں کو ایسی ہی سخت سزا دیتے ہیں (مگر یہ سزا اس شرط سے ہے کہ وہ توبہ نہ کریں) اور جو لوگ ان برے اعمال کو پھر اس کے بعد توبہ کرلیں اور ایمان لے آئیں تو ان برے کاموں کے بعد ہی تمہارا رب بڑا بخشنے والا اور نہایت رحم والا ہے (اس لئے وہ ان کو معاف کردیگا' الغرض ان کی درخواست کے جواب میں ان کو یہ حکم سنا دیا گیا اور ان کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو گیا۔)

غصہ کے فرو ہونے کے بعد عمل کی طرف توجہ اور عطیہ ربانی

اور جس وقت موسیٰؑ سے (جوش) غضب فرو ہوا (اور وہ ٹھنڈے پڑے) تو اب انہوں نے تختیاں سنبھالیں (تاکہ ان پر عمل کریں اور لوگوں کو ان کے موافق ہدایت کریں) اور تختیوں میں جو کچھ لکھا ہوا تھا اس میں ان لوگوں کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں' صحیح راستہ کی طرف رہنمائی اور سراسر رحمت تھی۔

حضرت موسیٰؑ ستر آدمیوں کیساتھ طور پر

اور ایک واقعہ[1] بنی اسرائیل کا یہ ہے کہ ایک موقعہ پر ایک خاص وجہ سے) موسیٰؑ نے اپنی قوم یعنی[2] ان میں سے ستر آدمیوں کو ہمارے مقام گفتگو (یعنی کوہ طور پر لانا) کے لئے منتخب کیا (اور انہیں وہاں لائے) پس جس وقت ان کو زلزلہ نے آ پکڑا تو موسیٰؑ نے کہا کہ اے اللہ (آپ تو قادر مطلق اور مختار کامل ہیں نہ آپ کی قدرت اس مقام تک محدود ہے اور نہ آپ کا اختیار ہلاک کسی جرم پر موقوف اس لئے) اگر آپ چاہتے تو ان کو اس سے پہلے بھی مار سکتے تھے اور ان کے ساتھ مجھے بھی (آپ اس وقت انہیں چھوڑ دیجئے) کیا (آپ کو یہ گوارا ہے کہ) آپ ہم میں سے چند احمقوں کے فعل کے سبب مار ڈالیں (مجھے امید نہیں ہے کہ آپ ایسا کریں گے) نیز وہ (ان کی گمراہی[3]) تھی آپ ہی کی

---

[1] اس واقعہ کی تحقیق نہیں کہ ان کو طور پر کیوں لایا گیا اور ان کو زلزلہ نے کیوں پکڑا' لیکن مجھے ذوقاً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ عجل پرستی کی معذرت کے لئے لائے گئے تھے اور زلزلہ یا زلزلہ ہیبت تھا یا زلزلہ عذاب ۱۲۔ [2] اشارة الی ان قوله سبعين رجلا بدل من قوله قومه بدل البعض ولا حاجته الی اعتبار الحذف والا يصال هذا اذا كان المراد من القوم كلهم ولا فهو عطف بيان فافهم ۱۲.

[3] هذا استعطاف منه بتسليم القدرة والاختيار والتصرف له تعالىٰ وليس باعتراض عليه تربة المحرمين ۱۲.

پیدا کی ہوئی) گمراہی ہے (اور آپ کو اختیار ہے کہ) آپ جس کو چاہیں ہدایت کریں آپ ہمارے متولی کار ہیں پس آپ ہمیں معاف فرما دیجئے اور ہم پر رحم فرمائیے اور آپ معاف کرنے والوں میں سب سے بہتر معاف کرنے والے ہیں (اس لئے ہمیں امید ہے کہ آپ ضرور معاف فرمائیں گے) اور آپ دنیا میں بھی ہمارے لئے اچھائی لکھ دیجئے اور آخرت میں بھی ہم آپ سے توبہ کرتے ہیں (اس کے جواب میں) حق تعالیٰ نے فرمایا کہ (تمہاری درخواست منظور ہے اور جو کچھ تم نے میری مغفرت کے متعلق کہا ہے بالکل ٹھیک ہے واقعی میرے عذاب کی تو یہ حالت ہے کہ میں اسے اسی کو پہنچاتا ہوں جس کو چاہتا ہوں اور میری رحمت ہر چیز کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے پس میں ان لوگوں کے لئے اس کو لازمی طور پر لکھ دوں گا جو گناہوں سے بچیں اور زکوۃ دیں اور جو کہ ہماری تمام باتوں پر ایمان لائیں (ان واقعات سے بنی اسرائیل کی جہالتیں اور ان کو دستور العمل کے طور پر ایک سراپا ہدایت اور رحمت کتاب کا دیا جانا اور اس پر کاربند ہونے کی سخت تاکید اور بصورت اس کو نہ ماننے کے سخت سخت وعیدیں اور اس پر عمل کرنے اور ایمان لانے پر ان کے لئے رحمت کا التزام وغیرہ باتیں معلوم ہوئیں جو موجودہ بنی اسرائیل کے لئے سبق آموز ہیں اور چونکہ توریت پر عمل کرنے اور اس پر ایمان لانے پر حق تعالیٰ نے ان سے حتمی وعدہ کیا ہے اور توریت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی بھی تھی جس پر ایمان لانا اور اس کے مقتضی پر عمل کرنا ان کا فرض تھا اور اس پر عمل کرنے کی صورت میں وہ اسی رحمت کے مستحق تھے جس کا ان سے حتمی طور پر وعدہ کیا گیا تھا۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کا نتیجہ

(اس لئے فرماتے ہیں کہ اس مضمون سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ) جو لوگ موجودہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں جو کہ نبی اور ان پڑھ ہیں (جن کا ان پڑھ ہونا ان کے سچا نبی ہونے کی دلیل ہے اور) جن کو وہ اپنے یہاں تورات میں اور (نہ صرف تورات میں بلکہ انجیل میں (بھی) لکھا ہوا پاتے ہیں بحالیکہ وہ ان کو اچھی باتوں کا حکم کرتا اور بری باتوں سے روکتا اور ان کے لئے (بحکم خدا) پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتا اور گندی چیزوں کو ان پر حرام کرتا اور ان پر سے بھاری بوجھ اور ان طوقوں (جیسی سخت پابندیوں) کو اتارتا ہے جو ان پر تھے پس جو لوگ اس (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائیں اور اس کی حمایت کریں اور اس کی مدد کریں اور اس روشنی کی پیروی کریں جو ان کے ساتھ بھیجی گئی ہے یہ لوگ سراسر کامیاب ہیں۔

قُلْ يَآيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ
وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ
يَعْدِلُوْنَ ۝ وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ۭ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰهُ
قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ

مَّشْرَبَهُمْ ؕ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ

مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ

الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ؕ

سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ

رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اے (دنیا جہان کے) لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا (پیغمبر) ہوں جس کی بادشاہی ہے تمام آسمانوں اور زمین میں۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے سو (ایسے) اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے (ایسے) نبی امی پر (بھی) جو کہ (خود) اللہ پر اور ان کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان (نبی) کا اتباع کرو تا کہ تم راہ (راست) پر آ جاؤ اور قوم موسیٰ میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو (دین) حق کے موافق ہدایت کرتے ہیں اور اسی کے موافق انصاف بھی کرتے ہیں اور ہم نے ان کو بارہ خاندانوں میں تقسیم کر کے سب کی الگ الگ جماعت مقرر کر دی اور (ایک انعام یہ کیا کہ) ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا جبکہ ان کی قوم نے ان سے پانی مانگا کہ اپنے اس عصا کو فلاں پتھر پر مارو پس (مارنے کی دیر تھی فوراً اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے (چنانچہ) ہر ہر شخص نے اپنے پانی پینے کا موقع معلوم کر لیا اور (ایک انعام یہ کیا کہ) ہم نے ان پر ابر پر سایہ افگن کیا اور (ایک انعام یہ کیا کہ) ان کو ترنجبین اور بٹیریں پہنچائیں (اور اجازت دی کہ) کھاؤ نفیس چیزوں سے جو کہ ہم نے تم کو دی ہیں اور انہوں نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے تھے اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب ان کو حکم دیا گیا کہ تم لوگ اس آبادی میں جا کر رہو اور کھاؤ اس جگہ سے جس جگہ تم رغبت کرو اور زبان سے یہ کہتے جانا کہ توبہ ہے (توبہ ہے) اور (عاجزی سے) جھکے ہوئے دروازہ میں داخل ہونا ہم تمہاری (پچھلی) خطائیں معاف کر دیں گے (یہ تو سب کیلئے ہوگا اور) جو لوگ نیک کام کریں گے ان کو مزید برآں اور دینگے سو بدل ڈالا ان ظالموں نے ایک اور کلمہ جو خلاف تھا اس کلمہ کے جس کی ان سے فرمائش کی گئی تھی۔ اس پر ہم نے ان پر ایک آفت سماوی بھیجی اس وجہ سے کہ وہ حکم کو ضائع کرتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آپ کی رسالت کا خداوندی اعلان

تفسیر: (لہٰذا اے رسول) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اعلان کر دیجئے اور) کہہ دیجئے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اس خدا کا بھیجا ہوا ہوں جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی مخصوص ہے۔ جس کی یہ حالت ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں جو کہ جلاتا اور مارتا ہے پس تم اس خدا پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی جو کہ ان پڑھ نبی ہیں جو کہ خدا پر اور اس کی تمام کتابوں پر ایمان رکھتے

ہیں اور اس کا اتباع کرو امید ہے کہ تم (میری نصیحت قبول کر کے) صحیح راستہ پر آ جاؤ گے (ان لوگوں میں سب گمراہ نہیں ہیں جیسا کہ ظاہر کلام سے متبادر ہوتا ہے بلکہ یہ حالت اکثر کی ہے)۔

جماعت میں صالح افراد

اور موسیٰ کی جماعت میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ وہ حق تعالیٰ کے موافق دوسروں کو ہدایت کرتے اور اسی کے موافق انصاف کرتے ہیں (یہ ایک استطرادی مضمون ہے) پھر اب ہم بنی اسرائیل کے حالات کی طرف عود کرتے ہیں)

بنی اسرائیل بارہ خاندانوں میں اور ان پر انعامات

اور (کہتے ہیں کہ ایک واقعہ بنی اسرائیل کا یہ ہے) کہ ہم نے ان کو بارہ خاندانوں میں تقسیم کر کے الگ الگ جماعتیں بنا دیا تھا اور ہم نے موسیٰ کی طرف اس وقت جب کہ ان کی قوم نے ان سے پانی مانگا (ان کے مختلف خاندانوں کا لحاظ رکھتے ہوئے) یہ وحی کی کہ تم اپنی لاٹھی سے فلاں پتھر کو مارو (تاکہ اس میں سے خاندانوں کی تعداد کے موافق چشمے نکلیں) بس (جس وقت انہوں نے ایسا کیا، تو) اس پتھر میں سے (خاندانوں کی تعداد کے موافق) بارہ چشمے پھوٹ نکلے اب سب لوگوں نے اپنا اپنا پانی پینے کا مقام معلوم کر لیا (ایک انعام تو ہم نے ان پر یہ کیا) اور (دوسرا یہ کہ) ہم نے ان پر ابر کا سایہ کیا اور تیسرا یہ کہ) ہم نے ان کو (کھانے کے لئے) ترنجبین اور بٹیریں پہنچائیں کہ کھانے کی پاکیزہ چیز جو ہم نے ان کو دی ہیں خوب کھاؤ (ان نعمتوں کا مقتضیٰ یہ تھا کہ وہ شکر کرتے اور اطاعت کرتے مگر انہوں نے اس پر بھی مخالفت کی) اور (اس سے) انہوں نے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا بلکہ وہ اپنا ہی نقصان کر رہے تھے (چنانچہ ان پر کمانے کی مشقت پڑی اور ذلیل و خوار اور مغضوب خدا ہوئے سوا لگ ایک تو[1] موقعہ پر انہوں نے اپنا نقصان کیا۔

بنی اسرائیل کی ایک اور زیادتی اور حکم خدا کی نافرمانی

اور (ایک نقصان[2] انہوں نے اس وقت کیا جب کہ ان سے کہا گیا کہ تم اس بستی میں رہو جو کہ بتلائی جاتی ہے) اور اس میں سے جہاں سے تمہارا جی چاہے خوب کھاؤ (کوئی روک ٹوک نہیں) اور یہ کہو کہ ہمیں معافی درکار ہے اور بستی کے (دروازہ میں جھک کر داخل ہو (ایسا کرنے سے) ہم تمہارے قصور معاف کر دیں گے اس کے علاوہ جو اور نیک کام کریں گے ان کو ہم مزید انعام دیں گے اس پر ان لوگوں نے جو ان میں ظلم پر کمر بستہ تھے علاوہ اس بات کے جو ان سے کہی گئی تھی دوسری بات بدل دی (اور کہا کہ ہمیں تو بالیوں میں گیہوں چاہئیں ہمیں معافی کی ضرورت نہیں) اس پر ہم نے ان پر ان کے ظلم و ستم کی بدولت عذاب بھیجا (یہ نقصان بھی معلوم ہو گیا)۔

وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ
حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۚ كَذٰلِكَ ۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا

[1] اشارة الى تقدير المعطوف عليه. [2] نعبن لعامل الظرف وهو الارجح عندى ۱۲.

يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ
عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖۤ اَنْجَيْنَا
الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَـِٔيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۵﴾
فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ
عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖۚ وَاِنَّهٗ
لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۷﴾ وَقَطَّعْنٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۫
وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۶۸﴾ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ
يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ
يَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا
مَا فِيْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ
بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ
فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَاۤ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾

ترجمہ: اور آپ ان (اپنے ہم عصر یہودی) لوگوں سے (بطور تنبیہ) اس بستی والوں کا جو کہ دریائے شور کے قریب آباد تھے اس وقت کا حال پوچھئے جبکہ وہ ہفتہ کے بارہ میں حد (شرعی) سے نکل رہے تھے جبکہ ان کے ہفتے کے روز تو ان (کے دریا) کی مچھلیاں ظاہر ہو ہو کر ان کے سامنے آتی تھیں اور جب ہفتے کا دن نہ ہوتا تو ان کے سامنے نہ آتی تھیں ہم ان کی اس طرح پر (شدید) آزمائش کرتے تھے اس سبب کہ وہ (پہلے سے) بے حکمی کیا کرتے تھے۔ اور (اس وقت کا حال پوچھئے) جبکہ ان میں سے ایک جماعت نے یوں کہا کہ تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کئے جاتے ہو جن کو اللہ تعالیٰ بالکل ہلاک کرنے والے ہیں یا ان کو سخت سزا دینے والے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے (اور اپنے) رب کے روبرو عذر کرنے کے لئے اور (نیز) اس لئے کہ شاید یہ ڈر جاویں سو (آخر) جب وہ اس امر کے تارک ہی رہے جو ان کو سمجھایا جاتا تھا (یعنی نہ مانا) تو ہم نے ان لوگوں کو بچا لیا جو اس بری بات سے منع کیا کرتے تھے اور ان کو جو (حکم مذکور میں) زیادتی کرتے تھے ایک سخت عذاب میں پکڑ لیا بسبب اس کے کہ وہ بے حکمی کیا کرتے تھے یعنی جب وہ جس کام سے ان کو منع کیا گیا تھا حد سے نکل گئے تو

ہم نے ان کو کہہ دیا کہ تم بندر ذلیل بن جاؤ اور وہ وقت یاد کرنا چاہئے کہ جب آپ کے رب نے یہ بات بتلا دی کہ وہ ان یہود پر قیامت (کے قریب) تک ایسے (کسی نہ کسی) شخص کو ضرور مسلط کرتا رہے گا جو ان کو سزائے شدید کی تکلیف پہنچاتا رہے گا بلاشبہ آپ کا رب واقعی (جب چاہے) جلدی ہی سزا دیدیتا ہے اور بلاشبہ وہ (واقعی اگر کوئی باز آجائے) تو بڑی مغفرت اور بڑی رحمت (بھی) والا ہے اور ہم نے دنیا میں ان کی متفرق جماعتیں کردیں بعضے ان میں نیک تھے اور بعضے ان میں اور طرح کے (بھی) تھے (یعنی بد) اور ہم ان کو خوشحالیوں (صحت اور غنا) اور بدحالیوں (بیماری وفقر) سے آزماتے رہے کہ شاید اسی سے باز آجاویں پھر ان کے بعد ایسے لوگ جانشین ہوئے کہ کتاب (تورات) کو ان سے حاصل کیا اس دنیائے دنی کا مال ومتاع لے لیتے ہیں اور (اس گناہ کو حقیر سمجھ کر) کہتے ہیں کہ ہماری ضرور مغفرت ہو جائے گی حالانکہ اگر ان کے پاس (پھر) ویسے ہی مال ومتاع (دین فروشی کے عوض) آنے لگے تو اس کو لے لیتے ہیں کیا ان سے اس (کتاب) کا عہد نہیں لیا گیا کہ خدا کی طرف بجز حق بات کے اور کسی بات کی نسبت نہ کریں اور انہوں نے اس کتاب میں جو کچھ تھا اس کو پڑھ (بھی) لیا اور آخرت والا گھر ان لوگوں کے لئے (اس دنیا سے) بہتر ہے جو (ان عقائد واعمال قبیحہ سے) پرہیز رکھتے ہیں کیا پھر (اے یہود) تم نہیں سمجھتے اور (ان میں سے) جو لوگ کتاب کے پابند اور نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ ہم ایسے لوگوں کا جو اپنی اصلاح کریں ثواب ضائع نہ کریں گے۔ اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب ہم نے پہاڑ کو اٹھا کر چھت کی طرح ان کے اوپر معلق کر دیا اور ان کو یقین ہوا کہ اب ان پر گرا اور کہا کہ (جلدی) قبول کرلو جو کتاب ہم تم کو دی ہے (یعنی تورات اور) مضبوطی کے ساتھ (قبول کرو) اور یاد کرو جو احکام اس میں ہیں جس سے توقع ہے کہ تم متقی بن جاؤ۔

ہفتہ منانے کے سلسلہ میں حد سے تجاوز

تفسیر: اور (ایک نقصان انہوں نے اور کیا تھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اس بستی کی بابت دریافت کیجئے کہ جو سمندر کے کنارہ تھی (جس کا نام ایلہ تھا کہ اس کے رہنے والوں کا اس وقت کیا حشر ہوا تھا) جب کہ ہفتہ منانے کے بارہ میں اس وقت (ہمارے حکم سے) تجاوز کرتے (اور ہمارے حکم کے خلاف ہفتہ کے روز شکار کرتے) تھے جب کہ یہ حالت تھی کہ جس روز وہ ہفتہ مناتے تھے اس روز تو ان کے پاس مچھلیاں پانی پر نکل نکل کر آتی (تاکہ انہیں للچائیں) اور جس روز وہ ہفتہ نہ مناتے تھے اس روز مچھلیاں بالکل نہ آتیں (دیکھو) یوں (سختی کے ساتھ) ان کی مستمر نافرمانی کی بدولت ہم ان کا امتحان کر رہے ہیں (خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا اب ہم اصل مضمون کو پورا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پوچھئے کہ اس وقت ایلہ والوں کا کیا حشر ہوا جس وقت یہ واقعہ ہوا تھا اور جس وقت کہ لوگ ان کو نصیحت کرتے تھے کہ ہفتہ کی تعظیم کرو اور اس روز مچھلی کا شکار نہ کیا کرو مگر وہ مانتے نہ تھے ان میں ایک جماعت نے کہا تھا کہ تم ان لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جن کو خدا غارت کرنے والا یا ان کو سخت عذاب دینے والا ہے) جس کے جواب میں) انہوں نے کہا تھا کہ صرف خدا سے عذر کرنے کے لئے (ہم ایسا کرتے ہیں کہ ہم خدا سے کہہ سکیں کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا تھا' ماننا نہ ماننا ان کا کام تھا) اور اس لئے کہ شاید وہ اس گناہ سے بچ جائیں' پس جبکہ وہ ان باتوں کو بالکل بھول گئے جن کی نصیحت ان کو کی گئی تو جو لوگ ان کو نصیحت کیا کرتے تھے (عام اس سے کہ انہوں نے مایوس ہو کر آخر میں نصیحت چھوڑ دی ہو' یا آخر تک نصیحت کرتے رہے ہوں) ان کو ہم نے بچا لیا اور ان ظلم پیشہ لوگوں کو ان کے مستمر نافرمانی کے سبب سخت عذاب میں گرفتار کیا۔

بندر کی صورت میں مسخ ہونے کا عذاب

یعنی[1] جب کہ انہوں نے ان باتوں سے (احتراز کرنے سے) سرکشی کی (اور معصیت پر اصرار کیا) تو ہم نے کہہ دیا کہ (دفع ہو تمہارا منہ کالا اور) دفع ہو کر بندر بن جاؤ (یہ نقصان بھی معلوم ہو گیا) اور ایک نقصان انہوں نے اس وقت کیا جب کہ ان کی متواتر اور پیہم نافرمانیوں کی بناء پر) حق تعالیٰ نے یہ اعلان کر دیا کہ وہ قیامت تک ان پر ایسے لوگوں کو مسلط کرتا رہے گا جو انہیں ناگوار تکالیف دیتے رہیں (اور انہیں محکوم اور رعایا بنائے رکھیں اور یہ اعلان سزا اس لئے کیا گیا) تمہارا رب جلد ہی سزا دینے والا بھی ہے اور بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا بھی ہے (بنابریں کبھی وہ جلد سزا دیتا ہے جیسا کہ یہاں دی گئی اور کبھی معاف کر دیتا اور رحم کرتا ہے پھر یہ معافی ورحمت کبھی محدود ہوتی ہے اس صورت میں جب کہ سزا میں صرف تاخیر کر دی جاوے اور کبھی غیر محدود ہوتی ہے یہ اس وقت ہے جب کہ لوگ توبہ کر لیں اور معافی چاہ لیں)۔

بنی اسرائیل مختلف جماعتوں میں: اور ہم نے انہیں مختلف جماعتوں کی شکل میں زمین میں یوں متفرق کیا کہ ان میں کچھ اچھے لوگ تھے اور کچھ اس کے سوا (یعنی بد) اور اس مختلف اوقات میں خوشحالیوں اور بدحالیوں کے ساتھ ان کو اس غرض سے آزمایا کہ وہ) احسان سے یا سزا سے اپنی مخالفانہ روش سے) پلٹ جائیں (مگر وہ نہ پلٹے خیر وہ تو گذر گئے)۔

نالائق جانشین اور ان کے کرتوت: اب ان کے بعد دوسرے لوگ ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے ان سے میراث توریت حاصل کی یہ (ان سے بھی گئے گذرے ہوئے چنانچہ ان کی حالت یہ ہے کہ وہ احکام خداوندی کے عوض) اس دنیائے دنی کا سامان لیتے ہیں) اور (جرأت کے ساتھ) کہتے ہیں کہ ہم (خدا کے دوست اور خدا کے بیٹے ہیں اس لئے) ہمیں ضرور معافی دی جائے گی اور (بجائے اس کے کہ وہ اس فعل پر نادم ہوں اس خیال خام کی بناء پر ان کی جرأت یہاں تک بڑھی ہوئی ہے کہ) اگر انہیں ویسا ہی اور سامان مل جاوے تو اسے بھی لے لیں (کس قدر عجیب بات ہے) کیا ان سے توریت کا عہد نہیں لیا گیا تھا کہ خدا کی نسبت حق کے سوا کوئی بات نہ کہیں گے (جب یہ عہد لیا گیا تو اب وہ کیسے دعویٰ کرتے ہیں کہ خدا ان سے ان باتوں پر مواخذہ نہ کریگا) اور (یہ بھی نہیں کہ ان کو اس کی خبر نہ ہو کیوں کہ) انہوں نے ان مضامین کو پڑھا ہے جو اس میں ہیں (جس میں یہ مضمون بھی ہے) اور) اس کے ساتھ ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ) پچھلا گھر (آخرت) ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو گناہوں سے بچیں پس (جبکہ واقعات یہ ہیں تو) کیا تم لوگ بالکل ہی نہیں سمجھتے (کہ باوجود ان باتوں کے بھی دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہو لہٰذا تمکو چاہئے کہ بات کو سمجھو اور ان باتوں کو چھوڑ دو اور تورات پر پورا پورا عمل کرو جس کی صورت اب صرف یہ ہے کہ موجودہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ اور اس کا اتباع کرو) اور جو لوگ کتاب (تورات) کو مضبوط پکڑیں اور باقاعدہ نماز پڑھیں (ہم انہیں اس کا معاوضہ دیں گے کیونکہ) ہم اچھے کام کرنے والوں کا معاوضہ ضائع نہیں کرتے۔

پہاڑ سروں پر: اور جب کہ (ان کی سرکشی کی بدولت جو کہ وہ توریت کے قبول کرنے میں کرتے تھے) ہم نے پہاڑ (طور) کو اکھیڑ کر ان کے اوپر یوں کھڑا کیا جیسے شامیانہ ہوتا ہے اور انہوں نے سمجھا کہ اب وہ ان پر یقیناً گر پڑے گا (اور ایسی حالت میں ان سے کہا گیا کہ) جو کتاب ہم نے تم کو دی ہے اس کو تم مضبوطی سے پکڑو اور ان باتوں کو یاد رکھو جو اس میں ہیں (تاکہ تم عذاب سے محفوظ رہو) امید ہے کہ (اس مشاہدہ کے بعد) تم (مخالفت سے) پرہیز کرو گے (اس وقت بھی ان لوگوں نے اطاعت کا عہد کیا تھا کیونکہ اگرچہ وہ عہد

---

[1] فیه اشارة الی ان الفاء للتفصیل والتفسیر وترجمها بالحاصل ۱۲.

تحقیقہ ان کے آباؤ اجداد نے کیا تھا مگر اول تو وہ عہد اپنی اور اپنی اولاد کے سب کی طرف سے تھا پھر جبکہ یہ لوگ ان کے دین پر ہیں تو یہ بھی اس عہد کا الزام کئے ہوئے ہیں اس لئے اُن کا عہد ان ہی کا عہد ہے الغرض یہ تو خاص عہد تھا)۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ڔ شَهِدْنَا ڔ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ؁ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ؁ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ؁ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ؁ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ؁ سَاۗءَ مَثَلَۨا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ؁ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ؁ وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ڮ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ؁ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۠ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَاۗىِٕهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ؁ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ؁

ترجمہ: اور جبکہ آپ کے رب نے اولاد آدمؑ کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے انہیں کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے جواب دیا کہ کیوں نہیں ہم سب (اس واقعہ کے) گواہ بنتے ہیں تا کہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہنے لگو کہ ہم تو اس (توحید) سے محض بے خبر تھے۔ یا یوں کہنے لگو کہ (اصل) شرک تو ہمارے بڑوں نے کیا تھا اور ہم تو ان کے بعد ان کی نسل میں ہوئے سو کیا ان غلط راہ (نکالنے) والوں کے فعل پر آپ ہم کو ہلاکت میں ڈالے دیتے ہیں ہم اسی طرح آیات کو صاف صاف بیان کرتے ہیں اور تا کہ وہ باز آجاویں اور ان لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنایئے کہ اس کو ہم نے اپنی آیتیں دیں پھر وہ ان سے بالکل ہی نکل گیا پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا سو وہ گمراہ

لوگوں میں داخل ہو گیا اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرنے لگا سو اس کی حالت کتے کی سی ہو گئی کہ اگر تو اس پر حملہ کرے تب بھی ہانپے یا اس کو چھوڑ دے تب بھی ہانپے یہی حالت (عام طور پر) ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا سو آپ اس حال کو بیان کر دیجئے شاید وہ لوگ کچھ سوچیں (حقیقت میں) ان لوگوں کی حالت بھی بری حالت ہے جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں اور (اس تکذیب سے) وہ اپنا (ہی) نقصان کرتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت کرتا ہے سو ہدایت پانے والا وہی ہوتا ہے اور جس کو وہ گمراہ کر دے سو ایسے ہی لوگ (ابدی) خسارہ میں پڑ جاتے ہیں اور ہم نے ایسے بہت سے جن اور انسان دوزخ کے لئے پیدا کئے ہیں جن کے دل ایسے ہیں جن سے نہیں سمجھتے اور جن کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے نہیں دیکھتے اور جن کے کان ایسے ہیں جن سے نہیں سنتے یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ یہ لوگ زیادہ (بے راہ) ہیں یہ لوگ غافل ہیں اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لئے ہیں سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے ناموں میں سے کج روی کرتے ہیں ان لوگوں کو ان کے کئے کی ضرور سزا ملے گی اور ہماری مخلوق جن و انس میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو حق (یعنی اسلام) کے موافق ہدایت کرتے ہیں اور اسی کے موافق انصاف بھی کرتے ہیں۔

روز ازل میں ارواح بنی آدم کا اقرار

تفسیر: اور (اس سے پہلے ایک عام عہد بھی ہو چکا ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ) جس وقت تمہارے رب نے (آدمؑ کی پشت سے ان کی اولاد کو اور) اولاد آدمؑ کی پشت سے (نسلاً بعد نسل) ان کی اولاد کو نکالا اور ان کو خود ان کے اوپر گواہ بنایا (اور پوچھا) کہ کیا تمہارا پروردگار نہیں ہوں (اور کیا اس بناء پر میرے ہر حکم کی اطاعت تم پر لازم نہیں ہے' اگر تمہیں اس میں کچھ حجت ہو تو ظاہر کرو) اس وقت (کسی نے کوئی حجت نہیں کی اور) سب نے (بالاتفاق) کہا کہ بیشک (آپ ہمارے رب ہیں) ہم (اپنے اس اقرار کے) گواہ ہیں (یہ اس لئے اقرار کرایا گیا کہ) مبادا تم قیامت میں کہو کہ ہم اس حقیقت سے بے خبر تھے یا کہو کہ ہمارے آباؤ اجداد نے پہلے شرک کیا تھا اور ہم ان کی اولاد تھے (اسی لئے ہم نے بھی ان ہی کا اتباع کیا اور جب واقعہ یہ ہے) تو کیا آپ ان اہل باطل کے فعل سے ہمیں ہلاک کرتے ہیں پس پہلے واقعہ سے خاص اہل کتاب پر اور دوسرے واقعہ سے اہل کتاب اور مشرکین اور ان کے سوا تمام لوگوں پر حجت الٰہیہ قائم ہو چکی ہے اور اب ان میں سے کسی کو مخالفت کی گنجائش نہیں ہے ان میں سے پہلے واقعہ کا تو اہل کتاب کو علم ہے اور گو دوسرے واقعہ کا انہیں استحضار نہیں ہے' مگر اول تو اس کا اثر طبیعتوں میں موجود ہوتا ہے یعنی صلاحیت معرفت حق و انقیاد للحق جو کہ عوارض خارجیہ مثل تقلید آبایا تکبر و اتباع ہویٰ سے مضمحل ہو جاتا ہے دوسرے دلائل صحیحہ کے ذریعہ سے اس کو ان کی یاد دہانی کرادی گئی پس وہ بھی بمنزلہ تذکرہ ہی کے ہے جیسے کوئی شخص کوئی دستاویز لکھ کر عدالت میں رجسٹری کرا دے۔ اور پھر وہ اسے کسی عارض کے وجہ سے یوں بھول جاوے۔ کہ دستاویز دیکھنے کے بعد بھی اسے یاد نہ آئے تو وہ دستاویز اس کے مقابلہ میں حجت ہو گی اور اس کا بھول جانا عذر نہ ہو گا یہ دلائل ہیں ہمارے اور (ہم یوں تفصیل کے ساتھ دلائل بیان کرتے ہیں جن کا نمونہ تم ابھی دیکھ چکے) اور (اسی لئے بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ اپنی مخالفانہ روش سے پلٹ جائیں مگر وہ کہاں پلٹتے ہیں)۔

وہ اہل کتاب جنہوں نے نافرمانی کی ان کی مثال

اوران (اہل کتاب) کواس شخص کی حالت سنا دیجئے جس کو ہم نے اپنی آیتیں دیں (جیسے کہ ان کو دی تھیں) پھروہ (شیطان کے اغواء سے) ان (کے حکم) سے باہر ہوا (جیسے یہ ہوگئے) اس کے بعد شیطان اس کے پیچھے لگ گیا (اوراب وہ ان کو چھوڑتا ہی نہیں جیسے یہ لوگ ہیں) اوراس کے بعدوہ پورا گمراہ ہوگیا (جیسے یہ لوگ ہیں' خلاصہ یہ کہ یہ تمام باتیں ان لوگوں میں پائی جاتی ہیں لہٰذا ان کو ان کی حالت سنا دیجئے) سواس کی حالت ایسی ہے جیسے کتے کی حالت کہ اگرتم اس پر حملہ کروتب بھی وہ ہانپتا ہے اوراگراسے اس کی حالت پر چھوڑ دوتب بھی ہانپتا ہے (پس جس طرح وہ کسی حالت میں ہانپنا نہیں چھوڑتا یوں ہی اگر اس شخص مذکور کو تہدید وتنبیہ وتذکیر کروتب بھی وہ شرارت سے باز نہیں آتا اوراگراسے اسکی حالت پر چھوڑ دوتب بھی وہ اس سے باز نہیں آتا) الغرض یہ حالت ہے ان لوگوں کی جوآیات کی تکذیب کرتے ہیں (جیسے یہ اہل کتاب وغیرہ) پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان سے) یہ مضمون بیان کردیجئے بدیں توقع کہ وہ غورکریں (اورسوچیں کہ ان کی حالت کیسی بری ہے اوراس سے باز آئیں) فی الحقیقت حالت کے لحاظ سے نہایت ہی برے ہیں وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اوراس طرح اپنے اوپر ظلم کرتے رہے (جیسے یہ اہل کتاب وغیرہ)

ہدایت یافتہ وہی ہے جسے اللہ نواز دے: (بس جی جسے خداہدایت کرے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے گمراہ کرے سو یہ لوگ تو گھاٹے ہی میں ہیں' پس ان سے ہدایت قبول کرنے کی کیا توقع ہوسکتی ہے۔

جہنمیوں کا حال: اورہم نے بہت سے جنوں اورآدمیوں کو جہنم کے لئے پیدا کیا ہے (جیسے مشرکین واہل کتاب وغیرہ) جن کے لئے ایسے دل ہیں جن سے وہ سمجھتے نہیں ہیں اورجن کے لئے ایسی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے نہیں ہیں اورجن کے لئے ایسے کان ہیں جن سے وہ سنتے نہیں ہیں (خلاصہ یہ کہ) وہ محض ڈھوروں کی مثل ہیں (اورمثل ہی نہیں) بلکہ یہ لوگ ان سے زیادہ بے راہ ہیں (کیونکہ وہ راستہ پرلانے سے آتو جاتے ہیں یہ توکسی طرح راہ پر نہیں آتے' الغرض) یہ لوگ ہیں جوپکے بے خبر ہیں اور (ان کی بے خبری کی ایک بڑی علامت یہ ہے کہ وہ خدا کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں اورغیراللہ کوآلہ معبودرب وغیرہ کہتے ہیں اورعزیز سے عزیٰ اوراِلٰہ سے لات وغیرہ بنا کربتوں کے نام رکھتے ہیں)۔

اسماءِ حسنٰی اوران کے ساتھ تمسخر کا انجام

مگرواقعہ یہ ہے کہ اللہ ہی کے لئے مخصوص ہیں اچھے نام (جیسے الٰہ معبودرب وغیرہ اوریہ ان کی سراسر غلطی ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ خیال نہ کیجئے) اورجولوگ اس کے ناموں میں کج روی کرتے (اوردوسروں کوان میں شریک کرتے) ہیں ان کو ایسا کرنے دیجئے بہت جلدان کو ان کے ان کارناموں کا بدلہ دیا جاوے گا جووہ کیا کرتے ہیں (خیر بہت سوں کو تو ہم نے دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے) اورجن کوہم نے پیدا کیا ہے ان میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جوحق کے موافق ہدایت کرتی اوراسی کے موافق انصاف کرتی ہے (جیسے مسلمان اورمؤمنین اہل کتاب جن کو اس کا بہتر معاوضہ دیا جاویگا)۔

وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۸۲﴾ وَأُمْلِي لَهُمْ ۚ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ﴿۱۸۳﴾ أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا ۗ مَا بِصَاحِبِهِم مِّن جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿۱۸۴﴾ أَوَلَمْ

يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۝ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۭ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۘ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

ترجمہ: اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں ہم ان کو بتدریج لئے جا رہے ہیں اس طور پر کہ ان کو خبر بھی نہیں اور ان کو میں مہلت دیتا ہوں بیشک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے کیا ان لوگوں نے اس بات میں غور نہ کیا کہ ان کا جن سے سابقہ ہے انکو ذرا بھی جنون نہیں وہ تو صرف ایک صاف صاف (عذاب سے) ڈرانے والے ہیں اور کیا ان لوگوں نے غور نہیں کیا آسمانوں اور زمین کے عالم میں اور (نیز) دوسری چیزوں میں جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں اور اس بات میں (بھی غور نہیں کیا) کہ ممکن ہے کہ ان کی اجل قریب ہی آ پہنچی ہو پھر قرآن کے بعد کونسی بات پر یہ لوگ ایمان لاویں گے جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرے اس کو کوئی راہ پر نہیں لا سکتا (پھر غم لا حاصل ہے) اور اللہ تعالیٰ ان کو انکی گمراہی میں بھٹکتے ہوئے چھوڑ دیتا ہے یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا۔ آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم صرف میرے رب ہی کے پاس ہے اس کے وقت پر اس کو سوا اللہ کے کوئی اور ظاہر نہ کرے گا وہ آسمان اور زمین میں بڑا بھاری حادثہ ہوگا (اس لئے) وہ تم پر محض اچانک آ پڑے گی وہ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں جیسے گویا آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم خاص اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے آپ کہہ دیجئے کہ میں خود اپنی ذات خاص کے لئے کسی نفع (تکوینی کے حاصل کرنے) کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر (تکوینی کے رفع کرنے) کا مگر اتنا ہی جتنا خدا تعالیٰ نے چاہا اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیا کرتا اور کوئی مضرت ہی مجھ پر واقع نہ ہوتی میں تو محض (احکام شرعیہ بتلا کر ثواب کی) بشارت دینے والا اور (عذاب سے) ڈرانے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں۔

کفار کو ڈھیل

تفسیر: اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے ان کو ہم یوں رفتہ رفتہ ہلاکت کی طرف لے جائیں گے کہ انہیں علم بھی نہ ہوگا

اور ابھی ہم انہیں مہلت دے رہے ہیں (یہ ہماری تدبیر ہے جو ہم ان کے خلاف کر رہے ہیں اور اس کا نتیجہ ان کے حق میں نہایت خطرناک نکلے گا کیونکہ) ہماری تدبیر نہایت پختہ ہوتی ہے (اس میں ناکامی کا احتمال بھی نہیں ہو سکتا)۔

دیوانہ پن کا اتہام اور اس کی تردید

اور (یہ لوگ جو ان باتوں کو سن کر رسول پر دیوانگی کا حکم کرتے ہیں تو) کیا یہ لوگ بالکل غور ہی نہیں کرتے (آخر ان میں جنون کی کیا بات ہے تمام حقائق اور واقعات میں جو دلائل سے ثابت ہیں پھر شبہ جنون چہ معنی دارد) حقیقت یہ ہے کہ ان کے آدمی کو (جو ان کی ہدایت کے لئے مامور ہے) ذرا بھی جنون نہیں ہے وہ محض ایک کھلا ہوا ڈرانے والا ہے (جس پر جنون کا شبہ خود جنوں ہے) اور (وہ جن باتوں کی تعلیم دیتے ہیں ان کا ملخص دو چیزیں ہیں ایک خدا کو وحدہ لاشریک اور واجب الاطاعت ماننا اور دوسرا قیامت میں زندہ ہو کر جزاء و سزا پانا باقی جو کچھ ہے وہ سب انہی اصول کی تفریعات ہیں سو یہ دونوں باتیں ملکوت سمٰوات والارض اور خلق خداوندی میں غور کرنے سے صفائی کے ساتھ معلوم ہو سکتی ہیں چنانچہ توحید کا اثبات تو بارہا گذر چکا ہے رہا قیامت کا اثبات سو وہ یوں ہو سکتا ہے کہ قیامت میں جو بات ان کے نزدیک مشکل ہے وہ مر کر زندہ ہونا ہے سو اس کی نظیریں عالم میں دن رات مشاہد ہیں' کیونکہ مرنا تو کوئی اشکال کی بات ہی نہیں کیونکہ وہ انہیں مسلم ہے اب اشکال کے قابل صرف نیست سے ہست ہونا ہے سو یہ بھی دن رات مشاہد ہے' لہٰذا یہ بھی کوئی قابل اعتراض بات نہ ہوئی) بس (یہ جو ان باتوں پر اشکال کرتے اور ان کو مجنونانہ باتیں کہتے ہیں تو) کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کی عالیشان سلطنت (میں) اور جو چیزیں خدا نے پیدا کی ہیں ان میں اور اس امر میں کہ ممکن ہے کہ ان کی میعاد قریب آ گئی ہو (اور وہ مر جائیں اور مر کر انہیں ان کے اعمال کی سزا بھگتنی پڑے جس کے امکان پر واقعات عالم شاہد ہیں' جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے) غور نہیں کی (جو یہ ان کی تعلیمات کو دیوانہ پن بتاتے ہیں' دیکھو کیسی صاف بات ہے مگر وہ اس پر بھی ایمان نہیں لاتے) سو (جب وہ اس پر بھی ایمان نہیں لاتے تو) اس کے بعد وہ کس بات پر ایمان لائیں گے (اصل بات یہ ہے کہ) جسے (اس کے کرتوتوں کی بدولت) (خدا گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت کرنے والا نہیں اور (ان کی سرکشی کی بدولت) وہ (بھی انہیں ہدایت نہیں کرتا اور) ان کو ان کی سرکشی میں سرگرداں چھوڑ دیتا ہے۔

سوال بسلسلہ قیامت اور اس کا جواب

ان کی جہالت تو دیکھو) تم سے پوچھتے ہیں کہ وقوع قیامت کب ہوگا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دیجئے اس کا علم تو میرے پروردگار ہی کے پاس ہے (اور وہی جانتا ہے کہ کب ہوگی اس وقت تو اسے کوئی کیا جانتا) اس کو اس کے وقت پر بھی وہی ظاہر کرے گا (اور اس لئے اس کے وقوع سے ذرا پہلے بھی کسی کو خبر نہ ہوگی) وہ آسمانوں میں اور زمین میں ایک بڑا بھاری حادثہ ہے (کوئی معمولی چیز نہیں ہے جس کو ہر ایک کو بتلا دیا جائے اس لئے) وہ تمہارے پاس صرف اچانک آئے گی (اور پہلے سے اس کی کوئی اطلاع کسی کو نہ کی جائے گی یہ تو واقعہ ہے مگر اس پر بھی) یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں پوچھتے ہیں جیسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے متعلق پوری تحقیق کئے ہوئے ہوں (لہٰذا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (صاف) کہہ دیجئے کہ اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے (گو واقعہ یہ ہے) مگر بہت سے لوگ علم نہیں رکھتے (اس لئے وہ سمجھے ہوئے ہیں کہ نبی کو بھی اس کا علم ہونا ضروری ہے جو یہ نہیں جانتا وہ نبی نہیں ہو سکتا اور اس لئے وہ اس قسم کے سوال کرتے ہیں۔

حقیقت نبوت: آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسے لوگوں کے اس قسم کے شبہات کی جڑ کاٹ دینے کے لئے صاف الفاظ میں نبوت کی حقیقت بیان کر دیجئے اور) کہہ دیجئے کہ میں (ایک بندہ ہوں اور اس لئے) اپنے لئے بھی نہ نفع پہنچانے کا اختیار رکھتا ہوں نہ نقصان پہنچانے کا دوسرے تو در کنار) ہاں جو (نفع یا نقصان) خدا چاہے (وہ مجھے پہنچ سکتا ہے) او (نہ مجھے غیب کا علم ہے کیونکہ) اگر میں غیب جانتا ہوتا تو (اپنے لئے بہت سی بہبودیاں (اور منافع) اکٹھا کر لیتا اور کوئی برائی مجھے چھو نہ سکتی (مگر تمام منافع اور بہبودیوں کا میرے لئے اکٹھا ہونا اور کسی برائی کا مجھے نہ چھو سکنا خلاف مشاہدہ ہے پس یہ صریح دلیل ہے اس کی کہ میں عالم الغیب نہیں ہوں اور جو مجھے ایسا سمجھے وہ سراسر جاہل ہے) میں تو صرف (خدا کا پیغام پہنچا کر نافرمانوں کو عذاب سے) ڈرانے والا اور جو لوگ ایمان لائیں ان کو (ثواب کی) خوش خبری دینے والا ہوں (اور یہ حقیقت ہے میری نبوت کی اس میں نہ علم غیب کی ضرورت ہے' نہ اختیار نفع وضرر کی' پس جو ان امور کو میری رسالت کے انکار کا مبنیٰ بتاتے ہیں یہ ان کی غلطی ہے اس مضمون میں چونکہ توحید کی طرف بھی اشارہ ہے اس لئے اب اس مضمون توحید کی طرف انتقال فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ)

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا
تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّاۤ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا
صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَاۤ اٰتٰىهُمَا ۚ
فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾ اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
لَهُمْ نَصْرًا وَّلَاۤ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ؕ
سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ
بِهَاۤ ۫ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَاۤ ۫ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَاۤ ۫ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ
يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾ اِنَّ وَلِیِّۦَ اللّٰهُ الَّذِیْ
نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹۶﴾ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
نَصْرَكُمْ وَلَاۤ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ؕ وَتَرٰىهُمْ
يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۹۸﴾ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ
الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۰۰﴾

ترجمہ: جس نے تم کو ایک تن واحد (آدمؑ) سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا (یعنی حواؑ) تاکہ وہ اس (اپنے جوڑے) سے انس حاصل کرے پھر جب میاں نے بی بی سے قربت کی تو اس کو حمل رہ گیا ہلکا سا سو وہ اس کو لئے ہوئے چلتی پھرتی رہی۔ پھر جب وہ بوجھل ہو گئی تو دونوں میاں بی بی اللہ سے جو کہ ان کا مالک ہے دعا کرنے لگے کہ اگر آپ نے ہم کو صحیح سالم اولاد دیدی تو ہم خوب شکر گزاری کریں گے سو جب اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو صحیح سالم اولاد دیدی تو اللہ کی دی ہوئی چیز میں وہ دونوں اللہ کے شریک قرار دینے گے سو اللہ پاک ہے ان کے شرک سے کیا ایسوں کو شریک ٹھہراتے ہیں جو کسی چیز کو نہ بنا سکیں اور (بلکہ) وہ خود ہی بنائے جاتے ہوں اور وہ ان کو کسی قسم کی مدد (بھی) نہیں دے سکتی اور (اس سے بڑھ کر یہ کہ) وہ خود اپنی بھی مدد نہیں کر سکتے اور (اس سے بھی بڑھ کر سنو کہ) اگر تم ان کو کوئی بات بتلانے کو پکارو تو تمہارے کہنے پر نہ چلیں (بہرحال) تمہارے اعتبار سے دونوں امر برابر ہیں خواہ تم ان کو پکارو اور یا تم خاموش رہو واقعی تم خدا کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں سو تم ان کو پکارو (اور) پھر ان کو چاہئے کہ تمہارا کہنا کر دیں اگر تم سچے ہو کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے کسی چیز کو تھام لکیں یا ان کے آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہوں یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہوں آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے کہ تم اپنے سب شرکاء کو بلا لو پھر میری ضرر رسانی کی تدبیر کرو پھر مجھ کو ذرا مہلت مت دو یقیناً میرا مددگار اللہ تعالیٰ ہے جس نے یہ کتاب نازل فرمائی اور وہ (عموماً) نیک بندوں کی مدد کیا کرتا ہے اور تم جن لوگوں کی خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو وہ تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتے اور نہ وہ اپنی مدد کر سکتے ہیں اور ان کو اگر کوئی بات بتلانے کو پکارو تو اس کو نہ سنیں اور ان کو آپ دیکھتے ہیں کہ گویا وہ آپ کو دیکھ رہے ہیں اور وہ کچھ بھی نہیں دیکھتے سرسری برتاؤ کو قبول کر لیا کیجئے اور نیک کام کی تعلیم کر دیا کیجئے اور جاہلوں سے ایک کنارہ ہو جایا کیجئے اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے بلاشبہ وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

دلائل توحید و کمال قدرت

تفسیر: وہ (خدا جس کی طرف یہ نبی دعوت دیتے ہیں) وہ ہے جس نے تم کو ایک جان (حضرت آدمؑ سے پیدا کیا (پس یہ ایک دلیل ہے اس کے کمال قدرت کی کہ اس نے ایک آدمی سے اتنے آدمی پیدا کر دیئے اور چونکہ ایسا کوئی اور...... ہے نہیں اس لئے صرف وہی خدا ہے اور بحیثیت تمہارا تنہا خالق ہونے کے بھی تمہاری عبادت کا تنہا مستحق ہے حضرت آدمؑ چونکہ مرد تھے اس لئے ان کے ذکر سے کلام میں مطلق مرد کا ذکر ہو گیا اس لئے آگے مضمون مطلق مرد کے اعتبار سے ہے اور فرماتے ہیں کہ ایک دلیل توحید تو تم سن چکے) اور (دوسری دلیل یہ ہے کہ) اس (مطلق مرد) سے اس کا جوڑا (مطلق عورت) پیدا کیا (چونکہ حضرت حواؑ اور ان کے سوا جتنی عورتیں ہیں سب بلاواسطہ یا بواسطہ دوسرے مردوں کے حضرت آدمؑ سے پیدا کی گئی ہیں جو کہ مرد تھے پس یہ صحیح ہے کہ جنس عورت کو مرد سے پیدا کیا پس یہ دوسری دلیل ہے اس کے کمال قدرت کی کہ ایک نوع سے دوسری نوع پیدا کر دی اور چونکہ یہ قدرت بھی کسی اور میں نہیں اس لئے اس

لحاظ سے بھی وہ تنہا معبود ہے اور بنایا اس لئے) تا کہ وہ (یعنی مرد) اس (یعنی عورت) سے مل کر راحت پائے (یہ ایک انعام ہے جو مقتضی ہے اس کو کہ اس کی اس نعمت کا شکر ادا کیا جاوے اور اس کی اطاعت کی جوے یہ واقعات تو سن چکے) اب (یہ سمجھو کہ) جب[1] کہ اس (یعنی مرد) نے اس (یعنی عورت) سے صحبت کی تو اس (یعنی عورت) کو ہلکا سا حمل رہ گیا اور وہ اس کو لئے پھرتی رہی اب جب کہ وہ گرانبار ہوئی (اور بچہ ہونے کے دن قریب آئے) تو اب ان دونوں (مرد عورت) نے اس خدا سے جو کہ ان کا پروردگار ہے۔ یوں دعا کی کہ اگر تو ہم کو اچھا خاصہ بچہ دے دے گا۔ تو ہم ضرور شکر گذار ہوں گے (اور اس سے ثابت ہوا کہ وہ خدا کے سوا کسی کو اس کا اہل جانتے ہی نہیں کہ وہ ان کی ہر خواہش پوری کر سکے پس ان تمام واقعات کا مقتضیٰ یہ تھا کہ اس کو وحدہ لاشریک مانا جاتا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جاتا لیکن باوجود ان تمام باتوں کے) اب جبکہ اس نے ان کو اچھا خاصا بچہ دیدیا (اب وہ اپنا عہد بھی بھول گئے اور جو واقعات مقتضی توحید ہم نے ابھی بیان کئے ہیں ان کو بھی نظر انداز کر دیا اور) جو بچہ اس نے انہیں دیا تھا اس میں (مختلف طور سے) دوسروں کو شریک بنانے لگے' مثلاً اس کو شرک کی تعلیم کرنے لگے پس برتر ہے اللہ ان کے شرک سے۔

شرک اور اس کی روک تھام

کیا وہ اس کا ایسی چیزوں کو شریک بناتے ہیں جو کوئی چیز نہیں پیدا کرتے اور خود مخلوق ہیں اور جو کہ نہ ان کی کسی قسم کی مدد کر سکتے ہیں اور نہ اپنی ہی مدد کرتے ہیں اور اگر تم انہیں کسی معقول بات کی طرف بلاؤ تب بھی وہ تمہارا اتباع نہ کریں (معقول اس لئے کہا گیا کہ غیر معقول ہونا اس کے غیر معقول ہونے کو مانع کہا جا سکتا ہے) غرض) ان کے لئے دونوں یکساں ہیں خواہ تم انہیں پکارو یا خاموش رہو) اور کیا ایسی عاجز چیزوں کا ایسے قادر مطلق کا شریک بنانا معقول ہو سکتا ہے' ہرگز نہیں (ارے اللہ کے بندو) جن چیزوں کو تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ بھی تمہاری طرح بندے ہیں خدا نہیں ہیں) پس (اگر تم کو ہمارے اس بیان میں شک ہے) تو اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو تم انہیں پکارو اور وہ تمہارا کہنا کریں (دیکھیں تو وہ کیسے کرتے ہیں پس جب کہ ان میں یہ بھی قابلیت نہیں ہے تو پھر وہ خدا کیسے) اور کیا ان کے ایسے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہوں یا ان کے ایسے ہاتھ ہیں جن سے وہ (کوئی شے) پکڑتے ہوں یا ان کی ایسی آنکھیں ہیں۔ جن سے وہ دیکھتے ہوں یا ان کے ایسے کان ہیں۔ جن وہ سنتے ہوں (کچھ بھی نہیں۔ تو آخر یہ کس بنا پر خدا ہیں۔ جب کہ ان میں وہ باتیں بھی نہیں جو معمولی جانداروں میں ہوتی ہیں ان باتوں کو سن کر جوش آئے گا اور وہ تمہاری ضرر رسانی کے درپے ہوں گے لہٰذا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دیجئے کہ تم (میرے مقابلہ) اپنے معبودوں کو بلاؤ اور تم اور تمہارے معبود سب مجھے ضرر پہنچانے کی کوشش کرو اور ذرا مہلت نہ دو (دیکھوں تم میرا کیا کرتے ہو) میرا متولی کار اور ناصر و مددگار) وہ خدا ہے جس نے یہ کتاب نازل کی ہے (جس کے مقابلہ سے تم سب عاجز ہو) اور جو کہ اچھے لوگوں کا متولی کار رہتا ہے اور (برخلاف اس کے) جن کو تم پکارتے ہو وہ نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور نہ اپنی مدد کرتے ہیں اور (مدد تو درکنار) اگر تم انہیں کسی معقول بات کی طرف بلاؤ گے تو سنیں گے بھی نہیں اور (آنکھیں بھی ہیں تو صرف دیکھنے ہی کی ہیں نہ کہ دیکھنے کی (چنانچہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھتے ہیں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ دیکھتے

---

[1] یہ گفتگو مطلق مرد و عورت سے متعلق ہے نہ کہ خاص آدم و حوا سے اور ترمذی میں جو اس کے متعلق حدیث ہے وہ سنداً کمزور ہے اور مطلق مرد و عورت سے بھی تمام افراد کے لحاظ سے نہیں بلکہ بعض افراد یعنی مشرکین کے لحاظ سے اس وقت تو اسے کوئی کیا جانتا' خوب سمجھ لو'۱۲۔

بیٹھیں (یہ لوگ باتیں سن کر اور برافروختہ ہوں گے مگر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم طرح دینے کو اختیار کئے رہئے اور اچھی باتوں کا حکم کرتے رہئے اور ان جاہلوں سے اعراض کرتے رہئے (اور ان کی ناشائستہ حرکتوں پر خیال نہ کیجئے۔

ہر کجا باشد ریاضت بارۂ ازلگد خوردن نباشد چارۂ

اور اگر کوئی شیطانی جوش آپ کو بھڑکا وے تو خدا سے پناہ مانگئے (اور ہرگز اس کی موافقت نہ کیجئے' کیونکہ) وہ بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے (اس لئے اس کے حکم کی مخالفت ہرگز مناسب نہیں ہے)۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۚ
وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِى الْغَىِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ۞ وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا
اجْتَبَيْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَىَّ مِنْ رَّبِّىْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى
وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۞ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُوْنَ ۞ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِىْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ
وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۞ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ
عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۩ ۞

ترجمہ: یقیناً جو لوگ خدا ترس ہیں جب ان کو کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آجاتا ہے تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں سو یکایک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور جو شیاطین کے تابع ہیں وہ ان کو گمراہی میں کھینچے چلے جاتے ہیں پس وہ باز نہیں آتے اور جب آپ کوئی معجزہ ان کے سامنے ظاہر نہیں کرتے تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ یہ معجزہ کیوں نہ لائے آپ فرما دیجئے کہ میں اس کا اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے حکم بھیجا گیا ہے یہ (گویا) بہت سی دلیلیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں اور جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو امید ہے کہ تم پر رحمت ہو اور (آپ ہر شخص سے یہ بھی کہہ دیجئے کہ) اے شخص اپنے رب کی یاد کیا کر اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ صبح اور شام (یعنی علی الدوام) اور اہل غفلت میں شمار مت ہونا یقیناً جو (ملائکہ) تیرے رب کے نزدیک (مقرب) ہیں وہ اس کی عبادت سے (جس میں اصل عقائد ہیں) تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں (جو کہ طاعت لسانی ہے) اور اس کو سجدہ کرتے ہیں (جو کہ اعمال جوارح ہیں)۔

متقی اور مشرک میں باہمی تفاوت

تفسیر: دیکھو جو لوگ خداترس ہیں ان کی تو یہ حالت ہوتی ہے کہ جس وقت انہیں کوئی شیطانی خیال آتا ہے تو وہ خدا کو یاد کرتے ہیں اس پر یکا یک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور جو ان شیطانوں کے بھائی ہیں وہ ان کو برابر گمراہی میں لئے جاتے ہیں' پھر وہ باز نہیں آتے (اور اسی گمراہی پر جمے رہتے ہیں اور چونکہ آپ بحمد اللہ سردار اتقیا ہیں اس لئے آپ کے شایاں یہ ہی ہے کہ آپ استعاذہ کریں اور شیطانی خیال کی پیروی نہ کریں کیونکہ یہ کام ان کے ساتھیوں کا ہے نہ کہ آپ کا) اور جب ان کے پاس کوئی نشانی (ان نشانیوں میں سے جس کی وہ فرمائش کرتے ہیں) نہیں آتی تو وہ کہتے ہیں کہ آپ وہ (نشانی) کیوں نہ لائے (جو ہم نے کہی تھی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہ دیجئے کہ میرا کام نشانیاں لانا نہیں ہے) میں تو صرف ان باتوں کا اتباع کرتا ہوں جو میرے پروردگار کی جانب سے میری طرف وحی کی گئی ہیں یہ بصیرت کی باتیں ہیں تمہارے رب کی جانب سے اور ان لوگوں کے لئے جو ان پر ایمان لائیں سراسر ہدایت اور سراپا رحمت ہیں (پس تم ان پر ایمان لاؤ اور خواہ مخواہ کی حجتیں نہ کرو)۔

قرآن کا سننا: اور جس وقت تمہارے سامنے قرآن پڑھا جایا کرے تو تم اسے غور سے سنا کرو اور خاموش رہا کرو (نہ بے توجہی برتو اور نہ شور و شغب مچاؤ) امید ہے کہ (ایسا کرنے سے) تم پر رحم کیا جاوے گا (الغرض یہ نصیحتیں تو آپ ان لوگوں کو کیجئے) اور آپ خود اپنے رب کو دل میں عاجزی اور خوف کے ساتھ اور زبان کے چلالے سے گفتگو کے ساتھ صبح و شام یاد کرتے رہئے اور خدا کی یاد سے (کسی وقت) بے خبر نہ ہوجئے (کیونکہ مقربان جناب خداوندی کا یہی طریقہ ہے چنانچہ) جو فرشتے تمہارے رب کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے ذرا تکبر نہیں کرتے اور برابر اس کی تسبیح کرتے اور اس کو سجدہ کرتے رہتے ہیں۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۲ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝۴ كَمَاۤ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۪ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝۵ يُجَادِلُوْنَكَ فِى الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝۶ؕ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۷ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۸

اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ مُرْدِفِیْنَ ۝۹
وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَىٕنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝۱۰

ترجمہ: سورۂ انفال مدینے میں نازل ہوئی اور اس میں پچھتر (۷۵) آیتیں اور دس رکوع ہیں شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔ یہ لوگ آپ سے (خاص غنیمتوں کا حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ یہ غنیمتیں اللہ کی ہیں اور رسول کی ہیں سو تم اللہ سے ڈرو اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو اور اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم ایمان والے ہو۔ (کیونکہ) بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ (مضبوط) کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں (اور) جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں (بس) سچے ایمان والے یہ لوگ ہیں۔ ان کے لئے بڑے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور (ان کے لئے) مغفرت ہے اور عزت کی روزی جیسا کہ آپ کے رب نے آپ کے گھر (اور بستی) سے مصلحت کے ساتھ آپ کو (بدر کی طرف) روانہ کیا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اس کو گراں سمجھتی تھی۔ (اور) وہ اس مصلحت (کے کام) میں بعد اس کے کہ اس کا ظہور ہو گیا تھا (اپنے بچاؤ کے لئے) آپ سے (بطور مشورہ) اس طرح جھگڑ رہے تھے کہ گویا کوئی ان کو موت کی طرف ہانکے لئے جا رہا ہے اور وہ دیکھ رہے ہیں اور تم لوگ اس وقت کو یاد کرو جبکہ اللہ تعالیٰ تم سے ان دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ کرتے تھے کہ وہ تمہارے ہاتھ آ جاوے گی اور تم اس تمنا میں تھے کہ غیر مسلح جماعت (یعنی قافلہ) تمہارے ہاتھ آ جاوے اور اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اپنے احکام سے حق کا حق ہونا (عملاً ثابت کر دے) اور ان کافروں کی بنیاد (اور قوت) کو قطع کر دے تا کہ حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا (عملاً ثابت کر دے) گو یہ مجرم لوگ ناپسند ہی کریں اس وقت کو یاد کرو جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تمہاری سن لی کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا جو سلسلہ وار چلے آویں گے اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اس (حکمت کے) (لئے کی کہ (غلبہ کی) بشارت ہو اور تا کہ تمہارے دلوں کو (اضطراب سے) قرار ہو جاوے اور (واقع میں) تو نصرت (اور غلبہ) صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو کہ زبردست حکمت والے ہیں۔

مال غنیمت اور اس کا حکم

تفسیر: لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے (بدر کے) اموال غنیمت کے متعلق سوال کرتے ہیں (جس کا منشا یہ ہے کہ ان میں ان کے تقسیم میں باہم جھگڑا ہو گیا ہے اور ایک جماعت کہتی ہے کہ ہم نے جنگ کی ہے اس لئے کل ہم کو ملنا چاہئے اور دوسری جماعت کہتی ہے کہ گو ہم نے جنگ نہیں کی مگر ہم تمہارے معین و مددگار تو تھے اس لئے ہم کو بھی حصہ ملنا چاہئے پس) آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ یہ اموال

غنیمت (تم میں سے کسی کے بھی نہیں کیونکہ تم نے ان پر بحیثیت شاہی فوج کے قبضہ کیا ہے اور اس لئے وہ سرکاری مال ہیں اور اس وجہ سے وہ اولاً) حق تعالیٰ کے ہیں جو کہ بادشاہ حقیقی ہیں) اور (اس کے بعد اس کے حکم سے) رسولؐ کے ہیں (اور اس کے خلیفہ اور بادشاہ ظاہری ہیں) پس تم خدا سے ڈرو اور آپس کے تعلقات ٹھیک رکھو جھگڑا قصہ......نہ کرو اور خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور جس طرح وہ تقسیم کریں اس پر رضا مند رہو) اگر تم فی الحقیقت مومن ہو (کیونکہ ایمان کا مقتضیٰ یہ ہی ہے)۔

حقیقی مومن اور اس کی شان

حقیقی مومن وہی ہیں جن کی یہ حالت ہو کہ جب ان کے سامنے خدا کا نام لیا جاوے تو ان کے دل (اس کی عظمت وہیبت سے) خوف زدہ ہو جاویں اور جب ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھی جائیں تو وہ ان کا ایمان بڑھا دیں (بایں معنی کہ وہ ان پر ایمان لاویں جس سے ان کے ایمان میں ترقی ہو کیونکہ تصدیق مکرر اصل تصدیق کو قوت پہنچاتی ہے) اور جو کہ اپنے رب پر بھروسہ رکھیں (اس کے حکم کے خلاف اسباب ظاہری پر نظر نہ کریں)[1] یعنی وہ لوگ جو (عبادت بدنیہ و مالیہ دونوں ادا کریں اور) ٹھیک طور پر نماز پڑھیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خدا کی راہ میں خرچ کریں یہ لوگ واقعی مومن ہیں ان کے لئے ان کے رب کے یہاں بڑے بڑے مرتبے اور گناہوں کی مغفرت اور عزت کا رزق ہے (ان آیات میں تقسیم غنیمت میں نزاع پر تنبیہ تھی)۔

قافلہ قریش پر حملہ: آگے ایک اور اختلاف پر ملامت فرماتے ہیں جو اس وقت ہوا تھا جب کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے قافلہ پر چھاپہ مارنے کے لئے مدینہ سے نکلے تھے جو کہ شام سے آ رہا تھا اور اس کی حمایت کے لئے مکہ سے ابوجہل ایک ہزار آدمیوں کی جمعیت لے کر نکلا تھا اس جھگڑے کا واقعہ یہ ہے کہ اس وقت حق تعالیٰ کی جانب سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی تھی کہ ہم ایک فریق پر تم کو فتح دیں گے اب تم کو اختیار ہے کہ خواہ تم قافلہ پر چھاپہ مارو یا ابوجہل سے لڑو جو ان کی حمایت کے لئے نکلا ہے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مصلحت سے کہ اگر ابوجہل کی جماعت کو شکست ہوئی تو قریش کی کمر ٹوٹ جائے گی اور اگر قافلہ پر حملہ کیا گیا تو صرف مال ہاتھ آ جائے گا اور کوئی معتد بہ فائدہ نہ ہوگا ابوجہل کے مقابلہ کو ترجیح دی لیکن جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ کیا تو کچھ لوگوں نے اس میں اختلاف کیا اور کہا کہ ہم اتنی بڑی جماعت کے مقابلہ کے لئے تیار نہیں ہیں اس وقت تو آپ قافلہ ہی پر اکتفا کیجئے پھر دیکھا جاوے گا لیکن دوسرے لوگوں نے آپ کے ساتھ موافقت کی اور نتیجہ جنگ بدر کی شکل میں نمودار ہوا جس میں حق تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کو فتح ہوئی اس اختلاف کو جو کہ اوپر بیان کیا گیا ہے آئندہ آیات میں جدائی سے تعبیر کیا گیا ہے اور چونکہ اسکا منشا محض اسباب ظاہرہ پر نظر تھی اس لئے آیات بالا میں علی ربھم یتوکلون میں اس پر ایک لطیف تعریض بھی ہے جس کی طرف ہم نے تفسیر میں اشارۃً بھی کر دیا ہے اس تنبیہ کے بعد ہم تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ)

غزوہ بدر: جیسے[2] ہی تمہیں تمہارے رب نے تم کو ایسی حالت میں تمہارے گھر سے (بلا تمہارے قصد اور علم کے جنگ بدر کے لئے) بجا طور سے

---

[1] اے فی قولنا اسباب ظاہری پر نظر نہ کریں ۱۲۔ [2] فیه اشارة الى ان المكان لمقارنة الفعلين فى الوجود ولا كان فيها معنى الظرفية عطف عليه قوله واذيعدكم الله والكاف مع معطوفنا متعلقة بقوله يجادلونك واذيعد معطوف على كما اخرجك لما فيه من معنى ظرفيه واذا تستغيثون بيان لقوله اذ يعدو هكذا اذ يغشيكم واذ يوحى ۱۲.

نکلا کہ مسلمانوں کی ایک جماعت (اس جنگ کو) ناپسند کرتی تھی تو یہ لوگ (جو اس جنگ کو ناپسند کرتے تھے) تم سے اس تجویز میں بعد اس کے کہ وہ ان کے سامنے ظاہر ہوئی یوں جھگڑتے ہیں جیسے کوئی ان کو موت کی طرف لیے جا رہا ہو اور وہ (اسے) آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں اور (ان لوگوں کو) اس وقت جب کہ حق تعالیٰ تم سے دو گروہوں میں سے ایک گروہ کا وعدہ کر رہا ہے کہ وہ (ایک گروہ جس کو تم تجویز کر لو) تمہارے لئے ہے (اور ہم تم کو اس پر فتح دیں گے) اور (باوجود اس وعدہ کے تم ناعاقبت اندیشی سے) یہ چاہتے ہو کہ غیر مسلح جماعت (یعنی قافلہ) تمہارے لئے ہو (اور حق تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اپنی باتوں سے حق کو حق ثابت کرے اور (اپنے فعل سے) کافروں کی جڑ کاٹ دے تاکہ انجام کار جو حق ہے وہ حق ثابت ہو اور جو باطل ہے وہ باطل ثابت ہو اگرچہ جرائم پیشہ (کفار) اس کو ناپسند کریں۔

غزوہ بدر میں مدد کی درخواست اور فرشتوں کی آمد

(اور) اس وقت جب کہ تم اپنے رب سے فریاد کر رہے ہو (کہ اے اللہ ہم تھوڑے ہیں ہمارے دشمنوں کی جماعت بہت ہے آپ ہماری مدد فرمایئے) جس پر اس نے تمہاری درخواست کو یوں منظور کیا کہ تم سے کہا کہ تمہارا ہزار فرشتوں سے ایسی حالت میں مدد کروں گا کہ (ان کا تانتا بندھا ہوگا اور) ایک کے پیچھے ایک لگا ہوگا اور اس کو اس نے (تمہارے لئے محض ایک) خوشخبری بنایا تھا اور (خوش خبری) بھی اس لئے بنایا) تاکہ تمہارے دلوں کو سکون ہو (ورنہ ان پر فتح کا مدار نہ تھا) اور فتح تو صرف حق تعالیٰ کی جانب سے ہے) پھر فرشتوں کی مدد پر اسکا کیا مدار ہوسکتا ہے) فی الحقیقت حق تعالیٰ بڑے قابو یافتہ اور نہایت حکمت والے ہیں (کہ قابو یافتہ ہونے کی وجہ سے وہ بغیر فرشتوں کی مدد کے فتح دے سکتے ہیں اور حکمت کی رعایت سے اس نے مدد کے لئے فرشتے بھیج دیئے خیر ہم پھر مضمون سابق کی طرف لوٹتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جھگڑا اس وقت ہوا جس کا حال ابھی بیان کیا گیا ہے۔

إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ
وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ﴿١١﴾ إِذْ يُوحِي
رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا
الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿١٢﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ
شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَمَن يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١٣﴾
ذَٰلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابَ النَّارِ ﴿١٤﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ
الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ﴿١٥﴾ وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا
لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ
الْمَصِيرُ ﴿١٦﴾ فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ ۚ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ

وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ
كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ
تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

ترجمہ: اس وقت کو یاد کرو جبکہ اللہ تعالیٰ تم پر اونگھ کو طاری کر رہا تھا اپنی طرف سے چین دینے کے لئے اور (اس کے قبل) تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا تا کہ اس پانی کے ذریعہ سے تم کو (حدث اکبر واصغر سے) پاک کر دے اور تم سے شیطانی وسوسہ کو دفع کر دے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور تمہارے پاؤں جمادے اس وقت کو یاد کرو جبکہ آپ کا رب ان فرشتوں کو حکم دیتا تھا کہ میں تمہارا ساتھی (ومددگار ہوں) سو (مجھ کو مددگار سمجھ کر) تم ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ میں بھی کفار کے قلوب میں رعب ڈالے دیتا ہوں سو تم (کفار کی گردنوں پر مارو اور ان کے پور پور کو مارو یہ اس بات کی سزا ہے کہ انہوں نے اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے سو اللہ تعالیٰ (اس کو) سخت سزا دیتے ہیں سو یہ سزا چکھو اور جان رکھو کہ کافروں کے لئے جہنم کا عذاب مقرر ہی ہے اے ایمان والو! جب تم کافروں سے (جہاد میں) دوبدو مقابل ہو جاؤ تو ان سے پشت مت پھیرنا اور جو شخص ان سے اس موقع پر (مقابلہ کے وقت) پشت پھیرے گا مگر ہاں جو لڑائی کے لئے پینترا بدلتا ہو یا اپنی جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو وہ مستثنیٰ ہے باقی اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کے غضب میں آجاوے گا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے سو تم نے ان کو قتل نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے بے شک ان کو قتل کیا اور آپ نے خاک کی مٹھی نہیں پھینکی جس وقت آپ نے پھینکی لیکن اللہ تعالیٰ نے وہ پھینکی اور تا کہ مسلمانوں کو اپنی طرف سے ان کی محنت کا خوب عوض دے بلاشبہ اللہ تعالیٰ (ان مومنین کے اقوال کے) خوب سننے والے (اور ان کے افعال واحوال کے) خوب جاننے والے ہیں ایک بات تو یہ ہوئی اور دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کافروں کی تدبیر کا کمزور کرنا تھا اگر تم لوگ فیصلہ چاہتے ہو تو وہ فیصلہ تو تمہارے سامنے آموجود ہوا۔ اور اگر باز آجاؤ تو یہ تمہارے لئے نہایت بہتر ہے اور اگر تم پھر وہی کام کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کام کریں گے اور تمہاری جمعیت تمہارے ذرا بھی کام نہ آوے گی اور گو کتنی ہی زیادہ ہو اور واقعی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ (اصل میں) ایمان والوں کے ساتھ ہے۔

حالت جنگ میں انعامات خداوندی

تفسیر: (اور) اس وقت جب کہ تم پر ایسی حالت میں خفیف نیند طاری کر رہا ہے کہ وہ نیند اس کی جانب سے (تمہارے لئے) ایک چین ہے (جس سے تمہارے دلوں کی تشویش اور پریشانی دور ہوتی ہے) اور تم پر آسمان سے پانی برسا رہا ہے تا کہ اس کے ذریعہ سے تمہیں پاک کرے اور تم سے شیطانی نجاست وسوسہ کو دور کرے اور اس کے ذریعہ سے تمہارے پاؤں جمائے (اور) اس وقت جب کہ تمہارا رب فرشتوں کو وحی کر رہا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں پس تم مسلمانوں کو جماؤ (ایسا نہ ہو کہ ان کے پاؤں اکھڑ جائیں اور کہہ رہا

ہے کہ) میں کافروں کے دلوں میں (تمہاری[1] ہیبت ڈال دوں گا پس تم بے دھڑک ہو کر) ان کی گردنوں پہ وار کرو اور ان کے پور پور پر تلواریں مارو یہ اس لئے کہ انہوں نے خدا کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہے اور جو کوئی خدا کی اور اس کے رسول کی مخالفت کرے تو حق تعالیٰ اس کو سخت سزا دیتا ہے کیونکہ حق تعالیٰ نہایت سخت سزا دینے والے ہیں (اے کافرو) یہ (سزا) تو تمہارے[2] سامنے موجود ہے پس اسے چکھو اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ کافروں کو آگ کا عذاب ہوگا (اس کے لئے منتظر رہو) ذخیرہ مضمون تو استطرادی تھا کہنا صرف یہ ہے کہ ان لوگوں نے ایسی حالت میں جھگڑا کیا جس میں اس کے بہت سے منافی موجود تھے' مثلاً خدا کا تم کو باوجود تمہارے قصد وارادہ کے تمہارا دشمن سے مقابلہ کرا دینا جو دلیل تھی اس بات کی کہ حق تعالیٰ کو تمہارے ہاتھوں سے ان کی سرکوبی کرانا منظور ہے پھر تم سے ان پر فتح دینے کا وعدہ کرنا پھر جب کہ دشمنوں نے پانی پر قبضہ کر لیا تھا اور تمہارے پاؤں ریت میں دھنسے جاتے تھے اور تم کو پینے کے لئے اور وضو اور غسل کے لئے پانی کی ضرورت تھی' جس پر شیطان نے تمہارے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ اگر اس واقعہ میں خدا کو ہماری بہبودی منظور ہوتی تو اس کی کونسی وجہ تھی کہ کفار پانی پر...... قابض ہوں اور ہمارے پاس نہ پینے کو پانی ہو نہ نہانے کو ایسی حالت میں تم پر مینہ برسایا جس سے ریت جم جاوے اور تم نہایت فراغت کے ساتھ پینے اور طہارت کے لئے پانی حاصل کر سکو پھر عین[3] معرکہ کے وقت تم پر اونگھ طاری کرنا جس سے تم کو سکون قلب حاصل ہو پھر فرشتوں کو مدد کے لئے بھیجنا وغیرہ وغیرہ الغرض یہ تمام باتیں جو اس مقام پر مذکور ہیں سب اس جھگڑے کے منافی تھیں اور ایسی حالت میں جھگڑا نہایت نامناسب تھا اب اس جگہ ایک سوال یہ ہوتا ہے کہ وہ جھگڑا تو ان میں سے اکثر باتوں سے پہلے ہوا تھا کیونکہ وہ تو صرف رائے قائم کرنے کے وقت ہوا تھا اور یہ باتیں جنگ کے وقت کی ہیں تو ان کو اس سے کیا تعلق سو اس کا جواب یہ ہے کہ انداز بیان سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گو بظاہر وہ جھگڑا اسی وقت ہوا تھا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ ان لوگوں نے جنگ میں شرکت بھی کی مگر وہ خیال کہ جنگ ایسی حالت میں نامناسب ہے جس کا منشا ان کی طبعی کمزوری تھی ان کے دل سے ختم جنگ تک نہیں نکلا اس لئے ان واقعات کو جو اس کے بعد واقع ہوئے تھے جھگڑے کے منافی قرار دے کر ان کو ملامت کا معیار بنایا گیا والتفسیر بھذا النھج لم احدہ فی کلام المفسرین وظنی ان الحق لایتجاوزہ واللہ اعلم یہاں تک ان مسلمانوں کو ملامت فرما کر آگے استطراداً آئندہ کے لئے حکم دیتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

جہاد میں ثابت قدمی کا حکم: کہ خیر اب تو ہو چکا جو کچھ ہو چکا آئندہ کے لئے تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ اے مسلمانو جب تمہارا کفار سے ایسی حالت میں مقابلہ ہو کہ وہ ایک لشکر ہوں تو تم ان سے پیٹھ نہ پھیرنا (جیسا کہ اس موقع پر تم نے کرنا چاہا تھا اور جو کوئی ان سے اس روز پیٹھ پھیرے گا بجز اس صورت کے کہ وہ لڑائی کے لئے (اور جنگی چال کے طور پر) ان سے کتراتا ہو یا کسی جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہو (تاکہ ان سے قوت حاصل کر کے پھر لڑے) تو وہ خدا کا غضب لے کر پھرا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بری جائے رجوع ہے خدا بچائے (یہ استطراد ختم ہو گیا) اب بطور نتیجہ ماسبق کے فرماتے ہیں کہ جب بیان مذکورہ بالا سے یہ بات بخوبی ظاہر ہو گئی کہ جنگ[4] بدر جو فتح ہوئی ہے وہ تمہاری

---

[1] یہ خطاب فرشتوں کو ہے بشمول مومنین اور القاء رعب گو بلحاظ مومنین کے ہے چونکہ ملائکہ اور مومنین دونوں ایک فریق ہیں اس لئے ملائکہ کی نسبت بھی یہ خطاب تبعاً صحیح ہے۔۱۲

[2] قولہ تمہارے سامنے مستفاد من الاشارۃ وقولنا ۱۲۔ [3] یہ اونگھ نہ مسقط قوت تھی نہ معطل حواس بلکہ ایک خفیف ربودگی تھی جیسے نشہ میں ہوتی ہے پس نہ یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ ایسی حالت میں وہ لڑے کیسے اور نہ یہ کہ انہوں نے اپنا بچاؤ کیسے کیا آج کل اس قسم کی کیفیت پیدا کرنے کے لئے لڑائی میں مسکرات کا استعمال کیا جاتا ہے۔

[4] فیہ اشارۃ الی ان مبنی نفی القتل والرمی عنھم لیس ھو انتفاء التاثیر الحقیقی منھم لکون ھذا المعنی عاماً لجمیع الافعال بل ھو کونھما جنسین علیٰ امور غیر اختیاریۃ لھم فافھم ۱۲.

اختیار تدابیر کا نتیجہ نہ تھی کیونکہ تم تو پہلے ہی ہمت ہار چکے تھے بلکہ اس کا بنی سراسر وہ امور تھے جن میں تمہارے اختیار کو دخل نہ تھا)۔

جو کچھ ہوا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا

پس (یہ کہنا صحیح ہے کہ) ان کو تم نے نہیں مارا بلکہ اللہ تعالیٰ نے مارا ہے اور (اسی بناء پر اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں ماری تھیں (جس سے اہل مکہ کو شکست ہوئی) وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ماری تھیں بلکہ خدا نے ماری تھیں (کیونکہ ان کا وہ اثر جو ان پر مرتب ہوا وہ آپ کا اختیاری نہ تھا بلکہ اس میں سراسر ہماری قدرت و اختیار کو دخل تھا اس لئے کہ انسانی قدرت کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ ایک مٹھی کنکریاں اس انداز سے پھینکے کہ وہ بہت سے لوگوں کے لگیں اور وہ ان سے بھاگ جائیں اور (یہ قتل وغیرہ حق تعالیٰ نے اس لئے کیا) تاکہ وہ مومنین پر اپنی جانب سے عمدہ انعام کرے (اور ان کے دشمنوں کو مغلوب کر کے ان کو غلبہ دے اور آئندہ کے لئے ان کی ہمت بند ہ جائے اور ان کے دشمنوں پر ان کا رعب وغیرہ وغیرہ جمائے) واقعی حق تعالیٰ بڑے سننے والے اور بڑے جاننے والے ہیں (کہ انہوں نے ان کا استغاثہ وغیرہ سنا اور ان کی حالت زار کو جانا اور اس پر یہ انعام فرمایا) یہ بات (یعنی مومنین پر انعام کرنا) تو تھی ہی اور (اس کے ساتھ ہی) یہ امر بھی یقینی ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کی تدبیر کو سست کرنے والا ہے (اس لئے اس کو ان کی تدبیر کا کمزور کرنا بھی منظور تھا' چنانچہ اس نے ایسا کیا۔

کافروں کو تنبیہ

ہاں اے کافرو) اگر تم فیصلہ چاہتے ہو (جیسا کہ تم جنگ سے پہلے کہتے تھے کہ اے اللہ ہم میں جو غلطی پر ہو اسے تباہ کر دے) تو فیصلہ تمہارے پاس آ چکا (اور معلوم ہو گیا کہ تم غلطی پر ہو سو اب تو حق کو قبول کر لو اور ان مخالفتوں سے باز آ جاؤ) اور اگر تم باز آ جاؤ تو تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم (اب بھی باز نہ آؤ اور) پھر وہی (شرارت) کرو (جواب تک کرتے رہے ہو) تو ہم پھر وہی کریں گے (جواب کیا ہے) اور تمہاری جماعت تمہارے کچھ کام نہ آئے گی اگرچہ وہ (تعداد میں) بہت ہو اور یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ساتھ ہے (کفار کو دھمکی دیکر پھر مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ۭ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاۗصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ

يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ۝

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کا کہنا مانو اور اس کے رسول کا اور اس کا کہنا ماننے سے روگردانی مت کرو اور تم (اعتقاد سے) سن تو لیتے ہی سو اور تم ان لوگوں کی طرح مت ہونا جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ہم نے سن لیا حالانکہ وہ سنتے سناتے کچھ نہیں بیشک بدترین خلائق اللہ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو بہرے ہیں گونگے ہیں جو کہ ذرا نہیں سمجھتے اور اگر اللہ تعالیٰ ان میں کوئی خوبی دیکھتے تو ان کو سننے کی توفیق دیتے اور اگر ان کو اب سنادیں تو ضرور روگردانی کریں گے بیرخی کرتے ہوئے اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول کے کہنے کو بجالایا کرو جبکہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے ہوں اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ آڑ بن جایا کرتا ہے آدمی کے اور اس کے قلب کے درمیان اور بلاشبہ تم سب کو خدا ہی کے پاس جمع ہونا ہے اور تم ایسے وبال سے بچو کہ جو خاص انہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں ان گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں اور اس حالت کو یاد کرو جبکہ تم قلیل تھے سرزمین میں کمزور شمار کئے جاتے تھے اس اندیشہ میں رہتے تھے کہ تم کو (مخالف) لوگ نوچ کھسوٹ نہ لیں سو (ایسی حالت میں) اللہ نے تم کو (مدینے میں) رہنے کی جگہ دی اور تم کو اپنی نصرت سے قوت دی اور تم کو نفیس نفیس چیزیں عطا فرمائیں تا کہ تم شکر کرو اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول کے حقوق میں خلل مت ڈالو اور اپنی قابل حفاظت چیزوں میں خلل مت ڈالو اور تم تو (اس کا مضر ہونا) جانتے ہو اور تم اس بات کو جان رکھو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے اور اس بات کو بھی جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا بھاری اجر (موجود) ہے۔

اطاعت خدا اور رسول کا حکم

تفسیر: اے مسلمانو تم خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے رہو اور اہل سمع ہو کر ان کی اطاعت سے روگردانی نہ کرو اور ان لوگوں کی طرح نہ بنو جو کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور واقع میں وہ سنتے ہی نہیں (کیونکہ وہ سنکر اس کے جواب میں یہ کہتے ہیں ان ھذا الا اساطیر الاولین اور یہ دلیل ہے ان کے نہ سننے کی کیونکہ سننے سے مقصود سمجھنا ہے اور جب انہوں نے سمجھا ہی نہیں تو سنا کیا خاک تم کو ان کی مثل ہونے سے اس لئے منع کیا جاتا ہے کہ) یقیناً زمین پر چلنے والوں میں سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو بہرے گونگے ہیں جو کہ کچھ بھی نہیں سمجھتے (جیسے یہ لوگ جن کی مثل ہونے سے تم کو منع کیا جاتا ہے کہ نہ ان میں حق شنوئی ہے اور نہ حق گوئی نہ حق شناسی جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ طالب حق نہیں ہیں) اور اگر حق تعالیٰ ان میں کوئی خوبی دیکھتا (مثلاً یہ کہ اضطراری طور پر ہی حق کے منکشف ہو جانے سے وہ

اسے قبول کر لیتے) تو بھی وہ انہیں سنا دیتا (اور اضطراراً ان پر حق منکشف کر دیتا گو اس پر ایسا کرنا لازم نہیں ہے مگر ان میں تو یہ بات بھی نہیں) اور اگر (باوجود اس پر لازم ہونے کے محض ان کی رعایت سے) وہ ان کو سنا بھی دیتا (اور حق کو ان پر اضطراراً منکشف بھی کر دیتا) تو وہ روگردانی کرتے ہوئے اس سے پیٹھ پھرا کر چل دیتے) پھر ایسے معاندین کو زبردستی سنانے کا کیا نتیجہ خیر وہ عناد کرتے تو ہیں کریں۔

مسلمانوں کو اطاعت کی تلقین

لیکن اے مسلمانو (جب خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں ان باتوں کی دعوت دیں جو تم کو زندہ رکھنے والی ہیں (مثلاً جہاد وغیرہ) تو تم ان کی وہ باتیں مانو (اور ان کو رد کرنے کر کے ان معاندین کی مثل نہ بنو) اور یہ خوب جان لو کہ (جب آدمی کھلم کھلا عناد پر کمر باندھتا ہے تو) حق تعالیٰ اس آدمی کے اور اس کے دل کے درمیان آڑ بن جاتا ہے (یعنی اس کو اپنے دل سے حق فہمی کا کام لینے سے روک دیتا ہے اور وہ نوبت ہو جاتی ہے جس کو دوسرے الفاظ میں دلوں پر مہر وغیرہ سے تعبیر کیا جاتا ہے پس ایسا نہ ہو کہ تمہاری نافرمانیوں سے یہاں تک نوبت پہنچ جاوے خدا بچاوے) اور یہ بھی ''جان لو'' کہ تم سب اسی کے پاس لا کر جمع کئے جاؤ گے (جہاں تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس اور ان پر مواخذہ ہوگا) اور تم اس وبال سے بھی بچو جو بصورت ترک جہاد کے) خاص انہی لوگوں پر نہ پڑے گا جنہوں نے تم میں سے (ترک جہاد سے) ظلم کیا ہے (بلکہ اس کا ضرر عام ہوگا) اور خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ نہایت سخت سزا دینے والا ہے) پس اگر تم مخالفت کرو گے تو تم کو نہایت سخت سزا دے گا۔

مومنوں پر حالت بے بسی میں احسانات خداوندی

اور تم اس وقت کو یاد کرو جب کہ تم (تعداد کے لحاظ سے) اس قدر تھوڑے اور (قوت کے لحاظ سے) ملک میں اس قدر کمزور سمجھے جاتے تھے کہ تمہیں اندیشہ تھا کہ کہیں تمہیں لوگ ایک ایک کر کے اٹھا نہ لے جائیں پس ایسی حالت میں اس نے تم کو رہنے کے لئے پر امن جگہ دی اور تم کو اپنی مدد سے قوت پہنچائی اور عمدہ چیزیں تمہیں کھانے کو دیں امید ہے کہ تم (ان باتوں کو یاد کر کے ہمارے انعامات کی) قدر کرو گے جس کی صورت صرف اطاعت ہے پس تم اس کی اطاعت کرو۔

امانت وخیانت کی اصلیت

(نیز) اے مسلمانو (گو عام طاعت کے ضمن میں یہ مضمون بھی آگیا ہے مگر مزید اہتمام کے لئے خاص طور پر تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ) نہ تم خدا اور رسول کی) امانتوں میں خیانت کرو اور نہ آپس کی امانتوں میں بحالیکہ تم علم رکھتے ہو (اور جانتے ہو کہ خیانت بری بات ہے)۔

مال واولاد اور اس کی حیثیت

اور چونکہ منشا خیانت عام طور پر محبت اموال واولاد ہوتی ہے اس لئے) تم سمجھ لو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے ایک امتحان ہیں (جو تم کو اس لئے دیئے گئے ہیں تا کہ معلوم ہو کہ تم ان کے مقابلہ میں خدا اور رسول کو ترجیح دیتے ہو یا خدا اور رسول کے مقابلہ میں ان کو ترجیح دیتے ہو پس تم اس امتحان میں کامیاب ہونے کی کوشش کرو) اور سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس بہت بڑا معاوضہ ہے (جس کے مقابلہ میں ان اموال واولاد کی کچھ بھی حقیقت نہیں ہے پس تم ان کی خاطر اس کو ضائع نہ کرو بلکہ اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرو اور خدا سے ہر حال میں ڈرتے رہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَل لَّكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ
وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ
أَوْ يُخْرِجُوكَ ۚ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا
قَالُوا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَٰذَا ۙ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَإِذْ
قَالُوا اللَّهُمَّ إِن كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِندِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ
أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ
مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝ وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ ۚ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ
لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِندَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً ۚ فَذُوقُوا الْعَذَابَ
بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ
اللَّهِ ۚ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ
جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ۝ لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ
عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝

ترجمہ: اے ایمان والو اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ایک فیصلہ کی چیز دے گا اور تم سے تمہارے گناہ دور کر دے گا اور تم کو بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے اور اس واقعہ کا بھی ذکر کیجئے جبکہ کافر لوگ آپ کی نسبت (بڑی بڑی) تدبیریں سوچ رہے تھے کہ آیا آپ کو قید کرلیں یا آپ کو قتل کر ڈالیں یا آپ کو خارج وطن کر دیں اور وہ تو اپنی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ (میاں) اپنی تدبیر کر رہے تھے اور سب سے زیادہ مستحکم تدبیر والا اللہ ہے اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اگر ہم ارادہ کریں تو اس کے برابر ہم بھی کہہ دیں یہ تو کچھ بھی نہیں صرف بے سند باتیں ہیں جو پہلوں سے منقول چلی آ رہی ہیں اور جبکہ ان لوگوں نے کہا کہ اے اللہ اگر یہ قرآن آپ کی طرف سے واقعی ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسائیے یا ہم پر (اور کوئی) دردناک عذاب واقع کر دیجئے اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ کریں گے کہ ان میں آپ کے ہوتے ہوئے ان کو (ایسا) عذاب دیں اور (نیز) اللہ

تو (بھی) ان کو (ایسا) عذاب نہ دیں گے جس حالت میں کہ وہ استغفار بھی کرتے رہتے ہیں اور (نیز) ان کا کیا استحقاق ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ (بالکل ہی معمولی) سزا بھی نہ دے حالانکہ وہ لوگ مسلمانوں کو مسجد حرام سے روکتے ہیں حالانکہ وہ لوگ اس مسجد کے متولی (بننے کے بھی لائق) نہیں اس کے متولی تو سوا متقیوں کے اور کوئی بھی اشخاص نہیں لیکن ان میں اکثر لوگ (اپنی نالائقی کا) علم نہیں رکھتے۔ اور ان کی نماز خانہ کعبہ کے پاس صرف یہ تھی سیٹیاں بجانا اور تالیاں بجانا سو اس عذاب کا مزہ چکھو اپنے کفر کے سبب بلاشک یہ کافر لوگ اپنے مالوں کو اس لئے خرچ کر رہے ہیں کہ اللہ کی راہ سے روکیں سو یہ لوگ تو اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہی رہیں گے (مگر) پھر وہ مال ان کے حق میں باعث حسرت ہو جائیں گے پھر (آخر) مغلوب (بھی) ہو جائیں گے اور کافر لوگوں کو دوزخ کی طرف جمع کیا جاوے گا تاکہ اللہ تعالیٰ ناپاک (لوگوں) کو پاک (لوگوں) سے الگ کر دے اور (ان سے الگ کر کے) ناپاکوں کو ایک دوسرے سے ملا دے یعنی ان سب کو متصل کر کے پھر ان سب کو جہنم میں ڈال دے ایسے ہی لوگ پورے خسارہ میں ہیں۔

تفسیر :تقویٰ کا ثمرہ: اے مسلمانو اگر تم خدا سے ڈرتے (اور اس کی مخالفت سے بچتے) رہو گے تو وہ تم کو (مخالفین سے) کامل[1] کامل امتیاز بخشے گا اور تمہارے گناہوں کو تم سے دور کر یگا اور تمہیں (اپنے حقوق) بالکل بخش دے گا اور (اس کے علاوہ بہت کچھ دیگا کیونکہ) اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے (اس کے یہاں کسی بات کی کمی نہیں ان استطرادی مضامین کے بعد ہم پھر اصل مضمون جنگ بدر کی طرف عود کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مضمون سابق سے تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ حق تعالیٰ نے انہیں قتل وغارت کیا۔

کفار کی تدبیریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیخلاف اور اللہ کا کرم

اور (اب کہا جاتا ہے جبکہ یہ[2] کافر لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تدبیریں کر رہے ہیں کہ وہ آپ کو پابند کر کے رکھیں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر ڈالیں یا شہر بدر کر دیں (آگے) استطرادی مضمون ہے اور وہ بھی تدبیریں کر رہے ہیں اور خدا (بھی) تدبیر کر رہا ہے (کہ وہ تم کو ان کے نرغہ سے نکال کر مدینہ پہنچا دے جہاں آپ امن وسکون کے ساتھ اپنا کام کریں) اور خدا سب مدبروں سے بہتر مدبر ہے (اس لئے اس کی تدبیر غالب ہوئی اور آپ بخیر وعافیت مدینہ پہنچ گئے یہ مضمون استطرادی ختم ہو گیا)۔

کفار کی باتیں کتاب خداوندی اور اسلام کے سلسلہ میں

اور جبکہ ان کے عناد کی یہ حالت ہے کہ) جس وقت ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا (ان میں کیا دھرا ہے اگر ہم چاہیں تو ہم بھی ایسا کہہ دیں یہ تو محض پہلے لوگوں کے افسانہ ہیں۔ اور (خاص کر اس وقت) جبکہ انہوں نے (یہاں تک) کہہ دیا کہ اے اللہ اگر یہی وہ حق ہے جو کہ تیرے پاس سے آیا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہمارے پاس تکلیف دہ عذاب لا (تو

---

[1] یعنی دنیا میں تم کو غلبہ دیکر اور دوسرے انعامات کے ذریعہ سے آخرت میں نجات دیکر اور دوسرے انعامات کے ذریعہ سے ۱۲۔

[2] اعلم ان قوله واذ یمکر الخ بیان لاستحقاق المشرکین العذاب الذی حذبوابه فی البدر وقوله واذا تتلی علیهم آیاتنا معطوف علی قوله یمکر و قوله اذا قالوا معطوف علی قوله اذ یمکر و عامل اذ محذوف بقرینة الکلام اللاحق و قد اظهرناه' بقولنا اسکو سزا دینا ضرور ہوا ولهذا ظهر اتساق الکلام وارتباط وجزاء هوا حسن من تاویلات المفسرین والله اعلم.

ایسی حالت میں ان کو سزا دینا ضروری ہوا اور وہ خود ان کی منہ مانگی مراد تھی) اور خدا ایسا نہ تھا کہ ان کو سزا دیتا بحالیکہ آپ ان میں ہوتے (اور وہ آپ کو نہ نکالتے) اور خدا ایسا بھی نہ تھا کہ وہ ان کو ایسی حالت میں سزا دیتا کہ وہ (اپنی بے ہودگیوں کی) معافی چاہتے (اور ایمان لاتے لیکن جب انہوں نے آپ کو نکالا اور استغفار بھی نہیں کیا تو پھر کیوں نہ سزا (دی جاتی) اور ایسا کیا ان میں (سرخاب کا پر) ہے کہ خدا ان کو سزا ہی نہ دے حالانکہ (وہ یہ باتیں بھی کرتے ہیں جو ابھی مذکور ہوئی ہیں اور اس کیساتھ یہ بھی کہ) وہ لوگوں کو مسجد حرام سے روکتے ہیں بحالیکہ وہ اس کے حقدار بھی نہیں ہیں (کیونکہ) اس کے حقدار صرف خدا ترس لوگ ہیں مگر بہت سے لوگ اس حقیقت سے واقف نہیں (اس لئے جہالت سے اس پر ناحق قبضہ جمائے ہوئے ہیں) اور حالانکہ مسجدیں نماز کے لئے ہیں۔

کفار کی نمازوں کا حال: اور ان کی نماز خانہ کعبہ کے قریب صرف سیٹیاں بجانا اور تالیاں بجانا تھی (اور وہ بجائے خدا کی عبادت کے وہاں یہ بے ہودہ افعال کرتے تھے پس ان وجوہ سے ان کو سزا دینا لازم ہوا اور سزا دی گئی) پس (اے نادان مشرکو) اپنے کفر مستمر کی بدولت عذاب کا مزہ چکھو (خیر یہ کافر لوگ اپنے مال اس لئے خرچ کرتے ہیں کہ (مسلمانوں کو مغلوب کر کے لوگوں کو) خدا کی راہ سے روکیں سو (اس وقت تو) یہ لوگ انہیں (خوشی خوشی) خرچ کرینگے (مگر) اس کے بعد (قیامت میں) وہ ان کے لئے نرا پچھتاوا ہوں گے پھر وہ (دنیا میں) مغلوب بھی ہوں گے (اس لئے یہ بھی نہ ہوگا کہ دنیا ہی میں وہ اپنے مقصود کے حاصل ہونے سے خوش ہو لیں) اور (آخرت میں پچھتاوا ہونے کی تفصیل یہ ہے کہ) ان کو دوزخ کی طرف لے جا کر جمع کیا جاوے گا تاکہ اللہ تعالیٰ (اس طریق سے) ناپاکوں کو پاکوں سے جدا کر دے اور بعض ناپاکوں کو بعض پر ڈالے اور (اس طرح) ان کو گڈمڈ کر کے سب کو جہنم میں ڈال دے یہی لوگ جن کی ابھی حالت بیان کی گئی ہے) وہ لوگ ہیں جو سراسر گھاٹے میں ہیں (کہ دنیا میں نقصان مایہ وشماتت ہمسایہ اور آخرت میں یہ وبال اعاذنا اللہ منہ)

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝

ترجمہ: آپ ان کافروں سے کہہ دیجئے کہ اگر یہ لوگ (اپنے کفر سے) باز آ جاویں گے تو ان کے سارے گناہ جو (اسلام) سے پہلے ہو چکے ہیں سب معاف کر دیے جاویں گے اور اگر اپنی وہی (کفر کی) عادت رکھیں گے تو (ان کو سنا دیجئے کہ) کفار سابقین کے حق میں قانون نافذ ہو چکا ہے اور تم ان (کفار عرب) سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فساد عقیدہ (یعنی شرک) نہ رہے اور دین (خالص) اللہ ہی کا ہو جاوے پھر اگر یہ کفر سے باز آ جاویں تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو خوب دیکھتے ہیں اور اگر روگردانی کریں تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا رفیق ہے وہ بہت اچھا رفیق ہے اور بہت اچھا مددگار ہے۔

کافروں کو سمجھانے کا حکم

تفسیر: لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کافر لوگوں سے کہہ دیجئے کہ (ارے نادانو دونوں جہان کا خسران سر لیتے ہو اب بھی باز آ جاؤ

دیکھو حق تعالیٰ کی کس قدر عنایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ لوگ اب بھی باز آ جائیں اور ایمان لے آئیں تو (از قسم حقوق اللہ) ان کے وہ سب گناہ جواب تک ہو چکے ہیں معاف کر دیئے جائینگے اور اگر (برخلاف اس کے) پھر وہی (سابق شرارتیں) کرینگے تو پہلے لوگوں کا طریقہ گذر ہی چکا ہے پس جو حشر ان کا ہوا' وہی ان کا ہوگا' الغرض یہ حکم تو ان کے لئے ہے۔

جہاد و قتال کا حکم: اور (مسلمانوں کو یہ حکم ہے کہ) تم لوگ ان سے اس وقت تک جنگ کرتے رہو کہ شر باقی نہ رہے یا تو وہ نیست و نابود ہو جاویں) یا کفر چھوڑ کر مسلمان ہو جائیں اور کل دین خدا کا ہو جاوے (اور بتوں کی شرکت بالکل ختم ہو جائے نہ بت رہیں نہ بت پرست

ف: یہ حکم چونکہ مشرکین عرب کے مقابلہ میں ہے اور ان کے لئے صرف دو ہی حکم ہیں یا اسلام یا سیف اس لئے تفسیر کی گئی ہے اور سوائے مشرکین عرب کی دوسروں کے لئے جزیہ کا بھی قانون ہے اس تنبیہ کے بعد ہم پھر تفسیر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم ان سے لڑتے رہو اب اگر وہ (کسی وقت) کفر سے باز آ جائیں تو (حق تعالیٰ انہیں اس کی جزا دیگا کیونکہ) جو کچھ وہ کرتے ہیں خدا ان کو دیکھتا ہے (اور اس لئے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ جزا سے محروم رہ جائیں اور اگر وہ برابر ایمان سے پیٹھ پھیرتے رہیں تو تم برابر جنگ جاری رکھو) خدا تمہارا متولی کار ہے اور وہ نہایت عمدہ متولی کار اور نہایت عمدہ مددگار ہے اور اس لئے جس کا وہ متولی کار اور مددگار رہوا سے کوئی کھٹکا ہی نہیں۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى
وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ
الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۞ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا
وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ۭ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي
الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ڏ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ
وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۞ اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ
قَلِيْلًا ۭ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ۭ اِنَّهٗ
عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۞ وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ
فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۞

ترجمہ: اور اس بات کو جان لو کہ جو شے (کفار سے) بطور غنیمت تم کو حاصل ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ کل کا پانچواں حصہ اللہ کا اور اس کے رسول کا ہے اور ایک حصہ آپ کے قرابت داروں کا ہے اور (ایک حصہ) یتیموں کا ہے ایک اور (ایک حصہ) غریبوں کا ہے اور (ایک حصہ) مسافروں کا ہے اگر تم اللہ پر یقین رکھتے ہو اور اس چیز پر جسکو ہم نے اپنے بندہ

(محمدؐ) پر فیصلہ کے دن یعنی جس دن کہ (بدر میں) دونوں جماعتیں (مؤمنین و کفار کی) باہم مقابل ہوئی تھیں نازل فرمایا تھا اور اللہ تعالیٰ (ہی) ہر شے پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں یہ وہ وقت تھا کہ تم اس میدان کے ادھر والے کنارہ پر تھے اور وہ لوگ (یعنی کفار) اس میدان کے ادھر والے کنارہ پر تھے اور وہ قافلہ (قریش کا تم سے نیچے کی طرف کو (بچا ہوا) تھا اور اگر تم اور وہ کوئی بات ٹھہراتے تو ضرور اس تقرر کے بارہ میں تم میں اختلاف ہوتا لیکن تا کہ جو بات اللہ کو کرنا منظور تھا اس کی تکمیل کر دے یعنی تا کہ جس کو برباد (گمراہ) ہونا ہے وہ نشان آئے پیچھے برباد ہو اور جس کو زندہ (ہدایت یافتہ) ہونا ہے وہ (بھی) نشان آئے پیچھے زندہ ہو اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والے خوب جاننے والے ہیں وہ بھی قابل ذکر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ خواب میں آپ کو وہ لوگ کم دکھلائے اور اگر اللہ تعالیٰ آپ کو وہ لوگ زیادہ دکھلا دیتے تو تمہاری ہمتیں ہار جاتیں اور اس امر میں تم میں باہم (نزاع) واختلاف ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے (اس کم ہمتی و اختلاف سے) بچا لیا۔ بیشک وہ دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے اور اس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ تم کو جبکہ تم مقابل ہوئے وہ لوگ تمہاری نظر میں کم کر کے دکھلا رہے تھے اور (اسی طرح) ان کی نگاہ میں تم کو کم کر کے دکھلا رہے تھے تا کہ جو بات اللہ تعالیٰ کو کرنا تھا اس کی تکمیل کر دے اور سب مقدمے خدا تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کئے جاویں گے۔

مال غنیمت اور اس کے احکام

تفسیر: اور چونکہ کفار کے ساتھ جنگ کرنے میں تمہیں مال غنیمت ہاتھ آئے گا اس لئے اس کا قانون بتلایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس بات کو خوب سمجھ لو کہ جو چیز بھی تم کو بطور غنیمت کے کفار سے حاصل ہو تو (اس کے متعلق) یہ امر یقینی ہے کہ اس کا پانچواں[1] حصہ خدا کا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اور (رسول کے) رشتہ داروں کا اور یتیموں کا اور رباء کا اور مسافروں کا ہے (تم اس کو بخوشی قبول کرو) اگر تم درحقیقت خدا پر اور اس (مضمون) پر ایمان لائے ہو جو ہم نے فیصلہ کے دن جس روز دونوں جماعتوں (مسلمانوں اور کافروں) کا مقابلہ ہوا تھا اپنے بندوں پر نازل کیا تھا یعنی قل الانفال للہ والرسول کیونکہ ان دونوں پر ایمان لانے کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اس کو ہر قسم کے تصرف کا مختار سمجھا جائے اور جب وہ ہر تصرف کا مختار ہوا تو اسے یہی حق ہے کہ وہ غنیمت کے پانچویں حصہ سے غانمین کو محروم کر دے (اور یہ واضح رہے کہ) اللہ کو ہر چیز پر قدرت ہے پس جس طرح اس نے تم کو غالب کیا اور تم کو مال غنیمت دلوایا ہے یونہی اسے یہ بھی قدرت ہے کہ تمہاری نافرمانی کے سبب تم کو مغلوب کرا دے اور بجائے اس کے کہ تم ان کا مال چھینو الٹا تمہارا ہی مال چھن جائے خیر یہ مضمون تو بطور جملہ معترضہ کا تھا۔

غزوہ بدر میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے مسلمانوں کو مختلف طور پر امداد

اب ہم پھر مضمون سابق کی طرف عود کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ دن جس روز دونوں جماعتوں کا مقابلہ ہوا اس وقت تھا جبکہ تم (وادی) کے اس کنارے پر تھے جو مدینہ سے قریب تھا (جو جنگی حیثیت سے بوجہ پانی نہ ہونے کے اور ریت کی کثرت کے جس میں پاؤں دھنسے جاتے تھے اور چلنا بھی دوبھر تھا نہایت ناموزوں تھا) اور وہ لوگ (مشرکین وادی کے) اس کنارے پر تھے جو (مدینہ سے) دور تھا (جو کہ پانی کی موجودگی اور زمین کے درست ہونے کی وجہ سے جنگی حیثیت سے موزوں تھا) اور قافلہ تم سے نیچے (ساحل پر تھا) جس سے

---

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کا حصہ حنفیہ کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ساقط ہوا اور اب وہ پانچواں حصہ تین حصوں پر تقسیم ہوگا۔۱۲

مشرکین کو کافی مدد پہنچ سکتی تھی اور ان وجہ سے تمہاری حالت نہایت نازک اور مشرکین کی حالت ہر طرح بہتر تھی اور اس لئے تمہارے غلبہ کی بظاہر کوئی صورت نہ تھی اور ایسی حالت میں ہم نے تم کو غلبہ دیا اور تم نے مال غنیمت حاصل کیا تھا جس کی نزاع کے وقت ہم نے وہ حکم نازل کیا تھا پس اس ہمارے انعام کو یاد کر کے تم کو ہمارے حکم کی تعمیل کرنی چاہئے۔

اب ہم اس جگہ ایک اور مناسب مقام مضمون استطر اداً بیان کرتے ہیں وہ یہ کہ اس روز حق تعالیٰ نے بلا تمہارے اختیار کے تم کو کفار سے بھڑا دیا تھا اور اگر تم پہلے سے جنگ ٹھیرا لیتے تو (اپنی کمزوری اور دشمن کی قوت پر نظر کر کے) تم ہرگز وقت[1] مقرر پر نہ پہنچتے مگر (حق تعالیٰ نے بلا تمہاری آپس کی قرارداد تم کو ان سے بھڑا دیا) تا کہ اللہ تعالیٰ وہ کام کر گذرے جو کہ ہونا تھا (یعنی تمہاری خارق عادت فتح اور ان کی خارق عادت شکست) تا کہ اب جو ہلاک ہو وہ ایک حقیقت واضحہ کے (ظہور کے) بعد ہلاک ہو اور جو زندہ ہو وہ بھی حقیقت واضحہ کے (ظہور کے) بعد ہو (یعنی جو اس قدر عظیم الشان تائید اسلام کو دیکھنے کے بعد بھی کافر رہے اس پر پوری طور پر حجت قائم ہو جائے اور جو مسلمان ہو یا مسلمان رہے اس کا اسلام بصیرت پر مبنی ہو) اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے اور جاننے والے ہیں (اس لئے وہ ہلاک ہونے والوں اور زندہ ہونے والوں دونوں کے اقوال و احوال سے بخوبی واقف ہے اور ہر ایک کو اس کے موافق جزا سزا دے گا' مضمون استطر ادی ختم ہوا اور اب ہم پھر مضمون سابق کی طرف عود کرتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں مشرکین کی تعداد کم دکھانے کی حکمت

اور کہتے ہیں کہ وہ زمانہ جس میں دونوں کا مقابلہ ہوا تھا وہ تھا جبکہ حق تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب میں ان (مشرکین) کو کم دکھلا رہے تھے اور (وجہ یہ تھی کہ) اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں زیادہ دکھلاتے (جیسا کہ وہ تھے اور دوسروں کو اس پر اطلاع ہوتی) تو تم لوگ بزدل بن جاتے اس معاملے میں (کہ ان سے مقابلہ کیا جاوے یا نہیں) آپس میں نزاع کرتے' مگر (اس تدبیر سے تم کو) حق تعالیٰ نے (اس نزاع سے) بچا دیا (یہ جو کہا گیا ہے بالکل صحیح ہے کیونکہ) حق تعالیٰ دلوں کی باتیں جانتے ہیں اس لئے وہ جانتے ہیں کہ اگر یہ تدبیر نہ کی جاتی تو ضرور ایسا ہوتا اس استطر ادی مضمون کے بعد پھر مضمون سابق کی طرف عود کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ زمانہ اس وقت تھا جب کہ خواب مذکور دکھلایا گیا تھا) اور اس وقت تھا جبکہ تمہارا آپس میں مقابلہ ہوا (تمہاری ہمت بڑھانے کے لئے) حق تعالیٰ ان کو) اپنی تصرف سے) تم کو صرف تمہاری نظروں میں (نہ کہ واقع میں) کم دکھلاتے تھے اور (ان کی ہمت بڑھانے کے لئے) تم کو ان کی نظروں میں (جتنے تم واقع میں تھے اس سے بھی) کم کرتے تھے تا کہ اس تدبیر سے لڑائی چھڑ جائے اور خدا وہ کام کر گذرے جو کہ ہونا تھا (یعنی تمہارا غلبہ اور ان کی شکست) اور تمام کاموں کا مرجع حق تعالیٰ ہی ہیں (اس لئے یہ تمام کام اسی کے کرنے کے تھے اور اس نے کئے یہ تمام انعامات بھی اسی کو مقتضی ہیں کہ تم اس کے حکم کو مانو اس مقام پر بھی استطر اداً بعض مناسب مضامین بیان کئے جاتے ہیں جو یہ ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۵﴾

[1] ای لتخلفتم عن المیعادا ولا ختلفتم معهم فی المیعاد لا جل اتیانهم للموعد وعدم اتیانکم والحاصل واحد و ترجمت بالحاصل' والتفسیر مروی عن اسحاق وهو الراجح عندی' والله اعلم ۱۲.

وَاَطِيعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۴۷﴾ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾

ترجمہ: اے ایمان والو جب تم کو کسی جماعت سے (جہاد میں) مقابلہ کا اتفاق ہوا کرے تو (ان آداب کا لحاظ رکھو ایک یہ کہ) ثابت قدم رہو اور اللہ کا خوب کثرت سے ذکر کرو امید ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت (کا لحاظ) کیا کرو اور نزاع مت کرو (نہ اپنے امام سے نہ آپس میں) ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں اور ان کافر لوگوں کے مشابہ مت ہونا جو (اسی واقعہ بدر میں) اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھلاتے ہوئے نکلے اور لوگوں کو اللہ کے راستے (دین) سے روکتے تھے اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو (اپنے علم میں) احاطہ میں لئے ہوئے ہے اور اس وقت کا ان سے ذکر کیجئے جبکہ شیطان نے ان (کفار) کو ان کے اعمال خوشنما کر کے دکھلائے اور کہا کہ لوگوں میں سے آج کوئی تم پر غالب آنے والا نہیں اور میں تمہارا حامی ہوں پھر جب دونوں جماعتیں (کفار و مسلمین کی) ایک دوسرے کی مقابل ہوئیں تو وہ الٹے پاؤں بھاگا اور یہ کہا کہ میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں میں ان چیزوں کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو نظر نہیں آتیں (مراد فرشتے) میں تو خدا سے ڈرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والے ہیں۔

میدان جہاد میں ثابت قدمی اور یاد خدا

تفسیر: اے مسلمانو! جب تمہارا مقابلہ کسی کافر جماعت سے ہو تو تم (ہمت نہ ہارا کرو جیسا کہ تم نے اس موقع پر کیا تھا جس کے لئے ہم اس تدبیر کو کام میں لائے جو ابھی بیان کی ہے یعنی یہ کہ ان کو تمہاری نظر میں کم دکھلایا' بلکہ تم کو چاہئے کہ) ثابت قدم رہو اور خدا کو بہت یاد کیا کرو (جس سے ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ اس سے تم کو اس کی قدرت کا استحضار اور اس کی اطاعت کی رغبت اور اس کی مخالفت سے ڈر ہوگا اور دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ حق تعالیٰ کو تم سے تعلق بڑھے گا اور وہ موقع پر تمہاری مدد کریں گے) امید ہے کہ تم (ان ہدایات پر عمل کر کے) کامیاب بنو گے۔

اختلاف کی ممانعت

اور ہر موقع پر خدا اور رسول کی اطاعت کیا کرو اور آپس میں جھگڑا مت کیا کرو کہ اس سے تم کم ہمت ہو جاؤ اور دشمنوں کی نظر میں تمہاری ہوا اکھڑ جائے (جیسا کہ تم نے اس موقع پر کیا تھا اور کہا تھا کہ ہم اہل مکہ سے جنگ کے لئے تیار نہیں ہیں یا تقسیم) غنیمت کے موقع پر تم نے جھگڑا

شروع کر دیا تھا) اور مصائب پر صبر کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ (اور ان کے معین و مددگار) ہیں اور تم (خدا کے حکم کی خلاف ورزی کر کے) ان لوگوں جیسے نہ بنو جو اپنے گھروں سے اتراہٹ سے اور لوگوں کی (نظر میں اپنی قوت کی) نمائش کے لئے نکلے تھے اور جو کہ لوگوں کو (اسی طریق سے) خدا کی راہ سے روکتے ہیں (جیسے مشرکین مکہ جو کہ مسلمانوں کے مرعوب کرنے کے لئے بڑے ساز و سامان سے آئے تھے) اور اللہ ان کے تمام کاموں کو احاطہ کئے ہوئے ہے (اس لئے وہ ان کی کسی تدبیر کو چلنے نہ دے گا۔

شیطان کا فریب: اب ہم استطرادی مضمون کو ختم کر کے پھر مضمون سابق کی طرف عود کرتے ہیں) اور کہتے ہیں کہ وہ دن اس وقت تھا) جبکہ شیطان نے ان کے اعمال کو ان کی نظر میں خوشنما بنا دیا تھا اور اس بناء پر وہ اپنے افعال کو نہایت مناسب اور بہت ٹھیک سمجھتے تھے) اور ان سے (سراقہ بن مالک کی صورت میں آ کر ان سے) کہا تھا کہ آج تمہاری قوت کی وجہ سے تم کوئی غالب ہونیوالا نہیں ہے تم بےفکر رہو اور خوب لڑو) اور (بوقت ضرورت) میں تمہارے لئے (ہر دشمن سے) بچانے کا ذمہ دار ہوں پھر جب دونوں جماعتیں آمنے سامنے ہوئیں تو الٹے پاؤں بھاگا کہ مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں (تم جانو تمہارا کام جانے) میں ان اشیاء کو دیکھ رہا ہوں کہ تائید غیبی مسلمانوں کے ساتھ ہے اور نہ میں ان کا کچھ کر سکتا ہوں نہ تم میں مسلمانوں کے مقابلے میں تمہاری مدد کر سکتا تھا مگر) میں خدا سے ڈرتا ہوں اور اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا) اور اللہ نہایت سخت سزا دینے والا ہے (اس لئے اگر میں اس حالت میں تمہاری مدد کروں تو نہیں معلوم مجھے کیا سزا دیجائے۔

اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۰﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۱﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۳﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۵﴾ اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ ﴿۵۸﴾

ترجمہ: اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے کہ جب منافقین اور جن کے دلوں میں (شک) کی بیماری تھی یوں کہتے تھے کہ ان مسلمان لوگوں کو ان کے دین نے ان کو بھول میں ڈال رکھا اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ زبردست (اور) حکمت والے (بھی) ہیں۔ اور اگر آپ (اس وقت کا موقعہ) دیکھیں جبکہ فرشتے ان (موجودہ) کافروں کی جان قبض کرتے جاتے ہیں (اور) ان کے منہ پر اور ان کی پشتوں پر مارتے جاتے ہیں اور یہ کہتے جاتے ہیں کہ (ابھی کیا ہے آگے چل کر) آگ کی سزا جھیلنا (اور) یہ عذاب ان اعمال (کفریہ) کی وجہ سے ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں سمیٹے ہیں اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنے والے نہیں ان کی حالت ایسی ہے جیسے فرعون والوں کی اور ان سے پہلے کے (کافر) لوگوں کی حالت تھی کہ انہوں نے آیات الٰہیہ کا انکار کیا سو خدا تعالیٰ نے ان کے گناہوں پر ان کو پکڑ لیا بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی قوت والے سخت سزا دینے والے ہیں یہ بات اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسی نعمت کو جو کسی قوم کو عطا فرمائی ہو نہیں بدلتے جب تک کہ وہ قوم اپنے ذاتی اعمال کو نہیں بدل ڈالتے اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے جاننے والے ہیں ان کی حالت فرعون والوں اور ان سے پہلے والوں کی سی حالت ہے کہ انہوں نے اپنے رب کی آیات کو جھٹلایا اس پر ہم نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کر دیا اور فرعون والوں کو غرق کر دیا اور وہ سب ظالم تھے بلاشبہ بدترین خلائق اللہ کے نزدیک یہ کافر لوگ ہیں تو یہ ایمان نہ لاویں گے جن کی یہ کیفیت ہے کہ آپ ان سے (کئی بار) عہد لے چکے ہیں (مگر) پھر (بھی) وہ ہر بار اپنا عہد توڑ ڈالتے ہیں اور وہ (عہد شکنی سے) ڈرتے نہیں۔ سو اگر آپ لڑائی میں ان لوگوں پر قابو پائیں تو ان (پر حملہ کر کے اس) کے ذریعہ سے اور لوگوں کو جو کہ ان کے علاوہ ہیں منتشر کر دیں تا کہ وہ لوگ سمجھ جاویں اور اگر آپ کو کسی قوم سے خیانت (یعنی عہد شکنی) کا اندیشہ ہو تو آپ وہ عہد ان کو اس طرح واپس کر دیجئے کہ آپ اور وہ (اس اطلاع میں) برابر ہو جائیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

مجاہدین اسلام پر منافقین کی پھبتی

تفسیر: اور (وہ دن اس وقت تھا) جبکہ منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے (اور اس لئے وہ نہیں سمجھتے کہ اسلام خدا کا دین ہے اور خدا اس کا حامی ہے اور وہ بڑی قدرت والا ہے مسلمانوں کی کمزوری کو دیکھ کر) یہ کہتے تھے کہ ان کو ان کے دین نے دھوکا دے رکھا ہے جو اس بے سروسامانی پر یہ قریش[1] کے قافلے پر حملہ کرنے جا رہے ہیں، جس کا انہیں سخت خمیازہ بھگتنا پڑے گا حالانکہ یہ ان کا سراسر جہل تھا) اور (حقیقت یہ ہے کہ) جو شخص خدا پر بھروسہ رکھتا ہو تو خدا اس کا حامی و مددگار ہے (کیونکہ) اللہ ہر چیز پر قابو یافتہ ہے اور اس لئے وہ بے سروسامان لوگوں کو بھی غلبہ دے سکتا ہے اور حکمت والا (بھی) ہے (اس لئے اگر کسی وقت ایسا نہ کرے تو اس کا منشاء کوئی حکمت ہے جس کو وہی جانتا ہے الغرض یہ واقعات بھی حق تعالیٰ کے انعامات کی دلیل ہیں کیونکہ پہلے واقعہ میں شیطان کا ان کو ابھار کر لانا اور اس کے بعد نصرت الٰہی کو دیکھ کر پیچھے ہٹ جانا یہ حق تعالیٰ کی نصرت کی کھلی دلیل ہے۔

---

[1] چونکہ مکہ میں منافقین نہ تھے اور اس باب میں جو روایتیں منقول ہیں مجھے ان پر اعتماد نہیں اور مدینے سے روانگی کے وقت صرف قافلہ پر چھاپہ مارنے کا ارادہ تھا جنگ کا خیال بھی نہ تھا ان وجوہ سے میں نے یہ مضمون لکھا ہے واللہ اعلم

اور دوسرے واقعہ سے جو تمہاری حالت معلوم ہوتی ہے اس حالت پر تم کو غلبہ دینا یہ بھی حق تعالیٰ کا انعام ہے اس لئے یہ واقعات بھی اس کو مستحق ہیں کہ تم خدا کے حکم کو مانو پس خلاصہ تمام واقعات کے ذکر کا یہ نکلا کہ حق تعالیٰ تمہارا بہت بڑا منعم ہے اس لئے تم کو اس کے حکم کی اطاعت کرنی چاہئے اور خمس غنیمت کو چھوڑ کر باقی پر قناعت کرنا چاہئے اس مضمون کو ختم کر کے ہم کہتے ہیں کہ اس مضمون سے اور پہلے مضامین سے تم کو کفار کی حالت معلوم ہو چکی ہے کہ وہ ناحق حق کی مخالفت پر کمربستہ ہیں سو یہ حالت ان کی اسی وقت تک ہے جب تک کہ یہ لوگ زندہ ہیں۔

قبض روح کے وقت کافروں کا حال

اور کاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی حالت اس وقت دیکھیں جبکہ فرشتے ان کافروں کی روح یوں قبض کرتے ہوں کہ ان کے چہروں اور ان کی پیٹھوں کو (کوڑوں وغیرہ سے) مارتے ہوں اور یہ کہتے جاتے ہوں کہ اب آگ کے عذاب کا مزہ چکھنا (پس نہ پوچھو کہ اس وقت ان کی کیا حالت ہوگی اور وہ اپنے ان افعال پر کیسے کیسے نادم ہوں گے اور ان پر کیسا کیسا پچھتاویں گے اب حق تعالیٰ یہ حالت بیان کر کے فرماتے ہیں (الغرض) یہ (سزا جو ان کو بدر میں دی گئی) ان اعمال کے سبب ہے جو تم (مکلفین نے اپنے ہاتھوں پیشتر کئے ہیں ورنہ خدا کو خواہ مخواہ سزا دینے کی ضرورت ہے اور یہ امر یقینی ہے کہ خدا اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

قریش مکہ کی سزا اور گروہ فرعون سے ان کی مناسبت کفر وشرک میں

(ان کی یہ حالت ایسی ہے) جیسے گروہ فرعون کی اور ان سے پہلے لوگوں کی حالت کو انہوں نے آیات خداوندی کو نہ مانا تو حق تعالیٰ نے انہیں ان کے گناہوں میں پکڑ لیا (پس جبکہ ان کی طرح ان لوگوں نے بھی کفر کیا تو ان کو بھی ان کے گناہوں میں پکڑ لیا اور بدر میں خوب سزا دی) واقعی حق تعالیٰ نہایت سخت سزا دینے والے ہیں (جب تک طرح دیتے ہیں دیتے ہیں اور جب سزا دیتے ہیں تو پھر سزا بھی خوب دیتے ہیں۔

ناشکری کا انجام: (پس تو) یہ (سزا جو ان کو بدر میں دی گئی) اس سبب سے تھی کہ حق تعالیٰ اس اپنی نعمت کو جو اس نے ان پر کی تھی (اور عزت اور سلامتی وغیرہ جو ان کو دی تھی) اس وقت تک بدلنے والا نہ تھا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت کو نہ بدل دیں (اور حق کی مخالفت کر کے اپنی قبول حق کی صلاحیت کو برباد نہ کریں پس جب انہوں نے ایسا کیا تو ہم نے بھی انہیں سزا دی پس یہ سزا خود ان کی مول لی ہوئی ہے) جیسے فرعون کے گروہ اور ان سے پہلے لوگوں کی حالت کہ انہوں نے (اپنی قبول حق کی صلاحیت کو باطل کر دیا اور) اپنے پروردگار کی آیتوں کو خوب جھٹلایا تو ہم نے (بھی اپنی نعمتوں کو بدل دیا اور) انہیں ان کے گناہوں کی بدولت ہلاک کر دیا چنانچہ اوروں کو دوسرے طریقہ سے ہلاک کیا اور فرعون کے گروہ کو سمندر میں ڈبو دیا اور وہ سب لوگ ظلم پر کمربستہ تھے (اس لئے اسی کے مستحق تھے)۔

بدترین مخلوقات خدا کی نظر میں

اس مضمون سے فارغ ہو کر ہم دوسرے احکام مناسب مقام پر بیان کرتے ہیں کہ) بدترین ان مخلوقات میں جو روئے زمین پر چلتی ہیں وہ لوگ ہیں جو کفر کو اختیار کئے ہوئے ہیں اور اب وہ (کسی طرح) ایمان نہیں لاتے بالخصوص وہ لوگ جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکرر معاہدہ کیا (کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کی مدد نہ کریں گے اور انہوں نے بھی اس کا عہد کیا اور باوجود اس عہد و پیمان کے) پھر وہ ہر مرتبہ اپنے عہد کو توڑ دیتے ہیں اور وہ (نقض عہد وغیرہ سے بالکل نہیں ڈرتے (جیسے بنی قریظہ جو کہ یہودی ہیں) سو (ان لوگوں کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا جاتا ہے کہ) اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی وقت لڑائی میں ان پر قابو پا گئے

تو ان کے ذریعہ سے ان لوگوں کو منتشر کر دیں جو ان کے پیچھے ہیں (یعنی ان کو ایسی سزا دیں کہ دوسروں کے لئے موجب عبرت ہو اور وہ مخالفت سے اور مقابلہ سے باز آئیں) ممکن ہے کہ (اس تدبیر سے) وہ نصیحت حاصل کریں (مسلمان ہو جائیں یا مقابلہ کا خیال چھوڑ دیں۔

معاہدہ کرنے والوں کی طرف سے جب خیانت کا خطرہ ہوا

اور (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی حکم دیا جاتا ہے کہ) اگر کسی (ایسی) جماعت سے (جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاہدہ ہو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیانت کا اندیشہ ہو (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھیں کہ اس کے پردہ میں وہ کوئی شرارت کرنا چاہتے ہیں) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا عہد ان کی طرف یوں پھینک دیں کہ ان کے علم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ دونوں برابر ہوں (یعنی ان کو مطلع کر دیجئے کہ اب ہم میں اور تم میں کوئی معاہدہ نہیں، تم معاہدہ کے بھروسہ نہ رہنا) حق تعالیٰ خیانت پیشہ لوگوں کو پسند نہیں کرتے (اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے معاہدہ باقی نہ رکھے۔

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا یُعْجِزُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِیْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ یَعْلَمُهُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یُوَفَّ اِلَیْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَی اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۶۱﴾ وَاِنْ یُّرِیْدُوْۤا اَنْ یَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ هُوَ الَّذِیْۤ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۶۲﴾ وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّاۤ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۶۳﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۶۴﴾

ترجمہ: اور کافر لوگ اپنے کو یہ خیال نہ کریں کہ وہ بچ گئے۔ یقیناً وہ لوگ (خدا تعالیٰ کو) عاجز نہیں کر سکتے اور ان کافروں کے لئے جس قدر تم سے ہو سکے ہتھیار سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو اور اس کے ذریعہ سے تم (اپنا) رعب جمائے رکھو ان پر جو کہ (کفر کی وجہ سے) اللہ کے دشمن ہیں اور تمہارے دشمن ہیں اور ان کے علاوہ دوسروں پر بھی جن کو تم (بالیقین) نہیں جانتے ان کو اللہ ہی جانتا ہے اور اللہ کی راہ میں جو کچھ بھی خرچ کرو گے وہ تم کو پورا پورا دیا جاوے گا اور تمہارے لئے کچھ کمی نہ ہو گی اور اگر وہ (کفار) صلح کی طرف جھکیں تو آپ بھی اس طرف جھک جائیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیے بلاشبہ وخوب سننے والا خوب جاننے والا ہے اور اگر وہ لوگ آپ کو دھوکہ دینا چاہیں تو اللہ

تعالیٰ آپ کے لئے کافی ہے اور وہی ہے جس نے آپ کو اپنی (غیبی) امداد (ملائکہ) سے اور (ظاہری امداد) مسلمانوں سے قوت دی اور ان کے قلوب میں اتفاق پیدا کر دیا اور اگر آپ دنیا بھر کا مال خرچ کرتے تب بھی ان کے قلوب میں اتفاق پیدا نہ کر سکتے لیکن اللہ تعالیٰ ہی نے ان میں باہم اتفاق پیدا کر دیا بے شک وہ زبردست ہیں حکمت والے ہیں اے نبی آپ کے لئے اللہ کافی ہے اور جن مومنین نے آپ کا اتباع کیا ہے وہ کافی ہیں۔

تفسیر: کفار کو تنبیہ: ان کافروں کو یہ ہرگز خیال نہ ہونا چاہئے کہ وہ (اس مغالطہ آمیز معاہدے سے) خدا سے آگے نکل گئے (اور اب خدا ان کا کچھ نہیں کر سکتا' کیونکہ) وہ (کسی طرح) خدا کو عاجز نہیں کر سکتے (پس) جب وہ کوئی چالاکی کریں گے تو خدا اس کا توڑ کر دے گا۔

جہاد کیلئے تیاری اور اس کی ضرورت

اور تمام مسلمانوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ (تم لوگ قوت کی قسم سے اور خاص گھوڑے پالنے کی قسم سے جو کچھ تم سے بن پڑے اسے انکے لئے تیار رکھو کہ اس سے تم خدا کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو (جن کو تم جانتے ہو) اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کو.......... کو جن کو تم نہیں جانتے ہاں اللہ انہیں جانتا ہے (اس لئے وہ انہیں مرعوب کرنے کا بھی انتظام کرتا ہے اور تم کو اس لئے متنبہ کرتا ہے تا کہ تم صرف معلوم دشمنوں کے مقابلہ کے لئے تیاری پر اکتفا نہ کرو' اس جگہ کلام شرعی جہاد میں ہے اور قوت سے مراد وہی سامان جنگ ہے جو شرعی جہاد میں کارآمد ہے اور آئینی جنگ جو کہ یورپ کی سیاسی جنگ ہے اور اس کے ذرائع نان کوآپریشن وغیرہ جو یورپ سے سیکھے گئے ہیں اور جن میں بہت سے شرعی مفاسد ہیں۔

ان سے آیت کا تعلق نہیں' یہ محض مقلدین یورپ کی ایجاد ہے اعاذنا اللہ من الخذلان والخسران) اور (یہ یاد رکھو کہ جو کچھ تم خدا کی راہ میں صرف کرو گے وہ ضائع نہ ہوگا) بلکہ وہ تم کو پورا واپس کیا جائے گا اور تم پر ذرا بھی ظلم نہ کیا جائے گا (کہ تمہارا حق مار لیا جاوے یا کم دیا جاوے)

مخالفین جب صلح کے لئے آمادہ ہوں تو؟

(یہ حکم تو جنگ کے لئے ہے) اور اگر یہ لوگ (بنی قریظہ) صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کی طرف جھک جاؤ (کیونکہ جہاد سے مقصود کفار کے شر کا دفع کرنا ہے اب اگر وہ شر صلح سے دفع ہو جائے تو جنگ کی ضرورت نہیں اور خدا پر بھروسہ رکھو وہ بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے (اگر اس مصالحت میں ان کی کوئی شرارت ہوگی تو وہ اس کے علم سے باہر نہیں ہو سکتی اور (اس بنا پر) اگر یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکا دیں گے تو (اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی ضرر نہ ہوگا' کیونکہ) خدا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کافی ہے) اور ان کے فریب کا توڑ کر دے گا) وہ وہی تو ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مدد سے اور مسلمانوں کے ذریعے سے قوت دی اور جس نے مسلمانوں کے دلوں کو آپس میں ایک دوسرے سے ملا دیا (یہ ان کے دلوں کو ملا دینا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بس کا کام نہ تھا) اگر آپ تمام روئے زمین کا مال واسباب خرچ کر دیتے تب بھی ان کے دلوں کو نہ ملا سکتے تھے مگر خدا (کی وہ قدرت ہے کہ اس) نے ان سب کو آپس میں ملا دیا واقعی وہ ہر چیز پر قابو یافتہ اور حکمت والا ہے (اس لئے جب تک اس کی حکمت مقتضی نہ ہوئی ان کو ایک دوسرے کا مخالف رکھا اور جب حکمت مقتضی ہوئی فوراً ملا دیا پس ایسے قادر کے ہوتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے مکر سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔

فائدہ: اس تقریر سے معلوم ہوا کہ کفار کی درخواست مصالحت کا منظور کرنا اسی وقت تک واجب تھا جب تک کہ وحی منقطع نہیں ہوئی تھی اور اب صرف امام کے اجتہاد پر ہے' اگر مصلحت سمجھے منظور کرے ورنہ رد کر دے کیونکہ اب وحی باقی نہیں ہے جو کفار کے دھوکے پر مطلع کر دیا کرے اس استطرادی مضمون کے بعد ہم تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں۔

اللہ کی کارسازی پر اعتماد: (اوپر حق تعالیٰ نے اپنے کافی ہونے کے مضمون کو بیان فرمایا تھا مگر وہ مستقلاً نہ تھا۔ اس لئے اب اس مضمون کو مستقلاً بیان فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ) اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم (ہم آپ کو مستقلاً مطلع کرتے ہیں کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے (حقیقۃً) خدا اور (بنظر اسباب ظاہرہ) وہ مومنین جو آپ کے متبع ہیں کافی ہیں (اوران کے ہوتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار سے کوئی خطرہ نہیں پس آپ بے کھٹکے اپنا کام کئے جائیں اور کفار سے کوئی اندیشہ نہ کیجئے نیز)

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ
يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ
لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ
صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ
مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۶۶﴾ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ ؕ
تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۷﴾ لَوْلَا
كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۶۸﴾ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ
حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۹﴾

ترجمہ: اے پیغمبر آپ مومنین کو جہاد کی ترغیب دیجئے اگر تم میں کے بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دوسو پر غالب آجاویں گے اور اسی طرح اگر تم میں کے سو آدمی ہوں گے تو ایک ہزار کفار پر غالب آجاویں گے اس وجہ سے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو (دین کو) کچھ نہیں سمجھتے اب اللہ تعالیٰ نے تم پر تخفیف کردی اور معلوم کرلیا کہ تم میں ہمت کی کمی ہے سو اگر تم میں کے سو آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دوسو پر غالب آجاویں گے اور اگر تم میں کے ہزار ہوں گے تو دس ہزار پر اللہ کے حکم سے غالب آجاویں گے اور اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہیں۔ نبی کی شان کے لائق نہیں کہ ان کے قیدی باقی رہیں (بلکہ قتل کردیے جائیں) جب تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح (کفار کی) خونریزی نہ کرلیں تم تو دنیا کا مال واسباب چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ آخرت (کی مصلحت) کو چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست بڑی حکمت والے ہیں اگر خدا تعالیٰ کا ایک نوشتہ (مقدر) نہ ہو چکتا تو جوامر تم نے اختیار کیا ہے اس کے بارہ میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی سو جو کچھ تم نے لیا ہے اس کو حلال پاک سمجھ کر کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے بڑی رحمت والے ہیں۔

تفسیر: جہاد کی ترغیب: اے نبی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی حکم دیا جاتا ہے کہ) آپ مسلمانوں کو جنگ پر ابھاریئے اور (کفار کی کثرت سے اندیشہ نہ کیجئے کیونکہ) اگر تم میں بیس جم کر لڑنے والے ہوں گے تو وہ دوسرے پر غالب ہوں گے اور اگر تم میں سے سو جم کر لڑنے والے ہوں گے تو وہ ان لوگوں میں سے ایک ہزار پر غالب ہوں گے جنہوں نے اس وجہ سے کفر اختیار کر رکھا ہے کہ وہ بے سمجھ لوگ ہیں اور یہ بے سمجھی ہی منشا ہے ان کی مغلوبیت کا کیونکہ اسی کی وجہ سے وہ دنیا پر عاشق ہیں اور حب دنیا کے سبب ہے ان کی بزدلی کا بس اس بناء پر مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے سے دس گنا کفار تک کے مقابلہ سے گریز نہ کریں گو یہ[1] حکم فی نفسہ سخت ہے اور ہم کو مسلمانوں کی انسانی کمزوری کا علم بھی ہے مگر چونکہ مسلمانوں کی تعداد کم ہے اس لئے ان کو ذرا ہمت سے کام لینے کی ضرورت ہے جب ان کی تعداد بڑھ جائیگی تو ہم ان کی کمزوری پر نظر کر کے اس حکم میں تخفیف کر دیں گے۔

ایک مسلمان دو کافروں پر بھاری

پس جبکہ مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی تو اس وقت یہ حکم ہوا کہ) اب (جبکہ تمہاری تعداد بڑھ گئی تو) حق تعالیٰ نے تم پر تخفیف کر دی اور (وجہ اس کی یہ ہے کہ) اس کو اس کا علم ہے کہ تم میں (انسانی) کمزوری ہے (اور حکم اس کی نسبت ذرا سخت ہے جس کو وقتی ضرورت سے گوارا کر لیا گیا تھا اور اب اس ضرورت کے نہ رہنے سے اس کی بھی ضرورت نہ رہی) پس اب یہ حکم ہے کہ اپنے سے دوگنے کفار تک کا مقابلہ کرو اب اگر تم میں سو جم (کر لڑنے والے ہوں گے تو وہ (خدا کے حکم سے) دو سو پر غالب ہوں گے اور اگر تم میں سے ایک ہزار ہوں گے تو خدا کے حکم سے دو ہزار پر غالب ہوں گے اور خدا ان لوگوں کے ساتھ ہے جو ثابت قدم ہیں۔

کافر قیدیوں کا حکم اور اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب

(یہاں تک جہاد کی ترغیب دیکر اب ان لوگوں کا حکم جو جہاد میں مسلمانوں کے ہاتھ قید ہو جاویں یوں بیان فرماتے ہیں کہ اس باب میں جو پیشتر ایک غلطی ہو گئی تھی یعنی بدر کے قیدیوں کو فدیہ لیکر چھوڑ دیا گیا تھا اس پر تنبیہ فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم[2] کو (بحیثیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے) یہ بات حاصل نہ تھی کہ اس وقت تک اس کے یہاں قیدی ہوں (بایں معنیٰ کہ وہ لوگوں کو قتل کے سوا دوسری غرض سے گرفتار کرے جیسے مال لے کر چھوڑ دینا کیونکہ بغرض قتل گرفتار کرنا قید کرنا نہیں ہے بلکہ وہ قتل فی المعرکہ کے حکم میں ہے) تاوقتیکہ وہ زمین میں خوب خونریزی نہ کر لے (تاکہ کفار پر اس کا سکہ بیٹھ جائے اور ان کی ہمتیں پست ہو جائیں) پس اس وقت سے پہلے تمہارا ایسا کرنا ہرگز مناسب نہ تھا) تم تو دنیا کا سامان (مال) چاہتے ہو اور خدا آخرت چاہتا ہے (تم کہتے ہو کہ مال لینے سے مسلمانوں کی کچھ عسرت دفع ہو جائے گی اور ان کے کچھ دن آرام سے کٹ جائیں گے اور ہم چاہتے ہیں کہ اس عارضی آرام اور راحت پر خاک ڈالو اور مصالح آخرت کو پیش نظر رکھو جو کہ کفار کی مقہوری سے وابستہ ہیں اور اس لئے جب وہ ہاتھ لگ گئے تھے تو انہیں قتل کرنا ہی مناسب تھا کیونکہ وہ آزاد ہو کر پھر تمہارے مقابلہ پر آئیں گے اور تم کو ان کے مغلوب کرنے میں پھر وہی (حمتیں پیش آئیں گی جو اب آئی ہیں) اور (تم کو واضح ہو کہ) اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قابو یافتہ اور حکمت والا ہے (اس لئے وہ سزا دینے پر بھی قدرت رکھتا ہے اور حکمت کی وجہ سے اس کو ایک وقت معین تک ٹال بھی سکتا

---

[1] اشارة الی دفع الاشکال الوارد فی المقام من جهة قوله تعالیٰ وعلم ان فیکم ضعفا وهذا من خصائصنا والحمد لله ۱۲۔ [2] لم یؤت بتعریف العهد اشارة الی ان العلة لهذا الحکم هو وصف النبوة لا خصوص ذاته کما فی قوله ما کان لنبی ان یغل والله اعلم باسرار کلامه ۱۲ منه.

ہے) اور (یہ کام تم نے اس قدر بے جا کیا ہے کہ) اگر خدا کی تحریر نہ ہو چکی ہوتی (کہ وہ بلا اتمام حجت کے سزا نہیں دیتا) تو اس مال کے باب میں جو تم نے لیا ہے تم کو بہت بڑا عذاب لاحق ہوتا (خیر اب تو جو غلطی ہونی تھی وہ ہوگئی اور جو موقع تھا وہ نکل گیا آئندہ ایسا نہ کرنا) پس جو مال تم نے وصول کیا ہے اسے کھاؤ اور تمہارے لئے حلال پاک ہے اور خدا سے ڈرتے رہو (اور آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کرو اس لغزش کو خدا نے معاف کیا) واقعی اللہ نہایت معاف کرنے والے اور رحم کرنے والے ہیں (کہ اتنی بڑی لغزش کو بھی معاف کر دیا اور مال کو بھی حلال کر دیا)۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّمَن فِيٓ أَيۡدِيكُم مِّنَ ٱلۡأَسۡرَىٰٓ إِن يَعۡلَمِ ٱللَّهُ فِي قُلُوبِكُمۡ خَيۡرٗا يُؤۡتِكُمۡ خَيۡرٗا مِّمَّآ أُخِذَ مِنكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡۚ وَٱللَّهُ غَفُورٞ رَّحِيمٞ ﴿٧٠﴾ وَإِن يُرِيدُواْ خِيَانَتَكَ فَقَدۡ خَانُواْ ٱللَّهَ مِن قَبۡلُ فَأَمۡكَنَ مِنۡهُمۡۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٧١﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَهَاجَرُواْ وَجَٰهَدُواْ بِأَمۡوَٰلِهِمۡ وَأَنفُسِهِمۡ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱلَّذِينَ ءَاوَواْ وَّنَصَرُوٓاْ أُوْلَٰٓئِكَ بَعۡضُهُمۡ أَوۡلِيَآءُ بَعۡضٖۚ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَلَمۡ يُهَاجِرُواْ مَا لَكُم مِّن وَلَٰيَتِهِم مِّن شَيۡءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُواْۚ وَإِنِ ٱسۡتَنصَرُوكُمۡ فِي ٱلدِّينِ فَعَلَيۡكُمُ ٱلنَّصۡرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوۡمِۭ بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَهُم مِّيثَٰقٞۗ وَٱللَّهُ بِمَا تَعۡمَلُونَ بَصِيرٞ ﴿٧٢﴾ وَٱلَّذِينَ كَفَرُواْ بَعۡضُهُمۡ أَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍۚ إِلَّا تَفۡعَلُوهُ تَكُن فِتۡنَةٞ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَفَسَادٞ كَبِيرٞ ﴿٧٣﴾ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَهَاجَرُواْ وَجَٰهَدُواْ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱلَّذِينَ ءَاوَواْ وَّنَصَرُوٓاْ أُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُؤۡمِنُونَ حَقّٗاۚ لَّهُم مَّغۡفِرَةٞ وَرِزۡقٞ كَرِيمٞ ﴿٧٤﴾ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ مِنۢ بَعۡدُ وَهَاجَرُواْ وَجَٰهَدُواْ مَعَكُمۡ فَأُوْلَٰٓئِكَ مِنكُمۡۚ وَأُوْلُواْ ٱلۡأَرۡحَامِ بَعۡضُهُمۡ أَوۡلَىٰ بِبَعۡضٖ فِي كِتَٰبِ ٱللَّهِۚ إِنَّ ٱللَّهَ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيمُۢ ﴿٧٥﴾

ترجمہ: اے پیغمبر آپ کے قبضہ میں جو قیدی ہیں آپ ان سے فرما دیجئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو تمہارے قلب میں ایمان معلوم ہوگا تو جو کچھ تم سے (فدیہ میں) لیا گیا ہے (دنیا میں) اس سے بہتر تم کو دے دے گا اور (آخرت میں) تم کو بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے ہیں بڑی رحمت والے ہیں اور اگر بالفرض یہ لوگ آپ کے ساتھ خیانت (نقض عہد) کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں تو (کچھ فکر نہ کیجئے) تو اس سے پہلے انہوں نے اللہ کے ساتھ خیانت کی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو گرفتار کروا دیا اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں بڑی حکمت والے ہیں بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اپنے مال اور جان سے اللہ کے رستے میں جہاد بھی کیا اور جن لوگوں نے رہنے کو جگہ بھی دی اور مدد کی یہ

لوگ باہم ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اور جو لوگ ایمان تو لائے اور ہجرت نہیں کی تمہارا ان سے میراث کا کوئی تعلق نہیں جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں اور اگر وہ تم سے دین کے کام میں مدد چاہیں تو تمہارے ذمہ مدد کرنا واجب ہے مگر اس قوم کے مقابلہ میں نہیں کہ تم میں اور ان میں باہم عہد (صلح کا) ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو دیکھتے ہیں اور جو لوگ کافر ہیں وہ باہم ایک دوسرے کے وارث ہیں اگر اس (حکم مذکورہ) پر عمل نہ کرو گے تو دنیا میں بڑا فتنہ اور بڑا فساد پھیلے گا اور جو لوگ اول مسلمان ہوئے اور انہوں نے (ہجرت نبویہ کے زمانہ میں) ہجرت کی اور اللہ کی راہ جہاد کرتے رہے اور جن لوگوں نے (ان مہاجرین کو) اپنے یہاں ٹھہرایا اور ان کی مدد کی یہ لوگ ایمان کا پورا حق ادا کرنے والے ہیں ان کے لئے (آخرت میں) بڑی مغفرت اور (جنت میں) بڑی معزز روزی ہے اور جو لوگ ہجرت نبویہ کے) بعد کے زمانہ میں ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ جہاد کیا سو یہ لوگ (گو فضیلت میں تمہارے ساتھ برابر نہیں لیکن تاہم) تمہارے ہی شمار میں ہیں اور جو لوگ رشتہ دار ہیں کتاب اللہ میں ایک دوسرے (کی میراث) کے زیادہ حقدار ہیں بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں۔

اسیران کے جنگ کے سامنے اسلام کی پیش کش

تفسیر: اے نبی جو قیدی ابھی تمہارے قبضہ میں ہیں ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ اگر (تم ایمان لے آؤ گے اور اس طرح) حق تعالیٰ تمہارے دلوں میں ایک بہتر شے (ایمان) کو معلوم کریگا تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر معاوضہ تمہیں دے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (اس لئے اس سے یہ معافی کچھ بعید نہیں یہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دیجئے) اور (ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے ہیں کہ) اگر یہ لوگ آپ سے خیانت کا ارادہ رکھتے ہوں (اور یہ چاہتے ہوں کہ ہم اس وقت رہا ہو کر پھر کوئی خلاف کارروائی کریں تو وہ پھر اس کا خمیازہ بھگتیں گے چنانچہ) اس سے پیشتر انہوں نے خدا سے خیانت کی تو خدا نے ان پر تم کو قابو دیدیا (پس اگر اب کے بھی خیانت کریں گے تو وہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر قابو دیدے گا) اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے (اس لئے اس کو ان کی شرارت کا بھی علم ہوگا) اور صاحب حکمت ہے (اس لئے اس کے تدارک میں کسی مصلحت سے کوئی تاخیر ہو جاوے تو ان کو مطمئن نہ ہونا چاہئے۔

مہاجرین اور انصار کا باہمی دینی رشتہ

(اب ایک حکم بیان کرتے ہیں جو مناسب مقام ہے وہ یہ ہے کہ) جو لوگ مؤمن ہیں اور جنہوں نے ہجرت کی ہے اور جنہوں نے خدا کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کیا ہے اور جن لوگوں نے مسلمانوں کو اپنے یہاں جگہ دی اور ان کی ہر طرح مدد کی ہے (یعنی جملہ مہاجرین و انصار) یہ سب لوگ (بوجہ اتحاد دار و اتحاد ملت کے بشرطیکہ سب میراث متحقق ہو) آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت نہیں کی تم کو ان کی وراثت سے کوئی تعلق نہیں (نہ تم ان کے وارث اور نہ وہ تمہارے وارث) تاوقتیکہ وہ ہجرت کریں (کیونکہ تباین دارین مانع ارث ہے) پس اگر وہ ہجرت کریں تو پھر تم (بوجہ اتحاد دار کے) ان کے وارث اور وہ تمہارے وارث) اور اگر یہ لوگ تم سے دین کے باب میں مانگیں تو تم پر (اخوت دینی کے سبب) ان کی مدد لازم ہے لیکن اس قوم کے مقابلے میں کہ تمہارے اور ان کے درمیان معاہدہ ہے (اس کے مقابلہ میں ان کی مدد جائز نہیں) اور (واضح ہو کہ) جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کو دیکھتا

ہے (پس نہ نصرت کے موقع پر ترک نصرت ہونا چاہئے اور نہ ترک نصرت کے موقع پر نصرت اور نہ ان کے ساتھ توارث ہونا چاہئے) اور جو لوگ کافر ہیں (وہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں (نہ مسلمان ان کے وارث اور نہ وہ مسلمانوں کے ان قواعد کی پابندی لازم ہے اور) اگر تم یہ نہ کرو گے تو زمین میں بڑا شر اور فساد ہوگا لہٰذا اس پر عمل لازم ہے)

مجاہدین و مہاجرین خدا کی نظر میں

اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں جہاد کیا یہ لوگ واقعی مسلمان ہیں' ان کے لئے آخرت میں مغفرت اور عزت کی روزی ہے اور جو لوگ (ہجرت نبویہ کے) بعد میں ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ (مل کر) جہاد کیا سو وہ لوگ بھی تمہارے ساتھ شامل ہیں اس لئے ان کے ساتھ بھی توارث ہوگا اور (پھر ان لوگوں میں جو کہ ایک دوسرے کے وارث ہو سکتے ہیں) جو آپس میں علاوہ تعلق دینی کے) تعلق قرابت بھی) رکھتے ہیں وہ آپس میں ایک دوسرے کی میراث کے (بہ نسبت ان لوگوں کے جو قرابت نہیں رکھتے) کتاب اللہ میں زیادہ حق دار ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتے ہیں اور اس لئے وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ کون کس کی میراث کا مستحق ہے اور کون نہیں پس تمہیں اس کے قوانین کی پابندی کرنی چاہئے)۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّتِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوْعًا

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ۝۲ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ۭ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۳ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـــًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۴ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰي يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝۶

ترجمہ: (سورۂ توبہ مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو انتیس آیات اور سولہ رکوع ہیں) اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکین (کے عہد) سے دست برداری ہے جن سے تم نے (بلاتعین مدت) عہد کر رکھا تھا سو تم لوگ اس سرزمین میں چار مہینے چل پھر لو اور یہ (بھی) جان رکھو کہ تم خدا تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے اور یہ (بھی جان رکھو کہ بیشک اللہ تعالیٰ کافروں کو (آخرت میں) رسوا کریں گے اور اللہ اور رسول کی طرف سے بڑے حج کی تاریخوں میں عام لوگوں کے سامنے اعلان کیا جاتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول دونوں دست بردار ہوتے ہیں ان مشرکین (کو امن دینے) سے پھر اگر تم (کفر سے توبہ کر لو تو تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم نے (اسلام سے) اعراض کیا تو یہ سمجھ رکھو کہ تم خدا کو عاجز نہیں کر سکو گے۔ اور ان کافروں کو ایک دردناک سزا کی خبر سنا دیجئے ہاں مگر وہ مشرکین مستثنیٰ ہیں جن سے تم نے عہد لیا پھر انہوں نے تمہارے ساتھ ذرا کمی نہیں کی اور نہ تمہارے مقابلہ میں کسی کی مدد کی سو ان کے معاہدہ کو ان کی مدت (مقررہ) تک پورا کر دو واقعی اللہ تعالیٰ (بدعہدی سے) احتیاط رکھنے والوں کو پسند کرتے ہیں سو جب اشہر حرم گزر جائیں تو (اس وقت) ان مشرکین کو جہاں پاؤ مارو پکڑو باندھو اور داؤ گھات کے موقعہ پر ان کی تاک میں بیٹھو پھر اگر (کفر سے) توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ واقعی اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والے بڑی رحمت کرنیوالے ہیں اور اگر کوئی شخص مشرکین میں سے آپ سے پناہ کا طالب ہو تو آپ اس کو پناہ دیجئے تا کہ وہ کلام الٰہی سن لے پھر اس کو اس کے امن کی جگہ میں پہنچا دیجئے یہ حکم اس سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ پوری خبر نہیں رکھتے۔

تفسیر: **شانِ نزول**: یہ سورۃ غالباً شوال ۹ھ میں فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی ہے اور (اس کی ابتدا میں باستثناء ان لوگوں کے جن سے مسلمانوں کا ایک خاص میعاد تک معاہدہ تھا اور انہوں نے اب تک معاہدہ کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی تھی جملہ مشرکین سے معاہدات سابقہ توڑ دینے کا اعلان ہے۔

معاہدات سابقہ سے بے تعلقی: چنانچہ فرماتے ہیں جملہ معاہدات سابقہ سے) بے تعلقی (کا اعلان) ہے خدا اور اس کے رسول کی جانب سے ان مشرکین کو جن سے تم نے معاہدہ کر رکھا ہے (باستثناء ان لوگوں کے جن کا ذکر ابھی آئے گا) پس (جبکہ معاہدات سابقہ ختم ہو چکے تو اب اے مشرکو! اس وقت سے لیکر آخر محرم تک یعنی چار مہینے[1] تم اس ملک میں (اور) چل پھر لو (اس کے بعد تمہیں اس حالت پر اس میں رہنا نصیب نہ ہوگا کیونکہ یا تو تم اس عرصہ میں مسلمان ہو جاؤ گے یا کہیں چلے جاؤ گے یا میعاد گذرنے پر مارے جاؤ گے کیونکہ محرم کے بعد تمہارا قتل شروع ہو جاوے گا) اور یہ تم خوب سمجھ لو کہ تم خدا کو بے بس نہیں کر سکتے اور یہ بھی (سمجھ لو) کہ حق تعالیٰ کافروں کو ضرور رسوا کرنے والا ہے) پس تم اس اعلان کو سرسری طور پر نہ سننا بلکہ خوب غور سے سن کر اس عرصہ میں اپنے لئے بہتر رائے قائم کر لینا کہ تمہارے لئے ایسی حالت میں کافر رہنا بہتر ہے یا مسلمان ہو جانا اس وقت تو یہ اعلان سرسری طور سے ہے)۔

حج اکبر کے دن کا اعلان: اور ایک (عظیم الشان) اعلان خدا اور رسول کی جانب سے تمام لوگوں کو بڑے حج کے دن کا ہوگا (بدیں مضمون کہ خدا مشرکین سے بے تعلق ہے اور اس کے ساتھ اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی) تا کہ جن لوگوں کو یہ اعلان نہ پہنچا ہو ان کو وہ اعلان عام پہنچ

---

[1] حملنه على الايعاد كما فى قوله : تمتعوا فى دراكم ثلثة ايام دون الامهال ۱۲.

جاوے اور کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہم سے دھوکہ کیا گیا پس بند عہد تو ابھی ہو چکا اور وہ اعلان مزید اتمام حجت کے لئے ہوگا) اب اگر تم لوگ کفر سے توبہ کرلو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر اب بھی اس سے پیٹھ پھیر و تو (ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں اور اب پھر کہتے ہیں کہ) تم خوب سمجھ لو کہ تم خدا کو بے بس نہیں کر سکتے (اور خدا جو کچھ کہہ چکا ہے وہ کر کے رہے گا) اور اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کافروں کو سخت تکلیف دہ عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے (اور کہہ دیجئے کہ وہ عذاب[1] جس کے حاصل کرنے کی تم اس درجہ کوشش کرتے ہو کہ اس کے لئے جان تک دینے سے بھی دریغ نہیں ہے تمہارے لئے بالکل تیار ہے خیر یہ مضمون تو استطرادی تھا اب ہم پھر اصل مضمون کی طرف عود کرتے ہیں۔

وہ مشرکین جنہوں نے معاہدہ شکنی نہیں کی

اور کہتے ہیں کہ خدا اور رسول ان تمام مشرکین سے بند عہد کرتے ہیں جن سے تم لوگوں نے معاہدہ کر رکھا ہے) بجز ان مشرکین کے جن سے تم نے معاہدہ کیا اور اس کے بعد انہوں نے تم سے (اس کے پورا کرنے میں) کوئی کمی نہیں کی (اور تمہارے خلاف کسی کی مدد نہیں کی پس (ان کا حکم یہ ہے کہ) تم ان سے ان کی میعاد تک ان کا عہد پورا کرو (اور بدعہدی نہ کرو' کیونکہ حق تعالیٰ بدعہدی وغیرہ معاصی) سے پرہیز کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں (اور ان سے جدید کوئی معاہدہ نہ کرو پس بعد ختم میعاد ان کا بھی وہی حکم ہوگا جو اب ان دوسرے لوگوں کا ہے) پس (جبکہ باستثناء ان مشرکین کے جن کا ابھی ذکر کیا گیا ہے کسی سے معاہدہ باقی نہیں رہا اور حج میں اس کا عام اعلان بھی ہو جاوے گا تو جس وقت وہ محترم مہینے (جن میں قتال ممنوع یا خلاف مصلحت ہے) گذر جائیں (اور محرم ختم ہو جاوے) تو مشرکین کو جہاں پاؤ مارو اور انہیں گرفتار کرو اور ان کو (چلنے پھرنے سے روکو اور ہر کمین گاہ میں ان کی گھات میں بیٹھو (غرض جو جنگی تدبیر تم سے بن آئے کرو) اب اگر وہ (متنبہ ہو کر) توبہ کرلیں اور نمازیں پڑھیں اور زکوٰۃ دیں (یعنی مسلمان ہو جاویں اور ان باتوں کو اور ان کے مثل دوسرے احکام کو منظور کرلیں تو انہیں چھوڑ دو (واقعی خدا نہایت بخشنے والا اور بڑا رحم والا ہے (کہ وہ ایسے مجرموں کو بھی معافی دیدیتا ہے)۔

پناہ چاہنے والوں کو پناہ: (اور اگر اس عرصہ میں) کوئی مشرک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ لے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پناہ دیجئے تا آنکہ وہ خدا کی باتیں سن لے پھر (جبکہ وہ سن چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اس کی امن کی جگہ میں پہنچا دیجئے (بایں معنیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے احکام دین سنا کر رخصت کر دیجئے اور جب تک وہ اپنے ٹھکانے پر نہ پہنچ جاوے اس وقت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے تعرض نہ کیجئے اور ٹھکانے پر پہنچنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ ختم ہو جاوے گی' پس اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ وہی برتاؤ کیجئے جو دوسروں کے ساتھ کیا جاتا ہے) یہ (پناہ دینے کا حکم) اس لئے ہے کہ وہ ناواقف لوگ ہیں (اور پورے طور سے اسلام کی حقیقت سے واقف نہیں' پس ممکن ہے کہ اس طریق سے ان کو واقفیت ہو جاوے اور وہ ایمان لے آئیں اور اگر وہ اس پر بھی جاہل ہی رہنا چاہیں تو یہ ان کا قصور ہے اس مضمون کو یہاں تک پہنچا کر پھر ہم مضمون بند عہد کی طرف عود کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ)۔

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ
عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝

[1] فیہ اشارۃ الی توجیہ التبشیر بغیر ما ہو المشہور

كَيْفَ وَ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّةً ؕ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ تَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَ اَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝۸ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۹ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّةً ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝۱۰ فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۱۱ وَ اِنْ نَّكَثُوْۤا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَ طَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْۤا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَاۤ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝۱۲ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْۤا اَيْمَانَهُمْ وَ هَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَ هُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۳ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَ يُخْزِهِمْ وَ يَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۴ وَ يُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۱۵ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَ لَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ لَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لَا رَسُوْلِهٖ وَ لَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَ اللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۶

ترجمہ: ان مشرکین (قریش) کا عہد اللہ کے نزدیک اور اس کے رسولؐ کے نزدیک کیسے (قابل رعایت) رہے گا مگر جن لوگوں سے تم نے مسجد حرام کے نزدیک عہد لیا ہے سو جب تک یہ لوگ تم سے سیدھی طرح رہیں تم بھی ان سے سیدھی طرح رہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ (بدعہدی سے) احتیاط رکھنے والوں کو پسند کرتے ہیں کیسے (ان کا عہد قابل رعایت رہے گا) حالانکہ ان کی حالت یہ ہے کہ اگر وہ تم پر کہیں غلبہ پا جائیں تو تمہارے بارے میں نہ قرابت کا پاس کریں اور نہ قول وقرار کا یہ لوگ تم کو اپنی زبانی باتوں سے راضی کر رہے ہیں اور ان کے دل (ان باتوں کو) نہیں مانتے اور ان میں زیادہ آدمی شریر ہیں انہوں نے احکام الٰہیہ کے عوض میں (دنیا کی) متاع ناپائیدار کو اختیار کر رکھا ہے سو یہ لوگ اللہ کے راستے سے ہٹے ہوئے ہیں اور یقیناً یہ ان کا عمل بہت ہی برا ہے یہ لوگ کسی مسلمان کے بارے میں (بھی) نہ قرابت کا پاس کریں اور نہ قول وقرار کا اور یہ لوگ بہت سی زیادتی کر رہے ہیں سو اگر یہ لوگ (کفر سے) توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہو جائیں گے اور ہم سمجھ دار لوگوں کے لئے احکام کو خوب تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ اور اگر وہ لوگ عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین (اسلام پر) طعن کریں تو تم لوگ

اس قصد سے کہ یہ باز آجائیں ان پیشوایان کفر سے (خوب) لڑو (کیونکہ اس صورت میں) ان کی قسمیں (باقی) نہیں رہیں تم ایسے لوگوں سے کیوں نہیں لڑتے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور رسولؐ کے جلاوطن کردینے کی تجویز کی اور انہوں نے تم سے خود پہلے چھیڑ نکالی کیا ان سے (لڑنے میں) ڈرتے ہو سو اللہ تعالیٰ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ تم ان سے ڈرو اگر تم ایمان رکھتے ہو ان سے لڑو اللہ تعالیٰ (کا وعدہ ہے کہ) ان کو تمہارے ہاتھوں سزا دے گا اور ان کو ذلیل (وخوار) کرے گا اور تم کو ان پر غالب کرے گا اور بہت سے (ایسے) مسلمانوں کے قلوب کو شفا دے گا اور ان کے قلوب کے غیظ (وغضب) کو دور کرے گا اور جس پر منظور ہوگا اللہ تعالیٰ توجہ (بھی) فرمادے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم یوں ہی چھوڑ دیے جاؤ گے حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے (ظاہر طور پر) ان لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے (ایسے موقع پر) جہاد کیا ہو اور اللہ تعالیٰ اور رسولؐ اور مومنین کے سوا کسی کو خصوصیت کا دوست نہ بنایا اور اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے تمہارے سب کاموں کی۔

معاہدے کے سلسلہ کی باتیں

تفسیر: ان مشرکین سے (بند عہد بالکل بجا ہے تم غور تو کرو کہ ان کے لئے خدا کے یہاں اور اس کے رسول کے یہاں عہد کیسے ہو (اور وہ ان سے امن کا عہد کیونکر کرلیں) باستثناء ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجد حرام کے قریب عہد کیا تھا (اور وہ اب تک اس عہد پر قائم ہیں) سو (وہ اس خطاب میں داخل نہیں ہیں اور ان کا حکم یہ ہے کہ) جب تک وہ لوگ (تا انقضاء میعاد معاہدہ) تم سے سیدھے رہیں تم ان سے سیدھے رہو اور بعد انقضاء میعاد جدید معاہدے کی ضرورت نہیں خیر یہ مضمون تو جملہ معترضہ کے طور پر تھا۔

معاہدے کے سلسلے میں مشرکین کی حالت

کہنا یہ ہے کہ ان مشرکین کے لئے خدا اور رسول کے یہاں عہد کیسے ہو) حالانکہ (ان کی حالت یہ ہے کہ) اگر وہ تم پر غالب ہوں (جیسے اس وقت تم ان پر غالب ہو) تو وہ تمہارے باب میں نہ کسی عہد کا لحاظ کریں نہ کسی ذمہ داری کا (بلکہ سب عہد و پیمان اور ہر ایک ذمہ داری کو بالائے طاق رکھ کر تمہیں ہر ممکن ضرر پہنچانے پر آمادہ ہو جاویں پس جبکہ ان کی یہ حالت ہے تو ہمیں اس کی کون سی ضرورت ہے کہ ہم ان نااہلوں کا پاس کریں رہا یہ سوال کہ اب تک بھی تو ان کی یہی حالت تھی اب تک ان سے کیوں عہد کیا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ علاوہ دوسرے مصالح کے ایک تبرع تھا اور تبرع لازم نہیں ہوتا خیر ہم نے کہا ہے کہ اگر وہ تم پر قابو پائیں تو وہ تمہارا مطلق خیال نہ کریں گے اس پر بادی النظر میں یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ ان کی باتوں سے تو ایسا معلوم نہیں ہوتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ) یہ لوگ (اپنے پہلو کو کمزور پاکر) تم کو صرف باتوں سے خوش کرنا چاہتے ہیں) اور ان کے دل اس کو قبول نہیں کرتے اور اکثر ان میں بدکار (اور بدعہدی پر تیار) ہیں (چنانچہ سب سے بڑھ کر ان کی بدکاری کا ثبوت یہ ہے کہ) انہوں نے خدا کی آیات کے بدلے میں تھوڑی قیمت لی (اور دین کے مقابلہ میں دنیا کو ترجیح دی) اور (اس طرح) بہت سوں کو خدا کی راہ سے روک دیا' فی الحقیقت نہایت ہی برا کام تھا جو وہ کرتے رہے ہیں (پس جبکہ ان کی بدکاری کی یہ حالت ہے تو ان سے یہ کیا بعید ہے کہ وہ دل میں عناد رکھ کر زبانی تمہیں خوش کریں اور موقع کے منتظر رہیں کچھ بعید نہیں اور یہ بالکل صحیح ہے کہ موقع پا کر) وہ کسی مسلمان کے حق میں کسی عہد اور کسی ذمہ داری کا لحاظ نہ کریں گے اور وہ درحقیقت حد سے بڑھ

جانے والے ہیں اب اگر وہ توبہ کریں اور ٹھیک ٹھیک نماز پڑھیں اور زکواۃ دیں (یعنی ان باتوں کو قبول کریں) تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور ان کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جاوے جو تم لوگ آپس میں کرتے ہو) اور ہم صاف صاف احکام بیان کرتے ہیں (مگر) ان لوگوں کے لئے جو جانیں (اور جو اب بھی جاہل ہیں ان کے لئے بیان کرنا اور نہ کرنا دونوں یکساں ہیں خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔

نقض عہد کے بعد کفار کے ساتھ برتاؤ

اب ہم مضمون سابق کو پورا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایمان لے آنے پر تو ان کے ساتھ مسلمانوں کا سا برتاؤ کیا جاوے جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں) اور اگر یہ لوگ ایمان نہ لاویں اور (موقع پا کر) بعد اپنے عہد[1] کے اپنی قسموں کو توڑیں (اور یہ ضرور ہے) کہ وہ ایسا ضرور کریں گے (جیسا کہ (لا یرقبون فیکم الا و لا ذمة سے معلوم ہو چکا ہے) اور تمہارے دین کو برا بتلاویں جیسا کہ واقعہ ہے) تو (تم کو رعایت کی کوئی ضرورت نہیں اب تمہارا موقع ہے) تم ماروان پیشوایان کفر کو (کیونکہ ہم بتلا چکے ہیں کہ) ان کی قسمیں کوئی چیز نہیں (اور وہ صرف) موقع کے منتظر ہیں) ممکن ہے کہ اس تدبیر سے) وہ کفر سے باز آجاویں (چونکہ) فتح مکہ کے بعد بہت سے مشرکین اسلام میں داخل ہو چکے ہیں اور ابھی پورے طور پر اسلام ان کے دل میں جاگزیں نہیں ہوا اور اس لئے ممکن تھا کہ ان کے دل میں اس حکم جہاد کی تعمیل سے دنیاوی مصالح کی بناء پر یا کسی اور وجہ سے پس و پیش ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ صرف احتمال ہی نہ ہو بلکہ اس کا تحقق بھی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس میں کسی کمزوری کی وجہ سے بعض پرانے مسلمان بھی شریک ہوں اس لئے تحریض جہاد کی اور مناشیء قعود عن الجہاد کے استیصال کی ضرورت تھی چنانچہ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں سے ہم تم کو لڑنے کا حکم دے رہے ہیں[2])

یہ وہی لوگ تو ہیں جو پیشتر اپنے عہد توڑ چکے ہیں اور جنہوں نے رسول کے نکالنے کا ارادہ کیا تھا اور جنہوں نے جنگ میں پہل کی تھی (اس لئے کہ اول ان لوگوں نے صلح حدیبیہ کے وقت معاہدہ کیا پھر قضا پر حملہ کر کے اس کو توڑا اور جنگ کی ابتداء کی تھی جس کے بدلہ میں ان پر فوج کشی کی گئی اور مکہ فتح ہونے پر جو لوگ مسلمان ہو گئے وہ تو ہو گئے اور جو مسلمان نہیں ہوئے ان کو امن دیا گیا جو بلا تقیید وقت ایک جدید معاہدہ تھا اب وہ پھر عہد شکنی پر آمادہ اور موقع کے منتظر ہیں' تو) کیا تم ان لوگوں سے نہ لڑو گے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑا (اور اپنا بدعہد ہونا ثابت کیا) اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نکالنے کا قصد کیا' اور جنگ کی ابتداء بھی انہی کی طرف سے ہوئی (اور اب بھی وہ اس کے لئے موقع کے منتظر ہیں اور) کیا تم ان سے ڈر جاؤ گے پس (اگر ایسا ہو تو ہم تمہیں متنبہ کرتے ہیں کہ) خدا اس کا زیادہ مستحق ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر درحقیقت تم مومن ہو (جیسا کہ واقعہ ہے)۔

عہد توڑنے والوں سے خطاب

الغرض تم ان سے بالکل نہ ڈرو اور) ان سے لڑو خدا انہیں تمہارے ہاتھوں سے سزا دے گا اور انہیں ذلیل کرے گا (اور تمہیں ان پر فتح دے گا اور مسلمان لوگوں کے دلوں کو (ان کی اس ذلت و خواری اور سزا سے) ٹھنڈا کرے گا اور ان کے دلوں کے غصے کو دور کرے گا اور جس کو چاہے گا (ایمان کی توفیق دیکر) اس پر (رحمت کے ساتھ) توجہ بھی کرے گا اور حق تعالیٰ بڑا جاننے والا اور بڑا حکمت والا ہے (اس

[1] ھذہ الشرائط لیست للتعلیق بل للتحریض ۱۲۔ [2] گو ماموربین بالجہاد وہ لوگ بھی ہیں جو خود بھی ان جرائم میں شریک تھے جیسے نو مسلم اشخاص مگر چونکہ اب وہ مسلمان ہو گئے ہیں اور اس لئے انہوں نے ان امور کے بے جا ہونے کا اقرار کر لیا ہے اس لئے یہ خطاب علی العموم صحیح ہے ۱۲۔

لئے جسے اپنے علم وحکمت کے موافق توفیق دینا چاہے گا اسے توفیق دیگا اور جسے نہ چاہے گا اسے تمہارے ہاتھ سے سزا دلوادے گا)۔

امتحان اور آزمائش: کیا تم یہ سمجھے ہوئے ہو کہ تم یونہی چھوڑ دیئے جاؤ گے حالانکہ حق تعالیٰ نے ابھی تک ان لوگوں کو (عملی طور پر) جانا بھی نہیں جنہوں نے جہاد کیا اور خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے تجاوز کر کے (کسی غیر کو ان کی) دوستی میں دخیل نہیں بنایا (ایسا نہیں ہوسکتا پس تم کو چاہئے کہ اپنے عمل سے ان باتوں کو ثابت کرو) اور (یہ واضح ہو کہ) اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے باخبر ہیں (پس جو کوئی تم میں سے مشرکین کو دوست بنائے ہوئے ہو یا جہاد سے جان چراتا ہو جس کا احتمال نومسلموں میں زائد اور پرانے مسلمانوں میں بہت کم ہے اس کو اس سے باز آنا چاہئے ورنہ مستحق سزا ہوگا اور جو لوگ فتح مکہ کے وقت اسلام میں داخل ہوئے تھے اور بوجہ ان کے نومسلم ہونے کے نہ اسلام کی حقیقت سے پورے طور پر واقف ہوئے تھے اور نہ پرانے خیالات سے بالکلیہ ان کو جدائی ہوئی تھی اس لئے ان کے جہاد سے جی چرانے کا یہ منشاء بھی ہوسکتا تھا کہ یہ لوگ جن سے ہم کو لڑنے کا حکم ہو رہا ہے مسجد حرام کے آباد کرنے والے حاجیوں کو پانی پلانے والے ہیں اس لئے منشاء کے استیصال کے لئے فرماتے ہیں کہ:-

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِى النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ﴿۲۱﴾ ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا

وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

ترجمہ: مشرکین کی یہ لیاقت ہی نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں جس حالت میں کہ وہ خود اپنے اوپر کفر (کی باتوں) کا اقرار کر رہے ہیں ان لوگوں کے سب اعمال اکارت ہیں اور دوزخ میں وہ لوگ ہمیشہ رہیں گے ہاں اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لاویں اور نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور بجز اللہ کے کسی سے نہ ڈریں سو ایسے لوگوں کی نسبت توقع (یعنی وعدہ) ہے کہ اپنے مقصود تک پہنچ جاویں گے کیا تم لوگوں نے حجاج کے پانی پلانے کو اور مسجد حرام کے آباد رکھنے کو اس شخص کے برابر قرار دے لیا جو کہ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہو اور اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہو یہ لوگ برابر نہیں اللہ کے نزدیک اور جو لوگ بے انصاف ہیں اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ نہیں دیتا جو لوگ ایمان لائے اور (اللہ کے واسطے) انہوں نے ترک وطن کیا اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کیا درجہ میں اللہ کے نزدیک بہت بڑے ہیں اور یہی لوگ پورے کامیاب ہیں ان کا رب ان کو بشارت دیتا ہے اپنی طرف سے بڑی رحمت اور بڑی رضامندی کی اور (جنت میں) ایسے باغوں کی کہ ان کے لئے ان (باغوں میں) دائمی نعمت ہوگی اور ان میں یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے بلاشبہ اللہ کے پاس بڑا اجر ہے اے ایمان والو! اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو اپنا رفیق مت بناؤ اگر وہ لوگ کفر کو بمقابلہ ایمان کے (ایسا) عزیز رکھیں (کہ ان کے ایمان لانے کی امید نہ رہے) اور جو شخص تم میں سے ان کے ساتھ رفاقت رکھے گا سو ایسے لوگ بڑے نافرمان ہیں آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے اور وہ تجارت جس میں نکاسی نہ ہونے کا تم کو اندیشہ ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو تم کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہوں تو تم منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم (سزائے ترک ہجرت کا) بھیج دیں اور اللہ تعالیٰ بے حکمی کرنے والوں کو ان کے مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

مشرکین کو مسجد کی آبادکاری کا حق نہیں

تفسیر: مشرکین کیلئے کبھی یہ بات حاصل نہ تھی کہ وہ اپنے اوپر (اپنے افعال بت پرستی وغیرہ سے) کفر کے گواہ ہو کر خدا کی مساجد کو آباد کریں اور جس کو وہ آبادی سمجھے ہوئے تھے وہ آبادی نہ تھی بربادی تھی یہ تو وہ لوگ ہیں جن کے جملہ اعمال برباد ہیں اور جو کہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے (پھر یہ لوگ مساجد کو کیسے آباد کر سکتے ہیں)۔

مساجد کی آبادکاری مسلمانوں کا حق ہے

مساجد کو تو صرف وہی لوگ آباد کر سکتے ہیں جو خدا پر اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان رکھتے ہو اور باقاعدہ نماز پڑھتے ہوں اور زکوٰۃ

دیتے ہوں اور خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں اور اس لئے امید ہے کہ یہ لوگ حقیقی ہدایت یافتہ ہوں (اور کسی وقت گمراہ نہ ہوں اب علی سبیل التنزل کہا جاتا ہے کہ اگر مشرکین کے افعال کو بھی تمہارے خیال کے موافق آبادی مسجد کہا جاوے تو) کیا تم نے حاجیوں کے پانی پلانے اور مسجد حرام کے آباد کرنے کو ایسا بنا دیا جیسے کوئی خدا پر اور قیامت پر ایمان رکھے اور خدا کی راہ میں جہاد کرے (یہ تمہاری غلطی ہے اور) دونوں برابر نہیں ہیں (کیونکہ خدا نے مومنین کو ہدایت دی ہے اور اس لئے وہ مہتدی ہیں) اور خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا (جیسے مشرکین تو وہ اور مومن برابر کیسے ہو جاویں گے ہرگز نہیں کیونکہ مہتدی اور غیر مہتدی برابر نہیں ہو سکتے بلکہ) جو لوگ ایمان لائے اور خدا کی راہ میں گھر بار چھوڑا اور اپنے مالوں اور جانوں سے خدا کی راہ میں جہاد کیا وہ خدا کے نزدیک مرتبے میں بڑھے ہوئے ہیں اور یہ ہی لوگ کامیاب ہیں خدا ان کو خوشخبری دیتا ہے اپنی رحمت کی اور اپنی خوشنودی کی اور ان باغات کی جن میں ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ہیں بحالیکہ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے (اور یہ کچھ بعید نہیں کیونکہ) یقیناً اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت بڑا معاوضہ ہے (جس کی کوئی حد و نہایت نہیں یہاں تک کہ منشاء مذکور کا استیصال کر کے اب دوسری منشاء کا استیصال کرتے ہیں۔

کفار سے علیحدگی کا حکم خواہ وہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں

وہ یہ کہ جن لوگوں سے ان نومسلموں کو لڑنے کا حکم ہوا تھا ان میں ان کے بھائی بند اور باپ دادا وغیرہ بھی تھے اور یہ امر ان کو جہاد سے مانع ہو سکتا تھا اس لئے فرماتے ہیں کہ اے مسلمانو! تم اپنے آباؤ اجداد کو اور اپنے بھائی بندوں کو دوست نہ بناؤ' اگر انہوں نے ایمان کے مقابلے میں کفر کو پسند کیا ہے پس (اس کے معلوم ہو جانے کے بعد بھی) جو شخص تم میں سے ان سے دوستی کرے تو وہ لوگ (جو ایسا کریں) سراسر ظالم ہیں (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرما دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی بند اور تمہاری بیبیاں اور تمہارا کنبہ قبیلہ اور تمہارے مال جن کو تم نے جمع کیا ہے اور تمہاری وہ تجارت جس کے مندا ہو جانے کا تم کو خطرہ ہے اور وہ مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو تم کو خدا اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو تم اس وقت تک انتظار کرو جب تک کہ خدا اپنا حکم بھیجیں (جس میں تمہارے لئے اس بے قاعدگی پر سزا ہو) اور (تم کو واضح ہو کہ) خدا نافرمانی پر کمربستہ لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا پس تم نافرمانی پر اصرار نہ کرو مبادا تم بھی غیر مہتدی میں ہو جاؤ تم کو کمزوری دکھلانے کی ضرورت نہیں کیونکہ حق تعالیٰ تمہارا مددگار ہے۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِىْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ

فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝

ترجمہ: تم کو خدائے تعالیٰ نے (لڑائی کے) بہت موقعوں میں (کفار پر) غلبہ دیا اور حنین کے دن بھی جبکہ تم کو اپنے مجمع کی کثرت سے غرہ ہو گیا تھا پھر وہ کثرت تمہارے کچھ کارآمد نہ ہوئی اور تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگی کرنے لگی پھر (آخر) تم پیٹھ دے کر بھاگ کھڑے ہوئے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ (کے قلب) پر اور دوسرے مومنین کے (قلوب) پر (اپنی طرف سے) تسلی نازل فرمائی اور (امداد کیلئے) ایسے لشکر نازل فرمائے جن کو تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کو سزا دی اور یہ کافروں کی (دنیا میں) سزا ہے پھر خدا تعالیٰ جس کو چاہیں توبہ نصیب کر دیں اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت کرنے والے ہیں اے ایمان والو مشرک لوگ (بوجہ عقائد خبیثہ) نرے ناپاک ہیں سو یہ لوگ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس نہ آنے پاویں اور اگر تم کو مفلسی کا اندیشہ ہو تو (تم خدا پر توکل رکھو) خدا تم کو اپنے فضل سے اگر چاہے گا (ان کا) محتاج نہ رکھے گا بیشک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا بڑا حکمت والا ہے اہل کتاب جو کہ نہ خدا پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں اور نہ قیامت کے دن پر اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے اور اس کے رسولؐ نے حرام بتلایا ہے اور نہ سچے دین (اسلام) کو قبول کرتے ہیں ان سے یہاں تک لڑو کہ وہ ماتحت ہو کر اور رعیت ہو کر جزیہ دینے منظور کریں۔

اللہ کی مدد مختلف معرکوں اور غزوہ حنین میں

تفسیر: اللہ تعالیٰ نے بہت سے مقامات پر تمہاری مدد کی ہے اور بالخصوص حنین کے معرکے میں جبکہ تمہیں اپنی کثرت پر ناز ہوا تو وہ تمہارے بھی کام نہ آئی اور تم پر زمین باوجود اس قدر فراخی کے تنگ ہوگئی اور تم پیٹھ پھیر کر بھاگے پھر خدا نے (رحم فرمایا اور) اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں پر طمانیت و دلجمعی نازل کی اور ایسی فوجیں بھیجیں جن کو تم نہ دیکھتے تھے (اور اس طرح کفار کو سزا دی) اور حقیقت یہ ہے کہ کافروں کی یہی سزا ہے (اور ان کو یونہی سزا دینی چاہئے) پھر (اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ) وہ اس سزا کے بعد جس کو چاہتا ہے توفیق ایمان دے کر اس پر رحمت کے ساتھ توجہ بھی کرتا ہے اور اللہ بہت بڑا بخشنے والا اور رحم والا ہے (کہ جب کوئی طالب حق ہو کر حق کو قبول کرنا چاہتا ہے تو وہ اسے قبول حق کی توفیق دے دیتا ہے اور اس کے قبول کر لینے پر اس کی پہلی خطائیں نظر انداز کر دیتا ہے۔

فائدہ: اس تقریر پر جملہ آیات کا ارتباط اور اتساق بخوبی واضح ہو گیا اور تکلفات بعیدہ کی ضرورت نہ رہے (واللہ اعلم۔

مشرکین کو داخلہ مسجد حرام سے ممانعت

یہاں تک جہاد کے متعلق احکام بیان کر کے اب دوسرا حکم دیا جاتا ہے وہ یہ کہ) اے مسلمانو مشرکین ناپاک (افعال اور ناپاک خیال) ہیں (اور اس لئے یہ اس قابل نہیں کہ مسجد حرام میں داخل ہو کر اپنی گندگی پھیلا دیں پس یہ لوگ اس سال کے بعد اس ارادے سے) ان کے پاس بھی

نہ پھٹکنے پاویں (کہ وہاں جا کر اپنے بے ہودہ افعال کریں جن کو وہ عبادت خیال کرتے ہیں جیسے ننگے طواف کرنا وغیرہ بشرطیکہ اس وقت تک ان کا وجود بحالت شرک سال آئندہ تک باقی رہے اور اگر اس سے پہلے ہی مسلمان یا جلا وطن یا قتل ہو جاویں تو دوسری بات ہے) اور اگر تمہیں یہ خیال ہو کہ اس حکم کے جاری کرنے میں ان سے مخالفت ہوگی اور تجارت وغیرہ ان لوگوں کے ہاتھ میں ہے اس لئے ہمیں محتاجی لاحق ہوگی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر تم کو محتاجی کا خطرہ ہو تو (اس کو اپنے دل سے دور کر دو کیونکہ) خدا نے چاہا تو عنقریب وہ تمہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا اللہ تعالیٰ بہت جاننے والے اور حکمت والے ہیں (اس لئے وہ غنی کرنے کی تدبیریں بھی جانتے ہیں مگر حکمت کے سبب وہ کبھی ان میں تاخیر کر دیتے ہیں۔

اہل کتاب سے جہاد کا حکم

یہاں تک مشرکین کے متعلق جہاد کے احکام دے کر اب یہود و نصاریٰ کے متعلق جہاد کے احکام دیتے ہیں کیونکہ وہ بھی ایک جہت سے مشرک اور مشرکین کے ساتھ ملحق ہیں اور فرماتے ہیں کہ) تم (اخوان المشرکین) ان اہل کتاب سے بھی جنگ کرو جو کہ نہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ قیامت پر اور ان چیزوں کو حرام جانتے ہیں جن کو خدا نے اور اس کے حکم سے) اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا ہے اور نہ دین حق (اسلام) کا اتباع کرتے ہیں تا آنکہ وہ ایسی حالت میں جزیہ دینا منظور کریں کہ وہ سخت ذلیل ہوں۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا

فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ ۚ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿٣٦﴾ إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ ۖ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِّيُوَاطِئُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ ۚ زُيِّنَ لَهُمْ سُوءُ أَعْمَالِهِمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿٣٧﴾

ترجمہ: اور یہود (میں سے بعض) نے کہا کہ عزیرؑ خدا کے بیٹے ہیں نصاریٰ (میں سے اکثر) نے کہا کہ مسیحؑ خدا کے بیٹے ہیں یہ ان کا قول ہے ان کے منہ سے کہنے کا یہ بھی ان لوگوں کی سی باتیں کرنے لگے جو ان سے پہلے کافر ہو چکے ہیں خدا ان کو غارت کرے یہ کدھر الٹے جارہے ہیں انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے علماء اور مشائخ کو (باعتبار طاعت کے) رب بنا رکھا ہے اور مسیحؑ ابن مریمؑ کو بھی حالانکہ ان کو صرف یہ حکم کیا گیا کہ فقط ایک معبود برحق کی عبادت کریں جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ ان کے شرک سے پاک ہے وہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور (یعنی دین اسلام) کو اپنے منہ سے بجھا دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ بدون اس کے کہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا دے مانے گا نہیں گو کافر لوگ کیسے ہی ناخوش ہوں (چنانچہ) وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت (کا سامان یعنی قرآن) اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تا کہ اس کو تمام (بقیہ) دینوں پر غالب کر دے گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں اے ایمان والو! اکثر احبار اور رہبان لوگوں کے مال نامشروع طریقہ سے کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے باز رکھتے ہیں اور (غایت حرص سے) جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے سو آپ ان کو ایک دردناک سزا کی خبر سنا دیجئے جو کہ اس روز واقع ہوگی کہ ان کو دوزخ کی آگ میں (اول) تپایا جاوے گا پھر ان سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور ان کی گردنوں اور ان کی پشتوں کو داغ دیا جاوے گا یہ ہے وہ چیز جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کر کر کے رکھا تھا سو اب اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو یقیناً شمار مہینوں کا (جو کہ) کتاب الٰہی میں اللہ کے نزدیک (معتبر ہیں) بارہ مہینے (قمری) ہیں جس روز اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کئے تھے (اسی روز سے اور ان میں سے چار خاص مہینے ادب کے ہیں یہی (امر مذکور) دین مستقیم ہے سو تم ان سب مہینوں کے بارے میں (دین کے خلاف کر کے) اپنا نقصان مت کرنا اور ان مشرکین سے سب سے لڑنا جیسا کہ وہ تم سب سے لڑتے ہیں اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کا ساتھی ہے یہ مہینوں کا ہٹا دینا کفر میں اور ترقی ہے جس سے (عام) کفار گمراہ کئے جاتے ہیں کہ وہ اس حرام مہینے کو کسی سال (نفسانی غرض سے) حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال (جب کوئی غرض نہ ہو) حرام سمجھتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ نے جو مہینے حرام کئے ہیں (صرف) ان کی گنتی پوری کر لیں پھر اللہ تعالیٰ کے حرام کئے ہوئے مہینے کو حلال کر لیتے ہیں ان کی بداعمالیاں ان کو مستحسن معلوم ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کو ہدایت (کی توفیق) نہیں دیتا۔

یہود و نصاریٰ کے عقائد اور ان میں شرک کی آمیزش

تفسیر: اور (ان اہل کتاب کو مشرکین سے مناسبت اور ان سے تکلم قتال کا منیٰ یہ ہے کہ) یہود کہتے ہیں کہ عزیر خدا کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ مسیح خدا کے بیٹے ہیں (اور یہ دونوں باتیں شرک ہیں کیونکہ) یہ صرف ان کے منہ کی کہی ہوئی بات ہے (جس کی کوئی اصل نہیں اور وہ لوگ بھی اس کے لئے سند نہیں رکھتے بلکہ) صرف پہلے کافروں کے قول کی نقل کرتے ہیں (بایں معنیٰ کہ وہ اس میں اپنے اسلاف کے مقلد ہیں اور اپنی ذاتی تحقیق کی بناپر نہیں کہتے) خدا انہیں غارت کردے وہ کہاں لے جائے جارہے ہیں اور ان کی اوندھی سمجھ انہیں حق سے پھیر کر کدھر لئے جارہی ہے اور وہ کیوں نہیں سمجھتے کہ یہ بات نہایت بے جا اور محض بلاسند ہے (ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے علماء اور صوفیوں کو خدا بنارکھا ہے اور خاص کر مسیح بن مریم کو (کیونکہ اوروں کو تو محض عملاً ہی خدا بنائے ہوئے ہیں اور مسیح کو تو عقیدۃً خدا مانتے ہیں) حالانکہ ان کو صرف یہ حکم کیا گیا تھا کہ وہ ایک معبود کی پرستش کریں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے (مگر انہوں نے عقیدۃً اور عملاً بہت سے خداؤں کی پرستش شروع کردی) منزہ ہے خدا ان کے شرک سے (اور لغو ہے ان کا اعتقاد جو وہ رکھتے ہیں اور باطل ہے ان کا عمل جو وہ کرتے ہیں۔

کفار کی طرف سے حق کے مٹانے کی کوشش اور اللہ تعالیٰ کا منشاء

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ خدا کی روشنی کو اپنے موہوں سے بجھادیں (اور توحید کو اپنے کفریات سے مٹادیں) اور خدا کو اس کے سوا کچھ منظور نہیں کہ وہ اپنے نور کو پورا کرے (اور توحید کا دنیا میں بول بالا کرے) اگرچہ یہ کافر اسے ناپسند کریں (اور اس کے خلاف جدوجہد کریں) وہ (خدا) وہ ہے جس نے اپنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ وہ اس کو جملہ ادیان پر غالب کرے اگرچہ مشرکوں کو ناگوار ہو اور وہ اس کی کتنی ہی مزاحمت کریں اور جس میں یہ صفات ہوں کہ راستی کا حامی ہو اور کمال قدرت اور قوت کی یہ حالت ہو کہ نہ مشرکین اس کی مزاحمت کرسکیں اور نہ ان کے معبود اس کا کچھ بگاڑ سکیں وہ ہی پرستش کے قابل ہے نہ کہ وہ عاجز اور کمزور مخلوقات جن کو یہ لوگ پوجتے ہیں۔

رہبان واحبار کا حال: اے مسلمانو! اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سے علماء اہل کتاب اور ان کے صوفی (جن کو عام اہل کتاب نے خدا بنارکھا ہے) لوگوں کے مالوں کو ناجائز طور پر کھاتے اور (مخلوق خدا کو) خدا کی راہ سے روکتے ہیں اور یہ[1] وہ لوگ ہیں جو کہ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور انہیں خدا کی راہ میں صرف نہیں کرتے (پس تم کو چاہئے کہ ان کے مصنوعی تقدس سے دھوکا نہ کھاؤ جیسا کہ ان لوگوں نے کھایا ہے جو ان کو بنائے ہوئے ہیں گویا یہ بات اصالتاً ان سے کہنے کی تھی مگر وہ احمق قابل خطاب نہیں کیونکہ قابل خطاب وہ ہے جو بات کو سنے اور سمجھے سو وہ ایسے نہیں اس لئے تم کو مخاطب بنایا گیا ہے کہ تم سنتے ہو اور جبکہ ان لوگوں کی یہ حالت ہے) تو (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو تکلیف دہ عذاب کی خوشخبری سنادیجئے جو کہ ان کو اس روز دیا جاوے گا جس روز اس (مال) کو دوزخ کی آگ میں تپایا جاوے گا اور اس سے ان کی پیشانیوں پر اور ان کے پہلوؤں اور ان کی کمروں پر داغ دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جاوے گا کہ یہ ہے وہ جس کو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا پس تم اپنے اس جمع کئے ہوئے مال کا مزہ چکھو (یہاں تک اہل کتاب کے متعلق مضمون ختم ہوگیا جو کہ قتال مشرکین کے ملحقات میں ہے اور اس لئے بمنزلہ اس کے جزا کے تھا۔

---

[1] فيه اشارة الى ان قوله الذين خبر لمبتدا محذوف و تقديره وهم الذين الخ وهذا ابعد من التشتت فى الكلام ۱۲.

شانِ نزول: اب قتال مشرکین کے مضمون کو بعض دوسری ہدایات پر ختم فرماتے ہیں اور منشاء ہدایات کا یہ ہے کہ دین ابراہیمی میں اشہر حرام میں قتال ممنوع تھا اور مشرکین بھی اس کو مانتے تھے مگر وہ اس میں اپنی خواہشات نفسانی کی بناء پر یہ تصرف کرتے تھے کہ جب اکثر حصہ سال جنگ ہی میں گذر جاتا اور لڑائی کا روکنا وہ اپنی مصلحت کے خلاف سمجھتے تو سال کے مہینے حسب ضرورت بڑھا لیتے اور بارہ کی جگہ تیرہ کر لیتے یا چودہ کر لیتے یا پندرہ، غرض جتنے اضافے سے ان کی یہ غرض پوری ہو سکتی کہ وہ لڑائی سے فارغ ہو کر چار مہینے اشہر حرام کے نکال سکیں اتنا اضافہ کر لیتے، علی ہذا جب وہ دیکھتے کہ اشہر حرم میں ترک قتال خلاف مصلحت ہے تو وہ ان کو حلال کر کے ان کی بجائے سال کے دوسرے مہینے رکھ دیتے اور اس تغیر و تبدل و کمی بیشی کو نسئی کہتے تھے جس کے لغوی معنیٰ ہیں ہٹا دینا سرکا دینا آگے اس عنون سے اس کی مذمت آوے گی چونکہ یہ رسم چلی آ رہی تھی اور مسلمانوں کو حکم تھا کہ اشہر حرم میں قتال نہ کرنا بلکہ ان کے بعد جنگ چھیڑنا اور یہ احتمال ہو سکتا تھا کہ مبادا یہ لوگ اسی پرانی رسم کے اتباع میں اس قسم کی غلطی کا ارتکاب کر بیٹھیں اس لئے اس مضمون کے بالکل آخر میں اس کے متعلق ہدایات کر کے اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

سال میں مہینوں کی تعداد اور ان میں محترم مہینے

اور فرماتے ہیں کہ اے مسلمانو تم کو واضح ہو کہ سال) میں مہینوں کی تعداد خدا کے نزدیک کل بارہ مہینے ہیں جو کہ خدا کی اس روز کی تحریر میں ہیں جس روز اس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا تھا جس میں سے چار مہینے محترم ہیں (جن میں اب تک قتال ممنوع ہے) یہ بالکل صحیح دین ہے پس تم ان مہینوں میں (جنگ کر کے خواہ اس کی صورت یہ ہو کہ تم سال میں مہینوں کا اضافہ کر دو یا یوں کہ ان کے بجائے دوسرے مہینے قائم کر دو) اپنے اوپر ظلم نہ کرنا اور (ان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں جیسا کہ ہم پیشتر حکم دے چکے ہیں) تم سب مشرکین سے لڑنا جیسا کہ وہ سب تم سے لڑتے ہیں اور (یہ سمجھ لو کہ) حق تعالیٰ (معصیت سے) پرہیز کرنے والوں کے ساتھ ہیں (پس اگر تم پرہیز کرو گے تو وہ تمہارے ساتھ اور معین و مددگار ہیں اور تم کو ان سے کوئی خطرہ نہیں خوب سمجھ لو کہ قانون) نسئی (جس کو ان مشرکین نے گھڑا ہے) محض کفر کی ترقی ہے جس سے کافر لوگوں کو گمراہ کیا جاتا ہے (خدا کا قانون نہیں ہے، چنانچہ) وہ لوگ (محض اپنی خواہش نفسانی سے) کسی سال اس (نسیء) کو جائز کر لیتے ہیں اور کسی سال اسے حرام کر لیتے ہیں تا کہ وہ (اس تدبیر سے ان مہینوں) کی تعداد سے موافقت کریں جن کو اللہ نے حرام کیا ہے اور (باوجود اس موافقت کے) ان مہینوں کو حلال کر لیں جن کو خدا نے حرام کیا ہے (اور اس کا ترقی کفر ہونا ظاہر ہے اور گو یہ بات نہایت بری ہے کہ جان بوجھ کر خدا کے حکم کو بدلتے ہیں مگر ان نادانوں کو بری نہیں معلوم ہوتی وجہ یہ کہ) ان کے اعمال کی برائی ان کی نظر میں خوشنما بنا دی گئی ہے اور حق تعالیٰ (کی عادت ہے کہ وہ) کفر پر مصر لوگوں کو ہدایت نہیں کرتے (اور یہ لوگ کفر کو چھوڑنا نہیں چاہتے اس لئے خدا بھی انہیں ہدایت نہیں کرتا اور جبکہ یہ معلوم ہو گیا کہ قانون نسئی خدا کا قانون نہیں بلکہ وہ کفر کا ایک شعبہ ہے تو تم کو اس سے اپنی جنگ میں احتراز لازم ہے۔

فائدہ: قانون نسئی کا حاصل ہم اوپر بتلا چکے ہیں کہ اس کا حاصل سال کے مہینوں میں بغرض تحلیل ما حرم اللہ اضافہ کرنا یا مہینوں کی تعداد کو محفوظ رکھ کر شہر حرام کو حلال اور حلال کر حرام بنا لینا ہے یہاں تک براءت کے مضمون اور اس کے متعلقات کو ختم کر کے اب غزوہ تبوک کا مضمون شروع کرتے ہیں، سو چونکہ یہ سفر لمبا تھا اور سخت گرمی کا زمانہ تھا اور سامان رسد و آلات جہاد کی قلت تھی اور مقابلہ تھا رومیوں کی عظیم الشان سلطنت سے اس لئے منافقین تو منافقین بعض مخلصین کی ہمتیں بھی پست ہو گئی تھیں بنابریں حق تعالیٰ اس مضمون کو ملامت اور

تنبیہ کے عنوان سے شروع فرماتے ہیں جس میں زیادہ تر روئے سخن منافقین کی جانب ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ
اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝
اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ۭ وَاللّٰهُ
عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ
اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ
سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۭ
وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الْعُلْيَا ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ
وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا
وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۭ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ
لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝

ترجمہ: اے ایمان والو! تم لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں (جہاد کے لئے) نکلو تو تم زمین کو لگے جاتے ہو کیا تم نے آخرت کے عوض دنیوی زندگی پر قناعت کر لی سو دنیوی زندگی کا تمتع تو آخرت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں بہت تھوڑا ہے اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو سخت عذاب دے گا (یعنی تم کو ہلاک کر دے گا) اور تمہارے بدلے دوسری قوم کو پیدا کر دے گا (اور ان سے اپنا کام لے گا) اور تم اللہ (کے دین) کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکو گے اور اللہ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد اس وقت کر چکا ہے جبکہ آپ کو کافروں نے جلاوطن کر دیا تھا جبکہ دو آدمیوں میں ایک آپ تھے جس وقت کہ دونوں غار میں تھے جب کہ آپ اپنے ہمراہی سے فرما رہے تھے کہ تم (کچھ) غم نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ہمراہ ہے سو اللہ تعالیٰ نے آپ (کے قلب) پر اپنی تسلی نازل فرمائی اور آپ کو ایسے لشکروں سے قوت دی کہ تم لوگوں نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات (اور تدبیر) نیچی کر دی (کہ وہ ناکام رہے) اور اللہ ہی کا بول بالا رہا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے نکل پڑو خواہ تھوڑے سامان سے (ہو) اور خواہ زیادہ سامان سے (ہو) اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم یقین رکھتے ہو (تو دیر مت کرو) اگر کچھ لگتے ہاتھ ملنے والا ہوتا اور سفر بھی معمولی سا ہوتا تو یہ (منافق) لوگ ضرور آپ کے ساتھ ہو لیتے لیکن ان کو تو مسافت ہی دور دراز معلوم ہونے لگی اور ابھی خدا کی قسمیں

کہا جاویں گے کہ اگر ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے۔ یہ لوگ (جھوٹ بول بول) کر اپنے آپ کو تباہ کر رہے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ یہ لوگ یقیناً جھوٹے ہیں۔

جہاد کی ترغیب اور اس سے اعراض پر وعید

تفسیر: اے مسلمانو! تم کو کیا ہوا کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ چلو خدا کی راہ میں (جہاد کیلئے) تو تم بوجھل ہو کر زمین کی طرف جھکے جاتے ہو، کیا تم دنیوی زندگی ایسی ناپائیدار چیز) کو پسند کئے ہوئے ہو، پس (اگر ایسا ہے تو یہ تمہاری سخت غلطی ہے کیونکہ) متاع حیات دنیا بمقابلہ آخرت بہت ہی تھوڑا ہے (اور ہرگز اس قابل نہیں کہ اس کے مقابلے میں اس کو ترجیح دی جائے تم کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ) اگر تم نہ جاؤ گے تو خدا تم کو سخت تکلیف دہ عذاب دے گا اور تمہارے بدلہ دوسری قوم کو کھڑا کر دے گا اور اس نہ جانے سے) تم اس کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے اور (ایسا کرنا) اس کے لئے کچھ مشکل نہیں کیونکہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حمایت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین اور خدائی مدد کا تذکرہ

اگر تم اس (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد نہ کرو گے تو (خدا) اس کی مدد کریگا چنانچہ) اس نے اس کی اس وقت مدد کی جبکہ کافروں نے ایسی حالت میں اسے گھر سے نکلنے پر مجبور کیا تھا کہ (اس کے ساتھ ایک ابوبکر صدیقؓ کے سوا کوئی نہ تھا اور اسی لئے) وہ صرف دو میں کا دوسرا تھا جبکہ وہ دونوں غار ثور میں تھے، جبکہ وہ اپنے ساتھی (ابوبکر صدیقؓ کو مغموم دیکھ کر ان سے) کہہ رہے تھے کہ تم ملول مت ہو حق تعالیٰ ہم دونوں کے ساتھ ہے (اور نہ یہ کفار میرا کچھ کر سکتے ہیں جس کی وجہ سے تم کو غم ہے اور نہ تمہارا کچھ کر سکتے ہیں) پس اللہ تعالیٰ نے اس نبی پر ......اپنی طمانیت نازل کی (جس سے انہوں نے فوراً مطمئن ہو کر اپنے یار غار کو تسلی دی) اور (دوسرے موقعوں پر ان کی ایسی فوجوں سے مدد کی جن کو تم نہیں دیکھتے تھے اور (آخرکار) کافروں کی بات نیچی کر دی اور (حقیقت یہ ہے کہ) خدا ہی کا بول بالا ہے اور اس کے مقابلے میں کسی کی بات اونچی نہیں ہو سکتی) اور اللہ ہر بات پر قابو یافتہ (ہے) اور (اس لئے جو چاہے کر سکتا ہے مگر) حکیم (بھی) ہے اس لئے وہ بعض وقت کسی حکمت کی بناء پر بعض باتوں میں رکاوٹ پیدا کر دیتا ہے۔

جہاد میں جان و مال کی قربانی کا حکم

پس تم کاہلی کو چھوڑ دو اور) ہلکے اور بھاری (چستی سے یا سستی سے غرض جس طرح بن پڑے) چلو اور خدا کی راہ میں اپنے مالوں سے اپنی جانوں سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے بشرطیکہ تم جانو (اور سمجھو) یہاں تک عام خطاب فرما کر اب خاص منافقین کے متعلق گفتگو کرتے ہیں جنہوں نے جھوٹے عذر کر کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عدم شرکت کی اجازت حاصل کر لی تھی اور فرماتے ہیں) اگر مال بھی آسانی سے ہاتھ لگ جانے والا ہوتا اور سفر بھی متوسط ہوتا تو وہ تمہارے پیچھے ہو لیتے مگر انہیں یہ دراز مسافت دور دراز معلوم ہوئی (اس لئے انہوں نے ہمت ہار دی، اصل بات تو یہ ہے جو ہم نے بتلائی ہے مگر جب ان سے کہا جاوے گا کہ تم نے دھوکا دیکر اجازت حاصل کی ہے تو وہ انکار کریں گے اور کہیں گے کہ واقعی ہم مجبور ہیں اور ہم نے جھوٹا عذر نہیں کیا) اور وہ خدا کی قسم کھا کر کہیں گے کہ اگر ہم مجبور نہ ہوتے اور) جا سکتے تو ضرور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتے یہ لوگ (ان جھوٹے حیلوں اور جھوٹی قسموں سے) اپنے آپ کو تباہ

کر رہے ہیں اور خدا خوب جانتا ہے کہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ تَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ ارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَ لَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّ لٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَ قِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّ لَاۡاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَ فِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَ قَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَ ظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَ هُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَ لَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَ اِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَاۤ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَ يَتَوَلَّوْا وَّ هُمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۰﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَاۤ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَاۤ اِلَّاۤ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ؕ وَ نَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖۤ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ۖ فَتَرَبَّصُوْۤا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف (تو) کر دیا (لیکن) آپ نے ان کو (ایسی جلدی) اجازت کیوں دیدی تھی جب تک کہ آپ کے سامنے سچے لوگ ظاہر نہ ہوتے اور جھوٹوں کو معلوم نہ کر لیتے جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے کے بارے میں رخصت نہ مانگیں (بلکہ وہ حکم کے ساتھ دوڑ پڑیں گے) اور اللہ تعالیٰ ان متقیوں کو خوب جانتا ہے البتہ وہ لوگ (جہاد میں نہ جانے سے) آپ سے رخصت مانگتے ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں سو وہ اپنے شکوک میں پڑے ہوئے حیران ہیں اور اگر وہ لوگ (غزوہ میں) چلنے کا ارادہ کرتے تو اس کا کچھ سامان تو درست کرتے لیکن (خیر ہوئی) اللہ تعالیٰ نے ان کے جانے کو پسند نہیں کیا اس لئے ان کو توفیق نہیں دی اور (بحکم تکوینی) یوں کہہ دیا گیا کہ اپاہج لوگوں کے ساتھ تم بھی یہاں ہی دھرے رہو اگر یہ لوگ تمہارے ساتھ شامل ہو جاتے تو سوا اس کے کہ اور دونا فساد کرتے اور کیا ہوتا اور

تمہارے درمیان فتنہ پردازی کے فکر میں دوڑے دوڑے پھرتے اور (اب بھی) تم میں ان کے کچھ جاسوس موجود ہیں اوران ظالموں کو اللہ خوب سمجھے گا انہوں نے تو پہلے (جنگ احد وغیرہ میں) بھی فتنہ پردازی کی تھی اور آپ کے لئے کارروائیوں کی الٹ پھیر کرتے ہی رہے یہاں تک کہ سچا وعدہ آ گیا اور (اس کا آنا یہ کہ) اللہ کا حکم غالب رہا اوران کو ناگوار ہی گزرتا رہا اور (ان منافقین متخلفین) میں سے بعضا شخص وہ ہے جو کہتا ہے کہ مجھ کو اجازت دے دیجئے اور مجھ کو خرابی میں نہ ڈالیے خوب سمجھ لو کہ یہ لوگ خرابی میں تو پڑ ہی چکے اور یقیناً دوزخ (آخرت میں) ان کافروں کو گھیرے گی۔ (اگر آپ کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو وہ ان کے لئے موجب غم ہوتی ہے اور اگر آپ پر کوئی حادثہ آ پڑتا ہے تو (وہ خوش ہوکر) کہتے ہیں کہ ہم نے تو (اسی لئے) پہلے سے اپنا احتیاط کا پہلو اختیار کرلیا تھا اور (یہ کہ) وہ خوش ہوتے ہوئے چلے جاتے ہیں آپ فرمادیجئے کہ ہم پر کوئی حادثہ نہیں پڑسکتا مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر فرمایا ہے وہ ہمارا مالک ہے اور اللہ کے تو سب مسلمانوں کو اپنے سب کام سپرد رکھنے چاہئیں آپ فرمادیجئے کہ تم تو ہمارے حق میں دو بہتریوں میں سے ایک بہتری ہی کے منتظر رہتے ہو اور ہم تمہارے حق میں اس کے منتظر رہا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ تم پر کوئی عذاب واقع کرے گا (خواہ) اپنی طرف سے (دنیا یا آخرت میں) یا ہمارے ہاتھوں سے سو تم (اپنے طور پر) انتظار کرو اور ہم تمہارے ساتھ (اپنے طور پر) انتظار میں ہیں۔

مومن ومنافق کی تمیز میں غور وفکر کی ضرورت

تفسیر: خدا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاف کرے، آپ نے انہیں (فوراً) کیوں اجازت دیدی (اوراس وقت تک توقف کیوں نہ کیا) جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (سچوں اور جھوٹوں میں امتیاز ہوجائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم) پر وہ لوگ ظاہر ہوجاویں جنہوں نے سچ کہا (اور وہ فی الحقیقت معذور تھے) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹ بولنے والوں کو جان لیں (پس یہ آپ کی یک گونہ بے احتیاطی تھی آئندہ احتیاط سے کام لینا چاہئے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلاتے ہیں کہ) جو لوگ (درحقیقت) خدا اور قیامت پر ایمان رکھتے (اور اس لئے خدا کے احکام کو واجب التعمیل سمجھتے اور مؤاخذہ اخروی سے ڈرتے) ہیں وہ آپ سے اس سے رخصت طلب نہ کریں گے کہ اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں اور خدا متقین کو خوب جانتا ہے (اس لئے اس کا یہ بیان واقفیت پر مبنی ہے اور ظن وتخمین پر نہیں۔

جہاد سے کون لوگ کتراتے ہیں

آپ سے صرف وہی لوگ رخصت مانگتے ہیں جو خدا پر اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتے جن کے دلوں میں شک ہے اور اس لئے وہ اپنے شک میں دودلے ہورہے ہیں (ہم بتلاچکے ہیں کہ یہ لوگ جو عذر کریں گے بالکل جھوٹ ہے اور (دلیل اس کی یہ ہے کہ) اگر ان کو فی الحقیقت جانا منظور ہوتا تو اس کا پہلے سے سامان کرتے مگر (انہوں نے اس کا پہلے سے کوئی سامان ہی نہیں کیا جس کی وجہ یہ ہے کہ) خدا نے (ان کے نفاق کی وجہ سے ان کی آمادگی کو پسند نہیں کیا اس لئے اس نے انہیں آمادگی[1] سے روک دیا اور کہہ دیا گیا کہ بیٹھنے والے (معذور) لوگوں کے ساتھ تم بھی بیٹھے رہو۔

---

[1] التثبیط او الانسان عن الفعل الذی ھم بہ کذافی النیشا پوری وغیرہ ۱۲۔

منافقین نقصان پہچانے کے سوا کچھ نہیں کرتے

(کیونکہ) اگر یہ لوگ تم میں شامل ہو کر نکلتے تو بجز خرابی کے اور کچھ نہ بڑھاتے اور تمہارے درمیان یوں دوڑتے پھرتے کہ (جہاں سے بھی ملے) تمہیں شر ڈھونڈ کر لا دیں[1] (اور جس طرح بھی ممکن ہو تمہیں شر میں مبتلا کریں) اور تم میں وہ لوگ بھی ہیں جو) اپنے بھولے پن اور حسن ظن سے) ان کی باتیں سننے والے (اور ان کو سچ ماننے[2] والے) ہیں (اور ایسی حالت میں ان کے افسوں کا چل جانا بھی بعید نہ تھا' ان وجوہ سے مناسب یہی تھا کہ ان کو شریک نہ کیا جاوے لہذا ایسا کیا گیا) اور حق تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتے ہیں (اس لئے وہ ان کے متعلق جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ بالکل صحیح ہے اور صرف یہی نہیں کہ وہ ابھی ایسا کرتے ہیں' بلکہ) وہ اس سے پہلے بھی (تمہارے متعلق) شر چاہتے رہتے ہیں اور اس وقت تک تمہارے کاموں کو الٹتے رہے ہیں جب تک کہ حق آ گیا اور خدا کا کام (جو اس نے تجویز کر رکھا تھا) ایسی حالت میں ظاہر ہو گیا کہ یہ لوگ اسے ناپسند کرتے تھے (یعنی تا غلبۂ اسلام وہ برابر تمہارے کام بگاڑنے کی کوشش کرتے رہے۔

جہاد سے کترانے کیلئے حیلہ جوئی

اور ان ہی میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ مجھے تو رخصت ہی دیدیجئے اور (جنگ میں شریک کر کے) مجھے خرابی میں نہ ڈالئے (کیونکہ مجھے رومیوں کی حسین عورتیں دیکھ کر صبر نہ ہو سکے گا اور ممکن ہے کہ میں کسی بلا میں پھنس جاؤں' ہاں میرے بدلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے روپیہ[3] لے لیجئے سو) خوب سن لو کہ یہ لوگ (اس کہنے ہی سے) بلا میں پھنس گئے (کیونکہ ان کا عذر محض دھوکا ہے اور حقیقت یہ ہی ہے کہ اس کا منشا محض نفاق ہے اور جبکہ وہ فتنے میں پھنس چکے تو پھر وہ کس سے بچتے ہیں خیر ایک فتنہ تو یہ ہے) اور (دوسرا فتنہ یہ کہ) جہنم ان کافروں کو گھیرے میں لئے ہوئے ہے (اور وہ اس سے نہیں بچ سکتے پس یہ ایک چھوٹے فتنہ سے بچنے کے لئے دو حقیقی فتنوں میں مبتلا ہو گئے ایک فتنہ کفر دوسرا فتنہ عذاب دوزخ خیر یہ لوگ آپ کے سامنے اپنا اخلاص جتاتے ہیں مگر ان کی حالت یہ ہے کہ) اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (اس جنگ میں) کوئی اچھی حالت لاحق ہو گی (مثلاً یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح ہو) تو وہ انہیں ناگوار ہو گی اور اگر کوئی تکلیف پہنچے گی (مثلاً یہ کہ لڑائی میں شکست ہو جاوے) تو کہیں گے کہ (اسی لئے) ہم نے پہلے ہی اپنا انتظام کر لیا تھا (اگر ہم ان کے ساتھ ہوتے تو ہم پر بھی مصیبت آتی) اور (یہ خیال کر کے) وہ خوش خوش لوٹ جائیں گے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان سے) کہہ دیجئے کہ (تم ہماری تکلیف سے کیا خوش ہوتے ہو) ہمیں کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی بجز اس کے جو خدا نے (ہمارے مصالح پر نظر کر کے) ہمارے لئے لکھ دی ہے (کیونکہ) وہ ہمارے آقا ہیں (اور ہماری مصلحتوں کا خیال رکھتے ہیں انہوں نے اسی میں ہماری بہتری سمجھی اس لئے انہوں نے ہم پر مصیبت ڈالی پس اس میں تمہاری خوشی کی کیا بات ہے' الغرض ان کو یہ جواب دیدینا چاہئے) اور مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ خدا پر بھروسہ رکھیں (اور عارضی تکالیف سے متاثر نہ ہوں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان سے) کہہ دیجئے کہ (جب اچھائی میں بھی ہمارا بھلا ہے اور تکلیف میں بھی تو) تم ہمارے متعلق (اپنے اس انتظار میں ہو کہ دیکھیں انہیں فتح ہوتی ہے یا شکست) دو بھلائیوں میں ایک بھلائی کے منتظر ہو اور ہم تمہارے متعلق اس کے منتظر ہیں کہ خدا تمہیں اپنے پاس سے سزا دے یا ہمارے ہاتھوں سے' پس تم بھی منتظر رہو' ہم بھی تمہارے ساتھ منتظر ہیں۔

---

[1] اشارة الى ان تعدى يبغون بلا واسطه لتضمنه معنى الاعطاء ۱۲ [2] هذا التفسير روى عن قتادة وهوا لا وجه واخطأ ابن جرير فيما رواه اذ معنى سماعون لهم سماعون لكلا مهم فهو كقوله سماعون للكذب ۱۲. [3] كذا فى الدر المنثور ۱۲.

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۭ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ۭ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ۝ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۝

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ تم خواہ خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے تم سے کسی طرح (خدا کے نزدیک) مقبول نہیں (کیونکہ) بلاشبہ تم عدول حکمی کرنے والے لوگ ہو اور ان کے خیر خیرات قبول ہونے سے اور کوئی چیز بجز اس کے مانع نہیں کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ سفر کیا اور وہ لوگ نماز نہیں پڑھتے مگر ہارے جی سے اور خرچ نہیں کرتے مگر ناگواری کے ساتھ سو ان کے اموال اور اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان (مذکورہ) چیزوں کی وجہ سے دنیوی زندگی میں (بھی) ان کو گرفتار عذاب رکھے گا اور ان کی جان کفر ہی کی حالت میں نکل جاوے اور یہ (منافقین) لوگ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں کے ہیں حالانکہ (واقع میں) وہ تم میں کے نہیں لیکن (بات یہ ہے کہ) وہ ڈرپوک لوگ ہیں ان لوگوں کو اگر کوئی پناہ کی جگہ مل جاتی تو یا غار یا کوئی گھس بیٹھنے کی ذرا سی جگہ مل جاتی تو یہ ضرور منہ اٹھا کر ادھر چل دیتے اور ان میں بعض وہ لوگ ہیں جو صدقات (تقسیم کرنے) کے بارہ میں آپ پر طعن کرتے ہیں سو اگر ان صدقات میں سے (ان کی خواہش کے موافق) ان کو مل جاتا ہے تو وہ راضی ہو جاتے ہیں اور اگر ان صدقات میں سے ان کو (ان کی خواہش کے موافق) نہیں ملتا تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں اور ان کے لئے بہتر ہوتا اگر وہ لوگ اس پر راضی رہتے جو کچھ اُن کو اللہ نے اور اس کے رسول نے دیا تھا اور یوں کہتے کہ ہم کو اللہ کافی ہے آئندہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم کو اور دے گا اور اس کے رسولؐ دینگے ہم (اول سے) اللہ ہی کی طرف راغب ہیں۔

منافقین کی امداد قابل قبول نہیں

تفسیر: (اور وہ جو یہ کہتے ہیں کہ ہم سے روپیہ لے لیجئے تو آپ اس کے جواب میں فرما دیجئے کہ) خواہ تم خوشی سے روپیہ دو (جیسا

کہ تمہارا دعویٰ ہے) خواہ مخواہ دباؤ سے (جیسا کہ واقعہ ہے) تم سے نہ لیا جاوے گا کیونکہ تم نافرمانی پیشہ ہو (اور تمہارا کام ہی خدا اور رسول کی مخالفت ہے) اور (ان سے جورو پیہ نہیں لیا جاتا تو) ان کو کسی اور بات نے اس سے نہیں روکا کہ ان کے دیئے ہوئے مال لے لئے جائیں بجز اس کے کہ انہوں نے خدا...... رسول کے نہ ماننے پر اصرار کیا اور وہ نماز میں بھی نہیں آتے بجز اس حالت کے کہ وہ سست ہوں اور نہ وہ خدا کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں بجز اس حالت کے کہ وہ اس کو ناپسند کرتے ہوں' (پس جب کہ ان کے اعتقاد اور عمل کی یہ حالت ہے تو ہمیں ان کے مالوں کی ضرورت نہیں ہے وہ اسے اپنے گھر رکھیں آپ کو ان کی یہ حالت سن کر طبعی طور پر خیال ہونا بعید نہیں ہے کہ ایسے کافروں پر حق تعالیٰ نے یہ انعامات کیوں کئے ہیں کہ ان کو اس قدر مال دیا اور اتنی اولاد دی) سو (اس کے جواب کے لئے کہا جاتا ہے کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مالوں سے اور ان کی اولاد سے تعجب نہ کیجئے) یہ انعامات نہیں ہیں' بلکہ) حق تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ وہ ان کو (ان کی پریشانیوں میں پھنسا کر) دنیاوی زندگی ہی میں سزا دے (اور جس کو یہ اپنا مطلوب بنائے ہوئے ہیں اس کو بھی ان کے لئے منغص کردے اور اس میں بھی ان کو راحت نصیب نہ ہو) اور (اللہ تعالیٰ) یہ (چاہتے ہیں) کہ (ان کی محبت وغیرہ میں گرفتار ہو کر) ان کی جان اسی حالت میں نکلے کہ وہ کافر ہوں (پس یہ نعمت نہیں ہے بلکہ نقمت ہے' الغرض ایک تو ان کا یہ جھوٹ تھا کہ وہ اپنے کو معذور بتلاتے تھے۔

منافقین کا جھوٹ اور غلط یقین دہانی

اور (دوسرا جھوٹ یہ ہے کہ) یہ لوگ خدا کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ یقیناً تمہارے گروہ میں سے (اور دل سے مؤمن) ہیں اور (واقعہ یہ ہے کہ) وہ تمہاری جماعت میں سے نہیں ہیں بلکہ وہ لوگ ہیں جو کہ (تم سے اپنی جانوں اور مالوں کے متعلق) خوف رکھتے ہیں (اور سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے اپنے کفر کا اعلان کیا تو ہمارے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا جاوے گا جو اوروں کے ساتھ کیا جاتا ہے اس لئے وہ اپنے کفر کو چھپاتے ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ) اگر ان کو کوئی جائے پناہ یا غار یا کوئی گھسنے کی جگہ مل جاوے (جہاں وہ تمہاری طرف سے مطمئن ہو جاویں) تو وہ منہ اٹھا کر اس کی طرف کو یوں چل دیں کہ رو کے نہ رکیں (اور تمہاری طرف مڑ کر بھی نہ دیکھیں' پھر وہ تم میں سے کیونکر ہو سکتے ہیں)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نکتہ چینی کرنے والے

اور کچھ ان میں سے ایسے بھی ہیں جو (تقسیم) صدقات میں آپ پر نکتہ چینی کرتے ہیں اب اگر انہیں ان میں سے (ان کی حسب منشا) دیدیا جاوے تب تو خوش ہیں اور اگر انہیں ان میں سے (ان کے حسب منشاء) نہ دیا جاوے تو فوراً ناخوش ہو جاتے ہیں (سو یہ حرکت ان کی نہایت نازیبا اور انکے لئے سخت مضر ہے) اور اگر یہ لوگ (بجائے خفا ہونے کے) جو کچھ خدا اور رسول نے ان کو دیا تھا اس کو پسند کرتے اور کہتے کہ (ہمیں مال مطلوب نہیں) ہمیں تو خدا کافی ہے (اور ہمیں جو مال کی ضرورت ہے تو اس کے متعلق ہمیں اطمینان ہے کہ) خدا اپنی مہربانی سے اور اس کا رسول (اس کے حکم سے) ہمیں ضرور دیں گے ہم تو خدا ہی سے رغبت رکھتے ہیں (ہمیں مال سے رغبت نہیں) تو نہ پوچھو کہ اس میں ان کا کس قدر فائدہ تھا مگر یہ محرومین) ایسا کیوں کرتے ان کی قسمت میں تو محرومی تھی اب ہم بتلاتے ہیں کہ ان کا تقسیم صدقات پر نکتہ چینی کرنا محض بے معنیٰ ہے)۔

إِنَّمَا الصَّدَقَٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَٰكِينِ وَالْعَٰمِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ
وَالْغَٰرِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۖ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ
وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۱﴾ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ
يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ
لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۳﴾ يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ
عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ
مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ
وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶۵﴾ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ
عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۶۶﴾

ترجمہ: صدقات تو صرف حق ہے غریبوں کا اور محتاجوں کا اور جو کارکن ان صدقات پر متعین ہیں اور جن کی دلجوئی کرنا (منظور) ہے اور غلاموں کی گردن چھڑاتے رہے اور قرض داروں کے قرضہ میں اور جہاد میں اور مسافروں میں یہ حکم اللہ کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں اور ان (منافقین) میں سے بعضے ایسے ہیں کہ نبی کو ایذائیں پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ ہر بات کان دے کر سن لیتے ہیں آپ فرمادیجئے کہ وہ نبی کان دیکر تو وہی بات سنتے ہیں جو تمہارے حق میں خیر (ہی خیر) ہے کہ وہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مومنین کا یقین کرتے ہیں اور آپ ان لوگوں کے حال پر مہربانی فرماتے ہیں جو تم میں ایمان کا اظہار کرتے ہیں اور جو لوگ رسول اللہ کو ایذائیں پہنچاتے ہیں ان لوگوں کے لئے دردناک سزا ہوگی یہ لوگ تمہارے سامنے (جھوٹی) قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم کو راضی کر لیں (جس میں مال و جان محفوظ رہے) حالانکہ اللہ اور اس کا رسولؐ زیادہ حق رکھتے ہیں کہ اگر یہ لوگ سچے مسلمان ہیں تو ان کو راضی کریں کیا ان کو خبر نہیں کہ جو شخص اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرے گا (جیسا یہ لوگ کررہے ہیں) تو یہ بات ٹھہر چکی ہے کہ ایسے شخص کو دوزخ کی آگ اس طور پر نصیب ہوگی کہ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا (اور) یہ بڑی رسوائی ہے منافق لوگ اس سے اندیشہ کرتے ہیں کہ مسلمانوں پر کوئی ایسی سورت (مثلاً یا آیۃ) نازل نہ ہوجاوے جو ان کو ان کے مافی الضمیر پر اطلاع دے دے آپ فرمادیجئے کہ اچھا تم استہزا کرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ اس چیز کو ظاہر کرکے رہے گا جس (کے اظہار) سے تم اندیشہ کرتے تھے اور اگر آپ ان سے پوچھیے تو کہہ دیں گے کہ ہم تو محض مشغلہ اور خوش

طبعی کر رہے تھے آپ (ان سے) کہہ دیجئے گا کہ کیا اللہ کے ساتھ اور اس کی آیتوں کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ تم ہنسی کرتے تھے تم اب (یہ بیہودہ) عذر مت کرو تم تو اپنے کو مومن کہہ کر کفر کرنے لگے اگر ہم تم میں سے بعض کو چھوڑ بھی دیں تاہم بعض کو تو (ضرور ہی) سزا دیں گے۔ بسبب اس کے کہ وہ (علم ازلی میں) مجرم تھے۔

مصارف صدقات کی تفصیل

تفسیر: صدقات صرف فقیروں کے لئے اور مسکینوں کیلئے اور ان لوگوں کے لئے جو اس (کی تحصیل وغیرہ وصول) کا کام کرتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جن کی تالیف قلوب کی جائے (تاکہ وہ مسلمان ہو جائیں) اور غلاموں کی گردنیں چھڑانے میں (صرف کے لئے) اور جہاد میں صرف کے لئے) اور حاجت مند مسافر کے لئے ہیں (نہ کہ ان لوگوں کے لئے جو اعتراض کرتے ہیں اور ان کے لئے بھی) بحیثیت خدا کے مقرر کئے ہوئے ہیں نہ کہ خود رسول کی رائے سے پھر ان پر کیا اعتراض ہے) اور (یہ شبہ کہ خدا نے ان کو کیوں مخصوص کیا اس کا جواب یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا اور نہایت حکمت والا ہے) لہٰذا اس نے اپنے علم وحکمت کی بناء پر ان کو مخصوص کیا)۔

منافقین کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر طنز

اور کچھ ان میں ایسے ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ (ان میں کسی بات کو سمجھنے کی قابلیت نہیں) وہ تو سراسر کان ہیں (جو ان سے کہہ دو وہ اسے مان لیتے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان نادانوں سے) کہہ دیجئے (کہ وہ کان ضرور ہیں مگر ان ہی باتوں کے کان ہیں جو تمہارے لئے بھی بہتر ہیں (چنانچہ) وہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں (اور اس لئے وہ اس کی باتیں مان لیتے ہیں) اور (مسلمانوں سے حسن ظن رکھتے ہیں اس لئے) مسلمانوں کی تصدیق کرتے ہیں (اور یہ دونوں باتیں اچھی ہیں جو کہ تم میں بھی ہونی چاہئیں پھر برائی کیا ہوئی رہا یہ سوال کہ وہ ہماری باتیں بھی مان لیتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ تمہاری باتیں تم کو مومن سمجھ کر مانتے ہیں یہ خود تمہاری بے ایمانی ہے کہ تم دل میں کفر رکھ کر ایمان ظاہر کرتے ہو اور ان کا نقص نہیں ہے) اور وہ سراسر رحمت ہیں ان لوگوں کے سننے کے لئے جو تم میں سے ایمان لے آئے (پس تم ایسے شخص پر جو ان باتوں کے لئے سراپا کان ہو جو تمہارے لئے بھی بہتر ہیں اور جو تم میں سے ایمان لے آئے ان کے لئے سراپا رحمت ہو طعن نہ کرو بلکہ اس پر ایمان لاؤ اور مستحق رحمت بنو) اور (یہ واضح ہو کہ) جو لوگ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائیں ان کے لئے سخت تکلیف دہ عذاب ہے (پس تم اس ایذا رسانی سے باز آؤ خیر ہم پہلے بتلا چکے کہ یہ لوگ خدا کی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ ہم تم میں سے ہیں اب ہم کہتے ہیں کہ) یہ لوگ خدا کی قسمیں اس لئے کھاتے ہیں کہ تمہیں خوش رکھیں (مگر یہ ان کی غلطی ہے) اور اللہ اور اس کا رسول اس کے (تم سے) زیادہ مستحق ہیں کہ یہ انہیں رضامند کریں اگر یہ مؤمن ہیں (جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے مگر وہ ایسا نہیں کرتے بلکہ بجائے رضامند کرنے کے کفر کا ارتکاب کر کے اور رسول کو تکلیف پہنچا کر انہیں ناراض کرتے ہیں جو کہ نہایت نازیبا بات ہے۔

خدا اور رسول سے دشمنی کا انجام

کیا وہ نہیں جانتے کہ جو کوئی خدا اور رسول سے دشمنی کرے اس کے لئے اس طرح دوزخ کی آگ ہے کہ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا (اگر نہیں جانتے تو جاننا چاہئے اور اگر جانتے ہیں تو اس سے بچنے کی فکر کرنی چاہئے کیونکہ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے بلکہ) یہ بہت بڑی

رسوائی ہے یہ منافقین (دین الٰہی کے ساتھ تمسخر بھی کرتے اور اس کے ساتھ ہی اس سے بھی) ڈرتے ہیں کہ مبادا ان (مسلمانوں) پر کوئی سورت نازل ہو جائے جو ان کو ان کے دل کی باتوں (کفر و نفاق وغیرہ) پر مطلع کردے (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے) کہہ دیجئے کہ تم تمسخر کئے جاؤ اللہ اس کو ظاہر کرنے والا ہے جس کا تم کو ڈر ہے اور (ایسی وحی بھیجنے والا ہے جو تمہارے اسرار کو فاش کرے گی ہاں تو وہ تمسخر کرتے ہیں۔

منافقین کی طرف سے غلط تاویلیں: (اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے باز پرس کریں گے (کہ یہ تمہاری کیا نامعقول حرکت تھی کہ تم دین کے ساتھ تمسخر کرتے تھے (تو جواب میں کہیں گے کہ ہم تو محض مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے (تمسخر تو ہم نے نہیں کیا مگر یہ جواب ان کا غلط ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان کو ڈانٹئے اور) کہئے کہ کیا تم خدا کے ساتھ اور اس کی آیات کے ساتھ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمسخر کرتے تھے پس باتیں نہ بناؤ تم اپنے (زبانی) ایمان کے بعد (زبانی بھی) کافر ہو گئے (اور چونکہ ہم کو معلوم ہے کہ تم سب کے سب ایمان نہ لاؤ گے بلکہ بعض ایمان لائیں گے اور بعض نہیں اس لئے) اگر ہم تم میں سے بعض لوگوں کو ان کی توبہ کے سبب معاف کردیں تو دوسرے لوگوں کو اس وجہ سے ضرور سزا دیں گے کہ وہ جرائم پیشہ تھے (اے مسلمانو تم کو ان لوگوں سے دوستی کا تعلق نہ رکھنا چاہئے)۔

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۶۸﴾ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۙ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ

وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۚ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

ترجمہ: منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک طرح کے ہیں کہ بری بات (یعنی کفر) مخالفت اسلام) کی تعلیم دیتے ہیں اور اچھی بات (یعنی ایمان واتباع نبویؐ) سے منع کرتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں انہوں نے خدا کا خیال نہ کیا پس خدا نے انکا خیال نہ کیا بلاشبہ یہ منافق بڑے ہی سرکش ہیں اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور (علانیہ) کفر کرنے والوں سے دوزخ کی آگ کا عہد کر رکھا ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے وہ ان کے لئے (سزائے) کافی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے دور کر دے گا اور ان کو عذاب دائمی ہوگا (اے منافقو) تمہاری حالت ان لوگوں کی سی ہے جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں جو شدت قوت میں اور کثرت اموال واولاد میں تم سے بھی زیادہ تھے تو انہوں نے اپنے (دنیوی) حصہ سے خوب فائدہ حاصل کیا سو تم نے بھی اپنے (دنیوی) حصہ سے خوب فائدہ حاصل کیا جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں نے اپنے حصہ سے فائدہ حاصل کیا تھا اور تم بھی بری باتوں میں ایسے ہی گھسے جیسا وہ لوگ گھسے تھے اور ان لوگوں کے اعمال (حسنہ) دنیا اور آخرت میں ضائع گئے۔ اور وہ لوگ بڑے نقصان میں ہیں کیا ان لوگوں کو (ان) کے عذاب وہلاک کی خبر نہیں پہنچی جوان سے پہلے ہوئے ہیں جیسے قوم نوح اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم اور اہل مدین اور الٹی ہوئی بستیاں کہ ان کے پاس ان کے پیغمبرؑ صاف نشانیاں (حق کی) لے کر آئے (لیکن نہ ماننے سے برباد ہوئے) سو (اس بربادی میں) اللہ تعالیٰ نے تو ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے (دینی) رفیق ہیں نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانتے ہیں ان لوگوں پر ضرور اللہ تعالیٰ رحمت کرے گا بلاشبہ اللہ تعالیٰ قادر (مطلق) ہے حکمت والا ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کے نیچے سے نہریں چلتی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور نفیس مکانوں کا جو کہ ان ہمیشگی باغوں میں ہوں گے اور (ان سب نعمتوں کے ساتھ) اللہ تعالیٰ کی رضامندی سب (نعمتوں) سے بڑی چیز ہے یہ (جزائے مذکور) بڑی کامیابی ہے۔

منافقین کا طرز عمل

تفسیر: یہ منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک طرح کے ہیں (کیونکہ) وہ (سب کے سب) بری باتوں کی ہدایت کرتے اور اچھی باتوں سے روکتے ہیں اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں' غرض) یہ لوگ خدا کو بھولے ہوئے ہیں جس پر خدا نے ان کو بھلا دیا ہے (اور ان کی فلاح وبہبودی سے بے پرواہ ہو گیا ہے (حاصل یہ کہ) یہ منافقین سراسر نافرمان ہیں۔

منافقین اور کفار جہنم میں

خدا نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کھلم کھلا کفر کرنے والوں سے دوزخ کی آگ کا یوں وعدہ کیا ہے کہ وہ اس میں ہمیشہ رہیں

گے (کیونکہ) وہ انہیں کافی ہے اور اس سے بڑھ کر وہ[1] اور کیا چاہتے ہیں) اور اس نے ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے اور ان کو پائدار عذاب ہوگا (اے منافقو! تم کو یوں ہی سزا دیجائے گی) جیسے تم سے پہلے لوگوں کو کیونکہ وہ تم سے قوت میں بھی زیادہ تھے اور اموال و اولاد میں بڑھے ہوئے تھے جس پر انہوں نے اپنے اس حصہ (مال و اولاد سے) خوب فائدہ اٹھایا (اور ان لغویات میں خوب منہمک رہے) پس جس طرح ان (تم سے پہلے) لوگوں نے اپنے اس حصے سے فائدہ اٹھایا یوں ہی تم نے بھی اپنے حصہ سے فائدہ اٹھایا اور جس طرح وہ (ان لغویات میں) منہمک رہے یوں ہی تم بھی منہمک رہے (لہٰذا جو انجام ان کا ہوا وہی تمہارا ہوگا کیونکہ علت مشترک ہے اور مانع مرتفع الغرض) یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے اعمال حسنہ دنیا میں بھی اکارت ہوئے (کہ وہ ان کو تباہی و بربادی خیبت و خسران و ذلت و نکبت سے نہ بچا سکے) اور آخرت میں بھی کہ وہاں انہیں ان کا کوئی ثمرہ نہ ملے گا اور وہ عذاب ابدی میں مبتلا ہوں گے) اور اس لئے) یہ لوگ پورے گھاٹے میں ہیں۔

کافروں کیلئے گذشتہ برباد قوموں سے عبرت کا سبق

یہ لوگ جو اس قدر اصرار کے ساتھ کفر کر رہے ہیں تو (کیا انہیں اپنے سے پہلے لوگوں قوم نوحؑ، قوم عاد، قوم ثمود، قوم ابراہیمؑ کی اور مدین والوں کی اور الٹی ہوئی بستیوں والوں کی خبر نہیں پہنچی جن کے پاس ان کے رسول صاف صاف اور کھلی کھلی باتیں لیکر آئے تھے جن کو انہوں نے نہ مانا (تو ان کو ہلاک کر دیا گیا بڑے غضب کی بات ہے کہ ان باتوں کے پیش نظر ہونے کے بعد بھی یہ لوگ ان کی سی حرکتیں کرتے ہیں اس جگہ ضمناً تم کو سمجھ لینا چاہیے کہ) اس سے معلوم ہوا[2] خدا ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا (کیونکہ وہ اتمام حجت کے لئے ان کے پاس رسول بھیج چکا تھا) ہاں وہ خود ان کی تکذیب کر کے) اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے (اس استطرادی تنبیہ کے بعد اب ہم پھر مضمون سابق کی طرف عود کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے کہا ہے کہ تم کو منافقین سے تعلق نہ رکھنا چاہئے کیونکہ منافق مرد اور عورتیں باہم متجانس ہیں۔

مؤمنین کی صفات اور کارنامے

اور (اب ہم کہتے ہیں کہ تم کو صرف مسلمانوں سے تعلق رکھنا چاہئے کیونکہ) مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں (اس لئے کہ یہ لوگ متحد المشرب ہیں چنانچہ (وہ (سب) اچھی باتوں کی ہدایت کرتے اور بری باتوں سے روکتے اور ٹھیک ٹھیک نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور (ہر کام میں) خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں (اس لئے) یہ لوگ وہ ہیں جن پر خدا رحمت کرے گا کیونکہ خدا ہر چیز پر قابو یافتہ اور حکمت والا ہے (اور قابو یافتہ ہونے کی وجہ سے وہ رحمت کرنے پر قادر ہے اور حکمت والا ہونے کی وجہ سے وہ اہل و نااہل میں امتیاز کرتا ہے۔

مؤمن جنت میں: خدا مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ان باغات کا وعدہ کرتا ہے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی (اور وعدہ بھی یوں نہیں کہ عارضی طور پر ان کو ان میں رکھا وے بلکہ) یوں کہ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور (صرف باغات ہی کا نہیں بلکہ) ان ہمیشہ رہنے کے باغوں میں عمدہ مکانات کا بھی وعدہ کرتا ہے جس میں جملہ سامان ہوگا جو مکانات کے مناسب ہے جیسے فرش و فروش بیویاں وغیرہ اور خدا کی خوشنودی (جو ان کو حاصل ہوگی) وہ (ان سب سے) بڑی ہے (الحاصل) یہ بڑی کامیابی ہے (جو ان لوگوں کو حاصل ہوگی اور اس قابل ہے کہ لوگ اسے حاصل کریں یہ حکم تو عامۃ المسلمین کو تھا کہ وہ صرف مسلمانوں سے تعلق رکھیں کیونکہ وہ ان کے ہم جنس ہیں اور کفار سے واسطہ نہ رکھیں کیونکہ وہ

[1] فیہ اشارۃ الی ان الکلام مبنی علی جعل النار مطلوبۃ لھم و بار تقابھم ماھو موجب بھا ولذا استعمل لفظ الوعد فی موضع الوعید واللہ اعلم ۱۲ [2] ھذا معنی الفا التفریع ۱۲ ۔

ان کے ہم جنس نہیں ہیں اب رسول کو حکم دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جب یہ ثابت ہوا کہ وہ مسلمانوں کی جنس سے نہیں ہیں بلکہ کفار کی جنس ہیں تو)۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۳﴾ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۚ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۷۴﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿۷۷﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۷۸﴾ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ۚ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۚ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۸۰﴾

ترجمہ: اے نبی کفار سے (بالسنان) اور منافقین سے (باللسان) جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجئے دنیا میں تو یہ اس کے مستحق ہیں اور (آخرت میں) ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے وہ لوگ قسمیں کھا جاتے ہیں کہ ہم نے فلانی بات نہیں کہی اور (وہ بات کہہ کر) اپنے اسلام (ظاہری) کے بعد (ظاہر میں بھی) کافر ہو گئے اور انہوں نے ایسی بات کا ارادہ کیا تھا جو ان کے ہاتھ نہ لگی اور یہ کہ انہوں نے صرف اس کا بدلہ دیا ہے کہ ان کو اللہ نے اور اس کے رسولؐ نے رزق خداوندی سے مالدار کر دیا سو اگر (اس کے بعد بھی) توبہ کر لیں تو ان کے لئے (دونوں جہانوں میں) بہتر ہوگا اور اگر روگردانی کی تو اللہ تعالیٰ ان کو دنیا اور آخرت میں دردناک سزا دے گا اور ان کا دنیا میں نہ کوئی یار ہے نہ مددگار اور ان (منافقین) میں بعض آدمی ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے فضل سے (بہت سا مال) عطا فرما دے تو ہم خوب خیرات کریں اور ہم (اس کے ذریعہ سے) خوب نیک نیک کام کیا کریں سو جب اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے (بہت سا

مال) دیدیا تو وہ اس میں بخل کرنے لگے (کہ زکوٰۃ نہ دی) اور (اطاعت سے) روگردانی کرنے لگے اور وہ تو روگردانی کے (پہلے ہی سے) عادی ہیں سو اللہ تعالیٰ نے ان کی سزا میں ان کے دلوں میں نفاق (قائم) کر دیا جو خدا کے پاس جانے کے دن تک رہے گا اس سبب سے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ سے اپنے وعدہ میں خلاف کیا اور اس سبب سے کہ وہ (اس وعدہ میں شروع ہی سے) جھوٹ بولتے تھے کیا ان کو خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے دل کا راز اور ان کی سرگوشی سب معلوم ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ تمام غیب کی باتوں کو خوب جانتے ہیں یہ (منافقین) ایسے ہیں کہ نفل صدقہ دینے والے مسلمانوں پر صدقات کے بارے میں طعن کرتے ہیں اور (خصوص ان لوگوں پر (اور زیادہ) جن کو بجز مزدوری (کی آمدنی) کے اور کچھ میسر نہیں ہوتا یعنی ان سے تمسخر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو اس تمسخر کا (تو خاص) بدلہ دے گا اور (مطلق طعن کا یہ بدلہ ملے ہی گا) کہ ان کے لئے (آخرت میں) دردناک سزا ہوگی۔ آپ خواہ ان (منافقین) کے لئے استغفار کریں یا ان کے لئے استغفار نہ کریں اور اگر آپ ان کے لئے ستر بار بھی استغفار کریں گے تب بھی اللہ تعالیٰ ان کو نہ بخشے گا یہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے اللہ اور رسول کے ساتھ کفر کیا اور اللہ تعالیٰ ایسے سرکش لوگوں کو ہدایت نہیں کیا کرتا۔

تفسیر: **منافقین اور کفار سے جہاد:** اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت ہے کہ) آپ کفار اور منافقین سب سے جہاد کریں (اور اب ان کا حکم مسلمانوں کا سا نہیں رہا کیونکہ وہ حکم عارضی تھا جو وقتی مصلحت کی بناء پر تھا جیسے ان کے جنازے کی نماز پڑھنا اور ان کے ساتھ مسلمانوں کا سا برتاؤ کرنا اور چونکہ یہ امر[ل] وجوب کے لئے نہیں بلکہ اباحت کیلئے ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بوقت ضرورت اس پر عمل کر سکتے ہیں نیز یہ حکم انہی سے متعلق ہے جنکا نفاق قطعی طور پر معلوم ہوا) اور (اب ان سے نرمی برتنے کی بھی ضرورت نہیں اس لئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (کو یہ بھی اجازت ہے کہ) ان پر سختی کریں (یہ حکم تو ان کا دنیا میں ہے) اور آخرت میں) ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور وہ بری جائے بازگشت ہے خدا محفوظ رکھے۔

منافقین کی غلط بیانی: یہ لوگ قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے (وہ بات) نہیں کہی (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائی گئی ہے) حالانکہ یقیناً انہوں نے کفر کی بات کہی ہے اور یہ لوگ اپنے (زبانی) اسلام کے بعد (زبانی بھی) کافر ہو گئے اور انہوں نے ایک ایسی بات کا ارادہ کیا جو ان کو حاصل نہ ہوئی اور انہیں (خدا اور رسول کا کوئی برا برتاؤ) ناپسند نہیں ہوا (جس کا بدلہ وہ ان ناشائستہ حرکات سے دیں) بجز اس کے کہ اللہ نے اپنے فضل سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کے حکم سے) ان کو (مال غنیمت اور صدقات دیکر) مالدار بنایا (پس جبکہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ کوئی برائی نہیں کی بلکہ سلوک ہی کیا ہے تو ان کو چاہیئے کہ وہ ان نازیبا اور احسان فراموشی کی باتوں سے توبہ کریں) اب اگر وہ اس سے توبہ کرلیں تو یہ ان کے لئے بہتر ہوگا اور اگر وہ (توبہ سے) پیٹھ پھیریں تو ان کو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی سخت دہ عذاب دے گا اور (یہ ہم بتلائے دیتے ہیں کہ) تمام روئے زمین میں ان کا نہ کوئی یار ہے اور نہ مددگار (جو ان کو اس عذاب سے بچاوے۔

مالدار ہو جانے پر خیرات کا وعدہ اور اس کی خلاف ورزی

اور کچھ ان میں ایسے ہیں جنہوں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہم کو اپنی مہربانی سے حصہ دیدے (اور ہم کو بھی مالدار کر دے) تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم (واقعی) نیک ہو جاویں گے پس جبکہ حق تعالیٰ نے ان کو اپنی مہربانی سے حصہ دیدیا اور ان کو مالدار کر دیا) تو انہوں نے اس (کے خرچ کرنے) میں بخل کیا اور منہ موڑ کر پیٹھ پھیر کر چل دیئے اب حق تعالیٰ نے (ان کو یہ سزا دی کہ) اس کے نتیجے کے طور پر ان کے دلوں میں اس روز تک

[ل] اشارۃ الی دفع الاشکال وھو انہ لم یثبت انہ جاھد المنافقین لا حاجۃ الی صرف الکلام عن الظاھر و حملہ علی الجھاد باللسان ۱۲

نفاق ڈالدیا جس روز کہ وہ (مرکر) اس سے ملیں گے (اور یہ) اس سبب سے (کیا) کہ انہوں نے اس وعدے کو پورا نہیں کیا جو کہ انہوں نے خدا سے کیا تھا اور اس سبب سے بھی وہ جھوٹ بولتے رہتے ہیں کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے (دل کے) بھید اور ان کی (مخفی) سرگوشیوں کو جانتے ہیں اور یہ کہ حق تعالیٰ جملہ مغیبات کو بخوبی جانتے ہیں (جب وہ جانتے ہیں تو وہ ایسی باتیں کرتے ہیں کیونکہ یہ سراسر ان کی نادانی ہے۔

مسلمانوں پر ناروا نکتہ چینی: خیر یہ لوگ خود تو کیا خیرات کرتے یہ تو یہ غضب کرتے ہیں کہ غریب مسلمان جو حسب المقدور جہاد میں خرچ کرتے ہیں ان پر نکتہ چینی کرتے اور ان کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں لہذا کہا جاتا ہے کہ) جو لوگ ان مسلمانوں پر طعن کرتے ہیں (ان منافقین کے خلاف) بخوشی خیرات کرتے ہیں اور جن کے پاس بجز اپنی محنت مشقت کے کچھ ہے ہی نہیں (اور اس طرح ان سے تمسخر کرتے ہیں) خدا ان سے تمسخر کرتا ہے (یعنی جس طرح وہ ان کے صدقہ کی تحقیر کر کے صدقہ کرنے والوں کی تحقیر کرتے ہیں اسی طرح خدا ان کی طرف سے ان کے اس ناشائستہ فعل کی اور اس کی بناء پر ان لوگوں کی تحقیر کرتا ہے یہ تو تحقیر کا بدلہ ہے) اور (جو اس کا منشاء ہے یعنی کفر اس کے عوض میں) ان کو سخت تکلیف دہ عذاب ہوگا (یہ باتیں جو وہ عناداً کرتے ہیں خدا کو اس قدر ناپسند ہیں اور وہ ان سے اس قدر ناراض ہیں کہ)

منافقین کی کسی حال میں مغفرت نہ ہوگی: (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) خواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے معافی چاہیں یا ان کے لئے معافی نہ چاہیں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ستر مرتبہ بھی ان کے لئے معافی چاہیں گے تو بھی خدا انہیں معاف نہ کرے گا یہ اس لئے کہ انہوں نے خدا کو اور اس کے رسول کو نہیں مانا (اور ہمارا قانون ہے کہ ہم کافروں کو معافی نہیں دیتے) اور (اگر اس پر یہ سوال ہو کہ ان کو ہدایت دیکر معاف کر دیا جاوے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا نافرمانی پر کمربستہ لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (اور ہدایت بھی انہی کو دیتا ہے جو ہدایت چاہیں مگر یہ ایک ضابطہ ہے اور فضل کے لئے کوئی ضابطہ نہیں ہے)۔

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾

ترجمہ: پیچھے رہ جانے والے خوش ہو گئے رسول اللہ کے جانے کے بعد اپنے بیٹھے رہنے پر اور ان کو اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان کے ساتھ جہاد کرنا ناگوار ہوا اور (دوسروں سے بھی) کہنے لگے کہ تم گرمی میں مت نکلو آپ کہہ دیجئے کہ جہنم کی آگ (اس سے بھی) زیادہ گرم ہے یہ خوب ہوتا اگر وہ سمجھتے۔ سو تھوڑے دنوں (دنیا میں) ہنس لیں اور بہت دنوں (آخرت میں) روتے رہیں ان کاموں کے بدلہ میں جو کچھ (کفر و نفاق و خلاف) کیا کرتے تھے تو اگر خدا تعالیٰ آپ کو (اس سفر سے مدینہ کو صحیح سالم) ان کے کسی گروہ کی طرف واپس لائے پھر یہ لوگ (کسی جہاد میں) چلنے کی اجازت مانگیں تو آپ یوں کہہ دیجئے کہ تم کبھی بھی میرے ساتھ نہ چلو گے اور نہ میرے ہمراہ ہو کر کسی دشمن سے لڑو گے تم نے پہلے بھی بیٹھے رہنے کو پسند کیا تھا تو ان لوگوں کے ساتھ بیٹھے رہو جو واقعی پیچھے رہ جانے کے لائق ہی ہیں اور ان میں سے کوئی مر جائے تو اس (کے جنازہ) پر کبھی نماز نہ پڑھیے اور نہ (دفن کے لئے) اس کی قبر پر کھڑے ہو جائیے کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ حالت کفر ہی میں مرے ہیں اور ان کے اموال اور اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان (مذکورہ) چیزوں کی وجہ سے دنیا میں بھی ان کو گرفتار عذاب رکھے اور ان کا دم حالت کفر ہی میں نکل جاوے اور جب کوئی ٹکڑا قرآن کا اس مضمون میں نازل کیا جاتا ہے کہ تم (خلوص دل سے) اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ہمراہ ہو کر جہاد کرو تو ان کے مقدور والے آپ سے رخصت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم بھی یہاں ٹھہرنے والوں کے ساتھ رہ جاویں وہ لوگ (غایت بے حمیتی سے) خانہ نشین عورتوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہو گئے اور ان کے دلوں پر مہر لگ گئی جس سے وہ (حمیت بے حمیتی کو) سمجھتے ہی نہیں۔ ہاں لیکن رسول اور آپ کی ہمراہی میں جو مسلمان ہیں انہوں نے (اس حکم کو مانا اور) اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا اور ان ہی کے لئے ساری خوبیاں ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ کو رہیں گے (اور) یہ بڑی کامیابی ہے۔

منافقین کا جہاد سے کترانا اور دوسروں کو بہکانے کی کوشش کرنا

تفسیر: یہ لوگ جن کو پیچھے چھوڑ دیا گیا ہے (اور جہاد میں ساتھ نہیں لیجایا گیا) رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت[۱] کر کے گھر بیٹھ رہنے پر خوش ہوئے اور اس کو انہوں نے ناپسند کیا کہ وہ خدا کی راہ میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے جہاد کریں اور آپس میں) کہا کہ (بلا کی گرمی پڑ رہی ہے اس گرمی میں مت جاؤ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دیجئے کہ) نادانو اس گرمی سے کیا بچتے ہو) دوزخ کی آگ اس سے بہت گرم ہے (اس سے بچو) کاش وہ (بات) سمجھتے ہوتے (اور دونوں گرمیوں کا موازنہ کر کے تھوڑی گرمی سے بچنے کے لئے اس سے کہیں زیادہ گرمی کو اختیار نہ کرتے خیر یہ لوگ اس بیٹھ رہنے سے خوش ہیں اور اس خوشی سے ہنستے ہیں) پس ہم ان سے کہتے ہیں کہ) وہ تھوڑا سا ہنس لیں اور ان (گناہوں) کے سبب جو وہ کرتے ہیں آخر میں بہت سا روئیں (ہمارا کچھ حرج نہیں)۔

---

[۱] اقول فی التعبیر عنہم بالمخلفین دون المتخلفین اشارۃ الی عدم الاعتداد لہم وعدم الاحتیاج الیہم ۱۲۔

منافقین کو آئندہ جہاد میں جانے کی اجازت نہ دی جائے

(خیر جبکہ ان کی یہ حالت ہے تو) اب اگر خدا تمہیں ان میں سے کسی جماعت کی طرف (صحیح سلامت اس جہاد سے) واپس لائے اور یہ تم سے کبھی (جہاد کے لئے) جانے کی اجازت لیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (صاف) کہہ دیجئے کہ اب نہ کبھی تم میرے ساتھ جا سکتے ہو اور نہ میرے ساتھ دشمنوں سے لڑ سکتے ہو تم پہلی مرتبہ بیٹھ رہنے سے خوش تھے تو اب بھی دوسرے بیٹھے والے (معذور) لوگوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔

منافقین کی نماز جنازہ بند کردی جائے: اور (چونکہ) اب ان کا حکم مسلمانوں کو نہیں رہا اس لئے) ان میں سے جو کوئی مرجائے اس پر کبھی نماز نہ پڑھیں اور (نماز) تو درکنار) ان کی قبر کے پاس بھی نہ کھڑے ہوں' کیونکہ انہوں نے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانا اور وہ ایسی حالت میں مرے کہ وہ کامل نافرمان تھے اور (اس مضمون سے جو معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کو ان سے سخت نفرت ہے طبعی طور پر یہ خیال ہو سکتا ہے کہ جب یہ حق تعالیٰ کے نزدیک اتنے مبغوض ہیں تو پھر ان پر یہ انعامات کیوں ہیں کہ ان کو مال اور اولاد دی گئی ہے اس لئے کہا جاتا ہے کہ)

منافقین پر (ظاہری) انعامات کی وجہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مالوں سے اور ان کی اولادوں سے تعجب نہ کریں (کیونکہ یہ ان کے حق میں انعام نہیں ہیں بلکہ) خدا چاہتا ہے کہ وہ ان کو (ان کی پریشانیوں میں مبتلا کر کے) دنیا ہی میں سزا دے (اور وہ زندگی جو ان کو نہایت مرغوب ہے اس کو بھی ان کے لئے مکدر کردے) اور یہ (بھی چاہتا ہے) کہ ان چیزوں میں پھنس کر ان کی جان ایسی حالت میں نکلے کہ وہ کافر ہوں لہذا یہ نعمت نہیں ہے بلکہ نقمت ہے۔

منافقین کی شرمناک درخواست: اور جب قرآن کا کوئی حصہ (بدیں مضمون) نازل ہوتا ہے کہ تم خدا کو اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مانو اور اس کے رسول کے ساتھ مل کر جہاد کرو تو ان (منافقین) میں سے ذی مقدور اشخاص آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تو ان کے ساتھ رہنے دیجئے جو (معذوری کی وجہ سے جہاد سے) بیٹھ رہے ہیں (غضب کی بات ہے کہ یہ لوگ اس پر رضامند ہو گئے کہ وہ (زنانہ بن کر) جہاد میں نہ شریک ہو سکنے والی عورتوں کے ساتھ ہوں اور (گو یہ بات نہایت شرمناک ہے مگر) ان کے دلوں پر مہر کردی گئی ہے لہذا وہ نہیں سمجھتے (کہ یہ لوگ جو مسلمان ہیں اپنے مالوں سے بھی جہاد کرتے ہیں اور اپنی جانوں سے بھی اور یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے بہت سی بھلائیاں ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو پورے کامیاب ہیں' خدا نے ان کے لئے وہ باغات جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی یوں تیار کر رکھی ہیں کہ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے (حقیقت یہ ہے کہ) یہ بڑی کامیابی ہے (اور لوگوں کو چاہئے کہ وہ اس کے حاصل کرنے کی کوشش کریں اور نہایت محروم ہیں وہ لوگ جو اس کو حاصل نہیں کرتے خیر یہ تو یہود مدینہ کی حالت تھی۔

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۰﴾ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۱﴾ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۪ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ

رَضُوْا بِاَنْ یَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۰﴾

ترجمہ: اور کچھ بہانہ باز لوگ دیہاتیوں میں سے آئے تا کہ ان کو (گھر رہنے کی) اجازت مل جائے اور (ان دیہاتیوں میں سے) جنہوں نے خدا اور اس کے رسول سے (دعویٰ ایمان میں) بالکل ہی جھوٹ بولا تھا وہ بالکل ہی بیٹھ رہے ان میں جو (آخرت تک کافر رہیں گے) ان کو دردناک عذاب ہوگا کم طاقت لوگوں پر کوئی گناہ نہیں اور نہ بیماروں پر اور نہ ان لوگوں پر جن کو خرچ کرنے کو میسر نہیں جب کہ یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ (اور احکام میں) خلوص رکھیں اور نکوکاروں پر کسی قسم کا الزام (عائد) نہیں اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں اور نہ ان لوگوں پر (کوئی گناہ و الزام ہے) کہ جس وقت وہ آپ کے پاس اس واسطے آتے ہیں کہ آپ ان کو کوئی سواری دے دیں اور آپ کہہ دیتے ہیں کہ میرے پاس تو چیز نہیں جس پر میں تم کو سوار کردوں تو وہ (ناکام) اس حالت سے واپس چلے جاتے ہیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں اس غم میں کہ (افسوس) ان کو خرچ کرنے کو کچھ میسر نہیں بس الزام (اور مواخذہ) تو صرف ان لوگوں پر ہے جو باوجود اہل سامان اور قوت (ہونے کے) گھر رہنے کی اجازت چاہتے ہیں وہ لوگ (غایت بے حمیتی سے) خانہ نشین عورتوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہو گئے اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی جس سے وہ (گناہ و ثواب کو) جانتے ہی نہیں۔

تفسیر: دیہاتی منافقین کا حال جہاد کے سلسلے میں: اور دیہاتیوں کی حالت یہ ہے کہ ان (دیہاتوں میں سے جو بہانہ باز تھے وہ تو اس غرض سے آئے کہ ان کو ان کی مصنوعی عذر کی بنا پر) اجازت دیدی جاوے کہ وہ جہاد میں شریک نہ ہوں) اور جنہوں نے خدا اور اس کے رسول سے (دعویٰ ایمان میں) سراسر جھوٹ بولا وہ بالکل ہی بیٹھ رہے (اور جھوٹے عذروں کا پردہ بھی نہ رکھا خیر کچھ مضائقہ نہیں) ان میں سے (جو لوگ توبہ کرلیں گو وہ بچ جائیں مگر) جو لوگ کفر پر مصر رہیں ان کو سخت تکلیف دہ عذاب پہنچے گا۔

معذور تنگ دست مسلمانوں کو جہاد میں عدم شرکت کی اجازت

نہ تو کمزور پر تنگی ہے (جیسے عورتیں یا بہت بوڑھے) اور نہ بیماروں پر (جیسے اندھے لنگڑے وغیرہ) اور نہ ان پر جن کے پاس خدا کی راہ میں خرچ کرنے کو کچھ نہیں (مگر یہ اسی وقت ہے) جبکہ وہ خدا اور اس کے رسول کے دل سے خیر خواہ ہوں (کیونکہ یہ لوگ نیکوکار ہیں اور نیکوکاروں پر (مؤاخذہ کی) کوئی راہ نہیں اور خدا نہایت بخشنے والا اور بڑا رحم والا ہے (اس لئے ان پر رحم کر کے ان کی عدم شرکت کو ان کے عذر کی وجہ سے معاف کردیا ہے۔

مفلوک الحال مخلص مسلمانوں کی شرکت جہاد سے معذوری

اور نہ ان لوگوں پر کوئی تنگی جن کی حالت یہ ہے کہ جس وقت وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس غرض سے آئیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سواری دیں اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دیں کہ میرے پاس تو کوئی سواری نہیں جو میں تمہیں دوں تو وہ ایسی حالت میں واپس ہوں کہ ان کی آنکھوں سے اس غم سے آنسو بہتے ہوں کہ ان کے پاس خدا کی راہ میں خرچ کرنے کو کچھ نہیں ہے (اور اس لئے وہ اس خدمت سے محروم ہیں۔

جہاد میں شریک نہ ہونے والے قابل مؤاخذہ افراد

سبیل (مؤاخذہ) صرف ان لوگوں پر ہے جو مالدار ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیٹھ رہنے کی) اجازت چاہتے ہیں (غضب کی بات یہ ہے کہ) یہ لوگ (اپنے زنانہ پن سے) اس پر راضی ہو گئے کہ وہ بیٹھ رہنے والی عورتوں کے ساتھ ہوں اور (گویہ بات نہایت شرمناک ہے مگر) ان کے دلوں پر (ان کے عناد کی وجہ سے) مہر کردی گئی ہے) اس لئے وہ نہیں جانتے کہ (یہ غیرت کی بات ہے کہ مرد ہو کر زنانہ بن جائیں۔